ذکر المصائب

تالیف

علامہ مرزا ھادی لکھنوی رحمتہ اللہ علیہ

تدوین

حجتہ الاسلام علامہ عابد عسکری فاضل قم

ناشر

اداره منہاج الصالحین جناح ٹاؤن ٹھوکر نیاز بیگ لاہور
Ph:5425372

حرف عقیدت

() یہ کتاب میں سرزمین حبش کی شہزادی، صبر و وفا کی ملکہ جناب فِضہ سلام اللہ علیہا کے نام نامی معنون و منسوب کرتا ہوں اس امید کے ساتھ کہ یہ باعظمت بی بی بارگاہِ رسالتؐ میں ہماری ''غلامی'' کی تصدیق فرمائیں گی۔

() میں ایک طویل عرصہ سے ایک ایسی ہستی کی تلاش میں تھا کہ جو قبر میں، قیامت کے روز میری شفاعت کرے، تو اچانک میری نظر جناب فضہ کے نام پر پڑی، محمدؐ وآل محمدؑ کے نزدیک بی بی سے بڑھ کر کوئی اچھا وسیلہ، ذریعہ اور سفارشی نہیں ہے کیونکہ جس بی بی کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہن اور جناب سیدہ ماں کہیں اور جناب امام حسنؑ و جناب امام حسینؑ اور جناب زینب وکلثومؑ انھیں اماں فضہ کہہ کر پکاریں بتایئے اس بی بی سے بڑھ کر کس کا رتبہ ہو سکتا ہے؟

() وہ جلیل القدر بی بی کہ شب عاشور جس سے امام حسینؑ کہہ رہے ہوں کہ اماں پریشان نہ ہو آج حسینؑ تیرا بیٹا بن کر بارگاہ الٰہی میں اپنی جان قربان کرے گا۔

() وہ عظیم بی بی کہ جس نے مدینہ سے لے کر کربلا تک، کربلا سے لے کر کوفہ و شام کے بیابانوں، بازاروں، درباروں، میں اسیرانِ کربلا کی شفیق ترین ماں کا کردار ادا کیا اور پھر شام سے مدینہ تک آل محمدؑ کے ہر ہر فرد کی خدمت کرتی رہیں۔ اس بی بی کے صبر و استقامت اور قدر و منزلت کے بارے میں دنیا کا کوئی فرد اندازہ نہیں لگا سکتا درحقیقت جناب فِضہ کے بارے میں خدا بہتر جانتا، یا محمد و آل محمدؑ ان کے رتبہ کو جانتے ہیں۔ میرے نزدیک جہاں عقیدت وعظمت کے تمام الفاظ ختم ہو جاتے ہیں وہاں سے جناب فضہ کی عظمت و منزلت کا آغاز ہوتا ہے۔

آل محمدؐ کے گھرانے کا ایک ادنیٰ سا غلام

عابد عسکری

شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہونے تک

پاک و ہند کے علمی و مذہبی حلقوں میں مقبول ترین کتاب ''ذکر المصائب'' پیش خدمت ہے' اس کا انداز اور اسلوب وہی ہے جو کہ توضیح عزا کا تھا۔ لیکن اس میں درج شدہ روایات اور مفاہیم اس کتاب کو ایک الگ اور منفرد دنیا میں لے جاتے ہیں۔ انتہائی ایمان پرور مضامین ایقان افروز روایتیں'' پڑھنے والوں کو فوراً اپنی گرفت میں لے لیتی ہیں۔ اور اس کتاب کا قاری جب تک اس کتاب کو پڑھ نہیں لیتا اتنے تک اس سے نظریں نہیں ہٹاتا۔ جیسا کہ توضیح عزا کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ مومنین کرام اس کا تین تین چار چار مرتبہ مطالعہ کر چکے ہیں۔ کچھ تو ایسے مومن بھی ہیں جو روزانہ نماز صبح اور تلاوت قرآن کے بعد اس کتاب کے چند اوراق کا مطالعہ ضرور کرتے ہیں ان کا کہنا ہے۔ نماز اور تلاوت قرآن ہماری عبادت ہے اور عزاداری ہماری عقیدت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہماری تمام کتابوں کو عوام میں خاصی پذیرائی ملی ہے۔ یہ الطاف امامت نہیں ہے تو کیا ہے؟ کہ آج ملک اور بیرون ملک میں رہنے والے مومنین کی ایسی کوئی لائبریری نہیں ہے کہ جس میں ادارہ منہاج الصالحین کی کوئی کتاب نہ ہو۔ چونکہ ہمارا ہر کام خلوص نیت اور دینی خدمت کے تحت شروع ہو کر پایہ تکمیل تک پہنچتا ہے' اس لئے اس کی مقبولیت میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ پھر ہمارا رابطہ اس دروازۂ عصمت سے ہے کہ جہاں سے فقیروں کو امارت درویشوں کو معرفت ولیوں کو ولایت ملتی ہے۔ ادارہ ہذا کی کوئی کتاب جب شائع ہو کر آتی ہے تو ہمیں جو خوشی حاصل ہوتی ہے اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ کسی شخص نے کسی باغبان سے پوچھا تھا کہ جب تمہارے باغ کے پھل پک کر تیار ہو جاتے ہیں تو تجھے کتنی خوشی ہوتی ہے؟ وہ بولا اتنی خوشی کہ اس کو میں بیان ہی نہیں کر سکتا۔ ان رنگ برنگے پھلوں اور خوبصورت میوہ جات کو دیکھ کر میرا دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ اور میری ساری تھکاوٹیں کافور ہو جاتی ہیں۔ ہماری کیفیت بھی کچھ ایسی ہی ہوتی ہے اگرچہ کتابوں کی طباعت و اشاعت کے لئے ہمیں مشکل ترین مرحلوں سے

گزرنا پڑتا ہے لیکن جب مشن پاک و پاکیزہ ہو مقصد ارفع و اعلیٰ ہو۔ سوچ کا محور خدمت دین ہو تو پھر کوئی مشکل نہیں رہتی اور کوئی مسئلہ' مسئلہ نظر نہیں آتا۔

ہم تین مقاصد کو سامنے رکھ کر کام کر رہے ہیں۔ پہلا یہ کہ جتنا بھی ہو سکے اور جیسے بھی ممکن ہو کہ علوم محمدؐ و آل محمدؐ کی بہتر طریقے سے خدمت ہو جائے'' دوسرا یہ کہ ہم جو بھی کتاب شائع کریں وہ جدید عصری تقاضوں کے عین مطابق ہو عام طور پر' شعر و ادب اور ناول سے متعلق کتابوں کو انتہائی خوبصورت اور دیدہ زیب انداز میں شائع کیا جاتا تھا۔ لیکن پاکستان میں ادارہ منہاج الصالحین واحد ایسا ادارہ ہے کہ جس نے اس تصور کو غلط قرار دیتے ہوئے دینی' اسلامی اور مذہبی کتب کو اس اندازہ سے شائع کیا کہ کشمیر سے لے کر کراچی تک کے باذوق قارئین سے داد تحسین وصول کی۔ تیسرا یہ کہ ہمارے ملک میں اب تک بہت سے مذہبی ادارے وجود میں آئے اور اپنی اپنی بساط کے مطابق کام بھی کیا اور پھر کچھ وجوہات کی بنا پر ختم بھی ہو گئے۔ ہم ان باعظمت لوگوں کو سلام پیش کرتے ہیں کہ جنھوں نے انتہائی مشکل حالات میں بھی شمع ولایت کو جلائے رکھا۔ اس پاک مقصد کی خاطر کچھ لوگوں کو اپنی جان کا نذرانہ بھی پیش کرنا پڑا' اللہ تعالیٰ ان مخلص مومنین کے درجات بلند کرے۔

ہمارا ہر ادارہ ایک خاص لگن اور جذبے کے ساتھ کام شروع کرتا ہے۔ لیکن طرح طرح کی الجھنوں اور پریشانیوں میں الجھ کر اور بے پناہ مسائل کا شکار ہو کر'' روبزوال ہو کر ختم ہو جاتا ہے۔ ہم نے بھی اس دینی خدمت کا آغاز ایک نئے جذبے اور ولولے کے تحت کیا تھا۔ الحمد للہ اس وقت آپ کا اپنا ادارہ ''منہاج الصالحین'' سو سے زائد کتابیں شائع کر کے اپنی پہلی ''سینچری'' مکمل کر چکا ہے اور یہ پاک و پاکیزہ مشن مزید جاری و ساری ہے۔ ہمارے باذوق قارئین جب ہماری حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ یا ہماری کوششوں کو فراخدلانہ طور پر سراہتے ہیں تو یقین جانیے! تھکی ہوئی طبیعت ہشاش بشاش ہو جاتی ہے اور خوابیدہ جذبے جاگ اٹھتے ہیں۔ ہمارے محترم اور فاضل دوست علامہ عابد عسکری نے ''ذکر المصائب'' کی تدوین و ترتیب میں جس محنت و خلوص سے کام کیا ہے اس پر ہم ان کے تہہ دل سے شکر گزار ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ علامہ عسکری صاحب کی توفیقات خیر میں اضافہ فرمائے۔ دو سو سال پہلے کی لکھی ہوئی کتاب کو ایک نئے انداز میں لکھنا اور پھر اس

کی کانٹ چھانٹ کرنا واقعی بہت مشکل کام ہے۔

☆ ذکر المصائب سینکڑوں روایات پر مشتمل ایک انتہائی معلوماتی کتاب ہے، قرآن و حدیث کی روشنی میں لکھے گئے فضائل اہل بیتؑ مجالس عزا کی فضیلت و اہمیت اور مصائب اہل بیتؑ کی بابت یہ ایک جامع اور تفصیلی کتاب ہے۔ انتہائی غمگین اور رلادینے والی روایتیں قاری و سامع کے قلب و ذہن کو بہت زیادہ متاثر کرتی ہیں اور آنکھیں آنسوؤں کی برسات برسانے لگ جاتی ہیں۔ مصنف کتاب نے مصائب اہل بیتؑ کو اس انداز میں تحریر کیا ہے کہ یوں محسوس ہوتا ہے جیسا کہ کائنات کا ذرہ ذرہ غم شبیرؑ میں نوحہ کناں ہو علامہ عسکری صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس خزانہ عامرہ' معلوماتی ذخیرہ یکجا کر کے ملت اسلامیہ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ آخر میں ہم ان مومنین و مومنات کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ جو خطوط' فیکس' ٹیلی فون' انٹرنیٹ کے ذریعہ سے ہماری حوصلہ افزائی کرتے رہتے ہیں۔ ہم ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ان کو ڈھیروں دعائیں دیتے ہیں۔ مولا پاک! علی ولیؑ کے تمام پروانوں کو آباد و شاد رکھے۔ پروف ریڈنگ کے فرائض شیخ خادم حسین اور غلام حبیب نے انجام دیئے ہیں۔ اس کتاب کی اشاعت میں ہمارے دوست سید جلال حسین کاظمی نے تعاون فرمایا ہے' پروردگار ان کے رزق میں برکت عطا فرمائے۔ ہم نے اپنی بساط کے مطابق کتاب کو چھاپنے اور سنوارنے کی بہت کوشش کی ہے تاہم اگر کہیں کوئی غلطی رہ گئی ہو تو براہ کرم ہمیں ضرور مطلع فرمائیں۔ انشاء اللہ دوسری اشاعت میں اس کی اصلاح کر دی جائے گی' دعا ہے رب العزت ہماری اس ناچیز سی کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ اور خداوند کریم ہماری تمام تر دینی و اسلامی خدمات کو قبول فرماتے ہوئے ہمیں ارفع و اعلیٰ کامیابیوں سے ہمکنار فرمائے۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے جلد ظہور کی دعا کے ساتھ آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔ اللہ نگہبان۔

عبدالزہراءؑ!

مولانا ریاض حسین جعفری فاضل قم

چیئرمین ادارہ منہاج الصالحین لاہور

ایک چھوٹی سی بات

جب ہم کسی موضوع پر غور وخوض کرتے ہیں تو عموماً ہماری رائے پہلے ہی ہمارے ذہن میں مرتب ہوتی ہے۔ بظاہر ہم تصویر کے دونوں رخ دیکھتے ہیں' لیکن حقیقت میں ہم اپنا ہی نقطہ نظر مقدم رکھتے ہیں اور ہمارا غور وفکر محض ہمارے پہلے سے کئے ہوئے فیصلہ کے لئے دلائل مرتب کرنے تک محدود ہوتا ہے۔ کسی چیز کا اصلی رنگ دیکھنا ہمارے لئے دشوار ہے۔

ہماری آنکھوں پر پہلے جس رنگ کی عینک چڑھی ہوتی ہے وہی رنگ ہمیں نظر آتا ہے۔ اگر ہم کسی انسان کو پسند کرتے ہیں تو اس کی برائی سننا گوارہ نہیں کرتے۔ اگر کسی کو برا سمجھتے ہیں تو اس کی کوئی خوبی ہمیں متاثر نہیں کرتی' دونوں صورتوں میں فیصلہ ہمارے جذبات کرتے ہیں۔ یہ روبہ صحت نہیں ہے۔

مخالفت برائے مخالفت اور موافقت برائے موافقت' دونوں ہی صورتوں میں انسان اپنے جذبات کا قیدی بن کر رہ جاتا ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ کسی بھی موضوع پر نتیجہ سے پہلے ہم خود اپنے آپ سے سوال کریں کہ کہیں ہم نے یہ فیصلہ جذبات کی رو میں بہہ کر تو نہیں کیا؟ کیا ہم اپنے اور دوسروں کے مسائل انصاف اور ایمانداری سے حل کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں؟

عابد عسکری

تو بے کفن ہے بھائی

سید وزیر حسین شیرازی، سرگودھا

اصغرؑ کو لائے سرورؑ آغوش میں اٹھا کر
پانی طلب کیا ہے سوکھی زبان دکھا کر
ظالم نے تیر مارا تب شہ نے پکارا
نانا مدد کو آؤ
اصغرؑ بھی اب سدھارا

ہمشکل مصطفیٰ ہے اور طالبِ رضا ہے
شہ کہہ رہے ہیں اکبرؑ حافظ تیرا خدا ہے
سن شمر بے حیا تو اتنی نہ کر جفا تو
لختِ دل علیؑ پر
تلوار مت چلا تو

امت کے ناخدا پر بے جرم و بے خطا پر
خنجر چلا رہا ہے احمدؐ کی بوسہ گاہ پر
ظالم ستا رہے ہیں خیمے جلا رہے ہیں
بے وارثوں پہ یارب
کیا ظلم ڈھا رہے ہیں

شیرِ خدا کی دختر یہ کہہ رہی تھی رو کر
تو بے کفن ہے بھائی میں بے ردا ہوں خواہر
آیا وزیر در پر شہ کے یہ عرض لے کر
رنج و الم نے گھیرا
بہر خدا مدد کر

فہرست مضامین

روایت نمبر ۷ ۹۳ تا ۱۰۲

حضورؐ کی آنکھوں سے امام حسینؑ کا اوجھل ہونا' فضائل اہلبیتؑ' کچھ دیر کے لیے حُر اور اس کی فوج کا امام علیہ السلام سے ملاقات کرنا اور ذکر مصائب۔

روایت نمبر ۸ ۱۰۳ تا ۱۱۱

زمین کربلا کی زمین کعبہ پر فضیلت' حضرت آدمؑ' حضرت ابراہیمؑ جناب رسولؐ خدا' جناب علی مرتضیٰؑ اور جناب امام حسین کا زمین کربلا پر پہنچنا اور تذکرہ جناب سکینہ بنت الحسینؑ کی پیاس کا۔

روایت نمبر ۹ ۱۱۲ تا ۱۲۴

حضرت امام حسینؑ کی سخاوت اور مصائب امامؑ اور شہادت حُر اور پرندوں اور جانوروں کا امامؑ کی مظلومیت و بے کسی پر گریہ و ماتم کرنا۔

روایت نمبر ۱۰ ۱۲۵ تا ۱۳۳

حضرت امام حسینؑ اور ان کے انصار کی فضیلت و عظمت' جناب رسولؐ خدا کا امام حسینؑ کی شہادت کے بارے میں قبل از وقت مطلع کرنا' جون حبشی کی شہادت۔

روایت نمبر ۱۱ ۱۳۴ تا ۱۴۴

امام حسینؑ پر رونے کا ثواب' مسمع کی روایت' ترکی غلام کی شہادت اور امام زین العابدینؑ کی مصیبت پر تاریخ کا دردناک نوحہ۔

روایت نمبر ۱۲ ۱۴۵ تا ۱۵۴

رونے کی فضیلت' امام حسینؑ کے لیے حضور پاکؐ کا سات مرتبہ تکبیر کہنا' امام عالی مقامؑ کا امت محمدی پر احسان' شہادت وھب۔

روایت نمبر ۱۳ ۱۵۵ تا ۱۶۵

لوح و قلم کیا ہے؟ جناب رسول خداؐ کا اپنی صاحبزادی جناب فاطمۃ الزہراءؑ کو شہادت حسینؑ سے مطلع کرنا' امام حسینؑ کا اپنے نانا محمدؐ کی پشت اقدس پر سوار ہونا' جناب شہزادہ قاسمؑ کی شہادت' قاسمؑ کی بہن کا اپنے بھیا کی لاش پر بین کرنا اور جناب سکینہؑ کا اپنے مظلوم بابا کی لاش سے لپٹ کر رونا۔

روایت نمبر۱۴ ۱۶۶ تا ۱۷۷

امام حسینؑ پر رونے کا ثواب' عبداللہ بن بکر کی وہ روایت جس میں امام مظلومؑ پر رونے کی تاکید کی گئی ہے' ایک دیندار شخص کا ایمان افروز واقعہ' کربلا والوں کی پیاس کا ذکر' شب عاشور کے کچھ واقعات اور حضرت شہزادہ قاسمؑ کے بارے میں مزید کچھ روایات۔

روایت نمبر ۱۵ ۱۷۸ تا ۱۸۹

اہل مجلس جب روتے ہیں' فضائل امام حسینؑ' مختصر سی فوج کو آمادۂ جہاد کرنا' حضرت عباس علمبردارؑ کا بھائیوں سمیت جامِ شہادت نوش کرنا۔

روایت نمبر ۱۶ ۱۹۰ تا ۱۹۷

جناب امام زین العابدینؑ کا فرزند عباسؑ کو دیکھ کر گریہ کرنا اور شہادت عباسؑ علمبردار۔

روایت نمبر ۱۷ ۱۹۸ تا ۲۰۸

امام حسینؑ کے مصائب پر گریہ کرنا کی فضیلت۔ مجلس عزا میں شریک ہونے کا ثواب۔ امام حسینؑ سے جناب رسولؐ خدا کی محبت۔

روایت نمبر ۱۸ ۲۰۹ تا ۲۱۸

حضرت امام حسینؑ کے فضائل و مناقب' آپ کی شان میں چند اشعار حضرت عباسؑ کے غم میں امام حسینؑ کا مرثیہ کہنا' جناب علی اصغرؑ کی شہادت۔

روایت نمبر ۱۹ ۲۱۹ تا ۲۲۸

جبرائیلؑ کا جناب امام حسینؑ کے لیے میوۂ جنت لانا' پھر امام علیہ السلام کے لیے بچہ آہو کا لایا جانا' شہادت علی اکبرؑ اور جناب زینبؑ کا خیمہ سے نکلنا اور اکبرؑ کے غم میں بے ہوش ہو جانا

روایت نمبر ۲۰ ۲۲۹ تا ۲۳۷

پانی پی کر امام حسینؑ کے قاتلوں پر لعنت کرنے کا ثواب' جناب رسول خداؐ کی حسینؑ سے بے پناہ محبت اور آنحضرتؐ کا قبل از وقت شہادت حسینؑ کی خبر دینا'

جناب زینبؑ سے پرانا لباس طلب کرنا اور شہادت امام مظلومؑ خیام حسینی کا جلنا' تبرکات کا لوٹا جانا' لاشہائے شہداءؑ پر گھوڑے دوڑانا۔

روایت نمبر ۳۴ ۳۶۲ تا ۳۷۰

عاشورہ کے دن ملائکہ کی کربلا میں آمد' حشر کے روز غم حسینؑ میں بہنے والے آنسو قیمتی ترین موتیوں میں بدل جائیں گے' حضرت محمد مصطفیؐ کے سامنے امام حسینؑ کا گھوڑے پر سوار ہونا' امام عالی مقامؑ کی شہادت کے بعد ذوالجناح کا درخیام پر آنا اور شہادت امام کی خبر دینا۔

روایت نمبر ۳۵ ۳۷۱ تا ۳۷۸

امام حسینؑ کے غم میں رونے کا ثواب' غم شبیرؑ پر رونے کے ثواب سے ایک شخص کا انکار کرنا' اور ظالموں کا امام زین العابدینؑ پر ظلم کرنا۔

روایت نمبر ۳۶ ۳۷۹ تا ۳۸۵

امام حسینؑ کا حضرت رسولِ خدا کی پشت اقدس پر سوار ہونا' پرندوں کا مدینہ کی دیواروں اور چھتوں پر بیٹھ کر شہادت امام حسینؑ کی خبر دینا اور حضرت فاطمہ صغریٰؑ کا گریہ و ماتم کرنا۔

روایت نمبر ۳۷ ۳۸۶ تا ۳۹۳

محبان علیؑ کے فضائل' پتھر کے بنے ہوئے شیر کا دسویں محرم کے روز گریہ کرنا' عبدالقادر کا اہلبیت اطہارؑ سے دشمنی کرنا' اسیرانِ کربلا کا لاشِ امامؑ پر آنا۔

روایت نمبر ۳۸ ۳۹۴ تا ۴۰۳

جناب امام حسینؑ کی ولادت باسعادت' جناب رسولؐ خدا کا اپنی صاحبزادی جناب سیدہؑ کے گھر پر تشریف لانا' شہزادہ کونین کی برکت سے فطرس فرشتہ کی خطاء کا معاف کیا جانا' امام مظلوم کی شہادت کے بارے میں چند روایات' جناب سکینہؑ کا اپنے بابا کی لاش پر درد انگیز بین کرنا۔

روایت نمبر ۳۹ ۴۰۴ تا ۴۱۲

اہلبیت اطہارؑ کی مظلومیت پر رونے کا ثواب' حضرت سلیمانؑ کا سرزمین

کربلا پر پہنچنا' جناب امام حسینؑ کی لاش اقدس پر جنات کا رونا اور ماتم کرنا' حضرت امام مہدی علیہ السلام کا اپنے جدِ امجد جناب مظلوم کربلا کے نام سلام غم۔

روایت نمبر ۴۰   ۴۱۳ تا ۴۲۳

مصائب اہلبیتؑ پر رونے اور ماتم کرنے کا ثواب' معجزانہ طور پر ایک جانور کا نبوت و امامت کا اقرار کرنا' مصائب کربلا کی بابت چند روایات' حضرت امام حسین علیہ السلام کی لاش اقدس پر جانوروں کا آ کر گریہ کرنا' شہداء کربلاء کی لاشوں کو پامال کرنے کے لیے یزیدی فوجیوں کی تیاری اور شیر کا آ کر لاش امامؑ کی حفاظت کرنا' جناب مسلمؑ کی صاحبزادی کا اپنے والدگرامی کی قبر پر آ کر ماتم کرنا۔

روایت نمبر ۴۱   ۴۲۴ تا ۴۲۹

ہرنی کا اپنے بچے کو لے کر بارگاہِ امامت میں پیش ہونا' تاراجیٔ خیام' تبرکات آل رسول کا لوٹا جانا' حضرت امام زین العابدینؑ کی پشت اقدس پر تازیانوں سے حملہ۔

روایت نمبر ۴۲   ۴۳۰ تا ۴۳۸

امام حسینؑ کا جھولا جھلانے کے لیے جبرئیل امینؑ کا آنا اور امام حسینؑ کا حالت نماز اپنے نانا جان حضرت رسولؐ خدا کی پشت اقدس پر سوار ہونا اور اپنے پیارے نواسے کی تھوڑی سی پریشانی' جناب سرور کائناتؐ کا گریہ کرنا' جناب حسینؑ کا تھوڑی دیر کے لیے جھولے سے روپوش ہونا اور جناب سیّدہؑ کا بے چین ہونا اور خاتون جنت کا اپنے پیارے حسینؑ کی لاش پر آنا اور دردانگیز بین کرنا۔

روایت نمبر ۴۳   ۴۳۹ تا ۴۴۶

حبشی کے کٹے ہوئے ہاتھ کو جناب علی علیہ السلام کا ملانا' سنگریزوں کا چمکتے دمکتے ہوئے جواہرات اور ہیروں میں بدل جانا' سرزمین کربلا پر معجزوں کا ظہور' جمال لعین کا جناب مظلوم کربلا کے دونوں ہاتھوں کو قتل کرنا' جناب رسولؐ خدا' جناب علی مرتضٰی' حضرت سیدہؑ' جناب حسن مجتبیٰؑ کا کربلا میں لاش حسینؑ پر تشریف لانا اور گریہ و ماتم کرنا۔

روایت نمبر۴۴ ۴۴۷ تا ۴۵۲

جناب امیر علیہ السلام کا حالت رکوع میں سائل کو انگوٹھی دینا' شہادتِ امام کے بعد ایک ظالم کا امام مظلوم کی انگلی کا کاٹنا' امام علیہ السلام کے سر اقدس کا جسم کے ساتھ جڑنا اور معجزانہ طور پر امام علیہ السلام کا اپنے نانا جان' والد گرامی' والدہ ماجدہ اور شہید بھائی کے ساتھ بات چیت کرنا۔

روایت نمبر۴۵ ۴۵۳ تا ۴۶۰

مجلس عزا میں شرکت کرنے کے فضائل' تاجروں کے ایک قافلہ کی کربلا میں آمد' ایک نصرانیہ عورت کا شہیدوں کی لاشوں کو دیکھ کر ایمان لے آنا۔

روایت نمبر۴۶ ۴۶۱ تا ۴۶۸

جناب رسولؐ خدا کا جناب فاطمہ زہراؑ کو واقعہ کربلا اور شہادتِ حسینؑ کے بارے میں پیشگی خبر دینا' ابن عباسؓ کا جناب رسالتمآبؐ کو انتہائی غمگین اور اداس حالت میں دیکھنا' اور عالم خواب میں سانحہ کربلا کی طرف اشارے کا ملنا' شہادت حسینؑ کے بعد پرندوں کا جناب رسول خدا کی قبر مطہر پر آکر رونا اور چلانا' خون حسینؑ کی برکت سے ایک معذور یہودی بچی کا شفایاب ہونا اور اس یہودی خاندان کا مسلمان ہونا اور جناب امام حسینؑ کی لاش اقدس پر ایک شیر کا آنا اور پہرہ دینا۔

روایت نمبر۴۷ ۴۶۹ تا ۴۷۷

ذاکر' شاعر آل محمد جناب دعبل خزاعی کا انتقال' ایک گناہگار عورت کا مجلس عزا میں شرکت کرنا اور ذکر حسینؑ کی برکت سے اس کا توبہ کرنا' اسیرانِ کربلا کی کوفہ میں آمد اور جناب عباس علمدارؑ کے سر اقدس کی غم انگیز کیفیت' اے کوفہ والو! صدقہ ہم پر حرام ہے' جناب ام کلثومؑ کا ایک درد ناک نوحہ۔

روایت نمبر۴۸ ۴۷۸ تا ۴۸۱

جناب امیرؑ کے خانہ' اقدس میں چکی کا خود بخود چلنا اور آٹا پیسنا جناب فاطمہ الزہراؑ کا بہشتی ناقہ پر سوار ہو کر میدان حشر میں تشریف لانا' اور محبان اہل بیت کی شفاعت کرنا اور اسیرانِ اہل بیت کی کوفہ میں آمد۔

روایت نمبر ۴۹ ۴۸۲ تا ۴۹۰

فضائل شیعیان علیؑ، پنجتن پاکؑ، کا اپنی اپنی نصف حسنات مومنین کو بخش دینا، اہل بیت اطہارؑ کے مصائب پر گریہ کرنا، اسیران کربلا کا ایک گرجا گھر میں رات بسر کرنا، اور شہداء کے سرہائے مبارک سے معجزات کا رونما ہونا اور پیر دیرانی سمیت کئی نصرانیوں کا مسلمان ہونا۔

روایت نمبر ۵۰ ۴۹۱ تا ۴۹۸

اللہ تعالٰی نے عرش معلیٰ کو حسنؑ و حسینؑ کے پاک ناموں سے مزین کر دیا، جبرائیلؑ و اسرافیلؑ کا اہل بیت اطہارؑ کی خدمت کرنے کی وجہ سے فخر و مباہات کرنا، اسیرانِ کربلا کا کوفہ سے ہو کر شام کی طرف جانا، نصرانیوں کا یزیدیوں سے اظہار برأت کرنا، یزید کا امام مظلومؑ کے دندانِ اقدس پر چھڑی مارنا اور آل رسولؐ کے ساتھ ہتک آمیز سلوک کرنا۔

روایت نمبر ۵۱ ۴۹۹ تا ۵۰۵

جناب امام حسینؑ اور یحییٰ بن زکریاؑ کے مصائب پر آسمان کا رونا، جناب رسول خداؐ کا بغیر رکوع کے پانچ سجدے کرنا، حاتم طائی کی صاحبزادی کا غیر معمولی احترام،' حاتم طائی کی بیٹی کا جناب زینبؑ سے ملاقات کرنا اور مولائے کائنات کا اس کربناک منظر کو دیکھ کر گریہ کرنا۔ خیام حسینی میں یزیدی فوج کا آنا اور خیموں کو جلا دینا اور اسیرانِ کربلا کا دربار یزید میں جانا۔

روایت نمبر ۵۲ ۵۰۶ تا ۵۱۳

کربلا والوں کے غم میں رونے کا ثواب جناب شہر بانوؑ کے بارے میں ایک تاریخی واقعہ، تاراجیٔ خیام، شام کے بازار میں تماشائیوں کا ہجوم۔ یہ قیدیوں کا قافلہ کون ہے؟ دنیا والو آنکھیں بند کر لو یہ رسول خداؐ کی بیٹیاں ہیں۔ ایک بوڑھے شخص کی صدائے درد انگیز۔

روایت نمبر ۵۳ ۵۱۴ تا ۵۲۱

غمِ شبیرؑ میں رونے کا ثواب، ولادتِ حسینؑ کے وقت لُعبار حور کا خانہ بتولؑ

میں آنا' اور مبارک باد کے لئے فرشتوں کی آمد و رفت خولی کا امام حسینؑ کا سر تنور میں رکھنا' اور شام میں ایک بدکار عورت کا سر حسینؑ کو پتھر مارنا' اور قدرتِ خدا سے اس کی ملعونہ کی مکان کا چھت سے گر کر داصل جہنم ہونا۔

روایت نمبر ۵۴ ۵۲۲ تا ۵۳۱

حضرت امام حسینؑ کے غم میں آسمان و زمین اور فرشتوں کا رونا' بنی اسرائیل کے ایک شخص کے لئے جناب موسیٰ علیہ السلام کا دعائے مغفرت کرنا' اسیرانِ کربلا کا دربار شام میں پیش ہونا ابو برزہ اسلمی کا اٹھ کر یزیدیت کے خلاف احتجاج کرنا۔

روایت نمبر ۵۵ ۵۳۲ تا ۵۴۲

جناب داؤدؑ سے خطاب خداوندی کہ غریب مومنین سے اچھا سلوک کیا جائے' حضرت سلیمان علیہ السلام کی تواضع و انکساری' حضرت جرجیسؑ کا ظالم و جابر حکمران کے مظالم کے سامنے بے پناہ استقامت اختیار کرنا' اہل حرم کا سفرِ شام' اہل بیتؑ کی مظلومیت اور معجزہ دیکھ کر نصرانیوں کا اسلام لانا۔

روایت نمبر ۵۶ ۵۴۳ تا ۵۵۱

حضرت آدمؑ کا اسماء پنجتن کا درد کرنا' حضرت امام حسینؑ کا میدان حشر میں آنا اور رومی سفیر کا واقعہ ہندہ کا محل سے نکل کر قیدیوں کے پاس آنا اور ان کے بارے میں مختلف سوالات کا کرنا اور زنان شام کا اہل بیت اطہارؑ کی مظلومیت پر گریہ و ماتم کرنا۔

روایت نمبر ۵۷ ۵۵۲ تا ۵۵۹

فضائل جناب فاطمۃ الزہراء ؑ' جناب آدم علیہ السلام کا جناب سیدہؑ کو دیکھنا'' جناب علی مرتضیٰ' کا جناب فاطمۃ زہراءؑ کی چادر کا گروہی رکھنا'' اور اس چادر سے نورانی کرنوں کا ظاہر ہونا۔ اور جناب سیدہؑ کا یہودی کی بیٹی کی شادی میں شرکت کرنا اور معجزات دیکھ کر یہودی خاندانوں کا اسلام قبول کرنا اور اسیرانِ کربلا کا دربارِ یزید میں پہنچنا۔

روایت نمبر۵۸   ۵۶۰ تا ۵۶۹

بہشتی خرما کا ملنا' مصائب اہلبیتؑ ' دربار یزید میں اسیرانِ کربلا کی آمد' یزید کا امام حسینؑ کے سراقدس کے ساتھ بے ادبی سے پیش آنا' بادشاہ روم کا ایلچی کا یزید کے خلاف احتجاج کرنا۔

روایت نمبر۵۹   ۵۷۰ تا ۵۷۷

حضرت ابراہیمؑ کا اپنے پیارے بیٹے اسماعیلؑ کو راہِ خدامیں قربان کرنا'' مصائب حسینؑ' اہل حرم کا دربار یزید میں داخل ہونا اور جناب زینبؑ کا اپنے پیارے بھائی حسینؑ کے سرکو دیکھ کر ماتم کرنا۔

روایت ۶۰   ۵۷۸ تا ۵۸۷

فضائل جناب امام حسینؑ' جناب رسولؐ خدا کا بغیر رکوع کے پانچ سجدے کرنا' سیدہ علوی کا واقعہ' غم انگیز مصائب اہل بیتؑ اور ان کا دربار یزید میں جانا۔ اور ایک شامی ملعون کی گستاخانہ گفتگو۔

روایت نمبر۶۱   ۵۸۸ تا ۵۹۶

قیامت کے روز حسنین شریفین ؑ کے لئے دونور کے منبر لائے جائیں گے اور یہ دونوں شہزادے ان پر تشریف فرما ہوں گے۔ جناب امام حسینؑ کا ایک یہودی کے گھر جانا اور اس یہودی کا مشرف بہ اسلام ہونا' اسیران کربلا کا دربار یزید میں جانا' یزید کا جناب امام زین العابدینؑ کو قتل کرنے کا حکم دینا' جناب سکینہ کا قید خانے میں انتقال کرنا۔

روایت نمبر۶۲   ۵۹۷ تا ۶۰۶

فضائل امام زین العابدینؑ' مچھلی کے پیٹ سے موتیوں کا نکلنا' اہل حرم کا شام میں داخلہ اور ایک شامی کا اپنے افعال سے توبہ کرنا' اہل بیت اطہارؑ کو ایک ایسے پرانے مکان میں قید کرنا کہ جو سانپوں اور بچھوؤں سے بھرا ہوا تھا۔

روایت نمبر۶۳   ۶۰۷ تا ۶۱۳

حضرت امام حسین کے مصائب پر رونے کا ثواب' جناب رسولِ خدا کا امام

حسنؑ کے منہ اور امام حسینؑ کے گلے کو چومنا' آدھی رات کے وقت اہل حرم کا شام میں داخل ہونا' ام ہجام کا امام علیہ السلام کے سر اقدس کو پتھر مارنا۔

روایت نمبر ۶۴ ۶۱۴ تا ۶۲۱

اہلبیتؑ اطہارؑ کے غم میں رونے کا ثواب' جناب امام رضا علیہ السلام کی مجلس میں شاعر اہلبیتؑ دعبل خزاعی کی آمد اور ان کا امام علیہ السلام کے سامنے مرثیہ پڑھنا' دربار یزید میں اہل حرم کی پیشی۔

روایت نمبر ۶۵ ۶۲۲ تا ۶۳۲

جناب امام زین العابدینؑ کے فضائل و معجزات' مجلس عزا میں شرکت کرنے' عزاداروں کی خدمت کرنے کا ثواب' امام سجادؑ نے ایک مخلص مومن کا دامن جواہرات اور موتیوں سے بھر دیا' امام علیہ السلام کی دعا سے اس مومن کی بیوی کا زندہ ہونا' امام سجادؑ کا مرثیہ کہنا اہل حرم کا شام اور دربار شام میں جانا۔

روایت نمبر ۶۶ ۶۳۳ تا ۶۴۲

جناب رسولؐ خدا کے پاس جناب جبرئیلؑ کا امام حسینؑ کی ولادت باسعادت کی خوشخبری لے کر آنا' اہل حرم کا ایک پہاڑ پر پہنچنا' امام حسینؑ کے سر اقدس پر ایک پرندے کا گلاب پاشی کرنا' حضرت امام حسینؑ کے سر اقدس کے دفن ہونے کے بارے میں چند روایات' ایک روایت یہ بھی ہے کہ وہ سر جنت کی طرف چلا گیا۔

روایت نمبر ۶۸ ۶۴۳ تا ۶۵۲

فضائل جناب امیرؑ ' ایک محب اہلبیتؑ حبشی شخص کی تدفین و تکفین کا واقعہ اہلبیتؑ کی اسیری اور ہندہ کا خواب' جناب سیدہ روز قیامت عدالت الٰہی میں کس حالت میں آئیں گی؟ اور آپ کے گریہ و ماتم کی وجہ سے پورا اہل محشر روئے گا۔ جناب ام کلثومؑ کا امیر لشکر سے کہنا کہ جن جن نیزوں پر ہمارے پیاروں کے سر آویزاں ہیں وہ ہمارے سامنے سے ہٹا لیجئے کہ ہم ان سروں کو اس خالت میں نہیں دیکھ سکتے۔ جناب سیدہؑ قائمہ عرش کو پکڑ کر فریاد کرنا۔

روایت نمبر ۶۸ ۶۵۳ تا ۶۶۲

فضائل جناب فاطمہ زہراؑ، حضرت علی علیہ السلام کی شادی خانہ آبادی کی خوشی میں جنت میں حور و غلمان اور عرش معلیٰ پر فرشتوں کا جشن منانا، چرند پرند اور درند کا غم شبیرؑ میں آہیں بھر بھر کر رونا، میدان کربلا میں ایک شیر کا آنا اور لاش امام کی حفاظت کرنا، امام سجادؑ کا ہر شہید کی لاش پر آنا اور گریہ و ماتم کرنا، جناب حُر کی لاش کو گنج شہداء میں دفن کرنا، جناب زینبؑ کا اپنے بھائی کی قبر کے پاس رہنے کی خواہش، لیکن جناب سجادؑ کے اصرار پر بڑی مشکل سے مدینہ کی طرف روانگی۔

روایت نمبر ۶۹ ۶۶۳ تا ۶۷۳

اہل بیتؑ رسول کے غم میں رونا عبادت ہے، اہلبیتؑ کی زندان شام سے رہائی اور اسیران کربلا کا کربلا میں آنا اور پھر آل رسولؐ کی مدینے میں آمد، جناب امام سجاد علیہ السلام کا اپنے پیاروں کے غم میں گریہ و ماتم کرنا اور اہل مدینہ کا قیامت خیز گریہ کرنا، بشیر کا غم شبیرؑ میں مرثیہ کہنا۔ امام سجادؑ کا یہ کہنا کہ مدینہ والو! ہم اجڑ کر، لٹ کر تمھارے پاس آئے ہیں ہمارے پاس کچھ بھی تو نہیں رہا۔ سامعین و حاضرین کے لیے بجلی بن کر گرا، امام زین العابدینؑ نے چالیس حج کیے لیکن اپنے اونٹ کو کبھی چھڑی بھی نہ ماری کہ کہیں اس بے زبان کو تکلیف نہ پہنچے۔

روایت نمبر ۷۰ ۶۷۴ تا ۶۸۲

فضائل اہل بیتؑ اہل بیت اطہارؑ کا اپنے ماننے والوں کو اپنے اپنے نصف حسنات کا بخشنا، اللہ طاہرین علیہم السلام موت کے وقت اور قبر میں ہر مومن کے پاس تشریف لاتے ہیں، اپنے اہلبیتؑ کو دیکھ کر جناب رسولؐ خدا کا گریہ کرنا، جناب امام حسین علیہ السلام کی قبر اطہر کے بارے میں چند روایات، جناب سکینہؑ کا اپنے بابا کی لاش سے لپٹ کر ماتم کرنا اور ظالموں کا اس معصومہ کو اپنے باپ سے تازیانوں کے ذریعہ جدا کرنا۔

روایت نمبر ۱۷   ۶۸۳ تا ۶۸۷

غم شبیرؑ میں زمین و آسمان کا چالیس چالیس دنوں تک گریہ کرنا' جو آنکھ دنیا میں حسینؑ پر روئے گی وہ آخرت میں ہر طرح کے غم' دکھ سے محفوظ رہے گی۔ کسی نے امام سجادؑ سے کہا کہ مولا آخر آپ کب تک روتے رہیں گے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا جب تک زندہ ہوں' اس طرح گریہ و ماتم کرتا رہوں گا بھلا کربلا و شام کے مصائب بھی بھلائے جا سکتے ہیں؟ امام سجادؑ اگر کسی جانور' پرندے کو ذبح ہوتا ہوا دیکھتے تھے تو بے ہوش ہو جاتے۔

روایت نمبر ۲۷   ۶۸۸ تا ۶۹۸

حضرت امام علی علیہ السلام کا یتیموں سے حسن سلوک' جناب مسلم بن عقیلؑ کے دو صاحبزادوں کی شہادت کے بارے میں چند روایات۔

روایت نمبر ۳۷   ۶۹۹ تا ۷۰۹

حجرا سود کا امام سجادؑ کی امامت کی گواہی دینا' امام سجادؑ کا مسجد نبوی میں اعجازِ امامت سے سنگریزوں کو موتیوں میں بدلنا' عبد الملک لعین کا امام سجاد کو گرفتار کر کے دوبارہ شام میں روانہ کرنا۔

سفر شام میں جناب سیدہ زینبؑ کی شہادت۔

روایت نمبر ۴۷   ۷۱۰ تا ۷۱۷

مومن جب قبر سے اٹھے گا تو ایک شکل مجسم اس کے ساتھ نکلے گی مجالس امام حسینؑ میں شرکت کی فضیلت' میدانِ حشر میں سیدہ فاطمہ زہراءؑ کا تشریف لانا۔

❀........❀........❀

مقدمۂ مولف

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۝

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ خَلَقَنَا فِیۡ اُمَّتِهِ الَّذِیۡ فَازَ رُتۡبَتُه‘ اِلٰی قَابَ قَوۡسَیۡنِ وَاَكۡرَمَنَا بِوَلَايَةِ وَصِيِّهِ الَّذِیۡ رُدَّتۡ لَه‘ الشَّمۡسُ مَرَّتَيۡنِ وَشَرَّفَنَا بِحُبِّ الزَّهۡرَآءِ اُمِّ السِّبۡطَيۡنِ الَّتِیۡ فُضِّلَتۡ عَلٰی نِسَاءِ الۡعَالَمِيۡنَ جَعَلۡنَا مِنَ الۡبَاكِيۡنَ عَلٰی مُصَابِ الۡحَسَنِ وَالۡحُسَيۡنِ وَتِسۡعَةِ مِنۡ ذُرِيَّةِ الۡحُسَيۡنِ الَّذِيۡنَ مَنۡ بَكٰی عَلٰی مُصَابِهِمۡ رُجِّحَ حَسَنَاتُه‘ اَعۡمَالُ الثَّقَلَيۡنِ وَهُمۡ اَئِمَّةُ الۡمَشۡرِقَيۡنِ وَهُدَاةِ الۡمَغۡرِبَيۡنِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيۡهِمۡ مَادَامَ طُلُوۡعِ النَّيِّرَيۡنِ.

حمد و صلوٰۃ کے بعد عرض ہے کہ کتاب ضیاء الابصار اور جلاء العیون کے مطالعہ کے بعد میرے دل میں خیال آیا کہ ایک ایسی کتاب ترتیب دوں کہ جو ذاکرین و واعظین کو فائدہ دے سکے‘ چنانچہ میں نے فضائل و مصائب کی کتابوں کا مطالعہ کرنا شروع کر دیا اور زاد العاقبت‘ کتاب خرائج‘ بیاض فخری وغیرہ سے روایات اخذ کر کے خلاصۃ المصائب کے نام سے کتاب ترتیب دے دی‘ امید کرتا ہوں کہ ذاکرین و واعظین کرام میری اس مخلصانہ کاوش کو پسند فرمائیں گے اور میرے اور میرے والدین کے حق میں دعائے خیر کریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو سلامت رکھے‘ ہر ارضی و سماوی شر سے آپ لوگوں کو محفوظ فرمائے اور ماتم و عزا کی محفلوں میں آپ کی شرکت کو منظور و مقبول فرمائے۔

اس کتاب کی فہرست میں نے الگ لکھ دی ہے تاکہ جب کوئی ذاکر یا واعظ کوئی روایت نکالنا چاہے تو اس کو مزید زحمت نہ کرنی پڑے۔ یہ کتاب ۴۷ روایات پر مشتمل ہے۔ ذاکر کو چاہیے کہ موقعہ ومحل اور وقت کی مناسبت کے تحت مجلس پڑھے۔ اگر وقت کم ہے تو فضائل و مناقب پر مبنی ایک دو روایت سنا کر مصائب اہلبیتؑ شروع کر دے۔ بہتر ہے ان تمام روایات کو عربی عبارت سمیت یاد کریں کہ اس کے پڑھنے سے سننے والے پر رقت طاری ہوتی ہے اور پڑھنے والے کے علم میں اضافہ ہوتا ہے۔ ذاکر کو چاہیے کہ وہ بڑے ادب و احترام کے ساتھ مجلس پڑھے۔ مومنین و سامعین سے بڑے ادب کے ساتھ مخاطب ہو' ذاکر جب منبر پر جائے تو حتی المقدور باوضو ہو کر جائے کیونکہ منبر کا بہت بڑا رتبہ اور مقام ہے۔ کسی سے مقابلہ نہ کرکریں اور نہ ہی کسی دوسرے ذاکر کو حقیر سمجھیں بلکہ دوسرے ذاکرین کی حوصلہ افزائی کریں۔ کسی دوسرے ذاکر یا واعظ سے خوفزدہ نہ ہوں اور نہ کسی بڑے عالم دین سے مرعوب و مرغوب ہوں' آپ کو جو چیز بھی یاد ہے آپ اسے بڑے اعتماد کے ساتھ پڑھیں۔ ثواب کی نیت سے مجلس پڑھیں۔ یہ ہرگز خیال نہ کریں کہ میں فضائل پڑھوں گا تو مجھے اتنی داد ملے گی اور مصائب پڑھوں گا تو بہت زیادہ گریہ ہوگا۔ جب منبر پر جائیں تو خدا کی طرف رجوع کر کے مجلس کی ابتداء کریں۔ منبر پر جا کر سب سے پہلے فاتحہ کہہ کر سورہ الحمد کی تلاوت کریں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَمْ یُبْدَءُ بِسْمِ اللّٰہِ فَھُوَ اَبْتَرُ وَ کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَمْ یُبْدَءُ بِحَمْدِ اللّٰہِ فَھُوَ اَقْطَعُ کہ بسم اللہ شریف وحمد شریف کے بغیر کوئی کام کیا جائے تو وہ غیر مکمل ہی رہتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

دعا گو

مرزا محمد ہادی لکھنوی

ابتدائیہ

جناب مستطاب علامہ سید تصدق حسین رضوی رحمتہ اللہ علیہ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ شَہَادَۃَ الْحُسَیْنِ وَسِیْلَۃً لِنجَاۃِ الْمُذْنِبِیْنَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی وَصِیِّہٖ وَابْنِ عَمِّہٖ وَخَلِیْفَتِہٖ عَلٰی سَیِّدِ الْوَصِیِّیْنَ وَعَلٰی فَاطِمَۃَ الزَّھْرَاءِ الَّتِیْ فُضِّلَتْ عَلٰی نِسَاءِ الْعَالَمِیْنَ وَعَلَی الْاَئِمَّۃِ الْھُدَاۃِ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنَ. اما بعد ذاکرین و واعظین اور مومنین کرام کے لیے ایک بہت بڑی خوشخبری یہ ہے کہ کتاب ذکر المصائب' دوبارہ شائع کی جا رہی ہے بیشک یہ کتاب اصحاب علم و یقین کے لیے ایک لاجواب صحیفہ اور نایاب تحفہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ کتاب ۱۲۶۳ ہجری میں چھپی تھی' اس کے بعد یہ دوبارہ نہ چھپ سکی اور ذاکرین و واعظین اس کی طلب وجستجو کے لیے بہت زیادہ کوشش کرتے رہے۔ کوشش بسیار کے بعد ہم نے اس کو دوبارہ شائع کرنا چاہا تو اس کتاب کے مصنف و مؤلف علامہ مرزا محمد ہادی صاحب نے اجازت عنایت فرمائی اور اس کتاب کی اصلاح بنفس نفیس کی۔ برادران ایمانی کی خدمت میں گزارش ہے کہ اگر کسی جگہ پر کوئی عبارت یا لفظ کی غلطی ملاحظہ فرمائیں تو انسانی غلطی سمجھ کر معاف کر دیں۔ اگر ہماری یہ کاوش آپ کو پسند آئے تو

ہمارے حق میں دعا فرما دیں کہ ہمارا انجام بخیر ہو اور زندگی میں زیارات عتبات نصیب ہو۔ مرحوم کی یہ خواہش انشاء اللہ ضرور پوری ہوئی ہو گی اگر نہیں ہوئی تو اللہ تعالیٰ ان کو امام حسینؑ کے زواروں، ماتمداروں، عزاداروں میں شمار فرمائے یہ کتاب مستطاب بحرِغم و الم، قلزم ماتم مجمع المناقب، ذکر المصائب کہ جس کا ایک ایک حرف ماتمداران خاص آل عبا کے لیے نشتر رگ دل ہے اور جس کا پڑھنا عاصیان اُمت کی بخشش کے لیے وسیلۂ کامل ہے۔ اس کتاب کی کتابت جناب میر محمد عسکریؒ نے کی تھی۔ مئی ۱۸۸۸ء مطابق ماہ شعبان المعظم ۱۳۰۵ ہجری میں اس کا تیسرا ایڈیشن شائع ہوا۔ سرزمین ہند کے علمی شہر لکھنو میں یہ کتاب چھپ کر منظر عام پر آئی۔

روایت نمبر 1

★ ھندہ کا خواب دیکھنا'

★ امام حسین علیہ السلام کا مدینہ سے ہجرت کرنا'

★ اور روضہ رسولؐ اور جناب فاطمہ الزہراؑ کی قبر اقدس سے رخصت ہونا

★ اور اہل مدینہ سے الوداع کرنا۔

مولانا عابد عسکری

رُوِیَ اَنَّ هِنْدَ اُمَّ مُعَاوِیَةَ جَاءَ تْ اِلٰی دَارِ رَسُوْلِ اللّٰهِ عِنْدَالصُّبْحِ وَدَخَلَتْ وَ جَلَسَتْ اِلٰی جَنْبِ عَائِشَةَ.

روایت میں ہے کہ ایک روز صبح کے وقت معاویہ کی ماں ہندہ حضرت رسول اکرمؐ کے دولت سرا میں آئی اور جناب عائشہؓ کے قریب بیٹھ گئی۔ وَقَالَتْ لَهَا یَا بِنْتَ اَبَابَکْرِ رَأَیْتُ رُؤْیَا عَجِیْبَةً اور بی بی عائشہؓ سے کہنے لگی کہ اے جناب ابوبکرؓ کی صاحبزادی میں نے آج رات ایک عجیب وغریب خواب دیکھا ہے وَاُرِیْدُ اَنْ اقصّها عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ اور میں چاہتی ہوں کہ اس خواب کو جناب رسالتمآبؐ کی خدمت اقدس میں عرض کروں وَذَالِکَ قَبْلَ اِسْلَامِ وَلَدِهَا مُعَاوِیَةَ یہ واقعہ معاویہ کے (ظاہری طور پر) مسلمان ہونے سے پہلے کا ہے فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ خَبِّرِیْنِیْ بِهَا حَتّٰی اُخَبِّرَبِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بی بی عائشہؓ نے کہا تو وہ خواب مجھے بتا تا کہ میں اس کو جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں پیش کروں۔

فَقَالَتْ اِنِّیْ رَأَیْتُ فِیْ نَوْمِیْ شَمْسًا مُشْرِقَةً عَلَی الدُّنْیَا کُلِّهَا ہندہ نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک روشن ترین سورج آسمان پر بلند ہوا ہے اور اس کے نور سے پوری کائنات روشن ہوگئی ہے۔ فَوُلِدَ مِنْ تِلْکَ الشَّمْسِ قَمَرٌ فَاَشْرَقَ نُوْرُه‘ عَلَی الدُّنْیَا پھر کیا دیکھا کہ اس سورج سے ایک چاند پیدا ہوا کہ اس کے نور سے ساری دنیا روشن ہوگئی ہے۔

ثُمَّ وُلِدَ مِنْ ذَالِکَ الْقَمَرِ نَجْمَانِ زَهْرَانِ قَدْ اَزْهَرَ مِنْ نُوْرِهِمَا الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ اس کے بعد کیا دیکھتی ہوں کہ اس چاند سے دو چمکتے ہوئے ستارے نکلے کہ ان کے نور سے سارا عالم جگمگا اٹھا۔

فَبَیْنَمَا اَنَا کَذَالِکَ اِذْ بَدَتِ السَّحَابَةُ السَّوْدَاءُ مُظْلِمَةً کَاَنَّهَا اللَّیْلُ

اَلْمُظْلِمُ میں ابھی سورج' چاند اور تاروں کو دیکھ ہی رہی تھی کہ ناگاہ ایک طرف سے ایک سیاہ بادل نمودار ہوا جیسے اندھیری رات ہوتی ہے فَوُلِدَ مِنْ تِلْکَ السَّحَابَةِ السَّوْدَآءِ حَیَّةٌ رَقْطَا پھر دیکھا تو اس کالی گھٹا سے ایک ابلق سانپ پیدا ہوا فَدَبَّتِ الْحَیَّةُ اِلَی النَّجْمَیْنِ فَابْتَلَعَتْهُمَا اور وہ سانپ دونوں ستاروں کی طرف دوڑا اور ان دونوں کو نگل لیا۔ فَجَعَلَ النَّاسُ یَبْکُوْنَ وَیَتَاَ سَّفُوْنَ عَلٰی ذَیْنِکَ النَّجْمَیْنِ اس وقت لوگوں کا عجب حال دیکھا کہ وہ بے قرار ہو کر ان تاروں کے لیے رونے اور ماتم کرنے لگے اور ہر سر اور چہرے پر مٹی ڈالنے لگے اور ہر طرف رونے دھونے کی آوازیں بلند تھیں اور ایک عظیم ماتم برپا تھا قَالَ فَجَاءَ تْ عَائِشَةُ اِلَی النَّبِیِّ وَقَصَّتْ عَلَیْهِ الرُّؤْیَا راوی کہتا ہے کہ جناب عائشہؓ پیغمبر اکرمؐ کے پاس آئیں اور آپؐ کی خدمت میں ہندہ کا خواب نقل کیا فَلَمَّا سَمِعَ النَّبِیُّ کَلَامَهَا تَغَیَّرَتْ لَوْنَه' وَاسْتَعْبَرَ پس جب جناب رسول خداؐ نے یہ خواب سنا تو انتہائی پریشانی اور غم کی وجہ سے آپ کا رنگ مبارک متغیر ہو گیا وَقَالَ یَا عَائِشَةُ اَمَّا الشَّمْسُ الْمُشْرِقَةُ فَاَنَا حضرتؐ نے رو کر فرمایا اے عائشہؓ! وہ سورج تو میں ہی ہوں۔ وَاَمَّا الْقَمَرُ فَهُوَ فَاطِمَةُ اِبْنَتِیْ اور وہ چاند میری دختر نیک اختر فاطمہ زہرا ؑ ہیں۔ وَاَمَّا النَّجْمَانِ فَهُمَا الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ اور وہ دو ستارے میرے دونوں نواسے حسنؑ و حسینؑ ہیں وَاَمَّا السَّحَابَةُ السَّوْدَاءُ فَهُوَ مُعَاوِیَةُ اور وہ کالی گھٹا ہندہ کا بیٹا معاویہ ہے۔ وَاَمَّا الْحَیَّةُ الرَّقْطَا فَهُوَ یَزِیْدُ اور وہ ابلق سانپ یزید ہے۔ جناب فاطمة الزہراؑ کی وفات اور جناب علی مرتضیٰؑ کی شہادت کے بعد ان کے صاحبزادے حسنؑ کو زہر دے کر شہید کر دیا جائے گا اور ان کے بعد حسینؑ کو زبردستی مدینہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کیا جائے گا اور میدان کربلا میں لا کر حسینؑ اور ان کے تمام عزیز و جانثار

انتہائی بے دردی کے ساتھ شہید کر دیے جائیں گے اور ان کے پردہ داروں کو طوق درسن میں باندھ کر کوفہ و شام کے بازاروں اور درباروں میں پھرایا جائے گا۔ پھر ایک ایسا گروہ پیدا ہو گا۔ جو اُن کے غم میں شب و روز رہے گا ماتم کرے گا اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔

فَاَشْفَعُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اور میں قیامت کے دن ان کی شفاعت کروں گا اور ان کو بہشت میں لے جاؤں گا۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ کہ جن کے دل میں محمد و آلِ محمدؐ کی وِلا کا چراغ روشن ہے اور وہ اہلبیت اطہارؑ کے غم اور مصیبت کو یاد کر کے روتے ہیں حضرت محمد مصطفیٰؐ جن کی شفاعت کریں ان کی منزلت وعظمت کی کیا بلندی ہے۔

رُوِیَ اَنَّہٗ لَمَّا مَاتَ مُعَاوِیَۃُ بْنُ اَبِیْ سُفْیَانَ بَایَعَ النَّاسُ اِبْنَہٗ کَافَّۃً چنانچہ معتبر ترین کتب میں لکھا ہے کہ جب معاویہ پسر ابی سفیان کا انتقال ہوا تو یزید مسند حکومت پر متمکن ہوا جو لوگ اُس کے حامی تھے انھوں نے اس کی بیعت کی اِلاَّ اَھْلُ الْکُوْفَۃِ وَاَھْلُ الْمَدِیْنَۃِ مگر دو شہر باقی رہے مدینہ اور کوفہ والوں نے اس کی بیعت نہ کی فَکَتَبَ اِلٰی وَلِیْدِ بْنِ عَتَبَہ بِاَنْ یَّاخُذَ الْبَیْعَۃَ مِنْ اَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ خَاصَّۃً مِنَ الْحُسَیْنَ جب یزید حاکم ہوا تو اس بدطینت شخص نے مدینہ کے گورنر ولید بن عتبہ کو اس مضمون کے ساتھ خط تحریر کیا کہ اہل مدینہ سے بیعت لینا خاص طور پر حسین ابن علیؑ کو کسی لحاظ سے معاف نہ کرنا اور ان سے ہر حال میں بیعت لے کر رہنا فَاِنْ اَبٰی فَاضْرِبْ عُنُقَہٗ وَابْعَثْ اِلَیَّ بِرَاْسِہٖ پس اگر حسینؑ میری بیعت سے انکار کریں اور اسی وقت ان کا سر قلم کر کے میری طرف روانہ کر دینا۔

راوی کہتا ہے کہ جب یہ خط ولید نے پڑھا تو قدرے پریشان ہوا چونکہ

اس کے نام نہاد خلیفہ کا حکم تھا اس لیے ناچار اس نے اپنے ملازم کو حضرت امام حسینؑ کے پاس بھیجا اور پیغام میں کہا کہ مولا مجھے آپ سے ایک کام ہے آپ یہاں تشریف لے آیئے۔ اس وقت امام علیہ السلام روضہ رسولؐ پر بیٹھ کر دعا اور عبادت میں مصروف تھے آپ نے جب ولید کا پیغام سنا تو نہایت مغموم و محزون ہوئے اور اپنے دولت سرا پر تشریف لے آئے۔

راوی کہتا ہے کہ جناب زینبؑ، کلثومؑ، رقیہ امام عالی مقامؑ کی پریشانی کی کیفیت اور اداسی کو دیکھ کر سمجھ گئیں کہ فرزندِ زہراؑ پر کوئی نہ کوئی مصیبت آن پڑی ہے۔ سب بیبیاں رونے لگیں۔ آپؑ نے مخدراتِ عصمت کو صبر کی تلقین کی۔

فَجَمَعَ خَمْسِيْنَ رَجُلًا مِنْ اَهْلِبَيْتِهٖ وَمَوَالِيْهِ وَاَمَرَهُمْ بِالسِّلَاحِ پس آپؑ نے اپنے عزیز و انصار میں سے پچاس جوانوں کو جمع کیا اور حکم دیا کہ ہتھیار لگا لو میرے ساتھ ولید کے دربار میں چلو۔ میری اور ولید کی گفتگو کے دوران تم باہر دروازے پر کھڑے رہنا جب میں نعرہ تکبیر بلند کروں تو فوراً میرے پاس آ جانا قَالَ فَجَاءَ الْحُسَيْنُ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ وَرِدَآءٌ اَصْفَرَانِ یہ فرما کر حضرتؑ ولید کے دربار میں داخل ہوئے اس وقت آپؑ نے زرد قبا و رداء زیب تن کی ہوئی تھی۔

فَقَامَ اِلَيْهِ الْوَلِيْدُ وَاَجْلَسَه، عَلٰی يَمِيْنِهٖ امام علیہ السلام کو دیکھ کر ولید احترام کے لیے کھڑا ہو گیا اور آپؑ کو اپنی داہنی طرف بٹھایا۔

وَمَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ جَالِسٌ اِلٰی جَانِبِهٖ اور مروان بن حکم ولید کی دوسری طرف بیٹھا ہوا تھا فَلَمَّا اسْتَقَرَّ الْجُلُوْسُ بِالْحُسَيْنِ قَرَءَ الْوَلِيْدُ كِتَابَةَ يَزِيْدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ جب حضرت بیٹھ گئے تو ولید نے آپ کو یزید کا خط پڑھ کر سنایا وَقَالَ الْحُسَيْنُ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم اللہ کے لیے

ہیں اور اس کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

پھر فرمایا اے ولید مجھے محسوس ہوتا ہے کہ تو مجھ سے اس لیے بیعت لینا چاہتا ہے کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ فرزند رسولؐ نے یزید کو حاکم وقت کے طور پر مان لیا ہے۔ کیا بھلا ایسا ہوسکتا ہے کہ حق باطل کے سامنے اپنا سر تسلیم کر لے؟ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا فقال لَه' وَلِیْدُ اِنْصَرِفْ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ ولید نے عرض کی کہ مولا آپ تشریف لے جایئے فَقَالَ لَه' مَرْوَانُ وَاللّٰهِ لَئِنْ فَارَقْتَ الْحُسَیْنَ السَّاعَةَ لَا تَرٰی مِنْهُ اِلَّا الْغُبَارَ اس وقت مروان چلا اٹھا اور بولا اے ولید یہ تو کیا کر رہا ہے؟ اگر اس وقت امام حسینؑ نے بیعت نہ کی اور ہاتھ سے نکل گئے تو پھر وہ ہمارے قبضہ میں کبھی نہیں آ سکتے اور سوائے گرد و غبار کے تو کچھ نہیں دیکھے گا فَاحْبِسْهُ حَتّٰی یُبَایِعَ اَوْ اَضْرِبْ عُنُقَهٗ وَعُنُقَ اَصْحَابِهٖ فَاِنَّهُمْ اَصْحَابُ فِتْنَةٍ وَشَرٍّ پس مناسب یہی ہے کہ ان کو اس وقت قید کر لو اگر بیعت کریں تو فبھا ورنہ ان کا اور ان کے ساتھیوں کے سر قلم کر کے یزید کے پاس بھجوا دو کیا تو نہیں جانتا کہ حسینؑ ابن علیؑ جاںثار ساتھی فتنہ و فساد برپا کر دیں گے فَلَمَّا سَمِعَ الْحُسَیْنُ کَلَامَ مَرْوَانَ بْنَ الْحَکَمِ قَامَ عَلٰی قَدَمَیْهِ وَقَالَ کَذِبْتَ وَاللّٰهِ یَابْنَ الزَّرْقَا اَتَقْتُلُنِیْ یہ سن کر امام علیہ السلام تلوار پکڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا اے کمینہ! تو مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ ارے ملعون تو تو جھوٹا ہے کس کی جرأت ہے کہ میرے قریب آ سکے۔

فَضَرَبَ عَلَیْهِ السَّلَامُ عَلَیْهِ الْکُرْسِیَّ مِنَ الْحَدِیْدِ کَانَ فِیْ بَیْتِ الْوَلِیْدِ اس وقت امام حسینؑ نے ایک لوہے کی کرسی جو ولید کے دربار میں پڑی تھی۔ اٹھا کر ولید کو دے ماری وہ لعین بھاگا فَکَسَرُوْا الْبَابَ وَدَخَلُوْا الْدَّارَ پس جونہی حضرتؑ کی آواز بلند ہوئی حیدر کرارؑ کے شیر دوڑے اور دروازہ توڑ کر اندر داخل

ہوئے فَاَوَّلُ مَنْ دَخَلَ عَنْهُمْ شَاهِرًا سَيْفَهُ الْعَبَّاسُ بْنُ عَلِيٍّ سب سے پہلے حضرت عباس علمدارؑ اپنی تلوار نیام سے نکالے ہوئے بپھرے ہوئے شیر کی طرح ولید کے دربار میں پہنچے عبداللہ بن علیؑ، حسن مثنیٰ، قاسم بن حسنؑ، علی اکبرؑ ہم شکل پیغمبرؐ مسلم بن عقیل اور عبداللہ بن جعفر کے بیٹے اور دوسرے عزیز بھی ان کے ساتھ تھے فَهَمُّوا الدَّارَ وَهَمُّوا اَنْ يَضَعُوا اَسْيَافَهُمْ ان دلیر اور بہادر نوجوانوں نے ولید کے دربار کو گھیرے میں لے لیا اور چاہا کہ تلواریں نیام سے نکال کر لڑائی شروع کردیں فَمَنَعَهُمُ الْحُسَيْنُ مِنْ ذَالِكَ جناب امام حسینؑ نے ان سب نوجوانوں کو منع کیا اور ان سب کو اپنے ہمراہ لے کر باہر نکل آئے'

راوی کہتا ہے کہ جب سے حضرت امام حسینؑ ولید کے پاس گئے تھے تو جناب زینبؑ جناب ام کلثومؑ، جناب رقیہؑ، جناب ام لیلیٰ، سکینہ اور فاطمہ صغریٰ گھبراتی پھرتی تھیں کبھی دروازہ پر جاتی تھیں اور کبھی گھر کے صحن میں آتی تھیں اور سب بیبیاں زار و قطار رو رہی تھیں۔

اِذْ دَخَلَ الْحُسَيْنُ مَعَ اَهْلِبَيْتِهٖ فَوَجَدَ اُخْتَهٗ زَيْنَبَ وَسَكِيْنَةَ قَائِمَتَيْنِ خَلْفَ الْبَابِ مُنْتَظِرَتَيْنِ وَتَبْكِيَانِ امام حسینؑ اپنے عزیزوں کے ہمراہ گھر میں داخل ہوئے آپؑ نے دیکھا کہ زینبؑ، سکینہؑ دروازے کے پیچھے کھڑی اپنے پیاروں کی آمد کا انتظار کر رہی ہیں اور اس میں حضرتؑ بھی ان کو دیکھ کر رونے لگے اور فرمایا اے زینبؑ، اے سکینہؑ صبر کرو کہ یہ پہلی مصیبت ہے۔

راوی کہتا ہے کہ امامؑ کے گھر میں ایک کہرام برپا تھا فَلَمَّا جَنَّ اللَّيْلُ جَاءَ عَلٰى قَبْرِ جَدِّهٖ بَاكِيًا حَزِيْنًا جب رات ہوئی تو امام عالی مقام روتے ہوئے اپنے نانا کی قبر مبارک پر آئے وَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ

فَاطِمَةَ فَرْخُکَ وَابْنُ فَرْخَتِکَ اورعرض کی سلام ہو آپ پر اے نانا جان میں آپ کا حسینؑ ہوں' آپ کی پیاری بیٹی کا پیارا بیٹا اور وہ ہوں کہ آپ بار بار جس کو اپنے سینہ سے لگاتے تھے' بار بار جس کو اپنے کندھوں پر بٹھاتے تھے اور آپ نے امانت کے طور پر مجھے اپنی امت کے سپرد کیا تھا۔ فَاشْهَدْ عَلَيْهِمْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّهُمْ خَذَلُوْنِیْ وَضَيَّعُوْنِیْ وَلَمْ يَحْفَظُوْنِیْ پس نانا جان گواہ رہنا آپؐ کی امت نے مجھے بیحد پریشان کیا ہے یہاں تک کہ مجھ پر عرصہ حیات تنگ کر دیا ہے وہ مدینہ میں رہنے نہیں دیتے' اسی لیے تو آپؐ سے رخصت ہونے کے لیے آیا ہوں ثُمَّ يَبْكِیْ عِنْدَ الْقَبْرِ حَتّٰى اِذَا كَانَ قَرِيْبًا مِنَ الصُّبْحِ وَضَعَ رَاْسَهٗ عَلٰى قَبْرِهٖ وَنَامَ یہ کہہ کر امام علیہ السلام کافی دیر تک روتے رہے جب صبح کا وقت قریب ہوا تو آپؑ اپنا سر مبارک نانا کی قبر پر رکھ کر سو گئے (تھوڑی دیر کے لیے آپ کی آنکھ لگ گئی اتنی بڑی مصیبت میں انسان کو نیند بھلا کہاں آتی ہے)

وَاِذَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ قَدْ اَقْبَلَ وَمَعَهٗ جَمَاعَةٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ کہ آپؑ نے خواب میں جناب رسولؐ خدا کو دیکھا فرشتوں کا ایک دستہ آپ کے ساتھ ہے اور آپ روتے چلے آتے ہیں۔

حَتّٰى ضَمَّ الْحُسَيْنَ اِلٰى صَدْرِهٖ وَقَبَّلَ مَابَيْنَ عَيْنَيْهِ وَقَالَ یہاں تک کہ آپؐ جناب امام حسینؑ کے قریب آئے اور ان کو اپنی چھاتی سے لگایا اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسے دے کر فرمایا يَا حَبِيْبِیْ يَا حُسَيْنُ كَاَنِّیْ اَرَاكَ عَنْ قَرِيْبٍ مُرَمَّلًا بِدِمَائِكَ مَذْبُوْحًا بِاَرْضِ كَرْبَلَا اے میرے پیارے حسینؑ گویا میں تجھ کو دیکھتا ہوں کہ عنقریب تو اپنے خون میں لوٹ رہا ہے اور سرزمین کربلا پر قوم اشقیاء تجھ کو شہید کر رہی ہے۔

وَاَنْتَ مَعَ ذَالِکَ عَطْشانٌ لَا تَسقٰی وَظَمْأَنٌ لَا تُرْوَیٰ اور تو اس وقت پیاسا ہے اور پانی مانگتا ہے اور کوئی بھی تیری پیاس اور مظلومیت پر رحم نہیں کھاتا اور تجھے وہ پانی کا ایک گھونٹ بھی نہیں دیتے۔ اے حسینؑ! میں علیؑ فاطمہؑ، حسنؑ، ہم سب تیرے مشتاق ہیں پس آنے میں جلدی کیجئے۔

وَاِنَّ لَکَ فِی الْجَنَّةِ لَدَرَجَاتٍ لَنْ تَنَالَهَا اِلَّا بِالشَّهَادَةِ اے حسینؑ! اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے بہشت میں بہت سے درجے مقرر کیے ہیں لیکن وہ درجے تیری شہادت پر موقوف ہیں۔ ہمارے نزدیک امام حسینؑ نے اپنی بے مثال قربانی کے ذریعہ رضائے الٰہی خرید لی تھی، اس لیے بہشت کو ضرورت ہے امام علیہ السلام کی نہ کہ امام علیہ السلام بہشت کے محتاج ہیں بلکہ وہ شفاعت کر کے بے شمار لوگوں کو بہشت عطا کریں گے گویا حضور پاکؐ فرما رہے تھے کہ بیٹا بہشت تمہارا شدت سے انتظار کر رہی ہے۔

فَجَعَلَ الْحُسَیْنُ یَنْظُرُ اِلٰی جَدِّهٖ وَیَقُوْلُ یہ سن کر امام حسینؑ رسول خداؐ کو دیکھ کر رونے لگے عرض کی یَا جَدَّاهُ لَا حَاجَتَکَ فِی الرُّجُوْعِ اِلَی الدُّنْیَا نانا جان اب مجھے دنیا کی طرف جانے کی ضرورت نہیں ہے نہ مجھے اپنی قبر ہی میں لے لیجئے حسینؑ کا دل آپؐ کے لیے بیحد اداس ہے فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا بُدَّلَکَ مِنَ الرُّجُوْعِ اِلَی الدُّنْیَا حَتّٰی تُرْزُقَ الشَّهَادَةَ جناب رسول خداؐ نے فرمایا اے میرے نور چشم! آپؑ کو دنیا میں ضرور لوٹ کر جانا ہے یہاں تک کہ آپ کو شہادت عظمیٰ کی سعادت حاصل ہو۔

فَانْتَبَهَ الْحُسَیْنُ مِنْ نُوْمِهٖ فَزِعًا مَرْعُوْبًا امام حسینؑ یہ خواب دیکھ کر روتے ہوئے بیدار ہوئے اور آپ پر عجیب طرح کا غم والم طاری ہوا۔

ثُمَّ جَاءَ عَلٰی قَبْرِ اُمِّہٖ فاطِمَةَ الزَّھْرَآء پھر امام مظلوم انتہائی پریشانی اور دکھ کی حالت میں اپنی والدہ ماجدہ کی قبر پر آئے اور کہنے لگے۔

یَا اُمَّاهُ لَقَدْ اُزْعِجْنَا مِنْ جِوَارِكِ اے اماں! میں سخت مجبور ہوں' ظالم مجھ کو آپ کے شفیق و مہربان سائے سے دور کرنا چاہتے ہیں۔ہمیں یہاں پر رہنے نہیں دیتے۔ ابھی حضرت یہ کہہ رہے تھے کہ جناب زینبؑ روتی ہوئی تشریف لائیں اور اپنی پیاری ماں کی قبر سے لپٹ کر کہنے لگیں یَا اُمَّاهُ اَمَا سَمِعْتِ حَالَ كِتَابَةِ يَزِيْدَ اماں جان کچھ سنا آپؑ نے کہ یزید ملعون نے آپ کے بیٹے حسینؑ کے بارے میں کیا لکھا ہے کہ اگر حسینؑ بیعت کرے تو ٹھیک ہے ورنہ حسینؑ کا سر کاٹ کر اس کے پاس بھیجا جائے' اس وقت میرے بھیا حسینؑ سخت مجبور ہیں اور ناچار' ہم سب آپ سے جدا ہو رہے ہیں' یہ کہہ کر بی بی زینبؑ بہت زیادہ روئیں اور بار بار اپنی ماں کی قبر سے لپٹ جاتی تھیں اور قبر کو بوسہ دیتی تھیں۔ اپنی ماں کی قبر کی مٹی کو آنکھوں پر ملتی تھیں۔ اپنی بہن کی پریشانی اور غم کو دیکھ کر امام عالی مقامؑ بھی بہت زیادہ روئے کہ آپ علم امامت سے جانتے تھے کہ وہ اب کبھی واپس نہیں آئیں گے۔ رونا' ماتم کرنا ایک فطری بات تھی۔ پھر جس طرح حسینؑ اور زینبؑ کو اپنی ماں سے محبت تھی اس کی کہیں مثال ہی نہیں ملتی' محبت بھی عجیب اور الوداع بھی عجیب نوعیت کا تھا۔ اس الوداع نے پورے ماحول کو سوگوار کر دیا۔ اپنے جگر گوشوں کی مظلومیت اور اداسی کو دیکھ کر جناب فاطمہ زہراؑ کی روح کو جو تکلیف پہنچی ہو گی اس کے بارے میں دنیا کا کوئی شخص' نقشہ کشی نہیں کر سکتا۔ آہ غم ہی غم تھا' آنسوؤں کا ایک سیلاب جاری تھا الوداع اے مادر گرامی' خدا حافظ! اے میری پیاری ماں' ہم پردیس کی طرف جا رہے ہیں۔حسینؑ نے حسرت بھری نگاہ سے ماں کی قبر کو دیکھا

اور اپنی بہن زینبؑ کو ساتھ لے کر گھر کی طرف روانہ ہو گئے تا کہ سفر کی تیاری کرلیں ماں سے بیٹوں کی محبت کچھ عجیب طرح کی ہوتی ہے۔ بی بی زینبؑ مڑ مڑ کر اپنی ماں کی قبر کو دیکھتی ہوں گی۔

فَقَالَتْ اُمُّ سَلِمَةَ يَابُنَيَّ اِلٰى اَيْنَ فَبَكَى الْحُسَيْنُ وَقَالَ اِلَى الْعِرَاقِ جناب ام سلمہؓ سفر کی تیاری دیکھ کر بولیں۔ اے میرے پیارے بیٹے! آپ کہاں جا رہے ہیں؟ اس وقت امامؑ رونے لگے اور فرمایا: اے اماں! عراق کی طرف جا رہا ہوں۔

ثُمَّ قَالَتْ يَاحُسَيْنُ اَنَا اَخَافُ مِنْ ذَهَابِكَ اِلَى الْعِرَاقِ جناب ام سلمہؓ عراق کا نام سن کر بولیں بیٹا! مجھے تمہارے عراق جانے کی وجہ سے ڈر لگ رہا ہے۔ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهُوَ يَقُوْلُ يُقْتَلُ وَلَدِيَ الْحُسَيْنُ بِاَرْضِ الْعِرَاقِ يُقَالُ لَهَا كَرْبَلَا میں نے رسولؐ خدا کو بار بار یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرا فرزند حسینؑ سرزمین عراق (کربلا) پر انتہائی بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا جائے گا۔

فَبَكَى الْحُسَيْنُ بُكَاءً شَدِيْدًا وَقَالَ لَهَا يَااُمَّاهُ اَنَا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ذٰلِكَ یہ سن کر امام علیہ السلام بہت روئے اور فرمایا اے اماں! خدا کی قسم میں بخوبی واقف ہوں اور سب کچھ جانتا ہوں کہ وہاں جا کر اپنے عزیزوں اور ساتھیوں سمیت شہید ہو جاؤں گا۔ اے اماں! کربلا پر کیا موقوف ہے جہاں بھی جاؤں تو بھی یہ قوم جفاکار مجھے زندہ نہ چھوڑے گی۔ پھر جناب ام سلمہؓ نے پوچھا کہ بیٹا کون کون تمہارے ساتھ جائے گا۔ حضرتؑ نے ہر ایک کی طرف اشارہ کیا کہ یہ سب میرے ساتھ جائیں گے۔

فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيْدًا ثُمَّ قَالَتْ يَا حُسَيْنُ اِنْ كُنْتَ لَابُدَّ مُسَافِرًا اِلَى الْكُوْفَةِ فَلَمْ تُسِرُ اِلَيْهَا بِاَهْلِكَ وَنِسَائِكَ بی بی ام سلمہؓ کافی دیر تک روتی

رہیں اور بولیں اے حسینؑ اگر آپؑ نے جانے کا پکا ارادہ کر ہی لیا ہے تو اپنے بال بچوں اور خواتین کو اپنے ہمراہ نہ لے جایئے کہ آپؑ کی شہادت سے یہ سب اجڑ جائیں گے ان بیکس بچوں کا کیا بنے گا؟

فَبَکَی الْحُسَیْنُ بُکَاءً شَدِیْدًا وَقَالَ یَا اُمَّاهُ اَکْثَرُهُمْ یُقْتَلُوْنَ عَطْشَانًا

یہ سن کر جناب امام حسینؑ بہت زیادہ روئے اور فرمایا: اماں جان! بچوں میں سے اکثر مجھ سے بھی پہلے پیاس کی حالت میں شہید کر دیے جائیں گے' اس وقت سب نوجوان حضرت کے سامنے کھڑے تھے آپؑ نے ہر ایک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اے اماں یہ بچہ نیزے سے مارا جائے گا اور یہ تلوار سے ٹکڑے ہو گا۔

حَتّٰی هٰذَا الطِّفْلَ الَّذِیْ یَرْضَعُ فِیْ حِجْرِ اُمِّهٖ یُذْبَحُ مِنْ سَهْمِ الْعَدُوِّ

یہاں تک کہ یہ بچہ جو ماں کی گود میں دودھ پیتا ہے یہ دشمن کی تیر سے جام شہادت نوش کرے گا' اس وقت جناب علی اصغرؑ کا سن ڈیڑھ مہینہ کا تھا کم و زیادہ منقول ہے جب علی اصغرؑ کی ماں نے یہ خبر سنی تو روتے روتے بے ہوش ہو گئیں اور ماتم کرتے ہوئے کہا ہائے میرا اصغرؑ! تجھ پر تیری ماں قربان ہو جائے۔

روایت نمبر
2
جناب رسول خداؐ کا امام حسینؑ سے بے پناہ محبت کرنا'
امام حسینؑ کا مدینہ سے کوچ کرنا'
سفر اور شہادت کے مختلف مراحل اور المناک واقعات اہل حرم کے خیموں کا جل جانا'
اجڑی اور بیکس سیدانیوں کے پاس کھانے پینے کی اشیاء کا پہنچنا'
جنگلی شیر کا امام علیہ السلام کی لاش پر آنا۔
مولانا عابد عسکری

کتاب نہایہ میں ام الفضل دایہ سے حضرت امام حسین کے بارے میں روایت ہے کہ انھوں نے کہا دَخَلَ عَلَیَّ یَوْمًا رَسُوْلُ اللّٰہِ وَجَلَسَ وَقَالَ ھَلُمِّیْ اِلَیَّ اِبْنِیْ ایک روز جناب رسول خداؐ میرے گھر میں تشریف لائے اور بیٹھے اور فرمایا اے ام الفضل میرے پیارے بیٹے حسینؑ کو میرے پاس لے آیئے۔ میں نے امام حسینؑ کو حضرتؐ کی گود میں دیا۔

فَقَبَّلَه' وَضَمَّه' اِلٰی صَدْرِہٖ ثُمَّ اَقْعَدَه' فِیْ حِجْرِہٖ. جناب پیغمبر اکرمؐ نے امام حسینؑ کو اپنے سینے سے لگایا اور اپنے نور چشم کی پیشانی کو چوما اور گود میں بٹھا لیا کچھ دیر بعد امام حسینؑ کو میں نے آپؐ کی گود سے اس لیے اٹھانا چاہا کہ حضورؐ تھک گئے ہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا: اے ام الفضل! میرے پیارے نواسے حسینؑ کو آہستہ سے اٹھا کہیں اس کو تکلیف نہ پہنچے۔ کیا تم جانتی ہو کہ حسنؑ و حسینؑ میرے دل کے ٹکڑے ہیں، میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں، انہی کی وجہ سے تو میری زندگی کی رونق باقی ہے۔

مومنین کرام! اندازہ فرمایئے جناب رسولؐ خدا اپنے حسینؑ کی تھوڑی سی تکلیف کو برداشت نہ کرتے تھے خدا جانے آپؐ پر اس وقت کیا گزری ہو گی جب امام حسینؑ نے آپ کی قبر اطہر پر آ کر رخصت چاہی ہو گی اور رو رو کر کہا ہو گا السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَا الْحُسَیْنُ بْنُ فَاطِمَۃَ فَرْخُکَ وَابْنُ فَرْخَتِکَ نانا جان! اپنے حسینؑ کا سلام قبول فرمایئے میں آپ کا نور عینؑ حسینؑ ہوں آپ کی لخت جگر بیٹی کا عزیز ترین بیٹا...... آپؑ رات بھر نانا کی قبر سے لپٹ کر روتے رہے اور دعا بھی کرتے رہے، جب صبح قریب ہوئی تو امامؑ کی آنکھ لگ گئی، تو دیکھا کہ جناب رسولؐ خدا روتے ہوئے تشریف لائے اور حسینؑ کو چھاتی سے لگا کر

فرمایا اے حسینؑ میں دیکھ رہا ہوں کہ عنقریب تو سرزمین کربلا پر اپنے لہو میں لوٹ رہا ہے اور ایک بدترین قوم کے بدبخت لوگ تجھے قتل کر رہے ہیں اور تو اس وقت بہت پیاسا ہوگا' تو ظالموں سے اپنے اور اپنے بچوں کے لیے پانی مانگے گا تجھے نہ پانی دیا جائے گا اور نہ تجھ پر کسی قسم کا کوئی رحم کرنے والا ہوگا۔

جناب ام سلمہؓ کی روایت پہلے گزر چکی ہے اس کے ساتھ ملتی جلتی روایت ہے' کہ جب آپ عازم سفر ہوئے' جناب ام سلمہؓ نے کہا آپ عراق جانے کا ارادہ ترک کر دیجئے کہ میں نے آپؐ کے نانا جان سے سنا ہے کہ حسینؑ سرزمین عراق (کربلا) میں شہید کیا جائے گا۔ جناب امام حسینؑ نے کہا میں سب کچھ جانتا ہوں۔ خدا کی قسم میں نے ضرور ہی شہید ہونا ہے بلکہ میں قتل کے دن اور قاتل کو بھی جانتا ہوں بلکہ اگر آپؑ چاہیں تو میں اس زمین کو دکھا دوں۔

ثُمَّ اَشَارَبِیَدِهِ الشَّرِیْفِ اِلٰی جِهَةِ کَرْبَلَا فَانْخَفَضَتِ الْاَرْضُ حَتّٰی اَرٰهَا مَضْجَعَهٗ وَمَوْضِعَ مَعْرِکَتِهٖ پھر حضرتؑ نے اپنے دست مبارک سے زمین کربلا کی طرف اشارہ کیا' دوسری زمین نیچے کی طرف چلی گئی اور زمین کربلا اوپر کی طرف آ گئی' یہاں تک کہ امام علیہ السلام نے جناب ام سلمٰیؓ کو اپنی قتل گاہ (شہادت) کی جگہ دکھائی کہ میں یہاں پر زخمی ہو کر گروں گا اور وہاں پر خون سے رنگین اور خاک کربلا میں غلطاں لاشہ زمین پر پڑا رہے گا۔

یہ سن کر بی بی ام سلمہؓ بے اختیار روئیں اور فرمایا: اے بیٹا! چلو مان گئے آپؑ نے تو شہید ہونا چاہے ان پردہ داروں اور بچوں کا کیا ہوگا۔ ان کو پردیس میں نہ لے جائیے۔ امام علیہ السلام نے جب بیبیوں کا نام سنا تو بے اختیار رو دیے اور فرمایا۔

وَقَدْ شَاءَ اَنْ یَرٰی حَرَمِیْ وَنِسَائِیْ مَسبِیِّنَ مُشَرَّدِیْنَ وَاَطْفَالِیْ مذْبُوْحِیْنَ مَاسُوْرِیْنَ اے اماں! میرے مقدر میں یہی لکھا ہے کہ میں انتہائی بے دردی کے ساتھ شہید کیا جاؤں اور میرے بچے ذبح کیے جائیں اور میری بہنیں اور بیٹیاں قید ہو کر بے پلان اونٹوں پر سوار ہو کر کوفہ و شام کی گلیوں اور بازاروں' درباروں میں پھرائی جائیں وَهُمْ یَسْتَغِیْثُوْنَ فَلَا یَجِدُوْنَ نَاصِرًا وَلَا مُعِیْنًا اور وہ فریاد کریں گے اور کوئی ان کی فریاد کو نہ پہنچے گا۔

حضرت ام سلمہؑ نے کہا: بیٹا! تمہارے نانا نے مجھے کربلا کی مٹی دی تھی جس کو میں نے ایک شیشی میں بند کر رکھا ہے۔ یہ سن کر حضرتؑ نے بھی بہ اعجاز امامت کربلا سے مٹی منگوا کر دی اور فرمایا اے اماں یہ مٹی بھی علیحدہ سے ایک شیشی میں بند کر کے رکھ لو۔

فَاِذَا فَاضَتَا دَمًا فَاعْلَمِیْ اَنِّیْ قَدْ قُتِلْتُ پس جب دونوں شیشیوں سے خون ابلنے لگے تو آپ سمجھ لینا کہ میں شہید ہو گیا ہوں۔ یہ کہہ کر حضرتؑ نے مدینہ کو خیر باد کہہ دیا اور اہل مدینہ روتے رہ گئے حَتّٰی وَصَلَ الْحُسَیْنُ اِلٰی کَرْبَلَا یہاں تک کہ امام عالی مقامؑ وارد کربلا ہوئے۔ ادھر ابن زیاد نے فوجوں پہ فوجیں بھیجنا شروع کیں۔

فَاجْتَمَعَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ مَائَةُ اَلْفِ فَارِسٍ وَمِائَةُ اَلْفِ رَاجِلٍ وَمِائَةُ اَلْفِ رسالٍ یہاں تک کہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ چھ روز میں چھ لاکھ ملعون جمع ہوئے کہ ان میں دو لاکھ تیر انداز تھے یہ سب فقط فرزند رسولؐ کو قتل کرنے کی خاطر میدان کربلا میں جمع ہوئے۔ فوجوں کا ہجوم اس قدر زیادہ تھا کہ زمین کربلا نظر نہ آتی تھی اور گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سن کر بیبیوں اور معصوم بچوں کے دل گھبراتے تھے۔

چنانچہ ان ظالموں نے آتے ہی امام حسینؑ کے خیموں کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور دریائے فرات کا راستہ بند کر دیا۔

فَاضْطَرَبَتِ النِّسَاءُ حَتّٰی جَفَّ اللَّبَنُ لِاُمِّ الرَّضِیعِ اس وقت بیبیاں بہت زیادہ پریشان ہوئیں۔ یہاں تک کہ پیاس اور دکھ کی وجہ سے جناب علی اصغرؑ کے لیے ماں کا دودھ بھی نہ رہا قَالَ فَرَاَیْتُ اِنَّ اَکْثَرَ الصِّبْیَانِ یَخْرُجُوْنَ مِنَ الْخِبَاءِ وَیَقُوْلُوْنَ اَلْعَطَشُ اَلْعَطَشُ ثُمَّ یَدْخُلُوْنَ فِیْهَا.

راوی کہتا ہے کہ روز عاشور میں دیکھ رہا تھا کہ اکثر معصوم بچے پیاس کی وجہ سے باہر آتے تھے اور العطش العطش (ہائے پیاس' ہائے پیاس) کہہ کر روتے تھے اور فوج کی کثرت دیکھ کر پھر خیموں میں واپس چلے جاتے تھے۔

وَالْحُسَیْنُ فِیْ ثَمَانِیَةٍ وَعِشْرِیْنَ مِنْ اَهْلِ بَیْتِهٖ وَخَمْسِیْنَ رَجُلًا مِنْ صَحَابِهٖ ادھر' یزیدی لشکر ہر طرف پھیلا ہوا تھا' ادھر جناب امام حسینؑ کے ہمراہ اٹھائیس عزیز تھے جن میں بعض بچے تھے اور پچاس رفیق اور ساتھی تھے۔

عمر سعد لعین نے روز عاشور لڑائی شروع کی اور اس نے پہلا تیر لشکر حسینؑ کی طرف پھینک کر کہا اے گروہ کوفہ و شام۔ گواہ رہنا کہ امام حسینؑ کی طرف پہلا تیر میں نے پھینکا ہے' چنانچہ گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی۔ حضرتؑ کے عزیز اور جانثار ساتھی شہید ہونے لگے یہاں تک کہ شہزادہ قاسمؑ کی لاش دوڑتے اور بھاگتے ہوئے گھوڑوں کے سموں کے نیچے آ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی' حضرتؑ عباس علمدارؑ کے بازو تن سے جدا ہوئے جناب علی اکبرؑ کے سینہ پر برچھی لگی اور حسینؑ کے لخت جگر کے سینہ کو پارہ پارہ کر گئی اور حضرت علی اصغرؑ نے تیر ستم کھا کر جام شہادت نوش کیا۔ عزیزوں اور ساتھیوں میں سے جو بھی شہید ہو جاتا امام عالی مقامؑ اس کا لاشہ

اٹھا لاتے تھے۔ امامؑ نے یہ کام اس لیے کیا کہ لاشے گھوڑوں کے سموں کے نیچے کچل نہ جائیں۔ لیکن افسوس در افسوس کہ جب جناب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو کوئی بھی ایسا نہ تھا جو آپؑ کی لاش اٹھا کر خیمے میں لے آتا' آہ...... امامؑ شہید قتل ہو گئے' سیاہ آندھی چلی' پرندے آشیانے چھوڑ کر چیخنے چلانے لگے وَصَارَمَاءُ الْفُرَاتِ دَمًّا عَبِيطًا اور فرات کا پانی تازہ خون کی طرح جوش مارنے لگا اور نیزہ کے برابر اوپر کی طرف اچھلتا تھا۔ آسمان سے خون کی بارش برسنے لگی اور آفتاب کو گہن لگ گیا۔

فَنَادَى مُنَادٍ قُتِلَ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ہاتف سے ندا آئی ہے کہ رسولؐ خدا کا نورِ نظر' جناب زہراؑ کا لخت جگر اور حیدر کرارؑ کا عزیز ترین بیٹا شہید ہو گیا ہے۔

قُتِلَ وَاللّٰهِ الْاِمَامُ بْنَ الْاِمَامُ اَخُوْا الاِمَامِ افسوس کے امامؑ وقت' امامؑ کا بیٹا اور امامؑ کا بھائی انتہائی بے دردی کے ساتھ مارا گیا ہے۔

اہل مدینہ کو اس افسوسناک واقعہ اور المناک سانحہ کی بالکل خبر نہ تھی۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں مدینہ میں تھا' میں نے جناب رسول خداؐ کو خواب میں دیکھا وَهُوَ مُقْبِلٌ مِنْ نَحْوِ كَرْبَلَا کہ آپؐ کربلا کی طرف سے تشریف لائے ہیں اور سر اور ریش مبارک پر گرد پڑی ہوئی ہے۔ وَهُوَ بَاكِى الْعَيْنِ حَزِيْنُ الْقَلْبِ آپؐ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی ایک جھڑی ہوئی ہے اور بہت زیادہ غمگین و پریشان نظر آ رہے ہیں اور آپ کے ہاتھ میں دو شیشیاں تازہ خون سے بھری ہوئی ہیں۔

میں نے عرض کیا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاهَاتَانِ الْقَارُوْرَ تَانِ مَمْلُوَّتَانِ دَمًا اے پیغمبر خداؐ ان شیشیوں میں کس کا خون ہے۔ یہ سن کر آپ شدت سے روئے اور فرمایا هٰذِهٖ فِيْهَا دَمُ الْحُسَيْنِ وَهٰذِهٖ اُخْرٰى مِنْ دِمَاءِ اَهْلِبَيْتِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اس شیشی

میں تو میرے نواسے اور فرزند حسینؑ کا خون ہے اور دوسری میں ان کے عزیزوں اور جانثاروں کا خون ہے یہ خواب دیکھ کر میں بہت پریشان ہوا اور دل میں کہا کہ خدا خیر کرے اس طرح کا خواب میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ جب باہر نکلا فَرَاَیْتُ وَاللّٰہِ الْمَدِیْنَۃَ کَاَنَّھَا ضُبَابٌ میں نے دیکھا کہ مدینہ کو ایک غبار نے گھیر لیا ہے فَرَاَیْتُ الشَّمْسَ کَاَنَّھَا مُنْکَسِفَۃٌ اور آفتاب کو گرہن لگا ہوا ہے اور بادلوں سے سرخ خون کے قطرے گر رہے ہیں۔

وَرَاَیْتُ حِیْطَانَ الْمَدِیْنَۃِ عَلَیْھَا دَمٌ عَبِیْطٌ اور میں نے مدینہ کی دیواروں کو دیکھا کہ ان سے خون پھوٹ رہا ہے اور ناگاہ جناب ام سلمہؓ کے گھر سے رونے پیٹنے کی آوازیں بلند ہوئیں اور بی بی درد بھرے بین کرتی ہوئی کہہ رہی تھیں یَا بَنَاتِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَسْعِدِیْنِیْ وَابْکِیْنَ مَعِیْ فَقَدْ قُتِلَ سَیِّدُکُنَّ وَشَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ اے عبدالمطلبؑ کی بیٹیو! میرا ساتھ دو اور میرے ساتھ گریہ و ماتم کرو کہ تمہارا سردار، تمہارا آقا و مولا شہید کر دیا گیا ہے۔ اہل جنت کے جوانوں کا سردار قتل ہو چکا ہے جناب ام سلمہؓ کی آواز سن کر سب عورتیں روتی ہوئیں، ماتم کرتی ہوئیں، ان کے گھر آئیں ہر طرف سے نوحہ ہی نوحہ تھا۔ ماتم کی صداؤں سے مدینہ کے در و دیوار لرز رہے تھے فَقِیْلَ مِنْ اَیْنَ عَلِمْتَ ذٰلِکَ کسی نے کہا: اے زوجہ رسولؐ خدا یہ خبر آپ نے کس سے سنی ہے اور شہادت امامؑ کی خبر کون لایا ہے؟

قَالَتْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ السَّاعَۃَ فِی الْمَنَامِ شَعِثًا مَذْعُوْرًا فَسَاَلْتُہٗ عَنْ ذٰلِکَ وہ بولیں کہ ابھی میں نے جناب رسولؐ خدا کو خواب میں دیکھا کہ آپؐ کا چہرہ مبارک اور ریش مبارک پر گرد پڑی ہوئی تھی اور حضرت بہت زیادہ غمگین و اداس تھے اور آپ کی آنکھوں سے اشکوں کا ایک سیلاب جاری تھا۔ میں نے عرض کیا کہ

آ قا! آپؑ نے یہ کیا حال بنایا ہے؟

فَقَالَ قُتِلَ ابْنِیْ الْحُسَیْنُ وَاَهْلُبَیْتِهٖ حضرتؑ رونے لگے اور فرمایا: میرا جگر گوشہ فرزند حسینؑ اپنے عزیزوں' ساتھیوں سمیت سرزمین کربلا میں بھوکا پیاسا شہید ہو گیا ہے۔ اس ڈراؤنے خواب سے میری آنکھ کھل گئی فَنَظَرْتُ اِلَی الْقَارُوْرَ تَیْنِ فَاِذَا صَارَتَا دَمًا عَبِیْطًا یَفُوْدُ پس میں نے ان دونوں شیشیوں کو دیکھا جو ایک مدت سے میرے پاس پڑی ہوئی تھیں کہ ان میں تازہ خون جوش مار رہا ہے۔ یہ عجیب و غریب ماجرا کو سن کر سب روتے اور ماتم کرنے لگیں' رونے اور پیٹنے کی صدائیں بلند ہوئیں' یوں لگ رہا تھا کہ قیامت کی گھڑی قریب آن پہنچی ہے۔

وَنُقِلَ اَنَّه' لَمْ یُقَلَّبْ فِیْ ذَالِکَ الْیَوْمِ حَجَرٌ وَلَا مَدَرٌ اِلَّا وُجِدَ تَحْتَه' دَمٌ عَبِیْطٌ اور مورخین نے لکھا ہے کہ اس روز زمین سے جو بھی پتھر یا ڈھیلا اٹھاتے تھے اس کے نیچے جوش مارتا ہوا تازہ خون پاتے تھے اور آسمان سے تازہ خون برستا تھا حَتّٰی بَقِیَ اَثَرُه' عَلَی الْبُیُوْتِ حَتّٰی فَنٰی یہاں تک کہ خون کا اثر گھاس اور سبزے پر باقی رہا اور وہ گھاس سوکھ کر ختم ہو گئی اور مدینے سے رونے پیٹنے کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں اور چاروں طرف قیامت کے آثار نظر آ رہے تھے۔

اِدھر ابن سعد کا لشکر' اہل بیتؑ کو لوٹ رہا تھا اور خیموں کو آگ لگا دی گئی تھی۔ جناب زہراؑ کی بیٹیاں وَامُحَمَّدَاہ وَاعِلِیَّاہ کی فریادیں بلند کر رہی تھیں۔ اور کوئی بھی ایسا نہ تھا جو ان بیکسوں' ان مظلوموں پر رحم کرتا اور وہ ظالم اپنے ظلم و ستم سے باز نہ آتے تھے۔ جب وہ لوٹ کر خیموں کو جلا کر فارغ ہو چکے تو بیکس سیدانیوں کو طوق و رسن پہنا دیے۔ آہ امام حسینؑ کے یتیم بچے کدھر جائیں کیا کریں' کس کو پکاریں کس سے مدد مانگیں؟ اگر رو کر کسی سے سوال کرتے ہیں تو وہ ان ننھی سی کلیوں

کے منہ پر طمانچے مارتے ہیں۔ اس وقت ظلم کی انتہا ہو گئی جب حسینؑ کی ننھی شہزادی سکینہؑ اور امام محمد باقرؑ کے ہاتھوں میں بھی زنجیر پہنا دیے گئے اور ان کے گلے میں طوق ڈالے گئے۔ ہائے قسمت! اب ان بے پلان اونٹوں پر علیؑ کی شہزادیاں، حسینؑ کی بہنیں، بیٹیاں اور ننھے منے بچے کس طرح اور کس حالت میں سفر کریں گے؟ جب یہ طوق و رسن شدید گرمی کی وجہ سے سخت گرم ہو جائیں گے تو اس کے نازک گلے اور ننھے منے ہاتھوں پر کیا گزرے گی؟

اَقَامَ ابْنُ سَعْدٍ بَقِيَّةَ يَوْمِهٖ ذٰلِكَ تو ابن سعد نے اس روز وہاں قیام کیا وَامَرَ بِقَطْعِ رُؤُسِ الْبَاقِيْنَ مِنْ اَصْحَابِهٖ وَاَهْلِبَيْتِهٖ فَقُطِعَتْ اور اس لعین نے حکم دیا کہ اہلبیتؑ اور اصحاب حسینؑ کے باقی سروں کو کاٹ لو۔ امام حسینؑ کی زندگی کسی ظالم کو جرأت نہ ہوتی کہ وہ کسی شہید کا سر کاٹ کر لائے۔ چنانچہ اس شقی کا حکم سنتے ہی ایک لعین جا کر جناب عباس علمدارؑ کا سر کاٹ لایا۔ کسی منافق نے جناب علی اکبرؑ کا سر جدا کیا کسی نے جناب قاسمؑ بن حسنؑ کا سر جدا کیا اور کسی نے عونؑ و محمدؑ کے سروں کو کاٹا اور کسی نے جناب حبیب ابن مظاہر کا سر جدا کیا اور کسی نے زہیر بن قین کے سر کو کاٹا، غرضیکہ تمام شہیدوں کے سروں کو کاٹ کر ابن سعد کے سامنے لائے وہ بدبخت بہت خوش ہوا۔ پھر حکم دیا کہ اہل بیت حسینؑ اور بچوں کے لیے کچھ کھانے پینے کو کچھ چیزیں بھیجو۔

اندازہ فرمایئے کہ جس وقت پانی آیا ہو گا اس وقت اہل بیتؑ پر کیا گزری ہو گی؟ اس دن اس پانی کے لیے عباسؑ کے شانے کاٹے گئے۔ علی اصغرؑ کے گلوئے نازک پر تیر لگا کہ وہ معصوم اسی صدمے سے شہید ہوا۔ علی اکبرؑ پیاس کی شدت کی وجہ سے جناب امام حسینؑ سے عرض کرتے تھے یَا اَبَتَاهُ اَلْعَطَشُ قَدْ قَتَلَنِیْ وَثِقْلُ

اَلْحَدِیْدِ اَجْھَدَنِیْ اے بابا! پیاس مجھے مار رہی ہے اور لوہے کا بوجھ مجھے تکلیف پہنچا رہی ہے۔ فَھَلْ اِلٰی شَرْبَۃٍ مِنَ الْمَاءِ سَبِیْلٌ پس بابا جان ایک گھونٹ پانی کا مل سکتا ہے کہ جس سے اپنی پیاس بجھا سکوں؟ فَبَکٰی الْحُسَیْنُ وَقَالَ یَعُزُّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلِیٍّ وَعَلَیَّ اَنْ تَدْعُوْھُمْ فَلَا یُجِیْبُوْکَ یہ سن کر جناب امام حسینؑ بہت روئے اور فرمایا: جناب رسول خداؐ جناب علی مرتضیٰؑ اور مجھے بہت دشوار ہے کہ تو پانی مانگے اور میں نہ دے سکوں۔

فَاَیْنَ لَکَ الْمَاءُ یَا بُنَیَّ پیارے بیٹے! میں تمہارے...... لیے کہاں سے پانی لاؤں؟ آخر وہ شہزادہ پیاسا شہید ہوا۔ اور شہادت کے وقت حضرت امام حسینؑ کا بھی یہی حال تھا یَلُوْکُ لِسَانَہٗ مِنَ الْعَطَشِ وَیَطْلُبُ الْمَاءَ حضرت پیاس کی وجہ سے اپنی زبان مبارک ہونٹوں پر پھیرتے تھے اور فرماتے تھے کہ تھوڑا سا پانی دے دو کہ میرا جگر پیاس کی شدت کی وجہ سے جل رہا ہے' لیکن یزیدی فوجی امام حسینؑ کے جواب میں تیر اور نیزے مارتے تھے اور امام عالی مقامؑ پر طنز کرتے تھے۔ بالآخر جناب امام حسینؑ کو شہید کر دیا اور پانی کی ایک بوند تک نہ دی۔ جب یہ حالت ہو تو اہلبیتؑ اپنی پیاس کیونکر بجھائیں؟ ابھی تک سب کی لاشیں خون میں ڈوبی ہوئی بے گور و کفن پڑے ہوئی ہیں اور سر نیزوں پر ہیں' اس صورت میں کھانے پینے کا کون سا موقعہ تھا چنانچہ اہلبیتؑ رسول نے جب کھانے اور پینے کی اشیاء کو دیکھا تو اپنے پیاروں کی بھوک و پیاس اور مظلومیت کو یاد کر کے بیساختہ رونے لگے' ماتم کی صدائیں بلند ہوئیں' مگر سبحان اللہ کیا مطیع خدا' مالک تسلیم و رضا تھے کہ حضرت امام زین العابدینؑ نے جو سمجھایا کہ صبر کرو اور خدا کی تقدیر پر راضی رہو' سب نے صبر و تحمل کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے امام وقت کے فرمان پر عمل کیا' لیکن روایات

میں یہ نہیں ملتا کہ اس رات خاندان رسولؐ کے کسی فرد نے کچھ کھایا پیا ہو۔

فَجَمَعَ اِبْنُ سَعْدٍ قَتْلاهَا وَصَلّٰی عَلَیْهِمْ وَدَفَنَهُمْ وَتَرَکَ الْحُسَیْنَ وَاَصْحَابَه، پس عمر سعد ملعون نے تو اپنے مرے ہوئے سپاہیوں کی لاشوں کو جمع کیا اور نماز پڑھ کر دفن کیا۔ لیکن امام حسینؑ اور ان کے عزیزوں اور ساتھیوں کی لاشوں کو ویسے ہی خاک میں پڑا رہنے دیا۔ افسوس صد ہزار افسوس اس دنیائے ناپائیدار اور اس ناپاک کی عقل پلید پر کہ وہ حسینؑ کہ جس کے لیے بہشت سے لباس آیا ہو اور اس کے نانا کے حق میں لَوْلاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ یعنی اے حبیب! اگر تو نہ ہوتا تو ہم آسمانوں کو پیدا نہ کرتے، لیکن زمانہ کی کتنی ستم ظریفی ہے کہ اتنے بڑے عظیم الشان پیغمبرؐ کے عزیز ترین نواسے اور ان کے عزیزوں کی لاشیں جلتی ہوئی زمین پر غسل دکفن کے بغیر پڑی ہیں، دوسری طرف یزیدیوں کی ناپاک لاشوں کو دفن کیا گیا۔

قَالَ لَمَّا مَضٰی یَوْمٌ جَاءَ الْقَوْمُ یَضْحَکُوْنَ اِلٰی عُمَرَ بْنَ سَعْدٍ وَقَالُوْا اِنَّا شِئْنَا اَنْ اَوْطَئْنَا الْخُیُوْلَ عَلٰی جُثَّةِ الْحُسَیْنِ راوی کہتا ہے، امام حسینؑ کی شہادت کے بعد کچھ لوگ عمر سعد کے پاس آئے اور ہنستے ہوئے کہا کہ اگر تم اجازت دو تو امام حسینؑ کی لاش پر گھوڑے دوڑا لیں؟ تا کہ ان (ملعونوں) کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اس لیے کہ ان کے باپ علیؑ نے لیلۃ الحریر اور جنگ صفین میں ہمارے باپ اور دادے قتل کیے ہیں۔ آج کا دن ہمارے بدلے کا دن ہے۔ یہ سن کر عمر سعد نے کہا کہ تم جو کرنا چاہو کر سکتے ہو۔ فَاَرَادُوْا اَنْ یُوْطُوا الْخَیْلَ عَلٰی جِسْمِ الْحُسَیْنِ پس ان ظالموں نے گھوڑے دوڑانے کا ارادہ کیا۔ جب یہ خبر اہل بیتؑ نے سنی کہرام مچ گیا کہ اتنی بڑی مصیبت کے بعد پھر اور مصیبت!

فَجَاءَ الْاَسَدُ وَیُقَبِّلُ جِسْمَ الْحُسَیْنِ وَھُوَ یَبْکِیْ وَیَقُوْلُ پس قدرت خدا سے ایک شیر نمودار ہوا اور لاشوں میں آ کر جناب سید الشہداء مظلوم کربلاؑ کی لاش کو ڈھونڈھنے لگا' جب امامؑ کی لاش کے قریب آیا تو امامؑ کے جسم شریف کے بوسے لینے لگا اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر بولا اُنْظُرْ اِلٰی ابْنِ بِنْتِ نَبِیِّکَ قَتَلُوْہُ عَطْشَانًا ثُمَّ اَرَادُوْا اَنْ یُوْطُوا الْخَیْلَ عَلٰی جِسْمِہٖ بارالٰہا! اپنے پیغمبرؐ کے نواسے کی بیکسی اور مظلومیت کو دیکھ کہ ان لوگوں نے اسے تین روز کا پیاسا شہید کیا اور مرتے دم تک پانی نہ دیا اور اب یہ چاہتے ہیں کہ اس کی لاش پر گھوڑے دوڑائیں ثُمَّ حمل حَتّٰی قَتَل مِنْھُمْ ثَلٰثَۃَ عَشَرَ رَجُلاً یہ کہہ کر شیر نے ان ظالموں پر حملہ کیا اور تیرہ یزیدیوں کو واصل جہنم کیا اور باقی بھاگ گئے اور حضرت کا جسم مبارک مزید ایذاء سے محفوظ رہا۔

اَللّٰھُمَّ الْعَنْ قَتَلَۃَ الْحُسَیْنِ وَاَصْحَابِہٖ یا اللہ! امام حسینؑ اور ان کے عزیزوں اور ساتھیوں کے قاتلوں پر لعنت بھیج۔

روایت نمبر
3
★ مصائب اہلبیتؑ پر گریہ کرنے کی فضیلت
★ جناب سیدہ ہر مجلس عزا میں تشریف لاتی ہیں
★ اور امام حسینؑ کا سفر کرنا
★ اور جناب فاطمہ صغریٰؑ کو بیماری کی وجہ سے مدینہ میں چھوڑنا۔
مولانا عابد عسکری

قَالَ الْبَاقِرُ عَلَيْهِ السَّلامُ اَيُّمَا مُؤْمِنٍ ذَرَفَتْ عَيْنَاهُ عَلٰى مُصَابِ جَدِّىَ الْحُسَيْنِ حَتّٰى تَسِيْلَ عَلٰى خَدِّهٖ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا جس مومن کی آنکھیں سید الشہداء کی وصیت کو سن کر تر ہو جائیں یہاں تک کہ آنسو کا ایک قطرہ اس کے چہرے پر بہہ نکلے بَوَّاهُ اللّٰهُ فِى الْجَنَّةِ غُرُفًا يَسْكُنُهَا اَحْقَابًا اس کا ثواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے بہشت میں جگہ عطا فرماتا ہے کہ وہ اس میں ہمیشہ رہا کرے گا۔

وَرُوِىَ اَنَّ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ تَجِئُ فِىْ مَجْلِسٍ يُذْكَرُ فِيْهِ مَصَائِبُ الْحُسَيْنِ اور روایت میں ہے کہ جس گھر یا جس جگہ پر حضرت امام حسینؑ کے مصائب بیان ہوتے ہیں تو جناب فاطمۃ الزہراؑ بھی اس مجلس میں تشریف لاتی ہیں۔

ومعها مَرْيَمُ وحَدِيْجَةُ وَاٰسِيَةُ اور جناب سیدہؑ کے ہمراہ جناب مریمؑ جناب خدیجۃ الکبریٰؑ اور جناب آسیہؑ بھی ہوتی ہیں۔

وَفِىْ يَدِهَا خِرْقَةٌ تَمْسَحُ بِهَا دُمُوْعَ الْبَاكِيْنَ وَتَقُوْلُ طُوْبٰى لَكُمْ يَا اَحِبَّائِى تَعْزُّوْنَ وَ تَبْكُوْنَ عَلٰى وَلَدِىَ الْغَرِيْبِ الَّذِىْ لَيْسَ لَهٗ اَبَوَاهُ فِى الدُّنْيَا انا اُشْرِكُ مَعَكُمْ فِى الْعَزَاءِ وَاَشْفَعُكُمْ فِى الْقِيَامَةِ اور بی بی پاکؑ کے ہاتھ میں رومال ہوتا ہے اُس سے آپ غم حسینؑ میں رونے والوں کے آنسو پونچھ کر بکمال شفقت فرماتے ہیں کہ آپ لوگ کس قدر خوش نصیب ہیں اے ہمارے ماننے والو! تم ایسے میرے غریب بیٹے پر روتے ہو کہ دنیا میں جس کے والدین بھی نہیں ہیں اور میں تمہارے ساتھ اس کے غم میں رونے اور ماتم کرنے میں شریک ہوں اور قیامت کے روز میں تم مومنوں کی شفاعت کروں گی۔

اندازہ فرمایئے کہ جس شخص کی جناب رسولؐ خدا اور جناب فاطمۃ الزہراؑ شفاعت کریں اس کا جنت میں کس قدر بلند رتبہ و درجہ ہوگا۔

روایت میں ہے اِنَّ فَاطِمَةَ الصُّغْرٰی کَانَتْ مَرِیْضَةً یَوْمَ خُرُوْجِ وَالِدِهَا مِنَ الْمَدِیْنَةِ اِلَی الْعِرَاقِ کہ جس روز حضرت امام حسینؑ نے مدینہ سے عراق کی طرف کوچ کیا تو اس وقت امام زادی جناب فاطمہ صغریٰ ؑ بیمار تھیں اور ان کے وجود مبارک میں حد سے زیادہ کمزوری اور نقاہت پیدا ہوگئی تھی اس لیے حضرت امام حسینؑ نے اپنی صاحبزادی صغریٰؑ کو جناب بی بی ام سلمہؓ کے سپرد کیا اور فرمایا اماں جان میری اس بیمار اور غمگین اداس بیٹی کا خاص خیال رکھنا۔ جس وقت بی بی فاطمہ صغریٰ ؑ نے یہ بات سنی کہ بابا مجھے اس گھر میں تنہا چھوڑ کر روانہ سفر ہو جائیں گے تو کمزوری و نقاہت کے باوجود چل کر اپنے والد گرامی کے پاس آئیں اور عرض کی بابا جان میں نے سنا ہے کہ آپ پردیس جا رہے ہیں اور اس بیمار کو ساتھ لے کر نہیں جا رہے؟ بابا میں نے جب سے یہ بات سنی ہے میری بیماری میں اضافہ ہوگیا ہے۔ آپ سب کو تو اپنے ساتھ لے کر جا رہے ہیں یہاں تک میرے شیرخوار بھائی کو بھی...... اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوگئی ہے تو مجھے معاف کر دیجئے' آپ کریم ابن کریم ہیں'

حضرتؑ نے فرمایا پیاری بیٹی! میں آپ سے ناراض نہیں ہوں۔ بیٹا دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو بہت زیادہ تکلیف ہے بیماری اور کمزوری کی وجہ سے دور دراز کا سفر نہیں کر سکیں گی' اس لیے تجھے تیری جدہ ماجدہ ام سلمہؓ کے سپرد کرتا ہوں کہ وہ تیری بڑی غمخوار ہیں" بی بی صغریٰ ؑ نے عرض کی: بابا جان! میں آپ کے بغیر اور اپنے دوسرے گھر والوں کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی' اگر میں آپ کے ساتھ جاؤں گی

تو یقین ہے کہ مجھے جلد شفاء ہو گی اگر میں آپ کے ہمراہ سفر کرتے ہوئے مر بھی گئی تو یہ مرنا مجھے منظور ہے۔ بابا جان میں آپ کے بغیر کس طرح زندہ رہ سکتی ہوں؟ پھر آپ کے ساتھ جو لوگ یا بچے جا رہے ہیں ان کے بغیر تو میں ایک پل بھی نہیں رہ سکتی۔ میرا جی یہاں پر کس طرح اور کیسے لگے گا۔ میں اپنا دل کس سے بہلاؤں گی۔

اپنی عزیز ترین بیٹی کی باتیں سن کر امام عالی مقامؑ کافی دیر تک روتے رہے۔ شہزادی کے سر پر بوسہ دے کر فرمایا آہ میری بیٹی تیرا غریب و بیکس بابا کیا کرے آخر مجھے یہاں سے جانا تو ہے۔ یہ سفرِ شہادت کا سفر میری قسمت میں ضرور لکھا ہے فَاَمَرَ الْعَبَاسَ بِتَجْهِيزِ الْاُمُوْرِ پھر امام علیہ السلام نے اپنے برادر حق شناس عباسؑ کو حکم دیا کہ اونٹوں پر محملیں کسواؤ اور اہلبیتؑ کو سوار کرو اور باقی سامان سفر بھی تیار کرو۔ آج ہم نے مدینہ سے کوچ کرنا ہے۔ عباسؑ بھیا معصوم بچوں کو سوار کرتے وقت ان کا خاص خیال رکھنا ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے۔ ان کے لیے گرمی سے بچاؤ کے لیے خصوصی انتظام کرنا خاص طور پر امام حسنؑ کا بیٹا عبداللہؑ زین العابدینؑ کا بیٹا محمد باقرؑ ہے میری پیاری بیٹی سکینہؑ ہے میرا لال علی اصغرؑ بھی ہے جناب مسلمؑ کے صاحبزادے یہ سب بہت چھوٹے ہیں۔ پھر میری محترم بہن زینبؑ کو انتہائی عزت و احترام کے ساتھ کجاوے پر سوار کرنا ان کی خدمت گزاری اور پردہ داری کا حد سے زیادہ خیال رکھنا کہ وہ خاتون محشر کی بیٹی ہیں شہزادی کونین میری الفت میں اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر سفر کی صعوبتیں جھیلنے کے لیے میرے ساتھ جا رہی ہیں۔ انھوں نے تو میرے مشن کو آگے بڑھانا ہے۔ میرے مقصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانا ہے۔ افسوس افسوس! امام حسینؑ کو تو اپنی بہن کے پردے کا اس قدر احساس و خیال تھا لیکن کوفیوں نے اس معظمہ بی بی کے ساتھ کیسے کیسے سلوک روا

رکھے؟ سر سے چادر اتار لی اور ہاتھوں میں زنجیر و رسن باندھ کر بے پلان اونٹوں پر شہر بہ شہر' قریہ بہ قریہ پھرایا۔

وہ بچے کہ جن کو امام عالی مقامؑ گرم ہوا سے بچانے کی تاکید فرما رہے تھے' ان کو بھی ظلم کا نشانہ بنایا گیا۔ حرملہ نے اصغرؑ کے گلوئے نازک پر تیر مارا کہ وہ معصوم امام کی گود میں تڑپ تڑپ کر دم توڑ گیا۔ عبداللہ بن حسنؑ کے پہلے تو ظالموں نے ہاتھ کاٹ ڈالے' وہ معصوم دوڑ کر جناب امام حسینؑ سے لپٹ گیا اور حضرتؑ نے اس معصوم بچے کو چھاتی سے لگا کر فرمایا یَابْنَ اَخِیْ اِصْبِرْ عَلٰی مَانَزَلَ بِکَ اے فرزند برادر صبر کر حضرت اسے سینے سے لگائے دلاسا دے رہے تھے اِذْ رَمَاہُ اللَّعِیْنُ بِسَھْمٍ فَذَبَحَہ' فِیْ حِجْرِہٖ کہ حرملہ ملعون نے ایک تیر مارا جو عبداللہ کے گلے کے پار ہو گیا۔ وہ شہزادہ بھی امام عالی مقامؑ کی گود میں شہید ہوا۔ الغرض جب امام علیہ السلام ذوالجناح پر سوار ہوئے اور سب عزیز اپنی اپنی سواریوں پر سوار ہو کر روانہ ہوئے تو پورے گھر میں کہرام مچ گیا۔ مدینہ کے در و دیوار ہلنے لگے۔ یوں لگ رہا تھا کہ جیسے قیامت برپا ہونے والی ہے۔

فَلَمَّا اَرَادَ الْمَسِیْرَ تَبِعَتْہُ فَاطِمَۃُ الصُّغْرٰی اِلٰی ظَاھِرِ الْمَدِیْنَۃِ جب امام حسینؑ روانہ ہوئے تو فاطمہ صغریٰؑ ضعف و ناتوانی کے باوجود عصا تھام کر گھر سے جناب امام حسینؑ کے پیچھے پیچھے نکلی لیکن تپ کی شدت سے غش آ جاتا تھا۔ ناطاقتی سے پاؤں لڑکھڑا جاتے تھے۔ دو قدم چلتی تھی پھر بیٹھ جاتی تھی لیکن قافلہ کے پیچھے پیچھے روتی ہوئی کنارہ شہر تک گئی فَقِیْلَ یَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَاطِمَۃُ تَجِئی خَلْفَکَ بَاکِیَۃً وَتَقُوْلُ لَا اُفَارِقُ اَبِیْ مکہ کی وادیوں میں کسی نے جناب امام حسینؑ سے عرض کی کہ مولا فاطمہ صغریٰؑ گھر واپس نہیں جاتی اور آپ کے پیچھے چل کر آ رہی ہے ہر

چند سمجھاتے ہیں وہ نہیں مانتی اور کہتی ہے کہ میں بابا کے ساتھ جاؤں گی فَبَکٰی الْحُسَیْنُ اپنی بیٹی کی اداسی اور پریشان حالی کو دیکھ کر امام علیہ السلام بہت زیادہ روئے اور تمام پردہ دار بہت روئے امام حسینؑ نے جناب عباسؑ و جناب علی اکبرؑ سے فرمایا کہ جاؤ میری پیاری بیٹی صغریٰؑ کو میرے پاس لے آؤ۔ عباسؑ وعلی اکبرؑ گئے اور بیمار کو گلے سے لگا کر بہت روئے۔ اور کہا صغریٰؑ چلو آپ کے بابا بلاتے ہیں فَسَرَّتْ بِذٰلِکَ سُرُوْرًا عَظِیْمًا یہ سن کر صغریٰؑ کا دل بہت خوش ہوا گویا بی بی تندرست ہوگئی ہیں بار بار پوچھتی تھی کہو کیا بابا جان کو میری جدائی کا دکھ ہوا، مجھے بھی ساتھ لے چلیں گے۔ یہ کہتی ہوئی آنسو پونچھتی ہوئی، جلد جلد قدم اٹھاتی ہوئی چل رہی تھیں آہ جب صغریٰؑ امامؑ کے سامنے آئیں تو امامؑ بلند آواز کے ساتھ رونے لگے اور فاطمہ صغریٰؑ بھی دھاڑیں مار کر رو رہی تھیں۔ وَتَعَلَّقَتْ بَاَذْیَالِہٖ وَقَالَتْ یَا اَبِیْ کَیْفَ بَعْدَکُمْ اَرٰی مَنَازِلَکُمْ خَالِیَةً وَلَمْ یُرَ فِیْھَا اَنِیْسٌ بی بی بے قرار ہو کر اپنے بابا کے دامن سے لپٹ گئیں اور کہنے لگیں بابا جان! بیمار کے دل کو کیونکر صبر آئے گا جب آپ کے چلے جانے کے بعد خالی اجڑا ہوا۔ گھر نظر آئے گا آپ کی عبادت گاہ خالی پڑی ہوگی ان کمروں میں میرا کوئی انیس و شفیق نظر نہ آئے گا، نہ ماں ہوگی کہ بیمار کی خدمت کرے نہ پھوپھی ہوگی کہ میری تیمار داری کرے بابا جان یقین جانیے میں آپ کے فراق اور آپ کی جدائی کے غم میں تڑپ تڑپ کر مر جاؤں گی، بابا مجھے علی اصغرؑ کی جدائی سب سے زیادہ مار ڈالے گی اور وہ بھی مجھ سے بہت زیادہ مانوس ہے۔ مجھے خدشہ ہے کہ میرا اصغرؑ میری جدائی کی وجہ سے بیمار ہو جائے۔

فَلَمَّا رَاٰھَا الْحُسَیْنُ فِیْ اَسْوَءِ حَالٍ رَفَعَ رَأسَہٗ اِلَی السَّمَآءِ وَمَدَّ

يدیہِ وَحرّکَ شَفتَیہِ بِالدُّعاءِ پس جب حضرت امام حسینؑ نے اپنی بیٹی کی حد سے زیادہ پریشانی کو دیکھا تو بہت زیادہ پریشان ہوئے اور مضطرب ہو کر آسمان کی طرف دیکھا اور دونوں ہاتھ قبلہ کی طرف اٹھائے اور لب ہائے مبارک کو جنبش دے کر کہا پروردگارا تو میرے حال سے بخوبی واقف ہے کہ میں اور میرے عزیز اور جانثار ساتھی سرزمین عراق پر بھوکے پیاسے گوسفند کی مانند ذبح ہوں گے اور میرے کچھ عزیز اور میرے اہلبیتؑ اسیر ہو کر شہر بہ شہر پھرتے رہ جائیں گے' پھر وہ طوق وسلاسل مسلسل پہنے ہوئے زندان میں قید ہوں گے اور ایک میری انتہائی پیاری بیٹی فاطمہ صغریٰؑ درد فراق سے وطن میں رو رو کر مر جائے گی۔ خداوندا میری اس بیمار بیٹی کو صبر عطا فرما اور گھر میں اس کے دل کو سکون ملے۔

دعا کے بعد حضرتؑ گھوڑے سے اترے' فاطمہ صغریٰؑ کو پیار کیا' اپنے گلے سے لگایا اور دلاسا دے کر فرمایا یَافَاطِمَۃُ اِذْھَبِیْ اِلٰی دَارِکِ فاطمہؑ تو گھر چلی جا تو بیمار ہے' اس لیے میں تجھ کو اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتا فَاِذَا وَصَلْتُ اِلٰی الْعِرَاقِ اُرْسِلُ اِلَیْکَ اَخَاکِ عَلِیَّ نِ الْاَکْبَرِ اَوْ عَمَّکِ الْعَبَّاسَ جس وقت میں عراق کی سرزمین میں پہنچوں گا۔ تو انشاء اللہ تیرے بھائی علی اکبرؑ یا چچا عباسؑ کو بھیج کر تجھے وطن سے بلا بھیجوں گا۔ اے فاطمہؑ جب تو تندرست ہو جائے تو مجھے لکھنا کہ مجھے سکون ملے گا۔ غرض امام علیہ السلام تسلی کے کلمات فرما کر سوار ہوئے شتربانوں نے مہاریں کھینچیں۔ اونٹ روانہ ہوئے۔ فاطمہؑ کو یقین ہو گیا کہ میں تنہا رہ گئی اور ماں بہنیں' پھوپھیاں' کجاووں میں روتی جا رہی ہیں' صبر نہ کر سکی' تڑپ کر سرزمین پر مارنے لگی' اور پکار کر کہا یَااَبَاہُ یَااَخَاہُ قِفُوْا سَاعَۃً لِلضَّعِیْفَۃِ الْعَلِیْلَۃِ بابا' بھیا علی اکبرؑ تھوڑی دیر کے لیے رک جاؤ فاطمہ دوبارہ آپ لوگوں کی زیارت کر لے

آخر جدا تو ہونا ہی ہے علی اصغرؑ کو پھر پیار کر کے وداع کر لوں امام مظلومؑ نے رو کر فرمایا بھیا عباسؑ! اونٹوں کو بٹھا دو کہیں فاطمہؑ مر نہ جائے۔ جاؤ فاطمہؑ کو لے آؤ تاکہ ایک بار پھر وہ ہم سب سے مل لے آہ جب ساربان اونٹ بٹھانے لگے' جناب شہر بانوؑ اور جناب زینبؑ نے خود کو کجاووں سے گرا دیا سب اہل حرم روتے ہوئے اترے ہر ایک فاطمہ صغریٰؑ کو گلے سے لگا کر روتا رہا جب بہنوں کی ملاقات کی باری آئی تو فاطمہؑ دور کر سکینہؑ سے اس بے قراری سے لپٹی اور روئی کہ کسی کو دیکھنے اور ان کے بیان سننے کی تاب نہ تھی۔ حضرتؑ سے بھی دیکھا نہ گیا' بلند آواز کے ساتھ روئے اور دور جا کر کھڑے ہوئے آہ.... مولا آج آپ فاطمہؑ اور سکینہؑ کی ملاقات نہ دیکھ سکے۔ جب ان بیبیوں کے سروں سے چادریں اتار کر انھیں قیدی بنایا جائے گا تو اس وقت آپ کی کیا حالت ہو گی؟ ایک مرتبہ پھر کہرام مچ گیا' ماتم ہوا اور بھی بہت زیادہ روئے۔ پھر جناب زینبؑ نے صغریٰؑ و سکینہؑ سے کہا بس کرو' میری بیٹیو علی! اصغر تمھیں روتا دیکھ کر سہم رہا ہے۔ بس اب نہ روؤ خدا تمھیں صبر دے یہ کہہ کر جدا کیا۔

فَقَالَتْ فَاطِمَةُ اِيْتُوْنِیْ يَااَخِیَ الرَّضِيعِ عَلِیَّ نِ الْاَصْغَرِ فاطمہ صغریٰؑ نے کہا! میرے چھوٹے بھائی علی اصغرؑ کو لے آؤ' اسے میری گود میں بٹھا دو' جب انھوں نے اصغرؑ فاطمہ کو دینا چاہا تو اصغرؑ' صغریٰؑ کو دیکھ کر مسکرا دیا اور اس کی طرف لپکنے لگا۔ صغریٰؑ بھی بڑے شوق سے دوڑی وَمَدَّتْ يَدَيْهَا وَضَمَّتْهُ اِلٰى صَدْرِهَا اور دونوں ہاتھ پھیلا کر گود میں لے کر اپنے سینے سے لگایا ثُمَّ قَالَتْ لِلنِّسَاءِ اِمْضِيْنَ سَالِمَاتٍ بِحِفْظِ اللّٰهِ وَيَبْقٰى اَخِیْ عِنْدِیْ پھر صغریٰؑ نے اہل حرم سے کہا بسم اللہ! آپ جائیں اور صحیح و سلامت منزل مقصود تک پہنچیں۔ میں آپ سب کو اللہ

تعالیٰ کے سپرد کرتی ہوں۔ اصغرؑ بھائی کو میرے پاس رہنے دیں، میں اسے نہیں جانے دوں گی یہ بہت چھوٹا ہے سفر کی سختیوں کو برداشت نہ کر سکے گا۔

فَاَجَابَتْهَا النِّسَآءُ یَا فَاطِمَةُ نَاوِلِیْنَا طِفْلاً فَاِنَّه لَا یَصْبِرُ عَلٰی فِرَاقِ اُمِّهٖ

پس اہل حرم نے کہا اے صغریٰؑ یہ بچہ ہمیں دے دیں کہ یہ ماں کے بغیر ایک لمحہ بھی نہیں گزار سکے گا صغریٰؑ نے کہا میں اس کی ماں سے زیادہ خدمت کروں گی۔ اس کے گہوارہ سے ایک لمحہ کے لیے بھی جدا نہ ہوں گی اور رات بھر جاگوں گی۔ یہ میرا مونس تنہائی ہو گا۔ سب حیران تھے، کریں تو کیا کریں، جناب ربابؑ دھاڑیں مار مار کر رو رہی تھیں۔ فاطمہ صغریٰؑ نے اصغرؑ کو سینے سے لگا رکھا تھا۔ کسی کی گود میں نہ دیتی تھیں جب زینبؑ وام کلثومؑ نے پیار سے سمجھایا تو مجبور ہو کر کہنے لگی بیشک اسے لے جاؤ لیکن زبردستی مجھ سے نہ چھینو۔ آپ میں سے کسی کی بھی گود میں آ جائے وہ لے جائے یہ سن کر ہر ایک بی بی نے اصغرؑ کو لینے کی کوشش کی مگر وہ معصومؑ منہ پھیر کر بہن کے گلے سے چمٹ جاتا تھا، گویا اس امام زادےؑ کو پتہ تھا کہ پھر صغریٰؑ سے ملاقات نہ ہو گی اور کربلا میں تیر کھا کر شہید ہو جاؤں گا۔

الغرض اہلبیتؑ نے کوشش بسیار اور صغریٰؑ کی منت سماجت کرنے کے بعد اصغرؑ کو صغریٰؑ کی گود سے لے لیا اور سوار ہو کر روانہ ہو گئے۔ خدا حافظ...... صغریٰؑ ...... الوداع اپنے پیاروں کا صدمہ جدائی برداشت کرنے والی بی بی...... قسمت ہوئی اور زندگی رہی تو پھر ملیں گے ورنہ قیامت کے روز ملاقات ہو گی۔ بی بی صغریٰؑ اس قدر روئیں کہ غش آ گیا اور زمین پر گر پڑیں۔

فَلَمَّا اَفَاقَتْ مَارَأَتْ اَحَدًا کافی دیر کے بعد جب ہوش میں آئیں تو دیکھا نہ فوج ہے، نہ سردار، نہ اکبرؑ ہے، نہ علمدارؑ، نہ سکینہؑ ہے نہ اصغرؑ نہ پھوپھیاں

ہیں، نہ ماں، جناب ام سلمیٰؓ ہاتھ پکڑ کر، سہارا دے کر بڑی مشکل اور تکلیف کے ساتھ صغریٰؑ کو گھر لے آئیں۔ آہ۔ جب گھر میں داخل ہوئیں تو تمام گھر خالی نظر آیا تو بے قرار ہو کر کہا:

یَا عَمَّتِیُ زَیُنَبُ وَاُمَّ کَلُثُوُمٍ وَیَا اَخِیُ عَلِیٌّ نِ الْاَکُبَرُ فِیُ اَیِّ مَکَانٍ اَنُتُمُ. اے پھوپھی زینبؑ! اے پھوپھی ام کلثومؑ! اے بھائی علی اکبرؑ! اے میرے تمام عزیزو تم سب کہاں چلے گئے ہو؟ اس دکھیا کو جواب کیوں نہیں دیتے؟ الغرض بی بی فاطمہ صغریٰؑ شب و روز اپنے پیاروں کو یاد کر کے کبھی روضہ رسولؐ اور کبھی قبر بتولؑ پر رویا کرتی تھیں اور اس انتظار میں تھیں کہ جب بابا عراق پہنچیں گے تو بھائی علی اکبرؑ یا چچا عباسؑ مجھے لینے کو آئیں گے لیکن افسوس کہ روز عاشورہ وہ سب دشمنوں میں گھرے ہوئے ہیں، پانی بند تھا، عباسؑ کے بازو تن سے جدا ہو گئے تھے، اکبرؑ کے سینے پر برچھی لگ چکی تھی، اصغرؑ کے گلے پر تیر...... غرضیکہ امام حسینؑ کا سب کچھ تو لٹ چکا تھا اب وہ اپنی بیٹی کو کس طرح عراق میں بلواتے؟ کون بچا ہے جو صغریٰؑ کو امامؑ سے ملوا دے؟ کوئی بھی تو نہیں رہا اور کچھ دیر بعد امام حسینؑ نے اپنا سر سجدہ میں رکھا اور شمر بن ذی الجوشن نے خنجر سے امام مظلومؑ کا سر تن سے جدا کر لیا اور آلا قَدُقُتِلَ الْحُسَیُنِ بِکَرُ بَلَا۔ بلا کی صدائیں بلند ہوئیں، کائنات کا عظیم ترین امام تین دن کا بھوکا پیاسا شہید ہو گیا۔ سجادؑ، صغریٰؑ، سکینہؑ، یتیم ہو گئے اور مخدرات عصمت کی چادریں لوٹ کر لے گئے ان سب مظلوموں اور قیدیوں کا صغریٰؑ کے نام پیغام یہ تھا کہ بی بی اب کسی کا انتظار نہ کرنا...... ہم مجبور تھے ورنہ آپ کو ضرور عراق بلواتے۔

خدا حافظ اے فاطمہ صغریٰؑ!

روایت نمبر
4
★ حضرت امام حسینؑ کے روضہ مبارک کی زیارت کرنے کا ثواب'
★ جناب عائشہؓ کا تعجب کرنا'
★ سلیمان اعمش کی ایک روایت' جناب زینبؑ کا پریشان ہونا'
★ جنات کے بادشاہ کی موت'
★ مصائب امام حسینؑ پر مبنی چند اور روایات۔
مولانا عابد عسکری

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّہ' قَالَ مَابَیْنَ قَبْرِ الْحُسَیْنِ ؑ اِلَی السَّمَاءِ مُخْتَلَفُ الْمَلَا ئِکَۃِ جناب امام جعفر صادقؑ کا ارشاد گرامی ہے کہ جناب سید الشہداءؑ کی قبر سے لے کر آسمان تک ملائکہ کی آمد و رفت کی جگہ ہے کہ ہر صبح و شام فرشتے امام حسینؑ کی زیارت کو حاضر ہوتے رہتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ کسی نے جناب رسولؐ خدا سے پوچھا کہ ایک سال مجھ سے حج رہ گیا ہے اور میں مالدار ہوں کیا ہو سکتا ہے کہ میں اپنا کچھ مال خرچ کر کے حج کا ثواب حاصل کر سکوں؟ حضرتؐ نے فرمایا: اگر کوہ قبیس سونا ہو جائے اور تو اس کو راہ خدا میں خرچ کرے تو بھی حج کا ثواب حاصل نہیں کر سکتے۔ لیکن حضرت امام حسینؑ کے رتبہ اور فضیلت کا کیا کہنا کہ اس کو دیکھ کر عقل انسانی حیران رہ جاتی ہے۔

ابن قولویہ نے جناب امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا کَانَ الْحُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ ذَاتَ یَوْمٍ فِی حِجْرِ النَّبِیِّ یُلَاعِبُہ' وَیُضَاحِکُہ' کہ ایک روز جناب امام حسینؑ اپنے نانا جناب رسولؐ خدا کی گود میں بیٹھے تھے اور آنحضرتؐ اپنے پیارے نواسہ کو کھلاتے اور ہنساتے تھے یہ دیکھ کر جناب بی بی عائشہؓ بولیں یا حضرت آپ اس بچے سے بہت زیادہ پیار کرتے ہیں' اس کی وجہ کیا ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا:

وَکَیْفَ لَا اُحِبُّہ' وَھُوَ ثَمَرَۃُ فُؤَادِیْ وَقُرَّۃَ عَیْنِیْ اے عائشہؓ! میں اسے کیونکر دوست نہ رکھوں یہ میرا میوۂ دل اور روشنی چشم ہے اَمَّا اَنَّ اُمَّتِیْ سَتَقْتُلُہ' اے عائشہؓ تو نہیں جانتی کہ میرے اس فرزند کو میری امت شہید کرے گی۔

فَمَنْ زَارَہ' بَعْدَ وَفَاتِہٖ کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ حَجَّۃً مِنْ حَجَجِیْ پس جو اس کی شہادت کے بعد اس کی ضریح اقدس کی زیارت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال

میں میرے حجوں میں سے ایک حج لکھے گا۔ جناب عائشہ حیران ہو کر بولیں آپ کے ایک حج کا ثواب ہو گا؟ قال نعم وحجّتین حضرتؑ نے فرمایا بلکہ میرے دو حجوں کا' بی بی حیران ہو کر بولیں دو حجوں کا ثواب زائر حسینؑ کو ملے گا؟ حضرتؐ نے فرمایا بلکہ چار حجوں کا ثواب ہو گا۔ جوں جوں بی بی تعجب کرتی جاتی تھیں حضرت ثواب بڑھاتے جاتے تھے حَتّٰی بَلَغَ تِسْعِیْنَ حَجَّۃً مِنْ حَجَجِہٖ بِاَعْمُرِھَا یہاں تک کہ نوے حج تک پہنچے کہ ان کے ساتھ عمرہ بھی بجا لائے ہوں۔

سلیمان اعمش نے لکھا ہے کہ میں کوفے میں رہتا تھا اور ایک شخص میرے پڑوس میں رہتا تھا کہ میں وہاں جا بیٹھتا تھا۔ ایک شب جمعہ کو میں نے اس سے پوچھا ماتَقُوْلُ فِیْ زِیَارَۃِ الْحُسَیْنِ اے شخص تو زیارت امام حسینؑ کے بارے میں کیا کہتا ہے؟

قال ھی بدْعَۃٌ وَکُلُّ بِدْعَۃٍ ضلا لۃٌ وَکُلُّ ذِیْ ضَلَالَۃٍ سبیلُہٗ اِلَی النَّارِ اس نے کہا وہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور جو گمراہ ہے وہ سیدھا جہنم کی طرف جائے گا قَالَ سَلَیْمَانُ نَقُمْتُ مِنْ عِنْدِہٖ وَاَنَا مُمْتَلِیٌ عَلَیْہِ غَیْظًا سلیمان کہتا ہے کہ اس کی یہ بات سن کر میں غصے سے اٹھا اور دل میں عہد کیا کہ کل میں اس سے جناب امام حسینؑ کے فضائل بیان کروں گا فَاِنْ اَصَرَّ عَلَیَّ عَلَی الْعِنَادِ فَتَلْتُہٗ' پس اگر وہ عناد پر مصر رہے گا تو میں اسے قتل کر دوں گا' چنانچہ جب صبح ہوئی تو میں نے اس کے گھر جا کر دق الباب کیا اور اس کا نام لے کر اسے آواز دی فَاِذَا بزوْجتہٖ تقُوْلُ قصدَ اِلٰی زِیَارَۃِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ کہ اچانک اس کی بیوی بولی کہ وہ تو امام حسین علیہ السلام کی زیارت کو گیا ہے۔ یہ سن کر مجھے بہت حیرانگی ہوئی' میں بھی روضہ اقدس کی طرف چل پڑا۔ وہاں پہنچ کر میں نے دیکھا کہ ایک

شخص قبر اطہر کے سامنے سجدے میں پڑا ہے۔

وَهُوَ يَدْعُوا اللّٰهَ وَيَبْكِيْ فِي سُجُوْدِهٖ وَيَسْأَلُهُ التَّوْبَةَ وَالْمَغْفِرَةَ اور وہ سجدہ میں رو کر دعا و استغفار کر رہا ہے۔ کچھ دیر بعد اس نے سجدہ سے سر اٹھایا وَقُلْتُ لَهٗ يَا شَيْخُ بِالْاَمْسِ تَقُوْلُ زِيَارَةُ الْحُسَيْنِ بِدْعَةٌ وَالْيَوْمَ جِئْتَ تَزُوْرُهٗ میں نے کہا اے شیخ! کل شام کو تو تو کہتا تھا کہ زیارت امام حسینؑ بدعت ہے اور اب خود تو زیارت کرنے کے لیے آیا ہے؟ فَقَالَ يَا سُلَيْمَانُ لَا تَلُمْنِيْ وہ بولا اے سلیمان مجھے ملامت نہ کر کہ آج کی رات تک میں اہل بیتؑ کی امامت کا قائل نہ تھا۔ رات کو میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس سے میرے دل پر سخت خوف طاری ہوا۔ میں نے کہا وہ خواب کیا ہے؟ قَالَ رَاَيْتُ رَجُلًا جَلِيْلَ الْقَدْرِ لَا بِالطَّوِيْلِ الشَّاهِقِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ اللَّاحِقِ وہ بولا کہ میں نے ایک جلیل القدر شخص کو دیکھا' نہ بہت بلند تھے اور نہ بہت کوتاہ تھے لَا اَقْدِرُ اَنْ اَصِفَ مِنْ عَظَمَةِ جَلَالِهٖ وَبَهَائِهٖ ان کی عظمت و جلال کو بیان کرنے میں میری زبان قاصر ہے وَبَيْنَ يَدَيْهِ فَارِسٌ وَعَلٰى رَاسِهٖ تَاجٌ اور یہ تمام حضرات گھوڑوں پر سوار ہیں اور ان کے سر پر ایک انتہائی خوبصورت تاج سجا ہوا ہے وَالتَّاجُ لَهٗ اَرْبَعَةُ اَرْكَانٍ فِيْ كُلِّ رُكْنٍ جَوْهَرَةٌ تَضِيْئُ مِنْ مَسِيْرَةِ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ اور اس تاج کے چار حصے ہیں ہر حصے میں ایک جوہر نصب ہے' اس کی روشنی تین دن کی راہ تک پہنچتی ہے۔ میں نے اپنے ایک ملازم سے پوچھا یہ کون ہیں؟ فَقَالَ هٰذَا عَلِيُّ نِ الْمُرْتَضٰى وہ بولا یہ جناب علی مرتضیٰ ہیں۔ پھر میں نے پوچھا کہ یہ جلیل القدر شخصیت کون ہیں؟ وہ بولا۔ یہ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ پھر میں نے دیکھا کہ ایک ناقہ نور آیا ہے اور اس پر نور کا کجاوہ ہے اور اس میں دو بیبیاں تشریف فرما ہیں۔ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذِهِ النَّاقَةُ پھر میں نے پوچھا کہ اس ناقہ پر سوار کون ہیں؟ فَقَالَ

خَدِیُجَۃُ الْکُبْرٰی وَفَاطِمَۃُ الزَّھْرَآءُ وہ بولا کہ اس میں جناب خدیجۃ الکبریٰؑ اور جناب فاطمۃ الزہراؑ سوار ہیں۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ وَاِذَا بِرِقَاعٍ تَتَسَاقَطُ مِنَ السَّمَاءِ آسمان سے رقعے گر رہے ہیں فَقُلْتُ مَاھٰذِہِ الرِّقَاعُ میں نے پوچھا کہ یہ رقعے کیا ہیں؟ قَالَ فِیْھَا اَمَانٌ مِنَ النَّارِ لِزُوَّارِ الْحُسَیْنِ لَیْلَۃَ الْجُمُعَۃِ وہ بولا ان رقعوں میں امان لکھی ہوتی ہے ان زائرین امام حسینؑ کے لیے جو شب جمعہ امام مظلومؑ کی ضریح اقدس کی زیارت کرتے ہیں۔

فَطَلَبْتُ مِنْہُ رُقْعَۃً میں نے اس سے ایک رقعہ طلب کیا تو اس نے جواب دیا اِنَّکَ تَقُوْلُ زِیَارَۃُ الْحُسَیْنِ بِدْعَۃٌ تم ہی تو کہتے تھے کہ زیارت امامؑ بدعت ہے اور اب رقعہ طلب کرتے ہو۔ تم اس شرف کو کبھی حاصل نہیں کرسکو گے حَتّٰی تَزُوْرَ الْحُسَیْنَ تَعْتَقِدُ فَضْلَہ‘ یہاں تک کہ تم امام حسینؑ کی قبر مبارک کی زیارت کرو اور آپ کے فضائل کا دل میں اعتقاد رکھو۔ میں اس خواب سے چونک کر بیدار ہوا اور وضو کر کے فوراً امام مظلومؑ کی زیارت کے لیے چلا آیا وَاَنَا تَائِبٌ اِلَی اللّٰہِ اور میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہوں۔ فَوَاللّٰہِ یَا سُلَیْمَانُ لَا اُفَارِقُ قَبْرَ الْحُسَیْنِ حَتّٰی تُفَارِقَ رُوْحِیْ عَنْ جَسَدِیْ سلیمان! اللہ کی قسم‘ میں زندگی بھر امام علیہ السلام کی قبر مبارک سے جدا نہ ہوں گا۔

روایات میں ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول خداؐ جناب علی مرتضیٰؑ کو اپنے ساتھ لے کر روانہ سفر ہوئے وَبَقِیَ الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ عِنْدَ اُمِّھِمَا لِاَنَّھُمَا صَغِیْرَانِ جناب حسنؑ و جناب حسینؑ اپنی کم عمری کے باعث اپنی والدہ ماجدہ کے پاس رہ گئے فَخَرَجَ الْحُسَیْنُ ذَاتَ یَوْمٍ مِنْ دَارِ اُمِّہٖ یَمْشِیْ فِیْ شَوَارِعِ الْمَدِیْنَۃِ ایک روز جناب امام حسینؑ کھیلتے ہوئے گھر سے نکلے اور مدینہ کی گلیوں میں گھومنے

پھرنے لگے وَکَانَ عُمرُہٗ یَومَئِذٍ ثَلَاثَ سِنِینَ اس وقت حضرتؑ کی عمر مبارک تین سال کے لگ بھگ تھی۔

فَوَقَعَ بَینَ نَخِیلٍ وَبَسَاتِینَ حَولَ الْمَدِینَۃِ وہ شہزادہ مدینہ کے باغوں میں گھوم پھر رہا تھا فَیُفَرِّجُ فِیْ مَضَارِبِھَا اور وہ ادھرادھر دیکھ رہے تھے۔ پس صالح بن رقعہ نامی یہودی کا وہاں سے گزر ہوا اور اس کی نظر فرزند رسولؐ پر پڑی۔

فَاَخَذَ الْحُسَینَ اِلٰی بَیتِہٖ وَاَخْفَاہُ عَنْ اُمِّہٖ حَتّٰی الْعَصْرِ تو اس شخص نے حضرت کو اٹھا کر اپنے گھر میں عصر تک چھپائے رکھا فَفَازَ قَلْبُ فَاطِمَۃَ بِالْھَمِّ وَالْحُزْنِ عَلٰی وَلَدِھَا جب امام حسینؑ کے گھر آنے میں دیر ہوئی تو جناب فاطمہؑ کا دل اپنے حسینؑ کے فراق میں بے چین ہونے لگا اور کبھی بے تاب ہو کر مسجد میں جاتی تھیں کہ وہاں پر موجود افراد کو حسینؑ کی تلاش میں بھیجوں اور وہ کسی کو نہ پاتی تھیں تو مجبور ہو کر گھر میں آ جاتی تھیں۔ جوں جوں وقت گزر رہا تھا آپ کی بے چینی اور پریشانی بڑھتی جا رہی تھی۔

فَصَارَتْ تَخْرُجُ اِلٰی بَابِ الْمَسْجِدِ سَبْعِینَ مَرَّۃً آپ تھوڑے سے وقت میں ستر مرتبہ مسجد کی طرف گئیں اور آئیں۔ مومنین کرام! رونے اور ماتم کرنے کا مقام ہے کہ جناب سیدہؑ کو حسینؑ کا کچھ لمحوں کے لیے ہٹنا گوارا نہ تھا۔ حالانکہ آپ جانتی تھیں کہ حسینؑ کو مدینہ میں کوئی تکلیف نہ پہنچے گی۔ اس کے باوجود آپ بہت زیادہ پریشان ہو گئیں۔ بھلا اس وقت جناب سیدہؑ کی روح کا کیا حال ہو گا؟ جب ان کا شہزادہ ظالموں کے ظلم وستم سے تنگ آ کر وطن چھوڑنے پر مجبور ہو؟! اوہ بھی ان دنوں میں جب شدت گرمی سے پرندے بھی اپنے اپنے آشیانے نہ چھوڑتے تھے اور وہ شہزادہ سخت ترین گرمی میں اپنے معصوم بچوں اور پردہ دار خواتین

کو ہمراہ لے کر اپنی شہادت گاہ کی طرف چلا اور امام علیہ السلام کو اپنی آخری منزل اور آنے والے تمام حالات و واقعات کا علم تھا۔ کئی بار آپؑ نے اپنی اور اپنے عزیزوں جانثاروں کی شہادت کے بارے میں اظہار خیال بھی کیا۔

زادُ العاقبت میں جناب سید اظہر علی کربلائی لکھتے ہیں کہ ایک روز سفر کے دوران جناب زینبؑ خاتون اپنے بھائی کے پاس آئیں اور عرض کیا اے فرزند رسول اس سفر میں ہم سب لوگ بہت پریشان ہیں اور جب ہمیں فاطمہ صغریٰؑ کا خیال آتا ہے تو ہم بہت زیادہ اداس و غمگین ہو جاتے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ ایک مرتبہ مدینہ جائیں اور ایک بار پھر صغریٰؑ کو دیکھ لیں۔ بھیا! صغریٰؑ ہم سب کے غم اور جدائی میں نڈھال ہو چکی ہو گی اس کی اداسی و پریشانی حد سے زیادہ بڑھ گئی ہو گی۔ نہ جانے اس کے شب و روز کس حال میں گزر رہے ہوں گے؟ وہ ویران گھر کے خالی کمروں کو دیکھ کر پریشان ہو جاتی ہو گی **فَلَمَّا سَمِعَ الْحُسَیْنُ اِسْمَ فَاطِمَةَ الصُّغْرٰی دَمَعَتْ عَیْنَاهُ حَتّٰی تَسِیْلَ عَلٰی خَدَّیْهِ** جب امام علیہ السلام نے اپنی دکھیاری غموں کی ماری ہوئی بیٹی فاطمہ صغریٰؑ کا نام سنا تو آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب اُمڈ آیا اور آپ بہت زیادہ روئے اور سکینہ کو گلے سے لگا کر کافی دیر تک روتے رہے۔ پھر فرمایا: اے سکینہؑ! میں دیکھ رہا ہوں کہ تو اپنی پھوپھی زینبؑ و ام کلثومؑ کے ہمراہ بے پلان اونٹوں پر قریہ بہ قریہ شہر بہ شہر پھرائی جائے گی اور شہداء کے سروں کو قیدیوں کے ساتھ انتہائی توہین آمیز انداز میں پھرایا جائے گا اور تو بابا بابا کہہ کر پکارے گی اور تیری مدد کو کوئی بھی نہیں آئے گا۔ ابھی آپ اپنی بیٹی کے ساتھ دکھ بھری گفتگو کر رہے تھے کہ ہاتف سے ندا آئی ابھی تو آپ نے بہت زیادہ غم برداشت کرنے ہیں اور اپنے جگر گوشوں اور ساتھیوں کے لاشے اٹھانے ہیں۔ نہ

جانے کتنے مصائب ابھی آپ نے برداشت کرنے ہیں' ابھی منزلِ امتحان باقی ہے۔

فَلَمَّا سَمِعَ الْحُسَيْنُ ذٰلِکَ بَکٰی جب جناب امام حسینؑ نے یہ آواز سنی تو بہت روئے۔ فرشتوں نے کہا کہ ہم جناب سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کے ماتمدار' عزادار ہیں۔ یہ سن کر آپؑ چند قدم آگے چلے فَرَیٰ بِئْرًا يَأْتِیْ مِنْهَا النِّدَاءُ وَاحُسَيْنَاهُ وَاحُسَيْنَاهُ تو آپؑ کی نظر ایک کنواں پر پڑی' اس میں سے بھی رونے کی آواز آ رہی تھی یا حسینؑ یا حسینؑ کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں فَنَزَلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ فَرَسِهٖ وَدَخَلَ فِيْهَا چنانچہ حضرت گھوڑے سے اتر کر کنویں میں داخل ہوئے رَیٰ مَلِکًا جَالِسًا عَلَی السَّرِيْرِ وَيَبْکِیْ آپ نے ایک بادشاہ کو دیکھا جو تخت پر بیٹھا ہوا ہے اور اس کی آنکھوں سے خون کے آنسو جاری ہیں اور اس کے اردگرد کافی لوگ رو رہے ہیں اور ماتم کر رہے ہیں اور کہتے ہیں افسوس کہ ظالموں نے ہمارے مرشد و آقاؑ کو وطن چھوڑنے پر مجبور کیا۔ اللہ تعالیٰ ان ظالموں کو غارت کرے کہ جنھوں نے خاندان رسالتؐ کو طرح طرح کی پریشانیوں' مصیبتوں اور دکھوں میں مبتلا کیا ہے۔ جب حضرتؑ وہاں پہنچے تو اس بادشاہ کی نظر امام حسینؑ پر پڑی۔

سَقَطَ عَنْ سَرِيْرِهٖ وَوَضَعَ رَاسَهٗ عَلَی الْحَجَرِ وَاسْتَرْجَعَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَمَاتَ پس حضرت کو دیکھتے ہی وہ اپنے تخت سے گر پڑا اور اپنا سر ایک پتھر پر رکھا اور تین مرتبہ زبان سے کہا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اور اس کی روح پرواز کر گئی اور اس کا تخت بوسیدہ لکڑی کی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور زمین شگافتہ ہوئی اور وہ تمام فوج اس میں سما گئی۔ جناب امام حسینؑ یہ عجیب و غریب منظر دیکھ کر نہایت پریشان ہو کر فرمانے لگے کہ افسوس میں ایسا غریب و مصیبت زدہ ہوں کہ مجھ پر تمام

اہل زمین و آسمان گریہ کرتے ہیں اور میری خاطر پوری کائنات پریشان ہے۔ پھر آہ سرد کھینچ کر فرمایا: اے زمین تو نے امانت کو لے لیا ہے ان کو رہنے کیوں نہیں دیا؟ ناگاہ زمین سے ایک آواز آئی اے فرزند رسولؐ! اگر میں ان کو اپنے دامن میں نہ لیتی تو انسانوں کا وجود ختم ہو جاتا حضرتؑ نے فرمایا اے زمین میری خاطر انھیں باہر لا کہ میں ان سے چند راز پوچھتا ہوں ناگاہ ایک فوج ظاہر ہوئی' ان کے سر گرد آلود اور ان کے چہروں پر ماتم کے نشان تھے۔ حضرتؑ نے فرمایا اے ماتمدار' تمھیں کس نے بتایا ہے کہ میں سرزمین کربلا پر شہید ہو جاؤں گا' تمھیں کس طرح معلوم ہوا ہے کہ ظالموں نے مجھے مدینہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کیا ہے؟ تمھیں کس نے بتایا کہ میری اور میرے عزیزوں' ساتھیوں کی شہادت کے بعد میرے پردہ داروں کو قید کر کے کوفہ و شام کی طرف لے جایا جائے گا۔

وَقَالُوا يَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ جَاءَ نَا يَوْمًا اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَجَمَعَنَا وَاَقَامَ مَجْلِسًا لِعَزَاءِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَصَعَدَ الْمِنْبَرَ وَخَطَبَ خُطْبَةً بِالْفَصَاحَةِ وَالْبَلَاغَةِ اور عرض کی اے فرزند رسولؐ ایک روز جناب علی مرتضیٰؑ کا یہاں سے گزر ہوا اور آپؑ نے تمام قوم جنات کو اکٹھا کیا اور مجلس حسنؑ و حسینؑ برپا کی اور منبر پر تشریف لائے اور ایک فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا اِذْ جَاءَ الْاَنْبِيَآءُ كَادَمَ وَشِيْثٍ وَنُوْحٍ وَاِبْرَاهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمُحَمَّدَ نِ الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اچانک انبیاء کرام مانند آدمؑ و شیثؑ و نوحؑ' ابراہیمؑ موسیٰؑ' عیسیٰؑ اور حضرت محمد مصطفیٰؐ تشریف لائے اور انہوں نے اس قدر گریہ کیا کہ زمین ہلنے لگی اور چند روز تک کسی ذی حیات کو ہوش نہ رہا۔

فَجَاءَ الْمَلَكُ بِاِبْرِيْقِ الْجَنَّةِ پس ایک فرشتہ آفتابہ جنت لے کر آیا اور

سب پر پانی چھڑکا تو سب ہوش میں آئے اور رونے لگے۔ اس وقت جناب امیرؑ نے ہمارے بادشاہ کو ایک رومال عنایت کیا اور فرمایا جس روز میرا فرزند حسینؑ شہید ہوگا تو یہ رومال سرخ ہو جائے گا اس وقت سمجھ لینا کہ گلشن زہرا اجڑ گیا ہے' تم سب جمع ہو کر میرے حسینؑ کی بیکسی پر رونا اور گریہ و زاری کرنا اور حسینؑ پر رونے کا بہت زیادہ اجر ہے' یہ وہ اجر ہے جو حضور پاکؐ اپنے دست مبارک سے گریہ کرنے والوں کو عطا فرمائیں گے۔ آقا جب سے آپ نے مدینہ سے ہجرت کی ہے زمین سے لے کر آسمان تک ہمیں فرشتوں کے رونے کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ ہم سب جنات بھی مسلسل آپؑ کی عزاداری میں ہیں۔ فَلَمَّا سَمِعَ الْحُسَیْنُ بَکٰی بُکَاءً شَدِیْدًا جب حضرتؑ نے یہ حال سنا تو بہت شدت سے روئے اور بادشاہ جنات کی لاش پر آئے اور فرمایا اے بزرگ قوم تو کتنا خوش نصیب ہے۔

واقعتاً تو نے بہت بڑا رتبہ حاصل کیا ہے۔ تو نے جان دے کر سلطنت عقبیٰ حاصل کی ہے اور ہماری محبت و دوستی پر اپنی جان نچھاور کی ہے۔ امام علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے اس کے لیے قبر تیار کی اور اس کے غسل و کفن کا اہتمام کیا اور پھر نماز جنازہ پڑھ کر اس کو اپنے دست مبارک سے سپرد خاک کیا اور ان سب کو روتا ہوا چھوڑ کر کنویں سے باہر تشریف لے آئے اور جناب زینبؑ و ام کلثومؑ سے سارا ماجرا بیان کیا یہ سن کر سب اہلبیتؑ رونے لگے اور ان کے لئے دعائے خیر و مغفرت کی۔

مومنین کرام ذرا سوچیے تو سہی کہ جنات تو رو رو کر امام حسینؑ کی خاطر اپنی جان قربان کر دیں لیکن افسوس کہ انسانوں اور حضورؐ کے امتیوں نے آپ کی آل پاک کے ساتھ کیسا سلوک روا رکھا؟ اس لیے ضروری ہے کہ اہلبیت اطہارؑ کی مظلومیت پر جی بھر کر گریہ و ماتم کیا جائے اور ان کے فضائل و مصائب کو بار بار بیان کیا جائے اور ان کی تعلیمات پر عمل کرنے کی حتی الامکان بھرپور کوشش کی جائے۔

فَابْکُوْا عَلٰی مَنْ نَاحَ عَلَیْهِ الْجِنَّةُ فِی الْاَرْضِ وَالْمَلَآئِکَةُ عَلٰی

السَّمَاءِ پس لوگو گریہ کرو اس مظلومؑ پر، جس پر زمین میں جنات اور آسمان پر فرشتے گریہ کرتے ہیں۔ وَابْکُوْا عَلٰی مَنْ ذُبِحَ فَطِیْمُہٗ وَقُطِعَ کَرِیْمُہٗ، روؤ اس مظلومؑ پر جس کا شیر خوار بچہ تین دن کا بھوکا پیاسا ذبح کیا گیا اور ان کے خشک گلے کی نازک رگوں کو تند خنجر سے کاٹا گیا اور اس وقت کسی نے بھی اس مظلومؑ کو پانی کا ایک قطرہ بھی نہ دیا۔

وَابْکُوْا عَلٰی مَنْ تَعْلُوْہُ الطُّغَاۃُ بَبَوَاتِرِھَا وَتَطَئُوْہُ الْخُیُوْلُ بِحَوَافِرِھَا روؤ اس بیکس کو، جس پر ظالم تیروں اور تلواروں کے ذریعہ حملہ کرتے تھے اور اس کے جسم پر گھوڑے دوڑاتے تھے اور ان پر کسی نے بھی رحم نہ کیا۔

وَابْکُوْا عَلٰی مَنْ رَاسُہٗ عَلَی السِّنَانِ یُھْدٰی روؤ اور ماتم کرو اس مظلوم امامؑ پر کہ جس کو رسول خداؐ اپنی پشت مبارک پر بٹھاتے تھے۔ لیکن یزیدیوں نے اس کو انتہائی بے دردی کے ساتھ شہید کیا۔ اس کی لاش کو گھوڑوں کے سموں سے پامال کیا گیا اور پھر اس کے سر اقدس کو کاٹ کر نیزے پر بلند کر کے یزید کے پاس ہدیہ کے طور پر لے گئے اور یزید ملعون چھڑی کے ذریعہ آپ کے لب ہائے مبارک کو کھولتا تھا۔

خدا جانے اس وقت آپؑ کی بہنوں، بیٹیوں اور بیٹے سجادؑ اور دوسرے قیدیوں پر کیا گزری ہو گی۔ اتنا بڑا ظلمؑ اس قدر بیکسی و مجبوری پھر یزید ملعون، تو نہیں کرے شہید امامؑ کے سر اقدس کی؟

روایت نمبر
5
★ حضرت امام حسینؑ پر رونے کا ثواب
★ اور جناب مسلمؑ کا کوفہ کی طرف سفر کرنا
★ اور پھر شہادت جناب مسلم بن عقیلؑ۔
مولانا عابد عسکری

عَنِ الصَّادِقِ عَلَیْهِ السَّلاَمُ اَنَّہٗ قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ شِیْعَتَنَا لَقَدْ شَارَکُوْنَا فِی الْمُصِیْبَةِ بِطُوْلِ الْحُزْنِ وَالْحَسْرَةِ عَلٰی مُصَابِ جَدِّیَ الْحُسَیْنُ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ خدا رحم کرے ہمارے مومنین پر کہ انھوں نے میرے جد امجد حضرت امام حسینؑ کی یاد میں ان کے ذکر مصائب اور ماتم کو طول دے کر ہمارے ساتھ بہت بڑا تعاون کیا ہے' یعنی امام حسینؑ کا ذکر' مجلس' مصائب اور ماتم مومنین ہی کی وجہ سے قیامت تک قائم رہے گا جس طرح ہم اہلبیتؑ امام عالی مقامؑ کو یاد کر کے روتے ہیں۔

وَقَالَ مَنْ ذُکِرْنَا عِنْدَہٗ فَخَرَجَ مِنْ عَیْنَیْهِ دَمْعٌ وَلَوْمِثْلَ جَنَاحِ الْبَعُوْضَةِ اور حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا جس شخص کے سامنے ہمارے مصائب بیان ہوں اور اس کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑیں' خواہ وہ مچھر کے پر کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔

غَفَرَ اللّٰهُ لَہٗ ذُنُوْبَہٗ وَلَوْ کَانَتْ مِثْلَ زُبَدِ الْبَحْرِ اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ اگر چہ وہ گناہ دریا کی مانند کیوں نہ ہوں۔

ابن عباسؓ سے منقول ہے قَالَ عَلِیٌّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ اِنَّکَ لَتُحِبُّ عَقِیْلاً ایک دن جناب امیرؑ نے جناب رسول خداؐ کی خدمت میں عرض کی کہ آقا آپ عقیل کو دوست رکھتے ہیں قَالَ اِیْ وَاللّٰهِ لَاُحِبُّہٗ بِحُبَّیْنِ حُبًّا لَہٗ وَحُبًّا لِحُبِّ اَبِیْطَالِبٍ حضرتؐ نے فرمایا واللہ میں عقیل سے دو محبتوں کی وجہ سے دوستی رکھتا ہوں ایک محبت تو اس کی ہے اور دوسری محبت اپنے محترم چچا جان جناب ابو طالبؑ کی وجہ سے ہے پھر فرمایا وَاِنَّ وَلَدَہٗ مَقْتُوْلٌ فِیْ مُحَبَّةِ وَلَدِکَ اور عقیلؑ کا بیٹا مسلمؑ' آپؑ کے بیٹے حسینؑ کی محبت میں شہید کر دیا جائے گا۔ جب آپؑ کا فرزند حسینؑ ظالموں کے

ہاتھوں مجبور ہو کر پردیس جائے گا تو اس پر سب سے پہلے مسلم بن عقیلؑ اپنی جان کا نذرانہ پیش کرے گا۔ فَتَدْمَعُ عَلَيْهِ عُيُوْنُ الْمُؤْمِنِيْنَ پس جناب مسلمؑ کی مظلومیت کو یاد کر کے مومنین کی آنکھیں آنسو بہائیں گی۔

وَتُصَلِّيَ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ اور فرشتے جناب مسلمؑ پر درود بھیجیں گے۔ ثُمَّ بَكَى رَسُوْلُ اللّٰهِ حَتّٰى جَرَتْ دُمُوْعُهٗ عَلٰى صَدْرِهٖ پھر جناب رسول خداؐ جناب مسلمؑ کے مصائب کو یاد کر کے اس شدت سے روئے کہ آنسو ریش مبارک سے سینہ اقدس پر ٹپکنے لگے اور پھر فرمایا اِلَى اللّٰهِ اَشْكُوْا مَاتُلْقِيْ عِتْرَتِيْ مِنْ بَعْدِيْ میں اس مصیبت کی خدا سے شکایت کرتا ہوں جو میرے بعد میری عترت کو پہنچے گی مومنین کرام!

غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جناب مسلم بن عقیلؑ کتنا بلند درجہ رکھتے ہیں' کیا مقام ہے سفیر حسینؑ کا کہ جن پر فرشتے درود بھیجیں اور جناب رسول خداؐ ان کے مصائب کو یاد کر کے گریہ فرمائیں۔ مومنین کو اس جلیل القدر شہزادے کی مظلومیت کو یاد کر کے گریہ کرنا چاہیے اور ماتم بھی جناب مسلمؑ کی شہادت پر جو واقعہ کربلا کا دیباچہ ہے۔ روایات میں ہے کہ جنابؑ امام حسینؑ مدینہ سے ہجرت کر کے تین شعبان کو مکہ معظمہ میں پہنچے تو کوفیوں نے امام علیہ السلام کے نام بہت زیادہ خطوط ارسال کیے جن کا مضمون یہ تھا۔

لَيْسَ عَلَيْنَا اِمَامٌ فَاَقْبِلْ لَعَلَّ اللّٰهُ اَنْ يَجْمَعَنَا بِكَ عَلَى الْحَقِّ مولاؑ ہم امام اور پیشوا نہیں رکھتے ہیں' آپ جلد تشریف لائیے شاید خدا حق کو ہمارے ہاتھ پر جاری کرے۔ شیث بن ربعی وغیرہ نے جو درخواست امامؑ کے نام لکھی تھی اس کا مضمون یہ تھا اَمَّا بَعْدُ فَقَدِ اخْضَرَّ الْجِنَابُ وَاَيْنَعَتِ الثِّمَارُ فَاَقْدِمْ عَلَيْنَا جُنْدٌ

عَلٰی مُجَنَّدٍ وَالسَّلَامُ پس حمد وصلوٰۃ کے بعد ہمارے صحرا و بیابان نہایت سرسبز و شاداب ہیں اور درخت پھلوں سے لدے ہوئے ہیں' چنانچہ آپ ہماری طرف تشریف لائیے کہ ایک بہت بڑا لشکر آپ کی مدد کے لیے تیار کھڑا ہے اور ہم شب و روز آپ ہی کا انتظار کر رہے ہیں' لیکن ان بے وفا اور دھوکہ باز کوفیوں نے کیے گئے تمام وعدوں کا پاس بالکل نہ کیا۔ یہاں تک کہ فرزند ساقی کوثر پر پانی بھی بند کر دیا اور ان کے عزیزوں اور ساتھیوں پر بے تحاشا مظالم ڈھا کر ان کو بیدردی کے ساتھ شہید کر دیا' مورخ کہتا ہے کہ جناب امام حسینؑ جب زخموں سے چور ہو کر گرم ریت پر بیٹھ گئے تو فرمایا اے ظالمو' سنگدل لوگو! اب تو میں تم سے لڑنے کے قابل بھی نہ رہا اب تو پانی دے دو کہ میں تمہارے پیغمبر کا نواسا ہوں۔امام علیہ السلامؑ آخر تک پانی کا سوال اس لیے کرتے رہے کہ کل روز قیامت کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ آپؑ نے ان سے اتمام حجت نہ کی تھی۔

ناگاہ عمر سعد لعین نے حکم دیا کہ جو شخص امام حسینؑ کا سر میرے پاس لائے گا تو میں اس کو بہت زیادہ انعام دوں گا فَابْتَدَءَ بِقَتْلِهٖ اَرْبَعُوْنَ یہ سن کر چالیس فوجی دوڑے ہر ایک چاہتا تھا کہ رسول خداؐ کے فرزند اور مہمان کربلا کا سر کاٹ کر امیر لشکر کے سامنے پیش کرے فَاَوَّلُ مَنْ نَزَلَ اِلَيْهِ لِيَذْبَحَه' شِيْثُ بْنُ رَبْعِىْ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ پس سب سے پہلے جو بدبخت تلوار کھینچ کر گھوڑے سے اترا کہ امام علیہ السلام کو شہید کرے وہ شیث بن ربعی ملعون تھا کہ جس نے حضرتؑ کو یہ لکھا تھا کہ جنگل سرسبز ہیں اور میوے تیار ہیں اور ایک کثیر فوج آپ کی نصرت کے لیے موجود ہے۔ راوی کہتا ہے کہ جب امام علیہ السلام کے پاس کوفیوں کے خطوط کا ڈھیر لگ گیا تو فَاَرْسَلَ الْحُسَيْنُ مُسْلِمَ بْنَ عَقِيْلٍ اِلَى الْكُوْفَةِ تو حضرت امام حسینؑ نے اپنے چچا

زاد بھائی کو کوفہ کی طرف روانہ کیا وَکَانَ مِثْلُ الْاَسَدِ اور جناب مسلمؑ شجاعت میں ایک طاقتور شیر کی مانند تھے اور آپؑ میں اس قدر زور تھا کہ آپ ایک بڑے پہلوان کو زمین سے اٹھا کر مکان کی چھت پر پھینک دیتے تھے۔

فَاجْتَمَعُوْا عَلَیْهِ وَبَایَعُوْهُ فِیْ ذَالِکَ الْیَوْمِ ثَمَانِیَةَ عَشَرَ اَلْفَ رَجُلٍ راوی کہتا ہے کہ جب حضرت مسلم بن عقیل کوفے میں پہنچے تو اسی دن اٹھارہ ہزار افراد نے ان کی بیعت کی فَکَتَبَ مُسْلِمٌ اِلَی الْحُسَیْنِ کِتَابًا بِمُبَایَعَةِ اَهْلِ الْکُوْفَةِ وَبِالْقُدُوْمِ اِلَیْهِمْ بِالتَّعْجِیْلِ پس جناب مسلمؑ نے جناب امام حسینؑ کی طرف لکھا کہ جس میں اہل کوفہ کی بیعت کے بارے میں حضرت کو اطلاع دی اور یہ بھی تحریر کیا کہ آپ جلد تشریف لے آیئے۔

ثُمَّ کَتَبَ عَبْدُ اللّٰهِ الْحَضْرِمِیُّ ذٰلِکَ الْحَالَ اِلٰی یَزِیْدَ لَعَنَةُ اللّٰهُ عَلَیْهِ ادھر عبداللہ حضرمی نے یہ ماجرہ یزید کو لکھا اور یزید نے ابن زیاد کو لکھا کہ تو جلدی کوفہ جا وَلَا تَدَعْ مِنْ نَسْلِ عَلِیٍّ اِلَّا اَقْتُلْهُ اور اولاد علیؑ سے ایک فرد کو بھی زندہ نہ چھوڑنا پس جب ابن زیاد کوفے میں آیا اور لوگوں کو جمع کر کے منبر پر بیٹھ کر انتہائی جوشیلے انداز میں تقریر کی اور لوگوں کو ڈرایا دھمکایا کہ جس نے بھی حسینؑ ابن علی کا ساتھ دیا اس کو انتہائی ذلت کے ساتھ قتل کر دیا جائے گا یہ کہہ کر منبر سے نیچے اتر آیا۔

وَجَعَلَ النَّاسُ یَنْظُرُوْنَ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ وَیَقُوْلُوْنَ مَالَنَا لِلدُّخُوْلِ بَیْنَ السَّلَاطِیْنِ حاضرین مجلس! یزید کے خوف کی وجہ سے ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے اور بولے ہمیں حکمرانوں کے کاموں میں دخل اندازی کا کوئی حق نہیں ہے حکمران جانیں اور ان کا کام جانے۔

فَنَقَضُوْا بَیْعَةَ الْحُسَیْنِ پس ان لوگوں نے بیعت حسینؑ کو توڑ ڈالا جب

جناب مسلمؑ نے یہ خبر سنی تو بہت پریشان ہوئے اور ہانی کے گھر میں پناہ گزین ہوئے ابن زیاد نے ہانی کو بلا کر شہید کر دیا۔ ہانی کی شہادت کے بعد جناب مسلمؑ تنہا رہ گئے' آپ کوفہ کی گلیوں میں حیران و سرگرداں پھرنے لگے' یہاں تک کہ آپؑ طوعہ کے گھر پہنچے اور اس پر سلام کیا وَقَالَ يَا اَمَةَ اللّٰهِ اسْقِيْ الْمَاءَ فَسَقَتْهُ اور فرمایا اے کنیز خدا مجھے تھوڑا سا پانی پلا دیجئے' فَمَكَثَ سَاعَةً آپؑ کچھ دیر کے لیے وہاں رک گئے فَقَالَتْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ قُمْ اِلٰى مَنْزِلِكَ غریب الوطنی بھی کیا بری چیز ہے خدا کسی کو غریب الوطن نہ کرے طوعہ نے کہا اے بندۂ خدا! آپ یہاں سے چلے جائیں کہ شہر کی فضا بہت زیادہ خراب ہے۔ فَقَالَ مَالِيْ فِيْ هٰذَا الْمِصْرِ مَنْزِلٌ وَعَشِيْرَةٌ حضرت مسلمؑ نے فرمایا: اماں! میرا اس شہر میں کوئی گھر نہیں ہے میں غریب الوطن ہوں میرا نہ کوئی عزیز ہے نہ میرا کوئی مددگار ہے' فَهَلْ لَكَ فِيْٓ اَجْرٌ مَعْرُوْف ولَعَلَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ يُكَافِيْكِ بَعْدَ الْيَوْمِ اے ماں کیا یہ ہو سکتا ہے کہ آج کی رات مجھے اپنے گھر میں جگہ دے دیں؟ کل روز قیامت جناب رسول خداؐ آپ کو بہشت میں جگہ دیں گے وہ نیک و دیندار خاتون حیران ہو کر بولیں کہ آپ کون ہیں؟ اور آپ کا نام کیا ہے؟

قَالَ اَنَا مُسْلِمُ بْنُ عَقِيْلٍ حضرت بولے اے طوعہ میں مسلم بن عقیلؑ ہوں اس پردیس میں میرا کوئی غمخوار اور ساتھی نہیں ہے۔ فَاَدْخَلَتْهُ الدَّارَ وَافْرَشَتَ لَهُ جب اس نے نام سنا تو حضرتؑ کو گھر میں لے گئی اور ایک کمرہ میں بستر بچھا دیا وَعَرَضَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْمَاكُوْلِ وہ خاتون جناب مسلمؑ کے لئے بیٹے آب و طعام لے آئی فَاَبٰى عَنْ ذَالِكَ لِمَا بِهٖ مِنَ الْاَلَمِ حضرت نے دکھ اور پریشانی کی وجہ سے کچھ نہ کھایا نہ پیا اور فرمایا کسی چیز کی طلب نہیں ہے' تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ طوعہ کا

بیٹا گھر میں آیا اور اس نے اپنی ماں کو اس کمرے میں بار بار آتے جاتے دیکھ کر اس کی وجہ پوچھی تو طوعہ نے اسے جھڑک دیا۔ لیکن وہ اپنی ماں کی منتیں کرنے لگا اور اصرار کیا کہ آپ اس کمرہ میں بار بار کیوں آ جا رہی ہیں؟ طوعہ بولیں کہ اگر تو مجھ سے وعدہ کرے تو میں تجھے بتا دیتی ہوں' جب اس نے اپنی ماں سے پکا وعدہ کیا تو اس بی بی نے کہا کہ جناب مسلمؑ ہمارے گھر میں مہمان ہیں۔ وہ لعین صبح تک خاموش رہا جب صبح ہوئی تو طوعہ وضو کے لیے پانی لائی اور عرض کی۔

يَامَوْلاَ یَ مَارَاَیْتُکَ اِلاَّ وَمَا رَقَدْتَ فِیْ هَذِهِ اللَّیْلَةِ مولا آپ رات بھر جاگتے رہے اس کی وجہ کیا ہے؟ قَالَ اِعْلَمِیْ اِنِّیْ رَقَدْتُ رَقْدَةً فَرَاَیْتُ عَمِّیْ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَهُوَ یَقُوْلُ اَلْعَجَلُ اَلْعَجَلُ حضرت نے فرمایا اے طوعہ! میری آنکھ لگ گئی تھی میں اپنے چچا جان جناب امیر علیہ السلام کو خواب میں دیکھا۔ آپؑ فرماتے ہیں' اے مسلمؑ! جلدی آ جاؤ کہ میں تمہارا منتظر ہوں وَمَا هَذَا اِلاَّ اٰخِرُ اَیَّامِیْ مِنَ الدُّنْیَا اور مجھے یقین ہو گیا ہے کہ یہ میری زندگی کا آخری دن ہے اور میں آج شہید ہوں گا۔ اس کے بعد جناب مسلمؑ عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے' ادھر طوعہ کا ملعون بیٹا جلدی سے ابن زیاد کے پاس آیا اور اسے جناب مسلمؑ کی خبر دی وہ لعین بہت خوش ہوا۔

فَطَوَّقَهٗ بِطَوْقٍ مِنَ الذَّهَبِ ابن زیاد نے طوعہ کے بیٹے کو سونے کا ہار پہنایا اور محمد بن اشعث کو بلایا وَضَمَّ اِلَیْهِ اَلْفَ فَارِسٍ وَخَمْسَ مِائَةَ رَاجِلٍ وَاَرْسَلَهُمْ اِلَیْهِ. اور اس کو ایک ہزار سوار اور پانچ سو پیادہ افراد دے کر جناب مسلمؑ کی گرفتاری کے لیے روانہ کیا جب ابن زیاد کے سپاہی طوعہ کے گھر کے قریب پہنچے اور اس بی بی نے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں سنیں۔ فَاَخْبَرَتْ مُسْلِمَ بِذٰلِکَ تو طوعہ نے جناب مسلمؑ کو مطلع کیا اور کہا کہ مولا! معلوم ہوتا ہے کہ ابن زیاد کے فوجی

آپ کو گرفتار کرنے کے لیے آئے ہیں۔

فَلَبِسَ دِرْعَه' وَسَدَّ وَسْطَهٗ پس حضرت نے زرہ پہن کر باندھی اور مسلح ہوئے فَضَالَتْ مَالِیْ اَرٰکَ تَهَیَّاتَ لِلْمَوْتِ یہ دیکھ کر طوعہ نے کہا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے موت کے لیے تیاری کر لی ہے' حضرت نے فرمایا! اماں یہ لوگ صرف اور صرف میرے قتل کے لیے آئے ہیں۔ اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ یَهْجُمُوْنَ عَلَیَّ فِي الدَّارِ مجھے خدشہ ہے کہ ابن زیاد کے سپاہی گھر میں گھس آئیں اور مجھ پر حملہ کر دیں' اس وقت مجھے لڑنے کی بھی جگہ نہیں ملے گی۔

اس سے حضرت کی مراد یہ تھی کہ اس تنگ جگہ پر وہ تو چوری چھپے حملہ کر لیں گے لیکن مجھے لڑنے کا موقعہ نہ ملے گا۔ آپ نے یہ جملہ کسی خوف اور ڈر کی وجہ سے نہیں فرمایا بلکہ ایک لحاظ سے آپ افسوس کر رہے تھے کہ کاش عقیل کے شیر کو جنگ کا موقعہ دیا جاتا تو دنیا دیکھتی کہ شجاعت اور بہادری کیا چیز ہے؟

ثُمَّ عَمَدَ اِلَی الْبَابِ فَفَتَحَه' وَخَرَجَ اِلَی الْقَوْمِ پھر جناب مسلمؑ دروازہ کھول کر ان بزدل سپاہیوں پر حملہ آور ہوئے فَقَاتَلَهُمْ قِتَا لًا عَظِيْمًا پس آپ خوب لڑے اور کشتوں کے پشتے لگا دیے۔

حَتّٰی نُقِلَ اَنَّه' قَتَلَ مِنْهُمْ مِائَةَ وَخَمْسِیْنَ رَجُلاً یہاں تک کہ آپؑ نے ڈیڑھ سو منافق واصل جہنم کیے جب محمد بن اشعث ملعون نے جناب مسلمؑ کی شجاعت دیکھی تو ابن زیاد سے مزید فوج طلب کی۔ یہ سن کر ابن زیاد نے کہا۔

ثَکِلَتْکَ اُمُّکَ رَجُلٌ وَاحِدٌ یَقْتُلُ مِنْکُمْ هٰذَا مَقْتَلَةً عَظِیْمَةً تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے' ایک شخص نے تمہارے اتنے آدمی مار دیے اور تجھ سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ فَکَیْفَ لَوْ اَرْسَلْنَاکَ اِلٰی مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً یَعْنِی الْحُسَیْنَ

اے بزدل! اگر مسلمؑ کی جگہ پر حسینؑ ہوتے اور میں تمھیں ان سے لڑنے کے لیے بھیجتا تو اس وقت تم کیا کرتے؟ ابن اشعث نے پیغام میں کہا کہ تو نے مجھے کوفہ کے کسی سبزی فروش سے لڑنے کے لیے نہیں بھیجا اِنَّمَا اَرْسَلْتَنِیْ اِلٰی سَیْفٍ مِنْ اَسْیَافِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ تو نے مجھے حضرت محمد مصطفیٰؐ کی تلواروں میں سے ایک تلوار کے پاس بھیجا ہے ان سے لڑنا آسان نہیں ہے' یہ سن کر ابن زیاد نے مزید فوج روانہ کی' جب حضرت مسلمؑ نے دیکھا کہ ابن اشعث کی مدد کے لیے مزید فوج آئی ہے۔ حَمَلَ عَلَیْهِمْ وَقَتَلَ مِنْهُمْ کَثِیْرًا جناب مسلمؑ نے ان بزدلوں پر حملہ کیا اور فوج کثیر کو واصل جہنم کیا اور آپ خود بھی زخمی ہوئے وَصَارَ جِلْدُهٗ کَالْقُنْفُذِ مِنْ کَثْرَةِ النَّبْلِ اور آپ کا جسم مبارک تیروں اور نیزوں سے بھر گیا۔ ابن اشعث ملعون نے اپنی فوج سے کہا کہ مسلمؑ کو پناہ کا جھانسہ دے کر قابو کر سکو گے ورنہ وہ کسی ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑے گا فَنَادَوْهُ بِالْاَمَانِ فَقَالَ لَهُمْ لَا اَمَانَ لَکُمْ یَا اَعْدَاءَ اللّٰهِ انھوں نے جناب مسلمؑ کو پیام امان دیا' آپؑ نے کہا اے بے وفاؤ! مجھے تمہاری امان پر کوئی اعتماد نہیں ہے تم سب دھوکہ باز ہو۔

ثُمَّ حَضَرُوْا لَهٗ فِیْ وَسْطِ الطَّرِیْقِ وَاَخْفَوْا رَاْسَهَا پھر ان ظالموں نے ایک راستہ میں گڑھا کھودا اور اس کو کسی چیز سے چھپا دیا ثُمَّ اطَّرِدُوْا بَیْنَ یَدَیْهِ وہ شقی سامنے تھے اور جناب مسلمؑ ان سے لڑ رہے تھے فَوَقَعَ بِتِلْکَ الْحَفِیْرَةِ فَاَحَاطُوْا بِهٖ پس اچانک حضرت مسلمؑ کا پاؤں اس گڑھے میں جا پڑا اور آپؑ گر پڑے۔
آپ کا گرنا ہی تھا کہ وہ سب شقی ٹوٹ پڑے اور چاروں طرف سے آپ کو گھیر لیا فَضَرَبَ ابْنُ الْاَشْعَثِ عَلٰی فَمِهِ الشَّرِیْفِ فَقَطَعَ شَفَتَهُ الْعُلْیَا وَقُطِعَتْ ثَنَایَاهُ ایک ملعون نے آپ کے دہن مبارک پر تلوار ماری اور آپ کا اوپر والا ہونٹ کٹ گیا

اور آپ کے دانت گر پڑے فَاَخَذُوْهُ اَسِيْرًا اِلٰى ابْنِ زِيَادٍ حضرت مسلمؑ کو گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس لایا گیا۔ اس وقت حضرت کو بہت زیادہ پیاس لگی ہوئی تھی فَقَالَ يَا قَوْمِ اَسْقُوْنِیْ جناب مسلمؑ نے فرمایا اے لوگو! میں پیاسا ہوں مجھے تھوڑا سا پانی دیجیے ۔عمر بن حریث نے پانی کا ایک جام بھیجا۔

فَاَخَذَ لِيَشْرِبَ اِسْتِلاَءَ الْقَدَحُ دَمًا آپ نے وہ پیالہ لیا اور پانی پینا چاہا کہ تمام پیالہ خون سے بھر گیا فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ لَوْ كَانَ مِنَ الرِّزْقِ الْمَقْسُوْمِ شَرِبْتُه' حضرت مسلمؑ نے کہا کہ الحمد للہ اب رزقِ دنیا میری قسمت میں نہیں ہے' اگر قسمت میں ہوتا تو پیتا' جب آپ کو ابن زیاد کے سامنے لایا گیا تو آپ نے اس بدبخت پر سلام نہ کیا ابن زیاد کا ایک ملازم بولا اے مسلمؑ! آپ نے ہمارے امیر کو سلام کیوں نہیں کیا۔ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَالِیْ اَمِيْرٌ سِوَى الْحُسَيْنِ.

حضرت مسلمؑ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! حسین ابن علیؑ کے سوا میرا کوئی امیر نہیں ہے ابن زیاد بولا اے مسلمؑ سلام کرو یا نہ کرو تم قتل کیے جاؤ گے۔ حضرت مسلمؑ نے فرمایا اگر تو مجھے قتل کرنا چاہتا ہے تو اس سے پہلے میرا ایک کام کر وہ بولا بتایئے؟ حضرت نے فرمایا اُرِيْدُ رَجُلاً قُرَشِيًّا اُوْصِيْهِ میں چاہتا ہوں کہ کوئی قریشی شخص ہو اور میں اسے وصیت کروں عمر سعد اٹھا اور بولا آپ کی کیا وصیت ہے؟

فَقَالَ لَه' اَوَّلُ وَصِيَّتِیْ اِنِّیْ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنَّ عَلِيًّا وَلِیُّ اللّٰهِ حضرت مسلمؑ نے کہا میری پہلی وصیت یہ ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور حضرت محمد مصطفیٰؐ اللہ کے رسولؐ ہیں اور حضرت علی علیہ السلام اللہ کے ولی ہیں اور دوسری وصیت یہ ہے اَنْ تَبِيْعَ دِرْعِیْ وَتَقْضِیَ عَنِّیْ دَيْنِیْ سَبْعَ مِأَةَ دِرْهَمٍ اِسْتَقْرَضْتُهَا میں سات سو درہم کا مقروض ہوں میری زرہ بیچ کر میرا قرض ادا کر دینا۔

اَنْ تَکْتُبَ اِلَی الْحُسَیْنِ اَنْ یَرْجِعَ وَلَا یَأتِیَ اِلٰی بَلَدِکُمْ فُیُصِیْبُہ' مَا اَصَابَنِیْ اے عمر سعد! میری طرف سے میرے آقا حسین ابن علیؑ کی طرف خط لکھ دیں آپ مدینے واپس چلے جائیں اور کوفہ میں ہرگز نہ آئیں کہ یہ بے وفا کوفی ان کے ساتھ بھی یہی سلوک کریں گے جو مجھ سے کیا ہے فَقَدْ بَلَغَنِیْ اَنَّہ' تَوَجَّہَ اِلَی الْکُوْفَۃِ بِاَھْلِہٖ وَاَوْلَادِہٖ مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضرت امام حسینؑ اپنے اہل و عیال کو لے کر کوفہ کی طرف روانہ ہو چکے ہیں۔ یہ سن کر وہ شقی بولا آپ نے توحید و رسالت کا جو اقرار کیا ہے اس کا ہم بھی کرتے ہیں' ہم بھی مسلمان ہیں اور کلمہ پڑھتے ہیں مگر قرض کی ادائیگی کے ہم پابند نہیں ہیں ہماری مرضی میں آیا تو ادا کر دیں گے نہیں آیا تو نہ کریں گے اور آپ نے جو وصیت امام علیہ السلام کے نام کوفہ میں نہ آنے کے بارے میں کی ہے۔ فَلاَ بُدَّ اَنْ یُقْدِمَ عَلَیْنَا وَنُذِیْقَہ' الْمَوْتَ ان کا کوفہ میں آنا بے حد ضروری ہے' ہم تو چاہتے ہیں کہ وہ ہمارے پاس فوراً آئیں اور ہم انھیں قتل کر ڈالیں۔ اس کے بعد ابن زیاد نے حکم دیا کہ اَنْ یَصْعَدَ بِہٖ اَعْلٰی الْقَصْرِ وَیَرْمِیْ بِہٖ مُنَکَّسًا کہ مسلمؑ کو محل کی چھت پر لے جا کر انھیں نیچے گرا دو فَاَلْقَاہُ مِنْ اَعْلٰی الْقَصْرِ وَعَجَّلَ بِرُوْحِہٖ اِلَی الْجَنَّۃِ افسوس صد افسوس کہ ایک لعین ابن زیاد کے حکم سے جناب مسلمؑ کا ہاتھ پکڑ کر محل کی چھت پر لے گیا اور ان کو منہ کے بل گرا دیا اور جناب مسلمؑ کی روح راہی جنت ہوئی۔

ثُمَّ اِنَّھُمْ اَخَذُوْا مُسْلِمًا وَھَانِیًا یُسْحَبُوْنَھُمَا فِی الْاَسْوَاقِ پھر ابن زیاد کے حکم سے اہل کوفہ مسلمؑ اور ہانی کے پاؤں میں رسی باندھ کر بازاروں میں گھسیٹتے رہے۔ جب یہ خبر قبیلہ مذحج کو ملی تو وہ آئے اور بہت سے کوفیوں کو قتل کر کے ان دو شہیدوں کی لاشیں لے گئے اور انھیں سپرد خاک کر دیا۔

❁……❁……❁

روایت نمبر 6

★ امام حسینؑ پر رونے والوں اور امام علیہ السلام کے زائرین کی عظمت وفضیلت۔

★ قافلہ امام کا منزل شقوق پر پہنچنا

★ اور حضرت مسلمؑ کی شہادت کی خبر کا ملنا۔

مولانا عابد عسکری

عَنِ الصَّادِقِ عَلَیْهِ السَّلاَ مُ اَنَّه‘ قَالَ مَنْ ذُکِرْنَا عِنْدَه‘ فَفَاضَ مِنْ عَیْنَیْهِ وَلَوْ مِثْلُ رَأسِ الذُّبَابَۃِ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا۔ جس شخص کے سامنے ہمارے مصائب کا ذکر ہو اور وہ سن کر روئے اور اس کی آنکھوں سے آنسو نکلے اگرچہ وہ شہد کی مکھی کے پر کے برابر ہی ہو غَفَرَ اللّٰهُ ذُنُوبَه‘ وَلَوْ کَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ پروردگار عالم اپنی رحمت سے اس کے تمام گناہ بخش دیتا ہے' اگرچہ اس کے گناہ سمندر کے برابر ہی کیوں نہ ہوں اور امام حسینؑ کی زیارت کا ثواب بھی بہت زیادہ ہے۔ جابر جعفی نے حضرت امام جعفر صادق ؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے مجھ سے فرمایا اے جابر! تیرے گھر سے جناب امام حسینؑ کی قبر اطہر کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟

قُلْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ میں نے عرض کی کہ مولا ایک روز کا فاصلہ ہے یا اس سے کم۔ قَالَ لِیْ اَتَزُوْرَه‘ قُلْتُ نَعَمْ حضرت نے مجھ سے فرمایا: اے جابر! کیا تم ان کی زیارت کو بھی جاتے ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں میرے آقا میں امام علیہ السلام کی ضریح اقدس کی زیارت کرتا رہتا ہوں۔ قَالَ اَوَلَا اُفَرِّحُکَ اَوَلَا اُبَشِّرُکَ بِثَوَابِه قُلْتُ بَلٰی جُعِلْتُ فِدَاکَ حضرت نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ میں امام علیہ السلام کی زیارت کا ثواب بیان کر کے تمہیں خوش کروں اور تمہیں عظیم ترین بشارت دوں؟ میں نے عرض کی جی ہاں مولا ارشاد کیجئے میری جان آپ پر قربان ہو...... حضرت نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص زیارت کا ارادہ کرتا ہے۔

فَتَبَاشَرَتْ بِهِ الْمَلَا ئِکَۃُ مِنَ السَّمَاءِ اسے ملائکہ بشارت دے کر کہتے ہیں کہ تو کس قدر خوش نصیب ہے کہ تو نے ایک بہت بڑی نیکی کا ارادہ کیا ہے' نیکی بھی ایسی جس کی قبولیت کی سند جناب رسول خداؐ دیتے ہیں۔

فَاِذَا خَرَجَ مِنْ بَابِ مَنْزِلِهٖ مَاشِيًا اَوْرَاكِبًا وَكَّلَ اللّٰهُ بِهٖ اَرْبَعِيْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ حَتّٰى يُوَامِيَ قَبْرَ الْحُسَيْنِ جب وہ مومن گھر سے نکلتا ہے خواہ وہ پیادہ ہو یا سوار ہو اللہ تعالیٰ اس کے لیے چالیس ہزار فرشتے مقرر کرتا ہے کہ وہ فرشتے امام علیہ السلام کے زوار پر صلوۃ اس وقت تک بھیجتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ قبر امامؑ پر نہیں پہنچ جاتا وَثَوَابُ كُلِّ قَدَمٍ يَرْفَعُهٗ كَثَوَابِ الْمُتَشَحِّطِ بِدَمِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور جو شخص اس راہ میں قدم اٹھاتا ہے اس کے ہر قدم کا ثواب راہ خدا میں شہید ہونے والے کے برابر ہے اور جب تم ضریح اقدس پر پہنچو تو سب سے پہلے تم دونوں ہاتھوں سے ضریح کو مس کرو اور اس پر بوسہ دے کر کہو اَلسَّلاَمُ عَلَيْكَ يَا حُجَّةَ اللّٰهِ فِيْ اَرْضِهٖ اے روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کی حجت آپ پر میرا سلام ہو ثُمَّ انْهَضْ اِلٰى صَلَوَاتِكَ پھر نماز زیارت پڑھو فَاِنَّ اللّٰهَ يُصَلِّيْ عَلَيْكَ وَمَلاَئِكَتَهٗ حَتّٰى تَفْرُغَ اے زائر! جب تک تو نماز میں مشغول رہے گا اتنے تک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے تجھ پر درود بھیجتے رہیں گے وَبِكُلِّ رَكْعَةٍ تَرْكَعُهَا كَثَوَابِ مَنْ حَجَّ اَلْفَ حَجٍّ وَاعْتَمَرَ اَلْفَ عُمْرَةٍ وَاعْتَقَ اَلْفَ رَقَبَةٍ ہر رکعت کا ثواب اس شخص کے ثواب کے برابر ہے جس نے ہزار حج اور ہزار عمرے ادا کیے ہوں اور راہ خدا میں ہزار غلام آزاد کیے ہوں كَمَنْ وَقَفَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَلْفَ مَرَّةٍ مَعَ نَبِيٍّ مُرْسَلٍ وَاِمَامٍ عَادِلٍ اور اس شخص کے ثواب کے برابر ثواب ہے جو نبی مرسل اور امام عادل کے ساتھ جہاد کی طرف گیا ہو۔ فَاِذَا قُمْتَ مِنْ عِنْدِ الْقَبْرِ نَادٰى مُنَادٍ اور جب تم قبر کے پاس کھڑے ہوتے ہو تو ایک منادی ندا کرتا ہے اور اگر تم اس کی آواز سنو تو ساری زندگی حضرت کی قبر اطہر سے ہرگز جدا نہ ہوں اور وہ یہ کہتا ہے کہ اے بندۂ خدا! تو اس وقت خدا کی پناہ میں ہے اور تجھ پر بے شمار رحمتیں

نازل ہو رہی ہیں اور تو اس وقت تمام آفات و بلیات سے محفوظ ہے۔

وَغَفَرَ اللّٰهُ مَاسَلَفَ مِنْ ذُنُوْبِکَ فَاسْتَانِفِ الْعَمَلَ اور خدا نے تیرے تمام گناہ بخش دیے ہیں اے زائر حسینؑ! اب تو نئے سرے سے عمل کر یعنی اب تو گناہ سے اجتناب کر اور گذشتہ گناہوں کی بابت تجھ سے کچھ نہیں پوچھا جائے گافَاِنْ مَاتَ مِنْ عَامِهٖ اَوْمِنْ یَوْمِهٖ لَمْ یَقْبِضْ رُوْحَهٗ اِلَّا اللّٰهُ۔ اگر وہ زائر اس دن یا اس رات یا اس سال میں فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اپنے دست قدرت سے اس کی روح قبض کرتا ہے۔

ثُمَّ قَالَ وَتَقُوْمُ مَعَهُ الْمَلاَ ئِکَةُ یُسَبِّحُوْنَ اللّٰهَ وَیُصَلُّوْنَ عَلَیْهِ حَتّٰی یُوَافِیْ مَنْزِلَهٗ حضرت نے پھر فرمایا اگر وہ زندہ رہتا ہے اور وہ اپنے گھر کی طرف جاتا ہے تو چالیس ہزار فرشتے اس کے ساتھ ساتھ جاتے ہیں اور اللہ کی تسبیح کرتے ہوئے اس کے حق میں دعائے خیر کرتے ہیں جب وہ زائر اپنے گھر میں پہنچ جاتا ہے تو وہ فرشتے بارگاہ خداوندی میں عرض کرتے ہیں بارالہا! اب زائر حسینؑ تو اپنے گھر میں پہنچ چکا ہے اب ہم کہاں جائیں تو ارشاد خداوندی ہوتا ہے۔ یَامَلاَ ئِکَتِیْ قِفُوْا بِبَابِ عَبْدِیْ فَسَبِّحُوْنِیْ وَقَدِّسُوْنِیْ وَهَلِّلُوْنِیْ اے میرے فرشتو! تم میرے بندے زائر حسینؑ کے دروازے پر ٹھہرے رہو اور میری تسبیح و تقدیس و تہلیل میں مشغول رہو وَاکْتُبُوْا ذَالِکَ فِیْ حَسَنَاتِهٖ اِلٰی یَوْمِ وَفَاتِهٖ اور زائر حسینؑ کے نامہ اعمال میں اس کی وفات تک نیکیاں لکھتے رہو فَاِذَا تَوَفّٰی ذَالِکَ الْعَبْدُ فَشَهِدُوْا غُسْلَهٗ وَکَفْنَهٗ وَالصَّلٰوةَ عَلَیْهِ جب زائر مرتا ہے تو وہ فرشتے اس کی تجہیز و تکفین میں حاضر ہوتے ہیں اور اس پر نماز پڑھتے ہیں پھر عرض کرتے ہیں رَبَّنَا وَکَّلْتَنَا بِبَابِ عَبْدِکَ وَتَوَفّٰی شَهِدْنَا تَجْهِیْزَهٗ فَاَیْنَ نَذْهَبُ بارالہا تو نے ہمیں زوار کے

گھر پر تعینات فرمایا تھا جب تک وہ زندہ رہا ہم بھی اس کے دروازہ پر ڈیوٹی دیتے رہے' اب وہ مر گیا ہے' ہم اس کی تجہیز وتکفین اور نماز جنازہ میں شریک ہوئے' اب یہ فرما کہ ہم کدھر جائیں فَیَا تِیهِمُ الْجَوَابَ یَا مَلاَ ئِکَتِیْ قِفُوْا بِقَبْرِ عَبْدِیْ وَسَبِّحُوْنِیْ وَقَدِّسُوْنِیْ وَهَلِّلُوْنِیْ بارگاہ خداوندی سے انھیں جواب ملتا ہے کہ اے میرے فرشتو! تم اس کی قبر پر ٹھہرے رہو اور میری تسبیح' تقدیس وتہلیل بجا لاؤ اور اس قبر سے ہرگز جدا نہ ہوں وَاکْتُبُوْا ذٰلِکَ فِیْ حَسَنَاتِهِ اِلٰی یَوْمِ یَاتِیْنِیْ اور قیامت تک اس زوار کے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھتے رہو۔

واقعتاً امام عالی مقام کے زائر کا بہت بڑا درجہ ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو مقامات مقدسہ کی زیارات کا شرف حاصل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سب مومنین ومومنات کو تمام مقامات مقدسہ بالخصوص روضہ امام حسینؑ کی زیارت نصیب کرے۔

کتنے درد' دکھ اور پریشانی کی بات ہے اور کس قدر رونے اور ماتم کرنے کا مقام ہے کہ جب امام عالی مقامؑ نے انتہائی مجبوری اور پریشانی کے عالم میں مدینہ سے سرزمین عراق کی طرف کوچ کیا۔ آپ کے ساتھ مسلح فوج نہ تھی بلکہ پردہ دار بیبیاں اور معصوم بچے آپ کے ہمراہ تھے۔ امام علیہ السلام کو خانہ کعبہ میں بھی نہیں رہنے دیا گیا' وہ جگہ جہاں جانور کو بھی کچھ نہیں کہا جا سکتا امام علیہ السلام بیت اللہ میں اس لیے تشریف لائے کہ دشمنوں کے شر سے محفوظ رہیں لیکن ظالموں نے ان کو خانہ کعبہ سے بھی جانے پر مجبور کیا۔ جناب ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں۔

قَالَ رَاَیْتُ الْحُسَیْنَ قَبْلَ اَنْ یَتَوَجَّهَ اِلَی الْعِرَاقِ عَلٰی بَابِ الْکَعْبَةِ کہ میں نے امام حسینؑ کو عراق کی طرف روانہ ہونے سے قبل خانہ کعبہ کے دروازہ پر کھڑے ہوئے دیکھا وَکَفَّ جِبْرَائِیْلَ فِیْ کَفِّهٖ وَجِبْرَائِیْلُ یُنَادِیْ هَلُمُّوْا اِلٰی

بَیْعَۃِ اللّٰہِ اور جناب جبرائیلؑ کا ہاتھ حضرت امام حسینؑ کے ہاتھ میں ہے اور جناب جبرائیلؑ پکار رہے ہیں کہ لوگو! جس نے خدا کی اطاعت کرنی ہو وہ آ کر امام حسینؑ کی بیعت کرے کہ ان کی اطاعت اللہ و رسولؐ کی اطاعت ہے۔

کسی شخص نے جناب ابن عباسؓ سے کہا کہ آپ حضرت امام حسینؑ کے ساتھ کیوں نہیں گئے اور اس اجر عظیم سے محروم کیوں رہے؟ **فَقَالَ اِنَّ اَصْحَابَ الْحُسَیْنِ لَمْ یَنْقُصُوْا رَجُلاً وَلَمْ یَزِیْدُوْا** انھوں نے جواب دیا کہ امام عالی مقام کی طرف سے شہداء اور ساتھیوں کی جو فہرست تیار کی گئی اس میں میرا نام نہیں تھا اور اس فہرست میں کمی بیشی ممکن نہ تھی **نَعْرِفُھُمْ بِاَسْمَائِھِمْ وَاَسْمَاءِ اٰبَائِھِمْ** اور میں ان کے اور ان کے آباؤ واجداد کے ناموں سے بھی واقف تھا۔

نصیب کی بات تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو یہ شرف وفضیلت عطا کرنا تھا اور میرے نصیب میں یہ بات شامل نہ تھی اور میں کربلا والوں کا ساتھی نہ بن سکا۔ ایک طرف جناب جبرائیلؑ لوگوں کو بیعت حسینؑ کی طرف بلا رہے تھے دوسری طرف یزید اور اس کے نمک خوار ملازم اس فکر میں تھے کہ کسی نہ کسی طریقے سے امام علیہ السلام کو بیعت یزید پر مجبور کیا جائے۔ اگر وہ بیعت سے انکار کریں تو ان کو اسی وقت اسی جگہ پر شہید کر دیا جائے۔

حَتّٰی اَنَّ یَزِیْدَ اَنْفَذَ عُمَرَ بْنَ سَعْدٍ فِیْ عَسْکَرٍ عَظِیْمٍ وَاَمَّرَہٗ عَلَی الْحُجَّاجِ یہاں تک کہ یزید لعین نے عمر سعد کو ایک بہت بڑی فوج دے کر خانہ کعبہ کی طرف روانہ کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کو حاجیوں کی سربراہی بھی دی **کَانَ قَدْ اَوْصَاہُ بِقَبْضِ الْحُسَیْنِ سِرًّا وَاِنْ لَمْ یَتَمَکَّنْ یَقْتُلْہٗ غِیْلَۃً** اور عمر سعد کو تاکید کی اگر ممکن ہو تو وہ امام حسینؑ کو گرفتار کر لے اور اس کا بس نہ چلے تو امامؑ کو اسی جگہ

پر قتل کر دیا جائے اور ان کا سر میرے پاس بھیج دے وَاَمَرَهُمْ بِقَتْلِ الْحُسَيْنِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ اِتَّفَقَ لِهٰذَا اور یزید نے عمر سعد کو یہ بھی حکم دیا کہ فرزند علیؑ جہاں بھی ہوں اور جس حالت میں بھی ہوں، قتل کر دیں، خواہ وہ طواف میں ہوں، سعی کر رہے ہوں یا نماز میں مشغول ہوں۔ افسوس جس جگہ پر مچھر کو بھی مارنے کا حکم نہیں وہاں امت نبیؐ اس کے نواسے کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتی ہو اور اس کو اپنے پیغمبرؐ کا لحاظ بھی نہ ہو۔

جب حضرتؑ نے یہ محسوس کیا کہ ظالم ان کے قتل کی مکمل تیاری کر چکے ہیں اور اس سے خانہ کعبہ کی حرمت کو خطرہ ہے تو حضرت نے مکہ سے چلے جانے کا ارادہ کر لیا۔ فَخَرَجَ مِنْ مَكَّةَ بَعْدَ اَنْ طَافَ وَسَعٰى وَاَحَلَّ مِنْ اِحْرَامِهٖ وَجَعَلَ حِجَّتَه، عُمْرَةً مُفْرَدَةً افسوس صد افسوس! رسول خداؐ کے عزیز ترین بیٹے کو مکہ سے کوچ کرنا پڑا۔

ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ کو سعی کر کے اور طواف بجا لا کے، حج کو عمرہ سے بدل کر امام علیہ السلام سرزمین عراق کی طرف روانہ ہوئے۔ امام علیہ السلام ابھی سفر ہی میں تھے کہ آپ کے سفیر اور بھائی مسلم بن عقیل کو انتہائی بے دردی کے ساتھ شہید کیا گیا اور حضرت مسلمؑ کے پاؤں میں رسی باندھ کر کوفہ کے بازاروں میں گھسیٹا اور کھینچا گیا۔ یہ نویں ذوالحجہ کا واقعہ ہے، امام علیہ السلام کو ابھی اس المناک واقعہ کی خبر نہ ملی تھی، آپ مصروف سفر تھے فَلَمَّا وَصَلَ الْحُسَيْنُ اِلٰى مَنْزِلٍ اِسْمُه، شُقُوْقٌ فَجَلَسَ نَاحِيَةً عَنِ النَّاسِ جب امام علیہ السلام منزل شقوق پر پہنچے تو حضرت سب سے الگ ہو کر ایک کنارے پر جا بیٹھے اور نہایت محزون و ملول تھے اور اپنے بھائی مسلمؑ کے بارے میں آپ بہت زیادہ پریشان تھے۔ ابھی آپ اسی سوچ میں منہمک تھے کہ وَاِذَا بِرَجُلٍ قَدِمَ مِنَ الْكُوْفَةِ ناگاہ ایک شخص کوفہ کی جانب سے

نمودار ہوا فَسَارَ الْحُسَیْنُ وَقَالَ مَاالْخَبَرُ حضرتؑ اس کے قریب تشریف لے گئے اور پوچھا کیا تجھے میرے بھائی مسلم بن عقیلؑ کی بھی کچھ خبر ہے؟ فَبَکٰی الرَّجُلُ وَرَمٰی الْعِمَامَۃَ عَنْ رَاْسِہٖ پس جونہی اس نے مسلمؑ کا نام سنا تو بے اختیار اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور اس نے اپنا عمامہ اتار کر زمین پر پھینک دیا وَقَالَ یَاسَیِّدِیْ مَاخَرَجْتُ مِنَ الْکُوْفَۃِ حَتّٰی رَاَیْتُ ھَانِیًا وَمُسْلِمَ بْنَ عَقِیْلٍ مَقْتُوْلَیْنِ وَبُعِثَ بِرَاسَیْھِمَا اِلٰی یَزِیْدَ وہ بولا مولا! اپنے بھائی مسلمؑ کے بارے میں کیا پوچھنا چاہتے ہو؟ مسلمؑ اور ہانی میرے سامنے مارے گئے اور اہل کوفہ نے ان سے بے وفائی کی اور ان دونوں شہیدوں کے سروں کو یزید کے پاس بھجوایا گیا فَلَمَّا سَمِعَ الْحُسَیْنُ ذَالِکَ بَکٰی بُکَاءً شَدِیْدًا وَاسْتَرْجَعَ پس حضرت نے جب یہ حال سنا تو آپ بہت زیادہ روئے اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اَلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہہ کر فرمایا فَمِنْھُمْ مَنْ قَضٰی نَحْبَہٗ وَمِنْھُمْ مَنْ یَنْتَظِرُ ان میں سے بعض تو چلے گئے ہیں اور کچھ اپنی موت (شہادت) کا انتظار کر رہے ہیں۔ یعنی اے مسلمؑ! تم پر جو گزری یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی تھی تم نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے اپنی قیمتی جان کا نذرانہ پیش کر دیا اور اب ہم پر جو گزرنی ہے وہ باقی ہے۔ یہ کہہ کر آپؑ نے اس شخص سے فرمایا کہ اس خبر کا تذکرہ میرے عزیزوں اور ساتھیوں کے سامنے نہ کرنا کہ ان کو یہ خبر سن کر بہت زیادہ صدمہ ہوگا وَجَاءَ اِلَی الْخَیْمَۃِ وَدَعَا بِنْتَ مُسْلِمٍ وَکَانَ عُمُرُھَا حِیْنَئِذٍ اِحْدٰی عَشْرَۃَ سَنَۃً امام علیہ السلام انتہائی پریشانی اور دکھ کے عالم میں خیمہ میں آئے اور فرمایا: مسلمؑ کی بیٹی کو میرے پاس لاؤ اور اس بی بی کی عمر گیارہ برس تھی فَلَمَّا جَاءَتْ قَرَّبَھَا اَدْنَاھَا جونہی وہ یتیم امامؑ کے قریب آئی حضرت اس کو دیکھ کر رونے لگے اور اس کو زانو پر بٹھا لیا اور اس کی پیشانی پر بوسہ دے کر بہت پیار کیا ثُمَّ

طَلَبَ الْقُرْطَيْنِ وَوَضَعَهُمَا فِيْ اُذُنَيْهَا پھر حضرت نے دو گوشوارے طلب کیے اور اپنے ہاتھ سے اس بچی کے کانوں میں پہنا دیے وَكَانَ يَمْسَحُ يَدَهُ الشَّرِيْفَةَ عَلٰى نَاصِيَتِهَا وَرَاسِهَا كَمَا يُفْعَلُ بِالْاَيْتَامِ وَهُوَ مَعَ ذَالِكَ يَبْكِيْ اور امام علیہ السلام بار بار اس کے سر اور پیشانی پر ہاتھ پھیرتے تھے اور جس طرح کسی یتیم پر شفقت کی جاتی ہے اسی طرح آپ اس یتیم بچی کے ساتھ شفقت فرماتے تھے اور آپ مسلسل روتے جاتے تھے۔ فَقَالَتْ يَاعَمِّ مَارَايْتُكَ قَبْلَ هٰذَا الْيَوْمِ فَعَلْتَ بِيْ مِثْلَ مَا فَعَلْتَ الْيَوْمَ مسلمؑ کی یتیم بیٹی بولی! چچا جان آپ پہلے تو اس قدر مجھ پر شفقت نہ فرماتے تھے جو آج فرما رہے ہیں، ایسی شفقت تو یتیموں کے ساتھ کی جاتی ہے۔

فَلَمْ يَتَمَا لَكَ الْحُسَيْنُ مِنَ الْبُكَاءِ بَكٰى بُكَاءً شَدِيْدًا۔ یتیم کی اس بات کو سن کر امام علیہ السلام کو تاب نہ رہی اور آپ بلند آواز سے روئے وَقَالَ يَا بِنْتِيْ اَنَا اَبُوْكِ وَبَنَاتِيْ اَخَوَاتُكِ اور بولے اے میری بیٹی! اگرچہ مسلمؑ شہید ہو چکے ہیں، حسینؑ تو زندہ ہے، میں تیرا باپ ہوں اور میری بیٹیاں تمہاری بہنیں ہیں فَنَادَتْ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُوْرِ پس جناب مسلمؑ کی یتیم بیٹی نے بلند آواز سے رونا شروع کیا اور جناب مسلمؑ کے باقی صاحبزادوں نے اپنے باپ کی شہادت کی خبر سن کر اپنے سروں سے عمامے اتار کر پھینک دیے اور رونے پیٹنے لگے، امام علیہ السلام نے ان بچوں کو اپنے گلے سے لگایا اور ان کو دلاسے دیے اور ان کو صبر کرنے کی تلقین کی۔

مومنین کرام! سوچنے کا مقام ہے امام حسینؑ نے مسلمؑ کے یتیم بچوں سے پیار کیا اور ان کو تسلی بھی دی لیکن افسوس! حسینؑ کے یتیم بچوں پر رحم کرنے کی بجائے ان پر مظالم کے پہاڑ ڈھائے گئے۔ اس وقت کیا حال ہوگا ان پردیسیوں اور بیکسوں کا کہ جب ان کو طوقوں و زنجیروں میں جکڑ کر طویل ترین کٹھن رستوں سے کانٹوں

اور سنگلاخ اور تپتی ہوئی ریت پر پیدل چلایا گیا۔ امام سجادؑ کے پیر اور پنڈلیاں زنجیروں کی وجہ سے زخمی ہو چکی تھیں اور ان سے خون رستا تھا۔ ادھر پردہ دار بیبیوں اور معصوم بچوں کے گلے میں طوق ڈالنے کی وجہ سے ان مظلوموں کی ہتھیلیاں' بازو اور گلا زخمی ہو گیا تھا۔ یزیدیوں نے حسینؑ کی یتیم بچی سکینہؑ کے کانوں سے گوشوارے اس طریقے سے اتارے کہ بی بی کے کان زخمی ہو گئے۔ یہ وہ گوشوارے تھے جو امام علیہ السلام نے اپنی پیاری بیٹی سکینہؑ کو خود اپنے ہاتھوں سے پہنائے تھے۔

سید ابن طاؤسؒ' اور شیخ مفیدؒ نے روایت کی ہے کہ امام حسینؑ کی کم سن یتیم بیٹی سکینہؑ اپنے بابا کی لاش سے لپٹی ہوئی رو رہی تھی اور اپنا منہ بابا کے زخمی بدن سے لگا کر دلخراش بین کرتی تھی اور کہتی تھی۔

بابا! ظالموں نے میرے کانوں سے گوشوارے چھین لیے' میرے کان زخمی ہو گئے اور یزیدیوں نے مجھے طمانچے مارے' جھڑکیاں دیں'

جناب امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ اس وقت ایک ظالم آیا اور اس یتیم کو بابا کی لاش سے چھڑانے لگا لیکن سکینہؑ بابا کی لاش سے جدا نہ ہوتی تھیں۔ ناگاہ اس بدبخت نے طیش میں آ کر سکینہؑ کو تازیانہ اس زور سے مارا کہ وہ بلبلا گئی اور جب میں نے اپنی یتیم اور معصوم بہن کی اس مظلومیت کو دیکھا تو میری آنکھوں سے خون اتر آیا۔ میں نے چاہا کہ ان ظالموں کے لیے بددعا کروں مگر مجھے اپنے بابا کی وصیت یاد آ گئی اور میں نے صبر کیا۔

روایت نمبر
7
★ حضور کی آنکھوں سے امام حسینؑ کا اوجھل ہونا'
★ فضائل اہلبیتؑ، کچھ دیر کے لیے حُر
★ اور اس کی فوج کا امام علیہ السلام سے ملاقات کرنا اور ذکر مصائب
مولانا عابد عسکری

رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ اَنَّہ' قَالَ اَنَا شَجَرَۃٌ وَفَاطِمَۃُ فَرْعُھَا وَعَلِیٌّ لِقَاحُھَا وَالْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ ثَمْرَتُھَا وَشِیْعَتُنَا وَرَقُھَا جناب رسولؐ خدا کا ارشاد گرامی ہے کہ میں ایک سایہ دار درخت کی مانند ہوں اور فاطمۃ الزہراءؑ اس کی شاخ' علی مرتضیٰؑ شگوفہ' حسن و حسینؑ اس کا پھل اور ان کے ماننے والے اس درخت کے پتے ہیں فَالشَّجَرَۃُ اَصْلُھَا فِیْ جَنَّۃِ عَدْنٍ وَالْفَرْعُ وَاللِّقَاحُ وَالثَّمَرَۃُ وَالْوَرَقُ فِی الْجَنَّۃِ اس درخت کی جڑ جنت عدن میں ہے' اس کی شاخ' شگوفے اور میوے سب بہشت میں ہیں۔ یعنی روز قیامت ہم سب اپنے محبت کرنے والوں کے ہمراہ بہشت میں ہوں گے۔

جناب سلمان فارسیؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ جناب جبرائیلؑ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بہشت کے انگور لائے۔ حضورؐ نے مجھ سے فرمایا کہ اے سلمان جاؤ میرے حسنینؑ کو لے آؤ تا کہ وہ بھی ان انگوروں کو کھائیں' میں جناب فاطمۃ الزہراؑ کے در دولت پر آیا تو معلوم ہوا کہ شہزادے وہاں نہیں ہیں۔ پھر میں حضور اکرمؐ کے دراقدس پر آیا حسنینؑ کا پتہ کیا آقا زادے وہاں پر بھی موجود نہ تھے میں نے حضورؐ کو بتایا کہ آقا زادے کہیں پر بھی نہیں مل رہے۔ فَاضْطَرَبَ النَّبِیُّ وَوَثَبَ قَائِمًا یہ سن کر حضرتؐ بے تاب ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے نواسوں کو خود ڈھونڈھنے لگے وَھُوَ یَقُوْلُ وَاوَلَدَاہُ وَاثَمْرَۃَ فُوَادَاہُ وَاقُرَّۃَ عَیْنَاہُ اور فرماتے تھے میرے بچو! میری آنکھوں کی ٹھنڈک میرے پیارے نواسو! تم کہاں ہو۔ پھر فرمایا مَنْ یُرْشِدُنِیْ عَلَیْکُمَا فَلَہ' عَلَی اللّٰہِ الْجَنَّۃَ جو شخص مجھے میرے ان دونوں بچوں کی خبر دے گا میں اس کی بہشت کا ضامن ہوں۔ جناب جبرائیلؑ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پریشانی کی وجہ پوچھی؟ آپؐ

نے فرمایا' مجھے خدشہ ہے کہ کہیں یہودی میرے ان بچوں کو نقصان نہ پہنچائیں فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ بَلْ خَفْ عَلَیْهِمَا مَنْ کَیْدِ الْمُنَافِقِیْنَ فَاِنَّ کَیْدَهُمْ اَشَدُّ مِنْ کَیْدِ الْیَهُوْدِ حضرت جبرائیلؑ بولے یا حضرتؐ! آپ منافقین کے بارے میں خدشہ ظاہر فرمائیں' کیونکہ منافقین کی دشمنی یہودیوں کی دشمنی سے زیادہ خطرناک ہے اور آپ کے دونوں نواسے اس وقت بنی وحداح کے باغ میں آرام فرما رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت اس باغ کی طرف چل پڑے اور میں بھی آپ کے ساتھ چلا فَاِذَاهُمَا نَائِمَانِ وَقَدِ اعْتَنَقَا اَحَدُهُمَا الْاُخَرَ ہم نے دیکھا کہ وہ دونوں شہزادے بغلگیر ہوئے سو رہے ہیں۔ وَثُعْبَانٌ فِیْ فِیْهِ طَاقَةُ رَیْحَانٍ یَرُوْحُ بِهَا وَجُوْهَهُمَا اور ان کے سرہانے ایک اژدھا بیٹھا ہوا ہے اور منہ میں ایک گلدستہ لے کر اس کو پنکھا کے طور پر ہلا رہا ہے۔ جب اس نے حضرتؐ کو آتے ہوئے دیکھا تو گلدستے کو نیچے رکھ دیا اور بولا اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَسْتُ اَنَا ثُعْبَانٌ وَلٰکِنِّیْ مَلَکٌ مِنْ مَلاَئِکَةِ الْمُقَرَّبِیْنَ اے رسول خداؐ! میرا سلام عقیدت قبول فرمایئے' آقا میں اژدھا نہیں ہوں بلکہ ایک فرشتہ ہوں میں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غفلت کی تو اس نے مجھے اس صورت میں مسخ کر دیا فَطَرَدَنِیْ مِنَ السَّمَاءِ اور آسمان سے زمین پر ڈال دیا اور مجھے اس حالت میں ایک طویل عرصہ گزر چکا ہے اور میں کسی کریم کی شفاعت کا انتظار کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اصلی حالت میں لوٹا دے۔

قَالَ فَجَثِیَ النَّبِیُّ یُقَبِّلُهُمَا حَتّٰی اسْتَیْقَظَا فَجَلَسَا عَلٰی رُکْبَتِیِ النَّبِیِّ سلمان کہتے ہیں کہ حضرتؐ کبھی تو ان کے کندھوں کو ہلاتے اور کبھی پیار سے بوسے لیتے تھے' یہاں تک وہ بیدار ہوئے حضرت نے ان دونوں کو اپنے زانو پر بٹھایا۔ آپ نے اژدھا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا اس مسکین کو دیکھو' حسینؑ بولے نانا یہ

کون ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا۔ یہ ایک فرشتہ ہے بارگاہ خداوندی کی طرف سے اس کو عبادت سے غفلت برتنے پر سزا ملی ہے اور میں نے تمہاری وجہ سے اس کی شفاعت کی ضمانت اپنے ذمہ لے لی ہے۔

فَوَثَبَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ فَاسْبَغَا الْوُضُوْءَ وَصَلَّيَا رَكْعَتَيْنِ یہ سن کر دونوں شہزادے اٹھ کھڑے ہوئے اور وضو کر کے دو رکعتیں پڑھیں اور بارگاہ الٰہی میں یوں عرض کی:

اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ جَدِّنَا الْجَلِيْلِ الْحَبِيْبِ مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰى وَبِاَبِيْنَا اَسَدِ اللّٰهِ الْغَالِبِ عَلِيِّ نِ الْمُرْتَضٰى وَبِاُمِّنَا فَاطِمَةَ الزُّهْرَاءِ اِلَّا وَرَدَدْتَه اِلٰى حَالَتِهِ الْاُوْلٰى بارالٰہا! تجھے ہمارے نانا جانؐ بابا علی مرتضیٰؑ ماں فاطمہ زہراؑ کا واسطہ اس کو اس کی اصلی صورت عطا فرما دے۔ ابھی ان شہزادوں کی دعا ختم نہ ہوئی تھی وَاِذَا جِبْرَائِيْلُؑ قَدْ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ فِيْ رَهْطٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ کہ ناگاہ جناب جبرائیلؑ ملائکہ کے ایک گروہ کے ہمراہ نازل ہوئے وَبَشَّرَ ذَالِكَ الْمَلَكَ بِرِضَى اللّٰهِ وَبِرَدِّهٖ اِلٰى سِيْرَتِهِ الْاُوْلٰى اور اس فرشتے کو بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ حسنین شریفینؑ کی خاطر تجھ پر راضی ہوا اور تجھے اصلی صورت عطا کر دی پس وہ فرشتہ دوسرے فرشتوں کی مانند ہو گیا ثُمَّ ارْتَفَعُوْا اِلَى السَّمَاءِ پھر وہ فرشتہ سلام کر کے آسمان کی طرف چلا گیا اور باقی دوسرے فرشتے بھی جبرائیلؑ آمین کے ساتھ چلے گئے۔ ایک روز جبرائیلؑ نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کی فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ذٰلِكَ الْمَلَكَ يَفْتَخِرُ عَلٰى مَلَائِكَةِ سَبْعِ السَّمٰوٰتِ وَيَقُوْلُ لَهُمْ یا رسول اللہؐ! وہ فرشتہ ساتویں آسمان کے فرشتوں پر فخر کرتا ہے اور دوسرے فرشتوں سے کہتا ہے۔

مَنْ مِثْلِيْ وَاَنَا فِيْ شِفَاعَةِ السَّيِّدَيْنِ السَّنَدَيْنِ السِّبْطَيْنِ الْحَسَنِ

وَالْحُسَیْنِ کہ بھلا کون ہے ایسا فرشتہ کہ جس کی شفاعت حضور پاکؐ کے دونوں نواسوں نے کی ہو' میں کس قدر خوش نصیب ہوں کہ حضور اکرمؐ اور حسنین شریفینؑ نے مجھے دعائیں دی ہیں۔

حضرات! سوچنے کا مقام ہے کہ حسنین شریفینؑ کا کتنا بڑا رتبہ ہے لیکن افسوس ظالموں نے ان کے ساتھ کیا کیا سلوک روا رکھا ہے؟ ایک کو زہر سے شہید کیا گیا اور دوسروں کو تیروں' تلواروں' پتھروں' خنجروں اور نیزوں کے ساتھ تین دن کا بھوکا پیاسا شہید کیا گیا۔

روایت میں ہے کہ جناب امام حسینؑ کو جب جناب مسلمؑ کی شہادت کی خبر ملی تو غم اور دکھ کی وجہ سے آپ کی ریش مبارک سفید ہوگئی۔ منزل خزیمہ پر جناب زینبؑ نے امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی' میں نے ایک آواز سنی ہے اور یہ اشعار کہہ رہا تھا۔

اَلاَ یَاعَیْنُ فَاحْتَفِلِیْ بِجُهْدِیْ
وَمَنْ یَبْکِیْ عَلٰی الشُّهَدَاءِ بَعْدِیْ

اے اشک! حسرت آنکھوں سے گرتی رہ۔ میرے بعد شہدائے کربلا پر کون روئے گا؟

عَلٰی قَوْمٍ تَسُوْقُهُمُ الْمَنَایَا
بِمِقْدَارٍ اِلٰی اِنْجَازِ وَعْدِیْ

ان شہیدوں پر گریہ کر کہ موت ان کو مقام شہادت اور وعدہ گاہ کی طرف لیے جا رہی ہے۔

فَقَالَ الْحُسَیْنُ یَااُخْتَاهُ کُلَّ الَّذِیْ قَضٰی فَهُوَ کَائِنٌ. حضرتؑ نے فرمایا

اے بہن! جو تقدیر میں لکھا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ جب حضرت منزل ثعلب پر پہنچے تو زانوے اقدس پر سر انور رکھ کر سو گئے اور تھوڑی دیر کے بعد بیدار ہوئے تو فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ یہ قافلہ سفر کرنے میں جلدی کر رہا ہے اور موت ان کو جنت میں لے جانے کے لیے جلدی کر رہی ہے۔ اس وقت جناب علی اکبرؑ نے عرض کی **یَاابَتِ اَفَلَسْنَا عَلَی الْحَقِّ** بابا کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ **فَقَالَ بَلٰی یَابُنَیَّ وَالَّذِیْ اِلَیْهِ مَرْجِعُ الْعِبَادِ** حضرتؑ نے فرمایا: اے علی اکبرؑ! خدا کی قسم ہم ضرور حق پر ہیں **فَقَالَ یَا اَبَتِ اِذًا لَاْنُبَالِیْ بِالْمَوْتِ** جناب علی اکبرؑ نے عرض کی بابا جان! پھر ہمیں موت سے کیا ڈر ہے۔

فَقَالَ الْحُسَیْنُ جَزَاکَ اللّٰهُ خَیْرًا حضرت امام حسینؑ نے فرمایا خدا آپ کو جزائے خیر دے۔ پھر اسی صبح کو ابو ہرہ نامی شخص کوفہ سے آیا اور سلام کرتے ہوئے بولا۔

یَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَا الَّذِیْ اَخْرَجَکَ عَنْ حَرَمِ اللّٰهِ وَحَرَمِ جَدِّکَ کہ اے فرزند رسولؐ! کیا وجہ ہے کہ آپ کو حرم رسولؐ اور حرم الٰہی سے کوچ کرنا پڑا؟ امام علیہ السلام نے فرمایا **اِنَّ بَنِیْ اُمَیَّةَ قَدْ اَخَذُوْا مَالِیْ فَصَبَرْتُ وَشَتَمُوْا عِرْضِیْ فَصَبَرْتُ وَطَلَبُوْا دَمِیْ فَخَرَجْتُ** اے ابو ہرہ! بنی امیہ نے ہمارا مال غصب کیا ہم نے صبر کیا' ہماری توہین کی ہم نے صبر کیا اب ظالموں نے چاہا کہ مجھے حرم الٰہی میں قتل کریں تو میں اس غرض سے وہاں سے چلا آیا کہ خانہ کعبہ کی عزت و حرمت پر حرف نہ آئے۔

وَایْمُ اللّٰهِ لَیَقْتُلُنِیْ فِئَةُ الْبَاغِیَةِ اے ابو ہرہ! خدا کی قسم ایک روز باغی گروہ مجھے شہید کرے گا اور خدا انھیں دنیا و آخرت میں ذلتیں و رسوائیاں دے گا۔ حضرت

امام حسینؑ منزل زبالہ پر پہنچے تو آپ کو عبداللہ بن یقطیر کی شہادت کی خبر ملی۔ عبداللہ اہل کوفہ کو امام علیہ السلام کا خط پہنچانے گئے تھے۔ حضرت کو بہت زیادہ دکھ ہوا۔ آپ نے اپنے اصحاب کو جمع کر کے فرمایا۔

بَلَغَنِیْ خَبَرُ قَتْلِ مُسْلِمٍ وَعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ یَقْطُرَ وَقَدْ خَذَلَنَا اَھْلُ الْکُوْفَۃِ فَمَنْ اَحَبَّ مِنْکُمُ الْاِنْصِرَافَ فَلْیَنْصَرِفْ فِیْ غَیْرِ حَرَجٍ لَیْسَ عَلَیْہِ زِمَامٌ مجھے مسلمؑ اور عبداللہ کی شہادت کے بارے میں علم ہو چکا ہے' ہمیں کوفیوں نے پریشان کیا اور ہماری نصرت سے ہاتھ اٹھایا اب تم میں سے جو جانا چاہتا ہو اور جس کو جان پیاری ہو تو وہ چلا جائے لیکن آپ کے جانثاروں میں سے ایک بھی اپنی جگہ سے نہ ہٹا بلکہ اپنے ایمان کی مضبوطی اور پختگی کو مزید تقویت دیتے ہوئے کہا کہ اللہ کی راہ میں ہمارے جسموں کے ستر ٹکڑے بھی کیے جائیں تو بھی ہم آپ کا ساتھ نہ چھوڑیں گے۔ اس کے بعد حضرتؑ نے منزل شراف سے کوچ کیا اور لشکر حُر سے حضرت کی ملاقات ہوئی۔ اسی اثناء میں نماز کا وقت ہوا موذن نے اذان دی۔ حضرت عبا زیب تن کیے ہوئے خیمے سے باہر نکلے اور صفوں کے درمیان کھڑے ہو کر حمد و ثناء پر مشتمل خطبہ دیا آپؑ نے فرمایا اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ لَمْ اٰتِکُمْ حَتّٰی اَتَتْنِیْ کُتُبُکُمْ اے اہل کوفہ میں خود نہیں آیا تم نے متعدد خطوط کے ذریعہ اصرار کر کے مجھے بلایا ہے اگر تم عہد و پیمان پر ثابت ہو تو اپنا وعدہ پورا کرو وَاِنْ کُنْتُمْ کَارِھِیْنَ لِمَقْدَمِیْ اِنْصَرَفْتُ عَنْکُمْ اگر تم میرا آنا پسند نہیں کرتے تو میں جہاں سے آیا ہوں واپس چلا جاتا ہوں۔ حضرت کی بات کا جواب کسی نے نہیں دیا۔ سب چپ رہے' حضرتؑ نے فرمایا کہ اقامت کہو اور حُر سے فرمایا کہ تم اپنے ساتھیوں کو خود نماز پڑھاؤ۔ اس نے عرض کی یا حضرت اس ناچیز کی کیا مجال کہ آپ کے ہوتے ہوئے نماز پڑھاؤں۔ امام علیہ

السلام نے دونوں لشکروں کو نماز پڑھائی۔ نماز عصر سے فراغت کے بعد آپ نے پھر خطبہ ارشاد فرمایا یَآیُّھَا النَّاسُ نَحْنُ اَھْلُبَیْتِ نَبِیِّکُمْ اَوْلٰی لِوَلَایَةِ ھٰذَا الْاَمْرِ عَلَیْکُمْ مِنْ ھٰٓؤُلَاءِ الْمُدَّعِیْنَ لوگو اللہ سے ڈرو اور حق اور حقداروں کو پہچانو تا کہ خدا تم سے راضی ہو ہم اہل بیتؑ خلافت و اطاعت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں۔ اگر تم نہیں چاہتے تو ہم واپس چلے جاتے ہیں۔ حُر نے عرض کی اَنَا وَاللّٰہِ مَااَدْرِیْ مَاتَقُوْلُ وَلَا ماھٰذِہِ الْکُتُبُ وَالرُّسُلُ الَّتِیْ تَذْکُرُ وَاللّٰہِ خدا کی قسم آپ جو کچھ فرما رہے ہیں اس کو میں نہیں جانتا یہ کیسے خطوط اور کیسے دعوت نامے؟

حضرتؑ نے فرمایا کوفیوں کے خطوط لائے جائیں' خطوط سے بھری ہوئی دو خرجیاں حضرت کے سامنے لائی گئیں۔ حُر نے عرض کی مجھے ان خطوط کی کوئی خبر نہیں ہے مجھے تو ابن زیاد نے حکم دیا ہے کہ جب تک آپ کوفہ داخل نہیں ہو جاتے میں آپ کے ساتھ ساتھ رہوں۔ حضرت نے فرمایا:

اَلْمَوْتُ اَوْلٰی مِنْ رُکُوْبِ الْعَارِ "موت مجھے اس ذلت سے بہتر ہے کہ میں امام وقت ہو کر ابن زیاد اور یزید جیسے فاسق و فاجر کی بیعت کروں" اس کے بعد آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ چلو لیکن حُر مانع ہوا امام علیہ السلام نے فرمایا ثَکِلَتْکَ اُمُّکَ مَاتُرِیْدُ اے حُر! تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے تیرا کیا ارادہ ہے؟ حُر بولا کہ اگر آپ کے سوا کوئی اور میری ماں کا نام لیتا تو میں بھی اس کی ماں کا نام اسی طرح لیتا۔ وَلٰکِنْ وَاللّٰہِ مَالِیْ اِلٰی ذِکْرِ اُمِّکَ مِنْ سَبِیْلٍ اِلَّا بِاَحْسَنِ مَانَقْدِرُ عَلَیْہِ مگر میں حضرت کی مادر گرامی کا نام تعظیم و تکریم کے بغیر نہیں لے سکتا۔ روایت میں ہے کہ جب حُر کا حضرتؑ سے سامنا ہوا تو اس وقت حُر اور اس کی فوج پیاسی تھی بلکہ پیاس کی شدت کی وجہ سے سب فوجی نڈھال تھے۔ ساقی کوثر کے بیٹے

سے دشمن کا بھی یہ حال دیکھا نہ گیا۔ آپؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا اِسْقُوا الْقَوْمَ وَرَشِّفُوا الْخَیْلَ تَرْشِیْفًا ان کو اور ان کے گھوڑوں کو پانی پلاؤ یہ فرما کر خود امام علیہ السلامؑ جناب عباس علمدارؑ اور حضرت علی اکبرؑ نے دشمن کی فوج کو پانی پلایا۔ وَاَصْحَابُهٗ یَمْلَئُوْنَ الْقِصَاعَ وَالطَّاسَ مِنَ الْمَاءِ ثُمَّ یُدْنُوْنَهَا مِنَ الْفَرَسِ اور امام علیہ السلام کے اصحاب پانی سے برتن بھر کر اہل کوفہ کے گھوڑوں کے آگے لے جاتے تھے فَاِذَا عَبَّ فِیْهَا ثَلاَ ثًا اَوْ اَرْبَعًا اَوْ خَمْسًا عُزِلَتْ عَنْهُ وَسَقُوْا اٰخِرَ حَتّٰی سَقَوْهَا کُلَّهَا جب گھوڑے پانی پی کر اس طرح سیراب ہوتے تھے کہ تین یا چار یا پانچ دفعہ منہ پھیر لیتے تھے یہاں تک کہ آپؑ نے منزل شراف سے جو پانی لیا تھا وہ سب ختم ہو گیا۔ مقام افسوس ہے کہ امام حسینؑ تو اہل کوفہ اور ان کے گھوڑوں کو سیراب کریں لیکن کوفی کس قدر ظالم اور پست فطرت تھے کہ انھوں نے تو امام حسینؑ کے بچوں کو بھی پانی کا ایک گھونٹ پینے کو نہ دیا۔

روز عاشور امام حسینؑ اپنے چھ ماہ کے پیاسے بچے کو دشمن کی فوج کے سامنے لے آئے اور علی اصغرؑ کے چہرے سے کپڑا ہٹا کر فرمایا اے قوم اشقیا رہ اس معصوم سے بچے کو ایک گھونٹ پانی کا دے دو اس کی زبان خشک ہو چکی ہے ظالمو! کچھ تو رحم کرو یہ پیاس کی وجہ سے مرنے والا ہے، کوئی صاحب اولاد ایسا ہے جو اس معصوم کی جان بچا سکے؟ پانی دینے اور رحم کرنے کی بجائے ان ظالموں نے کیا کیا فَرَمَاهُ حُرْمَلَةَ ابْنَ کَاهِلِ نِ الْاَسَدِیّ فَذَبَحَهٗ فِیْ حِجْرِ الْحُسَیْنِ حرملہ لعین نے بہت بھاری تیر پوری طاقت کے ساتھ نشانہ باندھ کر اس شدت کے ساتھ مارا کہ وہ باپ کی جھولی میں ذبح ہو گیا، کوفہ اور شام کے شقی اس قدر سنگدل اور ظالم تھے کہ انھوں نے امامؑ کے معصوم بچوں کو پانی کا ایک قطرہ بھی نہ دیا اس کے ساتھ ساتھ ان

بچوں پر بے پناہ مظالم ڈھائے۔

راوی کہتا ہے کہ امام علیہ السلام کے دونوں ہونٹ پیاس کی شدت کی خشک ہو چکے تھے۔

وَيلُوكُ لِسَانَهُ مِنَ الْعَطْشِ وَيَطْلُبُ الْمَاءَ امام علیہ السلام بار بار اپنی خشک زبان اپنے خشک ہونٹوں پر پھیرتے تھے اور اتمام حجت کے طور پر ظالموں سے بار بار پانی طلب کرتے تھے اور آپ فرماتے تھے کہ تم میں ایسا کوئی نہیں ہے کہ جو مجھے ایک گھونٹ پانی کا دے دے اور تم یہ تو جانتے ہو کہ میرا بابا ساقی کوثر ہے۔ یہ سن کر ایک لعین بولا۔

هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ وَاللّٰهِ لاَ اَذُقْتَ مِنْهُ قَطْرَةً حَتّٰى تَذُوقَ الْمَوْتَ بہت مشکل ہے بہت مشکل ہے اے حسینؑ کہ ہم آپ کو پانی دے دیں ہم تو ایک قطرہ پانی کا بھی آپ کو نہیں دیں گے یہاں تک کہ آپ پیاسے مر جائیں اور بالآخر امام علیہ السلام کو پیاس کی ہی حالت میں انتہائی بیدردی کے ساتھ شہید کیا اور آخر تک ذرا بھر رحم نہ کیا گویا ان کے دل پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہو چکے تھے۔ ان میں انسانیت نام کی کوئی چیز نہ تھی بلکہ درندوں سے بدتر تھے وہ لوگ...... ان ظالموں نے شہیدوں کے سر قلم کیے اور تڑپتے سسکتے اور بلکتے ہوئے پسماندگان کو طوقوں اور زنجیروں میں باندھ کر ایک طویل ترین سفر کرایا اور اس دکھ بھرے سفر میں غموں مصیبتوں اور دکھوں کے کئی کئی پہاڑ گرے اس دوران خاندان رسولؐ نے جو مصائب برداشت کیے ان کو نہ زبان سے بیان کیا جا سکتا ہے اور نہ کوئی مورخ نہ کوئی راوی قلمبند کر سکتا ہے۔

روایت نمبر 8

★ زمین کربلا کی زمین کعبہ پر فضیلت'

★ حضرت آدمؑ حضرت ابراہیمؑ جناب رسولؐ خدا' جناب علی مرتضیٰؑ اور جناب امام حسینؑ کا زمین کربلا پر پہنچنا

★ اور تذکرہ جناب سکینہ بنت الحسینؑ کی پیاس کا۔

مولانا عابد عسکری

عَنِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ اِنَّ الْمُحَرَّمَ شَهْرٌ كَانَ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يُحَرِّمُوْنَ فِيْهِ الْقِتَالِ جناب امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ محرم وہ مہینہ ہے کہ کافر بھی اس میں جنگ و جدال کو حرام سمجھتے تھے۔ فَاسْتُحِلَّتْ فِيْهِ دِمَاءُ نَا وَهُتِكَتْ فِيْهِ حرِيْمُنَا وَسُبِیَ فِيْهِ ذَرَارِيْنَا اور اس امت نے کہ جو اسلام کا دعویٰ کرتی تھی ہمارے قتل کو جائز سمجھا اور ہماری توہین کی اور دختران زہراؑ کو قید کیا اور خیموں میں آگ لگائی اور حضور اکرمؐ کے رشتے کا ذرا بھر خیال نہ کیا۔

اِنَّ يَوْمَ الْحُسَيْنِ اَقْرَحَ جُفُوْنَنَا وَاَسْبَلَ دُمُوْعَنَا وَاَذَلَّ عَزِيْزَنَا ''امام حسینؑ کی شہادت کا دن وہ دن ہے کہ ہماری آنکھیں رو رو کر زخمی ہو گئی ہیں اور ہمارے آنسو رکتے نہیں ہیں اور اس دن ہمارے عزیزوں کے ساتھ ذلت آمیز رویہ اختیار کیا گیا۔

يَا اَرْضَ كَرْبَلاَءَ اَوْرَثْتِنَا الْكَرْبَ وَالْبَلاَءَ اے زمین کربلا تو ہمارے غم واندوہ اور مصیبت کا باعث بنی ہے اس لیے رونے والوں کو امام حسینؑ کے مصائب پر خوب رونا چاہیے لِاَنَّ الْبُكَاءَ عَلَيْهِ يَحُطُّ الذُّنُوْبَ الْعِظَامَ کیونکہ امام مظلومؑ پر رونے سے گناہان کبیرہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔

حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا: خُلِقَ الْكَرْبَلاَءُ قَبْلَ اَنْ يُخْلَقَ الْكَعْبَةُ بِاَرْبَعَةِ وَعِشْرِيْنَ اَلْفَ عَامٍ اللہ تعالیٰ نے کربلا کو کعبہ سے چوبیس ہزار سال پہلے پیدا کیا حَتّٰى جَعَلَهَا اَفْضَلَ اَرْضٍ فِی الْجَنَّةِ وَاَفْضَلَ مَسْكَنٍ يَسْكُنُ فِيْهَا اَوْلِيَائَه‘ یہاں تک کہ روز قیامت زمین کربلا کو فرشتے جنت میں لے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ اسے بہشت کی زمین پر بھی فضیلت دے گا اور اسے اپنے دوستوں کا مسکن قرار دے گا اور جنت میں زمین کربلا ایسی روشن ہو گی کہ كَمَا يَزْهَرُ الْكَوَاكَبُ الدُّرِّیُّ

لِاَهْلِ الْاَرْضِ جیسے اہل زمین کے لیے چاند اور سورج روشن ہیں اور وہ زمین ندا کرے گی اَنَا الْاَرْضُ الْمُقَدَّسَۃُ الَّتِیْ دُفِنَتُ فِیَّ جَسَدُ سَیِّدُ الشُّھَدَاءِ وَسَیِّدِ شَبَابِ اَھْلِ الْجنَّۃِ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ الْحُسَیْنِ کہ میں وہ مقدس ترین زمین ہوں کہ جس میں جوانانِ جنت کے سردار جناب امام حسین علیہ السلام کا جسم مبارک مدفون ہے۔

اور حدیث میں ہے اِنَّہٗ لَمَّا خَلَقَ اللّٰہُ الْکَعْبَۃَ اِفْتَخَرَتْ وَابْتَھَجَتْ وَقَالَتْ مَنْ مِثْلِیْ وَقَدْ بُنِیَ بَیْتُ اللّٰہِ عَلٰی ظَھْرِی جب پروردگار عالم نے کعبہ کو خلق کیا تو زمین کعبہ نے اَزْرَاہِ تَفَاخُرْ کہا کہ یہ زمین کون ہے۔کہ میری طرح نظر آ رہی ہے فَاَوْحَی اللّٰہُ اِلَیْھَا یَا اَرْضَ الْکَعْبَۃِ قَرِّیْ وَکَفِّیْ اللہ تعالیٰ نے زمین کعبہ کی طرف وحی کی کہ اے زمین کعبہ! تو اپنی جگہ پر چپ رہ اور زیادہ فخر نہ کر وَعِزَّتِیْ وَجلاَلِیْ مَافَضَّلْتُکِ بِہٖ فِیْمَا اَعْطَیْتُ اَرْضَ کَرْبَلاَ ءِ اِلَّا بِمَنْزِلَۃِ الاِبْرَۃِ الَّتِیْ اُغْمِسَتْ فِی الْبَحْرِ مجھے قسم ہے اپنی عزت و جلال کی میں نے زمین کربلا کو تجھ پر جو فضیلت دی ہے وہ ایسے ہے کہ سمندر میں ایک چھوٹی سی سوئی کو ڈبویا جائے تو سمندر کے مقابلے میں اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی اسی طرح کربلا کی زمین پوری کائنات کی زمینوں سے افضل ترین ہے۔

لَوْ لاَ تُرْبَۃُ کَرْبَلاَ ءِ مَاخَلَقْتُکِ اگر کربلا کی مٹی نہ ہوتی تو میں تجھے خلق ہی نہ کرتا وَ لَا خَلَقْتُ الْبَیْتَ الَّتِیْ اِفْتَخَرَتَ بِہٖ بلکہ میں اس خانہ کعبہ کو خلق نہ کرتا جس کی پشت پر سونے سے تو فخر کرتی ہے۔

فَقَرِّیْ وَکُوْنِیْ مُتَوَاضِعَۃً ذَلِیْلَۃً وَلاَ مُسْتَکْبِرَۃً عَلٰی اَرْضِ کَرْبَلاَ ءَ پس اے زمین کعبہ ٹھہری رہو اور عجز وانکساری اختیار کرو اور میرے حکم کے سامنے سر

تسلیم خم کر اور زمین کربلا سے خود کو کبھی بھی بہتر نہ سمجھنا۔

کربلا وہ زمین ہے کہ جس میں اکثر انبیاء کرام اترے ہیں۔ روایات میں ہے کہ ایک روز جناب آدم علیہ السلام اس زمین پر تشریف لائے فَلَمَّا بَلَغَ مَقْتَلَ الْحُسَيْنِ عَشَرَ رِجْلُه عَلٰى حَجَرَةٍ وَسَالَ الدَّمُ مِنْ تَحْتِ قَدَمَيْهِ جب آپ امام حسینؑ کے مقام شہادت پر پہنچے کہ آپ کا پاؤں ایک پتھر سے ٹکرایا اور آپ کے قدموں کے نیچے سے خون جاری ہو گیا۔ آپؑ نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی اِلٰهِىْ وَسَيِّدِىْ وَمَوْلاَىَ طُفْتُ جَمِيْعَ الْاَرْضِ اے میرے آقا و مولا! میں نے پوری کائنات کی سیر کی ہے لیکن جتنی تکلیف اس جگہ پر پہنچی ہے اتنی کسی پر نہیں پہنچی، اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ اے آدمؑ يُقْتَلُ عَلٰى هٰذِهِ الْاَرْضِ سِبْطُ مُحَمَّدُ نِ الْمُصْطَفٰى کہ اس زمین پر رسولؐ خدا کا نواسہ شہید ہو گا۔ ہم نے چاہا کہ آپ اس تکلیف میں شامل ہوں حضرت آدمؑ نے عرض کی بارالٰہا! اسے کون شہید کرے گا؟ ارشاد ہوا یزید ابن معاویہ انھیں شہید کرے گا۔ حضرت آدمؑ نے اس شقی اور بدبخت پر لعنت کی۔ اسی طرح حضرت ابراہیمؑ جب اس زمین پر تشریف لائے تو گھوڑے سے گر پڑے اور آپ کا سر اقدس ایک پتھر سے ٹکرایا جس کی وجہ سے اس سے خون جاری ہوا، عرض کی بارالٰہا! مجھ سے کون سی خطا ہوئی ہے جس کے باعث مجھے یہ تکلیف برداشت کرنی پڑ رہی ہے۔

فَنَزَلَ جِبْرَائِيْلُؑ وَقَالَ يَا خَلِيْلَ اللّٰهِ يُقْتَلُ عَلٰى هٰذِهِ الْاَرْضِ قُرَّةُ عَيْنِ الرَّسُوْلِ الْمُصْطَفٰى وَابْنُ عَلِيِّ نِ الْمُرْتَضٰى جناب جبرائیلؑ نازل ہوئے اور کہا اے خلیل خدا! آپ سے کوئی خطا نہیں ہوئی لیکن یہ وہ زمین ہے کہ جس پر جناب رسولؐ خدا کا نواسہ اور جناب علی مرتضیٰؑ کا فرزند شہید ہو گا۔ خدا نے چاہا کہ آپ بھی

اس کی مصیبت میں شریک ہوں۔ پھر حضرت ابراہیمؑ نے امام حسینؑ کے قاتل کا نام پوچھا؟ جبرائیلؑ نے کہا کہ اس شقی کا نام یزید ہے۔

فَوَقَعَ اِبْرَاهِیْمُ یَدَہ‘ اِلَی السَّمَاءِ وَلَعَنَه‘ کَثِیْرًا حضرت ابراہیمؑ نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر یزید پر بہت زیادہ لعنت کی اور ان کا گھوڑا آمین کہتا رہا۔ حضرت نے اس سے پوچھا کہ تو کیوں آمین کہتا ہے؟ وہ بولا کہ یزید ملعون اس کائنات کا بدبخت ترین شخص ہے۔ اس پر لعنت میں نہیں بھیجتا بلکہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس سے شدید نفرت کرتا ہے اور اس پر لعنتیں بھیجتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک روز جناب رسالتمابؐ کہیں سفر پر جا رہے تھے کہ اچانک آپ کا گھوڑا ایک جگہ پر رک گیا فَبَکٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ بُکَاءً شَدِیْدًا وَاسْتَرْجَعَ حضرت بے اختیار رو پڑے اور بہت زیادہ روئے اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ اصحاب نے عرض کی یا حضرتؐ! اس مقام پر آپ کے اس قدر رونے کی کیا وجہ ہے؟

فَقَالَ هٰذَا جِبْرَئِیْلُؑ یُخْبِرُنِیْ عَنْ هٰذِهِ الْاَرْضِ یُقَالُ لَهَا کَرْبَلَا حضرتؐ نے فرمایا جبرائیلؑ نے ابھی مجھے خبر دی ہے کہ یہ وہی سرزمین ہے کہ جس پر میرا نواسہ جام شہادت نوش کرے گا اور اس زمین کا نام کربلا ہے۔

کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَیْهِ وَاِلٰی مَصْرَعِهٖ وَکَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَیْهِ وَاِلٰی اَصْحَابِهٖ حَوْلَه‘ مَطْرُوْحِیْنَ گویا میں اپنے حسینؑ اور اس کے اصحاب و انصار کو دیکھ رہا ہوں کہ میرا حسینؑ سرزمین کربلا پر خاک و خون میں غلطاں پڑا ہوا ہے اور اس کے آس پاس عزیز و انصار کے ٹکڑے ٹکڑے خاک میں پڑے ہوئے ہیں وَکَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَی السَّبَایَا عَلٰی اَقْتَابِ الْمَطَایَا اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ ظالم میری نواسیوں کو بے

پلان اونٹوں پر بٹھا کر اور شہداء کے سروں کو نیزوں پر نصب کر کے شام کی طرف روانہ ہو رہے ہیں اور امام حسینؑ کا سر یزید کے پاس بطور ہدیہ لایا جا رہا ہے تاکہ وہ خوش ہو خدا اسے واصل جہنم کرے گا'

روایت میں ہے کہ حضرت رسولؐ خدا جب اس سفر سے واپس لوٹے تو کئی دنوں تک پریشان و اداس رہے۔ کتاب امالی میں ابن عباس سے منقول ہے حضرت امیر المومنین علیؑ جنگ صفین کی طرف جا رہے تھے میں بھی حضرتؑ کے ساتھ تھا۔ فَلَمَّا نَزَلَ نِیْنَوٰی وَھُوَ شَطُّ الْفُرَاتِ قَالَ بِاَعْلٰی صَوْتِہٖ یَابْنَ عَبَّاسٍ تَعْرِفُ ھٰذَا الْمَوْضِعَ جناب علی علیہ السلام جب وادی نینوا پر پہنچے یہ نہر فرات کے ساتھ ملا ہوا علاقہ ہے' حضرتؑ نے بلند آواز سے رونا شروع کر دیا اور مجھے آواز دے کر کہا: اے ابن عباس! کیا تم اس جگہ کو پہچانتے ہو؟ میں نے عرض کی نہیں آقا میں اس جگہ کو نہیں جانتا۔

فَقَالَ لَوْ عَرَفْتَہٗ کَمَعْرِفَتِیْ لَمْ تَکُنْ تَجُوْزُہٗ حَتّٰی تَبْکِیْ کَبُکَائِیْ حضرتؑ نے فرمایا اگر تم میری طرح جانتے ہوتے تو اس جگہ سے ہرگز عبور نہ کرتے اور جتنی دیر میں رویا ہوں یا جس قدر میں نے گریہ کیا ہے تم بھی اسی طرح روتے یہاں تک کہ آپ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی اور سینہ اقدس پر بھی آنسو ٹپکنے لگے اور فرمایا اہ' اٰہٗ مَالِیْ وَلِاٰلِ اَبِیْ سُفْیَانَ مَالِیْ وَلِاٰلِ حَرْبٍ حِزْبِ الشَّیْطَانِ آہ آہ مجھے آل ابوسفیان اور آل حرب سے کیا کام ہے وہ دونوں تو شیطانی لشکر ہیں صَبْرًا یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ فَقَدْ لَقِیَ اَبُوْکَ بِمِثْلِ الَّذِیْ تَلْقٰی مِنْھُمْ اے ابو عبداللہ! صبر کرو تمہارے باپ کو وہ صدمہ پہنچا جو ظالموں سے تمھیں پہنچے گا۔ پھر حضرتؑ نماز پڑھ کر سو گئے اور جب بیدار ہوئے مجھ سے فرمایا اے ابن عباس میں

نے خواب دیکھا ہے کہ لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد اس میدان میں جمع ہوئی ہے اور ان کے ہاتھوں میں سفید جھنڈے ہیں اور اس زمین میں لکیر کھینچ کر ایک حد قائم کر دی گئی ہے، پھر میں نے دیکھا کہ درختوں کی شاخیں جھک گئی ہیں اور ان سے تازہ خون بہنے لگا ہے۔ وَكَانِّيْ بِالْحُسَيْنِ مُهْجَتِيْ وَفِرَاخِيْ وَمُضْغَتِيْ قَدْعرق فِيْهِ يَسْتَغِيْثُ فَلاَ يُغَاثُ اور میں نے اپنے جگر گوشہ اور پارہ دل کو دیکھا کہ وہ خون کے دریا میں غوطہ زن ہے اور وہ لوگوں کو مدد کے لیے پکار رہا ہے لیکن اس کی کوئی نہیں سنتا اور وہ لوگ میرے حسینؑ سے کہتے ہیں کہ اے آل رسولؐ تم صبر کرو کہ تم بدترین لوگوں کے ہاتھوں سے قتل کر دیے جاؤ گے۔ جنت تمہاری مشتاق ہے۔ پھر حضرت مجھے پرسہ دیتے ہیں۔ رونے اور ماتم کرنے کا مقام ہے کہ جناب امام حسینؑ محرم کی دو تاریخ کو وارد کربلا ہوئے وَلَمَّا وَصَلَهَا فَوَقَفَ الْجَوَادُ الَّذِىْ تَحْتَ الْحُسَيْنِ حضرت جب وہاں پر پہنچے تو ناگاہ حضرت کا گھوڑا رک گیا فَنَزَلَ عَنْهُ وَرَكِبَ غَيْرَه، فَلَمْ يَبْعَثْ خُطْوَةً حضرت اس گھوڑے سے اتر کر دوسرے پر سوار ہوئے، اس نے بھی قدم نہ اٹھایا حَتّٰى رَكِبَ سِتَّةَ اَفْرَاسٍ اسی طرح امام علیہ السلام نے چھ گھوڑے تبدیل کیے اور کسی نے بھی قدم آگے نہ بڑھایا۔ فَقَالَ مَا يُقَالُ لِهٰذَا الْاَرْضِ حضرت نے پوچھا کہ یہ کون سی زمین ہے اور اس کا نام کیا ہے؟ فَقَالُوْا نِيْنَوا لوگوں نے عرض کی اے فرزند رسول! اس کو نینوا کہتے ہیں فَقَالَ هَلْ اِسْمٌ غَيْرُ هٰذَا حضرت نے فرمایا اس کا اور بھی نام ہے؟ قَالُوْا تُسَمّٰى كَرْبَلاَ لوگوں نے کہا اسے کربلا بھی کہتے ہیں۔ امام علیہ السلام گھوڑے سے اتر پڑے اور فرمایا هٰذِهٖ وَاللّٰهِ اَرْضُ كَرْبٍ وَبَلاَءٍ یہ زمین تو ہمارے لیے تکلیف اور مصیبت کا باعث بنے گی وَهٰهُنَا يُقْتَلُ رِجَالُنَا اور یہاں پر ہمارے مرد قتل کیے جائیں گے۔

وَتُذْبَحُ اَطْفَالُنَا وَتُهْتَکُ حَرِیْمُنَا اور یہاں پر ہمارے ننھے منے بچے شہید کیے جائیں گے اور ہمارے اہل بیتؑ کے گھرانہ کو لوٹ لیا جائے گا اور یہ جگہ ہماری قبروں کی ہے' اس کا وعدہ میرے نانا جان حضرت محمدؐ نے کیا تھا' اس وقت ایک سرخ آندھی چلی اور غبار اٹھا جس کی وجہ سے اندھیرا چھا گیا یہ منظر دیکھ کر اہلبیتؑ کے بچے اور خواتین پریشان ہوئے اور امام حسینؑ سے سوال کیا کہ آقا یہ کون سی زمین ہے؟ جب حضرت نے بتایا یہ کربلا ہے تو عجب طرح کا نالہ وشیون بلند ہو۔ایوں لگ رہا تھا کہ جیسے آج عاشورہ کا دن ہے۔ پھر کیا ہوا کہ کوفے کی فوجیں ہر روز آنے لگیں یہاں تک کہ چھٹی محرم کو تیس ہزار مسلح کوفی جمع ہو گئے اور نہر فرات پر قبضہ کر لیا اور ساتویں محرم کو خاندان رسالت پر پانی بند کر دیا گیا یہاں تک کہ خیموں سے العطش العطش کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ حضرت نے اپنے وفادار اور قدر شناس بھائی عباسؑ کو بلا کر فرمایا: عباسؑ! بچے پیاس سے بلک رہے ہیں۔ اصحاب کو جمع کر کے کنواں کھودو۔ حضرت عباسؑ اٹھے اور کنواں کھودا اس وقت سب بچے ہاتھ میں برتن لیے کنویں پر جمع ہو گئے اور کہہ رہے تھے کہ اے چچا جان ہم پیاس سے نڈھال ہیں جب فوج اشقیاء نے دیکھا تو اس کنویں پر قبضہ کر کے اس کو بند کر دیا۔ اسی طرح حضرت عباسؑ نے چار کنویں کھودے اور ظالموں نے ان سب کو بند کر دیا۔ پھر پانچواں کنواں کھودا حضرت سکینہؑ اپنے چچا جان سے کہہ رہی تھی کہ یَاعَمَّاهُ اِسْقِنِیْ شَرْبَةً مِنَ الْمَاءِ چچا جان مجھے تھوڑا سا پانی دیجئے۔

فَقَدْ نَشِفَتْ کَبِدِیْ مِنْ شِدَّةِ الظَّمَاءِ پیاس کی شدت کی وجہ سے میرا کلیجہ جل رہا ہے۔ جناب عباسؑ نے جب اپنی عزیز ترین بھتیجی کی اس حالت کو دیکھا تو بہت زیادہ روئے۔ اچانک قوم اشقیاء آئی اور اس کنویں کو بند کر دیا (اس روایت

سے پتہ چلتا ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے حضرت عباسؑ کو تلوار اٹھانے اور جنگ کرنے سے منع کر دیا تھا ورنہ کس شخص کی جرأت تھی کہ وہ ثانی حیدر کرارؑ کے ہوتے ہوئے خیام حسینی کی طرف رخ کرے۔ راوی کہتا ہے فَزَلَّتْ رِجْلَهَا فِي الطَّنَابِ فَانْكَبَّتْ عَلٰى وَجْهِهَا جناب سکینہؑ دوڑتی ہوئی اپنے خیموں کے پاس آئی کہ اس کی خبر جناب زینبؑ کو دیں۔ اچانک بی بی کا پاؤں طناب خیمہ میں پھنس گیا اور بی بی منہ کے بل زمین پر گر پڑی۔ جناب زینبؑ نے جب سکینہؑ کی اس پریشانی اور دکھ کو دیکھا تو بی بی زینبؑ زار و قطار رونے لگیں اور کہا بیٹی سکینہؑ صبر کرو تمہارے بابا نے جنگ سے منع کر رکھا ہے ورنہ ان تمام کوفیوں اور شامیوں کے لیے میرا بھائی عباسؑ ہی کافی تھا۔

یہاں پر یہ بات بتانا ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ میدان کربلا میں اہلبیتؑ اور اصحاب کے ہر ہر فرد نے امام علیہ السلام کے ہر ہر حکم، ہر ہر اشارے پر عمل کیا۔ امام علیہ السلام نے جیسا ہی مناسب سمجھا اور جس طرح حکم دیا سبھی نے اطاعت امامؑ پر پکار بلند ہوتے ہوئے ویسے ہی عمل کیا۔ لہٰذا یہ بات بالکل غلط ہے کہ امام علیہ السلام نے اپنی بہن زینبؑ سے کہا تھا کہ غازی میری نہیں مان رہا انھیں تم ہی سمجھاؤ۔ العیاذ باللہ کیا یہ ہو سکتا ہے؟ کہ عباسؑ جیسا قدر شناس بھائی اپنے مولا و آقا کے فرمان سے پہلو تہی کرے ہرگز نہیں...... بالکل بھی نہیں..........

روایت نمبر

9

★ حضرت امام حسینؑ کی سخاوتِ اور مصائب

★ امامؑ اور شہادت حُر

★ اور پرندوں اور جانوروں کا امامؑ کی مظلومیت و بے کسی پر گریہ وماتم کرنا۔

مولانا عابد عسکری

رُوِیَ اَنَّ رَجُلًا یُسَمّٰی عَبْدُ الرَّحْمٰنِ کَانَ مُعَلِّمًا لِاَوْلَادِ الْمَدِیْنَةِ فَعَلَّمَ وَلَدَالْحُسَیْنِ یُقَالُ لَهٗ جَعْفَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

علامہ محمد باقر مجلسیؒ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب بحار الانوار میں لکھا ہے کہ عبدالرحمٰن نامی ایک شخص "مُعَلِّمْ" تھا۔ یہ شہر کے بچوں کو پڑھاتا تھا جناب امام حسینؑ کے فرزند (کہ جس کا نام جعفر تھا) کو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ پڑھایا فَلَمَّا قَرأَهَا عَلٰی اَبِیْهِ الْحُسَیْنِ فَاسْتَدعَی الْمُعَلِّمَ جب صاحبزادے نے اپنے والد گرامی کو سبق سنایا تو حضرتؑ نے اس استاد کو بلوایا وَاَعْطَاهُ اَلْفَ دِیْنَارٍ وَاَلْفَ حُلَّةٍ وَحَشَافَاهُ دُرًّا اور اسے ایک ہزار دینار اور ایک ہزار حلہ بطور انعام دیا اور اس کا منہ موتیوں سے بھر دیا فَقِیْلَ لَهٗ فِیْ ذَالِکَ کسی نے عرض کی یا حضرت! آپ نے اس تھوڑی سی تعلیم کے عوض میں اس قدر بھاری نذرانہ دے دیا ہے؟

فَقَالَ اَنّٰی تُسَاوِیْ هٰذِهِ الْعَطِیَّةُ بِتَعْلِیْمِهٖ لِوَلَدِیْ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ آپؑ نے فرمایا بھلا کہاں یہ عطیہ اور وہ تعلیم آپس میں برابر ہو سکتے ہیں؟ پھر آپ اِذَا جَاءَ تِ الدُّنْیَا عَلَیْکَ فَجُدْبِهَا. عَلَی النَّاسِ طُرًّا قَبْلَ اَنْ تَتَقَلَّتُ جب دنیا تیری طرف رجوع کرے تو تم بھی بندگان خدا پر خرچ کرو قبل اس کے کہ وہ دولت زائل ہو فَلاَ الْجُوْدُ یُفْنِیْهَا اِذَا هِیَ اَقْبَلَتْ. وَلَا لُبُخْلُ یُنْفِقُهَا اِذَا مَاتَوَلَّتْ اس لیے کہ بخشش سے دولت فنا نہیں ہوتی، جس وقت کہ رجوع کرتی ہے اور نہ بخل کرنے سے دولت دنیا باقی رہتی ہے، جس وقت کہ وہ پشت کرتی ہے۔

رُوِیَ فِی الْمَنَاقِبِ اَنَّهٗ وَفَدَ اَعْرَابِیٌّ نِ الْمَدِیْنَةَ فَسَالَ عَنْ اَکْرِمِ النَّاسِ بِهَا فَدُلَّ عَلَی الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ شہر آشوب نے اپنی کتاب المناقب میں روایت کی ہے کہ ایک اعرابی مدینے میں آیا اور اس نے مدینہ کے لوگوں سے پوچھا

کہ اس شہر کا سخی اور کریم ترین انسان کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ حسین بن علیؑ سے بہتر کوئی نہیں ہے۔ چنانچہ وہ مسجد میں آیا اور حضرت نماز پڑھ رہے تھے۔ وہ ایک طرف کھڑے ہو کر حضرت کی شان میں اشعار پڑھنے لگا۔

لَمْ یَخِبِ الْاٰنَ مَنْ رَجَاکَ وَمَنْ حَرَّکَ مِنْ دُوْنِ بَابِکَ الْحَلَقَةِ.

جو شخص بھی آپ سے امید لے آیا وہ آپ کے دروازے پر آ کر آپ کے دست فیاض سے خالی نہیں لوٹا اور جو شخص بھی آپ کے دروازے کی زنجیر ہلاتا ہے وہ خالی نہیں لوٹتا۔

اَنْتَ جَوَادٌ وَاَنْتَ مُعْتَمَدٌ اَبُوْکَ قَدْ کَانَ قَاتِلَ الْفَسَقَةِ.

اور آپ بھی سخی ہیں اور آپ کے والد گرامی بھی بہت زیادہ سخی اور کریم تھے' سخاوت کے ساتھ ساتھ وہ بہت بڑے شجاع اور بہادر بھی تھے' وہ کفار کو قتل کرنے والے تھے۔

لَوْلَا الَّذِیْ کَانَ مِنْ اَوَّلِکُمْ. کَانَتْ عَلَیْنَا الْجَحِیْمُ مُنْطَبِقَةً.

اگر اللہ تعالیٰ آپ کو جائے پناہ نہ بناتا تو ہم سب لوگ کثرت گناہ کی وجہ سے آگ میں جلتے رہتے' حضرت امام حسینؑ نماز سے فارغ ہو چکے تو قنبر سے پوچھا۔ هَلْ بَقِیَ مِنْ مَالِ الْحِجَازِ شَیْءٌ آیا مال حجاز میں کچھ چیز باقی ہے؟قَالَ اَرْبَعَةُ اٰلَافِ دِیْنَارٍ قنبر نے عرض کی مولا چار ہزار دینار باقی ہیں۔ فَقَالَ هَاتِهَا قَدْ جَاءَ مَنْ هُوَ اَحَقُّ بِهَا مِنَّا آپؑ نے فرمایا وہ مال لے آؤ کہ یہ شخص ہم میں سے زیادہ مستحق ہے' اس کے بعد امام علیہ السلام اپنے دولت خانے پر تشریف لے گئے اور ان دیناروں کو چادر کے ایک کونہ سے باندھ کر آپ دروازے کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور ہاتھ نکال کر وہ مال اس سائل کو دے دیا۔ یہ سب کچھ آپؑ نے اس لیے

کیا کہ وہ شخص شرمسار نہ ہو۔

وَلَوْا اَخرَجَ یَدَہ' مِنْ خَلْفِ الْبَابِ وَاَنْشَاء. جب آپ اس شخص کو مال دے چکے تو اس سے معذرت خواہی کی چونکہ اس فقرے کا ہم ترجمہ کر چکے تھے اس لیے اس کو دوبارہ نہیں دہرایا۔ البتہ قارئین کی آسانی کے لیے اس جملے کا ترجمہ بیان کیے دیتے ہیں۔ یعنی امام علیہ السلام اپنا ہاتھ دروازہ سے نکال کر اسے مال دینے لگے اور عذر خواہی میں یہ شعر پڑھے۔

خُذْھا فَاِنِّیْ اِلَیْکَ مُعْتَذِرٌ وَاعْلَمْ بَاَنِّیْ عَلَیْکَ ذُوْ شَفقَةٍ.

اس قلیل سے مال کو لے لو اور میں تجھ سے معذرت کرتا ہوں' اسے قبول کر لو مجھ سے میں تمہارا حق کما حقہ ادا نہ کر سکا اے بھائی میرا دل تمہارے لیے بہت کڑھتا ہے۔

لَوْ کَانَ سیْرُنا الْعَذَاةُ غصْبًا. اتتْ سُمَانٌ عَلَیْکَ مُنْدَفِقَةً.

اگر اس وقت قوت و طاقت حاصل ہو جاتی اور ہمارا حق غصب نہ ہوتا تو آج تو دیکھتا کہ شام تک ہماری بخشش کا سلسلہ چلتا رہتا۔

لَکِنَّ رَیْبَ الزَمَانِ ذُوْغَیِّرٍ. وَالْکَفُّ مِنِّیْ قَلِیْلُ النَّفقَةِ.

مگر حوادث زمانہ کی وجہ سے ہمارے حالات میں تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں یہی وجہ ہے کہ میرے ہاتھ وہ خرچ نہیں کر رہا جو کہ کرنا چاہیے۔

ہم نے شعر کا صرف مفہوم ہی بیان کیا ہے۔ امام علیہ السلام کی مراد یہ ہے کہ زمانہ والوں نے ہمیں مشکلات و پریشانیوں میں ڈال دیا ہے' یہی وجہ ہے کہ ہم بھی مجبور ہیں اور کسی کے فائدہ کے لیے کما حقہ کام نہیں کر سکتے' گویا امام علیہ السلام خود اپنی مظلومیت اور اپنی مجبوریاں بیان کر رہے ہیں۔

قَالَ فَاَخَذَھَا الْاَعْرَابِیُّ وَبَکٰی. راوی کہتا ہے: اس اعرابی نے وہ دینار حضرت کے ہاتھ سے لے لیے مگر رونے لگا۔ فَقَالَ لَہ' لَعَلَّکَ اِسْتَقْلَلْتَ حضرت نے فرمایا: اے اعرابی! شاید تو اس لیے روتا ہے کہ یہ رقم تھوڑی ہے قَالَ لاَ وَلٰکِنْ کَیْفَ یَاْکُلُ التُّرَابُ جُوْدَکَ وہ بولا نہیں آقا میں اس لیے نہیں رو رہا آپ نے جو رقم مجھے عطا کی ہے یہ میری ضرورت سے بہت زیادہ ہے' میں تو اس لیے رو رہا ہوں ایسے عظیم اور سخی کے ہاتھ ایک دن مٹی میں مل جائیں گے۔

افسوس کہ اس شخص کو یہ بھی خبر نہ تھی کہ اس جلیل القدر امامؑ کا جسم مبارک شہادت کے بعد چند دنوں تک بے گور و کفن خاک کربلا پہ پڑا رہے گا؟ یہ ہاتھ ایک ظالم کے ظلم کی وجہ سے امامؑ کے جسم اطہر سے جدا ہو جائیں گے اور ایسے سخی کی اولاد اور انصار پیاس کی وجہ سے تڑپ تڑپ کر جان دیں گے اور نیزوں' تلواروں' پتھروں سے ان کے جسموں کو چھلنی چھلنی کر دیا جائے گا اور خیموں میں بچے ہائے پیاس ہائے پیاس کی صدائیں بلند کریں گے اور یہ سخی ان کے لیے پانی کا سوال کرے گا اور ان کو کوئی پانی کا ایک قطرہ بھی نہ دے گا۔

روایت ہے کہ چھ لاکھ یزیدی کربلا میں جمع ہوئے۔ امام حسینؑ سمیت بہتر نفوس کی شہادت کا وقت قریب آیا ان میں چالیس بڑے تھے اور کچھ بچے تھے۔ عاشورہ کے دن بھی یزیدی فوج کو وعظ و نصیحت فرماتے رہے۔ امام علیہ السلام کو حالات و واقعات کا بخوبی علم تھا۔ آپ نے سب کچھ اس لیے کیا کہ کل روز قیامت یہ کوفی اور شامی کوئی حیلہ بہانہ نہ کر سکیں۔ امام علیہ السلام آخر تک اتمام حجت کے طور پر یزیدیوں سے پانی مانگتے رہے اور یہ بھی کہتے رہے کہ ہمارے خون ناحق میں اپنے ہاتھ مت رنگین کرو۔

حضرت امام جعفر صادقؑ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ لَمَّا الْتَقَى الْحُسَيْنُ وَعُمَرُ بْنُ سَعْدٍ وَقَامَتِ الْحَرْبُ جب عمر سعد کا لشکر اور امام علیہ السلام کا لشکر ایک دوسرے کے مدمقابل آئے اور عمر سعد نے چاہا کہ لشکر امامؑ پر حملہ کرے نَزَلَ النَّصْرُ حَتّٰى رَفْرَفَ عَلٰى رَأْسِ الْحُسَيْنِ تو نصرت نازل ہوئی اور حضرت کے سر اقدس کے اوپر اڑنے لگی ثُمَّ خُيِّرَ بَيْنَ النَّصْرِ عَلٰى اَعْدَائِهٖ وَبَيْنَ لِقَاءِ اللّٰهِ پھر اللہ تعالیٰ نے امامؑ کو اختیار دیتے ہوئے فرمایا: کہ اے حسینؑ! یہ فتح و نصرت موجود ہے، اگر آپ چاہیں تو میں اس قلیل سے لشکر کو اس کثیر لشکر پر فتح و کامیابی دے دوں، اگر آپ چاہیں تو ہماری ملاقات کریں فَاخْتَارَ لِقَاءَ اللّٰهِ حضرت نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی، بارالٰہا! حسینؑ کو تیری رضا اور ملاقات کے سوا کچھ بھی نہیں چاہیے۔ اسی اثناء میں عمر سعد نے پہلا تیر لشکر حسینؑ کی طرف پھینک کر کہا اے کوفہ والو اَشْهِدُوْا اِنِّیْ اَوَّلُ رَامٍ گواہ رہنا لشکر امامؑ پر جس نے سب سے پہلے تیر پھینکا ہے وہ میں ہوں فَرَمٰى اَصْحَابَهٗ كُلُّهُمْ فَمَابَقِيَ مِنْ اَصْحَابِ الْحُسَيْنِ اِلَّا اَصَابَهٗ مِنْ سِهَامِهِمْ۔

عمر سعد کے سپاہیوں نے بھی تیروں کا حملہ شروع کر دیا۔ جس کے نتیجے میں امام علیہ السلام کے بہت سے صحابی زخمی ہوئے۔ ان تمام یزیدیوں میں سے کسی نے بھی رسولؐ خدا کا خیال نہ کیا مگر حر بن یزید ریاحی یہ صورت حال دیکھ کر بہت پریشان ہوئے کہ اس قوم نے فرزند زہراؑ کو شہید کرنے پر کمر باندھ لی ہے قَالَ لِعُمَرَ اَتُقَاتِلُ اَنْتَ هٰذَا الرَّجُلَ حر نے عمر سعد سے کہا کیا تو واقعی امام حسینؑ سے لڑنا چاہتا ہے؟ قَالَ اِیْ وَاللّٰهِ عمر سعد بولا ہاں خدا کی قسم میں ہر حال میں حسینؑ کو قتل کروں گا۔ حر بولا: اے عمر سعد! حسین ابن علیؑ تو تجھ سے لڑنے کے لیے نہیں

آئے ہیں' کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ تو ان سے جنگ نہ کرے اور ان کو واپس جانے دے؟ میری رائے میں بہتر یہ ہوگا کہ تو فرزند رسولؐ کے خون ناحق میں اپنے ہاتھ رنگین نہ کر۔

قَالَ اَمَا لَوْ كَانَ الْاَمْرُ اِلَيَّ لَفَعَلْتُ وَلٰكِنَّ اَمِيْرَكَ قَدْ اَبٰى عمر سعد بولا کہ اگر میرے اختیار میں ہوتا تو میں ایسا ہی کرتا' لیکن ابن زیاد جو نہیں مانتا' اس کا حکم ہے کہ امام حسینؑ کو ہر صورت ہی میں قتل کر دیا جائے' یہ سن کر حُر اپنے خیمے میں آ گیا اور غصے کی وجہ سے تھر تھر کانپنے لگا فَقَالَ لَه' اَلْمُهَاجِرُ بْنُ اَوْسٍ مَاتُرِيْدُ اَنْ تَحْمِلَ وَاَخَذَكَ الْاَفْكَلُ مہاجر بن اوس نے حُر سے کہا کہ اے حُر! تو حسینؑ سے لڑنے جاتا ہے؟ حُر نے جواب نہ دیا اور وہ غصے سے مسلسل کانپ رہا تھا مہاجر نے کہا۔ اے حُر میں تجھے کوفہ کا بہادر ترین انسان سمجھتا ہوں' آج تو نے یہ حال کیا بنا رکھا ہے جناب حُر نے کہا: ایسا نہیں ہے جو تو خیال کرتا ہے۔ میں اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا اور نہ ہی آج میں کسی سے خوفزدہ ہوں لیکن بات یہ ہے کہ فَوَاللّٰهِ اُخَيِّرُ نَفْسِيْ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ خدا کی قسم میں اپنے آپ کو جنت و جہنم کے ترازو میں تول رہا ہوں یہ دونوں چیزیں میرے سامنے ہیں۔ اگر میں ابن زیاد کی اطاعت کرتا ہوں تو جہنم میں جاتا ہوں اور حسینؑ غریب الوطن کا ساتھ دیتا ہوں تو جنت میں جاتا ہوں وَلَا اَخْتَارُ عَلَى الْجَنَّةِ شَيْئًا لیکن میں جنت پر کسی چیز کو ترجیح نہیں دیتا۔ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اب جتنا بھی ہو سکا اور جیسے بھی ممکن ہوا نبی زادے کی مدد کروں گا اور ان کے لیے میں اپنی جان تک قربان کر دوں گا وَلَوْ قُطِعْتُ وَحُرِقْتُ اگرچہ میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کیے جائیں یا میں آگ میں جلا دیا جاؤں لیکن میں حسین ابن علیؑ کا ساتھ ہرگز نہیں چھوڑوں گا ثُمَّ ضَرَبَ فَرَسَه'

نَحوَ الحُسَینِ وَقَالَ یہ کہہ کر حُر نے اپنا گھوڑا حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف دوڑایا اور امام علیہ السلام کی خدمت میں آ کر عرض کی جُعِلْتُ فِدَاکَ یَابنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَنَا الَّذِیْ حَبَسْتُکَ عَنِ الرُّجُوْعِ وَجَعْجَعْتُ بِکَ فِیْ ھٰذَا الْمَکَانِ میں قربان ہو جاؤں آپ پر اے فرزندِ رسولؐ! میں قصور وار ہوں کہ آپ کو اور کہیں نہیں جانے دیا اور مجبور کر کے یہاں پر لے آیا اور میں اِس پر بہت زیادہ شرمسار ہوں۔ میں یہ نہیں جانتا تھا کہ یزیدی فوج آپ سے ایسی بھی بدسلوکی کریں گے وَاَنَا وَاللّٰہِ تَائِبٌ اِلَی اللّٰہِ مِمَّا صَنَعْتُ خدا کی قسم اب میں صدق دل سے توبہ کرتا ہوں اَفْتَرٰی مِنْ ذَالِکَ تَوْبَۃً مولا کیا آپ میری توبہ قبول فرمائیں گے؟ قَالَ نَعَمْ یَتُوْبُ اللّٰہُ عَلَیْکَ امام علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری توبہ ضرور قبول فرمائے گا۔ یہ خوشخبری سن کر حُر نے عرض کی مولا! اگر ایسا ہی ہے تو آپ کیا مجھے جنگ کی اجازت مرحمت فرمائیں گے؟ فَقَالَ لَہُ الْحُسَیْنُ یَا حُرُّ اَنَا اَسْتَحْیِ مِنْکَ لِاَنَّکَ ضَیْفِیْ یہ سن کر امام علیہ السلام نے فرمایا اے حُر مجھے تم سے شرم آتی ہے کہ تجھے جنگ کے لئے بھیجوں' جبکہ تم ہمارے مہمان ہو۔ پھر حُر نے عرض کی کہ یہ غلام چاہتا ہے کہ میں ایک بار ان لعینوں پر اتمام حجت کے طور پر ایک بات کہہ لوں۔ امامؑ نے فرمایا جو چاہو کرو' جناب حُر حسینی مجاہد بن کر یزیدی فوج کے سامنے آئے اور کہا یَاَھْلَ الْکُوْفَۃِ ثَکَلَتْکُمْ اُمَّھٰتُکُمْ اُمَّھَاتِکُمْ اے کوفیو! تمہاری مائیں تمہارے غم میں بیٹھیں دَعَوْتُمْ ھٰذَا الْعَبْدَ الصَّالِحَ حَتّٰی اِذَا اَتٰکُمْ ثُمَّ عُدْتُمْ عَلَیْہِ لِتَقْتُلُوْہُ اے ظالمو! مرد صالح اور فرزند رسولؐ کو تم لوگوں نے بلایا' جب وہ آ گئے تو تم نے ان سے بے دفائی کی اور اب تم ان کو قتل کرنا چاہتے ہو وَاَخَذْتُمْ بِکَظْمِہٖ وَاَحَطْتُمْ بِہٖ مِنْ کُلِّ جَانِبٍ لِتَمْنَعُوْہُ التَّوَجُّہَ اِلٰی بِلاَدِ اللّٰہِ فَصَارَ کَالْاَسِیْرِ اور تم لوگوں نے ان کے لیے تمام

راستے بند کر دیئے اب وہ کہیں جا بھی نہیں سکتے اور آپ لوگوں کے ظلم کی وجہ سے وہ قیدیوں کی مانند ہو گئے ہیں وَمَنَعْتُمُوْهُ وَاَهْلَهٗ عَنْ مَاءِ الْفُرَاتِ الْجَارِیْ اور تین دنوں سے تم نے امام علیہ السلام اور ان کے ننھے ننھے بچوں کو پانی کا ایک گھونٹ تک نہ دیا' حالانکہ دریائے فرات ٹھاٹھیں مار مار کر بہہ رہا ہے تَشْرَبُهُ' الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰی وَالْمُجُوْسُ وَتَمَرَّغُ فِيْهِ خَنَازِيْرُا السَّوَادِ افسوس صد افسوس کہ یہودی' نصاریٰ اور مجوسی تو اس سے پئیں اور ان کے حیوانات پر بھی کوئی پابندی نہ ہو لیکن آل رسولؐ وہ پانی نہ پی سکیں۔ بِئْسَمَا خَلَّفْتُمْ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ فِیْ ذُرِّيَّتِهٖ لَاسَقَاكُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الظَّمَاءِ تم لوگوں نے اپنے نبیؐ کی عترت سے بہت برا سلوک کیا ہے روزِ قیامت خدا تمہیں سیراب نہ کرے۔ یہ سن کر یزیدی فوج نے غصہ میں آ کر جناب حُر پر تیروں سے حملہ کر دیا۔ جناب حُر مجبور ہو کر خدمت امامؑ میں حاضر ہوئے اور عرض کی يَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ كُنْتُ اَوَّلَ خَارِجٍ عَلَيْكَ فَاذَنْ لِاَكُوْنَ اَوَّلَ قَتِيْلٍ بَيْنَ يَدَيْكَ اے فرزند رسولؐ! سب سے پہلے میں نے ہی آپ کو روکا تھا اور اب میں چاہتا ہوں کہ مجھے میدان جنگ کی طرف جانے کی اجازت دیجئے تاکہ میں سب سے پہلے آپ کے قدموں پر اپنی جان نثار کر سکوں امام علیہ السلام نے جب حُر کے اصرار کو دیکھا تو اپنے مخلص مہمان کو گلے سے لگا کر میدان جنگ کی طرف جانے کی اجازت دے دی۔ جناب حُر نے آ کر دشمن کے سامنے رجزیہ شعر کہے کہ

اِنِّیْ اَنَا الْحُرُّ وَمَاوٰی الضَّيْفِ. اَضْرِبُ فِیْ اَعْنَاقِكُمْ بِالسَّيْفِ.

میں حُر ہوں میری جائے پناہ مہمان کربلا ہیں میں اپنی تلوار سے تمہاری گردنوں کو اڑا کر رکھ دوں گا۔

مَنْ حَلَّ بِاَرْضِ الْخَیْفِ. اُضْرِبُکُمْ وَ لَا اَرٰی مِنْ حَیْفٍ.

میں اس بزرگوار امامؑ کی طرف سے تم سے جنگ کروں گا اور مجھے تمہارے قتل سے بالکل افسوس نہ ہوگا۔

راوی کہتا ہے' یزید بن ابی سفیان نامی شخص قبیلہ بنی تمیم میں سے تھا' جب جناب حُر امام علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہوئے تھے تو اس نے کہا تھا اَمَا وَاللّٰہِ لَوْ لَحِقْتُہٗ' لَاَتْبَعَہُ السِّنَانَ قسم ہے خدا کی اگر حُر میرے سامنے آتا اور مجھ سے ملاقات ہوتی تو میں حُر کے سینے میں اپنا نیزہ مار دیتا اور جب حُر سے لڑائی شروع ہوئی اور ان کے جسم سے خون جاری ہوا تو حصین لعین نے یزید بن سفیان سے کہا تھا ھٰذَا الْحُرُّ الَّذِیْ کُنْتَ تَتَمَنَّاہُ یہ وہی حُر ہے کہ جس کو مارنے کی تو آرزو کرتا تھا۔ چنانچہ وہ بدبخت غصہ کے ساتھ میدان جنگ میں آیا اور جناب حُر سے لڑنے لگا جناب حُر نے آن واحد میں اس بدبخت کو واصل جہنم کیا۔ وَقَتَلَ اَرْبَعِیْنَ فَارِسًا وَّرَاجِلاً اور اس کے سوا حُر نے چالیس سوار اور پیدل سپاہی تن تنہا مارے اور یوں ہی لڑتے رہے۔

حَتّٰی عَرْقَبَ فَرَسَہٗ وَبَقِیَ رَاجِلًا وَھُوَ یَقُوْلُ جب یزیدی لشکر حُر سے لڑتے لڑتے تنگ ہوگیا تو انھوں نے ان کے گھوڑے کے پاؤں کاٹ دیے۔ اس وقت جناب حُر پیدل ہوگئے اور آپ مسلسل جنگ کرتے جارہے تھے۔ آپ نے پھر چند رجزیہ شعر کہے کہ

اِنِّیْ اَنَا الْحُرُّ وَنَجْلُ الْحُرِ

اَشْجَعُ مِنْ ذِیْ لِبَدٍ ھِزَبْرٍ

''میں آزاد ہوں اور آزاد کا بیٹا ہوں اور شجاعت میں شیر سے زیادہ بہادر ہوں'

لَسْتُ بِالجُبَانِ عِنْدَ الْكَرِّ

لَكِنِّيْ الوُقُوْفُ عِنْدَ الْغَرِّ

میں مرد ہوں اور جنگ میں ثابت قدم رہوں گا اور یوں ہی لڑتا رہوں گا۔"

ابھی آپ یہ شعر کہہ رہے تھے کہ چاروں طرف مسلح افراد نے آپ کو گھیرے میں لے لیا اور مسلسل حملوں سے یہ عاشق کربلا بہت زیادہ زخمی ہو گیا لیکن کچھ دیر بعد زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جناب حُر نے جام شہادت نوش کیا۔ فحَمَلَه' اَصْحَابُ الْحُسَيْنِ حَتّٰى وَضَعُوهُ بَيْنَ يَدَىِ الْحُسَيْنِ امام علیہ السلام کے چند صحابی میدان میں آئے' اور حُر کی لاش کو اٹھا کر خیمے میں لے آئے بعض روایات میں ہے کہ امام علیہ السلام میدان میں خود تشریف لائے اور حُر کی لاش کو اٹھا کر خیام میں رکھ دیا پھر جناب علی اکبرؑ نے دکھ بھرے لہجے میں یہ شعر پڑھے۔

لَنِعْمَ الْحُرُّ حُرُّ بْنُ الرِّيَاحِیْ صَبُوْرٌ عِنْدَ مُخْتَلِفِ الرِّمَاحِ.

آہ کہ حر بن ریاحی کتنا صالح اور نیک انسان تھا وہ بڑا صابر تھا میدان جنگ میں جب اس پر تیروں کے وار چلے تو بہت بڑی استقامت و پامردی کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کیا۔

وَنِعْمَ الْحُرُّ اِذْ نَادٰی حُسَيْنًا. فَجَادَبِنَفْسِهٖ عِنْدَ الصُّبَاحِ.

کتنا خوش نصیب تھا حُر جب اس نے اپنے آقا و مولا امام حسینؑ کو پکارا تو بنفس نفیس حُر کی لاش پر آئے۔

فَيَارَبِّیْ اَضِفْهُ فِی الْجِنَانِ. وَزَوِّجْهُ مَعَ الْحُوْرِ الْمِلَاحِیْ.

اے میرے خدا ہم تو خود بے آب و دانہ تھے اور تین دن سے ہمیں بھی پانی میسر نہیں آیا تھا اس لیے حُر کی کوئی خدمت نہ کر سکے اب تو اس کے عوض حُر کی

جنت میں ضیافت فرما اور ان کو حوران بہشت جیسی نعمتیں عطا فرما۔

حضرت امام حسینؑ حر کی لاش کے پاس بیٹھ گئے فَجَعَلَ یَمسَحُ وَجهَهٗ وَیقُولُ اور حر کے چہرے پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے تھے اور ان کے منہ پر پڑا ہوا گرد وغبار اپنے رومال کے ساتھ صاف کرتے اور رو رو کر فرماتے تھے۔ اَنتَ الحُرُّ کَمَا سَمَّتکَ اُمُّکَ اے حرتم واقعی آزاد ہو جیسا کہ تمہاری ماں نے تمہارا نام حُر رکھا تھا وَاَنتُ الحُرُّ فِی الدُّنیَا وَالاٰخِرَةِ اور تم دنیا و آخرت میں آزاد ہو۔ افسوس کہ حُر کی لاش کو تو امام حسینؑ اٹھا کر اپنے خیمے میں لے آئے اور ان پر گریہ بھی فرمایا لیکن امام حسینؑ جب شہید ہوئے تو آپ کی لاش کو اٹھانے والا کوئی نہ تھا اور نہ ہی کوئی رونے والا بچا۔ جو بچے تھے ان کو اسیر کر کے کوفہ و شام کے بازاروں اور درباروں میں پھرایا گیا۔

روایات میں ملتا ہے کہ امام علیہ اسلام جب شہید ہو گئے تو ایک سفید رنگ کا پرندہ آیا اور وہ چیختا چلاتا تھا اور اپنے پروں کو امام علیہ السلام کے خون سے تر کرتا تھا اس نے دیکھا کہ چند پرندے درخت کے نیچے کچھ دانے کھا رہے ہیں تو وہ پرندہ ان کے پاس گیا اور کہا وَیلَکُم اَتَشغُلُونَ بِالمَلاَ هِیَ وَالحُسَینُ فِیْ اَرضِ کَربَلاَءَ فِیْ هٰذَا الحَرِّ مُلقًّی عَلَی الرَّمضَاء افسوس ہے تم پر تم سایہ میں بیٹھ کر دانہ پانی کھا پی رہے ہو اور جناب رسولؐ خدا کے فرزند جناب امام حسینؑ شدید ترین گرمی میں زمین کربلا پر پڑے ہوئے ہیں اور امام مظلومؑ کا سرتن سے جدا ہے۔ یہ سننا ہی تھا کہ سب کے سب پرندے اڑ کر میدان کربلا میں آئے اور امام مظلومؑ کو خاک و خون میں غلطاں پڑے ہوئے دیکھا مُلقًّی عَلَی الرَّمضَاجُثَّةٌ بِلاَ رَاسٍ وَلاَ غُسلٍ وَلاَ کَفَنٍ کہ امام علیہ السلام کا سرتن سے جدا ہے اور بغیر غسل وکفن کے گرم ریت

پر پڑے ہیں۔ جب ان پرندوں نے جناب سید الشہداءؑ کی یہ حالت دیکھی
صَایِحْنَ وَتَوَا قَعْنَ عَلٰی دَمِهٖ یَتَمَرَّغْنَ فِیْهِ تو انھوں نے نالہ و شیون بلند کیا اور
اپنے آپ کو خون میں گرا دیا اور چیخنے چلانے لگے' مومنین رونے کا مقام ہے کہ
حیوانات اور پرندے تو اہلبیت اطہارؑ کی مظلومیت پر گریہ و ماتم کریں لیکن انسانوں
نے ان کے ساتھ کیا کیا سلوک روا رکھا؟ خدا لعنت کرے ان سب یزیدیوں پر کہ
جنھوں نے کائنات کے سرداروں کو بھوکا پیاسا شہید کیا اور پھر ان کے سروں کو
جسموں سے جدا کیا اور ان کے پردہ داروں کے خیمے جلائے' بچوں کو طمانچے مارے'
بیبیوں کے سروں سے چادریں چھین لیں اور پھر ان سب کو طوق و رسن میں قید کر کے
کوفہ و شام لے گئے۔

روایت نمبر
10
★ حضرت امام حسینؑ اور ان کے انصار کی فضیلت و عظمت،
★ جناب رسولؐ خدا کا امام حسینؑ کی شہادت کے بارے میں
قبل از وقت مطلع کرنا،
★ جون حبشی کی شہادت۔
مولانا عابد عسکری

کتاب امالی میں حذیفہ یمانی سے منقول ہے قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ اَخَذَ بِیَدِ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ وَھُوَ یَقُوْلُ حذیفہ کہتے ہیں میں نے جناب رسولؐ خدا کو دیکھا کہ آپ اپنے نواسے امام حسینؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرما رہے ہیں اَیُّھَا النَّاسُ ھٰذَا الْحُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ فَاعْرِفُوْہُ اے لوگو! یہ حسین ابن علیؑ ہیں ان کو صحیح طریقے سے پہچانو۔

فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اَنَّہٗ لَفِی الْجَنَّۃِ وَمُحِبِّیْہِ فِی الْجَنَّۃِ وَمُحِبِّیْ مُحِبِّیْہِ فِی الْجَنَّۃِ مجھے قسم ہے اس خالق کی کہ جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میرا یہ فرزند جوانان بہشت کا سردار ہے جو شخص اس سے محبت کرے گا وہ جنت میں جائے گا اور جو اس کے دوستوں کو دوست رکھے گا وہ بھی اہل بہشت ہے۔

ابن قولویہ نے جناب امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کَانَ الْحُسَیْنُ مَعَ اُمِّہٖ تَحْمِلُہٗ فَاَخَذَ النَّبِیُّ وَقَالَ ایک دن جناب فاطمۃ الزہراؑ نے اپنے صاحبزادے امام حسینؑ کو گود میں لے رکھا تھا اور اس وقت جناب رسولؐ خدا تشریف لے آئے اور اپنے اس نواسے کو اپنی بیٹی کی گود سے لے کر اپنی گود میں لے لیا اور فرمایا لَعَنَ اللّٰہُ قَاتِلَکَ وَلَعَنَ اللّٰہُ سَالِبَکَ وَاَھْلَکَ اللّٰہُ الْمُتَوَازِرِیْنَ عَلَیْکَ وَحَکَمُ بَیْنِیْ وَبَیْنَ مَنْ اَعَادَ عَلَیْکَ اے حسینؑ! اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو تمہارے قاتل پر اور خدا لعنت کرے ان ظالموں پر کہ جو تمہاری شہادت کے بعد تمہارا لباس اتاریں گے اور خدا کی لعنت ہو ان لعینوں پر جو تمہارے قتل میں ظالموں کے ساتھ کسی قسم کا بھی تعاون کریں اللہ تعالیٰ (روز قیامت) تمہارے دشمنوں اور میرے درمیان فیصلہ فرمائے گا۔

قَالَتْ فَاطِمَۃُ یَا ابتِ اَیُّ شَیْءٍ تَقُوْلُ یہ سن کر جناب فاطمہؑ نے پریشان ہو کر عرض کی: بابا جان! آپؐ نے کیا فرمایا ہے میرے بیٹے کے بارے میں؟ حضورؐ نے فرمایا اے میری پیاری بیٹی ذَکَرْتُ مَایُصِیْبُہٗ بَعْدِیْ وَبَعْدَکِ مِنَ الْاَذٰی وَالظُّلْمِ وَالْغَدْرِ مجھے وہ مصیبتیں اور مظالم یاد آئے ہیں کہ جو میرے اور تمہارے بعد میری امت کے ہاتھ سے حسینؑ پر ڈھائے جائیں گے۔

وَھُوَ یَوْمَئِذٍ فِیْ رَھْطٍ کَاَنَّھُمْ نُجُوْمُ السَّمَاءِ یَتَھَادُوْنَ اِلَی الْقَتْلِ.

اس روز میرا یہ فرزند اپنے جانثاروں میں ستاروں کی مانند موجود ہو گا اور اس کی پیشانی سے نور چمکے گا اور اس کے ساتھی بہت جوش و ولولہ اور شوق و جذبہ کے ساتھ شہید ہوں گے۔ گویا میں اس کی لشکر گاہ' خیمہ گاہ اور اس کی قبر کی جگہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ جناب سیدہؑ نے عرض کی بابا وہ جگہ اس وقت کہاں ہے؟ قَالَ مَوْضِعٌ یُقَالُ لَھَا کَرْبَلاَءَ حضرتؐ نے فرمایا اے فاطمہؑ اس جگہ کا نام کربلا ہے وھِیَ دَارُ کَرْبٍ وَبَلاَءٍ عَلَیْنَا وَعَلَی الْاَئِمَّۃِ وہ زمین ہم اہلبیتؑ کے غم لئے و اندوہ اور مصیبت کا باعث ہے قَالَتْ یَا اَبَتِ فَیُقْتَلُ جناب فاطمہؑ نے عرض کی بابا کیا میرا حسینؑ قتل کر دیا جائے گا؟ قَالَ نَعَمْ وَمَا قُتِلَ قَتْلَہٗ اَحَدٌ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ حضور اکرمؐ نے فرمایا اے فاطمہؑ تمہارا حسینؑ شہید ہو گا اور اس طرح کی مظلومانہ شہادت ہو گی کہ کوئی بھی اس جیسی مظلومیت دنیا میں قتل نہ ہوا ہو گا وَتَبْکِیْہِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرَضُوْنَ وَالْمَلاَئِکَۃُ وَالْوَحْشُ الْحِیْتَانُ فِی الْبِحَارِ وَالْجِبَالِ کہ تمہارے فرزند کی مظلومیت پر زمین و آسمان' فرشتے اور حیوانات' دریا' پہاڑ روئیں گے وَلَوْ یُؤْذَنُ لَھَا مَابَقِیَ عَلَی الْاَرْضِ مُتَنَفِّسٌ اگر ان کو اجازت دی جائے تو روئے زمین پر ایک جاندار چیز کو نہ چھوڑیں۔ فَقَالَتْ اِنَّا لِلّٰہِ وَبَکَتْ جناب فاطمہ

الزہراؑ انا للہ و انا الیہ راجعون کہہ کر اپنے بیٹے کی مظلومیت و بیکسی پر رونے لگیں' جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ تم یہ پسند نہیں کرتیں کہ اَنْ یَکُوْنَ اَبُوْکِ یَا تُوْنَہ' وَیَسْئَلُوْنَہُ الشَّفَاعَۃَ اس عظیم کارنامے کے عوض میں اللہ تعالیٰ تمہارے بابا کے سر پر تاج شفاعت رکھے گا اور میں اپنے گناہگار امتیوں کی شفاعت کروں گا۔ کیا تم راضی نہیں ہو کہ جب لوگ پیاسے ہوں گے تو تمہارے شوہر نامدار حوض کوثر سے لوگوں کو سیراب کریں گے اور ملائکہ آپ کے حکم کے منتظر رہیں' یہ سن کر جناب سیّدہؑ نے عرض کی یا اَبَتِ سَلَّمْتُ وَرَضِیْتُ وَتَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ بابا اگر ایسا ہے تو میں راضی ہوں اور اللہ تعالیٰ کے سپرد اپنا سب کچھ کرتی ہوں۔

چنانچہ جناب رسولؐ خدا نے اپنی پیاری بیٹی کے آنسو صاف کیے اور پیشانی پر شفقت سے ہاتھ پھیرا اور فرمایا اَنَا وَبَعْلُکِ وَاَنْتَ وَابْنَاکِ وَشِیْعَتُکِ فِیْ مَکَانٍ تُقِرُّعَیْنَاکِ وَتَفْرَحُ قَلْبُکِ میں اور تمہارے شوہر نامدار اور حسنین شریفینؑ بہشت میں ایک جگہ پر ہوں گے اور ہمارے ماننے والے ہمارے زیر سایہ دوسرے محلات بہشت میں رہیں گے۔ اور قیامت آپ سب کو ہر طرح کا آرام و سکون ملے گا خوش نصیب ہوں گے وہ لوگ کہ جن کی شفاعت جناب فاطمتہ الزہراؑ کریں گی۔

مومنین کرام! اگر آپ یہ سعادت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اہلبیتؑ کی تعلیمات پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ ان کی خوشیوں پر خوشیاں منائیں ان کے غموں کو یاد کر کے غمگین ہوں۔ ان پر گریہ و ماتم کریں۔ مجالس عزا منعقد کروائیں' ان کے نام کی نیاز تیار کر کے غریب اور مستحق لوگوں کو کھلائیں' خود کو مومن کہلوانا آسان ہے لیکن ان کے لیے اپنے مال اور جان کو قربان کرنا بہت مشکل ہے۔ اگر محبت سچی

ہوتو آلِ محمدؑ پر جان قربان کرنا بہت آسان ہے بلکہ علی ولیؑ کا سچا محب موت سے پیار کرتا ہے اور وہ ہمیشہ اپنی شہادت کی آرزو کرتا رہتا ہے۔ خوش نصیب تھے وہ لوگ جنھوں نے میدان کربلا میں ایثار و قربانی اور وفا کی انتہا کر دی اس لیے تو مولا امام حسینؑ نے فرمایا تھا کہ جتنے میرے دوست اور ساتھی مخلص ہیں اتنے کسی کے نہیں ہیں۔

روایت میں ہے کہ جب امام حسینؑ دشمنوں میں گھر گئے اور ظالموں نے ہر طرف سے راستہ بند کر دیا تو شمر ملعون چل کر لشکر امامؑ کے سامنے آیا فَقَالَ اَیْنَ بَنُوْ اُخْتِنَا اور پکار کر کہا کہ میری بہن کے بیٹے کہاں ہیں؟ عباسؑ، جعفرؑ، عبداللہؑ اس کے سامنے آئے اور کہا کہ تو ہم سے کیا کہنا چاہتا ہے؟ فَقَالَ اَنْتُمْ یَا بَنِیْ اُخْتِیْ اٰمِنُوْنَ شمر بولا کہ تمہاری والدہ ہمارے قبیلہ سے ہے اس لیے میں آپ لوگوں کو پناہ دیتا ہوں تمھیں کچھ نہیں کہا جائے گا لہٰذا تم حسینؑ کا ساتھ دینے سے انکار کر دو۔ فَقَالَ لَه، اُلْفِتْیَۃُ لَعَنَکَ اللّٰہُ وَلَعَنَ اَمَانَکَ ان نوجوانوں نے کہا اے شمر تجھ پر اور تیرے امان دینے پر اللہ کی لعنت اَتُؤْمِنُنَا وَابْنُ رَسُوْلِ اللّٰہِ لاَ اَمَانَ لَه، اے بد بخت تو ہمیں رشتہ داری کی وجہ سے امان دیتا ہے اور فرزند رسولؐ کو امان نہیں دیتا؟ یہ سن کر شمر شرمندہ ہوا اور خاموشی سے واپس چلا گیا۔ ادھر عصر کی نماز کا وقت ہوا تو عمر سعد نے لشکر یزید کو آواز دے کر کہا یَاخَیْلَ اللّٰہِ ارْکَبُوْا فَرَکِبَ النَّاسُ اے لشکر والو اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ چنانچہ وہ سب تیار ہو گئے۔ عمر سعد نے اعلان کیا کہ جنگ کا آغاز ہوا چاہتا ہے اس لیے تم میں سے کوئی فوجی پیچھے مڑ کر نہ آئے۔ امام علیہ السلام نے جب فوج یزید کو جنگ کے لئے آمادہ پایا تو اپنے بھائی جناب عباس علمدارؑ کو ان کے پاس بھیجا کہ ان سے پوچھو کہ تم کیا چاہتے ہو؟ فَاتٰھُمْ وَقَالَ لَھُمْ مَابَدَءَ لَکُمْ وَمَا تُرِیْدُوْنَ حسب الحکم جناب عباسؑ لشکر یزید

کے پاس تشریف لے گئے اور پوچھا کہ تم کیوں آئے ہو اور کیا چاہتے ہو قَالُوْا قَدْ جَاءَ اَمْرُ الْاَمِیْرِ اَنْ نَعْرِضَ عَلَیْکُمْ اَنْ تَنْزِلُوْا عَلٰی حُکْمِہٖ اَوْ نُنَا جِزُکُمْ وہ بولے کہ ہمارے امیر کا حکم یہ ہے کہ اگر تم بیعت قبول کر لو تو بہتر ہے ورنہ لڑائی کے لیے تیار ہو جاؤ' جناب عباسؑ اپنے آقا و مولا حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں آئے اور ساری صورت حال سے مطلع کیا فَقَالَ الْحُسَیْنُ اِرْجِعْ اِلَیْھِمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ تُؤَخِّرَ ھُمْ اِلٰی غُدْوَۃٍ امام علیہ السلام نے جناب عباسؑ سے فرمایا دوبارہ جاؤ اور ان سے کہو کہ اگر ہو سکے تو ہمیں ایک رات کی مہلت دے دیں وَلَعَلَّنَا نُصَلِّ الَّیْلَ وَنَدْعُوْہُ وَنَسْتَغْفِرُہٗ تاکہ آج کی رات ہم خدا کی جی بھر کر عبادت کر لیں اور ہم دعا و استغفار کر سکیں' چنانچہ جناب عباسؑ لشکر یزید کے پاس آئے اور امام علیہ السلام کا موقف دہرایا فَاَبَوْا مِنْ ذَالِکَ ان ظالموں نے کہا کہ ہم ایک رات کی ہرگز مہلت نہ دیں گے اور تم لڑائی کے لیے تیار رہو۔

فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْحَجَّاجِ وَاللّٰہِ لَوْکَانَ مِنَ التُّرْکِ وَالدَّیْلَمِ وَسَالُوْکَ ھٰذَا مَاکَانَ لَکَ اَنْ تَمْنَعَھُمْ عمر بن حجاج بولا کہ اگر تجھ سے ترک و دیلم کا کافر بھی سوال کرتا تو تجھے اس طرح کا جواب دینا زیب نہ تھا وَابْنُ رَسُوْلِ اللّٰہِ یَلْتَمِسُ التَّاخِیْرَ وَاَنْتَ لَا تَنْظُرُ حیف ہے کہ فرزند رسولؐ ایک رات کی مہلت مانگیں اور تو نہ دے' یہ سن کر عمر سعد نے امام علیہ السلام کو ایک رات کی مہلت دے دی۔ چنانچہ جب دن گزرا اور رات ہوئی امام علیہ السلام نے اپنے اصحاب باوفا کو جمع کیا اور حمد و ثنائے خداوندی کے بعد فرمایا: میں اپنے اصحاب سے زیادہ کوئی باوفا اور اہلبیتؑ سے زیادہ کوئی پاکیزہ نہیں دیکھا فَجَزَاکُمُ اللّٰہُ عَنِّیْ خَیْرًا اللہ تعالیٰ آپ سب کو میری وجہ سے جزائے خیر دے۔

وَلَقَدْ نَزَلَ بِیْ مَاتَرَوْنَ فَاِنِّیْ قَدْ اَذِنْتُ لَکُمْ فَانْطَلِقُوْا جَمِیْعًا فِیْ حِلٍّ مجھ پر جو مصیبت نازل ہوئی ہے وہ تم دیکھ رہے ہو میں تم سب کو اجازت دیتا ہوں تم جہاں جانا چاہتے ہو چلے جاؤ میری خاطر تکلیفیں اور پریشانیاں نہ اٹھاؤ یہ ظالم صرف اور صرف مجھے مارنا چاہتے ہیں اور ان کو صرف مجھ ہی سے دشمنی ہے۔

وَلَوْ ظَفَرُ وَابِیْ لَذَھَلُوْا عَنْ طَلَبِ غَیْرِیْ اور جب یہ لوگ مجھے قتل کر لیں گے تو تمھیں کچھ نہیں کہیں گے؟ امام علیہ السلام کی درد بھری گفتگو سن کر جناب عباسؑ اور دیگر اصحاب و انصار متفق ہو کر بولے لاَ اَرَانِیَ اللّٰہُ ذَالِکَ اَبَدًا خدا ہمیں وہ دن نہ دکھائے اے ہمارے آقا و مولا بھلا یہ ہو سکتا ہے کہ آپ تکلیفیں برداشت کریں اور ہم دیکھتے رہیں اور آپ شہید ہو جائیں اور ہم زندہ رہیں؟ آقا ہمارے ہوتے ہوئے آپ کی طرف کوئی میلی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا

پھر مسلم بن عوسجہ نے عرض کی ہم آپ کو چھوڑ کر خدا کو کیا منہ دکھائیں گے؟ خدا کی قسم جب تک ہماری جان میں جان ہے ہم نیزوں' تلواروں سے دشمن پر پے در پے حملے کرتے رہیں گے لَوْ لَمْ یَکُنْ مَعِیَ سِلَاحٌ اُقَاتِلُھُمْ بِہٖ لَقَذَفْتُھُمْ بِالْحِجَارَۃِ اگر میرے پاس اسلحہ ختم ہو گیا تو میں دشمن پر پتھر برساؤں گا میں کسی صورت میں بھی آپ سے جدا نہ ہوں گا' ہم خدا کی رضا کے لیے ذریت رسولؐ کی ہر حال میں حفاظت کریں گے۔ اگر میں ایک بار قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں' مری لاش کو جلا دیا جائے' پھر زندگی مل جائے یہاں تک ستر مرتبہ بھی اسی طرح ہوتا رہے تب بھی آپ کے قدموں سے اپنا سر نہیں اٹھاؤں گا۔ جانثاران امامؑ نے تقریباً ملتے جلتے لفظ کہے' عاشور کی صبح کو جون حبشی امام علیہ السلام کی خدمت اقدس میں آیا عرض کی: آپؑ سے جنگ کی اجازت طلب کرنے آیا ہوں کیا اس غلام پر آپ

شفقت فرما سکتے ہیں؟ حضرتؑ نے جون کو بہت سمجھایا اور فرمایا اَنْتَ فِیْ اِذْنٍ مِنِّیْ فَاِنَّمَا تَبِعْتَنَا طَلَبًا لِلْعَافِیَةِ فَلاَ بِطَرِیْقَتِنَا اے جون! میں نے تجھے رخصت کیا تو تو ہمارے ساتھ آیا تھا کہ تجھے دنیاوی نعمتیں ملیں۔ اے جون! اس وقت ہم اس مصیبت میں پھنس گئے ہیں جیسا کہ تو دیکھ بھی رہا ہے ہمارے پاس تو ایک گھونٹ پانی کا بھی نہیں ہے اس لیے تو یہاں سے چلا جا باقی زندگی آرام وسکون سے گزار ...... لیکن جون نے امام علیہ السلام کے سامنے ہاتھ جوڑ کر عرض کی یَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَنَا فِی الرَّخَاءِ اَلْحَسَنَ قَصَاعَکُمْ اے فرزند رسول یہ غلام آپ کی بدولت کا سہارے نعمت چاٹ چاٹ کر پلا ہے اور آپ کے ساتھ اچھے وقتوں میں رہا وَفِیْ الشِّدَّةِ اَخْذُلُکُمْ افسوس ہے جون پر اور مشکل کے وقت آپ کو چھوڑ جاؤں اور اپنی زندگی فرزند رسول کی زندگی سے عزیز سمجھوں وَاللّٰهِ اِنَّ ۴۷حَسْبِیْ لَلَئِیْمٌ وَلَوْنِیْ لَاَسْوَدُ مولا کیا آپ نہیں چاہتے کہ یہ چھوٹے حسب نسب والا اور سیاہ رنگ والا شخص شہید ہو۔ وَاللّٰهُ لاَ اُفَارِقُکُمْ خدا کی قسم یہ غلام آپ سے ہرگز جدا نہ ہوگا۔

حَتّٰی یَخْتَلِطَ هٰذَا الدَّمُ الْاَسْوَدُ مَعَ دِمَائِکُمْ یہاں تک کہ یہ سیاہ خون آپ کے پاک و پاکیزہ خون کے ساتھ مل جائے۔ الغرض حضرت نے جون کے شدید اصرار کی وجہ سے اسے میدان جنگ کی طرف جانے کی اجازت دے دی۔

جون میدان جنگ میں آیا اور لشکر یزید کے سامنے یہ رجزیہ اشعار پڑھے:

کَیْفَ تَرَیٰ الْکُفَّارَ ضَرْبَ الْاَسْوَدِ

بِالسَّیْفِ ضَرْبًا عَنْ بَنِیْ مُحَمَّدٍ

آج کفار غلام حبشی کی جنگ کا نظارہ کریں گے کہ وہ کس شدت اور تیزی کے ساتھ تلوار چلاتا ہے اور آل محمدؐ کی غلامی کا دم بھرتے ہوئے باطل سے ٹکراؤں گا۔

اَذُبُّ عَنهُم بِالِّلسَانِ وَالْیَدِ
اَرُجُوا بِہ الُجَنَّۃَ یَوُمَ الُمَوُرِدِ

اپنے ہاتھ اور زبان سے اپنے آقا سے دشمن کے شر کو دفع کروں گا امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے روز وہ میری شفاعت فرمائیں گے۔

ثُمَّ قَاتَلَ فَقُتِلَ آخر کار جون نے لڑتے لڑتے جام شہادت نوش کیا۔ امام علیہ السلام کی غلام پروری ملاحظہ کیجئے کہ آپ بنفس نفیس جلدی سے اپنے غلام کی لاش پر آئے فَوَقَفَ عَلَیُہِ الُحُسَیُنُ وَقَالَ اور امام علیہ السلام کچھ دیر کے لیے رک گئے اور دست دعا بلند کر کے فرمایا اَللّٰھُمَّ بَیِّضُ وَجُھَہ‘ وَطَیِّبُ رِیُحَہُ وَعَرِّفُ بَیُنَہ‘ وَبَیُنَ الِ مُحَمَّدٍ باراِلہا میرے جون کا چہرہ سفید کر دے اور اس کے جسم کو بہشت کے عطر سے معطر فرما اور جون اور آل محمدؐ میں جدائی نہ ڈالنا۔

جناب امام زین العابدینؑ نے فرمایا: جب اہل قریہ شہداء کی لاشوں کو دفن کرنے لگے تو وہ جب جون کی لاش پر آئے تو دیکھا جون کا چہرہ چمک رہا ہے اور اس کے جسم سے مشک وعنبر کی خوشبو آ رہی ہے۔ سبحان اللہ‘ اللہ تعالیٰ نے امام حسینؑ کو کیسے کیسے جانثار عطا فرمائے اور کتنے خوش قسمت ہیں یہ لوگ کہ جن کو امام حسینؑ جیسا آقا ملا ہے۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام زیارت شہداء میں فرماتے ہیں اَلسَّلاَمَ عَلٰی جَوُنٍ مَوُلاَ اَبِیُ ذَرِّنِ الُغِفَارِیِّ کہ میرا سلام ہو ابو ذر غفاری کے غلام جونؓ (جو کہ ہمارا ہی غلام ہے) پر۔

مومنین کرام! اندازہ فرمایئے کہ اس غلام کا کس قدر اونچا رتبہ ہے کہ ایک معصوم اس پر سلام کریں۔

روایت نمبر

11

امام حسینؑ پر رونے کا ثواب' مسمع کی روایت'
ترکی غلام کی شہادت اور امام زین
العابدینؑ کی مصیبت پر تاریخ کا دردناک نوحہ۔

مولانا عابد عسکری

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّہٗ قَالَ کُلُّ الْجَزْعِ وَالْبُکَاءِ مَکْرُوْہٌ سِوَی
الْجَزْعِ وَالْبُکَاءِ عَلَی الْحُسَیْنِ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہر طرح کا رونا
اور جزع وفزع کرنا مکروہ ہے لیکن امام حسینؑ پر رونے کا بہت بڑا اجر اور ثواب
ہے۔ وَقَالَ مَنْ ذُکِرْنَا عِنْدَہٗ فَفَاضَ مِنْ عَیْنَیْہِ وَلَوْ مِثْلَ رَاسِ الذُّبَابَۃِ اور فرمایا
کہ جس کے سامنے ہمارے مصائب بیان کئے جائیں اور اس کی آنکھوں سے شہد کی
مکھی کے پر کے برابر بھی آنسو آ جائے غَفَرَ اللّٰہُ ذُنُوْبَہٗ وَلَوْ کَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ
الْبَحْرِ خداوند کریم اس کے تمام گناہ بخش دیتا ہے اگرچہ وہ سمندر ہی کے مانند ہوں۔

مسمع بن عبدالملک نے جناب امام صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے
کہ ایک دن امام علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا: اے مسمع تو عراق میں رہتا ہے کیا تو
امام حسینؑ کی زیارت کے لیے کربلا جاتا ہے؟ فَقُلْتُ لاَ اَنَا رَجُلٌ مِنْ اَھْلِ
الْبَصْرَۃِ میں نے عرض کی مولا میں عراقی نہیں ہوں بلکہ بصرہ کا رہنے والا ہوں اور
میرے کچھ ہمسائے ناصبی ہیں اور وہ خلیفہ وقت کی جاسوسی کرتے رہتے ہیں اسی لیے
میں امام مظلومؑ کی زیارت سے محروم ہوں اگرچہ مجبوری حائل نہ ہوتی تو میں کربلا جا
کر زیارت امامؑ سے ضرور مشرف ہوتا۔

قَالَ تَذْکُرُ مَاصُنِعَ بِہٖ قُلْتُ بَلٰی حضرت نے فرمایا کیا تو کربلا والوں کے
مصائب کو یاد بھی کرتا ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں قَالَ فَتَجْزَعُ قُلْتُ اِیْ وَاللّٰہِ
امام علیہ السلام نے فرمایا مصائب اہلبیتؑ کو سن کر تو روتا بھی ہے؟ میں نے عرض کی
قسم ہے خدا کی میں روتا ہوں اور بہت روتا ہوں وَاسْتَعْبِرُ لِذٰلِکَ حَتّٰی یَرٰی
اَھْلِیْ اَثَرَ ذٰلِکَ عَلَیَّ اور غم حسینؑ میں اتنا روتا ہوں کہ اس گریہ کے اثرات میرے
اہل وعیال محسوس کرتے ہیں۔ اس غمی اور پریشانی کی وجہ سے میں کھانا پینا بھی ترک

کر دیتا ہوں۔ مسمع جب امام علیہ السلام سے بات کر رہا تھا تو اس کی آنکھوں سے آنسو چھلک رہے تھے اس کی رقت انگیز باتوں کو سن کر امام جعفر صادق ؑ بھی رو پڑے اور فرمایا قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ دَمْعَکَ اَمَّا اَنَّکَ مِنَ الَّذِیْنَ یُعَدُّوْنَ فِیْ اَهْلِ الْجَزْعِ لَنَا.

امام علیہ السلام نے فرمایا خدا تیرے ان آنسوؤں پر رحم فرمائے۔ اے مسمع! بیشک تو ہمارے مصائب پر رونے والوں میں سے شمار کیا جائے گا اور تجھے بہت زیادہ اجر وثواب ملے گا۔

وَالَّذِیْنَ یَفْرَحُوْنَ لِفَرَحِنَا وَیَخَافُوْنَ لِخَوْفِنَا وَیَامِنُوْنَ اِذَا اَمِنَّا.

اور تو شمار کیا جائے گا جو خوش ہوتے ہیں ہماری خوشی پر اور غمگین ہوتے ہیں ہماری غمی پر، ہمارے امن کی خبر یا بات سن کر امن میں رہتے ہیں اَمَا اَنَّکَ سَتَرٰی عِنْدَ مَوْتِکَ حَضُوْرَ اٰبَائِیْ لَکَ اے مسمع تمہاری موت کا وقت قریب ہو چکا ہے تیری موت کے وقت ہمارے آباء واجداد تشریف لائیں گے اور ملک الموت (جناب عزرائیل) سے تمہاری سفارش کریں گے وَمَا یُلَقُّوْنَکَ مِنَ الْبِشَارَةِ مَاتَقِرُّبِهٖ عَیْنُکَ اور تمھیں ایسی بشارت دیں گے کہ تمہاری آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔

فَمَلَکُ الْمَوْتِ اَرَءَ فُ عَلَیْکَ وَاَشَدُّ رَحْمَةً لَکَ مِنَ الْاُمِّ الشَّفِیْقَةِ عَلٰی وَلِدِهٖ ملک الموت تجھ پر ایسی ماں سے بھی زیادہ مہربان ہوں گے جو اپنے بیٹے پر مہربان ہوتی ہے ثُمَّ اسْتَعْبَرَ وَاسْتَعْبَرْتُ مَعَهٗ یہ کہہ کر حضرت رونے

لگے اور امامؑ کو اس حالت میں دیکھ کر میں بھی بہت رویا۔ پھر فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَضَّلْنَا عَلٰی خَلْقِهٖ بِالرَّحْمَةِ وَخَصَّنَا اَهْلَ الْبَیْتِ میں حمد کرتا ہوں اس خدا کی جس نے اپنی رحمت سے انھیں اپنی پوری مخلوقات پر فضیلت عطا فرمائی اور ہم اہلبیتؑ کو ایک خاص رتبہ عنایت فرمایا۔

یَامَسْمَعُ اَنَّ الْاَرْضَ وَالسَّمَاءَ تَبْکِیْ مُنْذُقُتِلَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ رَحْمَةً لَنَا اے مسمع جب سے امیر المومنین علی علیہ السلام شہید ہوئے ہیں زمین و آسمان ہم پر ازراہ ترحم گریہ کرتے ہیں۔ وَمَا رَقَأَتْ دُمُوْعُ الْمَلاَئِکَةِ مُنْذُ قُتِلْنَا اور جس روز سے ہم اہلبیتؑ شہید ہوئے ہیں فرشتوں کا رونا بند نہیں ہوا فَاِذَا سَالَ دُمُوْعُه' عَلٰی خَدِّهٖ فَلَوْ اَنَّ قَطْرَةً مِنْ دُمُوْعِهٖ سُقِطَتْ فِیْ جَهَنَّمَ لاَطْفَاتْ حَرَّهَا جو شخص ہمارا ذکر مصائب سنے اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ کر اس کے رخسار پر گریں۔ اگرچہ وہ ایک قطرہ ہی ہو تو ان آنسوؤں کا یہی رتبہ ہے کہ آتش جہنم پر ایک قطرہ ڈال دیا جائے گا تو آگ بجھ کر ٹھنڈی ہو جائے گی۔

وَاِنَّا الْمُوْجِعَ قَلْبُه' لَنَا لَیَفْرَحُ یَوْمَ یَرَانَا عِنْدَ مَوْتِهٖ اے مسمع جس شخص کا دل ہماری وجہ سے مغموم ہو گا وہ اپنی موت کے وقت جب ہمیں دیکھے گا تو بہت خوش ہو گا ہم موت کے وقت ہر مومن کے پاس جاتے ہیں۔ عزرائیلؑ سے اس کی سفارش کرتے ہیں اور مومن کو جنت کی پیشگی مبارکباد دیتے ہیں۔

فَرْحَةً لاَ تَزَالُ تِلْکَ الْفَرْحَةُ مِنْ قَلْبِهٖ اسے ایک ایسی خوشی مسرت ہو گی کہ اس کے دل پر نقش ہو کر رہ جائے گی۔

حَتّٰی یَرِدَ عَلَیْنَا الْحَوْضَ یہاں تک کہ وہ ہمارے پاس حوض کوثر پر آئے گا۔

وَاِنَّ الْکَوْثَرَ لَیَفْرَحُ بِمُحِبِّنَا اِذَا وَرَدَ عَلَیْهِ اور بے شک حوض کوثر ہمارے محبّ (مومن) کے آنے سے بہت زیادہ خوش ہوگا اور بندۂ مومن کو بہشت میں انواع و اقسام کے کھانے ملیں گے اور اس کا دل بہت مسرور ہوگا۔ اے مسمع! جو شخص حوض کوثر کا ایک گلاس پیئے گا۔

لَمْ یَظْمَا وَلَمْ یَشْقُ بَعْدَ هَا اَبَدًا' اس کو کبھی پیاس نہ لگے گی اور اس کے بعد اسے کسی قسم کی تکلیف و پریشانی لاحق نہ ہوگی امن ہی امن' آرام وسکون ہوگا۔

وَهُوَ فِیْ بَرْدِ الْکَافُوْرِ وَرِیْحِ الْمِسْکِ اور کوثر کا پانی کافور سے ٹھنڈا اور مشک (کستوری) سے زیادہ خوشبودار ہوگا وَاَحْلٰی مِنَ الْعَسَلِ اور شہد سے زیادہ میٹھا۔

وَاَلْیَنُ مِنَ الزُّبَدِ وَاَصْفٰی مِنَ الدَّمْعِ مکھن سے زیادہ نرم اور آنسو سے زیادہ صاف وشفاف۔

وَاَزْکٰی مِنَ لْعَنْبَرِ وہ عنبر سے زیادہ پاک و پاکیزہ ہے اور وہ نہر تسنیم سے نکل کر جنت کی دوسری نہروں کی طرف جاتا ہے۔

تَجْرِیْ عَلٰی اَضْرَاسِ الدُّرِّ وَالْیَاقُوْتِ بہشت کی نہروں میں موتی اور یاقوت سے بھری ہوئی ہوں گی۔ فِیْهِ مِنَ الْاَقْدَاحِ اَکْثَرُ مِنْ عَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَاءِ حوض کوثر بے شمار خوبصورت پیالے ہوں گے' درحقیقت وہ آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ ہوں گے۔

یُوْجَدُ رِیْحُهٗ مِنْ مَسِیْرَةِ اَلْفِ عَامٍ اور ان کی خوشبو ہزار برس کی راہ تک پہنچے گی اور وہ پیالے سونے چاندی کے ہوں گے اور ان میں مختلف قسم کے جواہرات

جڑے ہوں گے، ان پیالوں میں بہت ہی پیاری خوشبو مہک رہی ہو گی، آب کوثر کا الگ مزہ ہو گا اور ان پیالوں میں عجیب طرح کی خوشبو ہو گی، ہمارا ماننے والا بہت خوش و خرم دکھائی دے گا۔ اس کی آنکھوں میں فاتحانہ چمک ہو گی اور ہونٹوں پر خوشیوں سے بھرا ہوا تبسم ہو گا اے مسمع! تمہارا شمار بھی حوض کوثر سے سیراب ہونے والوں سے ہو گا۔

وَمَا مِنْ عَيْنٍ بَكَتْ لَنَا اِلاَّ نَعِمَتَ بِالنَّظَرِ اِلَى الْكَوْثَرِ اور کوئی ایسی آنکھ نہ ہو گی کہ جو روئی ہو ہماری مصیبت پر مگر وہ حوض کوثر کو دیکھنے سے خوش ہو گی۔

وَاِنَّ الشَّارِبَ مِنْهُ مِمَّنْ اَحَبَّنَا اور ہمارے ماننے والے اس سے سیراب ہوں گے مومنین کے سوا کسی کو ایک قطرہ بھی نہ ملے گا اور جناب امیر المومنین حوض کوثر پر کھڑے ہوں گے۔

وَفِیْ یَدِهٖ عَصَا مِنَ عَوْسَجٍ یَحْطَمُ بِهَا اَعْدَائَنَا اور امام علیہ السلام کے ہاتھ میں بادام تلخ کا عصا ہو گا اور اس سے وہ دشمنوں کو حوض کوثر سے ہٹائیں گے۔

فَیَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ اِنِّیْ اُشْهِدُ الشَّهَادَتَیْنِ ان میں سے ایک شخص کہے گا مولا! میں کلمہ گو ہوں مجھے آپ کیوں روک رہے ہیں۔ فَیَقُوْلُ اِنْطَلِقْ اِلٰی اِمَامِکَ حضرت فرمائیں گے کہ اپنے امامؑ کے پاس جاؤ جسے دنیا میں تم نے اپنا پیشوا مانا تھا۔

فَیَقُوْلُ تَبَرَّءَ مِنِّی الْاِمَامُ الَّذِیْ فَذْکُرُهٗ وہ شخص کہے گا وہ رہنما آج مجھ سے بیزار ہیں۔ حضرت فرمائیں گے اسی کے پاس جاؤ کہ وہ تمہاری شفاعت کریں۔ فَیَقُوْلُ لَیْسَ لِیْ شَفِیْعٌ وَاَهْلِکُ عَطْشًا وہ کہے گا میرا کوئی شفیع نہیں ہے اور پیاس سے میرا برا حال ہے۔ حضرت فرمائیں گے زَادَکَ اللّٰهُ ظَمَاءً خدا تیری پیاس کو اور

بڑھائے جس طرح کہ تو نے دنیا میں ہمارے حق کو نہ پہنچانا تھا۔ راوی نے عرض کی مولا اس شقی کی حوض کوثر تک رسائی کیونکر ہو گی؟ حضرت نے فرمایا: یہ دنیا میں گناہوں سے پرہیز کرتا تھا اور جب ہمارا ذکر ہوتا تھا تو یہ ہم کو برا تو نہ کہتا تھا لیکن ہمارے دشمنوں سے محبت کرتا تھا۔

مومنین کرام!

مقام افسوس ہے کہ جس کے والد گرامی ساقی حوض کوثر ہوں اور وہ صحرائے کربلا پر بھوکا پیاسا شہید ہو اور وہ حسینؑ کہ جس کو جناب فاطمۃ الزہراءؑ ایک لمحے کے لیے خود سے جدا نہ کرتی تھیں اور فرشتے اس پر آنکھیں رکھتے تھے۔ لشکر یزید اس پر نیزوں' تیروں' تلواروں اور پتھروں سے بارش کر دے اور اس کا جسم مبارک چھلنی چھلنی ہو جائے۔ ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں کہ امام حسینؑ کے عزیزوں میں سے خواتین اور بچوں اور جانثاروں نے وفا کی انتہا کر دی' ان میں سے کسی ایک نے ایک خواہش بھی نہ کی کہ کاش وہ لشکر یزید میں ہوتے؟

رُوِیَ اَنَّهٗ لَمَّا اشْتَدَّ الْقِتَالُ یَوْمَ عَاشُوْرَ جَآءَ الْعَبْدُ التُّرْکِیُّ اِلَی الْحُسَیْنِ وَکَانَ حَافِظًا لِکِتَابِ اللّٰهِ فَاسْتَأْذَنَ مِنْهُ روایت میں ہے کہ جس وقت روز عاشورہ بازار قتال گرم ہوا تو امام علیہ السلام کی خدمت میں ایک ترکی غلام آیا یہ شخص حافظ قرآن تھا۔ عرض کی مولا! میں دیکھ رہا ہوں کہ آج ہم سب شہید ہو جائیں گے' میرا جی چاہتا ہے کہ میری شہادت سب سے پہلے ہو۔ یہ سن کر امام علیہ السلام نے فرمایا: اے ترکی! میں نے تجھے اپنے بیٹوں کی طرح پالا ہے' میں تجھے کیونکر مرنے کی اجازت دوں بہتر ہے کہ تم میرے فرزند زین العابدینؑ سے پوچھ کر آؤ۔

فَجَاءَ عِندَ عَلِيِّ بنِ الحُسَينِ عَلَيهِ السَّلَامُ وہ ترکی غلام جناب امام زین العابدینؑ کی خدمت اقدس میں آیا وَکَانَ مَرِیضًا فَاستَاذَنَ مِنهُ امام علیہ السلام بستر بیماری پر علیل پڑے ہوئے تھے۔ غلام نے عرض کی مولا میں نے آپ کے والد گرامی سے میدان جنگ کی طرف جانے کی اجازت مانگی ہے انھوں نے آپ کے پاس بھیجا ہے آقا میں چاہتا ہوں کہ آپ میدان کی طرف جانے کی اجازت دے دیں۔ میں آپؑ کے قدموں میں شہید ہونا چاہتا ہوں۔ قَالَ عَلَیہِ السَّلَامُ اَنتَ حُرٌّ لِوَجهِ اللّٰہِ فَافعَل مَاتُرِیدُ امام علیہ السلام نے فرمایا: اے ترکی! تو خوش نصیب ہے کہ عنقریب تجھے شہادت کی سعادت حاصل ہو گی اور ہم بیماری کی وجہ سے فی الحال جام شہادت نوش نہیں کر سکتے۔ ہم نے تجھے راہ خدا میں آزاد کر دیا ہے، اب تمہارا جس طرح جی چاہے ویسے کرو وہ ترکی غلام درخیام پر آیا اور اہلبیت اطہارؑ سے عرض کیا یَااَهلَ بَیتِ النُّبُوَّةِ اِعفُونِی مَا قَصَّرتُ مِن خِدمَتِكُم اے اہلبیت رسولؐ! آپ کا یہ غلام رخصت ہونے کو آیا ہے اگر مجھ سے کوئی غلطی سرزد ہوئی ہو۔ تو اسے معاف فرمایئے اور امید کرتا ہوں کہ روز قیامت اپنے اس غلام کو فراموش نہ کریں گے۔ یہ سن کر تمام بڑوں اور بچوں نے رونا شروع کر دیا' اس کے بعد وہ ترکی غلام امام عالی مقامؑ کی خدمت میں آیا اور عرض کی اَلسَّلَامُ عَلَیکَ یَابنَ رَسُولِ اللّٰہِ سلام ہو آپ پر اے فرزند رسولؐ! حضرت نے فرمایا۔ وَعَلَیکَ السَّلَامُ وَرَحمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُه' وَنَحنُ خَلفَکَ تجھ پر بھی حسینؑ کا سلام ہو اے ترکی تم چلو ہم بھی تمہارے پیچھے آ رہے ہیں۔ چنانچہ ترکی میدان جنگ میں آیا جناب امام زین العابدینؑ نے اپنے خیمے کا پردہ اٹھوا دیا تا کہ اپنے غلام کی شجاعت کو دیکھ سکیں۔

راوی کہتا ہے میں لشکر یزید میں تھا کہ اس ترکی غلام نے بڑی بہادری کے ساتھ یہ اشعار پڑھے۔

حُسَيْنٌ اَمِيْرِىْ وَنِعْمَ الْاَمِيْرُ
سُرُوْرُ فُوَادِ الْبَشِيْرِ النَّذِيْرِ

حضرت امام حسینؑ میرے آقا اور امیرؑ ہیں۔ وہ جگر گوشہ اور راحت جاں رسولؐ ہیں۔

عَلِىٌّ وَفَاطِمَةُ وَالِدَهُ
فَهَلْ تَعْلَمُوْنَ لَهٗ مِنْ نَظِيْرِ

حضرت علی ابن ابی طالب ان کے پدر بزرگوار ہیں اور جناب فاطمۃ الزہراؑ ان کی مادر گرامی ہیں۔ اے گروہ کوفہ! کیا میرے آقا کی کوئی نظیر و مثال ہے؟

لَهٗ طَلْعَةٌ مِثْلُ شَمْسِ الضُّحٰى
لَهٗ عَزَّةٌ مِثْلُ بَدْرِ مَنِيْرِ

میرے آقا درخشاں سورج کی مانند ہیں اور ان کی پیشانی چودھویں رات کے چاند کی طرح دمکتی اور چمکتی ہے۔

وَقَاتَلَ قِتَالاً شَدِيْدًا یہ کہہ کر یہ عاشق حسینؑ بپھرے ہوئے شیر کی مانند لپکا اس کے سامنے جو بھی یزیدی کتا آتا یہ اسے فوراً واصل جہنم کر دیتا تھا' ادھر اس مجاہد حسینؑ کی چاروں طرف یزیدیوں نے حملہ کر دیا جس کی وجہ سے ترکی غلام زخموں سے چور چور ہو گئے۔ وَعَطَش عَطْشًا شَدِيْدًا.

اور ان پر پیاس نے سخت غلبہ کیا فَرَجَعَ وَجَاءَ اِلَى الْحُسَيْنِؑ وَقَالَ وہ

امام علیہ السلام کی خدمت اقدس میں آیا اور عرض کی مولا! میں پیاس کی شدت سے مر رہا ہوں۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ مَرْحَبًا تُرْکِیُّ وَبَشَّرَہ' بِالْکَوْثَرِ خوش آمدید اے جوانِ ترکی، عنقریب تو حوض کوثر سے سیراب ہونے والا ہے۔

فَسَرَّ بِذٰلِکَ وَانْکَبَّ عَلٰی اَقْدَامِ الْاِمَامِ یُقَبِّلُھُمَا وَذَھَبَ اِلَی الْقِتَالِ.

یہ سن کر وہ ترکی نوجوان بہت خوش ہوا اور حضرت کے پاؤں پر گر کر ان کو چومنے لگا اس کے بعد وہ میدان جنگ میں آیا اور آتے ہی اس پر یزیدی درندوں نے حملہ کر دیا جس کی وجہ سے وہ گھوڑے سے گر پڑا فَقَالَ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ اَدْرِکْنِیْ اور پکار کر کہا مولا! اپنے غلام کی خبر لیجئے۔ حضرت نے جب اس غلام کی آواز سنی تو جلدی سے اس کی لاش پر آئے اور اپنی عبا کے دامن سے ترکی غلام کے چہرے سے خون صاف کیا اور اس کی لاش کو اٹھا کر خیمہ میں لائے۔

فَوَضَعَ رَاسَہ' عَلٰی فَخِذِہٖ وَکَانَ عَلِیُّ ابْنُ الْحُسَیْنِ عِنْدَ رَاْسِہٖ امام علیہ السلام نے ترکی غلام کی لاش کو زمین پر لٹایا اور از راہِ شفقت اس کا سر اپنے زانوئے مبارک پر اٹھا اور پیار سے اپنا رخسار مبارک اپنے غلام کے رخسار پر رکھا اور بہت روئے اور امام زین العابدینؑ اپنے غلام کے سرہانے بیٹھ کر کافی دیر تک روتے رہے۔

فَفَتَحَ التُّرْکِیُّ عَیْنَیْہِ وَنَظَرَ ذَالِکَ جب اس نے امام علیہ السلام کی عطر انگیز خوشبو سونگھی تو آنکھیں کھول دیں ایک فاتحانہ تبسم اپنے ہونٹوں پہ لے کر ہمیشہ کے لیے یہ کہہ کر سو گیا کہ اے فرزند زہراءؑ! اس پوری کائنات میں آپ کے گھرانہ کی مانند کوئی گھرانہ نہیں اور میں کس قدر خوش نصیب ہوں کہ مجھے آپ کی غلامی

نصیب ہوئی ہے اور راہ خدا میں آپ کی قدموں میں شہادت جیسا رتبہ ملا ہے۔

مومنین کرام!

سوچنے کا مقام ہے کہ امام علیہ السلام لوگوں سے بھی اس طرح کا سلوک کرتے تھے لیکن ظالموں نے آپ کے بیمار کو بستر بیماری سے نیچے کھینچا اور وہ ظالم کہہ رہے تھے اُقْتُلُوْهُ عَلٰى فَرَاشِهٖ کہ اس بیمار کو اس حالت میں قتل کر دو۔ آپ اندازہ کیجئے کہ اس وقت امام حسینؑ کی روح اقدس کا کیا حال ہو گا جب ان کے بیمار بیٹے کے سوجے ہوئے پاؤں میں بھاری زنجیریں پہنائی گئی ہوں گی اور گلے میں طوق پہنا کر پیدل لے گئے ہوں گے جبکہ اس بیمار کا تو بستر بیماری سے اٹھنا بھی مشکل تھا۔

روایت نمبر 12

روتے کی فضیلت' امام حسینؑ کے لیے حضور پاک کا سات مرتبہ تکبیر کہنا'
امام عالی مقامؑ کا امت محمدی پر احسان' شہادت وھب۔

مولانا عابد عسکری

شیخ فرید اور ان کے مرید نظام الدین دونوں سنی المذہب صوفی بزرگ تھے' ان دونوں بزرگوں نے روایت کی ہے کَانَ فِی الْبَغْدَادِ رَجُلٌ جَلِیْلٌ یَسْتَمِعُ مصَائِبَ الْحُسَیْنِ وَیَبْکِیْ کہ بغداد میں ایک جلیل القدر مومن رہتا تھا یہ امام حسینؑ کا سچا عاشق تھا اور وہ ہمیشہ اہلبیت اطہارؑ کے مصائب کو سن کر گریہ کرتا رہتا تھا خاص طور پر محرم میں تو وہ بہت روتا تھا' گویا رونا پیٹنا' مصائب سیدالشہداء کو یاد کر کے آنسو بہانا اس کا معمول بن چکا تھا۔

فَبَکٰی بُکَاءً وَضَرَبَ الرَّاسَ عَلَی الْاَرْضِ حَتّٰی سَالَ الدَّمُ مِنْهُ ثُمَّ غَشِیَ عَلَیْهِ.

ایک سال روز عاشور وہ امام علیہ السلام کے مصائب کو سن کر اس قدر مغموم ہوا کہ اس نے اپنا سر زمین پر دے مارا اور اس کی پیشانی سے خون جاری ہو گیا اور وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا' کچھ دیر بے ہوش رہنے کے بعد اس کا انتقال ہو گیا فَرَاَوْهُ فِی اللَّیْلَةِ عِنْدَ الْحُسَیْنِ وَیَقُوْلُ کچھ لوگوں نے اس رات اس کو عالم خواب میں دیکھا اور امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں موجود ہے اور بہت خوش نظر آ رہا ہے وہ خدمت امامؑ میں عرض کرتا ہے نَجَّانِیَ اللّٰهُ مِنْ حُبِّ الْحُسَیْنِؑ اللہ تعالیٰ نے مجھے امام حسینؑ کی محبت کے صدقے غم کی دنیا سے نجات دے دی ہے اور میرے گناہ بخش دیے۔

بحار الانوار میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت نے فرمایا: ایک دن جناب رسول خدا نماز کے لیے مسجد میں تشریف لائے آپؐ کے چھوٹے نواسے امام حسینؑ آپ کے ساتھ تھے' حضور اکرمؐ نماز پڑھنے میں مشغول ہو گئے اور تکبیر کہی امام حسینؑ نے بھی چاہا کہ تکبیر کہیں چونکہ آپؑ بہت چھوٹے تھے اس لیے صحیح طریقے سے تکبیر نہ کہہ سکے۔ جناب رسول خداؐ نے امام

حسینؑ کی خاطر سات مرتبہ تکبیریں کہیں آخری بار امام حسینؑ نے زبان اقدس سے صاف اللہ اکبر کہا۔ جناب امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں اسی وجہ سے نماز سے پہلے چھ تکبیروں کا کہنا سنت ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کُنْتُ عِنْدَ النَّبِیِّ عَلٰی فَخِذِہِ الْاَیْسَرِ ابْنُہٗ اِبْرَاھِیْمُ وَعَلَی الْاَیْمَنِ الْحُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ. جناب ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں جناب رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے دیکھا کہ آپ کے بائیں زانو پر حضورؐ کے فرزند جناب ابراہیمؑ بیٹھے ہوئے ہیں اور داہنے زانو پر جناب حسین بن علیؑ ہیں وَھُوَ یُقَبِّلُ ھٰذَا مَرَّۃً وَھٰذَا اُخْرٰی کہ حضور پاک خوش ہو کر کبھی اپنے بیٹے ابراہیمؑ کو بوسہ دیتے ہیں اور کبھی اپنے نواسے کو' ناگاہ جناب جبرائیلؑ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی لے کر نازل ہوئے اور عرض کی کہ پروردگار عالم سلام کے بعد فرماتا ہے۔

لَسْتُ اَجْمَعُھُمَا لَکَ فَافْدِ اَحْدَھُمَا بِصَاحِبِہٖ اے میرے حبیب! ہم مصلحت و مناسب نہیں سمجھتے کہ یہ دونوں فرزند آپ کے پاس رہیں یا حسینؑ کو ابراہیمؑ پر فدا کر دو یا ابراہیمؑ کو حسینؑ پر فَنَظَرَ النَّبِیُّ اِلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَبَکٰی وَنَظَرَ اِلَی الْحُسَیْنِ وَبَکٰی پس اس وقت آنحضرتؐ نے ابراہیم کو دیکھا اور رو پڑے اور حسینؑ کو دیکھا اور رو پڑے پھر فرمایا۔ اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ اُمُّہٗ اَمَۃٌ وَمَاتَ لَمْ یَحْزَنْ عَلَیْہِ غَیْرِیْ کہ ابراہیمؑ کی ماں تو ماریہ قبطیہ میں اگر اس کی روح قبض ہو گی تو میرے سوا کسی کو غم نہ ہو گا۔ وَاُمُّ الْحُسَیْنِ فَاطِمَۃُ وَاَبُوْہُ عَلِیُّ بْنُ عَمِّیْ وَلَحْمِیْ وَدَمِیْ اور حسینؑ کی ماں فاطمہؑ ہیں جو کہ میرا دل کا ٹکڑا ہیں اور حسینؑ کے والد گرامی میرے چچا زاد بھائی علیؑ ہیں اور گویا یہ میرا گوشت و خون ہیں۔

وَمَتٰی مَاتَ الْحُسَیْنُ حَزِنَتْ اِبْنَتِیْ وَابْنُ عَمِّیْ وَحَزِنْتُ اَنَا اگر حسینؑ کو کچھ ہوا تو میری بیٹی فاطمہؑ اور میرے بھائی علیؑ اداس ہوں گی اور اس سے مجھے دلی صدمہ پہنچے گا کہ میں اس سے بہت زیادہ محبت کرتا ہوں یَا جِبْرَائِیْلُ یُقْبَضُ اِبْرَاھِیْمُ اَفْدَیْتَهٗ لِلْحُسَیْنِ اے جبرائیلؑ ! اللہ تعالیٰ سے عرض کرو کہ میں نے اپنے بیٹے کو ابراہیمؑ کو اپنے نواسے حسینؑ پر قربان کر دیا ہے چنانچہ ابراہیمؑ کی روح قبض کی جائے۔

جناب ابن عباس کہتے ہیں کہ ابراہیمؑ نے تیسرے روز وفات پائی۔

فَکَانَ النَّبِیُّ اِذَا رَاٰی الْحُسَیْنُ مُقْبِلاً قَبَّلَهٗ وَضَمَّهٗ اِلٰی صَدْرِہٖ وَقَالَ.

رسول خداؐ اکثر ہی جب امام حسینؑ کو آتے ہوئے دیکھتے تو چھاتی سے لگا کر بوسے دیتے تھے اور فرمایا کرتے تھے فَدَیْتُ مَنْ اَفْدَیْتُهٗ بِاِبْنِیْ اِبْرَاھِیْمَ میں قربان ہو جاؤں اپنے پیارے نواسے حسینؑ پر جس پر میں نے اپنا بیٹا ابراہیمؑ نثار کیا۔ روایات سے جو بات معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ جناب رسول خدا کو اپنے دونوں نواسے اپنی اولاد سے بھی زیادہ پیارے تھے یقیناً آپ جانتے تھے کہ جو کام ان کے نواسے امام حسینؑ نے کرنا ہے اس طرح کا کام کسی نے بھی نہیں کرنا اور شریعت محمدیہ کی بقاء کے لیے جس طرح حسینؑ نے قربانیاں دینی ہیں اس طرح کی قربانیاں اور کوئی نہیں دے گا۔ اب چند روایتیں اور قارئین کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں۔ حضرت ام سلمہؓ روایت کرتی ہیں کہ آنحضرتؐ میرے گھر میں نماز میں مشغول تھے کہ حسنؑ و حسینؑ کھیلتے ہوئے تشریف لائے اور نانا جان کی داہنی طرف حسنؑ اور بائیں طرف حسینؑ بیٹھ گئے اور حضرتؐ جب نماز سے فارغ ہوئے تو حسنؑ تو داہنے زانو اور حسینؑ کو بائیں زانو پر بٹھا لیا۔

وَجَعَلَ يُقَبِّلُ هٰذا مَرَّةً وَهٰذَا اُخْرٰى.

اور کبھی حسنؑ کے بوسے لیتے تھے اور کبھی حسینؑ کے کہ ناگاہ جبرائیلؑ نازل ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! کیا آپ کو ان دونوں شہزادوں سے زیادہ پیار ہے؟

فَقَالَ كَيْفَ لاَ اُحِبُّهُمَا وَهُمَا رِيْحَانَتَا مِنَ الدُّنْيَا وَقُرَّتَا عَيْنِي.

حضرتؐ نے فرمایا اے جبرائیلؑ! میں ان سے کیونکر اور کیسے پیار نہ کروں یہ تو میری زندگی کے باغ کے پھول ہیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔ جبرائیلؑ نے عرض کی یا حضرت! اچھا تو آپ یہ دونوں بچے بہت زیادہ عزیز ہیں۔ وَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَهُمَا بِاَمْرٍ فَاصْطَبِرْ لَهٗ اور خداوند کریم نے ان دونوں کے بارے میں فیصلہ اور حکم فرمایا ہے پس قضائے الٰہی پر صبر کرنا فَقَالَ وَمَا هُوَ يَا اَخِيْ جِبْرَئِيْلَ؟ پس آنحضرتؐ نے حیران ہو کر پوچھا وہ حکم خداوندی کیا ہے؟ جبرائیلؑ نے عرض کی فَقَالَ قَدْ حَكَمَ عَلٰى هٰذا يَعْنِى الْحَسَنُ يَمُوْتُ مَسْمُوْمًا کہ آپ کے اس نواسے (حسنؑ) کے بارے میں حکم ہوا ہے کہ یہ دشمن کے زہر سے شہید ہو گا جس کی وجہ سے ان کے جسم کا رنگ سبز ہو جائے گا۔

وَعَلٰى هٰذا يَعْنِي الْحُسَيْنَ يَمُوْتُ مَذْبُوْحًا اور آپ کا حسینؑ انتہائی بے دردی کے ساتھ قتل کیا جائے گا اور حسینؑ کی ریش مبارک ان کے خون سے تر ہو جائے گی۔ یہ سن کر حضرت رسول خداؐ بہت زیادہ روئے اور آپ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی حضرت کی یہ حالت دیکھ کر جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ پیغمبروں کی دعا جلد قبول ہوتی ہے فَاِنْ شِئْتَ كَانَتْ دَعْوَتُكَ مُسْتَجَابَةً لَوْلَدَيْكَ اگر آپ چاہیں تو دعا کر لیں اور آپ کے یہ دونوں نواسے اس مصیبت

سے بچ جائیں وَاِنْ شِئْتَ کَانَتْ مُصِیْبَتُھُمَا ذَخِیْرَۃً فِیْ شَفَاعَتِکَ لِلْعُصَاۃِ مِنْ اُمَّتِکَ اگر آپ چاہیں تو آپ کے نواسوں کی یہ مصیبت آپ کی گناہگار امت کے لیے شفاعت کا ذریعہ بنے اور آپ گناہگاروں کی بخشش کا اہتمام فرمائیں۔ یہ سن کر آنحضرتؐ نے فرمایا اے جبرائیلؑ !میں حکم خداوندی اور رضائے الٰہی پر راضی ہوں میں وہی چاہتا ہوں جو میرا خدا چاہتا ہے۔

وَقَدْ اَحْبَبْتُ اَنْ تَکُوْنَ دَعْوَتِیْ ذَخِیْرَۃً بِشَفَاعَتِیْ فِی الْعُصَاۃِ مِنْ اُمَّتِیْ اے جبرائیلؑ !میں اس کو ترجیح دیتا ہوں کہ میرے یہ دونوں نواسے آزمائش خداوندی میں مبتلا ہوں' بیشک حسنؑ زہر سے شہید ہو اور حسینؑ پیاسا شہید کیا جائے لیکن میری امت کے گناہگاروں کے حق میں میری شفاعت ضرور قبول ہو اور وہ بخشے جائیں۔ خداوند کریم ان کے بارے میں جو چاہے کرے میں اس کی رضا پر راضی ہوں۔

مومنینِ کرام!

آپ سب پر لازم ہے کہ خاندان رسالت کی مصیبت پر گریہ کریں' ذرا سوچیے تو سہی کہ تین دن کی پیاس تھی اور دھوپ اتنی زیادہ تھی کہ اگر دانہ زمین پر گرتا تو جل کر راکھ ہو جاتا دوسری طرف خیموں میں ننھے ننھے بچے العطش العطش ہائے پیاس ہائے پیاس کی آوازیں بلند کر رہے تھے۔ اس وقت کو یاد کیجیے کہ جب امام حسینؑ کے عزیزوں اور ساتھیوں میں سے کوئی شہید ہو جاتا تو امام حسینؑ جو کہ خود پیاسے اور زخموں سے چور چور تھے وہ اس شہید کی لاش تن تنہا جا کر میدان سے اٹھا کر لاتے تھے۔ افسوس ہے ہم پر کہ ہم اہلبیتؑ کے مصائب سن کر گریہ نہ کریں' ماتم نہ کریں' وہ بھی تو لوگ تھے کہ جنھوں نے اپنی جانیں امام مظلوم پر نثار کیں اور اپنی اولاد تک راہ

خدا میں قربان کر دی۔

روایت میں ہے کہ جب بریر ہمدانی درجہ شہادت پر فائز ہوئے تو وہب ابن عبداللہ کلبی عازم جہاد ہوئے تو ان کی ماں اور زوجہ ان کے ہمراہ تھیں فَقَالَتْ قُمْ يَا بُنَيَّ فَانْصُرِبْنَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اور وہب کی ماں نے کہا اٹھو بیٹا! فرزند رسول کی مدد کرو فَقَالَ اَفْعَلُ يَا اُمَّاهُ وَلَا اُقَصِّرُ.

وہب بولے اماں جان! میں اپنے نبی کے نواسے کی نصرت کرتا ہوں اور میں اس سلسلے میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کروں گا' یہ کہہ کر وہ خوش نصیب شخص میدان جنگ میں آیا اور جذبہ شجاعت سے لبریز اشعار کہہ کر فوج یزید پر حملہ آور ہوئے۔

فَلَمْ يَزَلْ يُقَاتِلُ حَتّٰى قَتَلَ مِنْهُمْ جَمَاعَةً جناب وہب نے اس جرأت کے ساتھ جنگ کی کہ بہت سے یزیدوں کے سر قلم کر ڈالے۔

فَرَجَعَ اِلٰى اُمِّهٖ وَامْرَاَتِهٖ فَوَقَفَ عَلَيْهِمَا فَقَالَ کچھ دیر کے لیے جناب وہب میدان سے خیمہ میں آئے اور اپنی ماں کی خدمت میں عرض کی يَا اُمَّاهُ اَرَضِيْتِ مِنِّيْ اماں جان! آپ مجھ سے راضی تو ہیں ناں؟ فَقَالَتْ مَارَضِيْتُ حَتّٰى تُقْتَلَ بَيْنَ يَدَيِ الْحُسَيْنِ وہب کی والدہ بولیں کہ جب تک تو امام حسینؑ بن علیؑ کے سامنے جام شہادت نوش نہیں کرتا میں تجھ پر راضی نہیں ہوں گی۔

فَقَالَتْ اِمْرَاَتُهٗ بِاللّٰهِ لَا تَفْجَعْنِيْ فِيْ نَفْسِكَ وہب کی بیوی نے کہا اے وہب! مجھے اپنے غم میں گھائل نہ کر لیکن وہب کی ماں بولیں يَا بُنَيَّ لَا تَقْبَلْ قَوْلَهَا وَارْجِعْ فَقَاتِلْ بَيْنَ يَدَيِ ابْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ بیٹا اس کی بات پر عمل نہ کرنا' واپس میدان جنگ کی طرف پلٹ جا اور فرزند رسولؐ کے سامنے اپنی جان قربان کر دے کہ یہی وقت قربانی ہے۔

فَیَکُوْنُ غَدًا فِي الْقِیَامَۃِ شَفِیْعًا لَکَ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ قیامت کے دن مولا امام حسینؑ اللہ تعالیٰ سے تمہاری شفاعت کریں گے۔ یہ سن کر وہب بپھرے ہوئے شیر کی طرح میدان کارزار میں آئے اور گھسان کی جنگ میں کود پڑے حَتّٰی قتلَ تسعَۃَ عشَرَ فارِسًا وَاثْنَی عَشَرَ رَاجِلاً یہاں تک کہ وہب نے انیس سوار اور بارہ پیدل چلنے والے یزیدیوں کو جہنم واصل کیا ثُمَّ قُطِعَتْ یَدَاہُ جناب وہب ابھی جنگ میں مصروف تھے کہ ایک شقی نے آپ کے داہنے ہاتھ پر تلوار ماری جس کی وجہ سے ان کا وہ ہاتھ کٹ گیا پھر تلوار بائیں ہاتھ پر ماری وہ بھی کٹ گیا فَاَخَذَتْ اُمُّہٗ عَمُوْدًا وَاَقْبَلَتْ نَحْوَہٗ وَقَالَتْ یہ حالت دیکھ کر وہب کی ماں خیمہ کی لکڑی لے کر میدان کی طرف یہ کہتے ہوئے دوڑی فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ قَاتِلْ دُوْنَ الطَّیِّبِیْنَ قربان جاؤں تجھ پر پیارے بیٹے وہب! جہاد سے منہ نہ موڑنا اور فرزند رسول پر جان قربان کر دینا وہب نے کہا اماں جان آپ واپس خیموں میں چلی جائیں تمہارا یہ فرزند جام شہادت نوش کرنے آیا ہے فَاَبَتْ وَقَالَتْ لَا اَعُوْدَ وَاَمُوْتُ مَعَکَ مادر وہب انکار کرتے ہوئے بولیں' میں واپس نہیں جاؤں گی بلکہ تیرے ساتھ شہید ہونا چاہتی ہوں فَقَالَ الْحُسَیْنُ جَزَیْتُمْ مِنْ اَھْلِبَیْتٍ خَیْرًا جب امام عالی مقام نے مادر وہب کے جذبہ ایثار کو ملاحظہ فرمایا تو کہا خدا تمھیں اہلبیتؑ کی جانب سے جزائے خیر دے تم نے قربانی کا حق ادا کر دیا' حسینؑ تم پر بہت زیادہ خوش اور راضی ہے۔

اِرْجِعِیْ اِلَی النِّسَاءِ رَحِمَکِ اللّٰہُ اے کنیز خدا! آپ خیموں میں واپس آ جائیں اللہ تعالیٰ آپ پر کرم فرمائے۔ فَانْصَرَفَتْ وَجَعَلَ یُقَاتِلُ حَتّٰی قُتِلَ امام علیہ السلام کا حکم سن کر وہ بی بی واپس لوٹ آئیں اور وہب مصروف جہاد ہو گیا یہاں تک کہ لڑتے لڑتے جام شہادت نوش کیا' جب جناب وہب زین سے زمین پر آئے۔

فَذَهَبَتْ اِمْرَاتُه' تَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهٖ یہ دیکھ کر وہب کی زوجہ دوڑ کر اپنے بہادر اور شہید شوہر کی لاش پر آئیں اور ان کا چہرہ اپنی چادر سے صاف کرنے لگیں جب شمر نے یہ دلخراش منظر دیکھا تو اپنے غلام کو حکم دیا کہ اس خاتون کو بھی قتل کر دے۔

فَضَرَبَهَا بِعَمُوْدٍ كَانَ مَعَه' فَشَدَخَهَا وَقَتَلَهَا پس اس شقی نے ایک گرز اس بی بی کے سر پر مارا اور اس کا سر شق ہو گیا اور وہ بی بی اپنے شوہر کے ساتھ راہی جنت ہوئیں۔

بحار الانوار میں لکھا ہے کہ جناب وہب کے سر کو عمر سعد نے کٹوا کر لشکر حسینؑ کی طرف پھنکوا دیا لیکن وہب کی ماں نے اپنے بیٹے کا سن کر دوبارہ عمر سعد کے لشکر کی طرف پھینک دیا۔ فَاَصَابَتْ بِهٖ رَجُلاً فَقَتَلَتْهُ وہ سر ایک شقی کو ایسا لگا کہ وہ واصل جہنم ہو گیا اس کے بعد اس شیر دل خاتون نے ایک لکڑی سے وار کر کے دو لعینوں کو ہلاک کیا۔ یہ دیکھ کر حضرت نے فرمایا اِرْجِعِیْ یَا اُمَّ وَهْبٍ اَنْتِ وَابْنُكِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اے وہب کی والدہ محترمہ! واپس آ جائیں آپ اور آپ کے فرزند میرے نانا رسول خدا کی خدمت میں ہوں گے۔ امام علیہ السلام کا فرمان اور بہشت کی خوشخبری سن کر وہ بی بی یہ کہتے ہوئے واپس لوٹ آئیں اِلٰهِیْ لاَ تَقْطَعْ رَجَائِیْ خداوندا میری امید کو قطع نہ کرنا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا اے مادر وہب! لاَ یَقْطَعُ اللّٰهُ رَجَاءَ كِ خداوند کریم آپ کی امید و تمنا کو قطع نہیں کرے گا۔ سبحان اللہ کس قدر محبت تھی وہب اور ان کی والدہ ماجدہ کے دل میں خاندان رسالت کی کتنا پاکیزہ جذبہ تھا ان سچے محبوب اور مومنوں کا۔ یہ لوگ موت سے ڈرنے اور گھبرانے کی بجائے بہت جلد شہید ہونا چاہتے تھے ان کا تڑپنا' بے قرار ہونا بہت جلد بہشت میں

جانے کی وجہ سے ہی تو تھا۔ وہب کی والدہ کی خواہش تھی جو کہ پوری بھی ہوگئی کہ ان کا بیٹا تمام شہیدوں سے پہلے شہید ہو، امام حسینؑ کے قدموں پر بیٹے کو نثار کر کے مخدراتِ عصمت کے قدموں کو چوم کر اپنے ایمان و یقین کی پختگی کا ثبوت دے سکے۔

"صَلَواتُ اللّٰهِ عَلَى الْحُسَيْنِ وَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰى قَتَلَةِ الْحُسَيْنِ.

روایت نمبر
13
لوح و قلم کیا ہے؟ جناب رسول خداؐ کا اپنی صاحبزادی جناب فاطمۃ الزہراؑ کو شہادت حسینؑ سے مطلع کرنا' امام حسینؑ کا اپنے نانا محمدؐ کی پشت اقدس پر سوار ہونا' جناب شہزادہ قاسمؑ کی شہادت' قاسمؑ کی بہن کا اپنے بھیا کی لاش پر بین کرنا اور جناب سکینہؑ کا اپنے مظلوم بابا کی لاش سے لپٹ کر رونا۔
مولانا عابد عسکری

کتاب احسن الکبار میں لکھا ہے کہ جب پروردگار عالم نے لوح وقلم کو خلق کیا تو قلم سے ارشاد فرمایا کہ لکھ جو کچھ ہونے والا ہے۔ قلم نے عرض کی اے خالق! مجھ میں اتنی ہمت کہاں کہ میں تمام آنے والی چیزوں کو لکھ سکوں تمام اشیاء کا علم تو تیرے پاس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے علم کو حکم دیا کہ وہ قلم کا ساتھ دے اور قلم کو بتلاتا جائے اور وہ لکھتا جائے فَكَانَ الْقَلَمُ يَكْتُبُ بِتَعْلِيْمِ الْعِلْمِ مَا يَجْرِيْ فِي الدُّنْيَا مِنْ عَدْلِ النَّاسِ وَظُلْمِهِمْ تو قلم نے علم کی تعلیم اور ہدایت کے مطابق جو دنیا میں عدل وظلم ہونے والا تھا' کے بارے میں لکھنا شروع کیا فَلَمَّا بَلَغَ اِلٰى حَالِ الْحُسَيْنِ كَتَبَ كُلَّ مَايَجْرِيْ عَلَيْهِ مِنْ اُمَّةِ جَدِّهٖ پس جب وہ قلم لکھتے لکھتے امام حسین علیہ السلام کے حالات اور تذکرہ تک پہنچا کہ اُمت محمدؐ امام علیہ السلام کے ساتھ کیا کیا سلوک کرے گی۔ تو یہاں پر آ کر قلم رُک گیا اور عرض کی پروردگار اتنا ظلم تو تیری مخلوقات میں سے کسی بشر پر نہیں ہوگا' اس بات کا مجھے بیحد دکھ ہوا ہے بس اتنی سی درخواست ہے کہ جس طرح امام حسینؑ کے جانثار ساتھی اپنے اپنے سر بارگاہ الٰہی میں قربان کریں گے اسی طرح میرا سر بھی غم حسینؑ میں قطع فرما۔

فَقَضَى اللّٰهُ حَاجَتَهٗ فَقُطِعَ رَاْسُهٗ قلم کی دعا قبول ہوئی اور اس کا سر بھی کٹ گیا اور یہ قاعدہ ہے کہ جس وقت جس چیز کا سر کاٹ لیا جائے تو وہ ناقص ہو جاتی ہے لیکن جب قلم کا سر کاٹا جاتا ہے تو وہ رواں دواں ہو جاتا ہے اور خوب لکھتا ہے عَنْ سَيِّدِ الْبَشَرِ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ ذَكَرَ الْحُسَيْنَ فَخَرَجَ مِنْ عَيْنَيْهِ دَمْعٌ وَلَوْ كَانَتْ بِقَدْرِ جَنَاحِ الذُّبَابَةِ كَانَ ثَوَابُهٗ عَلَى اللّٰهِ جناب رسولؐ خدا کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص میرے فرزند حسینؑ کے مصائب کو یاد کرے اور اس کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑیں اگرچہ مگس کے پر کے برابر ہو تو اس کا ثواب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے

اور اللہ تعالیٰ اس کو ضرور ہی بہشت میں داخل کرے گا اَمَا عَلِمْتُمْ اَنَّکُمْ تُوَافِقُوْنَ مَلاَئِکَةَ فِیْ ثَوَابِہِمْ اے اہل عزا! کیا تم نہیں جانتے کہ تم ثواب میں فرشتوں کے ساتھ موافقت کرتے ہو اور پیغمبر خدا نے تمھیں اپنے فرزند حسینؑ پر رونے کی وصیت کی ہے۔ جناب شافعی نے شرح دحیر میں نقل کیا ہے۔ اَنَّ ھٰذِہِ الْحُمْرَةُ الَّتِیْ تَریٰ فِی السَّمَاءِ ظَھَرَتْ یَوْمَ قَتْلِ الْحُسَیْنِ یہ سرخی شفق جو آسمان پر نظر آتی ہے جب سے امام حسینؑ شہید ہوئے ہیں، تب سے دکھائی دیتی ہے اور اس سے پہلے اس کا کوئی نام ونشان نہ تھا مَارُفِعَ حَجَرٌ یَوْمَ قَتْلِ الْحُسَیْنِ اِلاَّ وُجِدَ تَحْتَہ، دَمٌ عَبِیْطٌ کہ امام علیہ السلام کی شہادت کا دن عجیب وغریب دن تھا کہ جہاں سے پتھر اٹھاتے تھے تو اس کے نیچے تازہ خون جوش مارتا ہوا نکل پڑتا تھا اور آسمان سے خون برستا تھا رُوِیَ اَنَّہ، لَمَّا اَخْبَرَالنَّبِیُّ بِنْتَہ، فَاطِمَةَ الزَّھْرآءِ بِقَتْلِ وَلَدِھَا الْحُسَیْنِ وَمَا یَجْرِیْ عَلَیْہِ مِنَ الْمِحَنِ ۔روایت ہے کہ جب جناب رسول خداؐ نے اپنی صاحبزادی جناب فاطمۃ الزہراءؑ کو اپنے پیارے نواسے حسینؑ کی شہادت کی خبر دی بَکَتْ فَاطِمَةُ بُکَاءً شَدِیْدًا جب جناب سیدہؑ نے سنا کہ ان کا پیارا فرزند حسینؑ تین دنوں تک بھوکا پیاسا رہے گا اور ان کو ذبح کر دیا جائے گا اور ان کا لاشہ بے گور و کفن پڑا رہے گا۔ تو آپ بہت زیادہ روئیں وَقَالَتْ یَا اَبَتَاہُ مَتٰی یَکُوْنُ ذٰلِکَ اور عرض کی بابا جان یہ مصیبت میرے حسینؑ پر کب وارد ہوگی؟

قَالَ رَسُوْلُ للّٰہِ فِیْ زَمَانٍ خَالٍ مِنِّیْ وَمِنْکِ وَمِنْ عَلِیٍّ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ بیٹی کہ جب یہ واقعہ پیش آئے گا تو اس وقت نہ میں ہوں اور نہ تو ہوگی، نہ تو علیؑ ہوں گے یہ سن کر جناب سیدہؑ پہلے سے زیادہ روئیں اور بہت زیادہ بے چین ہوئیں۔

ثُمَّ قَالَتْ یَا اَبَتِ فَمَنْ یَبْکِیْ عَلٰی وَلَدِیْ وَمَنْ یَلْتَزِمُ بِاِقَامَةِ الْعَزَاءِ پھر عرض کی بابا جان! جب ایسی بے کسی اور مظلومیت کے ساتھ میرا بیٹا شہید ہوگا تو اس پر کون روئے گا اور کون اس کی مجلس عزا برپا کرے گا اور اس کے غم اور یاد میں صف ماتم کون بچھائے گا۔ فَقَالَ النَّبِیُّ یَافَاطِمَةُ اِنَّ نِسَآءَ اُمَّتِیْ یَبْکِیْنَ عَلٰی نِسَاءِ اَهْلِبَیْتِیْ وَرِجَالُهُنَّ یَبْکُوْنَ عَلٰی رِجَالِ اَهْلِبَیْتِیْ آنحضرتؐ نے فرمایا اے فاطمہؑ! میری امت کی عورتیں اہلبیت کی خواتین اور میری امت کے مرد ہمارے مردوں کے مصائب پر روئیں گے۔ وَیُجَدِّدُوْنَ الْعَزَآءَ جِیْلاً بَعْدَ جِیْلٍ فِیْ کُلِّ سَنَةٍ.

ایک قوم کے بعد دوسری قوم تیرے بیٹے حسینؑ کی یاد میں مجالس عزا برپا کرے گی اور یہ سلسلہ ہمیشہ چلتا رہے گا۔

فَاِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَةِ تَشْفَعِیْنَ اَنْتِ فِی النِّسَاءِ وَاَنَا اَشْفَعُ فِی الرِّجَالِ جب قیامت کا دن ہوگا تو اے فاطمہؑ تو عورتوں کی شفاعت کرنا اور میں مردوں کی شفاعت کروں گا اور جو میرے حسینؑ کی مصیبت سن کر روئے گا۔

اَخَذْنَاهُ بِیَدِهٖ وَاَدْخَلْنَاهُ الْجَنَّةَ تو ہم سب اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل ہوں گے۔

یَا فَاطِمَةُ کُلُّ عَیْنٍ بَاکِیَةٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِلاَّ عَیْنٌ بَکَتْ عَلَی الْحُسَیْنِ اے فاطمہؑ! سب آنکھیں قیامت کے دن روئیں گی مگر وہ آنکھ جو حسینؑ کی مصیبت پر روئی ہوگی۔

فَاِنَّهَا ضَاحِکَةٌ مُسْتَبْشِرَةٌ بِنَعِیْمِ الْجَنَّةِ وہ آنکھ جنت کی بشارت سے مالا مال اور خوشحال ہوگی۔ وَرُوِیَ اَنَّهٗ خَرَجَ النَّبِیُّ اِلٰی صَلٰوةٍ وَالْحُسَیْنُ مُتَعَلِّقٌ بِهٖ روایت ہے کہ ایک روز جناب رسول خداؐ نماز پڑھنے مسجد میں تشریف لائے اور آپ

نے امام حسینؑ کو اٹھایا ہوا تھا فَوَضَعَه' النَّبِیُّ مُقَابِلَ جَنْبِهٖ وَصَلّٰی آنحضرتؐ نے امام حسینؑ کو پہلو میں بٹھا لیا اور نماز میں مشغول ہو گئے۔ فَلَمَّا سَجَدَ طَالَ السُّجُوْدُ فَرَفَعْتُ رَاسِیْ مِنَ الْقَوْمِ جب آپ سجدے میں گئے تو سجدے کو بہت طول دیا۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے سر اٹھایا کہ دیکھوں اس دیر کی وجہ کیا ہے فَاِذَا الْحُسَیْنُ عَلٰی کَتْفِ رَسُوْلِ اللّٰهِ کیا دیکھتا ہوں کہ جناب امام حسینؑ اپنے نانا جان کی پشت مبارک پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ جب حضرتؐ نماز سے فارغ ہوئے تو اصحاب نے عرض کی یا حضرت! آپ نے آج سجدے کو معمول سے زیادہ طول دیا ہے اس کی وجہ کیا ہے' پہلے تو آپ نے ایسا کبھی نہیں کیا تھا۔

کَاَنَّمَا یُوْحٰی اِلَیْکَ یا حضرت ہمیں تو یہ گمان ہوا کہ آپؐ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ فَقَالَ لَمْ یُوْحٰی اِلَیَّ وَلٰکِنَّ ابْنِیْ کَانَ عَلٰی کَتْفِیْ فَکَرِهْتُ اَنْ اُعَجِّلَه' حَتّٰی نَزَلَ.

آنحضرتؐ نے فرمایا! وحی نازل نہیں ہوئی تھی لیکن میرا حسینؑ میری پشت پر سوار تھا مجھے اچھا نہیں لگا کہ میں سجدے سے سر اٹھاؤں اور اپنے حسینؑ کو ناراض کروں اس لیے میں نے سجدہ سے سر نہ اٹھایا' یہاں تک کہ حسینؑ میری پشت سے خود نہیں اترے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا نَزَلَ جِبْرَئِیْلُؑ عَلَیَّ وَقَالَ یَا مُحَمَّدُ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ) لَا تَرْفَعْ رَاْسَکَ مَادَامَ ابْنُکَ عَلٰی رَقْبَتِکَ.

جبرائیلؑ نازل ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہؐ! پروردگار عالم نے سلام و درود کے بعد فرمایا ہے: حسینؑ آپ کو بہت عزیز ہے لیکن ہم آپ سے زیادہ اس کو

دوست رکھتے ہیں ہماری مرضی یہ ہے جب تک حسینؑ آپ کی پشت اقدس پر سوار ہے آپ نے سجدے ہی میں رہنا ہے۔

حسینؑ میرا خوش رہے یہی تیری نماز ہے۔

لیکن مقام افسوس ہے ایک دن تو یہ تھا کہ حسینؑ کی اس قدر زیادہ ناز برداریاں کی جا رہی تھیں' ایک دن ایسا بھی آیا کہ وہی حسینؑ تین دن کا بھوکا پیاسا ایک ایک کی لاش پر روتا تھا اور انسانیت کے انبوہ کثیر میں سوائے چند ساتھیوں 'عزیزوں کے کوئی بھی حسینؑ کا ساتھ دینے والا نہیں تھا' کینہ پرور دشمنوں اور کمینہ صفت یزیدیوں کے دل میں ذرا بھر رحم نہیں تھا بلکہ خونخوار درندوں کی مانند وہ کائنات کے نیک ترین اور شریف ترین کے درپے آزار تھے ان سے جیسے بھی ہو سکا اور جتنی حد تک ہو سکا انھوں نے ظلم کیا' یہاں تک کہ بربریت کی انتہا کر دی۔ مؤرخین نے لکھا ہے کہ امام حسینؑ کے تمام جانثار ساتھی شہید ہو چکے اس کے بعد عزیزوں کی باری آئی' سب سے پہلے حضرت امام حسنؑ کا لخت جگر شہزادہ قاسمؑ غریب کربلا سے میدان جنگ میں جانے کے لیے اجازت لینے آیا۔

وَهُوَ غُلاَمٌ صَغِيرٌ لَمْ يَبْلُغِ الْحُلُمَ راوی کہتا ہے کہ فرزند حسنؑ کمسن تھا ابھی اس شہزادے نے بچپن کی حدود سے باہر قدم نہ رکھا تھا' فرزند زہراؑ کے لیے کتنا کٹھن اور روح فرسا مرحلہ تھا ان سے چھوٹے چھوٹے بچے مرنے کے لیے اجازت مانگ رہے تھے۔

فَلَمَّا نَظَرَ الْحُسَيْنُ قَدْ بَرَزَ اِعْتَنَقَهُ وَجَعَلاَ يَبْكِيَانِ جب امام علیہ السلام نے دیکھا اُن کا پیارا بھتیجا میدان جنگ کی طرف جانے کے لیے تیار ہو کر آیا ہے تو امام عالی مقام نے آگے بڑھ کر اپنے بھتیجے کو گلے سے لگا لیا سر اور منہ پر

بوسے دیے اور بے ساختہ رونے لگے' قاسمؑ بھی چچا کے سینہ سے لگ کر دھاڑیں مار کر روئے حَتّٰی غُشِیَ عَلَیۡهِما چچا بھتیجا اتنا روئے کہ ادھر حضرت امام حسینؑ غش کھا کرگر پڑے اور ادھر شہزادہ قاسمؑ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

ثُمَّ اسۡتَاذَنَ الۡحُسَیۡنَ فِی الۡمُبَارَزَۃِ جب ہوش میں آئے تو پھر قاسمؑ نے عرض کی چچا جان میری جان قربان ہو جائے مجھ سے آپ کی مصیبت دیکھی نہیں جاتی میں آپ کی خدمت اقدس میں اس لیے آیا ہوں کہ آپ مجھے اذن جہاد دیجئے۔ میری سب سے پہلی اور بڑی خواہش یہ ہے کہ میں آپ کے عزیزوں میں سے سب سے پہلے اپنی ننھی سی جان آپ کے قدموں پہ نثار کروں فَاَبَی الۡحُسَیۡنُ اَنۡ یَاذَنَ لَه' امام علیہ السلام نے فرمایا قاسمؑ بیٹا! میں تجھے کیونکر موت کی اجازت دوں' تو تو میرے بھائی کی نشانی ہے۔ جب قاسمؑ نے دیکھا کہ امام علیہ السلام اسے میدان جنگ کی طرف جانے کی اجازت نہیں دیتے تو بیساختہ دوڑ کر چچا کے قدموں میں گر پڑے۔ فَلَمۡ یَزَلِ الۡغُلَامُ یُقَبِّلُ یَدَیۡهِ وَرِجۡلَیۡهِ حَتّٰی اَذِنَ لَه' شہزادہ قاسمؑ اپنے چچا کے ہاتھوں اور پاؤں کو چومتے تھے اور ہاتھ جوڑ جوڑ کر مرنے کی اجازت مانگتے تھے یہاں تک کہ امام علیہ السلام نے دل پر پتھر رکھ کر فرمایا اچھا قاسمؑ زیادہ اصرار کرتے ہو تو پھر جاؤ میں تمھیں رب کے حوالے کرتا ہوں۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت قاسمؑ میدان کی طرف روانہ ہونے لگے تو اپنے مظلوم چچا کی بیکسی کو دیکھ کر بہت زیادہ روئے اور آپ کے چہرہ پر مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔ شہزادہ قاسمؑ لشکر اعداء کے سامنے آئے اور بہ رجز یہ اشعار کہے۔

اِنۡ تُنۡکِرُوۡنِیۡ فَاَنَابۡنُ الۡحَسَنِ
سِبۡطُ النَّبِیِّ الۡمُصۡطَفٰی الۡمُؤۡتَمَنِ

ظالمو! اگر تم منکر ہو تو جان لو کہ میں امام حسن مجتبیٰؑ کا بیٹا ہوں اور وہ جناب رسول خدا' حبیب کبریا کے نواسے تھے۔

هٰذَا حُسَيْنٌ كَا لاَ سِيْرِ الْمُرْتَهَنِ

بَيْنَ اُنَاسٍ لَاسقُوْا صَوْبَ الْمُزَنِ

یہ میرے چچا امام حسینؑ دشت غربت میں قیدیوں کی مانند تم ظالموں کے درمیان گھرے ہوئے ہیں یاد رکھو تم رحمت الٰہی سے ہرگز سیراب نہ ہوسکو گے وَكَانَ وجْهُهٗ كَفَلَقَةِ الْقَمَرِ اور شہزادہ قاسمؑ کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی مانند دمک رہا تھا فَقَاتَلَ قِتَالاً شَدِيْدًا حَتّٰى قَتَلَ عَلٰى صِغْرِهٖ خَمْسَةَ وَثَلٰثِيْنَ رَجُلاً جناب شہزادہ قاسمؑ نے خوب جنگ لڑی یہاں تک کہ آپؑ نے پینتیس یزیدیوں کو واصل جہنم کیا۔

حمید بن مسلم کہتا ہے فَكُنْتُ اَنْظُرُ اِلٰى هٰذَا الْغُلاَمِ میں اس شہزادے کو حیرانگی کے ساتھ دیکھ رہا تھا اور وہ دشمن پر حملہ آور ہو کر آگے بڑھ رہا تھا یہ دیکھ کر عمر بن سعد ازدی بولا وَاللّٰهِ لَا شُدَّنَّ عَلَيْهِ خدا کی قسم میں اس بچے کو قتل کر دیتا ہوں فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَمَا تُرِيْدُ بِذٰلِكَ میں نے اس سے کہا کہ تجھے اس بچے کے قتل سے کیا ملے گا؟ وَاللّٰهِ لَوْضَرَبَنِیْ مَا بَسَطْتُ اِلَيْهِ يَدَیَّ قسم ہے خدا کی اگر قاسمؑ تلوار بھی مارے تب بھی میں اپنا ہاتھ اس کے مارنے کو دراز نہیں کروں گا۔ یہ سن کر وہ لعین بولا وَاللّٰهِ لَا فَعَلَنَّ فَشَدَّ عَلَيْهِ میں اسے قتل کر کے ہی دم لوں گا یہ کہہ کر وہ شقی حسنؑ کے یتیم پر حملہ آور ہوا فَمَا وَلّٰى حَتّٰى ضَرَبَ رَاسَهٗ بِالسَّيْفِ اس ظالم نے جاتے ہی جناب قاسمؑ کے سر اقدس پر ایسی ضرب لگائی کہ شہزادے کا سر دو ٹکڑے ہو گیا فَوَقَعَ الْغُلاَمُ بِوَجْهِهٖ وَنَادٰى يَاعَمَّاهُ اَدْرِكْنِیْ حضرت قاسمؑ گھوڑے

سے گرے اور پکار کر کہا چچا جان قاسمؑ کی خبر لو۔

فَجَاءَ الْحُسَيْنُ كَالصَّقرِ الْمُنقَضِ فَتخلّٰى الصُّفُوفَ امام علیہ السلام اپنے بھتیجے کی آواز سن کر بے تابانہ دوڑے اور صفوں کو چیر کر عقاب کی مانند پہنچے۔

وَشَدَّ شِدَّةَ اللَّيثِ الْحَرْبِ اور غضبناک شیر کی طرح ان ظالموں پر حملہ کیا اور قاسمؑ کے قاتل کو ایسی تلوار ماری کہ اس شقی کا ہاتھ کٹ گیا فَصَاحَ وَحَمَلَتْ خَيْلُ اَهْلِ الْكُوفَةِ لِيَسْتَنقِذُوْا عُمَرَ مِنَ الْحُسَيْنِ اس ظالم نے اپنی فوج کو آواز دی کہ مجھے حسینؑ سے چھڑاؤ' یہ سن کر سب اہل کوفہ جمع ہو گئے کہ عمرو کو حضرتؑ کے ہاتھ سے چھڑوا لیں لیکن حضرت نے اس شقی کو نہ چھوڑا اور موقع پر ہی اسے قتل کر دیا۔

وَجَرحَهُ الْخَيْلُ بِحَوَافِرِهَا وَوَطِئَتْهُ ادھر ظالموں نے جناب قاسمؑ کے جسم شریف پر گھوڑے دوڑا دیے گھوڑوں کی ٹاپوں سے شہزادہ کا جسم نازنین پامال اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

فَانجَلَتِ الْغَبرَةُ فَاِذَا بِالْحُسَيْنِ قَائِمٌ عَلٰى رَاسِ الْغُلاَمِ جب گرد بیٹھی تو امام علیہ السلام شہزادہ قاسمؑ کی لاش پر پہنچے تو فرزند زہراؑ نے اپنے یتیم بھتیجے کی پامال شدہ لاش کو دیکھا اور ٹھنڈی سانس لی۔ هُوَ يَنحَصُ بِرِجْلَيهِ التُّرَابَ اور قاسمؑ زمین پر پڑے ایڑیاں رگڑ رہے تھے حَتّٰى مَاتَ الْغُلاَمُ یہاں تک کہ یتیم حسنؑ راہی جنت ہوا جناب امام حسینؑ رو رو کر فرماتے تھے يَعِزُّ وَاللّٰهِ عَلٰى عَمِّكَ اَنْ تَدْعُوْهُ فَلاَ يُجِيْبُكَ اے قاسمؑ! تمہارے چچا کے لیے دکھ اور پریشانی کی بات ہے کہ تم پکارو اور میں تمھیں اس حال میں دیکھوں اور تمہاری مدد نہ کر سکوں بُعْدًا لِقَوْمٍ قَتَلُوْكَ خدا انھیں اپنی رحمت سے دور کرے اور ان پر لعنت کرے کہ جنھوں نے تجھے شہید کیا

اور تمہارے حال پر ذرا پر رحم نہ کیا۔

راوی کہتا ہے ثُمَّ احْتَمَلَهٗ فَكَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی رِجْلَیِ الْغُلاَ مِ تَخُطَّانِ الْاَرْضَ وَقَدْ وَضَعَ صَدْرَہٗ عَلٰی صَدْرِہٖ پھر امام علیہ السلام نے قاسمؑ کی لاش کو اٹھایا تو میں دیکھ رہا تھا کہ قاسمؑ کی پاؤں کو زمین چوم رہی تھی اور حضرت نے شہزادہ کو اپنے سینہ اقدس سے لگایا ہوا تھا اور آپؑ زار و قطار رو رہے تھے۔

یہاں تک کہ امام علیہ السلام نے قاسمؑ کے لاشہ کو وہاں پر سلا دیا جہاں دوسرے شہداء کے لاشے پڑے تھے' امام علیہ السلام دست دعا بلند کر کے ان ظالموں' قاتلوں اور یزیدیوں پر نفریں کر رہے تھے اور فرماتے جاتے تھے صَبْرًا یَا بَنِیْ عُمُوْمِیْ صَبْرا اے میرے عزیزوں! صبر کرو یَا اَهْلَبَیْتِیْ لَا رَأَیْتُمْ هَوْنًا بَعْدَا الْیَوْمِ اَبَدًا اے میرے اہلبیتؑ جو تکلیفیں آپ آج کے دن دیکھو گے ایک راوی کہتا ہے ثُمَّ بَكٰی بُكَاءً شَدِیْدًا حَتّٰی خَرَجْنَ النِّسَاءُ مِنْ مَضَانِهِنَّ پھر امام علیہ السلام اپنے یتیم بھتیجے کی یہ حالت دیکھ کر آہ سرد کھینچ کر بہت زیادہ روئے اور اس شدت سے گریہ فرمایا کہ اہلبیت اطہارؑ بے چین ہو کر خیمہ سے نکل پڑے۔

فَرَاَیْتُ مِنْهُنَّ جَارِیَةً حَاسِرَةَ الرَّاسِ نَاشِرَةَ الشَّعْرِ تَبْكِیْ وَتَقُوْلُ پس میں نے ایک معصوم سی بچی کو دیکھا کہ جس کے پاؤں میں جوتا نہ تھا اور سر کے بال کھلے ہوئے تھے اور دردناک بین کر کے کہتی تھی یَابْنَ اُمِّیْ قَتَلَ اللّٰهُ مَنْ قَتَلُوْكَ اے میرے بھائی اے میرے ماں جائے! خدا قتل کرے اس کو جس نے تجھے مار ڈالا ہے اور مجھ یتیم سے میرا بھیا جدا کر دیا فَجَاءَ تْ وَانْكَبَّتْ عَلَیْهِ وہ بچی قاسمؑ کی لاش پر منہ کے بل گر پڑی اور اپنے بھیا کے لاشے سے لپٹ گئی اور مسلسل روئے جا رہی تھی اور تڑپتی جا رہی تھی۔ میں نے پوچھا یہ بچی کون ہے فَقَالُوْا هٰذِهٖ اُخْتُ الْقَاسِمِ لوگوں

نے کہا کہ یہ قاسمؑ کی بہن ہے۔ اس کے بعد امام علیہ السلام تمام بیبیوں کو سمجھا کر خیمہ میں لے گئے لیکن وہ بچی اپنے بھائی کی لاش سے جدا نہ ہوتی تھی یہ دردناک منظر دیکھ کر امام علیہ السلام نے اونچی اور بلند آواز سے گریہ فرمایا اور بڑے پیار سے اس یتیم بچی کو دلاسا دیا اور بڑی مشکل سے قاسمؑ کی ننھی سی بہن کو اٹھا کر خیمہ میں لے گئے۔ مگر افسوس صد افسوس جب حضرت زینبؑ اور سکینہؑ امام علیہ السلام کی لاش مبارک سے لپٹ کر روتی تھیں ان کو تو کوئی دلاسے نہ دیتا تھا بلکہ ان بیبیوں کو تازیانے مار مار کر لاش امامؑ سے جدا کیا گیا اور بڑے ظلم وستم ڈھا کر اونٹوں پر سوار کیا ان بیبیوں کو جی بھر کر رونے بھی نہ دیا گیا آہ...... کس قدر مظلوم و مجبور اور بیکس تھی یہ سیدانیاں۔

روایت نمبر
14
امام حسینؑ پر رونے کا ثواب' عبداللہ بن بکر کی وہ روایت جس میں امام مظلومؑ پر رونے کی تاکید کی گئی ہے' ایک دیندار شخص کا ایمان افروز واقعہ' کربلا والوں کی پیاس کا ذکر' شب عاشور کے کچھ واقعات اور حضرت شہزادہ قاسمؑ کے بارے میں مزید کچھ روایات۔
مولانا عابد عسکری

جناب علامہ ابو الحسن شیرازی نے لکھا ہے کہ ایک پاسبان شخص میرا ہمسایہ تھا جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے مجھے بلایا میں نے اسے اس کے عقائد کی یاد دہانی کرائی اس کے بعد وہ انتقال کر گیا اور اس کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہو کر میں گھر آیا اور رات کو میں نے عالم خواب میں اسے دیکھا اور اس کی خیر و خیریت دریافت کی۔ وہ بولا جب مجھے دفن کیا گیا تو دو فرشتے ایک گرز لے کر میرے پاس آئے اور چاہا کہ مجھے عذاب دیں ان کی خوفناک اور ہیبت ناک کیفیت کو دیکھ کر مجھ پر شدید خوف و ہراس طاری ہوا میں نے سوچا کہ اب مجھے ان سے کون بچائے گا ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ ناگاہ حضرت امام حسین علیہ السلام میری قبر میں تشریف لائے اور فرمانے لگے چھوڑ دو اسے خدا نے اس گناہگار کو مجھے بخشا ہے فرشتوں نے عرض کی یابن رسول اللہؐ! یہ تو بہت گناہگار شخص ہے اس کی نجات کی وجہ کیا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا اے فرشتو! ایک دن یہ میری مجلس عزا میں بیٹھا تھا اور ایک مومن اس کے پاس کھڑا تھا جب ذاکر نے میرا مصائب بیان کیا تو اس مومن کا ایک آنسو اس کے سر پر گرا اس آنسو کی برکت سے خدا نے اسے بھی بخش دیا ہے' پس وہ فرشتے واپس چلے گئے اس وقت سے میں بالکل آرام سے ہوں۔

مومنین کرام! امام حسین علیہ السلام ایک لحہ کے لیے بھی اپنے ماننے والوں کو بھولتے نہیں ہیں۔

چنانچہ کتاب کامل الزیارات میں عبداللہ بن بکر سے روایت کی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا لَوْنُبِشَ قَبْرُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ هَلْ كَانَ يُصَابُ فِيْ قَبْرِهٖ شَيءٌ کہ اگر ہم امام حسینؑ کی قبر مبارک کو کھولیں تو حضرت کا جسد مبارک موجود ہو گا حضرتؑ نے فرمایا کیا اچھا سوال ہے تمہارا' اے فرزند بکر' پس

میری بات غور سے سنو اِنَّ الْحُسَیْنَ مَعَ اَبِیْهِ وَ اَخِیْهِ فِیْ مَنْزِلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ امام حسینؑ اپنے والد گرامی اور برادر بزرگوار کے ہمراہ منزل رسول خداؐ میں تشریف رکھتے ہیں اور آپؑ اپنے پروردگار سے یوں دعا کرتے ہیں۔ یَا رَبِّ اَنْجِزْلِیْ مَا وَعَدْتَنِیْ پروردگارا تو نے مجھ سے جو وعدہ فرمایا ہے وہ پورا کر۔ امام علیہ السلام اپنے زواروں کو دیکھتے ہیں اور آپ ان کے اور ان کے والدین کے ناموں کو بھی جانتے ہیں وَاِنَّهٗ لَیَنْظُرُ اِلٰی مَنْ یَبْکِیْهِ فَیَسْتَغْفِرُ لَهٗ وَیَسْاَلُ اَبَاهُ الْاِسْتِغْفَارَ لَهٗ اور آپ اپنے عزاداروں کو دیکھتے ہیں اور جسے اپنی عزاداروں میں مشغول پاتے ہیں اس کے لیے طلب مغفرت کرتے ہیں اور اپنے نانا جان' والد گرامی سے التماس کرتے ہیں کہ وہ عزادوں کے حق میں دعائے خیر کریں۔ لَوْ عَلِمْتَ مَا اَعَدَّ اللّٰهُ لَکَ لَفَرِحْتَ اَکْثَرَ مِمَّا حَزِنْتَ اگر تجھے معلوم ہو جائے کہ خدا نے تیرے لیے کس قدر عزاداری کا ثواب مقرر فرمایا ہے تو تو بہت زیادہ خوش ہو پس خوش حال ہیں وہ لوگ کہ جن کی شفاعت اہلبیت اطہارؑ کریں۔ کتنا عظیم ہے وہ شخص کہ جن کے حق میں امام حسینؑ دعا کریں' چنانچہ جتنا زیادہ سے زیادہ اہلبیت اطہارؑ کی مصیبت پر گریہ کریں ان کی مجالس و محافل کو زندہ کریں۔ عزاداری کا سلسلہ ہمیشہ کے لیے قائم و دائم رہنا چاہیے۔

روایت میں ہے' ایک مومن نے دوسرے مرحوم مومن کو خواب میں دیکھا کہ جب لوگ اس کی تدفین سے فارغ ہوئے تو دو خوفناک شکل کے فرشتے اس کی قبر میں آئے اور اس کے عقائد کے بارے میں سوال کرنے لگے اور بولے وَمَنْ رَبُّکَ بتا تیرا رب کون ہے؟ تو وہ مومن ان کے خوف کی وجہ سے اپنی زبان کو حرکت میں نہ لا سکا اور چپ رہا ناگاہ ایک نورانی ہستی اپنے غلام کے پاس کرسی پر

تشریف فرما ہوئی اور فرمایا اے شخص! تو گھبراتا کیوں ہے۔ فَقُلْ فِیْ جَوَابِھِمَا اَللّٰہُ جَلَّ جَلَالُہ' رَبِّیْ ان کے جواب میں کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ میرا رب ہے۔ اپنے ماننے والے کی قبر میں تشریف لانے والے حضرت علی مرتضیٰؑ تھے۔ پھر فرشتوں نے پوچھا مَنْ نَبِیُّکَ کہ تیرا نبی کون ہے؟ قَالَ قُلْ مُحَمَّدٌ نَبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ان سے کہہ دو کہ حضرت محمد مصطفیؐ میرے نبی ہیں وَقَالَا وَمِنْ اِمَامُکَ پھر ان دونوں فرشتوں نے پوچھا کہ تیرا امام کون ہے؟ قَالَ قُلْ عَلِیُّ ابْنَ اَبِیْطَالِبِ اِمَامِیْ حضرت نے فرمایا کہ ان سے کہہ دو کہ علی ابن ابیطالبؑ میرے امام ہیں' جب دوسرے امام کے بارے میں ان فرشتوں نے سوال کیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ حسنؑ بن علیؑ میرے امام ہیں' جب تیسرے امام کے متعلق پوچھا گیا فَخَنَقَتْہُ الْعَبْرَۃُ وَقُلْ فِیْ جَوَابِھِمَا وَالْحُسَیْنُ الشَّھِیْدُ بِکَرْبَلَا اِمَامِیْ جیسے صدائے گریہ گلوگیر ہوتی ہے دکھ بھری آواز سے فرمایا اے شخص! ان کے جواب میں کہہ دے کہ حسین شہید کربلا میرے تیسرے امام ہیں' چنانچہ اس سچے عاشق اور عزادار نے جب نام حسینؑ سنا تو جواب دینا بھول گیا اور بیساختہ یا حسینؑ وا حسینؑ کہہ کر رونے لگا' امام علی علیہ السلام کو تاب ضبط نہ رہی اور اس قدر روئے کہ روتے روتے بے ہوش ہو گئے۔ وہ فرشتے کہنے لگے کہ اے عزادارِ حسینؑ چپ رہو۔ تمہارے رونے کی وجہ سے جناب حیدر کرارؑ بھی بے ہوش ہو گئے جب غش سے افاقہ ہوا تو فرشتوں سے فرمایا کہ اس عاشق حسینؑ سے کچھ نہ پوچھو دیکھ رہے ہو کہ یہ میرے فرزند سے کس قدر محبت رکھتا ہے۔ اب سنیئے مصائب جناب امام حسینؑ کا اور گریہ کیجئے کہ یہ رونا آنے والے تمام مرحلوں پر ہم سب کے کام آئے گا ساتویں محرم سے جناب امام حسینؑ اور آپؑ کے تمام قافلہ والوں پر پانی بند کر دیا گیا جس کی

وجہ سے خیامِ حسینؑ سے العطش العطش کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں یہاں تک کہ دسویں محرم کی رات ہوئی امام علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو جمع کیا اور فرمایا: آیا تمھیں معلوم ہے کہ میں کس مصیبت میں گرفتار ہو گیا ہوں یہ قوم میری جان کی دشمن ہے میرے قتل کے سوا یہ لوگ کچھ نہیں چاہتے۔ وَلَوْقَتَلُوْنِیْ لَمْ یَلْتَفِتُوْا اِلَیْکُمْ وَاَنْتُمْ فِیْ حَلٍّ وَسَعَۃٍ اور اگر یہ مجھے قتل کریں گے تو تمھیں کچھ نہیں کہیں گے اس لیے میں تم سب کو اجازت دیتا ہوں کہ تم جہاں جانا چاہو بخوشی چلے جاؤ وَقَالُوْا وَاللّٰہِ لَا یَکُوْنُ ھٰذَا اَبَدًا یہ سن کر سب یک زبان ہو کر بولے بخدا یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ ہم آپ کو چھوڑ کر کہیں جائیں حضرتؑ نے فرمایا اِنَّکُمْ تُقْتَلُوْنَ غَدًا کُلُّکُمْ تم سب کل قتل کر دیے جاؤ گے اور کوئی بھی زندہ نہ بچے گا۔

قَالُوْا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا بِالْقَتْلِ مَعَکَ انھوں نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و شکر ہے کہ جس نے ہمیں یہ شرف بخشا کہ ہم فرزند رسول کے ساتھ مارے جائیں۔ ثُمَّ دَعَالَھُمْ فَقَالَ لَھُمْ ارْفَعُوْا رُؤُسَکُمْ وَانْظُرُوْا جب امام علیہ السلام نے انھیں ایسا کامل الایمان پایا تو ان سب کے لیے دعا کی اور فرمایا تم سب اپنے سروں کو بلند کرو اور دیکھو جب سب نے سر اٹھایا۔ فَجَعَلُوْا یَنْظُرُوْنَ اِلٰی مَوَاضِعِھِمْ وَمَنَازِلِھِمْ فِی الْجَنَّۃِ تو سب بہشت میں اپنے اپنے مکانات دیکھنے لگے وَھُوَ یَقُوْلُ لَھُمْ ھٰذَا مَنْزِلُکَ یَا فُلَانُ امام علیہ السلام ان میں سے ہر ایک سے فرماتے تھے کہ یہ مکان تمہارا ہے اور یہ فلاں شخص کا ہے۔ فَکَانَ الرَّجُلُ یَسْتَقْبِلُ الرِّمَاحَ وَالسُّیُوْفَ بِصَدْرِہٖ وَوَجْھُہٗ اِلٰی مَنْزِلِہٖ مِنَ الْجَنَّۃِ پس حضرت کے جانثار ساتھیوں کا یہ حال تھا کہ روزِ عاشور سینہ تان کر دشمن کی فوج میں داخل ہو رہے تھے اور ان کے سینوں میں نیزے اور تلواریں لگتی تھیں چونکہ ان کے منہ جنت

کی طرف تھے اس لیے انھیں دنیا کے کسی رنج والم کی پروا نہ تھی حَتّٰی قُتِلَ اَصْحَابُہ‘ وَوَقَعَتِ النَّوبۃُ لِاَوْلَادِ اَخِیْہِ فَجَاءَ الْقَاسِمُ بْنُ الْحَسَنِ وقَالَ یَا عَمِّ الْاِجَازَۃُ لِاَمْضِیَ اِلٰی ھٰؤُلَاءِ الْکَفَرَۃِ۔

یہاں تک کہ سب اصحاب شہید ہو گئے اور اولاد امام حسنؑ کی باری آئی تو یادگار حسنؑ جناب قاسمؑ امام حسینؑ کی خدمت اقدس میں آ کر عرض کی چچا جان میدان جنگ کی طرف جانے کی اجازت چاہتا ہوں میری سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ ان کافروں سے جہاد کروں۔ فَقَالَ لَہ‘ الْحُسَیْنُ یَابْنَ اَخِیْ اَنْتَ مِنْ اَخِیْ عَلاَمَۃٌ جناب امام حسینؑ نے فرمایا بیٹا! تو میرے بھائی حسنؑ کی نشانی ہے وَاُرِیْدُ اَنْ تَبْقٰی لِاَسْلٰی بِکَ وَلَمْ یُعْطِہٖ اِجَازَۃً لِلْبِرَازِ اے قاسمؑ! میں چاہتا ہوں کہ تو باقی رہے اور تجھے دیکھ کر تسلی و تشفی حاصل کروں پس حضرتؑ نے اجازت نہ دی فَجَلَسَ مَھْمُوْمًا مَغْمُوْمًا بَاکِیَ الْعَیْنِ حَزِیْنَ الْقَلْبِ وَاَجَازَ الْحُسَیْنُ اِخْوَتَہ‘ لِلْبِرَازِ وَلَمْ یُجِزْہُ پس قاسمؑ مغموم ومخزون ہو کر ایک کنارے بیٹھ کر رونے لگے اور امام علیہ السلام قاسمؑ کے دوسرے بھائیوں کو اجازت دیتے تھے مگر قاسمؑ کو اجازت نہ دی۔

فَجَلَسَ الْقَاسِمُ مُتَاَلِّمًا وَوَضَعَ رَاسَہٗ عَلٰی رِجْلَیْہِ قاسمؑ اپنے زانو پر سر رکھ کر انتہائی اداس و پریشانی میں بیٹھے تھے وَذَکَرَ اَنَّ اَبَاہُ قَدْ کَانَ رَبَطَ لَہ‘ عَوْذَۃً فِیْ کَتِفِہِ الْاَیْمَنِ اچانک حضرت قاسمؑ کو یاد آیا کہ بابا نے میرے داہنے بازو پر ایک تعویذ باندھا۔ وَقَالَ لَہٗ اِذَا اَصَابَکَ اَلَمٌ وَھَمٌّ عَلَیْکَ بِحَلِّ الْعَوْذَۃِ وَقِرَاَتِھَا فَامْنَھَمْ مَعْنَاھَا وَاعْمَلْ لِکُلِّ مَا تَرَاہُ مَکْتُوْبًا فِیْھَا اور فرمایا تھا اے قاسمؑ! جب تمھیں کوئی غم یا پریشانی لاحق ہو تو اس تعویذ کو کھول کر پڑھنا اور اس کا معنی سمجھ کر

اس پر عمل کرنا پس حضرت قاسمؑ نے دل میں کہا کہ کتنے برس گزرے ہیں لیکن جس طرح آج مصیبت ہم پر نازل ہوئی ہے اتنی پہلے کبھی نہ ہوئی تھی پس شہزادہؑ نے تعویذ کھول کر پڑھا۔

وَاِذَا فِیْھَا یَا وَلَدِیْ یَا قَاسِمُ اُوْصِیْکَ اِنَّکَ اِذَا اَتَیْتَ مَعَ عَمِّکَ الْحُسَیْنِ فِیْ کَرْبَلاَ وَاَحَاطَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ اس میں لکھا تھا اے میرے فرزند قاسم! میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ تو جب اپنے چچا حسینؑ کے ساتھ کربلا میں آئے اور انھیں دشمن گھیر لیں فَلاَ تَتْرُکِ الْجِهَادَ لِاَعْدَاءِ اللّٰهِ وَاَعْدَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اے بیٹا تو اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے جنگ و جہاد کو ترک نہ کرنا وَلاَ تَبْخَلُ عَلَیْهِ بِرُوْحِکَ پیارے بیٹا اپنے چچا پر جان نثار کرنے میں بخل نہ کرنا وَکُلَّمَا نَهٰی عَنِ الْبَرَازِ اَعَدَّهٗ لِیَاْذَنَ لَکَ فِی الْبَرَازِ لِتَحْصِیْلِ السَّعَادَةِ الْاَبَدِیَّةِ.

اور اگر وہ تجھے جہاد کی اجازت نہ دیں تو پھر کہنا یہاں تک کہ تجھے اجازت دیں اور میرے بھائی پر خود کو قربان کر کے مجھے خوش کرنا اور سعادت ابدی حاصل کرنا۔

مومنین کرام!

خیال کیجئے کہ ان دونوں بھائیوں کو ایک دوسرے کے ساتھ کس قدر پیار تھا۔

فَقَامَ فِی السَّاعَةِ وَاَتٰی اِلَی الْحُسَیْنِ وَعَرَضَ مَاکَتَبَ اَبُوْهُ الْحَسَنُ عَلٰی عَمِّهِ الْحُسَیْنِ قاسمؑ خوشی خوشی اٹھے اور اپنے چچا کے پاس آ کر امام حسنؑ کا خط جو انھوں نے اپنے بھائی حسینؑ کے نام لکھا تھا پیش کیا فَلَمَّا قَرَأَ الْحُسَیْنُ الْعُوْذَةَ بَکٰی بُکَاءً شَدِیْدًا وَنَادٰی بِالْوَیْلِ وَالثُّبُوْرِ وَتَنَفَّسَ الصُّعَدَاءَ پس جب

حضرت نے اس تعویذ کو پڑھا بے اختیار شدت سے روئے اور واویلا کی آواز بلند کی اور درد بھری آہ کھینچی وَقَالَ یَابْنَ اَخِیْ هٰذِهِ الْوَصِیَّةُ لَکَ مِنْ اَبِیْکَ اور بولے اے قاسمؑ! اے میرے شہید بھیا کی یادگار! تمہارے بابا نے یہ وصیت تمھیں مرنے کی لکھی ہے اپنے بھائی وصیت کو کیسے ٹال سکتا ہوں خیمہ میں جا کر اپنی ماں، پھوپھیوں، بہنوں سے الوداع کر کے آؤ۔

فَانْفَجَعُوْا اَهْلُ الْبَیْتِ بِالْبُکَاءِ وَالْعَوِیْلِ وَبَکَوْا بُکَاءً شَدِیْدًا وَنَادَوْا بِالْوَیْلِ وَالثُّبُوْرِ.

جب سب اہل بیتؑ نے قاسمؑ کو میدان جنگ کی طرف جاتے ہوئے دیکھا تو واویلا واہ مصیبتاہ کا شور وغل بلند ہوا اور اہل حرم بہت زیادہ روئے قاسمؑ بھی اپنے پیاروں سے بچھڑتے وقت بہت شدت سے روئے خیمے سے نکلتے وقت یہ پر درد اشعار پڑھے۔

''افسوس زمانے نے ہم سے دھوکہ اور مکر کیا اور یہ دنیا بہت ہی بے وفا اور مکار ہے اس نے ہمیں اپنے عزیزوں اور پیاروں سے جدا کیا اور ہمارے سینوں میں آتش فراق لگا دی۔''

''ہمارے عزیز گرم ریت پر بے گور وکفن پڑے ہیں گویا وہ بے نور ہو گئے ہیں اور ان کی روشنی جاتی رہی۔''

''وہ کیا فراق ہے کہ جس سے زینبؑ۔ کلثومؑ۔ سکینہؑ اور دوسری تمام بیبیاں بہت زیادہ پریشان حال ہیں۔''

ترجمہ: اے کربلا ہم نے یہاں پر آ کر عجیب نوعیت کی تکلیفیں اور مصیبتیں دیکھی ہیں خانہ خدا کو چھوڑ کر ہم تیری طرف جلدی سے چلے آئے جیسے کوئی راستہ بھولا

ہوا ہوتا ہے۔

قَالَ فَلَمَّا رَایَ الْحُسَیْنُ اَنَّ الْقَاسِمَ یُرِیْدُ الْبَرَازَ

راوی کہتا ہے کہ جب امام عالی مقام نے دیکھا کہ قاسمؑ نے مرنے کی تیاری کر لی ہے۔ قَالَ لَهٗ یَاوَلَدِیْ تَمْشِیْ بِرِجْلِکَ اِلَی الْمَوْتِ حضرتؑ نے فرمایا اے میرے بیٹے قاسمؑ! تو اپنے پاؤں سے موت کی طرف جاتا ہے؟

قَالَ وَکَیْفَ یَا عَمِّ وَاَنْتَ بَیْنَ الْاَعْدَاءِ وَحِیْدًا فَرِیْدًا وَلَا صَدِیْقًا قاسمؑ نے عرض کی چچا جان! میں موت کی طرف کیوں نہ جاؤں کہ آپ دشمنوں میں تنہا کھڑے ہیں نہ کوئی آپ کا مددگار ہے اور نہ کوئی دوست ہے۔

رُوْحِیْ لِرُوْحِکَ الْفِدَاءُ وَنَفْسِیْ الْوَقَّا چچا جان! قاسمؑ کی روح آپ کی روح اقدس پر قربان ہو اور میری جان آپ کی جان کے لیے ڈھال ثابت ہو۔

قَالَ اِنَّ الْحُسَیْنَ شَقَّ اَدْیَاقَ الْقَاسِمِ وَقَطَعَ عِمَامَتَهٗ نِصْفَیْنِ ثُمَّ اَدلَاهَا عَلٰی وَجْهِهٖ وَصَدْرِهٖ۔

راوی کہتا ہے کہ پھر امام علیہ السلام نے رو کر قاسمؑ کے گریبان کو چاک کیا پھر قاسمؑ کے عمامہ کے دو حصے پھاڑ کر ایک سرا رخ انور پر لٹکایا اور ایک سینہ پر ثُمَّ اَلْبَسَهٗ ثِیَابَهٗ بِصُوْرَةِ الْکَفَنِ پھر امام عالی مقامؑ نے کپڑے قاسمؑ کو کفن کی طرح پہنائے وَشَدَّ سَیْفَهٗ بِوَسْطِ الْقَاسِمِؑ وَاَرْسَلَهٗ اِلَی الْمَعْرِکَةِ اور قاسمؑ کی کمر کے ساتھ تلوار باندھی اور اس کے بعد قاسمؑ کو میدان جنگ کی طرف روانہ کر دیا۔ ثُمَّ اِنَّ الْقَاسِمَ قَدِمَ عُمَرَبْنَ سَعْدٍ وَقَالَ جناب قاسمؑ میدان میں آئے اور عمر سعد سے مخاطب ہو کر فرمایا یَا عُمَرُ اَمَا تَخَافُ اللّٰهَ اَمَا تُرَاقِبُ اللّٰهَ یَااَعْمَی الْقَلْبِ اَمَا تُرَاعِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ اے عمر! کیا تو خداوند کریم سے نہیں ڈرتا اے دل کے

اندھا۔

ہمارے بارے میں تو رسول خداؐ کا خیال بھی نہیں کرتا۔ فَقَالَ عُمَرُ ابْنُ سَعْدٍ اَمَا كَفَاكُمُ التَّجَبَّرَ اَمَا تَطِيْعُوْنَ يَزِيْدَ پس عمر سعد نے کہا کیا یہ ظلم وستم تمہارے لیے کافی نہیں ہے کہ تم ہمارے امیر یزید کی بیعت کیوں نہیں کر لیتے؟ فَقَالَ اَلْقَاسِمُ لَاجَزَاكَ اللّٰهُ خَيْراً جناب قاسمؑ نے فرمایا خدا تجھے اس کلام بد کی جزائے بد دے تَدَّعِي الْاِسْلَامَ وَاٰلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ عُطَاشًا قَدِ اِسْوَدَّتِ الدُّنْيَا بِاَعْيُنِهِمْ کہ تم اسلام کا دعویٰ کرتے ہو اور رسول خداؐ کا کلمہ پڑھتے ہو اور آل رسولؐ اس قدر پیاسی ہے کہ ان کی آنکھوں کے آگے دنیا سیاہ ہے۔

ثُمَّ طَلَبَ الْبَرَازَ فَجَاءَ اِلَيْهِ رَجُلٌ يُقَاتِلُ بِاَلْفِ فَارِسٍ پھر شہزادہ قاسمؑ نے مبارزہ طلب کیا اور فرمایا کوئی یتیم حسنؑ سے لڑنے والا ہے تو سامنے آئے' پس عمر سعد کے لشکر سے ایک ایسا شقی نکلا جو ایک ہزار سوار سے لڑنے والا تھا۔ سوچنے کا مقام ہے کہ وہ ظالم اس قدر جنگجو اور تجربہ کار تھا لیکن شہزادہ قاسمؑ کہ جن کی عمر بارہ تیرہ سال کی تھی مگر فرزند شیر خدا کی شجاعت اور بہادری کا کیا کہنا کہ ایک آنِ واحد میں اسے واصل جہنم کیا اور اس سے قبل اس شقی کے چار بیٹے واصل جہنم ہو چکے تھے۔

فَضَرَبَ الْقَاسِمُ فَرَسَه' بِسَوْطٍ وَعَادَ بِقَتْلِ الْفُرْسَانِ پھر حضرت قاسمؑ نے گھوڑے کو ایڑی لگائی اور مقاتلہ کفار میں مشغول ہوئے اِلٰى اَنْ ضَعُفَتْ قُوَّتَهٗ فَهَمَّ الْقَاسِمُ اَنْ يَرْجِعَ اِلَى الْخَيْمَةِ قاسمؑ اتنا لڑے کہ ان پر ضعف طاری ہو گیا پس آپ نے خیمہ کی طرف آنے کا ارادہ کیا وَاِذَا بِالْاَزْرَقِ الشَّامِيِّ قَدْ قَطَعَ عَلَيْهِ الطَّرِيْقَ وَعَارَضَه' ناگاہ ارزق شامی سدراہ ہوا فَضَرَبَهُ الْقَاسِمُ عَلٰى اُمِّ رَاسِهٖ

فقتلہ' قاسمؑ نے اس کے سر پر ایسی تلوار ماری کہ وہ شقی بھی واصل جہنم ہوا اور قاسمؑ اپنے چچا جان حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت اقدس میں آئے وَقَالَ یَا عَمَّاهُ الْعَطَشُ اَلْعَطَشُ اَدْرِکْنِیْ بِشَرْبَةٍ مِنَ الْمَاءِ اورعرض کی چچا جان میں پیاسا ہوں میری خبر لیجئے پانی کا ایک گھونٹ مجھے پلا دیجئے۔

فَصَبَّرَهُ الْحُسَیْنُ وَاَعْطَاهُ خَاتَمَه' امام علیہ السلام نے فرمایا پیارے بیٹا! صبر کرو' اس کے بعد آپؑ نے قاسمؑ کو انگوٹھی عنایت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اس کو اپنے منہ میں رکھو اور اپنی پیاس بجھاؤ۔ حضرت قاسمؑ بیان کرتے ہیں کہ فَلَمَّا وَضَعْتُهُ فِیْ فَمِیْ کَاَنَّه' عَیْنٌ فَائِرَةٌ کہ جب میں نے اس انگوٹھی کو منہ میں رکھا تو مجھے ایسی تسکین ہوئی کہ جیسے ایک چشمہ میرے منہ میں جاری ہوا ہے چنانچہ قاسمؑ تھوڑی دیر رک کر پھر میدان جنگ کی طرف روانہ ہو گئے۔

ثُمَّ حَمَلَ عَلٰی حَامِلِ اللِّوَآءِ وَاَرَادَ قَتْلَهٗ پھر جناب قاسمؑ لشکر یزید کے اس فوجی پر حملہ آور ہوئے کہ جس نے یزیدی پرچم اٹھایا ہوا تھا آپؑ نے چاہا کہ اسے قتل کر دیں تو ایک دوسرے یزیدی سپاہی نے شہزادہ قاسمؑ کو ایسا تیر مارا کہ آپؑ زین سے زمین پر آ گرے فَضَرَبَهٗ شَیْبَةُ بْنُ سَعْدِنِ الشَّامِیُ بِالرُّمْحِ عَلٰی ظَهْرِهٖ فَاَخْرَجَهٗ مِنْ صَدْرِهٖ اس کے بعد شیبہ بن سعد شامی نے شہزادہ قاسمؑ کی پشت پر ایسا نیزہ مارا کہ جو سینے کے پار نکل گیا۔

فَجَعَلَ یَتَحَوَّ بِدَمِهٖ وَنَادٰی یَا عَمِّ اَدْرِکْنِیْ جناب قاسمؑ زمین پر لوٹنے لگے اور پکار کر کہا چچا جان! اپنے بیٹے قاسمؑ کی خبر لیجئے۔ فَجَاءَ الْحُسَیْنُ وَقَتَلَ قَاتِلَهٗ وَحَمَلَ الْقَاسِمَ اِلَی الْخَیْمَةِ فَوَضَعَهٗ فِیْهَا امام علیہ السلام انتہائی بے تابی اور بے چینی کے ساتھ جلدی سے میدان جنگ میں آئے اور قاسمؑ کے قاتل کو مار ڈالا

اور قاسمؑ کو خیمے میں اٹھا لائے اور زمین پر سلا دیا۔

فَفَتَّحَ الْقَاسِمُ عَيْنَيْهِ فَرَاىٰ الْحُسَيْنَ قَدْ احْتَضَّه، وَهُوَ يَبْكِيْ وَيَقُوْلُ جناب قاسمؑ نے آنکھیں کھولیں تو چچا کو دیکھا کہ لپٹ کر رو رہے ہیں اور فرماتے ہیں۔ يَاوَلَدِيْ لَعَنَ اللّٰهُ قَاتِلَكَ اے بیٹا! خدا تیرے قاتل پر لعنت کرے يَعُزُّ وَاللّٰهِ عَلٰى عَمِّكَ اَنْ تَدْعُوْهُ وَاَنْتَ مَقْتُوْلٌ قاسمؑ تمہارے چچا کے لیے یہ بہت دشوار ہے کہ تو پکارے اور وہ تمہاری مدد نہ کر سکے اور تو انتہائی بے دردی کے ساتھ قتل کر دیا جائے يَابُنَيَّ قَتَلُوْكَ وَلَا عَرَفُوْا مَنْ جَدُّكَ وَاَبُوْكَ اے میرے فرزند! تجھے ان کافروں نے قتل کیا اور ان ظالموں نے نہ پہچانا کہ تیرے جد بزرگوار کون ہیں اور تیرے والد بزرگوار کون تھے ثُمَّ اِنَّ الْحُسَيْنَ يَبْكِيْ بُكَاءً شَدِيْدًا پھر حضرت بہت شدت سے روئے اور کافی دیر تک روتے رہے۔ امام علیہ السلام کی حالت کو دیکھ کر تمام پردہ دار بیبیوں اور تمام بچوں نے ماتم کرنا شروع کر دیا یہ سب اپنے سینے اور چہرے پر طمانچے مارتے اور چھوٹے بچوں نے اپنے گریباں چاک چاک کر کے واویلا شروع کیا یوں لگ رہا تھا کہ جیسے قیامت صغریٰ برپا ہو گئی ہے۔

روایت نمبر

15

اہل مجلس جب روتے ہیں، فضائل امام حسینؑ، مختصری فوج کو آمادۂ جہاد کرنا، حضرت عباس علمبردارؑ کا بھائیوں سمیت جامِ شہادت نوش کرنا۔

مولانا عابد عسکری

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ بَكٰى عَلٰى مُصَابِ الْحُسَيْنِ اَوْتَذَكَّرَ اَوْجَلَسَ فِيْ مَجْلِسٍ اَوْ خَدَمَ اَهْلَ الْعَزَاءِ كَاَنَّهٗ زَارَنِيْ عَلَى الْعَرْشِ اَرْبَعِيْنَ مَرَّةً مَعَ عَلِيٍّ۔

جناب رسول خداؐ نے فرمایا: جو مومن امام حسینؑ کے مصائب کو سنے یا ذکر مصائب پڑھے یا مجلس عزا میں بیٹھے یا اہل مجلس کی خدمت کرے گویا اس نے میری عرش مصلیٰ پر علی ابن ابی طالبؑ کے ساتھ چالیس مرتبہ زیارت کی ہے۔ دوسرے لفظوں میں اسے چالیس مرتبہ کی معراج کا ثواب حاصل ہوگا' سبحان اللہ کیا مرتبہ ہے اس مجلس کا کہ فرشتے بھی یہاں پر آنے کی آرزو کرتے ہیں اور اس مجلس میں شریک ہوتے ہیں۔

وَعَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ بَكٰى اَوْ اَبْكٰى ثَلٰثِيْنَ رَجُلاً فَلَهٗ الْجَنَّةُ۔

اور جناب امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ جو مومن مصائب اہل بیتؑ یاد کر کے خود روئے یا تیس افراد کو رلائے تو اللہ تعالیٰ اس پر بہشت واجب کر دیتا ہے۔ وَمَنْ بَكٰى اَوْ اَبْكٰى عَشْرَةً فَلَهٗ الْجَنَّةُ ادر بلکہ جو روئے اور دس افراد کو رلائے اس پر بھی بہشت واجب ہے۔ وَمَنْ بَكٰى اَوْ اَبْكٰ وَاحِدًا فَلَهٗ الْجَنَّةُ اور جو روئے یا ایک آدمی کو رلائے تو خدا اس پر بھی بہشت واجب کرتا ہے وَمَنْ تَبَاكٰى فَلَهٗ الْجَنَّةُ بلکہ جسے رونا نہ آئے اور وہ رونے والوں کی شکل بنائے اس پر بھی بہشت واجب ہے فَاِنْ مَنْ لَمْ يَحْزَنْ عَلٰى مُصَابِنَا فَلَيْسَ مِنَّا جو شخص ہمارے مصائب کو سن کر غمگین نہ ہو تو وہ ہمارے ماننے والوں میں سے نہیں ہے۔

کتاب امالی میں حذیفہ یمانی سے روایت کی گئی ہے کہ جناب رسولؐ خدا حضرت امام حسینؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرماتے تھے اَيُّهَا النَّاسُ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ اَنَّهٗ لَفِیَ الْجَنَّةِ وَمُحِبِّيْهِ فِی الْجَنَّةِ وَمُحِبِّیْ وَمُحِبِّيْهِ فِی الْجَنَّةِ اے لوگو! یہ حسینؑ ابن علیؑ ہے اسے پہچانو قسم ہے مجھے اس خدا کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ یہ میرا فرزند جنتیوں کا سردار ہے اور جو اسے دوست رکھے وہ بھی اہل جنت ہے بلکہ جو اس کے دوستوں کا دوست ہے وہ بھی جنتی ہے۔

وَقَالَ مَنْ اَحَبَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَذُرِّيَّتَهُمَا لَمْ يَمَسَّ جِلْدَهٗ النَّارَ اور جناب رسالت مآبؐ نے ارشاد فرمایا: جو حسنؑ و حسینؑ اور ان کی اولاد کو دوست رکھے گا تو آتش جہنم اس کے جسم کو مَس نہ کرے گی۔

بحار الانوار میں لکھا ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ کہیں تشریف لے جا رہے تھے وَاِذَاهُمْ بِصِبْيَانٍ يَلْعَبُوْنَ فِیْ ذَالِکَ الطَّرِيْقِ فَجَلَسَ النَّبِیُّ عِنْدَ صَبِیٍّ مِنْهُمْ وَجَعَلَ يُقَبِّلُهٗ وَيلاَطِفُهٗ ثُمَّ اَقْعَدَهٗ فِیْ حِجْرِهٖ ناگاہ کچھ بچے راستہ میں کھیل رہے تھے پس حضرت ان بچوں میں سے ایک بچہ کے پاس بیٹھ گئے اور بار بار اس کو پیار کرنے لگے اور اس کے سر پر دست شفقت پھیرنے لگے پھر اسے گود میں بٹھا لیا' بعض اصحاب نے عرض کی کہ یا حضرت آپ اس بچے کے ساتھ اس قدر کیوں مہربانی فرما رہے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے اس بچے کو دیکھا کہ میرے حسینؑ کے ساتھ کھیل رہا تھا وَرَاَيْتُ يَرْفَعُ التُّرَابَ مِنْ تَحْتِ قَدَمَيْهِ وَيَمْسَحُ بِهٖ وَجْهَهٗ وَعَيْنَيْهِ میں نے دیکھا کہ یہ بچہ میرے حسینؑ کے قدموں کی خاک اٹھا کر اپنے چہرے اور اپنی آنکھوں پر مل رہا تھا فَاَنَا اُحِبُّهٗ لِمَحَبَّتِهٖ بِوَلَدِیَ الْحُسَيْنِ پس میں اسے دوست رکھتا ہوں کہ یہ

میرے حسینؑ کو دوست رکھتا ہے اور روزِ قیامت میں اس کی اور اس کے والدین کی شفاعت کروں گا اور جبرئیلؑ نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ بچہ بڑا ہو کر واقعہ کربلا میں انصار حسینؑ میں سے ہو گا مورخین نے لکھا ہے وہ حبیب بن مظاہر تھے۔ آنحضرتؐ کو امام حسینؑ کے دوستوں سے کس قدر محبت تھی کہ آپ اس بچے سے صرف اس لیے پیار کر رہے ہیں کہ حسینؑ سے محبت کرتا ہے آنحضرتؐ اسی طرح اپنے حسینؑ کے چاہنے والوں، پیار کرنے والوں، ان کی عزاداری کرنے والوں سے پیار کرتے ہیں۔

روایت ہے کہ میدان کربلا میں امام عالی مقام کے تمام عزیز اور ساتھی تین دن کی بھوک پیاس اور شدید ترین گرمی میں اپنی اپنی جانیں امام مظلوم پر نچھاور کر رہے تھے، ان تمام عزیزوں اور ساتھیوں میں سے حضرت عباسؑ کی وفاداری اور قربانی کچھ عجیب نوعیت کی تھی حضرت عباسؑ اگرچہ امام حسینؑ کے بھائی تھے لیکن وہ اپنے آپ کو امام حسینؑ کے غلاموں سے بھی کمتر سمجھتے تھے۔

وَكَانَ الْعَبَّاسُ رَجُلاً وَسِيْمًا جَمِيْلاً يُقَالُ لَهٗ قَمَرُ بَنِيْ هَاشِمٍ. جناب عباسؑ بہت ہی خوبصورت نوجوان تھے ان کو بنی ہاشم کا چاند، کہا جاتا تھا وَكَاَنَّهٗ الْجَبَلُ الْعَظِيْمُ وَقَلْبُهٗ كَالطَّوْدِ الْجَسِيْمِ اور جناب عباسؑ دراز قد، انتہائی لباد و اشجاع اور طاقتور تھے، شان وشوکت میں وہ دوسرے حیدر کرارؑ تھے لِاَنَّهٗ كَانَ بَطَلاً ضِرْغَامًا وَكَانَ جَسُوْرًا عَلَى الطَّعْنِ وَالضَّرْبِ فِيْ مَيْدَانِ الْكِفَاحِ آپؑ شجاعوں میں بے نظیر اور بے مثال بہادر اور فن نیزہ بازی اور شمشیر زنی میں یکتائے زمانہ تھے۔

وَكَانَ اِذَا رَكِبَ الْفَرَسَ يَلِيْ رِجْلاَهُ اِلَى الْاَرْضِ اور جب جناب

عباسؑ اپنے گھوڑے پر سوار ہوتے تھے تو زمین آپ کے مبارک قدموں کے بوسے لیتی تھی۔ آپؑ ہر وقت اپنے آقا و مولا حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ تاریخ کی کتب میں لکھا ہے کہ جب حضرت امیر المومنین علیہ السلام عازم سفر جنت ہوئے یعنی سفر شہادت پر جانے سے پہلے سب اولاد کا ہاتھ حضرت امام حسنؑ کے ہاتھ میں دیا مگر جناب عباسؑ کو امام حسنؑ کے سپرد نہ کیا' جناب عباسؑ کی والدہ ماجدہ جناب ام البنین یہ دیکھ کر پریشان ہوئیں اور امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ آقا کیا اس کنیز سے آپؑ ناراض ہیں' کیا عباسؑ نے کچھ قصور کیا ہے کہ جو اس کے حق میں آپؑ نے کچھ نہیں فرمایا اور اس کا ہاتھ امام حسنؑ کے ہاتھ میں نہ دیا۔

فَبَکٰی اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَقَالَ یَا اُمُّ الْبَنِیْنَ لَوْ تَعْلَمِیْنَ مَا تَقُوْلِیْنَ جناب امیرؑ رونے لگے اور فرمایا اے ام البنینؑ! جو میں جانتا ہوں اگر آپ جانتیں تو یہ بات کبھی نہ کہتیں اے مادر عباسؑ! تمہارا عباسؑ تو مجھے سب فرزندوں سے زیادہ عزیز ہے لیکن میرے دل کو تاب نہیں کہ عباسؑ کی مصیبت کو بیان کروں۔ ام البنینؑ نے عرض کی مولا! کچھ تو ارشاد کیجئے کہ اس کنیز کو کچھ تسلی ہو اور عباسؑ کا ہاتھ امام حسنؑ کے ہاتھ میں دیجئے کہ اس سے مجھے دلی سکون نصیب ہوگا۔ حضرت نے جب یہ سنا تو حضرت امام حسینؑ کو اپنے پاس بلایا اور عباسؑ کا ہاتھ جناب امام حسینؑ کے ہاتھ میں دے دیا اور فرمایا اے بیٹا! یہ تیرا علمدار ہے اور تو جب کربلا میں نرغہ اعداء میں گھر جائے گا تو عباسؑ جو تجھ سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے تجھ پر اپنی جان نچھاور کرے گا' یہ سن کر سب رونے لگے۔

بلاشبہ جناب عباسؑ نے وفا اور جانثاری کی ایک مثال قائم کر دی ہے

جناب صادق آل محمدؑ فرماتے ہیں کہ جب فرزند رسولؐ نے اپنی فوج قلیل جو تیس سواروں اور چالیس پیادوں پر مشتمل تھی ایک لاکھ فوجیوں کے مقابلے میں تیار کیا۔

فَجَعَلَ زُهَيْرَبْنَ الْقَيْنِ فِي الْمَيْمَنَةِ وَحَبِيْبَ ابْنَ مُظَاهِرٍ فِي الْمَيْسَرَةِ

امام عالی مقامؑ نے زہیر بن قین کو میمنہ لشکر عنایت کیا اور حبیب ابن مظاہر کو میسرہ عطا فرمایا وَاَعْطٰی رَایَتَه' الْعَبَّاسَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ اور آپ نے اپنا پرچم اپنے بھائی جناب عباسؑ کو دیا اور سب عزیزوں کو قلب لشکر میں کھڑا کیا اور خندق میں آگ روشن کی چنانچہ وہ جمعہ کا دن تھا کوفہ و شام میں آوازِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمْ بلند تھی اور منبروں پر لوگ اپنے مسلمان ہونے کا دعویٰ کر رہے تھے' ادھر کربلا میں رسول اکرمؐ کے لخت جگر تین دن کے پیاسے پر تیروں کا مینہ برسایا جا رہا تھا اور فرزند رسولؐ ایک ایک کا لاشہ اٹھاتے اور اس پر روتے تھے۔ فَلَمَّا رَاٰیَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَلِيٍّ كَثْرَةُ الْقَتْلٰى فِيْ اَهْلِهٖ. پس جب جناب عباسؑ نے اپنے عزیزوں' ساتھیوں میں سے مقتولوں کی کثرت کو دیکھا تو آپؑ نے اولاد امیرالمومنینؑ کو جمع کیا اور ان سب کو جمع کیا اور کہا اے بھائیو! تم دیکھتے ہو کہ فرزند رسولؐ کس مصیبت میں مبتلا ہیں' تم سب پر ان کی مدد کرنا واجب ہے اور اے بھائیو! یہ نہ سمجھنا کہ ہم ان کے بھائی ہیں بلکہ وہ ہمارے آقا ہیں۔ وہ خاتونِ قیامت کے فرزند ہیں اگر ہم اس وقت اپنی اپنی جانوں کا نذرانہ پیش نہ کریں گے تو حیدر کرارؑ ہم پر خوش نہیں ہوں گے۔

ثُمَّ قَالَ لِاِخْوَتِهٖ مِنْ اُمِّهٖ پھر اپنے مادری بھائیوں سے کہا وہ تین بھائی تھے عبداللہ و جعفر' عثمان ابن علیؑ۔

يَا بَنِي اُمِّيْ تَقَدَّمُوْا حَتّٰى اَرَاكُمْ مَقْتُوْلِيْنَ مَذْبُوْحِيْنَ لِابْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ

اے میرے بھائیو! تم جانثار کرنے میں پہل کرو تاکہ میں تمھیں زمین کربلا پر خاک و خون میں غلطاں پڑا ہوا دیکھوں اگرچہ تم سب چھوٹے ہو اور میں بڑا ہوں چاہیے تو یہ تھا کہ میں تم سے پہلے شہید ہوتا اور فرزند رسولؐ پر اپنی جان نچھاور کرتا اور تمہاری موت کو نہ دیکھتا لیکن مجھے یہ خیال ہے کہ ایسا نہ ہو کہ تم میں سے میرے بعد کوئی زندہ رہ جائے' مجھے خاتون جنت سے سخت شرمندگی ہوگی اس لیے میں چاہتا ہوں پہلے تم فرزند رسول پر فدا ہوں اور پھر میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کروں۔ سبحان اللہ کیا نیک کمائی تھی ام البنینؑ کی' جناب عباسؑ کی گفتگو سن کر ان کے تینوں بھائی بولے ہم حاضر ہیں اور ہمیں خوشی ہوگی کہ جتنا بھی جلد ممکن ہو کہ اپنے آقا و مولا حضرت امام حسینؑ کے قدموں پر اپنی جان قربان کریں ہم خود جنت میں جانے کے لیے بیحد بے چین ہیں۔

تَقَدَّمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنَ عَلِيّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ عبداللہ بن علیؑ میدان جنگ میں آئے پھر جعفر بن علیؑ پھر عثمان بن علیؑ آئے یہ تینوں شجاعت کے جوہر دکھلا کر شہید ہو گئے۔ جب حضرت عباسؑ کے بھائی شہید ہو چکے۔ طَلَبَ الْعَبَّاسُ اَبْنَهُ مُحَمَّدًا اَوْضَمَّهُ اِلٰى صَدْرِهٖ وَقَبَّلَ مَابَيْنَ عَيْنَيْهِ وَقَالَ تو جناب عباسؑ نے اپنے صاحبزادے محمدؑ کو بلایا اور اسے چھاتی سے لگایا' اس کی پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا پیارے بیٹا! تو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے' میرا لخت جگر ہے' تیرا قتل ہو جانا میرے لیے بہت دشوار ہے لیکن مجھے فرزند رسول سے کوئی بھی زیادہ عزیز نہیں ہے تو نے دیکھا کہ تیرے چچا زاد بھائیوں نے کیسی جرأت وشجاعت کے ساتھ اپنی جان قربان کی ہے چنانچہ بحار الانوار میں روایت کا اتنا اشارہ موجود ہے۔ وَيُقَالُ قُتِلَ اِبْنُهٗ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَبَّاسِ روایت ہے کہ جناب عباسؑ کا صاحبزادہ محمد اس معرکہ میں شہید

ہوا قَالَ الْعَبَّاسُ یَا اَخَاهُ ضَاقَ صَدْرِیْ اس وقت جناب عباس علمبردار نے عرض کی، اے مولا! اب عباسؑ کا دل تنگ ہو گیا ہے اُرِیْدُ اَنْ اَطْلُبَ بِثَارِیْ مِنْ هٰؤُلَاءِ الْمُنَافِقِیْنَ میں چاہتا ہوں کہ ان ظالموں' منافقوں سے اپنے شہداء کا بدلہ چکاؤں فَدَمَعَتْ عَیْنُ الْحُسَیْنِ پس جناب امام حسینؑ کی آنکھوں سے آنسو بھر آئے اور دوسری روایت میں ہے فَبَکٰی الْحُسَیْنُ بُکَاءً شَدِیْدًا حَتّٰی اِبْتَلَّتْ لِحیَتُهٗ بِالدُّمُوْعِ کہ جناب عباسؑ کے عزم شہادت کو دیکھ کر امام حسینؑ اتنا روئے کہ آپ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی پھر فرمایا۔

اِذَا عَزَمْتَ اِلٰی هٰؤُلَاءِ الْکُفَّارِ فَاطْلُبْ لِهٰؤُلَاءِ الْاَطْفَالِ شَرْبَةً مِنَ الْمَاءِ اے عباسؑ! اگر تم ان کفار کی طرف جاؤ تو ان بچوں کے لیے ان سے تھوڑا سا پانی طلب کرو' ان بے رحموں سے کہو اگر تمہارے نزدیک ہم تمہارے دشمن ہیں تو ان معصوم بچوں اور پردہ داروں کا کیا قصور ہے؟ غرضیکہ جناب عباسؑ میدان جنگ کی طرف روانہ ہونے لگے تو جناب امام حسینؑ بہت بے تاب اور بے چین ہو کر کبھی در خیمہ سے آگے بڑھتے تھے اور کبھی خیمے کی طرف جاتے تھے۔ جناب عباسؑ نے عرض کی آقا آپ اس قدر بے چین کیوں ہیں؟ قَالَ اِنِّیْ ذَکَرْتُ وَصِیَّةَ اَبِیْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ حضرتؑ نے فرمایا: اے عباسؑ! میں اس لیے بے قرار ہوں کہ مجھے اپنے والد گرامی حضرت امیر المومنینؑ کی وصیت یاد آئی ہے کہ انھوں نے فرمایا تھا کہ عباسؑ تجھ سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے اور وہ تجھ پر اپنی جان نثار کرے گا اس کے بعد جناب عباسؑ میدان جنگ میں آئے وَقَالَ یَا عُمَرَ بْنَ سَعْدٍ هٰذَا الْحُسَیْنُ بْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ یَقُوْلُ لَکُمْ اَنَّکُمْ قَتَلْتُمْ اَصْحَابَهٗ وَاِخْوَانَهٗ وَ بَقِیَ مَعَ عِیَالِهٖ فَرِیْدًا اور فرمایا اے عمر سعد! میرے آقا و مولا امام حسینؑ نے تمہارے نام پیغام دیا ہے کہ تم

نے ان کے اصحاب اور بھائیوں، عزیزوں کو قتل کر دیا ہے ہو سکے تو تھوڑا سا پانی پردہ داروں کے لیے بھیج دو فَلَمَّا اَوْصَلَ الْعَبَّاسُ اِلَيْهِمُ الرِّسَالَةَ فَمِنْهُمْ مَنْ سَكَتَ وَمِنْهُمْ عَنْ جَلَسَ يَبْكِيْ جب جناب عباسؑ نے امام علیہ السلام کا ظالموں کے پاس پیغام پہنچایا تو ان میں سے خاموش رہے اور بعض رونے لگے مگر عمر اور شیث بن ربعی واقعی بدبخت نکلے۔

وَقَالاَ يَابْنَ اَبِيْ تُرَابٍ قُلْ لِاَخِيْكَ لَوْكَانَ وَجْهُ الْاَرْضِ كُلُّه‘ مَآءً مَا سقَيْنَاكُمْ قَطْرَةً اِلَّا اَنْ تَدْخُلُوْا فِيْ بَيْعَةِ يَزِيْدَ اور وہ دونوں ظالم بولے اے ابو تراب کے بیٹے! اپنے بھائی سے جا کر کہو کہ اے حسینؑ! اگر تمام روئے زمین پانی ہو جائے تو بھی ہم آپؑ کو ایک بوند پانی کی نہ دیں گے جب تک آپ بیعت یزید میں داخل نہیں ہو جاتے۔ یہ سن کر جناب عباسؑ واپس آئے اور امام علیہ السلام کی خدمت ان دونوں ظالموں کی بات دہرائی فَطَاطَاَ الْحُسَيْنُ رَاْسَه‘ وَبَكٰى حضرتؑ نے سر اقدس کو موڑ لیا اور رونے لگے' ناگاہ خیمہ اہل حرم سے صدائے العطش بلند ہوئی فَلَمَّا سَمِعَ الْعَبَّاسُ ذٰلِكَ رَمِقَ بِطَرْفِهٖ اِلَى السَّمَاءِ وَقَالَ اَللّٰهُمَّانِّيْ اُرِيْدُ اَنْ اَعْتَدَّ بِعِدَّتِيْ.

جناب عباسؑ نے جب العطش العطش کی آواز سنی تو آسمان کی طرف منہ کر کے بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ بارالہا عباسؑ چاہتا ہے کہ ان پیاسوں کی کچھ خدمت کرے اور ان کے لیے پانی لے آئے فَرَكِبَ الْفَرَسَ وَالْخَذَ رُمْحَهٗ وَالْقِرْبَةُ فِيْ كَفِّهٖ یہ کہہ کر گھوڑے پر سوار ہوئے اور نیزہ لیا اور مشک لی جب یزیدیوں نے جناب عباسؑ کو عازم فرات دیکھا اَحَاطُوْا بِهٖ مِنْ كُلِّ نَاحِيَةٍ انھوں نے سرکار وفا کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔

فَقَالَ لَھُمْ یَا قَوْمِ ھَلْ یَجُوْزُ فِیْ مَذْھَبِکُمْ اَنْ تَمْنَعُوْا الْحُسَیْنَ مِنْ شُرْبِ الْمَاءِ جناب عباسؑ نے فرمایا اے لوگو! آیا تمہارے مذہب میں یہ جائز ہے کہ رسولؐ خدا کے بیٹے اور اس کے بچوں کو پانی سے محروم رکھو وَالْکِلاَبُ وَالْخَنَازِیْرُ تَشْرَبُ مِنْہُ اور اس سے کتے اور خنزیز سیراب ہوں اَمَا تَذْکُرُوْنَ الْعَطَشَ الْاٰخِرَۃِ اے ظالمو! تم آخرت کی پیاس کو کیوں نہیں یاد کرتے۔

فَرَمَوْہُ بِالنِّبَالِ اس کے جواب میں وہ ظالم تیر مارنے لگے فَحَمَلَ عَلَیْھِمْ فَتفرَّقُوْا عَنْہُ ھَارِبِیْنَ جب حضرتؑ نے ان پر حملہ کیا تو وہ شقی بھاگنے لگے پھر جناب عباسؑ نے قلب لشکر پر حملہ کیا اور اسی منافق واصل جہنم کیے فَھَمَزَ جَوَادَہ‘ وَنَزَلَ اِلٰی الْمَاءِ وَاَرَادَ اَنْ یَشْرِبَ جب میدان ان سے خالی ہوا تو حضرت عباسؑ نے گھوڑے کو دریا کے کنارے پر لے آئے اور پیاس کی شدت سے چلو میں پانی لے کر چاہا کہ پئیں فَذَکَرَ عَطَشَ الْحُسَیْنِ وَاَطْفَالِہٖ پس امام حسینؑ اور ان کے بچوں کی پیاس یاد آئی تو آپ نے وہ پانی پھینک دیا ثُمَّ قَالَ مَاکَانَ ذَالِکَ اَبَدًا اور فرمایا یہ کبھی نہ ہوگا کہ فرزند رسولؐ اور ان کے تمام گھر والے پیاسے ہوں اور عباسؑ پانی پیئے‘ میرے نزدیک یہ روایت صحیح نہیں ہے کیونکہ حضرت عباسؑ جیسے جلیل القدر انسان کے بارے میں سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ وہ پانی کو ہاتھ تک بھی لگائے چونکہ یہ ایک روایت تھی اور ہم نے لکھ دی درحقیقت جناب عباسؑ نے میدان کربلا میں وفا کے ایسے جوہر دکھلائے کہ تاریخ انسانیت اس کی مثال پیش کرنے سے بھی قاصر ہے۔ (مترجم)

پھر جناب عباسؑ نے مشکیزہ بھر کر داہنے بازو سے لٹکایا وَقَصَدَ نَحْوَا الْخَیْمَۃِ کہ آپؑ نے خیمہ کی طرف رخ کیا کہ پانی خیمے میں پیاسوں تک پہنچا دیں

اور یزیدی فوج دوڑ کر پھر جمع ہو گئی اور جناب عباسؑ پر حملہ آور ہوئے فَضَرَبَهٗ نَوْفَلُ الْاَرْزَقُ لَعنَهُ اللّٰهَ عَلٰی یَدِهِ الْیُمْنٰی فَقَطَعَهَا ناگاہ نوفل ازرق ملعون نے جناب عباسؑ کے داہنے بازو پر ایسی تلوار ماری کہ ان کا بازو کٹ گیا فَحَمَلَ الْقِرْبَةَ عَلٰی کَتِفِهِ الْاَیْسَرِ پھر جناب عباسؑ نے اس مشکیزے کو بائیں کندھے پر رکھ لیا فَضَرَبَهَا نَوْفَلٌ فَیَسَرَهَا مِنَ الزَّنْدِ کہ پھر نوفل شقی نے بائیں ہاتھ پر بھی تلوار ماری کہ وہ بھی شانے سے جدا ہو کر گر پڑا فَحَمَلَ الْقِرْبَةَ بِاَسْنَانِهٖ قربان جائیں جناب عباسؑ کی وفا پر کہ جب دونوں ہاتھ کٹ گئے تو پھر مشکیزے کو دانتوں سے روکا اور چاہا کہ حضرت تک پہنچا دیں۔ فَجَاءَ سَهْمٌ فَاَصَابَهَا وَاُرِیْقَ مَاءُ هَا ناگاہ مشک پر ایک تیر لگا کر تمام پانی بہہ گیا۔

ثُمَّ جَاءَ هٗ سَهْمٌ اٰخَرُ فِیْ صَدْرِهٖ فَانْقَلَبَ عَنْ فَرَسِهٖ اِلَی الْاَرْضِ پھر ایک تیر سینہ اقدس پر لگا کہ آپؑ گھوڑے کی زین سے زمین پر آئے وَصَاحَ بِاَخِیْهِ الْحُسَیْنِ اَدْرِکْنِیْ اور اپنے بھائی جناب امام حسینؑ کو پکار کر کہا کہ اپنے بھیا کی خبر لو امام علیہ السلام اپنے بھائی کی آواز سن کر جلدی سے آئے فَرَاٰهُ طَرِیْحًا دیکھا تو عباسؑ خون میں نہائے زمین پر پڑے ہیں اور ان کی روح اقدس راہی جنت ہو چکی ہے۔ امام علیہ السلام بلند آواز سے گریہ کرتے ہوئے کہا وَاَخَاهُ وَاعَبَاسَاهُ ہائے میرے بھائی ہائے میرے عباسؑ اَلْاٰنَ اِنْکَسَرَ ظَهْرِیْ وَقَلَّتْ حِیْلَتِیْ اے میرے بھائی میری کمر ٹوٹ گئی اور امید زندگی منقطع ہو گئی ہے وَبَکٰی بُکَاءً شَدِیْدًا امام علیہ السلام روئے اور بہت زیادہ روئے آہ کافی دیر تک روتے رہے۔ حسینؑ آج تنہا رہ گئے ہیں کوئی بھی نہیں رہا جو مظلوم امام کو تسلی دے ثُمَّ حَمَلَ اِلَی الْخَیْمَةِ پھر حضرت نے اپنے وفادار بھیا کے لاشہ کو اٹھایا گلے سے لگایا پیشانی چومی اور آ کر خیمہ میں رکھ

دی جب اہلبیتؑ نے اپنے بھائی عباسؑ کی لاش کو دیکھا فَجَدَّدُوا الاَحْزَانَ وَاَقَامُوا الْعَزَاءَ اور ان پر غم والم کا نیا پہاڑ آ کر ٹوٹ پڑا تمام پردہ داروں نے اپنے سر کے بال کھول دیے اور گریہ و ماتم کی آواز بلند کی اور جناب امام حسینؑ جناب عباسؑ کے فراق میں کچھ شعر پڑھ پڑھ کر روتے رہے۔

مورخین نے یہاں تک بھی لکھا ہے کہ امام علیہ السلام اور مخدراتِ عصمت نے جتنا گریہ عباس علمبردارؑ کی شہادت پر کیا اتنا کسی شہید پر نہیں کیا گیا کیونکہ ان کو یقین ہوگیا کہ اب امام حسین علیہ السلام زندہ نہیں بچیں گے۔

روایت نمبر

16

جناب امام زین العابدینؑ کا فرزند عباسؑ کو دیکھ کر گریہ کرنا

اور شہادت عباسؑ علمبردار۔

مولانا عابد عسکری

فِیْ الْاَمَالِیْ عَنْ عَلِیِّ ابْنِ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ ثَابِتٍ اَنَّه' قَالَ۔ کتاب امالی میں علی بن سالم نے اپنے باپ اور اس نے ثابت سے روایت کی ہے اس نے کہا۔ نَظَرَ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ اِلٰی عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسِ ابْنِ عَلِیِّ بنِ اَبِیْ طَالِبٍ فَاسْتَعْبَرَ جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے عبداللہ بن عباسؑ کی طرف دیکھا اور رونے لگے ثُمَّ قَالَ مَامِنْ یَوْمٍ اَشَدُّ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ مِنْ یَوْمِ اُحُد قُتِلَ فِیْهِ عَمُّه' حَمْزَةُ پھر فرمایا کہ رسولؐ خدا پر احد کا دن سب سے بڑی مصیبت والا دن تھا کہ اس میں جناب حمزہ شہید ہوئے بَعْدَهٗ یَوْمَ مُوْتَةٍ قُتِلَ فِیْهِ بْنُ عَمِّهٖ جَعْفَرُابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ اس کے بعد وہ دن بڑی مصیبت کا تھا کہ جس دن آپؐ کے بھائی جعفر بن ابی طالبؑ شہید ہوئے ثُمَّ قَالَ وَلاَ یَوْمَ کَیَوْمِ الْحُسَیْنِ اِذَا دَلَفَ عَلَیْهِ ثَلٰثُوْنَ اَلْفَ رَجُلٍ یَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اُمَّتَهٗ پھر فرمایا۔

رسول خدا پر سب سے زیادہ مصیبت کا وہ دن تھا کہ جس دن میرے والد گرامی حضرت امام حسینؑ بھوکے پیاسے شہید ہوئے۔ ہزاروں مارنے والے تھے ایک تن تنہا مظلوم امام کربلا کی سلگتی ہوئی ریت پر بیٹھا ہوا تھا یہ سب مارنے والے کلمہ گو تھے ان میں ایک بھی یہود و نصاریٰ میں سے نہ تھا پھر ان ظالموں کو پتہ تھا کہ یہ فرزند رسولؐ ہے یہ وہی تو ہے کہ جس کے بغیر رسول خداؐ کو چین نہ آتا تھا۔ اس کے باوجود جان بوجھ کر ان ظالموں نے امام مظلومؑ پر ایسے ایسے مظالم ڈھائے ہیں کہ جن کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

کُلُّهُمْ یَتَقَرَّبُ اِلَی اللّٰهِ بِدَمِهٖ سب کچھ جاننے کے باوجود یہ سب لعین اور ظالم لوگ، خون حسینؑ کے پیاسے تھے وَهُوَ بِاللّٰهِ یُذَکِرُه' فَلاَ یَتَّعِظُوْنَ حَتّٰی قَتَلُوْهُ بَغْیًا وَ ظُلْمًا اور میرے والد گرامی انھیں وعظ و نصیحت کرتے رہے اور ان کو خدا سے

ڈراتے رہے لیکن ان ظالموں نے ان کی ایک نہ مانی یہاں تک کہ ان کو انتہائی بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا۔

ثُمَّ قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ الْعَبَّاسَ فَلَقَدْ اٰثَرَ وَفَدٰی اَخَاهُ بِنَفْسِهٖ حَتّٰی قُطِعَتْ يَدَاهُ پھر رو کر فرمایا اللہ تعالیٰ کی ہزار ہزار رحمتیں ہوں میرے چچا عباسؑ پر کہ انھوں نے اپنے بھائی پر اپنی اولاد اور اپنے آپ کو قربان کر کے ایثار کی ایک مثال قائم کر دی اور جناب عباسؑ کی وفا کا کیا کہنا کہ انھوں نے اپنے دونوں بازو بھی راہِ امام پر قربان کر دیے۔

فَاَيَّدَهُ اللّٰه بِهِمَا جَنَاحَيْنِ يَطِيْرُ بِهِمَا مَعَ الْمَلاَ ئِكَةِ فِیْ الْجَنَّةِ كَمَا جَعَلَ لِجَعْفَرِ بْنِ اَبِیْ طَالِبِ.

پس اللہ تعالیٰ نے ان کے بازوؤں کے عوض میں ان کو زمرد سبز کے دو پر عطا کیے ہیں اور وہ ان کے ساتھ جنت میں پرواز کرتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے جعفر ابن ابی طالب کو دو پر عطا کیے تھے۔

وَاِنَّ لِلْعَبَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مَنْزِلَةً يَغْبِطُ بِهَا جَمِيْعُ الشُّهَدَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اور بیشک میرے چچا عباسؑ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑا رتبہ حاصل ہے کہ روز قیامت تمام شہداء جناب عباسؑ کی قدر و منزلت دیکھ کر ان پر رشک کریں گے۔

رُوِیَ اَنَّهٗ لَمَّا قُتِلَ اَصْحَابُ الْحُسَيْنِ كُلُّهُمْ وَلَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ غَيْرَ الْعَبَّاسِ وَعَلِیِّ بْنِ الْحُسَيْنِ روایت ہے کہ جب امام حسینؑ کے تمام اصحاب باوفا درجہ شہادت پر فائز ہو چکے اور جناب عباسؑ اور شہزاد علی اکبرؑ کے سوا کوئی نہ بچا جناب عباسؑ چاہتے تھے کہ وہ پہلے شہید ہوں اور جناب علی اکبرؑ کی خواہش تھی کہ وہ

پہلے میدان جنگ میں جا کر کافروں' ظالموں سے جہاد کرتے ہوئے شہید ہوں۔
جناب عباسؑ امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ آقا مجھے اذنِ جہاد
عطا فرما دیجئے کہ مجھے آپؑ کی اور آپؑ کے بچوں اور ان بیبیوں کی مزید مظلومیت
اور بے کسی نہیں دیکھی جاتی اور جناب علی اکبرؑ عرض کرتے تھے کہ بابا جان پہلے مجھے
جام شہادت نوش کرنے دیجئے۔ جناب امام حسینؑ کا عجب عالم تھا سر جھکائے
کھڑے رو رہے تھے کہ کیا کریں اور کس کو پہلے بھیجیں ایک طرف اکبرؑ نور نظر'
راحت جگر بیٹا ہے دوسری طرف بھائی عباسؑ جو زور بازو اور علمبردار پرچم حسینی ہے۔
ناگاہ حضرت عباسؑ دوڑ کر امام علیہ السلام کے پاؤں پر گر پڑے اور عرض کی قربان
جاؤں آپ پر آپ کے تمام یار و انصار شہید ہو چکے ہیں آپ کے اس خادم اور
شہزادہ علی اکبرؑ کے سوا کوئی باقی نہیں ہے میں امید کرتا ہوں کہ پہلے مجھے میدان
جنگ کی طرف جانے کی اجازت دیجئے کہ مجھے رسولؐ خدا سے شرمساری نہ ہو حضرتؑ
نے ناچار جناب عباسؑ کو اجازت دے دی اور فرمایا تمہارے چچا پہلے جانا چاہتے
ہیں اس لیے ان کے احترام میں تم ذرا ٹھہر جاؤ۔

فَالتَفتِ الْحُسَيْنُ اِلٰی اَخِيْهِ وَقَالَ اس کے بعد حضرت امام حسینؑ! اپنے
بھائی عباسؑ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا عباسؑ! ہو سکے تو معصوم بچوں اور پردہ داروں
کے لیے تھوڑا سا پانی لے آؤ کہ پیاس کی شدت سے ان کی زبانیں اور ہونٹ خشک
ہو چکے ہیں اور ان کا کلیجہ پھٹتا جا رہا ہے۔ جناب عباسؑ نے عرض کی حاضر ہوں
میرے آقا یہ کہہ کر فَرَكَضَ الْعَبَّاسُ اِلٰی خِيَمِ النِّسَاءِ فَتَنَاوَلَ مِنْهَا الْقِرْبَةَ پس
حضرت عباسؑ گھوڑے کو ایڑی لگائی اور وہ دوڑ پڑا اور آپ جلدی سے خیمے میں
آئے اور مشکیزہ لے کر رخصت ہونے لگے اہلبیتؑ میں ایک کہرام برپا ہو گیا'

حضرت عباسؑ ایک ایک سے رخصت ہوئے اور گلے سے لگاتے تھے الغرض جناب عباسؑ سب سے رخصت ہو کر خیمہ سے باہر تشریف لے آئے اور فرات کی طرف گھوڑا دڑایا۔

راستے میں جو بھی یزیدی فوجی سامنے آتا تھا تو آپ تلوار کا وار کر کے اس کو بھگا دیتے تھے فَلَمَّا بَلَغَ الْعَبَّاسُ عِنْدَ الْفُرَاتِ كَانَ عَلَى الْمَشْرَبَةِ عُمَرُبْنِ الْحَجَّاجِ الزَّبَدِیّ فِی اَرْبَعَةِ الاٰ فِ فَارِسٍ وَرَاجِلٍ پس جب جناب عباسؑ فرات کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ عمر بن الحجاج چار ہزار فوجیوں کے ہمراہ فرات کے کنارے کو گھیرے میں لے رکھا ہے فَحَمَلَ الْعَبَّاسُ عَلَيْهِمْ وَقَتَلَ رِجَالاً كَثِيْرًا وَاَرْدیٰ اَبْطَالاً وَاَنْشَاءَ جناب عباسؑ نے ان پر حملہ کر دیا اور بہت سے یزیدیوں کو واصل جہنم کیا اور بڑے بڑے شجاعان عرب کو خاک ہلاکت پر گرا دیا اور کچھ یزیدی بھاگ گئے پھر آپؑ نے یہ رجز یہ اشعار پڑھے۔

اَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَلِیٍّ حَقًّا

اُعَرِّفُكُمْ اِذَا لَمْ تَعْرِفُوْنِیْ

میں علی ابی طالبؑ کا بیٹا عباسؑ ہوں اے غدارو! اگر تم مجھے نہیں جانتے ہو تو پہچان لو میں ایک ثانی حیدر کرارؑ ہوں۔

اُحَامِیْ عَنْ خِيَارِ النَّاسِ طُرًّا

وَاَكْرَمُ مَنْصَبًا فِی الْخَافِقِيْنِ

میں اس جلیل القدر انسان اور بزرگ کی حمایت کرنے والا ہوں کہ جس کو خدا نے سب مخلوقات سے افضل کیا ہے۔

اُفْدِیْهِ بِمُهْجَتِیْ مِنْ کُلِّ سُوْءٍ
وَاَنْصُرُهٗ بِمَا مَلَکَتْ یَمِیْنِیْ

ان کے مبارک قدموں پر میں اپنی جان قربان کر دوں گا' اور جب تک میرے دم میں دم ہے ان کی نصرت کروں گا۔

ثُمَّ اِنَّ الْعَبَّاسُ هَزَمَهُمْ وَاَتٰی نَحْوَالْفُرَاتِ وَمَلاَ الْقِرْبَةَ وَشَدَّهَا پھر جناب عباسؑ نے ان ظالموں کو حملہ کر کے ایک طرف ہٹا دیا اور گھوڑا پانی کے کنارے پر لے آئے اور مشکیزہ پانی سے بھر کر کندھے سے باندھ دیا۔ ثُمَّ اَنَهٗ ارْتَفَعَ مِنَ الْفُرَاتِ وَسَارَا اِلَی الْحُسَیْنِ بِالْمَاءِ حضرت عباسؑ پیاس کی حالت میں دریا سے باہر نکلے اور پانی لے کر امام حسینؑ کی طرف روانہ ہوئے فَاجْتَمَعَتْ اِلَیْهِ الرُّمَاحُ وَاَخَذَهٗ الرَّمْیُ مِنْ کُلِّ جَانِبٍ یہ دیکھ کر تیر انداز جمع ہوئے اور چاروں طرف سے تیر مارنے لگے' جناب عباسؑ شیر کی طرح صفین چیرتے نکلتے جا رہے تھے۔

فَنَادیٰ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ یا وَیْلَکُمْ مَنْ صَاحِبِ هَذِهِ الْقِرْبَةِ عمر سعد پکارا خدا لعنت کرے تم فوجیوں پر' یہ کون ہے جو تنہا مشک لے کر جا رہا ہے جلد ہی عباسؑ کا کام تمام کر دو۔

فَاحْمَلُوْا عَلَیْهِ مِنْ کُلِّ جَانِبٍ. یہ سن کر جناب عباسؑ پر چاروں طرف سے سب لعین ٹوٹ پڑے وَکَمِنَ مَلْعُوْنٌ فَضَرَبَ عَلٰی یَدِهٖ فَقَطَعَهَا اور ایک ظالم نے کمین گاہ میں آ کر ایسی تلوار لگائی کہ جناب عباسؑ کا ہاتھ کٹ گیا فَحَمَلَ عَلَیْهِمْ واخذ السَّیْفَ بِشِمَالِهٖ وَاَنْشَاءَ پس جناب عباسؑ نے تلوار بائیں ہاتھ میں لے کر پھر ان پر حملہ کیا اور یہ فرمایا۔

وَاللّٰہِ لَوْ قَطَعْتُمْ یَمِیْنِیْ

وَاِنِّیْ اُحَامِیْ اَبَدًا عَنْ دِیْنِیْ

خدا کی قسم! اگر تم نے میرا داہنا ہاتھ کاٹ دیا تو کیا ہوا' میں اپنے دین کی آخری دم تک حمایت کروں گا۔ ثُمَّ حَمَلَ عَلَیْھِمْ وَالرُّمْحُ تَحْتَ اِبْطِہٖ پھر آپ نے ان کافروں پر حملہ کیا اور علم کو بغل میں دبائے رکھا تھا۔ فَقَطَعُوْا یُسْرَاہُ پھر ان ظالموں نے جناب عباسؑ کا بایاں ہاتھ کاٹ دیا اور جناب عباسؑ نے چاہا کہ پانی امامؑ تک پہنچ جائے میں قتل ہو گیا تو پھر بچوں اور پردہ داروں تک پانی نہ پہنچ سکے گا۔

وَجَعَلَ یَسِیْرُ وَیَدَاہُ تَنْضَحَانِ دَمًا وَقَدْ ضَعُفَ جناب غازی عباسؑ یونہی چلے جا رہے تھے اور بازوؤں سے خون بہہ رہا تھا اور آپؑ پر ضعف طاری ہو چکا تھا عمر سعد نے پھر اپنی فوج سے پکار اِمْزِقُوْا السَّقَّاءَ مِنْ خَلْفِہٖ کہ عباسؑ کو پانی نہ لے جانے دینا اور مشکیزے کو ٹکڑے ٹکڑے کر دو۔ پس ان ظالموں نے مشک کو تیروں سے چھلنی چھلنی کر دیا اور سارے کا سارا پانی بہہ گیا۔

فَوَقَفَ الْعَبَّاسُ وَقَدْ اَیِسَ مِنَ الْحَیٰوۃِ اس وقت جناب غازی عباسؑ زندگی سے مایوس ہو کر رک گئے۔

اِذْ ضَرَبَہٗ مَلْعُوْنٌ صَاحِبُ عَلَمٍ بِعَمُوْدٍ حَدِیْدٍ عَلٰی مَفْرَقِ رَاسِہٖ ناگاہ ایک ملعون کہ وہ عمر سعد کے لشکر کا پرچمدار تھا۔ نے حضرت عباس علمدارؑ کے سر اقدس پر آہنی گرز مارا آپؑ زین سے زمین پر آئے فَنَادٰی یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْکَ مِنِّی السَّلَامُ پکار کر کہا مولا! عباسؑ کا آخری سلام قبول فرمائیے۔ امام علیہ السلام اپنے مخلص اور وفادار بھائی کی آواز سن کر جلدی سے میدان میں آئے فَنَادٰی

الْحُسَیْنُ وَاَخَاہُ وَاَعَبَّاسَاہُ اور بڑی بے تابی کے ساتھ ہائے میرے بھائی' ہائے میرے عباسؑ اَلْاٰ نَ اِنْکَسَرَ ظَهْرِیْ اے بھائی! اس وقت میری کمر ٹوٹ گئی ہے' پھر امام علیہ السلام نے یزیدیوں پر حملہ کیا اور عباسؑ کی لاش سے ان کو ہٹا دیا وَحَمَلَ الْعَبَّاسَ عَلٰی ظَهْرِ فَرَسِهٖ وَتَرَکَه' اَمَامَ الْخَیْمَةِ عِنْدَ قَتَلٰ قَوْمِهٖ اور امام علیہ السلام اپنے بھائی عباسؑ کی لاش مبارک کو گھوڑے کی پشت پر رکھا اور خیمہ میں لا کر شہداء کے لاشوں میں رکھ دیا اب حسینؑ کا سب کچھ اجڑ گیا' تنہا رہ گئے امام مظلوم۔ ساری فضا سوگوار ہو گئی شاید زمین میں شدید زلزلہ آیا ہو اور آسمان سے خون کی بارش برسی ہو کیونکہ آل محمدؐ پر جو ظلم ہوا ہے شاید وہ آج تک کسی پر بھی نہیں ہوا۔

؎ عزت جو بڑی تھی تو مصیبت بھی بڑی تھی

روایت نمبر 17

امام حسینؑ کے مصائب پر گریہ کرنا کی فضیلت۔
مجلس عزا میں شریک ہونے کا
ثواب۔امام حسینؑ سے جناب رسولؐ خدا کی محبت۔

مولانا عابد عسکری

مشائخ عظام نے منذر ثوری سے اور اس نے اپنے باپ سے اس نے اسحاق سے روایت کی ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اَنَا قَتِیْلُ الْعَبْرَۃِ مَاذُکِرْتُ عِنْدَ مُؤْمِنٍ اِلاَّ بَکٰی وَاغْتَمَّ قَلْبُہٗ لِمُصَابِیْ کہ میں کشتۂ گریہ و زاری ہوں میرا نام جب بھی کسی مومن کے سامنے لیا جائے گا تو وہ بے اختیار رونے لگے گا اور میرے مصائب کو سن کر (پڑھ کر) مغموم ہو گا واقعتاً امام علیہ السلام کا نام ہی ایسا ہے کہ آپ کا نام سن کر' آپ کے مصائب سن کر بے ساختہ آنکھوں سے آنسو نکل آتے ہیں بلکہ عام طور پر مجالس عزا میں دیکھا گیا ہے کہ جب ذاکر یا واعظ مصائب اہلبیتؑ بیان کرتا ہے تو لوگ بہت زیادہ گریہ کرتے ہیں اتنا گریہ تو نوجوان شخص کی موت پر بھی نہیں کیا جاتا ہے بلکہ بعض مومنین روتے روتے بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ کیا کوئی شخص ان آنسوؤں کی عظمت کا اندازہ لگا سکتا ہے کیا کوئی ان انمول موتیوں کی قیمت مقرر کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں اس کی جزا تو جناب رسول خداؐ دیں گے اس کا صلہ تو جناب فاطمہ زہراؑ عطا کریں گی' سبحان اللہ بہت بڑا درجہ ہے مجلس عزا کا' بڑی شان و عظمت ہے عزاداروں کی' جو لوگ بھی امام حسینؑ کی یاد میں صفِ ماتم بچھاتے ہیں وہ قابل ستائش ہیں۔ مولا ان سب مومنین و مومنات کو آباد و شاد رکھے۔

روایت ہے کہ جب حضرت آدمؑ اور حضرت زکریاؑ پنجتن پاک میں سے چار ہستیوں کا نام لیتے تھے تو بہت خوش ہوتے تھے لیکن جب امام حسین علیہ السلام کا نام نامی ان کی زبان پر آتا تھا تو بے ساختہ رونے لگتے تھے۔

ابی سعادت سے روایت ہے کہ ایک دن رسولؐ خدا جناب فاطمۃ الزہراءؑ سے ملنے کے لیے ان کے گھر میں تشریف لائے فَسَمِعَ الْحُسَیْنَ یَبْکِیْ تو حسینؑ کے رونے کی آواز آپؐ کے کانوں میں پہنچی وَقَالَ لَھَا یَا فَاطِمَۃُ سَکِّنِیْہِ اَلَمْ

تعلَمِیَ اَنَّ بُکَائَه‘ یُؤْذِیْنِیْ اور آپؐ نے فرمایا فاطمہؑ بیٹی! حسینؑ کو چپ کراؤ۔ کیا تو نہیں جانتی کہ اس کے رونے سے تمہارے بابا محمدؐ کو کتنی تکلیف ہوتی ہے ثُمَّ اَخذَهٗ اِلَیهِ وَقَبَّلَه‘ وَضَمَّه‘ اِلٰی صَدْرِهٖ پھر آپؐ نے حسینؑ کی گود میں لے کر پیار کیا اور ان کے چہرے اور پیشانی پر بوسے دیے اور پھر اس کو اپنے سینے سے لگا لیا وَمَسَحَ الدُّمُوْعَ عَنْ عَیْنَیْهِ اور اپنے دست مبارک سے حسینؑ کے آنسو پونچھے۔ آنحضرتؐ کا امام حسینؑ کے ساتھ پیار کرنے‘ ان کو تسلی دینے سے امام حسینؑ خاموش ہو گئے آہ۔ رونے اور ماتم کرنے کا مقام ہے کہ لڑکپن کی پریشانی کو حضرتؐ کو گوارا نہ تھی۔ اس وقت کہاں تھے رسولؐ خدا کہ جب ان کا یہی فرزند میدان کربلا میں نرغہ اعداء میں گھرا ہوا تھا اور ظالم ان پر بے پناہ مظالم ڈھا رہے تھے۔

محترم قارئین!

اب ہم یہاں پر حضرت امام علیہ السلام کے کچھ مصائب کو بیان کرتے ہیں اور جناب عباسؑ کی وفاداری میں بھی کچھ باتیں ذکر کریں گے‘ کہ سرکار وفا نے مشکل ترین حالات بھی اپنے آقا و مولا حضرت امام علیہ السلام اور ان کے بچوں کے ساتھ کس طرح وفا کی۔ مورخین نے لکھا کہ جب یزیدیوں نے امام عالی مقام کو گھیر لیا فَاَرْسَلَ الْحُسَیْنَ اِلٰی عُمَرَ ابْنَ سَعْدٍ وَقَالَ اِنْ تَخْرُجَ اِلَیَّ مِنْ عَسْکَرِکَ اَقُلْ لَکَ شَیْئًا جناب امام حسینؑ نے تمام حجت کے طور پر عمر سعد سے کہلا بھیجا کہ اگر تو اپنے لشکر سے باہر اکیلا آئے تو مجھے تجھ سے جو کہنا ہے وہ کہوں گا فَخَرَجَ ابْنَ سَعْدٍ مِنْ عَسْکَرِهٖ اِلَی التَّلِ وَمَعَهٗ اِبْنُهٗ وَمَوْلَاهُ چنانچہ ابن سعد لشکر سے باہر آیا اور ایک ٹیلہ کے ساتھ رک گیا۔ اس کے ساتھ اس کا بیٹا اور غلام تھا فَمَشٰی اِلَیْهِ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلاَمُ وَمَعَه‘ ابْنُه‘ عَلِیُّ نِ الْاَکْبَرُ وَاَخُوْهُ الْعَبَّاسُ امام حسین

علیہ السلام بھی اس کی طرف چلے اور آپ کا صاحبزادہ علی اکبرؑ اور برادر حق شناس جناب عباسؑ آپ کے ہمراہ چل پڑے۔

فَالْتَفَتَ اِلٰی اِبْنِہٖ وَقَالَ یَابُنَیَّ اِرْجِع فَقَالَ یَا اَبَاہُ مَعَہ' اِبْنُہ' امام علیہ السلام نے اپنے بیٹے علی اکبرؑ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: بیٹا! تم واپس چلے جاؤ میں نے عمر سعد کو اکیلے بلایا ہے اکبرؑ نے عرض کی اے پدر بزرگوار! عمر سعد کے ساتھ تو بھی اس کا بیٹا ہے اس لیے میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں امام علیہ السلام خاموش ہو گئے۔

ثُمَّ الْتَفَتَ اِلٰی اَخِیْہِ وَقَالَ یَا اَخِیْ اِرْجِعْ فَقَالَ یَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ مَعَہ' مَوْلَاہُ پھر امام علیہ السلام جناب عباسؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا عباسؑ بھائی! تم بھی واپس چلے جاؤ عرض کی مولا! میں آپ کے ساتھ کیوں نہ چلوں کہ اس کا غلام بھی تو اس کے ساتھ ہے۔ امام علیہ السلام' عمر سعد کے پاس آئے اور فرمایا تو جانتا ہے کہ میں فرزند رسولؐ ہوں تو میرے خون (قتل) میں شریک نہ ہو وَاتْرُکْنِیْ اَخْرُجُ مِنْ بِلَادِکُمْ اِلٰی ھِنْدٍ اَوْ غَیْرِ ذَالِکَ مجھے مت روک میں تمہارے ملک سے نکل کر کسی دوسرے ملک کی طرف چلا جاتا ہوں یہ سن کر عمر سعد بولو اس میں مجھے کوئی اختیار نہیں ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا اِذْھَبْ بِنَا عِنْدَ یَزِیْدَ لِیَصْنَعَ مَا یُرِیْدُ اگر تو یہ نہیں کر سکتا تو مجھے یزید کے پاس لے چل میرے حق میں اس کا جو جی چاہے کرے۔ عمر سعد بولا کہ اس کے بارے میں ابن زیاد کی طرف خط لکھوں گا چنانچہ عمر سعد نے ابن زیاد کو خط لکھا' جب ابن نے پڑھا تو شمر سے مشورہ کیا' شمر ملعون بولا اگر اس وقت حسینؑ تمہارے ہاتھ سے نکل گئے تو پھر کبھی ہاتھ نہیں آئیں گے شمر کی یہ بات ابن زیاد کو پسند آئی۔

اور اسے فوراً ہی کربلا کی طرف روانہ کر دیا اور عمر سعد کو خط لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو امام حسینؑ سے مشورے کیا کرتا ہے اگر تجھ سے یہ کام نہ ہو سکے تو لشکر کی سرداری شمر کو دے دے کہ یہ اسے بخوبی نبھانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ فَعِنْدَ ذالِکَ ضَیَّقَ اللَّعِیْنُ عَلَی الْحُسَیْنِ پس جب عمر سعد نے سنا تو امام عالی مقام کے اردگرد گھیرا تنگ کر دیا حَتّٰی مَنَعُوْہُ مِنَ الْمَاءِ یہاں تک کہ حضرت پر پانی بند کر دیا فَلَمَّا اِشْتَدَّ الْعَطَشُ بِالْحُسَیْنِ وَاَصْحَابِہٖ دَعٰی بِاَخِیْہِ الْعَبَّاسِ فَضَمَّ اِلَیْہِ ثَلٰثِیْنَ فَارِسًا وَعِشْرِیْنَ رَاجِلاً وَبَعَثَ مَعَہٗ عِشْرِیْنَ قِرْبَۃً جب امام علیہ السلام اور آپ کے اصحاب پر پیاس نے غلبہ کیا تو آپؑ نے جناب عباسؑ کو تیس سوار اور بیس پیادے اور بیس مشکیں دے کر پانی لینے کے لیے بھیجا رات کا وقت تھا امام علیہ السلام کے عزیز ساتھی جب نہر فرات کے قریب پہنچے تو عمر بن الحجاج نے پوچھا کہ تم کون ہو ہلال بن نافع جو امام علیہ السلام کے صحابی تھے نے کہا اِبْنُ عَمٍّ لَکَ جِئْتُ لِاَشْرَبَ مِنَ الْمَاءِ میں تیرا چچا زاد بھائی ہوں پانی پینے کے لیے آیا ہوں فَقَالَ اِشْرِبْ هَنِیْئًا لَکَ وہ بولا کہ بیشک تم پی سکتے ہیں ہلال بولے خدا تم پر لعنت کرے۔

تَامُرُنِیْ اَنْ اَشْرَبَ وَالْحُسَیْنُ ابْنُ عَلِیٍّ وَمَنْ مَعَہٗ یَمُوْتُوْنَ عَطْشَانًا.

تو مجھے تو پانی پینے کے لیے کہتا ہے اور امام علیہ السلام ان کے اصحاب و اعزاء پیاس کی وجہ سے مر رہے ہوں۔ ابن حجاج بولا یہ سچ ہے اور تم ٹھیک کہتے ہو لیکن ہمیں امیر شام کا یہی حکم ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے کسی بھی فرد تک اور ان کے خیموں تک پانی کی ایک بوند بھی جانے نہ پائے۔ ادھر ہلال نے اپنے ساتھیوں کو آواز دی کہ فرات میں داخل ہو کر اپنی مشکیں بھر لو ادھر ابن حجاج بولا کہ ہم کسی صورت میں بھی آپ لوگوں کو پانی نہیں بھرنے دیں گے۔

چنانچہ جنگ شروع ہوگئی فوج حسینی کے کچھ جانباز پانی بھرتے تھے اور کچھ جنگ کرنے لگے حَتّٰی مَلَئُوْهَا وَلَمْ يُقْتَلُ مِنْ اَصْحَابِ الْحُسَيْنِ اَحَدٌ وَقَتَلُوْا مِنْهُمْ جَمَاعَةً كَثِيْرَةً یہاں تک کہ ان مجاہدوں نے اپنے اپنے مشکیزے بھر لیے اور ان میں کوئی بھی شہید نہ ہوا بلکہ سبھی زندہ وسلامت ہے اور لشکر یزید کے بہت سے سپاہی جناب عباس علمدارؑ کے ہاتھوں فی النار والسقر ہوئے لیکن شدید جنگ کی وجہ سے تمام مشکیزوں کا پانی ضائع ہو گیا امام علیہ السلام نے جناب عباسؑ اور ان کے ساتھیوں کو واپس بلوا لیا کہ کہیں جنگ شدت نہ پکڑ جائے' ادھر آل محمدؐ کے معصوم بچوں اور بیبیوں کو پیاس نے سخت مجبور کیا خاص طور پر بچے امام علیہ السلام سے بار بار پانی مانگنے لگے جس کی وجہ سے امام عالی مقام نے جناب عباسؑ کو بلا کر فرمایا کہ اے بھائی اصحاب کو جمع کرو اور کنواں کھودو کہ شدت پیاس سے ہمارے معصوم بچے جان بلب ہیں جناب عباسؑ آئے اور کنویں کی کھدائی کا کام شروع کروا دیا۔ قَالَ فَعِنْدَ ذٰلِكَ اِجْتَمَعَتُ الْاَطْفَالُ عَلٰى تِلْكَ الْيَسِيْرِ وَبِيَدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ رَكُوَةً قَالُوْا يَا عَمَّاهُ الْعَطَشُ راوی کہتا ہے کچھ بچے اپنے ہاتھ میں پانی کا برتن لیے العطش العطش کہتے ہوئے اس کنویں پر آئے اور جھک جھک کر اسے دیکھنے لگے اور کہتے تھے کہ چچا جان ہمیں بہت زیادہ پیاس لگی ہے کچھ پانی کا انتظام کیجئے۔ وَاِذَا جَاءَ الْقَوْمُ فَظَلَمُوْهَا فَهَرَبَتِ الْاَطْفَالُ الْخِيَامِ جب یہ اطلاع لشکر یزید کو ملی تو وہ لعین آئے اور بچوں پر ظلم کرنا شروع کر دیا جس کی وجہ سے بچے دوڑ کر اپنے اپنے خیموں میں آ گئے اور ان ظالموں نے وہ کنواں بند کر دیا۔

ثُمَّ حَفَرَ بِئْرًا فَظَلَمُوْهَا حَتّٰى حَفَرَ اَرْبَعًا پھر جناب عباسؑ نے کنواں کھودا تو وہ معصوم بچے یزیدیوں کے ڈر کی وجہ سے نہ آئے اور خیموں کے دروازے

پر کھڑے ہو کر پانی مانگتے رہے لیکن ظالموں نے وہ کنواں بھی بند کر دیا یہاں تک حضرت عباسؑ نے پے در پے چار کنویں کھودے اور ان ظالموں پر حجت تمام کی' پس جب پانچواں کنواں کھودا۔

فَاِذَا بَلَغَ الْمَاءُ جَاءَ تْ سَكِيْنَةُ وَمَعَهَا الرَّكُوَةُ پس جب پانی نکلا تو سکینہؑ ایک کوزہ لے کر کنویں پر آئی۔ فَقَالَتْ يَا عَمَّاهُ اِسْقِنِيْ شَرْبَةً مِنَ الْمَاءِ فَقَدْ نَشِفَتْ كَبِدِيْ مِنْ شِدَّةِ الظَّمَاءِ کہنے لگی چچا جان! مجھے ایک جام (پیالہ) پانی کا دیجئے کہ میرا دل جل رہا ہے۔

فَبَكَى الْعَبَّاسُ بُكَاءً شَدِيْدًا وَمَلاَءَ الرَّكُوَةَ یہ سن کر حضرت عباسؑ بہت روئے اور وہ کوزہ پانی سے بھر دیا فَلَمَّا هَمَّتْ اَنْ تَشْرَبَه' جَاءَ الْقَوْمُ فَفَرَّتْ وَهِيَ تَبْكِيْ پس جونہی سکینہؑ نے پانی پینے کا ارادہ کیا تو ناگاہ یزیدی سپاہی تلواریں اور نیزے لیے آن پہنچے چونکہ سکینہؑ بچی تھی اس لیے یزیدیوں کو دیکھ کر ڈر گئی اور اس معصومہ کے ہاتھ کانپنے لگے اور پانی نہ پیا گیا اور کوزہ لے کر روتے ہوئے خیمہ میں واپس آ گئی فَزَلَّ رِجْلُهَا فِي الطَّنَابِ فَانْكَبَّتْ وَقَالَتْ يَا عَمَّتَاهُ تَرٰى هٰذَا الْحَالَ اتنے میں سکینہ طناب خیمہ سے الجھ کر منہ کے بل زمین پر گر پڑی اور مایوس ہو کر بہت روئی اور حضرت زینبؑ سے بولی پھوپھی جان دیکھا آپؑ نے کہ پانی ہاتھ میں آ کر جاتا رہا۔ ان ظالموں نے وہ بھی کنواں بند کر دیا۔

وَقَالَ الْمُفِيْدُ وَالسَّيِّدُ وَابْنُ نَمَّا اَنَّهٗ لَمَّا اشْتَدَّ الْعَطَشُ بِالْحُسَيْنِ فَرَكِبَ الْمُنَّاهُ يُرِيْدُ الْفُرَاتَ شیخ مفیدؒ وسید بن طاؤسؒ اور ابن نماؒ نے لکھا ہے کہ جب روز عاشور امام عالی مقامؑ پر پیاس نے غلبہ کیا تو حضرتؑ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور فرات کی طرف جانے کا ارادہ کیا۔ وَالْعَبَّاسُ اَخُوْهُ بَيْنَ يَدَيْهِ اور حضرت

عباس علمدارؑ امام حسین علیہ السلام کے آگے آگے جا رہے تھے **فَاعْتَرَضَه' خَيْلُ ابْنُ سَعَدِ** اور عمر سعد کا لشکر آپؑ کے سامنے حائل ہوا اور حضرتؑ کو جانے سے روکنے لگے۔ جناب عباسؑ نے فرمایا ظالمو! تم فرزند رسول پر اس قدر ظلم کرتے ہو؟

فَرَمٰى رَجُلٌ مِنْ بَنِیْ دَارِمٍ اَلْحُسَيْنَ بِسَهْمٍ فَاَثْبَتَهُ فِیْ حَلْقِهِ الشَّرِيْفَ پس ایک شقی نے (جو کہ بنی دارم سے تعلق رکھتا تھا) غصے میں آ کر ایک تیر امام حسینؑ کو مارا وہ تیر جفا بوسہ گاہ جناب رسول خداؐ پر آ کر لگا۔

فَانْتَزَعَ السَّهْمَ وَبَسَطَ يَدَهُ تَحْتَ حَنَكِهٖ حَتّٰى امْتَلَأَتْ وَاحْتَاهُ مِنَ الدَّمِ پس حضرتؑ نے وہ تیر حلق مبارک سے کھینچ کر پھینک دیا اور خون گلوئے مبارک سے بہنے لگا امام علیہ السلام نے زخم کے نیچے اپنا ہاتھ رکھا یہاں تک کہ چلو خون سے بھر گیا **ثُمَّ رَمٰى نَحْوَا لسَّمَاءِ وَقَالَ** پھر امام علیہ السلام نے اس خون کو آسمان کی طرف پھینک دیا اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کی۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَشْكُوْا اِلَيْكَ مَا يُفْعَلُ بِابْنِ بِنْتِ نَبِيِّكَ کہ خداوندا میں ان کے ظلم و ستم کی شکایت تجھ ہی سے کرتا ہوں جو تیرے رسولؐ کے نواسے پر کرتے ہیں۔

راوی کہتا ہے جب حضرت امام حسینؑ کی یہ حالت آپ کے وفادار بھائی جناب عباس علمدارؑ نے دیکھی تو ان کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور کلیجہ ٹکڑے ہو گیا۔

فَبَكٰى بُكَاءً شَدِيْدًا وَفَحَمَلَ عَلَيْهِمْ كَالْاَسَدِ الْمُغْضِبِ پہلے تو جناب عباسؑ اپنے بھائی کی مظلومیت پر بہت روئے پھر غضبناک شیر کی مانند اشقیا پر حملہ کیا۔

ثُمَّ اقْطَعُوْا الْعَبَّاسَ عَنْهُ وَاَحَاطُوْا بِهٖ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ حَتّٰى قَتَلُوْهُ پھر ان لعینوں نے جناب عباسؑ کو حضرت امام حسینؑ سے جدا کر لیا اس خیال سے کہ اگر دونوں بھائی اکٹھے لڑ پڑے تو تمام فوج کو تہس نہس کر دیں گے' کچھ فوجیوں نے جناب امام حسینؑ کو گھیر لیا اور کچھ نے جناب عباسؑ پر حملہ کر دیا مگر قربان جائیں حضرت عباسؑ کی وفاداری پر کہ آپ فوج اشقیاء سے لڑ رہے تھے لیکن آپ کی نظریں امام حسینؑ پر لگی ہوئی تھیں اور مڑ مڑ کر ان کو دیکھتے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے رو برو اور میرے جیتے جی امام حسینؑ شہید نہ ہو جائیں سبحان اللہ کیا وفاداری تھی سرکارِ وفا کی۔

الغرض وہ سب اشقیاء اکیلا پا کر حضرت عباس علیہ السلام پر ٹوٹ پڑے کسی نے تلوار ماری اور کسی نے گرز اور کسی نے نیزہ اور کسی نے تیر مارا یہاں تک کہ اس جلیل القدر اور بہادر ترین' شجاع ترین انسان نے جام شہادت نوش فرمایا۔

فَبَكٰى الْحُسَيْنُ بِقَتْلِهٖ بُكَاءً شَدِيْدًا پس جناب امام حسینؑ بلند آواز سے روئے وَقَالَ وَاَخَاهُ وَاعَبَاسَاهُ اَلْاٰنَ اِنْكَسَرَ ظَهْرِيْ وَقَلَّتْ حِيْلَتِيْ فرمایا ہائے میرے بھائی' ہائے عباسؑ تمہارے شہید ہونے سے میری کمر ٹوٹ گئی ہے اور راہ چارہ مسدود ہو گئی ہے۔ جب تم جیسا بھائی جدا ہو جائے پھر میرے جینے کی کون سی صورت رہ گئی ہے۔

مومنین کرام!

امام علیہ السلام کو ایک تیر لگا تو جناب عباسؑ سے رہا نہیں گیا اور اپنی جان نچھاور کر دی۔ آہ اس وقت وہ کہاں تھے کہ جب امام حسینؑ پر تیروں کی بارش کی گئی اور آپ کا جسم مبارک چھلنی چھلنی ہو گیا۔ جب لڑنے کی طاقت ختم ہو گئی اور آپ

زخموں کی کثرت اور بھوک و پیاس کی شدت سے نڈھال ہو گئے تو آپ کبھی لاشہ عباسؑ کی طرف دیکھ کر روتے تھے اور کبھی لاشہؑ اکبر کی طرف دیکھ کر گریہ کرتے تھے۔

اِذَا اَتَاهُ سَهمٌ مَسمُوْمٌ لَه' ثَلٰثُ شُعَبٍ فَوَقَعَ فِیْ صَدْرِهٖ ناگاہ ایک تین نوکوں والا زہر آلود تیر آپؑ کے سینہ اقدس پر آ کر لگا حضرتؑ نے فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ پس یہ فرما کر آپ نے اپنا سر اقدس آسمان کی طرف بلند کیا اور عرض کی پروردگارا! تو بخوبی جانتا ہے کہ یہ ظالم ناحق میرا خون بہانا چاہتے ہیں پھر چاہا کہ اسے نکالیں لیکن وہ تیر سامنے سے نہ نکلا اور پشت سے پار ہو گیا۔

فَاَخْرَجَه' مِنْ قَفَاهُ پھر حضرتؑ نے پشت کی طرف سے اسے نکالا فَانْبَعَثَ الدَّمُ کَالْمِیْزَابِ پس زخم سے خون پرنالے کی مانند جاری ہو گیا' حضرت نے دستِ مبارک زخم پر رکھا اور چلو خون سے بھر گیا رَمٰی بِهٖ اِلَی السَّمَاءِ تو آپؑ نے اسے آسمان کی طرف پھینکا فَمَا رَجَعَ مِنْ ذَالِکَ الدَّمِ قَطْرَةٌ پس اس خون سے ایک قطرہ زمین پر نہ گرا جب دوسرا چلو خون سے بھر گیا لَطَخَ بِهَا رَاسَه' وَلِحْیَتَه' اسے سر اور ریش مبارک پر ملتے اور فرماتے تھے هٰکَذَا اَلاَ قِیْ جَدِّیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَنَا مَخْضُوْبٌ بِدَمِیْ میں رسولؐ خدا سے اس حالت میں ملاقات کروں گا کہ میری داڑھی میرے سر کے خون سے خضاب کی ہوئی ہو گی اور عرض کروں گا۔ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَتَلَنِیْ فَلاَ نٌ وَ فَلاَ نٌ نانا جان! مجھے فلاں فلاں ظالم نے شہید کیا ہے۔ تاریخ طبری میں لکھا ہے کہ امام علیہ السلام اس حالت میں زمین پر بیٹھے ہوئے تھے اِذْجَاءَ مَالِکُ بْنُ الْبِشْرِ الْکِنْدِیُّ اِلَی الْحُسَیْنِ کہ ناگاہ مالک بن بشر الکندی امام علیہ السلام کے قریب آیا فَضَرَبَ السَّیفَ عَلٰی رَاسِهٖ وَعَلَیْهِ بُرنُسٌ مِنْ حَزٍّ فَشَجَّهُ

کہ اس ظالم نے آپؑ کے سر اقدس پر زور سے تلوار ماری کہ آپ کا سر مبارک پھٹ گیا حضرت نے اسے دیکھ کر فرمایا لَا اَکَلْتَ بِهَا وَ لَا شَرِبْتَ وحَشَرَکَ اللّٰهُ مَعَ الظَّالِمِیْنَ اے سنگدل مجھ ایسے مظلوم وستم رسیدہ پر تو نے ایسے وقت میں تلوار ماری اس بات سے تجھے کھانا اور پینا نصیب نہ ہو اور تیرا حشر ظالموں کے ساتھ ہو یہ کہہ کر آپؑ نے اپنا عمامہ اس شقی کے آگے پھینک دیا۔

فَاَخَذَه' الْکِنْدِیُّ وَانْطَلَقَ بِهٖ اِلٰی مَنْزِلِهٖ. اس ملعون نے وہ عمامہ اٹھا لیا اور اپنے گھر آیا اور اپنی زوجہ سے کہا کہ اس دستار کو دھو لے جب اس خاتون نے خون آلود عمامہ کو دیکھا تو بولی ارے ظالم تو کس مظلوم کا سر کاٹ کر لایا اور یہ عمامہ کس کا ہے؟ وہ شقی بولا یہ حسینؑ کا عمامہ ہے وہ نیک بخت خاتون بولی تو نے جگر گوشہ رسولؐ اور علیؑ و فاطمہؑ کے دلبند کو قتل کیا ہے؟ خدا کی قسم آج سے نہ میں تیری زوجہ ہوں اور نہ تو میرا شوہر ہے۔ اس لعین نے غصہ میں آ کر اس کو طمانچہ مارا لیکن خدا کی قدرت سے اس ظالم کا ہاتھ دروازے پر پڑا اور ایک لوہے کی کیل اس کے ہاتھ پر لگی اور وہ ایسا زخمی ہوا کہ اس کا ہاتھ کبھی ٹھیک نہ ہوا بلکہ گل کر گر پڑا۔ وَلَمْ یَاکُلْ بِهَا وَلَمْ یَشْرَبْ وَلَا یَزَالُ فَقِیْرًا مَرِیْضًا حَتّٰی مَاتَ اس کافر کو ان ہاتھوں سے کھانا پینا نصیب نہ ہوا اور وہ ہمیشہ فقیر اور بیمار رہا یہاں تک کہ واصل جہنم ہوا۔

روایت نمبر
18
حضرت امام حسینؑ کے فضائل و مناقب'
آپ کی شان میں چند اشعار
حضرت عباسؑ کے غم میں امام حسینؑ کا مرثیہ کہنا'
جناب علی اصغرؑ کی شہادت۔
مولانا عابد عسکری

فِیْ بَعْضِ الْکُتُبِ الْمُعْتَبَرَۃِ عَنِ الطِّبْرِیْ عَنْ طَاؤُسِ الْیَمَانِیْ بعض کتابوں میں طبری سے روایت کی گئی ہے اور انھوں نے یمانی سے روایت کی ہے اِنَّ الْحُسَیْنَ ابْنَ عَلِیِّ اِذَا جَلَسَ فِی الْمَکَانِ الْمُظْلِمِ یَھْتَدِیْ اِلَیْہِ النَّاسُ بِبَیَاضِ جَبِیْنِہٖ وَنَھْرِہٖ کہ جس وقت جناب امام حسینؑ تاریک مکان میں بیٹھتے تھے تو آپ کی جبین مبین اور گلوئے مبارک سے ایسا نور ساطع ہوتا تھا کہ لوگوں کو پتہ چل جاتا تھا کہ اس مکان میں جناب امام حسینؑ تشریف رکھتے ہیں فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ کَانَ کَثِیْرًا مَا یُقَبِّلُ جَبِیْنَہ' وَ نَحْرَہ' اس لیے کہ جناب رسول خداؐ اپنے اس نواسے کی پیشانیِ انور اور گلوئے مقدس کو چومتے تھے۔

فِیْ عُیُوْنِ الْمَجَالِسِ عَنِ الصَّادِقِ اَنَّہ' قَالَ اِنَّ الْحُسَیْنَ وَاَنَسَ بْنَ مَالِکٍ سَائِرَانِ فَاَتَیَا قَبْرَ خَدِیْجَۃَ فَبَکَی الْحُسَیْنُ کتاب عیون المجالس میں حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک روز جناب امام حسینؑ اور انس بن مالک کہیں جا رہے تھے تو جب جناب سیدہؑ کی والدہ ماجدہ جناب خدیجۃ الکبریٰؑ کی قبر پر پہنچے تو جناب امام حسینؑ رو پڑے اور بہت روئے ثُمَّ قَالَ اِذْھَبْ عَنِّیْ پھر انس سے فرمایا کہ آپ یہاں سے چلے جائیں اور مجھے تنہا چھوڑ دیں' چنانچہ انس وہاں سے اٹھ کر ایک دوسری جگہ پر آ گئے اور دیکھتے رہے کہ حضرت امام حسینؑ اس وقت کرتے کیا ہیں؟

فَلَمَّا طَالَ وَقُوْفُہ' فِی الصَّلٰوۃِ سَمِعْتُہ' قَائِلاً جناب انس کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ امام حسینؑ نماز میں مشغول ہیں کافی دیر تک آپ نماز پڑھتے رہے جب نماز سے فارغ ہوئے بارگاہ الٰہی میں یوں عرض کرتے ہیں۔

یَارَبِّ یَا رَبِّ اَنْتَ مَوْلَاہٗ

فَارْحَمْ عُبَیْدًا اِلَیْکَ مَلْجَاہٗ

اے میرے پروردگار تو ہی میرا مولا ہے پس تو اس بندۂ ناچیز پر رحم فرما کہ وہ تیری ہی پناہ میں آیا ہے اور تجھ ہی سے التجاء کرتا ہے۔

مَاذَا الْمَعَالِیْ عَلَیْکَ مُعْتَمِدِیْ

طُوْبٰی لِمَنْ کُنْتَ اَنْتَ مَوْلَاہٗ

طُوْبٰی لِمَنْ کَانَ خَادِمًا اَرِقًا

یَشْکُوْا اِلٰی ذِی الْجَلَالِ بَلْوَاہٗ

خوش نصیب ہے وہ شخص کہ جو تیرے خوف سے تمام شب بیدار رہے اور اپنی مصیبتوں اور پریشانیوں کی شکایت تیرے سوا کسی سے نہ کرے۔

وَمَا بِہٖ عِلَّۃٌ وَلَا سُقُمٌ

اَکْثَرَ مِنْ حُبِّہٖ لِمَوْلَاہٗ

اور اس بندے کو کسی قسم کی بیماری اور تکلیف نہیں ہے سوائے تیری محبت کے، یعنی اگر وہ بندہ بیمار ہے تو محض تیری محبت کا بیمار ہے اور اس کے سوا اسے کوئی اور تکلیف نہیں ہے۔

اِذَا اشْتَکٰی اَبَثَّہٗ وَغُصَّتَہٗ

اَجَابَہٗ اللّٰہُ ثُمَّ لَبَّاہٗ

خداوندا! تو ایسا آقا ہے کہ جس وقت بندہ اپنے رنج والم کی شکایت تیرے پاس لاتا ہے تو ازراہِ بندہ نوازی اسے جواب دیتا ہے یعنی اے میرے بندہ تو جو کچھ مانگنا چاہتا ہے مانگ میں تجھے دے دیتا ہوں۔

اِذا ابْتَلاَ بِالظَّلاَمِ مُبْتَهِلاً

اَکْرَمَهٗ اللّٰهُ ثُمَّ اَدْنَاهُ

بار الٰہی تو ایسا بندہ نواز ہے کہ جس وقت تیرا بندہ تاریک شب میں تیری درگاہ میں عجز و انکساری کے ساتھ دعا کرتا ہے تو تو اپنے لطف و کرم سے اسے عزت و سربلندی عطا کرتا ہے اور اسے اپنے قرب میں جگہ دیتا ہے۔

فَنُوْدِیَ عَلَیْهِ السَّلاَمُ جناب انس بن مالک کہتے ہیں۔ کہ جب حضرت مناجات سے فارغ ہوئے تو ایک غیب سے ندا آئی۔ امام عالی مقام کے اشعار کے جواب میں یہ اشعار پڑھے۔

لَبَّیْکَ عَبْدِیْ وَاَنْتَ فِیْ کَنْفِیْ

وَکُلَّمَا قُلْتَ قَدْ عَلِمْنَاهُ

اے میرے بندے میں حاضر ہوں تو میری پناہ میں ہے اور تو نے جو مناجات ہم سے کی ہے وہ ہم نے سب سنی ہے۔

صَوْتُکَ تَشْتَاقُهٗ مَلاَئِکَتِیْ

فَحَسْبُ الصَّوْتُ قَدْ سِمِعْنَاهُ

تیری آواز کو سننے کے لیے ہمارے فرشتے مشتاق ہیں تیری وہ آواز کافی ہے کہ ہم نے اور ہمارے ملائکہ نے اس کو سنا ہے۔

دُعَاکَ عِنْدِیْ یَحُوْلُ فِیْ حُجُبٍ

فَحَسْبُکَ السِّتْرَ قَدْ سَفَرْنَاهُ

اے حسینؑ! تیری دعا ہمارے پردہ ہائے قدرت تک پہنچی ہے اور تیری حاجت روائی کے لیے ہم ہی کافی ہیں اور ہم نے تیرے لیے اپنے پردۂ حجاب اٹھا

دیے ہیں۔

لَوْ هَبَّتِ الرِّيْحُ مِنْ جَوَانِبِهٖ

خَرَّ صَرِيْعًا لِمَا تَغْشَّاهُ

اے میرے بندے! ہماری عبادت میں تمہارے خضوع وخشوع کا یہ عالم ہے اور تو ہماری عبادت میں اس قدر منہمک ہوتا ہے کہ اگر ہوا تیرے اطراف سے گزرے تو تُو اے حسینؑ بے ہوش کر زمین پر گر پڑے۔

سَلْنِيْ بِلاَ رَغْبَةٍ وَلاَ رَهَبٍ

وَلاَ حِسَابٍ اِنِّيْ اَنَا اللّٰهُ

پس اب جو چاہو ہم سے سوال کرو بغیر کسی خوف و خواہش کے ہم تمہیں بے حساب عطا کریں گے" بیشک حضرت امام حسین علیہ السلام حضرت موسیٰ بن عمران سے رتبہ کے لحاظ سے بلند و برتر تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہِ طور کے بغیر جواب نہ ملتا تھا لیکن حضرت امام حسینؑ جس وقت بھی اپنے رب سے مناجات کرتے تھے اسی وقت' اس جگہ پر جواب قدرت ملتا تھا کہ اے حسینؑ جو کہنا ہے کہیے' جو مانگنا ہے مانگیے۔"

لیکن افسوس صد افسوس کہ وہی ہمارے آقا و مولا حضرت امام حسینؑ عاشورہ کے روز جب نرغہ اشقیاء میں گھر گئے تو یزیدی لشکر والے کیسے کیسے ناسزا وار الفاظ کہتے تھے' چنانچہ جب صبح عاشور نمودار ہوئی تو فوج اشقیاء فرزند رسول کے قتل کے لیے تیار ہوئی اور پوری فوج ایک دم میدان میں آ گئی اور ہر طرف سے یہی آوازیں اُقْتُلُوا الْحُسَيْنَ اُقْتُلُوا الْحُسَيْنَ کہ حسینؑ کو قتل کرو بلند ہوئیں۔ ادھر فرزند رسول نے اپنے مختصر سے لشکر کو آمادۂ جہاد کیا اور حکم دیا کہ خندق میں آگ روشن کر دیں تا کہ کوئی یزیدی فوج

ہمارے خیموں کے قریب نہ آنے پائے۔

فَنظَرَ الْحُسَینِ اِلٰی عَسْکَرِ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ کَاَنَّ السَّیْلَ یَتَمَوَّجُ امام علیہ السلام نے لشکر عمر سعد کی طرف دیکھا تو یوں محسوس ہوا کہ جیسے ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے فَاَقْبَلَ الْقَوْمُ اَنْ یَحیوْلُوْا حَوْلَ بَیْتِ الْحُسَیْنِؑ فَیرَوْنَ الْخَنْدَق فِیْ ظُهُوْرِهِمْ وَالنَّارِ تَضْطَرِمُ ان ظالموں نے سب سے پہلے خیموں کا قصد کیا کہ ان کو لوٹ لیں اور انھوں نے اس مقصد کے لیے گھوڑے دوڑائے' قریب آ کر دیکھا کہ خندق میں آگ شعلہ زن ہے' جس کی وجہ سے وہ ناکام لوٹے فَنَادیٰ الشِّمْرُ یَا حُسَیْنُ اَتَعَجَّلْتَ بِالنَّارِ قَبْلَ الْقِیَامَةِ.

شمر نے آواز دی کہ اے حسینؑ آپ نے آتش جہنم کے لیے جلدی کی ہے معَاذَ اللّٰهِ مِنْ هٰذَا الْکَلاَمِ حضرت نے فرمایا یہ کون ہے؟ اصحاب نے عرض کی یہ شمر ملعون ہے فَقَالَ لَهٗ یَابْنَ رَاعِیَةِ الْمعْزِ اَنْتَ اَوْلٰی بِهَا صِلِیًّا امام علیہ السلام نے فرمایا اے گلہ بان کے بیٹے! تو ہی جہنم کا سب سے زیادہ مستحق ہے۔ مسلم بن عوسجہ نے عرض کی مولا! آپ حکم فرمائیں تو میں اس کو اس بکواس کا مزہ چکھا دوں؟ فَقَالَ لاَاَبْدَاءُ بِالْقِتَالِ امام علیہ السلام نے فرمایا میں حجت خدا ہوں میں نہیں چاہتا کہ جنگ کا آغاز میری طرف سے ہو' پھر فرمایا تم سنو میں تمھیں وعظ و نصیحت کرتا ہوں یہ فرما کر حضرتؑ نے ایک خطبہ دیا۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے ایسا فصیح و بلیغ کلام کبھی سنا تھا اور نہ پھر سنا اس کے بعد پھر فرمایا لوگو! دیکھو کہ میں کون ہوں اور اپنے آپ کو ملامت کرو۔ وَهَلْ یَصْلَحُ لَکُمْ قَتْلِیْ وَانْهِتَاکَ حُرْمَتِیْ آیا تمھیں میرا قتل کرنا اور میرے اہلبیتؑ کی توہین کرنا سزاوار ہے؟ اَلَسْتُ ابْنِ نَبِیّکُمْ کیا میں تمہارے نبیؐ کا نواسہ نہیں ہوں۔

رسولؐ خدا نے میرے اور میرے بھائی جناب امام حسنؑ کے بارے میں فرمایا ہے
هَذٰانِ سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ یہ دونوں جوانانِ جنت کے سردار ہیں۔

وَیحُکُمْ اَتَطْلُبیوْنِیْ بِقَتِیْلٍ مِنْکُمْ قَتَلْتُه' اَوْ مَالِکُمْ اِسْةَ لَکْتُهٗ
اَوْ بِقَصَاصِ جَرَاحَةٍ.

افسوس ہے تم پر آیا میں نے کسی کو قتل کیا ہے کہ اس کے بدلے میں مجھے قتل کرتے ہو یا کسی کو زخمی کیا ہے یا کسی کا مال غصب کیا ہے یا شریعت میں کوئی تبدیلی کی ہے؟ امام علیہ السلام کی بات کا کسی نے جواب نہ دیا فَقَالَ الشِّمْرُ لَعَنَه' اللّٰهُ هُوَ يَعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ لیکن شمر لعین بولا کہ یہ شخص ایسی باتیں کرتا ہے کہ دین سے بیگانہ ہے۔ حبیب ابن مظاہر بولے کہ اے لعین! تو ستر درجے دین سے بیگانہ ہے کہ ایسے باتیں فرزند رسولؐ سے کرتا ہے۔

فَسَکَتَ الْحُسَیْنُ وَرَجَعَ اِلٰی عَسْکَرِهٖ. امام علیہ السلام خاموش ہو کر اپنے لشکر میں واپس لوٹ آئے ثُمَّ رَمٰی عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ وَقَالَ اشْهِدُوْا اِنِّیْ اَوَّلُ رَامٍ. پھر عمر سعد نے امام علیہ السلام کے لشکر کی طرف تیر پھینکا اور بولا اے گروہِ کوفہ و شام! گواہ رہنا کہ لشکر امام کی طرف پہلا تیر میں نے پھینکا ہے پھر سب یزیدی خونخوار درندے یک دم لشکر امامؑ پر حملہ آور ہوئے جس کی وجہ سے امام علیہ السلام کے تمام صحابی زخمی ہوئے ایک روایت میں ہے کہ قُتِلَ فِی هٰذِهِ الْحَمْلَةِ خَمْسُوْنَ رَجُلاً مِنْ اَصْحَابِهٖ.

کہ اس حملہ میں امام علیہ السلام کے پچاس صحابی شہید ہوئے اس کے بعد ہر ایک جانثار ساتھی رخصت ہو کر شہید ہوتا رہا' ساتھیوں کے بعد عزیزوں کی باری آئی وہ بھی یکے بعد دیگرے میدان کارزار میں جا کر شہید ہوتے رہے۔ جب حضرت

عباسؑ نے جام شہادت نوش فرمایا تو امام علیہ السلام بہت زیادہ روئے اور کافی دیر تک روتے رہے اور آپؑ نے فرمایا کہ عباسؑ کے بعد حسینؑ تن تنہا رہ گیا ہے اب میرے لیے دنیا تاریک ہوگئی ہے۔

امام علیہ السلام نے عباسؑ کے فراق اور جدائی پر یہ مرثیہ کہا۔

لَهْفِیْ عَلَی الْعَبَّاسِ لَمَّا اَنْ دَنٰی
نَحْوَ الْفُرَاتِ بِقَلْبِهٖ الْاَحْزَانِ

افسوس ہے عباسؑ کی جدائی پر کہ جب وہ انتہائی پریشانی اور دکھ کے ساتھ پانی لینے کی غرض سے فرات کی طرف روانہ ہوئے۔

لَهْفِیْ عَلَی الْعَبَّاسِ اِذْ حَاطَبُوْا بِهٖ
مِنْ كُلِّ فَجٍّ اَقْبَلُوْا وَمَكَانٍ

عباسؑ کی تنہائی اور بیکسی پر بے حد افسوس اور غم ہے جس وقت ظالموں نے چاروں طرف سے اس کو گھیرے میں لے لیا۔

فَخَلَاهُ رِجْسًا اَنَّهٗ بِحُسَامِهٖ
قَطَعَ الْيَمِيْنَ بِمَشْرِقٍ يَمَانِیْ

عذاب الٰہی نازل ہو اس شقی پر، جس نے تلوار سے میرے بھائی کا بایاں بازو کاٹ ڈالا ہے۔

وَرَمَاهُ اٰخَرُ ضَرْبَةً فِیْ رَاسِهٖ
حَتّٰی رَمَاهُ بِحَوْمَةِ الْمَيْدَانِ

آخر ایک شقی نے عباسؑ کے سر پر ایسی ضرب لگائی کہ وہ میرا بھائی پشت زین سے زمین پر گرا۔

يَا اَفْضَلَ الشُّهَدَاءِ يَابْنَ الْمُرْتَضٰى

صَلّٰى عَلَيْكَ اللّٰهُ كُلَّ اَوَانِ

اے شہیدوں میں سے سب سے بہتر شہید! اے فرزند حیدر کرار! خدا تجھ پر ہر لمحہ درود بھیجتا رہے۔

وَاللّٰهُ تِلْكَ مُصِيْبَةٌ لَمْ اَنْسِهَا

اِلَّا اِذَا اَدْرِجْتُ فِيْ اَكْفَانِ

اے بھائی عباسؑ تیری جدائی کا غم ایسا غم ہے کہ جسے حسینؑ مرتے دم تک نہیں بھولے گا۔

رُوِیَ لَمَّا قُتِلَ الْعَبَّاسُ تَدَافَعَ الرِّجَالُ عَلَی الْحُسَيْنِ. روایت میں ہے کہ امام حسینؑ اپنے بھائی عباسؑ کی شہادت کے غم میں رو رہے تھے کہ ناگاہ ظالموں نے امام علیہ السلام کو اکیلا پا کر حملہ کر دیا فَلَمَّا نَظَرَ ذَالِکَ نَادیٰ امام علیہ السلام نے جب ان بے رحم لعینوں کی بے حیائی مشاہدہ کی تو آواز استغاثہ بلند کی اور فرمایا يَا قَوْمُ اَمَامِنْ مُجِيْرٍ يُجِيْرُنَا آیا کوئی ہے ایسا شخص جو فرزند رسولؐ کو پناہ دے اَمَا مِنْ مُغِيْثٍ يُغِيْثُنَا اَمَا مِنْ طَالِبِ حَقٍّ فَيَنْصُرُنَا آیا ہے کوئی فریاد رس کہ ہماری فریاد کو پہنچے آیا ہے کوئی طلب گار حق کہ جگر گوشہ پیغمبر کی مدد کرے اَمَا مِنْ خَائِفٍ مِنَ الْعَذَابِ فَيَذُبُّ عَنَّا آیا ہے کوئی خدا پرست کہ عذاب الٰہی سے ڈرے اور دشمن کے شر سے ہمیں بچائے اس کے بعد امام علیہ السلام علی اصغرؑ کو اپنے ہاتھوں پر لے آئے اور یزیدیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا اَمَا مِنْ اَحَدٍ يَاْتِيْنَا بِشَرْبَةٍ مِنَ الْمَاءِ لِهٰذَا الطِّفْلِ فَاِنَّهٗ لَا يُطِيْقُ الظَّمَاءِ تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو تھوڑا سا پانی میرے اس شیر خوار بچہ کو پلا دے کہ یہ معصوم دو دن سے پیاسا ہے اب پیاس سے جان

بلب ہے لیکن ان ظالموں نے اصغرؑ کو پانی پلانے کی بجائے تین نوکوں والے تیر سے شہید کر دیا۔ امام علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی خداوندا! گواہ رہنا ان ظالموں نے میرے چھ مہینے کے پیاسے بچے کو قتل کر دیا ہے۔

اِنْ کُنْتَ حَبَسْتَ عَنَا النَّصْرَ فَاجْعَلْ ذَالِکَ لِمَا هُوَ خَیْرٌ لَنَا اگر تو اس وقت ہماری نصرت و مدد کو مناسب نہیں سمجھتا تو پھر ان سب تکلیفوں اور مصیبتوں کے بدلے میں بہتر اجر و ثواب عطا فرما۔ اس کے بعد امام علیہ السلام نے درد بھرے لہجے میں یہ اشعار کہے جن کا ترجمہ یہ ہے اپنے ساتھیوں اور عزیزوں کی شہادت کے بعد گریہ کرنے اور ماتم کرنے کے سوا حسینؑ کے پاس کچھ بھی نہیں رہا' غم ہی غم ہے حسرتیں ہی حسرتیں۔ آہ آج حسینؑ کا سب کچھ لٹ گیا ہے۔

اے میرے پیارو! جب میں تمہارے مصائب اور دکھوں کو یاد کرتا ہوں تو بیساختہ میری آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب امڈ پڑتا ہے۔ ظالموں نے کیسے کیسے مظالم تم پر ڈھائے ہیں مگر تم نے ایسا صبر کیا جیسا کہ صبر کرنے کا حق ہے۔ میں مظلوم حسینؑ کے ساتھ کو نہ چھوڑا تم کس قدر عظیم تھے' تم کس قدر دلیر و بہادر تھے' تم کس قدر باوفا تھے' مجھے تمہاری وفا پر ناز ہے اور تمہارے ایثار پر بھی' حسینؑ تم سب پر راضی ہے۔ الوداع' خدا حافظ...... قیامت کے دن تم سے ملاقات ہوگی۔

روایت نمبر
19
جبرائیلؑ کا جناب امام حسینؑ کے لیے میوۂ جنت لانا'
پھر امام علیہ السلام کے لیے بچہ آہو کا لایا جانا
شہادت علی اکبرؑ اور جناب زینبؑ کا خیمہ سے نکلنا
اور اکبرؑ کے غم میں بے ہوش ہو جانا
مولانا عابد عسکری

ابن شہر آشوب نے حسن بصری اور ام سلمہؑ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا ہے۔ اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ دَخَلاَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ وَبَیْنَ یَدَیْہِ جِبْرَئِیْلؑ ایک روز حسنین شریفین جناب رسولؐ خدا کی خدمت اقدس میں آئے اور جبرئیلؑ اس وقت کچھ وحی لائے تھے۔ فَجَعَلاَ یَدُوْرَانِ لَہ‘ یُشَبِّہَانِہٖ بِرِحْیَۃِ الْکَلْبِیِّ اور اکثر جبرائیلؑ دحیہ کلبی کی شکل وصورت میں نازل ہوتے تھے حسنینؑ انھیں دحیہ کلبی سمجھ کر جبرائیلؑ کی گود میں بیٹھ گئے اور جبرائیلؑ کی دامن آستین میں کھانے کی کوئی چیز تلاش کرنے لگے۔ جناب رسولؐ خدا نے چاہا کہ حسنینؑ کو جبرائیلؑ کی گود سے اتار لیں جبرائیلؑ نے عرض کی یا رسول اللہؐ! انھیں کچھ نہ کہیے آنحضرتؐ نے فرمایا اے جبرائیلؑ مجھے شرم آتی ہے کہ یہ بچے آپ کی گود میں جا بیٹھے ہیں جبرائیلؑ نے عرض کی یا رسول اللہؐ! یہ وہ اللہ کے پیارے ہیں جب ان کی والدہ ماجدہ چکی پیستے پیستے تھک کر آرام کرنے لگ جاتی تھیں تو مجھے حکم خداوندی ہوتا تھا کہ جبرائیلؑ فوراً زمین پر جاؤ ہماری کنیز خاص فاطمۃ الزہراءؑ آرام کر رہی ہیں اور ان کے دونوں صاحبزادے حسنؑ وحسینؑ جھولا میں آرام کر رہے ہیں تم جا کر جھولا جھلاؤ اور فاطمہؑ کے آرام میں خلل نہ ہو۔

پس یا حضرت! جن کے لیے میں نے جھولا جھلایا ہو اور چکی پیسی ہو اگر وہ میری گود میں بیٹھ گئے ہیں تو کیا مضائقہ ہے لیکن یہ میری آستین سے ڈھونڈتے کیا ہیں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا انھوں نے آپ کو دحیہ کلبی سمجھ رکھا ہے اور دحیہ کلبی کا معمول تھا کہ جب وہ سفر سے آتے تھے تو وہ ان شہزادوں کے لیے کچھ تحائف ضرور لاتے تھے۔

فَجَعَلَ یُؤْمِیْ بِیَدِہٖ نَحْوَا السَّمَاءِ کَالْمُتَنَاوِلِ شَیْئًا پس جناب جبرائیلؑ

نے آسمان کی طرف ہاتھ بڑھایا جیسے کوئی چیز لیتا ہے فَاِذَا فِیْ یَدِہٖ تُفَّاحَۃٌ وَسَفَرجَلَۃٌ وَرَمَّانَۃٌ اس وقت جبرائیلؑ نے ایک سیب' ایک ناشپاتی اور ایک انار لے کر حسنینؑ کو دیا وہ شہزادے میوہ جات لے کر بہت خوش ہوئے چنانچہ وہ دونوں ان میوہ جات کو کھانے لگے لیکن سارا نہ کھاتے تھے بلکہ کچھ حصہ چھوڑ دیتے تھے مگر خدا کی قدرت سے وہ میوہ جات پھر سے اپنی پہلے والی حالت پر لوٹ آتے تھے۔ جب جناب رسول خداؐ نے انتقال فرمایا تو وہ انار غائب ہو گیا اور جب جناب سیدہ نے رحلت فرمائی تو وہ ناشپاتی غائب ہو گئی لیکن وہ سیب باقی رہا یہاں تک کہ معرکہ کربلا میں جب امام علیہ السلام کو سخت پیاس لگتی تھی تو آپ اس بہشتی سیب کو سونگھ لیتے تھے جس کی وجہ سے پیاس کی شدت میں کمی ہو جاتی تھی۔

روضۃ الواعظین میں لکھا ہے ایک اعرابی ہرن کا بچہ لے کر جناب رسولِ خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا حضرت! یہ بچہ میں نے شکار کیا ہے اور ہدیہ کے طور پر حسینؑ کے لیے لایا ہوں۔ حضرتؐ نے وہ ہرنی کا بچہ لے لیا اور اس کے لیے دعائے خیر کی فَاِذَا الْحَسَنُ وَاقِفٌ عِنْدَ جَدِّہٖ فَرَغَبَ اِلَیْھَا فَاَعْطَاہُ النَّبِیُّ اِیَّاھَا پس جناب امام حسنؑ اس وقت موجود تھے انھوں نے اس کی خواہش ظاہر کی آنحضورؐ نے وہ بچہ امام حسنؑ کو دے دیا تھوڑی دیر بعد ہی امام حسینؑ آ گئے اور انھوں نے ہرنی کا بچہ اپنے بھائی حسنؑ کے پاس دیکھا تو بولے یَا اَخِیُ مَنْ اَعْطَاکَ اِیَّاھَا بھائی جان یہ بچہ آپ کو کس نے دیا ہے؟ فَقَالَ اَعْطَانِیُ جَدِّیُ رَسُوْلُ اللّٰہِ وہ بولے مجھے یہ بچہ نانا جان نے دیا ہے' یہ سن کر جناب امام حسینؑ اپنے جد امجد جناب رسول اکرمؐ کے پاس آئے اور عرض کی یَاجَدَاہُ اَعْطَیْتَ اَخِیُ خشْفَۃً یَلْعَبُ بِھَاوَلَمْ تُعْطِنِیُ مِثْلَہٗ' کیوں نانا آپ نے میرے بھائی حسنؑ کو ہرنی

کا بچہ دے دیا ہے کہ وہ اس سے کھیل رہے ہیں اور مجھے کیوں نہیں دیا؟ وَجَعَلَ یُکَرِّرُ هَذَا الْقَوْلَ عَلٰی جَدِّهٖ اور بار بار یہی دہراتے اور کہتے جا رہے تھے کہ آپؐ نے حسنؑ بھائی کو تو ہرن کا بچہ دے دیا اور مجھے نہیں دیا آنحضرتؐ خاموش تھے کہ حسینؑ کو کیا جواب دوں آپؐ ان کو تسلی و تشفی دے رہے تھے لیکن حسینؑ نہ مانتے تھے حَتّٰی هَمَّ اَنْ یَبْکِیَ آخر کار امام حسینؑ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور آپؑ نے رونے کا ارادہ کیا۔ جناب رسالتمآبؐ سخت پریشان تھے کہ کریں تو کیا کریں اچانک دروازۂ مسجد سے شور وغل بلند ہوا اور لوگ دیکھنے لگے فَاِذَا هِیَ ظَبْیَةٌ وَمَعَهَا خَشْفُهَا کہ ایک ہرنی اپنا بچہ لے کر آ رہی ہے۔

وَمِنْ خَلْفِهَا ذِئْبٌ یَسُوْقُهَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ اور اس کے پیچھے ایک بھیڑیا ہے جو اسے جناب رسول خداؐ کی طرف لے کر آ رہا ہے' جب وہ آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچی تو زبان فصیح سے عرض کرنے لگی اے رسول خداؐ! میرے دو ہی بچے تھے ایک صیاد پکڑ کر لایا اور یہ میرے پاس تھا اس سے میں خوش تھی کہ ناگاہ میں نے ہاتف سے ایک آواز سنی کہ اِسْرِعِیْ یَا غَزَالَةُ بِخَشْفِکِ اِلَی النَّبِیِّ کہ اے ہرنی! اپنے بچے کو لے کر فوراً جناب رسول اکرمؐ کی خدمت میں پہنچ لِاَنَّ الْحُسَیْنَ وَاقِفٌ عِنْدَ جَدِّهٖ وَقَدْ هَمَّ اَنْ یَبْکِیَ اس لیے کہ ہمارے محبوب پاک کا پیارا نواسہ حسینؑ اپنے نانا کے پاس کھڑا ہے اور بچہ آہو کا تقاضا کر رہا ہے اگر اس بچے کی یہ خواہش پوری نہ ہوئی تو وہ رو پڑے گا۔

وَالْمَلَائِکَةُ بِاَجْمَعِهَا قَقَدْ رَفَعُوْا رُؤُسَهُمْ عَنْ صَوَامِعِ الْعِبَادَةِ اور تمام فرشتے اپنی اپنی عبادت روک کر عبادت خانوں سے سر باہر نکالے ہوئے کھڑے ہیں فَلَوْ بَکَی الْحُسَیْنُ لَبَکَتْ لِبُکَائِهٖ اگر حسینؑ رو پڑے تو تمام فرشتے حسینؑ کے

رونے کی وجہ سے رونے لگیں گے وَسَمِعْتُ قَائِلاً یَقُوْلُ یا رسول اللہؐ! میں نے ایک مرتبہ ندائے ہاتف سنی کہ اِسْرَعِیْ یَا غَزَالَةُ قَبْلَ جَرَیَانِ دُمُوْعِ الْحُسَیْنِ عَلٰی خَدِّہٖ اے ہرنی تو میرے رسولؐ کے پاس فوراً چلی جا کہ ان کے پیارے نواسے حسینؑ کے آنسو نہ نکلنے پائیں' اگر تو نے جلدی نہ کی اور جلد نہ پہنچی تو سَلَّطْتُ عَلَیْکِ ھٰذَا الذِّئْبَ یَاکُلُکِ مَعَ خَشْفِکِ تو میں نے تجھ پر اس بھیڑیے کو مسلط کر دیا ہے جو تجھے اپنے بچے سمیت کھا جائے گا وَقَطَعْتُ مَسَافَةً بَعِیْدَةً لٰکِنْ طُوِیَتْ لِیَ الْاَرْضُ میں نے دور دراز کی مسافت طے کرنا شروع کر دیا لیکن حسینؑ خدا کو بہت پیارے ہیں کہ ان کی خاطر زمین میرے لئے سمٹ گئی اور آن واحد میں یہاں تک پہنچ گئی ہوں وَاَنَا اَحْمَدُ اللّٰہَ رَبِّیْ عَلٰی اَنْ جِئْتُکَ قَبْلَ جَرَیَانِ دُمُوْعِ الْحُسَیْنُ عَلٰی خَدِّہٖ اور میں خداوند کریم کا شکر ادا کرتی ہوں کہ وقت پر پہنچی ہوں اس وقت تمام صحابہ کرامؓ نے اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا اِلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی آواز بلند کی وَدَعَا النَّبِیُّ لِلْغِزَالَةِ بِالْخَیْرِ اور جناب رسولؐ خدا نے اس ہرنی کے لیے دعائے خیر کی اور جناب امام حسینؑ نے خوش ہو کر وہ بچہ لے لیا۔

وَاَتٰی بِہٖ اِلٰی اُمِّہٖ الزَّھْرَاءِ فَسَرَّتْ بِذَالِکَ سُرُوْرًا عَظِیْمًا اور امام حسینؑ خوشی خوشی وہ بچہ اپنی والدہ ماجدہ کے پاس لے آئے بی بی اپنے پیارے بیٹے کو خوش دیکھ کر بہت خوش ہوئیں اور سجدۂ شکر بجا لائیں۔

لیکن افسوس کہ وہ حسینؑ کہ جس کی تھوڑی سی پریشانی نے رسول خداؐ اور فرشتوں کو پریشان کر دیا اور تمام ملائکہ عبادت خدا چھوڑ کر رونے لگے' آہ وہی حسینؑ روز عاشور کبھی اپنے ساتھیوں کی لاشوں پر گریہ کرتا تھا اور کبھی اپنے عزیزوں کی لاشوں پر روتا تھا اور کبھی عباسؑ کی لاش پر آ کر ماتم کرتا تھا اور فرماتا تھا وَاَخَاہُ وَاعَبَّاسَاہُ

ہائے میرے بھائی عباسؑ اور کبھی اپنے یتیم بھتیجے قاسمؑ کی لاش کے ٹکڑوں کو دیکھ کر بیقرار ہوتا تھا اور کبھی مخدراتِ عصمت کو صبر کی تلقین کرتا تھا' ناگاہ حضرت علی اکبرؑ ہم شکل پیغمبرؐ عازم شہادت ہوئے۔

جناب شیخ مفیدؒ نے اپنی کتاب ارشاد میں لکھا ہے کہ جب علی اکبرؑ عازم جہاد ہوئے تو رَفَعَ الْحُسَیْنُ شَیْبَتَه' نَحْوَالسَّمَاءِ امام علیہ السلام نے اپنا چہرۂ مبارک آسمان کی طرف کر کے بارگاہ الٰہی میں عرض کی۔ اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ عَلٰی ھٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ فَقَدْ بَرَزَ اِلَیْھِمْ غُلَامٌ اَشْبَهَ النَّاسِ خَلْقًا وَ خُلُقًا وَمَنْطِقًا بِرَسُوْلِکَ خداوند! اس قوم کے ظلم پر گواہ رہنا' اب ان کی طرف وہ نوجوان جا رہا ہے کہ جو سیرت وصورت' کردار وگفتار میں تیرے رسولؐ کے بہت زیادہ مشابہ ہے۔ وَکُنَّا اِذَا اشْتَقْنَا اِلٰی نَبِیِّکَ نَظَرْنَا اِلٰی وَجْھِه خداوندا! جب میں تیرے رسول اکرمؐ کی زیارت کا مشتاق ہوتا تھا تو میں اپنے پارۂ جگر علی اکبرؑ کو دیکھ لیا کرتا تھا بار الٰہا ان اشقیاء کی جمعیت کو پراگندہ کر اور ان کو ہر طرح کی رحمت و برکت سے محروم کر فَاِنَّھُمْ دَعَوْنَا لِیَنْصُرَنَا ثُمَّ عَدَوْا عَلَیْنَا یُقَاتِلُوْنَنَا ان کافروں نے ہمیں اپنی مدد کا وعدہ کر کے خود بلایا ہے' جب میں ان کے پاس آ گیا تو یہ دشمنی پر اتر آئے ہیں اور انھوں نے میرے قتل کی ٹھان رکھی ہے' چنانچہ جناب علی اکبرؑ تمام پردہ داروں اور اپنے مظلوم بابا کو روتا ہوا چھوڑ کر میدان جنگ میں آیا اور یہ رجز یہ اشعار کہے جن کا ترجمہ یہ ہے۔

میں حسین ابن علیؑ کا لخت جگر علی اکبرؑ ہوں' مجھے قسم ہے خانہ کعبہ کی ہم رسولؐ خدا کے سب سے زیادہ قرابت دار ہیں۔

خدا کی قسم! ہم یزید اور یزیدیوں کی کسی صورت میں بیعت نہ کریں گے

اور میں تمھاری گردنوں پر تلواریں اور تمہارے سینوں میں تیر ماروں گا اور جب تک میرے دم میں دم ہے اسلام کی خاطر تم سے لڑتا رہوں گا۔ جناب شہزادہ علی اکبرؑ خوب لڑے اور تین دن کے بھوکے پیاسے اس علوی شیر نے ایک سو دس لعینوں فی النار کیا ثُمَّ رَجَعَ اِلٰی اَبِیْهِ وَقَدْ اَصَابَتْهُ جِرَاحَاتٌ کَثِیْرَةٌ پھر علی اکبرؑ اپنے والد گرامی حضرت امام حسینؑ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اس وقت آپؑ کا جسم مبارک زخموں سے چور چور ہو چکا تھا نہ جانے امام علیہ السلام نے اپنے جواں بیٹے کو اس حال میں کس طرح دیکھا ہو گا۔ علی اکبرؑ نے عرض کی۔

یَااَبَتِ اَلْعَطَشُ قَدْ قَتَلَنِیْ وَثِقْلُ الْحَدِیْدِ اَجْهَدَنِیْ کہ بابا پیاس کی شدت مجھے مارے جا رہی ہے اور ہتھیاروں کا بوجھ مجھے سخت تکلیف پہنچا رہا ہے فَهَلْ اِلٰی شَرْبَةٍ مِنَ الْمَاءِ سَبِیْلٌ بابا جان! کیا مجھے تھوڑا سا پانی مل سکتا ہے کہ جس سے میں اپنا خشک حلق تر کروں فَبَکَی الْحُسَیْنُ وَقَالَ یَا بُنَیَّ یَعِزُّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلِیٍّ وَعَلَیَّ اَنْ تَدْعُوْهُمْ فَلَا یُجِیْبُوْکَ.

امام علیہ السلام بیٹے کی اس حالت کو دیکھ کر بہت زیادہ روئے اور فرمایا اے فرزند بہت دشوار ہے رسولؐ خدا اور علی مرتضٰی پر مجھ پر کہ تو فریاد کرے اور ہم تیری مدد کو نہ پہنچ سکیں تو پانی مانگے اور میں تجھے پانی نہ پلا سکوں پھر فرمایا یَابُنَیَّ هَاتِ لِسَانَکَ فَاَخَذَ بِلِسَانِهٖ فَمَصَّهُ اے پارۂ جگر اے علی اکبرؑ! قربان جاؤں تیری پیاس پر اپنی خشک زبان ذرا باہر نکالیں جب علی اکبرؑ نے اپنی زبان باہر نکالی حضرتؑ نے اپنے خشک ہونٹوں سے علی اکبرؑ کی زبان کو چوسا' آہ حضرت بھی تو تین دن کے پیاسے تھے' ان کی زبان میں آخر طراوت کہاں تھی پھر آپ نے اپنی انگوٹھی علی اکبرؑ کے منہ میں رکھی اور فرمایا اِرْجِعْ اِلٰی قِتَالِ عَدُوِّکَ اب جاؤ میدان جنگ کی طرف

اور اپنے دشمن سے جا کر لڑو۔ اے نور نظر! اب تو دوبارہ میرے پاس نہیں آئے گا بلکہ جناب رسولؐ خدا تجھے ایسا سیراب کریں گے تو پھر پیاسا نہ ہو گا پھر میدان میں واپس آ کر جناب علی اکبرؑ دشمنوں سے لڑنے لگے اور نوے یزیدیوں کو واصل جہنم کیا۔ ثُمَّ ضَرَبَ مُنْقَذُ ابْنُ مُرَّةِ الْعَبْدِیُّ لَعَنَهُ اللّٰه عَلٰی مَفْرَقِ رَاْسِهٖ جناب علی اکبرؑ ابھی لڑنے میں مشغول تھے کہ منقذ بن مرہ عبدی لعین نے کمین گاہ سے آ کر شہزادہ علی اکبرؑ کے سر پر ایک ایسی تلوار ماری کہ آپؑ کا سر شگافتہ ہو گیا اور جناب علی اکبرؑ شدید زخمی ہو گئے فَقَطَعُوْهُ اِرْبًا اِرْبًا ان ظالموں نے جناب علی اکبرؑ کے جسم مبارک کو چھلنی چھلنی کر دیا' جب آپ کا آخری وقت آ پہنچا تو باآواز بلند پکار کر کہا یَا اَبَتَاهُ اَدْرِکْنِیْ اے باباجان اکبرؑ نے اپنی جان آپؑ پر قربان کر دی ہے میری جلد خبر لو فَصَاحَ الْحُسَیْنُ وَقَالَ قَتَلَ اللّٰهُ قَوْمًا قَتَلُوْکَ جناب امام حسینؑ نے باآواز بلند کہا ''ہائے میرا اکبرؑ'' آپؑ کی آواز گریہ سے زمین کربلا کانپ گئی اور فرمایا اے اکبرؑ! خدا ہلاک کرے اس قوم کو کہ جنھوں نے تجھے قتل کیا ہے۔

راوی کہتا ہے ہم نے کسی مصیبت میں بھی امام حسینؑ کو بہت زیادہ بے چین و بے قرار نہ پایا' لیکن جب حضرت علی اکبرؑ گھوڑے کی زین سے زمین پر گرے اور پکارا بابا جان! علی اکبرؑ کی خبر لیجئے' تو اس وقت امام مظلوم بہت زیادہ بے چین ہوئے اور بہت زیادہ گریہ کیا۔

وَجَاءَ وَانْکَبَّ عَلٰی نَعْشِهٖ حَتّٰی غُشِیَ عَلَیْهِ امام علیہ السلام اپنے نوجوان بیٹے کی لاش پر آئے اور بے تاب ہو کر اپنے آپ کو لاش پر گرا دیا اور آپ پر غشی طاری ہو گئی خدا کسی باپ کو بیٹے کا یہ حال نہ دکھلائے جو فرزند رسول نے دیکھا۔ جب افاقہ ہوا تو آپ کی آنکھوں سے مسلسل آنسو جاری تھے آپؑ مسلسل

روئے جا رہے تھے۔

فَاَخَذَ رَاسَ وَلَدِہٖ وَوَضَعَہٗ فِیْ حِجْرِہٖ امام علیہ السلام نے علی اکبرؑ کا سر اپنی گود میں رکھا اور چہرۂ علی اکبرؑ سے خاک و خون پونچھنے لگے اور رو کر فرمایا۔

قَتَلَ اللّٰہُ قَوْمًا قَتَلُوْکَ اے اکبرؑ! اللہ تعالیٰ اس قوم کو ہلاک کرے جس نے تجھے قتل کیا ہے۔

یَابُنَیَّ عَلَی الدُّنْیَا بَعْدَکَ الْعَفَا اے میرے لخت جگر' اے میرے اکبرؑ! خاک دنیا اور زندگانی دنیا پر کہ نوجوان بیٹا مر جائے اور میں بوڑھا باپ تیرے بعد زندہ رہوں۔ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی اِمْرَاۃٍ خَرَجَتْ مِنْ فُسْطَاطِ الْحُسَیْنِ مُسْرِعَۃً کہ میں نے ایک بی بی کو خیمہ سے نکلتے ہوئے دیکھا' وہ مخدرۂ عصمت جلدی سے میدان جنگ کی طرف آئی وَھِیَ تُنَادِیْ بِالْوَیْلِ وَالثُّبُوْرِ وَتَقُوْلُ۔

وہ چیختی چلاتی' روتی پیٹتی' ہوئی بلند آواز سے کہہ رہی تھی یَاحَبِیْبَاہُ یَا ثَمَرَۃَ فُؤَادَاہُ یَا نُوْرَ عَیْنَاہُ ہائے میرے اکبرؑ! میرے دل کا سکون' میری آنکھوں کی ٹھنڈک' میرا بیٹا تجھے پیاسا شہید کیا گیا ہے۔

فَجَاءَتْ وَانْکَبَّتْ عَلَیْہِ بی بی جب لاش اکبرؑ کے قریب آئیں تو خود کو اپنے اٹھارہ سالہ بیٹے کی لاش پر گرا دیا اور کافی دیر تک روتی بھی رہیں اور اکبرؑ کے چہرہ اور پیشانی کو چومتی رہیں اور اپنی چادر سے اکبرؑ کے خون آلود چہرے کو صاف کر کے کہا ظالموں نے ہم سے ہم شکل پیغمبرؐ بیٹا چھین لیا ہے' خدا ان سب کو برباد کرے امام علیہ السلام آئے اور کہا بہن زینبؑ واپس خیمے کی طرف چلو تمہارے رونے کی وجہ سے پورے اہلبیتؑ بے چین ہو کر رہ گئے ہیں دیکھو تو سہی ہماری ساری خواتین اور بچے در خیمہ پر کھڑے ہو کر گریہ و ماتم کر رہے ہیں۔ میں نے کسی

سے پوچھا کہ یہ بی بی کون تھیں۔

فَقِيْلَ هِیَ زَيْنَبُ بِنتِ عَلِيٍّ کہا گیا کہ علیؑ کی بیٹی زینبؑ تھیں، اکبرؑ کی موت پر اس قدر بے چین ہوئیں کہ آپ خیمہ سے میدان کی طرف چلی آئیں۔

کہا جاتا ہے کہ جناب زینبؑ کو علی اکبرؑ سے بہت زیادہ محبت تھی اٹھارہ سال تک شہزادہ اکبرؑ کو پالا پوسا اور اپنی اولاد سے بھی بڑھ کر پیار دیا۔
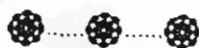
روایت نمبر

20

پانی پی کر امام حسینؑ کے قاتلوں پر لعنت کرنے کا ثواب' جناب رسول خداؐ کی حسینؑ سے بے پناہ محبت اور آنحضرتؐ کا قبل از وقت شہادت حسینؑ کی خبر دینا' آنحضرتؐ کا اپنے نواسے کو معجزانہ طور پر دودھ پلانا' امام علیہ السلام کی پیاس میں شدت' شہادت علی اصغرؑ' امام حسینؑ کا رخصت ہونا اور آپؑ کی شہادت اور کربلا کی گرم ریت پر آپؑ کی لاش کا بے گور و کفن پڑے رہنا۔

مولانا عابد عسکری

کتاب امالی میں داؤد رقی سے منقول ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں موجود تھا کہ امام علیہ السلام نے پانی نوش فرمایا فَاغرو رَقَتْ عَيْنَاهُ بِالدُّمُوعِ وَقَالَ امام علیہ السلام کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا کہ امام حسینؑ کے قاتلوں پر خدا کی لعنت ہو پھر فرمایا جو شخص پانی پینے کے بعد میرے جد مظلوم حضرت امام حسینؑ اور ان کے اہلبیتؑ کی پیاس کو یاد کرے اور ان کے قاتلوں پر لعنت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ایک لاکھ جزا لکھتا ہے اور ایک لاکھ اس کا گناہ محو کر دیتا ہے اور اس کا ایک لاکھ درجہ بلند کرتا ہے روز قیامت ٹھنڈا بادل اس پر سایہ فگن رہے گا اور وہ ہر قسم کی حرارت اور پیاس سے محفوظ رہے گا۔

طبری نے طاؤس یمانی سے روایت کی ہے اِنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِي اِذَا جَلَسَ فِي الْمَكَانِ الْمُظْلِمِ يَهْتَدِیْ اِلَيْهِ النَّاسُ بِبَيَاضِ جَبِيْنِهٖ وَنَحْرِهٖ کہ امام حسینؑ جب تاریک مکان میں بیٹھے تھے تو آپ کی پیشانی مبارک اور گلوئے مقدس سے ایک ایسا نور ظاہر ہوتا تھا کہ لوگ معلوم کر لیتے تھے کہ امام حسینؑ یہاں پر تشریف رکھتے ہیں فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ كَثِيْرًا مَا يُقَبِّلُ جَبِيْنَهٗ وَنَحْرَهٗ اسی وجہ سے جناب رسولؐ خدا اکثر اپنے پیارے نواسے کے گلے اور پیشانی پر بوسہ دیتے تھے وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ الْحُسَيْنُ يَوْمًا لِجَدِّهٖ لِمَا يُقَبِّلُ نَحْرِیْ اور ایک روایت میں ہے کہ ایک روز جناب رسولؐ خدا اپنے نواسے حسینؑ کے گلے کو چوم رہے تھے کہ امام مظلوم نے عرض کی نانا جان آپ ہر وقت میرے گلے کو کیوں چومتے ہیں فَبَكٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ وَقَالَ یہ سن کر حضور پاک بیساختہ رو پڑے اور فرمایا یَا بُنَيَّ اُقَبِّلُ مَوْضَعَ السُّيُوْفِ مِنْكَ. پیارے بیٹا! تیرے گلے پر میں بار بار اس لیے بوسہ دیتا ہوں کہ ایک روز تیرا حلق نازنین خنجر ظلم سے کاٹا جائے گا پس میں کیونکر گریہ نہ کروں کہ جس

لو میں اس قدر پیار کرتا ہوں امت جفا کار اسے بھوکا پیاسا قتل کرے؟ آنخضرتؐ نے فرمایا ہاں بیٹا تو انتہائی بے دردی سے قتل کر دیا جائے گا۔

قَالَ الْحَسِیْنُ یَاجَدَّاہُ اُقْتَلُ قَالَ بَلٰی. ''امام حسینؑ نے عرض کی نانا جان! کیا میں قتل کیا جاؤں گا؟'' قَالَ لِاَمیِّ ذَنْبٍ قَالَ یَا بُنَیَّ اَنْتَ مَعْصُوْمٌ مِنَ الْخَطَاءِ وَلٰکِنْ لِرَفَاہِ اُمَّتِیْ جناب امام حسینؑ نے عرض کی نانا جان وہ کس جرم میں مجھے قتل کریں گے۔ آنخضرتؐ نے فرمایا تو ہر گناہ و خطا سے پاک ہے لیکن میری امت کی شفاعت تیری شہادت پر موقوف ہے البتہ جو تجھے قتل کریں گے یا تیری مخالفت کریں گے وہ جہنمی ہوں گے قَالَ یَاجَدَّاہُ اَنَارَضِیْتُ بِذَالِکَ جناب امام حسینؑ نے فرمایا۔ نانا جان! اگر آپؐ کی امت کی شفاعت میری شہادت پر موقوف ہے تو پھر میں اس شہادت پر راضی ہوں میں چاہتا ہوں کہ میں راہ خدا میں شہید ہو جاؤں اور آپکی امت آتش جہنم میں جانے سے بچ جائے۔ سبحان اللہ امام حسینؑ کس قدر بلند حوصلہ عالی ہمت تھے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جس وقت امام حسینؑ پیدا ہوئے تو جناب سیدہ کو ایک بیماری لاحق ہوئی کہ جس کی وجہ سے امام حسینؑ اپنی والدہ کا دودھ نہیں پی سکتے تھے۔ فَطَلَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ مَرْضِعَۃً فَلَمْ یَجِدْ لَہٗ مَرْضِعَۃً پیغمبر اکرمؐ نے اپنے اس بچے کے لیے دایہ تلاش کی لیکن وہ میسر نہ آئی فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَدْخُلُ فِیْ دَارِ فَاطِمَۃَ وَیَضَعُ لِسَانَہٗ فِیْ فَمِہٖ جناب رسولؐ خدا اپنی بیٹی فاطمۃ الزہراؑ کے گھر میں تشریف لائے اور اپنے نواسے کو گود میں لے کر اپنی زبان مبارک اپنے نواسے کے دہن مبارک میں دی فَیَمَصُّ مِنْھَا لَبَنًا یَکْفِیْہِ وَیُغَذِّیْہِ یَوْمَیْنِ اَوْ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ پس جناب امام حسینؑ اپنے نانا جان کی زبان مبارک چوستے تھے تو جناب رسولؐ خدا کی

زبان مبارک سے ایک چشمہ شیر جاری ہوتا تھا اور امام علیہ السلام ایسے سیر ہوتے تھے کہ آپؑ کو دو دن یا تین دن دودھ پینے کی خواہش نہیں ہوتی تھی۔

فَفَعَلَ ذَالِکَ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا وَلَیْلَةً اسی طرح چالیس روز گزر گئے امام حسینؑ کو جب ہی بھوک لگتی تھی جناب رسولؐ خدا تشریف لا کر اپنے لخت جگر کو اپنی زبان مبارک کے ذریعہ سے سیر کرا دیتے تھے فَنَبَتَ لَحْمَ الْحُسَیْنِ مِنْ لَحْمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَدَمُهٗ مِنْ دَمِهٖ پس جناب امام حسینؑ کا گوشت جناب رسول خداؐ کے گوشت سے پیدا ہوا اور ان کا خون اپنے نانا جان حضرت محمد مصطفیؐ کے خون سے بنا۔

حضرات رونے اور ماتم کرنے کا مقام ہے کہ وہی حسینؑ کہ جن کا جسم' جسم رسولؐ سے پیدا ہوا تھا تیروں' تلواروں کی وجہ سے چھلنی چھلنی ہو چکا تھا۔ زخموں پہ زخم تھے' وہی ہونٹ جو جناب رسولؐ خدا کی زبان مبارک چوستے تھے پیاس کی شدت کی وجہ سے خشک ہو گئے تھے وَیَلُوْکُ لِسَانَهٗ مِنَ الْعَطَشِ وَیَطْلُبُ الْمَاءَ اور جناب امام حسینؑ کی زبان خشک ہو گئی تھی اور اپنی خشک زبان خشک ہونٹوں پر پھیر کر قوم اشقیاء سے پانی مانگتے تھے اور فرماتے تھے یَا قَوْمِ اَنَا سِبْطُ الْمُصْطَفٰی وَعَطْشَانٌ اے قوم! میں جناب رسول خداؐ کا نواسا ہوں اور پیاسا ہوں اور عمر سعد سے فرمایا تھا اِسْقِنِیْ شَرْبَةً مِنَ الْمَاءِ فَقَدْ نَشِفَتْ کَبِدِیْ مِنَ الظَّلَمَاءِ اے عمر سعد مجھے تھوڑا سا پانی پلا دے کہ پیاس کی وجہ سے میرا جگر جل رہا ہے۔ میرے نزدیک امام علیہ السلام نے اتمام حجت کے طور پر پانی مانگا تھا کہ روز قیامت یہ کوئی نہ کہہ سکے کہ امام علیہ السلام نے ان سے پانی نہیں مانگا تھا یا دنیا والے یہ نہ کہہ سکیں کہ حضرت نے پانی کا کسی سے سوال ہی نہیں کیا۔ ورنہ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اہلبیتؑ

کا کوئی فرد بھی کسی ظالم سے کسی قسم کا سوال کرے' حسینؑ تو کائنات کو دینے والے ہیں' بھلا حسینؑ ایسا کریم امام کسی سے کسی قسم کا سوال کر سکتا ہے ہرگز نہیں۔" (مترجم)

روایت میں ہے کہ جب امام علیہ السلام میدان کربلا میں اکیلے اور تنہا رہ گئے آپؑ نے حسرت بھری نگاہ سے ادھر ادھر دیکھا اور پھر فرمایا هَلْ مِنْ مُوَحِّدٍ يَخَافُ اللّٰهَ فِينَا وَاَغَاثَنَا آیا ہے کوئی ایسا فریاد رس کہ ہماری فریاد کو پہنچے۔ جب یہ اہلبیتؑ نے امام علیہ السلام کی یہ بیکسی اور غربت دیکھی تو خیمے سے رونے' ماتم کی صدائیں بلند ہوئیں۔ فَتَقَدَّمَ اِلٰى بَابِ الْخَيْمَةِ فَقَالَ نَاوِلُوْنِیْ عَلِيًّا اِبْنِي الطِّفْلَ حَتّٰى اُوَدِّعَه' امام علیہ السلام اپنے پردہ داروں اور بچوں کے رونے کی آواز سن کر در خیمہ پر تشریف لائے اور فرمایا میرے فرزند صغیر تشنہ لب علی اصغرؑ کو میرے پاس لے آؤ تاکہ میں اسے وداع کروں فَنَاوَلُوْهُ الصَّبِىَّ فَجَعَلَ يُقَبِّلُه' وَهُوَ يَقُوْلُ جب اس معصوم بچے کو امام علیہ السلام کے پاس لایا گیا تو آپؑ نے اس بچے کو اٹھایا اپنے گلے سے لگایا اور اس کی پیشانی' چہرے اور خشک ہونٹوں کو چوما کافی دیر تک امام علیہ السلام اصغرؑ کو چومتے رہے اور روتے بھی رہے اور مسلسل فرماتے جا رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ اس قوم پر عذاب نازل فرمائے جو ہمارے در پے آزاد رہے اس کے بعد امام علیہ السلام علی اصغرؑ کو اپنے ہاتھوں پر لیے میدان میں آئے' علی اصغرؑ اس وقت پیاس کی شدت کی وجہ سے بے ہوش تھے' حضرتؑ نے لشکر مخالف کو دکھا کر آواز بلند فرمایا اے بے رحمو! اگر حسینؑ تمہارے زعم ناقص میں قصوروار ہے تو اسے پانی نہ دو لیکن یہ تو بتاؤ کہ اس معصوم بچے کا کیا قصور ہے؟ ارے ظالمو! قیامت کی پیاس سے ڈرو اور اسے تھوڑا سا پانی دے دو کہ میرا یہ فرزند جان بلب ہے امام علیہ السلام نے انتہائی افسردہ لہجے میں علی اصغرؑ کے لیے پانی مانگا اگر یزیدیوں کی جگہ پر پتھر بھی ہوتا

تو وہ بھی پانی پانی ہو جاتا مگر افسوس کہ ان ظالموں نے امام علیہ السلام کے سوال کا جواب کس انداز میں دیا؟

فَرَمَاهُ حُرْمَلَةُ بْنُ كَاهِلِ ںالْاَسَدِیُّ لَعَنَهُ اللّٰهُ بِسَهْمٍ فَنَ بَحَهٗ فِیْ حِجْرِ الْحُسَيْنِ ناگاہ حرملہ نے پانی کے بدلے میں ایک ایسا تیر جناب علی اصغرؑ کے خشک گلے پر مارا کہ وہ تین دن کا پیاسا تڑپ تڑپ کر اپنے بابا کی گھود میں شہید ہو گیا۔ امام علیہ السلام نے زخم کے نیچے ہاتھ رکھا اور جب چلو خون سے بھر گیا تو اسے آسمان کی طرف پھینک دیا اور بارگاہ الٰہی میں عرض کی۔

اَللّٰهُمَّ هَوِّن عَلَیَّ مَانَزَلَ بِیْ بار الٰہا یہ سب رنج و آزار تیری راہِ رضا میں آسان ہیں وَبَکٰی بَکَاءً شَدِيْدًا پھر امام علیہ السلام بیتاب ہو کر زار و قطار روئے اور فرمایا وَا اَصْغَرَاهُ وَيْلٌ لِمَنْ ضَرَبَ السَّهْمَ عَلٰى حَلْقِكَ ہائے اصغرؑ ہائے میرے لال اس ظالم پر خدا کا عذاب نازل ہو جس نے تیری پیاس پر رحم نہ کھایا اور پانی کے بدلے میں تیرے سوکھے حلق پر ایسا تیر مارا کہ تو دنیا سے پیاسا چلا گیا یَعُزُّ عَلَیَّ مُفَارَقَتُكَ اے میرے پارۂ جگر! تیرے باپ پر تیری جدائی بہت دشوار ہے کہ تو یوں پیاسا میرے ہاتھوں پر مارا جائے۔

فَتَقَدَّمَ اِلٰى بَابِ الْخَيْمَةِ وَقَالَ لِزَيْنَبَ خُذِيْهِ امام علیہ السلام روتے ہوئے درِ خیمہ پر آئے اور خیمہ سے باہر کھڑے ہو کر فرمایا اے زینبؑ بہن! علی اصغرؑ کو لے لو فَلَمَّا رَأَتْ زَيْنَبُ اَخَاهَا الْحُسَيْنَ یہاں پر دو احتمال ہیں ایک یہ کہ ظالموں نے امام علیہ السلام کو مہلت نہ دی کہ آپ علی اصغرؑ کی لاش خیمہ میں لے جاتے یا یہ کہ کریم امامؑ کو مادر اصغرؑ سے شرم آئی کہ وہ اس کے فرزند کو پانی پلانے لے گئے تھے اب انھیں علی اصغرؑ کی لاش کس طرح دیں اس لیے جناب زینبؑ کو

آواز دے کر کہا کہ زینبؑ بہن اصغرؑ کو لے لو جناب زینبؑ جونہی آئیں اور اپنے بھائی کا یہ حال دیکھا کہ امام علیہ السلام کے ہونٹ پیاس کی شدت کی وجہ سے خشک ہو چکے ہیں اور آپ کے بازو سے کافی خون بہہ رہا ہے اور آپؑ کے ہاتھوں پر علی اصغرؑ کی لاش ہے اور اصغرؑ کے گلے اور کانوں سے خون نکل رہا ہے۔ بَکَتْ بُکَاءً شَدِیْدًا بی بی بلند آواز سے روئیں اور جناب رسولؐ خدا کے روضہ اقدس کی طرف خطاب کر کے بولیں وَاجَدَّاهُ وَمُحَمَّدَاهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ هٰذَا ابْنُکَ الْحُسَیْنُ وَشَفَتَاهُ ذَا بِلاَتٌ مِنَ الظَّمَاءِ وَالدَّمُ مَسْفُوْحٌ عَنْ جِسْمِهٖ ہائے نانا میں آپؐ سے ان ظالموں کے ظلم وستم کی شکایت کرتی ہوں۔

فَاَخَذَتْهُ فِی الْخَیْمَةِ جناب زینبؑ روتے ہوئے علی اصغرؑ کی لاش کو لے کر خیمہ میں آئیں فَلَمَّا رَاَتْهُ اُمُّهٗ بَکَتْ بُکَاءً شَدِیْدًا آہ جونہی یہ حال مادر اصغرؑ نے دیکھا کہ اصغرؑ کے گلے سے خون بہہ رہا ہے بے جان لاش جناب زینبؑ کی گود میں ہے اور اس ننھی لاش کے سوکھے چہرے پر مردنی چھائی ہوئی ہے عجب حال ہوا اس دل جلی ماں کا' وہ بی بی چیخیں مار کر رونے لگی اور تڑپ تڑپ کر بے قراری میں کہتی تھیں وَابُنَیَّ وَیْلٌ لِمَنْ قَتَلَکَ وَمِنَ الْمَاءِ مَنَعَکَ اے میرے بچے اے میرے پارۂ جگر! ہائے میرے اصغرؑ عذاب ہو اس ظالم پر جس نے تجھ بے زبان پر بھی رحم نہ کھایا اور پیاسا قتل کیا اور پانی نہ دیا ثُمَّ بَکَتْ بُکَاءً شَدِیْدًا حَتّٰی خَرَّتْ مَغْشِیَّةً عَلَیْهَا پھر وہ بی بی اس قدر روئی کہ روتے روتے بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑی اور امام مظلوم اور سب اہلبیتؑ بیقرار ہو کر رونے لگے امام علیہ السلام سب کو پکارتے تھے اور ان کو کوئی مددگار نظر نہ آتا تھا فَقَالَ یَا زَیْنَبُ وَیَا اُمَّ کَلْثُوْمٍ وَیَا سَکِیْنَةُ اَلْوَدَاعُ اَلْوَدَاعُ عَلَیْکُنَّ مِنِّی السَّلَامُ تو امام علیہ السلام نے فرمایا اے

زینبؑ ! اے ام کلثومؑ ! اے سکینہؑ ! الوداع الوداع تم سب کو میرا سلام آخر پہنچے۔ سکینہؑ نے جونہی اپنے بابا کی آواز کو سنا تو فوراً اپنے بابا سے لپٹ کر چیخیں مار کر رونے لگی اور یہ کہہ رہی تھی یَا اَبَتَاهُ اِستَسلَمتَ لِلمَوتِ لَیتَنِیْ کُنتُ لَکَ الْفِدَاءُ بابا آخر آپ نے موت ہی کو چن لیا ہے کاش سکینہؑ آپ پر فدا ہوتی اور آپ کا یہ حال نہ دیکھتی فَبَکَی الْحُسَیْنُ بُکَاءً شَدِیْدًا وَقَالَ یَا بُنَیَّةُ کَیفَ لاَ یَسْتَسْلِمُ مَنْ لاَ نَاصِرَ لَه، وَ لاَ مُعِینَ وَقَدْ قُتِلَ اَنْصَارُه، وَاَحِبَّآؤُه، وَبَنُوْهُ وَاِخْوَتُه، امام علیہ السلام اپنی بیٹی کی بے قراری اور مظلومیت دیکھ کر بہت روئے اور فرمایا سکینہؑ بیٹی وہ شخص کیوں نہ موت کو اختیار کرے کہ جس کا کوئی ناصر و مددگار نہ ہو بیٹی میرے سب انصار و دوست مارے گئے اور بیٹے اور بھائی آنکھوں کے سامنے تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے کوئی بھی تو زندہ نہ بچ سکا اب موت کے سوا چارہ کیا ہے۔ جناب خاتون نے رونا شروع کیا اور کہتی تھیں کاش زینبؑ کو موت آئی ہوتی اور یہ وقت نہ دیکھتی هٰذَا کَلَامُ مَن اَیقَنُ بِالمَوتِ آپؑ کی باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ بھیا آپؑ نے موت کی تیاری کر لی ہے اور آپ کی شہادت کا وقت آن پہنچا ہے۔

فَقَالَ نَعَمْ یا اُخْتَاهَ امام علیہ السلام نے فرمایا ہاں بہن میں نے مرنے کی تیاری کر لی ہے۔ یہ سن کر بی بی زینبؑ نے کہا وَیَا اَخِیْ تُقْتَلُ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْکَ بھیا میں آپ کو قتل ہوتے دیکھوں گی پھر حضرت زینبؑ بے قرار ہو کر بولیں یَا اَخَاهُ رُدَّنَا اِلٰی حَرَمِ جَدِّنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ بھائی حسینؑ اگر ممکن ہو تو ہمیں نانا رسولؐ خدا کے روضے پر پہنچا دیں امام علیہ السلام نے فرمایا اے بہن ! افسوس کہ اگر یہ قوم مجھے چھوڑ دیں تو میں آپ کو فوراً پہنچا دوں یہ لوگ تو مجھے ذرا بھر مہلت دینے پر تیار نہیں ہیں فَلَمَّا سَمِعَتْ ذَالِکَ لَطَمَتْ عَلٰی وَجْهِهَا وَاَهْوَتْ اِلٰی جَیْبِهَا فَشَقَّتْه، وَخَرَّتْ

مغْشِيَّةً عَلَيهَا جب بی بی زینبؑ نے اپنے بھائی کا حسرت بھرا یہ جملہ سنا کہ میرا بھائی ضرور شہید ہوگا تو آپ نے ماتم کرنا شروع کیا اور روتے روتے زمین پر گر پڑیں جب ہوش آیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا اِیْتِنِیْ بِثَوْبٍ عَتِیْقٍ لاَ یَرْغَبُ فِیْهِ اَحَدٌ مِنَ الْقَوْمِ اے بہن! کوئی پرانا سا لباس مجھے لا دو کہ اس کی طرف کوئی ظالم رغبت نہ کر سکے اَجْعَلُهٗ تَحْتَ ثِیَابِیْ لِئَلَّا اُجَرِّ دَمِنْهُ بَعْدَ قَتْلِیْ کہ میں پرانے لباس کو زیر لباس پہنوں گا تا کہ میری شہادت کے بعد وہ لباس میرے بدن پر رہے فَلَمَّا قُتِلَ عَرَّوْهُ وَبَقِیَ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ عُرْیَانًا لیکن افسوس کہ جب امام علیہ السلام شہید ہوئے تو ظالموں نے وہ پرانا لباس بھی اپنے ساتھ لے گئے یوں امام علیہ السلام تین دن تک بغیر کفن کے کربلا کی گرم زمین پر خاک و خون میں غلطاں پڑے رہے دن کو دھوپ اور رات کو اوس پڑتی تھی ایک پاجامہ باقی تھا کہ اس کا ازار بند لینے کے لیے شتر بان نمک حرام نے حضرت کے ان دونوں ہاتھوں کو قطع کر دیا کہ جن کے بوسے فرشتے لیتے تھے۔

روایت نمبر

21

مجلس حسینؑ میں شرکت کرنے کی فضیلت' جناب امیر علیہ السلام کا ضعیفہ کے گھر میں مشکیزے کا پہنچانا اور شہادت علی اصغرؑ اور جناب علی اصغرؑ کی ننھی سی قبر پر ان کی ماں کے رقت آمیز بین کرنا۔

مولانا عابد عسکری

وَرَدَ فِی الْحَدِیْثِ مَامِنْ قَوْمٍ اِجْتَمَعُوْا وَتَذْکُرُوْنَ فَضْلَ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ هَبَطَتْ عَلَیْهِمْ مَلاَ ئِکَۃُ السَّمَاءِ حدیث میں ہے کہ جس وقت مومنین کرام کسی جگہ پر اکٹھے ہو کر حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے فضائل و مناقب بیان کرتے ہیں تو ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان سے مصافحہ کرتے ہیں۔

فَاِذَا تَفَرَّقُوْا عَرَجَتِ الْمَلاَ ئِکَۃُ اِلٰی السَّمَاءِ پس جب وہ مومن متفرق ہوتے ہیں تو فرشتے آسمان پر چلے جاتے ہیں۔ فَیَقُوْلُ لَهُمُ الْمَلاَ ئِکَۃُ اِنَّا نَشُمُّ مِنْ رِیْحِکُمْ مَا لَا نَشُمُّہٗ مِنَ الْمَلاَ ئِکَۃِ اور دوسرے آسمانی فرشتے ان سے کہتے ہیں کہ اس وقت ہمیں تم میں سے ایسی خوشبو آ رہی ہے کہ وہ ہم دوسرے فرشتوں سے نہیں سونگھتے۔

فَیَقُوْلُوْنَ کُنَّا عِنْدَ قَوْمٍ یَذْکُرُوْنَ مُحَمَّدًا وَاَهْلَبَیْتِہٖ. وہ فرشتے کہتے ہیں کہ ہم اس وقت ان لوگوں کے پاس تھے کہ جو محمدؐ و آل محمدؐ کے ذکر میں مشغول تھے' پس یہ خوشبو ان کی خوشبو ہے؟ وہ فرشتے کہتے ہیں کہ ہمیں بھی وہاں پر لے چلو جہاں ذکر اہل بیتؑ ہوتا ہے یہ فرشتے کہتے ہیں کہ اس وقت وہ لوگ اپنے اپنے گھروں کی طرف جا چکے ہیں۔

فَیَقُوْلُوْنَ اذْهَبُوْنَا فِیْ الْمَکَانِ الَّذِیْ یَذْکُرُوْنَ فِیْہِ پھر وہ فرشتے کہتے ہیں کہ ہمیں اس مکان ہی میں لے چلو کہ جہاں وہ لوگ یہ ذکر کرتے ہیں۔

کتاب کنز الفوائد میں جناب ابو ذر غفاریؓ سے منقول ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰؐ کا ارشاد گرامی ہے۔ یَا اَبَا ذَرٍّ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی جَعَلَ عَلٰی کُلِّ رُکْنٍ مِنْ اَرْکَانِ عَرْشِہٖ سَبْعِیْنَ اَلْفَ مَلَکٍ اے ابو ذرؓ! اللہ تعالیٰ نے ارکان عرش سے ہر رکن پر ستر ہزار فرشتے مقرر کیے ہیں لَیْسَ لَهُمْ تَسْبِیْحٌ وَ لَا عِبَادَۃٌ اِلَّا الدُّعَاءَ

لعلِيٍّ وَشِيعَتِهٖ وَالدُّعَاءُ عَلٰی اَعْدَائِهٖ. وہاں پر وہ نہ عبادت کرتے ہیں اور نہ دعا بلکہ ان کا کام ہے موالیان علیؑ پر درود بھیجنا اور ان کے حق میں دعا کرنا۔ وہ فرشتے ہر وقت محمدؐ آل محمدؐ کے دشمنوں پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلْقَايَدَيْهِ فِیْ عُنُقِ عَلِيٍّ وَيُقَبِّلُ وَيَبْكِیْ وَ يَقُوْلُ جناب عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ ایک روز میں نے جناب رسولؐ خدا کو دیکھا کہ آپ نے جناب امیرؑ کی گردن میں دونوں ہاتھ ڈالے اور پیار سے ان کا منہ چومتے ہیں اور رو رو کر فرماتے ہیں۔ بِاَبِیْ اَنْتَ یَا وَحِیْدَ الشَّهِیْدُ اے مسجد میں تنہا شہید ہونے والے میرا باپ تجھ پر فدا ہو وَجَعَلَ يَبْكِیْ وَيَتَّخِذُ عَرَقَ وَجْهِهٖ وَيَلْطَخُ بِهٖ وَجْهَهٗ یہ کہہ کر آپؐ روتے جاتے تھے اور علیؑ کے چہرے کا پسینہ پونچھتے تھے اور اپنے چہرے پر ملتے تھے۔

ایک اور روایت ہے کہ جنگ خندق میں جس روز عمرو بن عبدود کے ہاتھ سے جناب امیرؑ کے سر پر زخم لگا فَشَدَّ النَّبِیُّ جُرْحَهٗ مِنْ يَدِهٖ وَيَبْكِیْ وَيَقُوْلُ پس جناب رسولؐ خدا اپنے دست مبارک سے علیؑ کے زخم پر پٹی باندھتے اور روتے جاتے تھے اور فرماتے تھے اَيْنَ اَكُوْنُ اِذَا خُضِبَتْ هٰذِهٖ مِنْ هٰذِهٖ اس وقت میں کہاں ہوں گا جس وقت یہ ریش مبارک اس سر اطہر خون سے رنگین ہو جائے گی۔

روایت ہے کہ ایک دن حضرت علی مرتضیٰؑ کہیں جا رہے تھے تو راستہ میں ایک مومنہ خاتون کو دیکھا کہ اس نے پانی کی بھری ہوئی مشک اپنے کندھوں پر اٹھا رکھی ہے اور بڑی مشکل سے چل رہی ہے۔ فَدَنَا مِنْهَا اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ رَحْمَةً عَلَيْهَا وَقَالَ یَا اَمَتَ اللّٰهِ اِعْطِيْنِیْ قِرْبَتَكِ پس حضرت امیر علیہ السلام کو اس پر رحم آیا اس کے پاس جا کر فرمایا کہ یہ مشک مجھے دے دو کہ تم تھک گئی ہو میں تجھے گھر

تک پہنچا دیتا ہوں وَالْمَرْأَةُ مَا عَرَفَتْهُ فَاَعْطَتْهُ قِرْبَتَهَا فَحَمَلَهَا اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذَهَبَ مَعَهَا اِلٰی مَنْزِلِهَا اس بڑھیا نے امام علیہ السلام کا نام تو سن رکھا تھا لیکن آپ کو دیکھا ہوا نہیں تھا اس لیے وہ آپ کی شکل وصورت کو نہ پہچانتی تھی۔ امام علیہ السلام اس بڑھیا کا مشکیزہ اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے چل پڑے یہاں تک کہ وہ مشکیزہ بڑھیا کے گھر تک لے آئے۔ پھر آپ نے پوچھا کہ اے بڑھیا! تو کون ہے اور تیرا ذریعہ معاش کیا ہے؟ وہ بولی میرے شوہر کو علی ابن ابی طالبؑ نے جہاد پر بھیجا تھا وہ مارا گیا۔ میرے بچے یتیم ہو گئے ہیں۔ میں محنت مزدوری کرتی ہوں۔ پانی بھر کر لوگوں کے گھروں تک پہنچاتی ہوں میں جو بھی کماتی ہوں وہ آ کر اپنے یتیم بچوں پر خرچ کر دیتی ہوں۔ جناب امیر علیہ السلام نے جب اس کا حال سنا تو آپ کے چہرہ مبارک کا رنگ متغیر ہو گیا اور آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور اپنے گھر تشریف لائے وَمَا نَامَ فِیْ تِلْکَ اللَّیْلَةِ بِالْقَلَقِ وَالْاِضْطِرَابِ امام علیہ السلام پریشانی اور دکھ کی وجہ سے رات بھر سو نہ سکے۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے ایک چادر میں اس کے لیے اناج اور گوشت باندھا اور پشت مبارک پر رکھ کر بڑھیا کے گھر کی طرف چل پڑے۔ راستہ میں آپ کو آپ کا ایک صحابی ملا قَالَ یَا مَوْلَایَ اَعْطِنِیْ هٰذَا لِاَحْمِلَهٗ مَعَکَ قَالَ مَنْ یَحْتَمِلُ وِزْرِیْ عَنِّیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ عرض کی مولا یہ سامان مجھے دیجئے کہ آپؑ نے جہاں بھی جانا ہے اسے میں پہنچا دیتا ہوں۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ آج دنیا میں تو نے میرا بوجھ اٹھا لینا ہے کل قیامت کے روز میرا بوجھ کون اٹھائے گا؟ یہ کہہ کر آپ اس مومنہ کے دروازے پر آئے اور آواز دی وہ بولی تو کون ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ میں وہی بندۂ خدا ہوں جو کل تیری مشک اٹھا کر تیرے گھر لایا تھا۔ وہ کہنے لگی خدا تجھ سے راضی ہو اور تجھ پر رحم و کرم

کرے اور میرے اور علیؑ کے درمیان انصاف کرے۔ یہ سن کر امام علیہ السلام چپ رہے۔ الغرض جب دروازہ کھلا حضرت اس کے گھر میں تشریف لے آئے اور آپ نے وہ اناج اس کے سامنے رکھ دیا اور فرمایا میں ایک بندہ خدا ہوں چاہتا ہوں کہ کچھ کارِ ثواب کروں، اس نیت سے خدا کی رضا کے لیے تیری خدمت کرنے آیا ہوں پس یا تو بچوں کو بہلا اور میں کھانا تیار کرتا ہوں یا تیرے بچوں کو میں بہلاتا ہوں اور تو کھانا پکا۔ وہ بولی کہ میں آٹا گوندتی ہوں اور تو میرے بچوں کا خیال رکھ اور گوشت بھی پکاتا جا۔ حضرتؑ نے فرمایا ٹھیک ہے یہ دونوں کام میں کر دیتا ہوں۔ چنانچہ آپ بچوں کو بہلانے لگے بلکہ بچے جس کام میں خوش ہوتے تھے آپ وہی کرتے تھے اور لقمہ بنا کر ان کو کھلاتے تھے اور ان کے سر پر دست شفقت پھیرتے اور رو رو کر فرماتے تھے اے یتیمو اے میرے فرزندو علیؑ کو معاف کر دو کہ اس نے تمہاری خبر نہ لی، پس جب وہ عورت آٹا گوند کر فارغ ہو چکی تو کہا: اے بندۂ خدا اٹھو اور تنور کو جلد روشن کرو۔ امام علیہ السلام اٹھے اور تنور میں آگ سلگائی اور جب تنور کا شعلہ بھڑکا اور اس کی گرمی سے حضرت کو تکلیف پہنچی تو فرمانے لگے۔

ذُقْ یَاعَلِیُّ هٰذَا جَزَاءُ مَنْ ضَیَّعَ الْاَرَامِلَ وَالْیَتَامٰی یعنی اے علیؑ اس حرارت آتش کا مزہ چکھو یہ سزا اس شخص کی ہے کہ جو بیواؤں اور یتیموں کی خبر نہ لے اور وہ پریشان حال رہیں وَمَعَ ذَالِکَ کَانَ یَبْکِیْ اور اس کے ساتھ آپؑ روتے تھے اِذْجَاءَ تِ الْمَرْأَةُ وَتَعَجَّبَتْ وَقَالَتْ یَا هٰذِهِ اَتَعْرِفِیْنَه، قَالَتْ لَا ناگاہ محلے کی ایک عورت آئی اور حیران ہو کر اس ضعیفہ سے بولی کہ تو پہچانتی ہے کہ یہ کون ہیں اس نے کہا: میں نہیں جانتی لیکن اتنا ضرور جانتی ہوں کہ یہ متقی و پرہیزگار اور نیک ترین شخص ہے، اس نے مجھ پر ترس کھایا اور میری مدد کی۔ قَالَتْ وَیْحَکِ هٰذَا

اَمِیرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَخُوْسَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَزَوْجُ سَیِّدَةِ نِسَاءِ الْعَالَمِیْنَ وہ بولی کہ افسوس ہے تجھ پر کہ تو نے ان کا احترام نہ کیا یہ تو امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالبؑ ہیں تو ان سے کام لے رہی ہے یہ تو برادر رسولؐ خدا' شوہر نامدار جناب فاطمہ زہراؑ ہیں اے بے شعور یہ وہ شخص ہے کہ جس نے دُرِ خیبر اکھاڑا ہے اور جنگ احد میں ایسا لڑا کہ ملک فلک پر لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار پکارا جائے فَلَمَّا سَمِعَتْ کَلَامَهَا وَقَعَتْ عَلٰی اَقْدَامِهٖ وَبَکَتْ وَقَالَتْ پس جب اس عورت نے سنا کہ یہ جناب امیرؑ ہیں تو دوڑ کر پاؤں پر گر پڑی اور رو کر بولی وَاحَیَائِیْ مِنْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاخَجَالَتِیْ مِنْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاغَفْلَتِیْ مِنْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ہائے مولا میں آپ سے شرمندہ ہوں اور مجھے ندامت ہوئی۔ اپنے آپ پر اور افسوس کہ میں آپ سے غافل رہی اے امیر المومنینؑ اور آپ کی عزت نہ کی مجھے پتہ ہی نہیں تھا کہ آپ ہی ہمارے آقا و مولا ہیں' اس لاعلمی میں مجھ سے بے ادبی ہوگئی ہے کہ آپ سے گھر کا کام کاج کروایا۔ اس وقت امام علیہ السلام نے شرم سے سر جھکا لیا اور آہستہ فرمانے لگے وَاحَیَائِیْ مِنْکِ یَا اَمَةَ اللّٰهِ فِیْمَا قَصَرْتُ فِیْ اَمْرِکِ اے کنیز خدا تو کیوں شرمندہ ہو کر روتی ہے کہ میں خود تجھ سے شرمندہ ہوں کہ میں نے تیرے حق میں تقصیر کی اور تیری اور تیرے یتیم بچوں کی خبر نہ لی اور تو مصیبت میں تھی تیرا شکوہ بجا ہے اب تو علیؑ کو دل سے بخش دے۔

سبحان اللہ جناب امیرؑ کی یتیم پروری کا تو یہ حال تھا اور افسوس اس زمانہ غدار پر کہ ایسے کریم کی اولاد سے کیا کیا سلوک کیا۔

فرزند حیدر کرارؑ نے ان ظالموں کا کیا قصور کیا تھا کہ وہ اس قدر آپؑ کو تکلیفیں دیتے۔ چنانچہ راوی لکھتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام جب اصغرؑ کو خیمہ سے

لائے تو وہ معصوم شدت تشنگی سے بے ہوش تھا۔ امامؑ نے لشکر مخالف سے خطاب کر کے فرمایا کہ اے بے رحمو! اگر حسینؑ تمھارے زعم ناقص میں قصور وار ہے تو یہ میرا معصوم و شیر خوار تو بے گناہ ہے تشنگی قیامت سے ڈرو تھوڑا سا پانی اسے پلا دو کہ یہ جان بلب ہے۔ پس اس کے جواب میں فَرَمَاهُ حُرمَلَةُ بْنُ كَاهِلِ نِ الْاَسَدِیّ لَعَنَةُ اللّٰهُ بِسَهمٍ فَذَبَحَهُ فِیْ حِجرِ الْحُسَيْنِ ناگاہ حرملہ لعین نے اس معصومؑ کے خشک اور نازک گلے پر ایسا تیر مارا کہ وہ بچہ تڑپ تڑپ کر باپ کی گود میں شہید ہو گیا۔ واقعتاً ایسے مظالم کسی فرد بشر پر نہیں ہوئے جیسے فرزند زہراؑ پر ہوئے ہیں۔ آج تک میدان جنگ میں کسی کا بچہ جو چھ مہینے کا ہو اور پیاسا ہو شہید ہوا ہے؟ جناب امام حسینؑ کے اپنا ہاتھ اصغرؑ نے زخم کے نیچے رکھا جب چلو خون سے بھر جاتا تو آپؑ رو رو کر آسمان کی طرف پھینک دیتے تھے۔

فَلَمْ يَسقُطْ مِنْ ذَالِكَ الدَّمِ قَطرَةٌ اِلَی الْاَرْضِ پس اس خون سے ایک قطرہ بھی زمین پر نہ گرتا تھا ثُمَّ قَالَ لَا يَكُونُ اَهْوَنَ عَلَيكَ مِنْ فَصِيلٍ پھر امام علیہ السلام نے فرمایا خداوندا! یہ میرا فرزند اصغرؑ تیرے نزدیک ناقہ صالح سے کم نہیں ہے اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنتَ حَبَستَ عَنَّا النُّصرَةَ فَاجْعَلْ ذَالِكَ لِمَا هُوَ خَيرٌ لَنَا بارالہا اگر تو اس وقت ہماری نصرت میں مصلحت نہیں سمجھتا تو ان مصائب کو ہماری آخرت کے ثواب اور ہماری بلندی درجات کا ذریعہ بنا ثُمَّ نَزَلَ عَنْ فَرَسَهُ وَحَفَرَ لِلصَّبِیِّ بِجَفنِ سَيفِهٖ وَرَمَّلَهُ بِدَمِهٖ وَدَفَنَهُ پھر امام علیہ السلام گھوڑے سے اترے اور نوک شمشیر سے اپنے جگر گوشے کے لیے ایک قبر کھودی اور اسے سپرد خاک کیا۔

ننھی سی قبر کھود کے اصغرؑ کو گاڑ کے
شبیرؑ اٹھ کھڑے ہوئے دامن کو جھاڑ کے

فَبَکٰی بُکَاءً شَدِیْدًا وَقَالَ اٰہُ اٰہُ حَتّٰی بَکٰی الْقَوْمُ راوی کہتا ہے کہ امام علیہ السلام اپنے معصوم اصغرؑ کو دفن کر کے اس کی ننھی سی قبر پر کھڑے ہو کر کافی دیر تک روتے رہے اور بہت زیادہ روئے۔ آپ کے رونے کی آواز سن کر دشمن بھی رونے لگے۔ قَالَ عَبْدُ الْحَمِیْدِ فَخَرَجَتْ اُمُّہٗ مِنَ الْفُسْطَاطِ نَاشِرَۃَ الشَّعْرِ لَاَ قِطمَۃَ الْوَجْہِ وَھِیَ تَقُوْلُ وَاصُغرَاہُ فِدَاکَ اُمُّکَ قَتَلُوْکَ.

عبدالحمید کہتا ہے کہ امام علیہ السلام کی آواز گریہ خیموں میں پہنچی تو بیبیوں کو یقین ہو گیا کہ وہ شیر خوار بچہ شہید ہو گیا ہے پس دفعتہً علی اصغرؑ کی ماں روتی ہوئی سر کے بال کھولے ہوئے خیمہ سے نکلی اور یوں بین کرتی تھی افسوس اے میرے اصغرؑ تیری ماں تجھ پر قربان ہو اس قوم جفا کار نے تجھے پانی کا ایک گھونٹ نہ دیا اور پانی پلانے کی بجائے تیرے حلق نازنین پر تیر ستم چلایا اور تو پیاسا مجھ سے رخصت ہو گیا' کاش تیری یہ دکھیا ماں مر جاتی اور تو زندہ رہتا۔ تیرے مرنے کے بعد میرے جینے کا کیا فائدہ! مجھے دکھ تو اس بات کا ہے کہ میں تجھے جی بھر کر دودھ بھی نہ پلا سکی۔ میرے پاس پانی کی ایک بوند بھی نہ تھی کہ تیرے خشک ہونٹوں کو تر کرتی ثُمَّ جَاءَ تْ عَلٰی قَبْرِہٖ وَانْکَبَّتْ بِنَفْسِھَا عَلَیْہِ وَاعْتَنَقَتْہُ وَبَکَتْ بُکَاءً شَدِیْدًا حَتّٰی بَلَّ التُّرَابَ بِدُمُوْعِھَا پھر قبر علی اصغرؑ پر آ کر اتنا روئی کہ روتے روتے قبر پر گر پڑی اور آنسوؤں سے ساری قبر تر ہو گئی۔ پھر جناب امام حسینؑ اس مغموم اور دکھیا کو خیمہ میں لے آئے اس وقت سکینہؑ ماں کی گود خالی دیکھ کر رونے لگی اور بار بار اپنی ماں سے پوچھتی تھی کہ اماں میرے بھیا اصغرؑ کو کیا کیا؟ یہ بار بار پوچھتی تھی اور روتی تھی اس حالت کو دیکھ کر ہر شخص رو رہا تھا۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے ایک قیامت برپا ہو چکی ہے۔

روایت نمبر
22
فضائل آل محمدؐ، حضرت یعقوبؑ کا فراق یوسفؑ میں گریہ کرنا اور جناب فاطمہؑ کا اپنے پیاروں سے بچھڑنا، باپ بیٹی کی جدائی کا ایک المناک منظر، جناب فاطمہ صغریٰؑ کا اپنے بابا کے نام خط لکھنا، وہ خط لے کر قاصد کربلا میں پہنچنا۔
مولانا عابد عسکری

رَوٰی اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
مَنْ اَحَبَّنَا وَاَحَبَّ هٰذَیْنِ یَعْنِیْ حَسَنًا وَ حُسَیْنًا وَاَبَاهُمَا
وَاُمَّهُمَا کَانَ مَعِیَ فِیْ دَرَجَتِیْ۔

صواعق محرقہ میں احمد بن حنبل نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا: جو مجھے دوست رکھے گا اور میرے ان دونوں شہزادوں حسنؑ و حسینؑ اور ان کے پدر بزرگوار اور ان کی والدہ محترمہ کو تو وہ شخص میرے درجے میں میرے ساتھ ہوگا'' اور حدیث میں ہے کہ انبیاءؑ سابق میں سے تین بہت گریہ کرنے والے نبی تھے حضرت آدمؑ' حضرت یعقوبؑ' اور حضرت یوسفؑ۔

فَاَمَّا اٰدَمُ فَبَکٰی عَلَی الْجَنَّةِ حَتّٰی صَارَفِیْ خَدَّیْهِ اَمْثَالُ الْاَوْدِیَةِ پس جناب آدمؑ بہشت کے فراق میں بہت زیادہ روئے یہاں تک کہ آپؑ کے دونوں رخساروں پر گڑھوں کے نشانات پیدا ہو گئے وَاَمَّا یَعْقُوْبُ فَبَکٰی عَلٰی یُوْسُفَ حَتّٰی ذَهَبَ بِهٖ بَصَرُهٗ' اور یعقوب علیہ السلام اپنے فرزند یوسف علیہ السلام کے فراق میں اتنا روئے کہ آپ کی آنکھوں کی روشنی جاتی رہی اور نابینا ہو گئے۔

تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جس روز جناب یوسفؑ کے بھائی یوسفؑ کو اپنے والد گرامی جناب یعقوبؑ سے جدا کر کے لے گئے؟ اس دن جناب یعقوبؑ ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر اپنے بیٹے کے غم میں روتے رہے تھے۔ جناب یوسفؑ کی ایک بہن تھی کہ جو یوسفؑ سے بہت زیادہ پیار کرتی تھی وہ اپنے بابا کے پاس بیٹھی رہی۔ جب شام ہوئی تو اس وقت حضرت یعقوبؑ نے کہا بیٹی کیا وجہ ہے کہ اب تک یوسفؑ واپس نہیں آیا؟ میرے سینے میں آگ کے شعلے اٹھ رہے ہیں اور میرے قلب مضطر کو بالکل چین نہیں آ رہا' خواہر یوسفؑ اپنے بابا کو تسلی دیتی تھی

اور کہتی تھیں کہ بابا صبر کرو میرے بھیا خیر و خیریت سے آ جائیں گے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام ایک بلند ٹیلا پر بیٹھ کر اپنے بیٹے کا انتظار کرنے لگے۔ اچانک صحرا سے گرد نمودار ہوئی حضرت یعقوبؑ نے اپنی بیٹی سے پوچھا کہ یہ گرد کیسی ہے؟ خواہر یوسفؑ نے کہا کہ بابا لگتا ہے کہ میرے بھائی آ رہے ہیں؟ پس جب وہ نزدیک پہنچے تو بی بی نے دیکھا یوسفؑ کا پیرہن خون سے رنگین ہے اور سب بھائی روتے چلے آ رہے ہیں حضرت یعقوبؑ نے کہا بیٹی کہ رونے کی آوازیں کیوں بلند ہیں دیکھو تو سہی میرا یوسفؑ کہاں ہے۔

وہ بولی بابا جان سب بھائی تو موجود ہیں لیکن مجھے بھائی یوسفؑ نظر نہیں آ رہا۔ یہ سن کر جناب یعقوبؑ نے ایک آہ سرد لی اور فرمایا کہ اپنے بھائیوں کو میرے پاس بلاؤ چنانچہ خواہر یوسفؑ نے انھیں بلایا اور وہ روتے ہوئے آہ و فغاں بلند کرتے ہوئے اپنے والد گرامی حضرت یعقوبؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے بابا جان یوسفؑ کو بھیڑیا لے گیا ہے۔ یہ سنتے ہی حضرت یعقوبؑ کو غش آ گیا اسی حالت میں جناب یعقوبؑ کو اٹھا کر گھر میں لے آئے۔ خواہر یوسفؑ اپنے بابا کے سرھانے بیٹھ کر رو رہی تھیں کہ ان کے آنسو جناب یعقوبؑ کے چہرے پر گرے آنکھیں کھول کر کہا بیٹی میں اس وقت کہاں ہوں؟ بی بی نے کہا بابا آپ اپنے گھر میں ہیں۔ حضرت یعقوبؑ نے کہا کہ میرا یوسفؑ بھی ہے؟ بچی نے کہا یوسفؑ کو بھیڑیا لے گیا ہے یوسفؑ یہاں کہاں ہے یہ سن کر جناب یعقوبؑ کو پھر غش آ گیا۔ القصہ حضرت یعقوبؑ فراقِ یوسفؑ میں اس قدر رویا کرتے تھے کہ فرشتوں نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: بارالٰہا! یعقوبؑ کو یوسفؑ سے ملا دے یا انھیں صبر عطا فرما' یا ہمیں بھی اجازت عنایت فرما کہ ہم دنیا میں جا کر گریہ یعقوبؑ میں

شریک ہوں؟ غرض ہر صبح کو جناب یعقوبؑ کنعان کے صحراؤں میں چلے آتے اور یوسفؑ کو ڈھونڈتے رہتے تھے اور کہتے تھے۔ یَابُنَیَّ یَاقُرَّۃَ عَیۡنِیۡ اَفِیۡ اَیِّ بِئۡرٍ طَرَحُوۡکَ اے میرے پیارے بیٹے' اے میری آنکھوں کے تارے بیٹا یوسفؑ انھوں نے تجھے کس کنویں میں ڈال دیا ہے؟ اَبِاَیِّ سَیۡفٍ قَتَلُوۡکَ اَبِاَیِّ اَرۡضٍ دَفَنُوۡکَ آیا تجھے کس تلوار سے قتل کیا آیا کس زمین میں تجھے دفن کیا وَسَالَ رَبَّہٗ' اَنۡ یَاتِیَہٗ' مَلَکُ الۡمَوۡتِ فَاَتَاہُ فَسَالَہٗ ھَلۡ قَبَضۡتَ رُوۡحَ وَلَدِیۡ قَالَ لَا بَلۡ ھُوَ حَیٌّ وَلَمۡ یُعۡلِمۡہُ اَیۡنَ ھُوَ جناب یعقوبؑ نے خدا سے دعا کی کہ بار الہا میرے پاس عزرائیلؑ کو بھیج دے جب عزرائیلؑ ان کے پاس آئے تو آپؑ نے پوچھا: اے ملک الموت! کیا تو نے میرے یوسفؑ کی روح قبض کی ہے؟ عزرائیلؑ نے کہا: نہیں' بلکہ وہ زندہ ہے مگر یہ نہ بتایا کہ وہ کہاں ہے۔ اس غم میں جناب یعقوبؑ اتنے روئے کہ ان کی آنکھوں کا نور جاتا رہا۔

اب سوچنے کی بات ہے کہ ایک بیٹے کی جدائی میں جناب یعقوبؑ کا یہ حال ہوا حالانکہ آپؑ جانتے تھے کہ وہ زندہ ہے لیکن قربان جایئے جناب امام حسینؑ پر کہ آنکھوں کے سامنے کیسے کیسے عزیزوں کو ٹکڑے ٹکڑے ہوتے دیکھا۔ عباسؑ کے شانے قلم دیکھے' قاسمؑ کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے ٹکڑے ٹکڑے دیکھا' اصغرؑ کو تیر کھاتے دیکھا ہم شکل پیغمبرؐ کو تیروں اور تلواروں سے زخمی ہو کر زمین پر تڑپتا دیکھا اور ان تمام مصائب پر آپؑ نے صبر کیا اور آپؑ نے کسی کو بھی بددعا نہ کی۔ وَاَمَّا یُوۡسُفَ فَبَکٰی عَلٰی یَعۡقُوۡبَ ادھر جناب یوسفؑ اپنے والد گرامی جناب یعقوبؑ کے غم میں اس قدر روئے حَتّٰی تَاَذّٰی بِہٖ اَھۡلُ السِّجۡنِ یہاں تک کہ تمام قیدی پریشان ہو گئے اور کہا اے یوسفؑ! آپ یا دن کو رویا کریں اور رات کو خاموش رہیں

یا رات کو روئیں اور دن میں خاموش رہیں۔ یہ چند دنوں کی جدائی تھی یہ دونوں بزرگوار بہت زیادہ روئے حالانکہ ان دونوں کو اس بات کا علم تھا کہ وہ ایک دن آپس میں ضرور ملیں گے وَلٰكِنَّ مُفَارَقَةَ الْاَقْرِبَاءِ هِيَ اَشَدُّ الْمَصَائِبِ مگر درحقیقت عزیزوں کی جدائی سخت ترین مصیبت ہے۔ فَانْظُرُوْا اَيُّهَا الْاِخْوَانُ اِلٰى فَاطِمَةَ الصُّغْرٰى وَالْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ پس مومنین غور و فکر کرو اور سوچو تو سہی کہ فاطمہ صغریٰ اور حسینؑ ابن علیؑ کی جدائی کتنی جدائی تھی اور یہ غم کس قدر بڑا تھا یہ ایسی جدائی تھی کہ عمر بھر پھر ملاقات نہ ہو سکی اس فراق اور جدائی کا سبب یہ بتایا جاتا ہے کہ فَاِنَّهَا كَانَتْ مَرِيْضَةً يَوْمَ خُرُوْجِ وَالِدِهَا الْحُسَيْنِ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلَى الْعِرَاقِ جس روز امام علیہ السلام نے سفر کیا وہ بی بی سخت مریض تھی اور سفر کرنے کے قابل نہ تھی۔ جب یہ کارواں عازم سفر ہوا تو بی بی اپنے بابا کے دامن سے لپٹ گئی اور کہنے لگی بابا! كَيْفَ اَسْتَقِرُّ بَعْدَكُمْ وَاَرٰى مَنَازِلَكُمْ خَالِيَةً مِنْكُمْ آپ کے چلے جانے کے بعد مجھے کس طرح قرار آئے گا اور آپؑ سے جب گھر خالی نظر آئے گا اور اس میں میرا کوئی ہم نشین، انیس نظر نہ آئے گا یَا اَبَتِ خُذْنِيْ مَعَكَ فَلَيْسَ لِيْ صَبْرٌ عَلٰى فِرَاقِكَ وَفِرَاقِ عَمَّاتِيْ وَ اَخَوَاتِيْ بابا جان مجھے اپنے ساتھ لے چلیں میں آپ کے فراق پر صبر نہیں کر سکوں گی اور میں پھوپھیوں، بہنوں کی جدائی بھی برداشت نہ کر سکوں گی۔

خُصُوْصًا اَخِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّضِيْعِ خاص طور پر اپنے چھوٹے بھائی علی اصغرؑ کی جدائی پر بیحد غمگین ہوں ثُمَّ بَكَتْ بُكَاءً شَدِيْدًا حَتّٰى غُشِيَ عَلَيْهَا پھر جناب فاطمہؑ صغریٰؑ بہت زیادہ روئیں اور روتے روتے بے ہوش ہو گئیں۔ جب امام علیہ السلام نے صغریؑ کی یہ حالت دیکھی تو بے اختیار رونے لگے وَاجْتَمَعَ غَمٌّ

الدُّنیَا عَلَیْہِ اور دنیا کے تمام غم و الم امام علیہ السلام پر ٹوٹ پڑے اور آپؑ نے آسمان کی طرف منہ کر کے دعا کی اور کہا: اے بیٹی فاطمہ صغریٰ جب میں عراق میں پہنچوں گا۔ اور مجھے ٹھہرنے کی صورت نظر آئی تو میں عباسؑ اور علی اکبرؑ کو تیرے لینے کے لیے بھیجوں گا غرض حضرت امام حسینؑ روتے ہوئے فاطمہؑ کو چھوڑ کر سفر غربت کی طرف روانہ ہو گئے اور فاطمہؑ روتی ہوئی گھر میں آ ئیں۔

اِذَا رَاٰهَانَاحَتْ وَنَدَبَتْ وَصَاحَتْ حَتّٰی ضَعُفَتْ قُوَّتَهَا جب فاطمہؑ کو وہ گھر خالی نظر آیا اور ایک ایک کو یاد کر کے ماتم کیا اور روئیں کہ بے ہوش ہو گئیں۔ فَاجْتَمَعَتْ عَلَیْهَا نِسَاءُ اَهْلُ الْمَدِیْنَةِ پس اس گھر میں مدینہ کی عورتیں جمع ہوئیں فَاهْجَعَتْهَا وَاَسْکَنَتْهَا اور سبھی نے فاطمہؑ کو بہلایا اور تسلیاں دیں اور بی بی کو چپ کراتے ہوئے کہا کہ اے فاطمہؑ اس قدر پریشان نہ ہو کہ سب کے عزیز پردیس جاتے ہیں اور پھر لوٹ آتے ہیں' خدا سے دعا کرو کہ تمھارے مسافر صحیح و سالم تم سے ملیں۔ وہ عورتیں بی بی کو تسلی دے کر اپنے اپنے گھروں کو چلی گئیں وَبَقِیَتْ ضَعِیْفَةٌ عَلِیْلَةٌ اور بیمار صغریٰ گھر میں اکیلی رہ گئیں۔ یہ بی بی ہر روز' ہر وقت اپنے عزیزوں کو یاد کر کے رویا کرتی تھیں۔ ایک دن آپؑ بہت زیادہ روئیں' کچھ دیر کے بعد فَذَکَرَتْ مَادَعَوْهَا اَبُوْهَا صغریٰ کو بابا کا وعدہ یاد آیا کہ بابا نے تو مجھ سے کہا تھا کہ عراق پہنچ کر تیرے پاس عباسؑ و اکبرؑ کو بھیجوں گا اب تو کافی دن گزر گئے ہیں انھوں نے مجھے کیوں نہیں بلایا خدا خیر کرے وَکَتَبَ لَهُمْ کِتَابًا فِیْهِ سَلَامٌ وَعِتَابٌ وَطَوِیَةٌ

بی بی نے اپنے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے ایک خط لکھا وہ اشتیاق دیدار اور شکایت سے بھرا ہوا تھا اور اس کو بند کیا وَلَبِسَتْ اِزَارَهَا وَخَرَجَتْ مَعَ جَوَارِیْهَا

اِلٰی بَابِ الْمَدِیْنَۃِ اور چادر اوڑھ کر کچھ کنیزوں کو اپنے ساتھ لے کر مدینہ منورہ کے دروازے پر تشریف لے گئیں وَاِذَا بِاَعْرَابِیِّ رَاکِبٍ عَلٰی نَجِیْبٍ ھُوَ یَجِدُّ السَّیْرَ ناگاہ ایک اعرابی ناقہ پر سوار نظر آیا کہ وہ تیزی کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے فَسَالَتْہُ جَوَارِیْھَا اَیْنَ تُرِیْدُ یَا اَخَا الْعَرَبِ پس کنیزانِ فاطمہؑ نے اس سے پوچھا کہ اے بھائی تو کہاں جا رہا ہے فَقَالَ اُرِیْدُ الْعِرَاقَ وہ بولا میں عراق جا رہا ہوں فَقَالَتْ لَہٗ فَاطِمَۃُ الصُّغْرٰی یَا ھٰذَا اَمَا تَعْمَلُ مَعِیَ مَعْرُوْفًا یُجَازِیْکَ بِہٖ جَدِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ. یہ سن کر بی بی نے کہا اے شخص کیا تو ہم پر ایک احسان کر سکتا ہے اور اس احسان کی جزا تجھے ہمارے جد بزرگوار جناب رسولؐ خدا دیں گے۔ فَقَالَ مَاھُوَ وہ بولا فرمایئے وہ کام کیا ہے قَالَتْ لَہٗ اَوْصِلْ ھٰذَا الْکِتَابَ اِلٰی وَالِدِی الْحُسَیْنِ بی بی نے کہا کہ یہ میرا خط میرے بابا حسینؑ تک پہنچا دے وَقَبِّلْ یَدَیْہِ وَرِجْلَیْہِ نِیَابَۃً مِنِّی اور اے عرب جب تو فرزند رسول کی خدمت میں پہنچے تو میری طرف سے ان کے ہاتھ پاؤں چومنا اور ان کی پیشانی پر بوسہ دینا فَقَالَ لَھَا حُبًّا وَکَرَامَۃً لِلّٰہِ وَلِجَدِّکَ رَسُوْلِ اللّٰہِ پس وہ عرب بولا میں خدا اور اس کے رسولؐ کی خوشنودی کی خاطر ضرور یہ خط آپ کے والد گرامی جناب امام حسینؑ تک پہنچا دوں گا فَاَخَذَ الْکِتَابَ وَجَدَّا سَیْرَ حَتّٰی وَصَلَ اِلَی الْعِرَاقِ پس وہ بی بی سے خط لے کر روانہ ہو گیا اور جناب فاطمہ زہراؑ گھر میں واپس لوٹ آئیں اور انتظار کرنے لگیں کہ اب بھائی اور چچا مجھے لینے کے لیے آئیں گے ادھر وہ عرب عراق میں پہنچا وَوَصَلَ اِلٰی کَرْبَلَا وَکَانَ وُصُوْلُہٗ یَوْمَ الْعَاشِرِ مِنَ الْمُحَرَّمِ مگر افسوس کہ وہ قاصد کربلا میں اس دن پہنچا کہ وہ عاشورہ کا دن تھا اور علی اصغرؑ بھی شہید ہو چکا تھا فَرَایَ الْحُسَیْنَ فِیْ مَیْدَانِ کَرْبَلَا وَحِیْدًا فَرِیْدًا پس اس نے دیکھا کہ امام حسین علیہ السلام

ہزاروں دشمنوں کے نرغہ میں تن تنہا گھرے ہوئے ہیں وَیُنَادِیْ وَا وَحْدَتَاہُ وَاغُرْبَتَاہُ وَقِلَّةَ نَاصِرَاہُ اور امام علیہ السلام کہہ رہے ہیں کہ افسوس میری تنہائی پر افسوس ہے میری غربت پر افسوس ہے کہ اس وقت میرا کوئی معین و مددگار باقی نہیں رہا۔

اَمَامِنْ ذَابٍ یَذُبُّ عَنَّا اَمَامِنْ نَاصِرٍ یَنْصُرُنَا آیا کوئی ایسا خدا ترس شخص نہیں ہے کہ ہم سے شر اعداء کو دور کرے آیا کوئی ایسا نہیں ہے کہ فرزند رسولؐ کی مدد کرے۔

فَلَمْ یُجِبْهُ اَحَدٌ اِلاَّ بِضَرْبِ اَسُّیُوْفِ وَقَرْعِ الْجُیُوْفِ پس فرزند زہراؑ کو کوئی جواب نہیں دیتا تھا مگر جواب میں اس مظلوم امام کو تلواریں مارتے تھے اور نیزے لگاتے تھے اور سب یزیدی درپے قتل تھے فَاَتَی الْاَعْرَابِیُّ عِنْدَ الْحُسَیْنِؑ وَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَقَبَّلَ یَدَیْهِ وَرِجْلَیْهِ پس وہ اعرابی شخص امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی آقا! سلام آپ پر اے فرزند زہراؑ پھر وہ صغریٰؑ کی طرف سے امام علیہ السلام کے ہاتھ اور پاؤں چومنے لگا امامؑ نے فرمایا اے بھائی تو کون ہے کہ اس بیکسی میں مجھ غریب و بیکس پر سلام کرتا ہے؟ وہ رو کر بولا اے مظلوم کربلا' اے فرزند زہراؑ! میں آپ کی بیٹی فاطمہ صغریٰؑ کا قاصد ہوں اور آپ کے نام اس دکھیا کا خط لایا ہوں' امام علیہ السلام نے اس کے حق میں دعا دی اور اس سے وہ خط لے لیا فَرَجَعَ الْحُسَیْنُ اِلَی الْخَیْمَةِ وَ صَاحَ بِاَعْلٰی صَوْتِهٖ یَا زَیْنَبُ بِنْتَ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَیَا اُمَّ کُلْثُوْمٍ وَ یَا سَکِیْنَةُ وَیَا رُقَیَّةُ وَکُلُّکُنَّ تَعَالَیْنَ اِلَیَّ امام عالی مقامؑ وہ خط لے کر خیام حسینی میں تشریف لے آئے اور بلند آواز سے پکار کر کہا اے زینبؑ' اے ام کلثومؑ' اے سکینہؑ' اے رقیہؑ' اے

شہر بانوؑ تم سب میرے پاس آؤ۔

فَقَدْ اَتَانِیَ الْکِتَابُ وَعَظُمَ عَلَیَّ الْمُصَابُ کہ میرے پاس ایک خط آیا ہے اور مجھ پر بہت بڑی مصیبت آن پڑی ہے فَاَتَیْنَ اِلَیْهِ مُسْرِعَاتٍ بِالذُّبُوْلِ حَاسِرَاتٍ پس امام علیہ السلام کی درد بھری آواز سن کر سب بیبیاں دوڑ کر آئیں اور بولیں اَمَّا الْمُصَابُ فَعَرَفْنَاهُ وَاَمَّا الْکِتَابُ فَمَا عَرَفْنَاهُ آقا ہم آپ کے مصائب کو تو جانتی ہیں کہ آپ تین دن کے بھوکے پیاسے ہیں اور آپ کے سب عزیز آپ کی آنکھوں کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے ہیں مگر ہمیں یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ وہ خط کون سا ہے کہ جس نے آپ کو بہت زیادہ غمگین اور پریشان کر دیا ہے۔

قَالَ اُبَشِّرُکُمْ بِهٰذَا الْکِتَابِ اَتَانِیْ مِنْ اِبْنَتِکُمْ فَاطِمَةَ الصُّغْرٰی فِیْهِ خِطَابٌ وَعِتَابٌ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ خط تمھاری بیٹی فاطمہ صغریٰؑ کا ہے اس میں آپ لوگوں کے نام پیغام بھی ہے اور شکوہ اور ناراضگی بھی۔ فَفَظَّهُ وَقَرَاهُ وَاِذَا مَکْتُوْبٌ فِیْهِ پس امام علیہ السلام نے اس خط کو کھولا تو یہ مضمون لکھا ہوا تھا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مِنْ فَاطِمَةَ الصُّغْرٰیؑ بِنْتِ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیِّ اِلٰی وَالِدِهَا الحسین کہ یہ خط ہے فاطمہؑ کا جو کہ امام حسینؑ کی بیٹی ہے اپنے بابا حسینؑ کے نام اَلْفُ اَلْفُ سَلَامٍ وَاَلْفُ اَلْفُ تَحِیَّةٍ میری طرف سے ہزاروں سلام فرزند رسول کی خدمت میں قبول ہوں ثُمَّ السَّلَامُ التَّامُ عَلٰی عَمِّیَ الْعَبَّاسِ بْنِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اور پھر میرا سلام پہنچے چچا جان جناب عباس علمدارؑ کو اور بی بی یہ خبر نہ تھی کہ عباسؑ شانے کٹوا کر شہید ہو چکے ہیں ثُمَّ السَّلَامُ التَّامُ عَلٰی اَخِیْ الْاَکْبَرِ ثُمَّ السَّلَامُ عَلٰی اِخْوَاتِیْ وَاَخَوَاتِیْ پھر میرا سلام میرے بھائی علی اکبرؑ کو پہنچے ان کے بعد تمام بھائیوں اور بہنوں کو سلام ثُمَّ السَّلَامُ التَّامُ عَلٰی اَخِیْ وَقُرَّةِ

عَیۡنِیۡ عَبۡدِ اللّٰہِ الرَّضِیۡعِ الصَّغِیۡرِ پھر میرا سلام پہنچے میرے چھوٹے بھائی میری آنکھوں کی ٹھنڈک علی اصغرؑ کو فَبِا اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ یَا اَبَاہُ وَ کُلُّکُمۡ قَبِّلُوۡہُ نِیَابَۃً عَنِّیۡ پس بابا جان آپ کو اور سب عزیزوں کو خدا کی قسم کہ میری طرف سے میرے چھوٹے بھائی علی اصغرؑ کے بوسے لینا اور پیار کرنا بابا! آپ سب نے مجھے بھلا دیا ہے اور میرا بھی آپ سب سے شکوہ ہے آپ نے تو وعدہ فرمایا تھا کہ عراق پہنچ کر تمھیں لینے کے لیے جناب عباسؑ اور علی اکبرؑ کو بھیجیں گے۔

یَا اَبَاہُ قَدۡ طَالَ اِنۡتِظَارِیۡ اِلَیۡکُمۡ وَزَادَ اِشۡتِیَاقِیۡ اِلَیۡکُمۡ بابا جان اب تو انتظار کرتے کرتے تھک چکی ہوں۔ آپ لوگوں سے ملنے کا اشتیاق روز بروز بڑھتا جا رہا ہے مجھے لینے کے لیے کوئی بھی نہیں آیا فَاَنَا قَدۡ وَصَلۡتُ اِلَی الۡمَوۡتِ وَمُنۡتَظِرَۃٌ لِلۡمِیۡعَادِ وَالسَّلاَمُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ پس اب میں مرنے والی ہوں اور آپ کے وعدے کی منتظر ہوں اور آپ پر سلام اور خدا کی رحمت سایہ فگن ہو جب سب خط پڑھ چکے عَظُمَتۡ عَلَیۡہِ الۡمَصَائِبُ وَتَغَیَّرَتۡ مِنۡہُ الۡاَلۡوَانُ امام علیہ السلام کا غم اور پریشانی کی وجہ سے چہرے کا رنگ بدل گیا لِاَنَّ الَّذِیۡنَ کَانَتۡ مُسَلِّمَۃً عَلَیۡھِمۡ کُلُّھُمۡ کَانُوۡا مَقۡتُوۡلِیۡنَ کیونکہ صغریٰؑ نے جس جس کو سلام لکھا تھا وہ سب شہید ہو چکے تھے لیکن فقط جناب زین العابدین بیماری کی وجہ سے بچ گئے تھے وَقَالَ کَرَامَۃً لَکَ لَاُوۡصِلَنَّ سَلاَمَکَ لِاَھۡلِکِ وَاَعۡمَامِکَ امام علیہ السلام نے فرمایا اے صغریٰؑ تمہاری خاطر مجھے نہایت عزیز ہے جس جس کو تو نے سلام لکھا ہے میں انھیں تیرا سلام پہنچاتا ہوں فَمَضیٰ اِلَی الۡقَتۡلٰی پس امام علیہ السلام قتل گاہ کی طرف چل پڑے فَاَوَّلُ مَنۡ وَقَعَ نَظۡرُہٗ عَلٰی جُثَّتِہٖ کَانَ اَخَاہُ اَبَا الۡفَضۡلِ الۡعَبَّاسِ امام علیہ السلام کی نظر سب سے پہلے حضرت عباسؑ کی لاش مبارک

پر پڑی فَجَلَسَ حَوْلَهُ وَنَادَاهُ يَا اَخِيْ وَمُسَاعِدِيْ اِنَّ بِنْتَ اَخِيْکَ فَاطِمَةَ الصُّغْرٰى هِيَ لاَقْرَاُکَ السَّلاَمُ امام علیہ السلام عباسؑ کی لاش کے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا اے عباسؑ! اے میرے زور بازو! تمہاری بھتیجی فاطمہ صغریٰؑ نے تمھیں سلام لکھا ہے۔

فَعَتَبَتْ عَلَيْکَ وَهِيَ بِاِنْتِظَارِکَ اور بہت شکایت لکھی ہے کہ چچا جان آپ مجھے لینے کے لیے کیوں نہیں آئے؟ اے بھائی! اب تمہارا یہ حال ہے اور فاطمہؑ تمھارے انتظار میں ہے ثُمَّ مَضٰى اِلٰى جَسَدِ وَلَدِهٖ عَلِيِّ نِ الْاَصْغَرِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ مِنْ لِسَانِ فَاطِمَةَ الصُّغْرٰى پھر امام علیہ السلام اصغرؑ کی لاش پر آئے اور فرمایا اے نورِ چشم تمہاری بہن فاطمہؑ نے تمھیں سلام لکھا ہے اور وہ تمھارے دیدار کی مشتاق ہے۔

راوی کہتا ہے کہ علی اصغرؑ کی لاش پر امام علیہ السلام نے بہت زیادہ گریہ کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ جناب فاطمہ صغریٰؑ نے خط میں بار بار لکھا تھا کہ اگرچہ میں آپ سب کی جدائی کی وجہ سے پریشان ہوں لیکن اصغرؑ کی جدائی نے مجھے بہت زیادہ اداس کیا ہے۔ اس کی ننھی سی تصویر ہر وقت میری آنکھوں میں پھرتی رہتی ہے فَلَمَّا جَاءَ وَقَفَ عَلٰى وَلَدِهِ الرَّضِيْعِ يُحَسِّرُ حَسَرَاتٍ مُتَتَابِعَاتٍ ان باتوں کو یاد کر کے امام علیہ السلام کافی دیر تک لاشہ اصغرؑ پر روتے رہے اور آہیں بھر گریہ کرتے رہے وَخَطَرَ بِبَالِهٖ مَا اَوْصَيَتْ بِهٖ فَاطِمَةُ اسی وقت جناب صغریٰؑ کی وصیت امام علیہ السلام کو یاد آئی کہ انھوں نے لکھا تھا بابا جان میرے چھوٹے بھائی اصغرؑ کا

میری طرف سے منہ چومنا فَانۡکَبَّ الۡحُسَیۡنُ عَلٰی وَلَدِہٖ الۡاَصۡغَرِ وَکَانَ یُقَبِّلَہ' وَیُطِیۡلُ اَشَّمَ فِیۡہٖ امام علیہ السلام بیتاب ہو کر اصغرؑ کی لاش پر گر پڑے اور اس کے بار بار بوسے لیتے تھے اور اصغرؑ کے منہ کی خوشبو سونگھتے تھے وَیَبۡکِیۡ وَیُنَادِیۡ یَا وَلَدِیۡ اَوۡجَعُوۡنِیۡ وَبَعۡدَکَ یَقۡتُلُوۡنَنِیۡ اور رو رو کر فرماتے تھے اے میرے اصغرؑ ظالموں نے تیرے قتل سے میرے دل کو زخمی کر دیا ہے اور قریب ہے کہ تیرے بعد مجھے بھی قتل کر دیں۔

جب اہل حرم نے امام علیہ السلام کی بیتابی دیکھی تو آپ کو لاشہ اصغرؑ سے جدا کیا پھر امام علیہ السلام لاشہ اکبرؑ پر آئے اور کھڑے ہو کر فرمانے لگے اِنَّ اُخۡتَکَ فَاطِمَۃَ تَقۡرَئُکَ السَّلَامۡ وَتَخُصُّکَ بِالتَّحِیَّۃُ وَالۡاِکۡرَامِ اے اکبرؑ تمھاری بہن نے تمھیں بہت بہت سلام لکھا ہے۔ پھر امام علیہ السلام اٹھے اور لاشہ اصغرؑ کو اہل حرم کی گود سے لے کر مقتل کی طرف چل پڑے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام عالی مقام لاشہ اصغرؑ کو پیار کرتے ہوئے خیمہ میں اٹھا لائے تھے فَعَادَتِ الۡبَنَاتُ عَلَیۡہِ وَقُلۡنَ یَا اَبَانَا دَعۡہُ لِنُقَبِّلَہ' نِیَابَۃً عَنۡ فَاطِمَۃَ اس وقت امام علیہ السلام کی صاحبزادیاں دوڑ کر آئیں اور عرض کرنے لگیں بابا جان تھوڑی دیر کے لیے رک جائیں ہم سب فاطمہ صغریٰ کی طرف سے اصغرؑ کو پیار کر لیں کہ صغریٰؑ نے خط میں اس کی تاکید کی تھی فَتَرَکَہٗ حَتّٰی قَضَیۡنَ پس امام علیہ السلام رک گئے یہاں تک کہ سکینہؑ و رقیہؑ رو رو کر اصغرؑ کو پیار کرتی تھیں اور کہتی تھیں کہ ہائے اصغرؑ تو تو اس ظلم سے یہاں بھوکا پیاسا شہید ہوا ہے اور وہاں صغریٰ تجھ سے ملنے کے لیے

بے چین ہے، یہ سن کر امام علیہ السلام بڑی مشکل سے اصغرؑ کی ننھی سی لاش بہنوں سے لے کر قتل گاہ میں لے گئے اور دوسری لاشوں کے درمیان میں زمین پر سلا دیا۔ سوچنے کی بات ہے صغریٰ ؑ کو یہ انتظار تھا کہ میرا خط پہنچتے ہی چچا عباسؑ اور بھائی علی اکبرؑ مجھے لینے کے لیے آ رہے ہوں گے لیکن اس وقت اس بی بی کے دل پر کیا گزری ہو گی جب قاصد یہ جواب لے کر مدینہ پہنچا ہو گا کہ اے فاطمہ صغریٰؑ تمھارے چچا عباسؑ اپنے بازو کٹوا کر فرات کے کنارے سو رہے ہیں اور تمھارا بھائی اکبرؑ مارا گیا ہے اور اصغرؑ تیر ستم کھا کر بھوکا پیاسا شہید ہوا ہے اور تمہارا بیمار بھائی سجادؑ طوق و زنجیر میں قید ہو کر پھوپھیوں کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہو گیا ہے اندازہ کیجیے اس خبر کو سن کر بی بی کا کیا حال ہو گا یہ جامہ صبر ائمہ طاہرینؑ اور ان کی ذریت کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا تھا ورنہ ایسے صبر کا ہر بشر کب متحمل ہو سکتا ہے۔

روایت نمبر

23
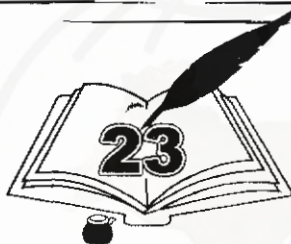
فضائل اہل بیتؑ اور حضرت امام حسینؑ کی عرصہ محشر میں تشریف آوری شہادت عبداللہ بن حسنؑ اور شہادت امام حسین علیہ السلام کے بارے میں کچھ اور روایات۔

مولانا عابد عسکری

وَرَوىٰ صَاحِبُ زَهْرِالْكَمَالِ قَالَ لَمَّا خرجَ اٰدَمُ مِنَ الْجَنَّةِ اِنْحر بِبَلْدةٍ مِنْ بُلْدَانِ الْهِنْدِ تُسَمّٰى سَرَانْدِيْبُ وَبَقِيَ يَبْكِيْ عَلٰى مُصِيْبَتِهٖ مُدَّةً طَوِيْلَةً کتاب زہر الکمال کے مصنف نے روایت کی ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے نکلے اور شہر ہائے ہند سے ایک شہر سراندیب میں اترے تو آپؑ اپنی مصیبت پر ایک مدت دراز تک روتے رہے یہاں تک کہ آپ کے رخسار مبارک زخمی ہو گئے اور آپ کے دندان مبارک نظر آنے لگے فَاَمَرَلَه' الْمُلْكُ الْجَلِيْلُ بِاِرْسَالِ جِبْرَئِيْلَ وَكَشَفَ لَه' عَنْ بَصَرِهٖ حَتّٰى رَاٰهُ سَاقَ الْعَرْشِ پس خداوند جلیل نے جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ حجاب قدرت آدمؑ کی نظر سے ہٹا دو حسب الحکم جبرئیلؑ نے حجاب قدرت اٹھا دیئے۔ یہاں تک ساق عرش الٰہی نظر آنے لگا فَرَىٰ نُوْرًا سَاطِعًا وَالنُّجُوْمُ نَوَامِعَ فَتَلَاهَا جناب آدمؑ نے ایک نورِ روشن کو دیکھا اور اسے پڑھا فاذَا هِيَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَعَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَالْاَئِمَّةُ مِنْ وُلْدِهٖ حِصْنِيْ مَنْ دَخَلَه' كَانَ اٰمِنًا پس اس نور میں اسماءِ مقدسہ جناب رسولِ خدا، علی مرتضیٰؑ، فاطمہ زہراؑ اور حسنینؑ اور باقی آئمہؑ کے نام لکھے دیکھے اور یہ مرقوم تھا کہ یہ میرا قلعہ ہیں، جو شخص اس میں داخل ہوا وہ محفوظ ہے فَقَالَ يَا اَخِيْ جِبْرَئِيْلُ هَلْ خَلَقَ اللّٰهُ خَلْقًا اَشْرَفَ مِنِّيْ آدم علیہ السلام نے کہا اے بھائی جبرائیلؑ خدا نے کوئی ایسا بھی پیدا کیا ہے جو مجھ سے افضل ہو قَالَ نَعَمْ هٰؤُلَاءِ قَالَ مَتٰى خُلِقُوْا جبرئیلؑ بولے جی ہاں خدا نے ان کو آپؑ سے افضل پیدا کیا ہے، آدمؑ نے کہا یہ کب خلق کیے گئے ہیں؟ جبرائیلؑ نے کہا۔

قَبْلَ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَقَبْلَكَ بِاَلْفَيْ عَامٍ یہ آسمان و زمین کی پیدائش سے قبل اور آپ کی خلقت سے دو ہزار سال پہلے پیدا ہوئے وَلَوْلَا هُمْ

مَاخَلَقَکَ سااللّٰهُ تَعَالٰی وَهُمْ مِنْ وُلْدِکَ اگر یہ ہستیاں نہ ہوتیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو پیدا نہ کرتا' یہ آپ کی اولاد میں سے ہیں حضرت آدمؑ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی اَللّٰهُمَّ یَامَنْ فَضَّلْتَ هٰذِهِ الْوُلْدَ عَلٰی وَالِدِهٖ اِغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ فَغَفَرَلَهٗ بار الہا تو نے فضیلت دی ہے ان فرزندوں کو ان کے باپ پر میری غلطیاں معاف فرما' پس اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو معاف کر دیا۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

فَلَوْلاَ هُمْ لَمْ یَخْلُقِ اللّٰهُ اٰدَمَ

فَلاَ کَانَ زَیْدٌ فِی الاَ نَامِ وَلاَ عَمْرٌو

اگر پنجتن پاکؑ اور ان کی عترت نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو پیدا نہ کرتا اور دنیا میں نہ کوئی زید ہوتا اور نہ عمرو یعنی کوئی شخص دنیا میں نہ ہوتا۔

وَ لاَ سُطِحَتْ اَرْضٌ وَلاَ رُفِعَتْ سَمَآءٌ

وَلاَ طَلَعَتْ شَمْسٌ وَلاَ شَرَق بَدْرٌ

اور زمین نہ بچھائی جاتی اور نہ آسمان بلند کیا جاتا اور نہ سورج طلوع ہوتا اور نہ چاند روشن ہوتا درحقیقت ان بزرگوں کی ذات مقدس ایسی ہی ہے۔

وہ مگر اللہ تعالیٰ ان ظالموں پر لعنت کرے جنھوں نے ان خاصانِ خدا کو آرام سے نہ رہنے دیا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بَکْرٍ اَنَّهٗ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ یَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَوْ نُبِش قَبْرُ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ هَلْ کَانَ یُصَابُ فِیْ قَبْرِهٖ شَیْءٌ عبداللہ بن بکر سے منقول ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ اے فرزند رسولؐ اگر امام حسینؑ کی قبر مبارک کو کھولا جائے تو اس میں امام علیہ السلام کی لاش مطہر ملے گی؟ یہ سن کر امام جعفر صادقؑ نے فرمایا تم نے کیا عظیم سوال کیا ہے اب اسے غور سے سنو اِنَّ الْحُسَیْنَ مَعَ اَبِیْهِ وَاَخِیْهِ فِیْ

مَنْزِلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ بلاشبہ امام حسینؑ اپنے والد بزرگوار اور محترم بھائی کے ساتھ جناب رسول خداؐ کے پاس ہیں اور کبھی وہ عرش معلیٰ کی داہنی طرف ہو کر بارگاہِ الٰہی میں عرض کرتے ہیں یَا رَبِّ اَنْجِزْلِیْ مَاوَعَدْتَنِیْ اے خداوندا تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے وہ پورا کر اور وہ اپنے زواروں کی طرف دیکھتے ہیں اور وہ ان کے اور ان کے آباء و اجداد کے ناموں کو بھی جانتے ہیں وَاِنَّہٗ لَیَنْظُرُ اِلٰی مَنْ یَبْکِیْہِ فَیَسْتَغْفِرُوْا لَہٗ اور وہ اپنے رونے والوں کو دیکھتے ہیں اور ان کے حق میں دعائے مغفرت فرماتے ہیں کہ بارالٰہا یہ تیرے حسینؑ کے مصائب کو یاد کر کے رو رہے ہیں انھیں بخش دے۔

وَیَسْئَالُ اَبَاہُ الْاِسْتِغْفَارَ لَھُمْ اور اپنے جدو پدر سے عرض کرتے ہیں کہ آپ بھی میرے رونے والوں کے لیے دعائے مغفرت کیجئے کہ یہ میری مصیبت پر کیسے روتے ہیں' آپؑ کا ایک ارشاد گرامی ہے اَیُّھَا الْبَاکِیْ لَوْ عَلِمْتَ مَا اَعَدَّ اللّٰہُ لَکَ لَفَرِحْتَ اَکْثَرَ مِمَّا حَزِنْتَ اے رونے والو اگر تمھیں میرے رونے پر ان ثوابوں کا پتہ چل جائے جو خدا نے تمھارے لیے متعین کیے ہیں تو تم بہت زیادہ خوش ہوں۔

مومنین کرام! اپنے آقا کی سرفرازی اور شفقت کو ملاحظہ کیجئے کہ آپ اپنا سب کچھ قربان کر کے عزاداروں کی نجات کے لیے دعا فرما رہے ہیں۔ واقعتاً عزاداری سید الشہداءؑ کو قائم کرنا' اہلبیتؑ کی مظلومیت پر رونا' ان کے غم میں ماتم کرنا ان کے مصائب پر گریہ کرنا' عزاداروں اور ماتمداروں کی خدمت کرنے کا بہت زیادہ ثواب ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو عزاداری کو جزو ایمان سمجھتے ہیں اور اپنا سب کچھ بھول کر اہل بیتؑ کے غموں کو نہیں بھولے اور یہ سلسلہ نسل در نسل جاری و ساری

رہے گا۔

روایات میں ہے کہ روز قیامت تمام مخلوقات خوف خدا سے سر جھکائے ہو گی اور ان کو کوئی شفاعت کرنے والا نظر نہ آئے گا۔ نفسا نفسی کا عالم ہو گا ہر شخص کو اپنی پڑی ہو گی۔ سب لوگ خوف و ہراس میں مبتلا ہوں گے۔ تو ناگاہ امام حسین علیہ السلام تشریف لائیں گے۔ آپؑ عرش الٰہی کے نیچے آ کر عرض کریں گے رَبِّ شَفِّعۡنِیۡ فِیۡمَنۡ بَکٰی عَلٰی مُصِیۡبَتِیۡ اے میرے پروردگار میری شفاعت قبول فرما ان کے حق میں جو مجھ پر روئے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا۔ اے میرے حسین! جو کچھ مانگنا چاہتے ہو مانگو میں قبول کروں گا۔ چنانچہ اس وقت امام علیہ السلام کے تمام عقیدتمندوں'عزاداروں کے تمام گناہ بخش دیے جائیں گے۔ رونے اور ماتم کرنے کا مقام ہے کہ امام حسینؑ صحرائے کربلا اور سرزمین نینوا پر لوگوں سے مدد مانگتے تھے لیکن کوئی بھی آپ کی بات کا جواب نہ دیتا تھا اور کوئی بھی آپ کی فریاد کو نہ پہنچتا تھا فَالۡتَفَتَ عَنۡ بِیَمِیۡنِهٖ فَلَمۡ یَرٰی اَحَدًا وَالۡتَفَتَ عَنۡ یَسَارِهٖ فَلَمۡ یَرٰی اَحَدًا پس اس وقت جناب امام حسینؑ کبھی دائیں طرف دیکھتے تھے تو سوائے عزیزوں اور فرزندوں کے لاشوں کے کچھ نظر نہیں آتا تھا اور کبھی بائیں طرف نظر کرتے تھے تو کشتگانِ راہِ خدا کے کچھ بھی نہ تھا۔ سب کچھ لٹ چکا تھا۔

فَخَرَجَ عَلِیُّ بۡنُ الۡحُسَیۡنِ زَیۡنُ الۡعَابِدِیۡنَ وَکَانَ مَرِیۡضًا لَا تَقۡدِرُ اَنۡ یغلَّ سَیۡفَهٗ' جب بیمار کربلا امام زین العابدینؑ نے اپنے بابا کی اس مظلومیت اور بیکسی کو دیکھا اگرچہ آپ شدت مرض سے تلوار نہیں اٹھا سکتے تھے لیکن آپ بیتاب ہو کر خیمہ سے نکلے وَاُمُّ کَلۡثُوۡمٍ تُنَادِیۡ خَلۡفَهٗ' یَابُنَیَّ ارۡجِعۡ اور جناب ام کلثومؑ پکار رہی تھیں کہ بیٹا سجادؑ میدان میں مت جائیے بیمار کربلا بولے یَا عَمَّتَاهُ ذَرِیۡنِیۡ اُقَاتِلۡ

بَیْنَ یدیِ ابْنِ رَسُولِ اللّٰہِ پھوپھی جان مجھے جانے دیجئے کہ میں فرزندِ رسولؐ امام مظلومؑ اور اپنے والد گرامی حضرت امام حسینؑ کے سامنے جہاد کروں لیکن جناب امام حسینؑ نے میدان سے پکار کر کہا۔ اے کلثومؑ بہنؑ سجادؑ کو نہ آنے دینا تا کہ زمین اللہ کی حجت سے خالی نہ رہ جائے اور ذریت پیغمبرؐ باقی رہے۔ اس کے بعد امام علیہ السلام نے بلند آواز سے استغاثہ بلند کیا اور فرمایا:

هَلْ مِنْ ذَابٍّ يَذُبُّ عَنْ حَرَمِ رَسُوْلِ اللّٰہِ آیا کوئی ایسا ہے کہ ان ظالموں سے ذریت رسولؐ کو بچائے آیا؟ کوئی ایسا خدا پرست ہے کہ اس بیکسی میں ہماری نصرت کرے؟ ان ظالموں لعینوں میں سے کوئی بھی امام علیہ السلام کو جواب نہ دیتے تھے بلکہ آپ کو تیر اور پتھر مارتے تھے حَتّٰی جَرَحُوْا فِیْ بَدَنِہٖ ثَلٰثَ مِائَةٍ يَنْفًا وَعِشْرُوْنَ جُرْحًا بِالرُّمْحِ وَالسُّيُوْفِ وَالنَّبْلِ یہاں تک کہ امام علیہ السلام کے جسم مبارک پر تین سو بیس زخم لگے اور نیزہ وشمشیر و تیر کے زخم زیادہ تھے۔

وَقِيْلَ اَلْفٌ وَتِسْعِمَائَةُ جِرَاحَةٍ اور بعض مورخین نے لکھا ہے کہ امام علیہ السلام کے جسم مبارک پر ایک ہزار نو سو زخم لگے تھے۔ وَكَانَتِ السِّهَامُ فِیْ دِرْعِہٖ وَكَانَتْ كُلُّهَا فِیْ مُقَدَّمِہٖ اور امامؑ کے جسم مبارک میں تیر اتنے لگے تھے کہ آپ کا جسم نازنین چھلنی چھلنی ہو گیا سب تیر سامنے ہی تھے افسوس کہ جو جسم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک سے روئیدہ ہوا تھا وہ یوں زخموں سے چور ہوا اور وہ فرزند رسولؐ کہ جس کے طُفیل فرشتے کو شفاء ملی ہو وہ بیکس و تنہا ہو کر بھوکا و پیاسا شہید ہوا۔

فَبَيْنَمَا كَذٰلِكَ اِذْرَمَاهُ خَوْلِی بْنُ يَزِيْدُ الْاَصْبَحِیْ بِسَهْمٍ فَوَقَعَ فِیْ لَبَّتِہٖ فَارْدَاهُ صَرِيْعًا عَلَی الْاَرْضِ آپؑ اسی حال میں تھے کہ آپؑ کے گلوئے

مبارک پر خولی نے ایک تیر مارا کہ آپ زمین پر گر پڑے۔ پس امام علیہ السلام نے تیر کو نکال کر خون چلو میں لے کر ریش انور پر ملتے تھے۔

راوی کہتا ہے اس وقت عبداللہ ابن الحسنؑ درخیمہ سے یہ حال دیکھ رہا تھا فَخَرَجَ وَهُوَ يَبْكِيْ وَيَقُوْلُ وَاللّٰهِ لاَ اُفَارِقُ عَمِّيْ وہ شہزادہ میدان کی طرف دوڑا اور رو رو کر یہ کہہ رہا تھا کہ خدا کی قسم میں اپنے چچا جان سے جدا نہ ہوں گا۔ جناب زینبؑ نے اس بچے کو روکا اور خیمہ میں لے جانا چاہا تو وہ بچہ اپنی پھوپھی سے اپنا دامن چھڑا کر میدان کی طرف دوڑ پڑا اور جناب زینبؑ رو رو کر کہہ رہی تھیں واپس آ جا میرے بھائی حسنؑ کی نشانی لیکن عبداللہ کہہ رہا تھا لاَ اُفَارِقُ عَمِّيْ کہ پھوپھی جان میں اپنے چچا کو دشمنوں میں اکیلا نہیں دیکھ سکتا۔ وہ شہزادہ امام علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا فَاَقْبَلَ حُرْمَلَةُ ابْنُ كَاهِلِ نِ اللَّعِيْنُ اِلَى الْحُسَيْنِؑ لَيَضْرِبَهٗ بِالسَّيْفِ اس وقت حرملہ ملعون پہنچ گیا اور اس نے چاہا کہ امام مظلوم پر تلوار کی ضرب لگائے۔ شہزادہ عبداللہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا اے حبشی اللہ تجھ پر لعنت کرے۔ میرے مظلوم چچا کو نہ مار کیا تو دیکھتا نہیں ہے کہ میرے چچا تین دن کے بھوکے پیاسے ہیں۔ پھر ان کا جسم مبارک زخموں سے چور چور ہے۔ فَغَضِبَ اللَّعِيْنُ وَضَرَبَ الصَّبِيَّ بِالسَّيْفِ فَاَلْقَاهَا بِيَمِيْنِهٖ فَقَطَعَهَا عبداللہ کی یہ بات سن کر وہ ملعون غصے ہوا اور ایک تلوار اس زور سے لگائی کہ اس امام زادے کا داہنا ہاتھ کٹ کر گر پڑا فَصَاحَ يَا عَمَّاهُ اَدْرِكْنِيْ پس وہ بچہ پکارا اے چچا خبر لو کہ مجھے اس ظالم نے مارا فَاَخَذَ الْحُسَيْنُ وَضَمَّهٗ اِلٰى صَدْرِهٖ امام علیہ السلام نے رو کر بچے کو اپنے زخمی سینے سے لگایا اور فرمایا يَا ابْنَ اَخِيْ اِصْبِرْ عَلٰى مَانَزَلَ بِكَ اے بیٹا صبر کر اس بلا پر جو تجھ پر نازل ہوئی ہے آپ اس بچے کو پیار کرتے اور دلاسا دیتے تھے اِذْ رَمَاهُ اللَّعِيْنُ بِسَهْمٍ فَذَبَحَهٗ فِيْ حِجْرِهٖ ناگاہ اس شقی نے اس معصوم کے گلے پر ایک تیر

مارا کہ وہ مظلوم اپنے چچا کی گود میں بے جان ہو کر گر پڑا اور جام شہادت نوش کیا۔

امام علیہ السلام اس کی لاش کو اصغرؑ کی لاش کی طرح اپنے سینہ سے لگا کر رونے لگے۔ سچ پوچھیں تو اتنا ظلم کسی پر نہیں ہوا جتنا ظلم امام حسینؑ اور ان کے جانثاروں پر ہوا ہے امام عالی مقامؑ نے کیسے کیسے اپنے پیاروں کو اپنی آنکھوں کے سامنے مرتے ہوئے دیکھا اور یہ آخری داغ تھا فَصَاحَتْ زَيْنَبُ يَابْنَ اَخِيْ لَيْتَ الْمَوْتَ اَعْدَمَنِيْ جناب زینبؑ درخیمہ سے یہ حال دیکھ کر پکاریں ہائے میرے بھائی کی نشانی' کاش میں مر جاتی اور اپنے کم سن بھتیجے کو اس بے دردی کے ساتھ قتل ہوتے ہوئے نہ دیکھتی۔ وَلَيْتَ السَّمَاءُ اِنْطَبَقَتْ عَلَى الْاَرْضِ کاش آسمان زمین پر گر پڑتا کہ تجھ پر یہ مصیبتیں پڑیں۔

عبدالعزیز دہلوی نے لکھا ہے فنادیٰ الشِمْرُ لِاَصْحَابِهٖ وَيْلَكُمْ مَا تَنْظُرُوْنَ بِالرَّجُلِ یکا یک شمر نے اپنے ساتھیوں کو پکار کر کہا وائے ہو تم پر کس بات کا انتظار کر رہے؟ ہو اس شخص (امام مظلومؑ) کو قتل کر ڈالو۔ یہ سننا تھا کہ

امام علیہ السلام پر سب ظالم ٹوٹ پڑے' کسی نے تلوار ماری اور کسی نے نیزہ مارا اور کسی نے تیر مارا اور کسی نے پتھر پھینکا۔

وَضَرَبَهٗ شِمْرٌ عَلٰى وَجْهِهٖ فَاَدْرَكَهٗ سِنَانُ بْنُ اَنَسٍ قَطَعَهٗ بِرُمْحٍ اور شمر نے امام علیہ السلام کے رخ انور پر ایک تلوار ماری اور سنان بن انس شقی نے نیزہ مارا اس کے بعد خولی آیا اور اس ظالم بدبخت اور شقی شخص نے امام علیہ السلام کا سر جسم مبارک سے جدا کرنا چاہا تو اس کے ہاتھ کانپنے لگے فَنَزَلَ اَخُوْهُ سَهْلُ ابْنُ زِيَادٍ فَقَطَعَ رَاْسَهٗ یہ دیکھ کر اس کا بھائی اپنے گھوڑے سے اترا اور اس بدبخت نے امام علیہ السلام کا سر اقدس آپ کے جسم مبارک سے جدا کر کے خولی کو دے دیا

وَاَمَرَ الشِمْرُ نَصْرًا

فَرَکِبُوْا خُیُوْلاً وَاَوْ طَوُا الْحُسَیْنَ اس وقت شمر نے حکم دیا کہ گھوڑوں پر سوار ہو کر اپنے گھوڑوں کو امام حسینؑ کی لاش پر دوڑا دو اور اس لاش کو پامال کر دو چند ملعون گھوڑوں پر سوار ہو کر اس بے ادبی کے مرتکب ہو گئے خدا جانے آسمان زمین پر گر کیوں نہیں پڑا اور قیامت برپا کیوں نہیں ہوئی؟ کیا اس سے بڑی مصیبت بھی کوئی ہو سکتی ہے اتنا بڑا ظلم......؟ یہ دیکھ کر بچے اور بیبیاں رونے اور ماتم کرنے لگے۔

❀.......❀.......❀

روایت نمبر

24

معجزۂ امام حسینؑ' مصائب امام عالی مقام' ایک فقیر کا پانی لے کر آنا' شہادت امام ؑ کے بارے میں چند اور روایات' گھوڑے کا زمین پر بیٹھنا اور جناب زینب کا خیمے سے نکلنا۔

مولانا عابد عسکری

کتاب خرائج الجرائح میں ابو خالد کابلی سے اس نے یحییٰ بن ام الطویل سے روایت کی ہے' اس نے کہا کہ ہم خدمت امام حسینؑ میں بیٹھے ہوئے تھے اِذْ دَخَلَ عَلَیْہِ شَابٌّ یَبْکِیْ ناگاہ ایک جوان روتا ہوا امام عالی مقام کی خدمت میں آیا اور اس نے عرض کی مولا میری ماں مرگئی ہے اور کچھ وصیت نہیں کی اور کچھ مال چھوڑ گئی ہے فَقَالَ الْحُسَیْنُ قُوْمُوْا حَتّٰی تَصِیْرَ اِلٰی ھٰذِہِ الْحُرَّۃِ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اٹھو اس مومنہ آزاد کے گھر چلیں' جب آپ اس کے دروازے پر پہنچے تو وہاں پر کھڑے ہو کر دست دعا بلند کر کے بارگاہ الٰہی میں دعا کی کہ بارالٰہا! اس مومنہ کے جسم میں دوبارہ روح داخل فرما تاکہ اس نے جو وصیت کرنی ہے کر لے فَاَحْیَا اللّٰہُ بِبَرْکَۃِ الْحُسَیْنِ پس وہ مومنہ امام حسینؑ کی دعا کی برکت سے اسی وقت زندہ ہو گئی اور اَشْھَدُ اَنْ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ کہہ کر اٹھ بیٹھی اور امام علیہ السلام کی طرف دیکھ کر بولی اُدْخُلِ الْبَیْتَ یَامَوْلاَیَ گھر میں تشریف لائیے اے میرے مولا! اور جو ارشاد ہو وہ میں بجا لاؤں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا جو تجھے وصیت کرنی ہے وہ کر لے فَقَالَتْ ثُلُثُ الْمَالِ لَکَ مَاشِئْتَ وَالثُّلُثَانِ لِاِبْنِیْ ھٰذَا پس عرض کی میرے مال کا تہائی حصہ آپؑ کے اختیار میں ہے' آپ جو چاہیں وہ کریں اور میرے مال کا دو تہائی میرے اس بیٹے کا ہے اِنْ عَلِمْتَ اَنَّہٗ مِنْ مَوَالِیْکَ مگر جب آپؑ کو یقین ہو جائے کہ یہ آپ کا ماننے والا ہے وَاِنْ کَانَ مُخَالِفًا فَخُذْہُ اِلَیْکَ اور اگر یہ آپ کا مخالف ہو تو وہ مال بھی آپؑ ہی کا ہے' جسے چاہیں دے دیں فَلاَ حَقَّ لِلْمُخَالِفِیْنَ فِیْ اَمْوَالِ الْمُؤْمِنِیْنَ اس لیے کہ مومنین کے مال میں مخالفین کا حق نہیں ہے' پھر عرض کی کہ مولا میری نماز جنازہ آپؑ پڑھائیے اور اپنے دست مبارک سے میری تجہیز کیجئے ثُمَّ صَارَتِ الْمَرْاَۃُ مَیِّتَۃً کَمَا کَانَتْ پھر وہ

عورت مردہ ہوگئی جیسی تھی وَعَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلاَ مُ اَنَّهٗ قَالَ جَاءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ اِلٰى عَلِيٍّ فَشَكَوْا اِمْسَاكَ الْمَطَرِ کتاب عیون المعجزات میں جناب امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک درہ اہل کوفہ حضرت امیر المومنینؑ کی خدمت میں آئے اور بارش کی کمی کی شکایت کی اور عرض کی یا مولا! دعا کیجئے کہ باران رحمت نازل ہو فَقَالَ لِلْحُسَيْنِ قُمْ وَاسْتَسْقِ پس جناب امام علیہ علیہ السلام نے اپنے صاجزادے جناب امام حسینؑ سے فرمایا بیٹا! اٹھو اور ان لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ سے طلب باراں کی دعا مانگو فَقَامَ وَحَمِدَ اللّٰهَ وَصَلّٰى یہ سن کر جناب امام حسینؑ اپنی جگہ سے اٹھے اور نماز پڑھی حمد و ثنائے الٰہی پر مشتمل ایک خطبہ پڑھا اور حضرات محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجا اور دعا مانگی اَللّٰهُمَّ مُعْطِيَ الْخَيْرَاتِ وَمُنْزِلَ الْبَرَكَاتِ اَرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْنَا مِدْرَارًا اے نیکیوں کے عطا کرنے والے برکتوں کو نازل کرنے والے ہم پر باران رحمت نازل فرما اور ہمیں موسلا دھار بارش کے ذریعہ سیراب کر دے تُنَفِّسُ بِهِ الضُّعْفَ عَنْ عِبَادِكَ وَ تُحِي بِهِ الْاَرْضَ الْمَيِّتَ عَنْ بِلَادِكَ اور ایسی بارش کہ جو بندوں کی ناتوانی اور کمزوری کو زائل کر دے اور مردہ زمین کو زندہ کر دے لَمَّا فَرَغَ مِنْ دُعَائِهٖ حَتّٰى غَاثَ اللّٰهُ غَيْثًا بَغْتَةً ابھی امام علیہ السلام دعا سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ ایک بادل کا ٹکڑا نمودار ہو کر برسنا شروع ہوا وَاَقْبَلَ اَعْرَابِيٌّ مِنْ بَعْضِ نَوَاحِيْ الْكُوْفَةِ فَقَالَ تَرَكْتُ الْاَوْدِيَةَ وَالْاَجْسَامِ يَمُوْجُ بَعْضُهَا فِيْ بَعْضٍ ایک اعرابی کوفہ کے نواح سے آیا اور خبر دی کہ میں نے دیکھا کہ تمام جھیلیں اور تالاب پانی سے بھر چکے ہیں۔

حضرات! ملاحظہ کیجئے کہ حضرت امام حسینؑ کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کس قدر، قدر و منزلت ہے، ایک لحہ میں اللہ تعالیٰ نے امام حسینؑ کی برکت سے مردہ

زمین میں جان ڈال دی اور ہر طرف پانی ہی پانی نظر آنے لگا واقعتاً امام علیہ السلام نے خلق خدا پر بہت بڑا احسان کیا' خاص طور پر اہالیان کوفہ پر' لیکن کوفہ والوں نے آپؑ کو جو صلہ دیا اس پر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔ یہی کوفہ والے تو تھے جنھوں نے امام علیہ السلام کو بلایا تھا لیکن جب آپ میدان کربلا میں تشریف لائے تو یہ سب امام وقت کے مخالف ہو گئے چند افراد کے سوا باقی سب آلِ رسولؐ کے دشمن ہو گئے امام علیہ السلام نے کوفہ والوں کے لیے بارش کی دعا کی تھی' لیکن ان بے وفاؤں نے امام حسینؑ اور ان کے گھر والوں پر پانی بند کر دیا' چرند پرند درند سب پانی پی رہے تھے لیکن خاندان رسالتؐ پیاس کی شدت کی وجہ سے سخت پریشان تھے یہاں تک کہ خیام حسینی سے بچوں نے العطش العطش کی صدا بلند کی' ایک طرف صحرائے کربلا میں دھوپ کی شدت تھی تو دوسری طرف یزیدیوں نے خیام حسینؑ کے آس پاس خندقوں میں آگ لگا دی آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں سے امام حسینؑ کے بچوں اور مخدرات عصمت کو سخت تکلیف ہوتی تھی۔ یزیدی فوج نے اس پر بھی اکتفاء نہ کیا بلکہ امام حسینؑ پر تیروں' تلواروں' نیزوں اور پتھروں کی بارش کر دی' ان مظالم کے باوجود یزیدی فوجی امام علیہ السلام کی شان میں ناسزا الفاظ بھی بکتے تھے۔

راوی کہتا ہے کہ فَاَقْبَلَ رَجُلٌ مِنْ تَيْمٍ يُقَالُ لَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ جُوَيْرِيَّةَ فَقَالَ يَا حُسَيْنُ فَقَالَ مَاتَشَاءُ فَقَالَ اُبَشِّرُكَ بِالنَّارِ قبیلہ بنی تیم میں سے عبداللہ نامی ایک شخص امام علیہ السلام کے سامنے آیا اور بآواز بلند کہا یا حسینؑ !امام عالی مقامؑ نے فرمایا کہ اے شخص! تو کیا کہنا چاہتا ہے وہ لعین بولا اے حسینؑ ! آپ کو آتش جہنم کی بشارت دیتا ہوں فَقَالَ كَلَّا اِنِّیْ اَقْدَمُ عَلٰی رَبٍّ غَفُوْرٍ وَشَفِيْعٍ وَمُطَاعٍ وَاَنَا مِنْ خَيْرٍ اِلٰی خَيْرٍ مَنْ اَنْتَ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہے

جو تو گمان کرتا ہے بلکہ میں جا رہا ہوں خداوند کریم کے حضور اور شفاعت کرنے والے پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں اور میں ایک نیک حالت سے نیک حالت کی طرف سفر کروں گا بھلا تو کون ہے کہ فرزند رسولؐ کے حق میں بے ادبی کرنے والا؟ وہ لعین بولا۔ میں ابن جویریہ ہوں۔ امام علیہ السلام نے ہاتھ اٹھا کر فرمایا اَللّٰھُمَّ صَیِّرہُ اِلَی النَّارِ خداوندا اس لعین کو آتش جہنم میں داخل کرتا کہ یہ اپنے اس کلام بد کی سزا پائے فَغَضِبَ اللَّعِیْنُ فَحَمَلَ عَلَیْہِ وہ بے دین سخت غصے مں آ گیا اور امام علیہ السلام پر تلوار سے حملہ کر دیا فَاضْطَرَبَ بِہٖ فَرَسُہٗ فِیْ جَدْ وَلٍ وَتعلَّقَ رِجْلُہ' بِالرِّکَابِ وَوَقَعَ رَاسُہ' فِی الْاَرْضِ وَیَعِزُّ الْفَرَسُ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کا گھوڑا دوڑ پڑا اور گھوڑے کا پاؤں ایک گڑھے میں جا پڑا اور گھوڑا گرا اور اس شقی کا پاؤں رکاب میں اُلجھ گیا اور اس کا سر زمین پر جا لگا اور گھوڑا دوڑتا رہا اور اس ناپاک کا سر پتھروں اور درختوں سے ٹکرا ٹکرا کر ٹکڑے ہو گیا اور اس کے پاؤں اور پنڈلیوں کا گوشت کانٹوں وغیرہ کی زد میں آ کر اڑ گیا بالآخر وہ ملعون اسی ہی حالت کے ساتھ واصلِ جہنم ہوا۔

فَلَمَّا اشْتَدَّ الْقِتَالُ وَانْتَصَفَ النَّھَارُ وَرَایٰ ذَالِکَ اَبُوْ تمامَۃُ الصَّیدَاوِیَّ قَالَ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ نَفْسِیْ لِنَفْسِکَ الْفِدَاءُ ھٰؤُ لَاءِ اِقْتَرَبُوْا مِنْکَ جب مخالف لشکر کا جوش خروش زیادہ ہوا تو ابو تمامہ نے عرض کی یا مولا! میری جان آپ پر قربان ہو یہ لعین قریب آ گئے ہیں وَاُحِبُّ اَنْ اَلْقَی اللّٰہَ وَقَدْ صَلَّیْتُ ھٰذِہِ الصَّلٰوۃَ مَعَکَ اور میں چاہتا ہوں کہ خدا سے ملاقات کروں اس حالت میں کہ نماز ظہر آپ کی اقتداء میں ادا کر چکا ہوں کہ یہ میری زندگی کی آخری نماز ہے۔ امام علیہ السلام نے اپنا سر اقدس آسمان کی طرف اٹھا کر فرمایا فَذَکَرْتَ الصَّلٰوۃَ جَعَلَکَ اللّٰہُ

مِنَ الْمُصَلِّیْنَ اے ابو تمامہ اس وقت تو نے نماز کو یاد کیا' خدا تجھے روز قیامت نماز گزاروں کے ساتھ محشور کرے' ہاں یہ اوّل وقت ظہر ہے۔

ثُمَّ قَالَ سَلُوْهُمْ اَنْ یَکُفُّوْا عَنَّا حَتّٰی نُصَلِّی ان منافقوں سے کہہ دو کہ ہمیں اتنی مہلت دے دو کہ ہم اپنے امامؑ کے ساتھ نماز ظہر ادا کر لیں۔ آپؑ کے ارشاد کے مطابق ظالموں سے کہا گیا کہ فرزند رسول نماز پڑھنے کی مہلت مانگ رہا ہے فَقَالَ حَصِیْنُ بْنُ نَمَیْرِ اِنَّهَا لاَ تُقْبَلُ حصین بن نمیر نے جواب دیا کہ تمہاری نماز قبول نہیں کہ تم حاکم وقت کی بیعت کے منکر ہو۔ یہ سن کر حبیب بن مظاہر بولے کہ اے لعین! فرزند رسولؐ کی نماز تو قبول نہ ہو وَتُقْبَلَ مِنْکَ یَا خَمَّارُ اور تجھ جیسے شرابی نماز قبول ہو؟ پس حصین نے حبیب پر حملہ کیا اور حبیب نے اس پر حملہ کر کے اس کے گھوڑے کے منہ پر ایسی تلوار ماری کہ گھوڑا چراغ پا ہو کر دوڑا اور حصین ناپاک گر پڑا' یزیدی فوجی آئے اور اسے اٹھا کر لے گئے فَقَالَ الْحُسَیْنُ لِزُهَیْرِ بْنِ الْقَیْنِ وَسَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ تَقَدَّمَا اَمَامِیْ حَتّٰی اُصَلِّیَ امام علیہ السلام نے زہیر بن قین اور سعید بن عبداللہ سے فرمایا کہ تم میرے آگے کھڑے ہو جاؤ کہ میں نماز پڑھ لوں پس وہ دونوں بزرگ امام علیہ السلام کے سامنے کھڑے ہوئے حَتّٰی صَلّٰی بِهِمْ صلٰوۃَ الْخَوْفِ یہاں تک کہ انہوں نے امام علیہ السلام کی اقتداء میں نماز خوف ادا کی' زخموں کی کثرت کی وجہ سے سعید زمین پر گر پڑے اور بولے خداوندا عذاب نازل فرما اس قوم پر جس طرح تو نے عاد وثمود پر نازل کیا تھا اور ان پر لعنت کر اس کے بعد اس کے جانثار ساتھی یکے بعد دیگرے شہید ہوئے اور امام علیہ السلام میدان میں تن تنہا رہ گئے فَیَنْظُرُ یَمِیْنًا وَشِمَالاً فَلَمْ یَرَاَحَدًا بَکٰی بُکَاءً شَدِیْدًا امام مظلوم کبھی داہنی طرف دیکھتے تھے اور کبھی بائیں جانب' جب آپ کو کوئی ساتھی نظر نہ

آیا تو آپ اپنے شہداء کی لاشوں کو دیکھ کر دھاڑیں مار کر روتے تھے وَالدَّمُ مِنَ جِسْمِهِ الشَّرِيْفِ مَسْفُوْحٌ وَيَلُوْكُ لِسَانَهُ مِنْ شِدَّةِ الْعَطَشِ وَقَالَ آپؑ کے جسم مبارک سے خون بہہ رہا تھا اور آپ پیاس کی شدت سے اپنی زبان مبارک اپنے ہونٹوں پر پھیرتے تھے اور فرماتے تھے اَنَابْنُ صَاحِبِ الْكَوْثَرِ اَنَا بْنُ شَافِعِ يَوْمِ الْمَحْشَرِ میں ساقی کوثر کا فرزند ہوں اور شفیع روز محشر کا بیٹا ہوں اُقْتَلُ عَطْشَانًا غَرِيْبًا وَحِيْدًا هَلْ فِيْكُمْ مُسْلِمٌ اور میں قتل ہوتا ہوں پیاسا، تن تنہا مسافر، کیا تم میں کوئی مسلمان نہیں ہے کہ جو مجھے اس پیاس کی حالت میں پانی پلا دے؟ اِذْ سَمِعَ مِسْكِيْنٌ كَانَ فِيْ عَسْكَرِ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ فَمَلاَ ءَ الزَّكْوَةَ وَجَاءَ عِنْدَ الْحُسَيْنِ وقَالَ ناگاہ یہ آواز ایک درویش نے سنی وہ لشکر عمر سعد میں تھا پس وہ پانی کا جام بھر کر امام علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور عرض کی يَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ اسْقِ هٰذَا الْمَاءَ اے فرزند رسولؐ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، یہ پانی حاضر ہے نوش فرمایئے فَبَكَى الْحُسَيْنُ بُكَاءً شَدِيْدًا امام علیہ السلام اس پانی کو دیکھ کر بہت زیادہ روئے وَقَالَ كَيْفَ اَشْرَبُ وَقَدْ قُتِلَ اَنْصَارُنَا وَاَقْرِبَاءُ نَا حَتّٰى الطِّفْلُ ظَمْاٰنًا اور فرمایا اے شیخ! میں کس طرح پانی پیوں، جبکہ میرے عزیز و انصار پیاسے شہید ہو گئے یہاں تک کہ چھ مہینے کا میرا بچہ بھی پیاسا شہید ہوا۔

آپ نے اس بزرگ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنی انگشت مبارک سے اشارہ کر کے کہا کہ وہ دیکھو پانی کا کنواں موجود ہے، جب اس نے دیکھا تو اسے کنواں نظر آیا جو پانی سے بھرا ہوا تھا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا، ہم پانی کے محتاج نہیں ہیں لیکن ہم اتمام حجت کے طور پر لشکر اعداء سے پانی کا سوال کرتے ہیں تاکہ روز قیامت ان کا کوئی عذر باقی نہ رہے، البتہ ہم جو راہ حق میں تمام تر تکلیفیں

مصیبتیں برداشت کر رہے ہیں وہ سب کچھ اللہ کی رضا کے لیے ہے' پھر فرمایا اے شیخ! تو لشکر عمر سعد سے نکل جا کہ میری آواز استغاثہ سن کر جو شخص میری اعانت نہ کرے گا خداوند قہار اسے اوندھے منہ جہنم میں ڈالے گا فَقَالَ اَلْوَدَاعُ اَلْوَدَاعُ یَا زَیْنَبُ یَا اُمَّ کُلْثُومِ یَا سَکِیْنَۃُ یا رقیۃ پھر امام علیہ السلام اہلبیتؑ سے رخصت ہونے لگے اور فرمایا اے زینبؑ و ام کلثومؑ سکینہؑ و رقیہؑ میں تم سب کو خدا کے حوالے کرتا ہوں اذ رموا السھام و قالوا اخرج یا حسنین بن علیؑ امام عالی مقامؑ ابھی اپنے اہلبیتؑ سے رخصت ہو رہے تھے کہ ناگاہ یزیدیوں نے حضرت پر تیر پھینکنا شروع کر دیے راوی کہتا ہے کہ تیر قناتوں سے پار ہو گئے اور وہ بے ادب اور دشمن خدا بولے کہ اے حسینؑ ابن علیؑ خیمہ سے باہر نکلو یا بیعت کرو یا اپنا سر قربان کرو فَبَکٰی الْحُسَیْنُ بُکَاءً شَدِیْدًا یہ سن کر امام علیہ السلام بہت روئے اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ کہہ کر میدان جنگ میں آئے۔

وَقَالَ اَمَا مِنْ مُغِیْثٍ یُغِیْثُنَا اَمَامِنْ رَاحِمٍ یَرْحَمُنَا وَیَسْقِیْنَا جُرْعَۃً مِنَ الْمَاءِ اور آپ نے آواز استغاثہ بلند کی اور فرمایا کہ آیا کوئی فریاد رس ہے کہ ہماری فریاد کو پہنچے' ایسا کوئی رحم دل ہے کہ جو ہم پر رحم کھائے اور ایک گھونٹ پانی کا دے دے کہ اس وقت ہم سب سخت پیاسے ہیں فَبَیْنَمَا ھُوَ وَاقِفٌ اِذْ اَتَاہُ حَجَرٌ فَوَقَعَ عَلٰی جَبْھَتِہٖ کہ ناگاہ ایک پتھر امام علیہ السلام کی نورانی پیشانی پر آ کر لگا کہ وہ پیشانی زخمی ہو گئی اور اس سے خون بہنے لگا۔ آہ یہ وہ پیشانی تھی جس پر رسولؐ خدا بار بار بوسہ دیتے تھے فَاَخَذَ الثَّوْبَ یَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ جَبْھَتِہٖ امام علیہ السلام نے چاہا کہ اپنی پیشانی کو کپڑے سے صاف کریں فَاَتَاہُ سَھْمٌ مَسْمُوْمٌ لَہٗ ثَلٰثُ شُعَبٍ فَوَقَعَ عَلٰی قَلْبِہٖ پس ایک تین پھلوں والا زہر آلود تیر آپ کے قلب مبارک پر آ کر

لگا۔ امام علیہ السلام نے کہا بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اور اپنا سر مبارک آسمان کی طرف کر کے بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے ہیں خداوندا! تو جانتا ہے کہ یہ ظالم ایسے شخص کو قتل کرتے ہیں کہ روئے زمین پر اس کے سوا کوئی رسول خداؐ کا نواسہ نہیں ہے ثُمَّ اَخَذَ اَسْهُمَ فَاَخْرَجَه' مِنْ وَرَاءَ ظَهْرِهٖ ایک تیر ایسا کاری لگا کہ دل کو چیر کر پشت مبارک سے نکل گیا آپ نے وہ تیر نکالا اس کے بعد شمر لعین بولا کہ حسینؑ کو فوراً قتل کر دو وَفَطَعَنَهُ سِنَانُ بْنُ اَنَسٍ بِالرُّمْحِ كَانَ اَنْ يَقَعَ یہ سن کر سنان بن انس ملعون نے آگے بڑھ کر آپ کے سینہ اقدس پر ایسا تیر مارا کہ امام علیہ السلام گھوڑے سے زمین پر گر پڑے فَقَالَ اَيُّهَا الْجَوَادُ اَتَعْرِفُ مَنْ اَنَا راوی کہتا ہے کہ اس وقت امام علیہ السلام نے فرمایا (باوفا گھوڑے) کیا تو جانتا ہے کہ میں کون ہوں؟ اَنَا بْنُ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ اَنَا بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْمُرْتَضٰى میں فاطمۃ زہراؑ کا بیٹا ہوں، میں علی مرتضیٰؑ کا فرزند ہوں فَوَضَعَ يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ عَلَى الْاَرْضِ امام علیہ السلام کی یہ بات سن کر وہ گھوڑا رو پڑا اور زمین پر اپنے ہاتھ اور پاؤں پھیلا دیے تا کہ امام علیہ السلام کے جسم شریف کو تکلیف نہ پہنچے اور امام عالیؑ مقام زمین پر گرے اور غش کھا گئے اس وقت اہل حرم میں گریہ وزاری کی آواز بلند ہوئی۔ جناب زینبؑ نے اپنے سر پر خاک کربلا ڈال کر جلدی سے وہاں پہنچیں جہاں پر ان کا بھائی حسینؑ کربلا کی گرم ریت کو بستر بنا کر سو رہا تھا۔ بی بی نے اپنے بھیاء کی یہ حالت دیکھی فصاحتْ وَاَخِيَّاهُ وَاِمَامَاهُ وَاحُسَيْنَاهُ تو بآواز بلند رو کر کہا ہائے حسینؑ ہائے میرے بھائی ہائے میرا ماں جایا زینبؑ قربان ہو آپ پر لَيْتَ الْمَوْتُ اَعْدَمَنِیْ کاش کہ زینبؑ کو موت آ جاتی اور اپنے بھائی کا یہ حال نہ دیکھتی وَلَيْتَ الْجِبَالُ تَدَكْدَكَتْ عَلَى السَّهْلِ کاش پہاڑ ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑیں اور میرا بھائی

حسینؑ اس بیکسی سے شہید ہو رہا ہے۔ وَیْلَکَ یَاعُمَرَبْنُ سَعْدِ یُقْتَلُ بْنُ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاَنْتَ تَنْظُرُ اے عمر سعد! خدا تجھ پر لعنت کرے فرزند رسول شہید ہو رہا ہے اور تو دیکھ رہا فَفَتَحَ الْحُسَیْنُ عَیْنَیْهِ وَنَظَرَ اِلَیْهَا جناب امام حسینؑ نے آنکھیں کھولیں اور اپنی پیاری دکھیاری بہن زینبؑ کی طرف دیکھا آپؑ نے زینبؑ سے بات کرنا چاہی لیکن حلق میں تیر لگنے سے آپ سے بولا نہ گیا امام علیہ السلام نے اشارے سے فرمایا اے زینبؑ! خیمہ میں جاؤ اور میرے جیتے جی خیمے سے نہ نکلو فَرَجَعَتْ اِلَی الْخَیْمَةِ امام علیہ السلام کے حکم کے مطابق بی بی خیمہ میں واپس آ گئیں (پتہ نہیں علیؑ کی بیٹی اپنے بھائی کو اس حالت میں چھوڑ کر کیسے واپس آئی ہوں گی) اِذْ اِرْتَفَعَتِ الْاَصْوَاتُ قَدْ قُتِلَ الْحُسَیْنُ وَقَدْ ذُبِحَ الْحُسَیْنُ ابھی جناب زینبؑ خیمہ میں آئی ہی تھیں کہ آواز بلند ہوئی کہ رسول خداؐ کا بیٹا حسینؑ شہید ہو گیا ہے، فرزند زہراؑ ذبح ہو گیا ہے جناب زینبؑ نے جو مڑ کر دیکھا کہ امام حسینؑ کا سر نیزہ پر نظر آیا فَبَکَتْ وَلَطَمَتْ وَجْهَهَا جناب زینبؑ بیقرار ہو کر روئیں اور اپنے منہ پر طمانچے مارنے لگیں وَامْطَرَتِ السَّمَاءُ دَمًا وَتُرَابًا اَحْمَرَ اور آسمان سے خون برسنے لگا اور سرخ مٹی گرنے لگی وَکَسَفَتِ الشَّمْسُ کَسْفَةً بَدَتِ الْکَوَاکِبُ اور آفتاب گہن لگا ایسا گرہن کہ ستارے ظاہر ہوئے لوگوں نے گمان کیا کہ قیامت آ گئی ہے۔

روایت نمبر
25
حضرت امام حسینؑ کا یتیموں، مسکینوں اور ضرورت مندوں کی خدمت کرنا، مناجات حضرت موسیٰؑ، آسمان سے خون برسنا، حضرت امام حسینؑ کی شہادت سے متعلق چند روایات۔
مولانا عابد عسکری
maablib.org

فِی الْمَنَاقِبِ عَنْ شُعَیْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ وُجِدَ عَلٰی ظَهْرِ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ یَوْمَ الطَّفِّ اَثَرٌ ابن شہر آشوب نے کتاب مناقب میں شعیب بن عبدالرحمٰن سے روایت کی ہے کہ جب جناب امام حسینؑ روز عاشور شہید ہوئے اور آپ کی لاش مبارک بے گور وکفن اور خاک وخون میں غلطاں گرم ریت پر پڑی رہی تو دیکھنے والوں نے دیکھا کہ تیروں' تلواروں' نیزوں کے زخم زیادہ چہرے اور سینہ پر لگے ہوئے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ امام علیہ السلام نے جنگ کے وقت دشمنوں کی طرف پشت نہ کی تھی۔ مگر لوگوں نے دیکھا کہ امام علیہ السلام کی پشت مبارک پر کالے نشانات پڑے ہوئے ہیں فَسَأَلُوْا زَیْنَ الْعَابِدِیْنَ عَنْ ذَالِکَ لوگوں نے امام زین العابدینؑ سے پوچھا کہ آپ کے پدر بزرگوار کی پشت پر نشانات کس چیز کے تھے؟ فَقَالَ هٰذَا مِمَّا کَانَ یَنْقُلُ الْجِرَابَ عَلٰی ظَهْرِهٖ اِلٰی مَنَازِلِ الْاَرَامِلِ وَالْیَتَامٰی وَالْمَسَاکِیْنِ امام علیہ السلام رو کر بولے آہ! وہ نشانات اس لیے تھے کہ آپ راتوں کو کھانے پینے کی اشیاء گٹھڑیوں میں باندھ کر اپنی پشت پر رکھ کر یتیموں' مسکینوں کے گھر پہنچاتے تھے۔ لیکن اس نیکی کے عوض میں کوفیوں نے آپ کے ساتھ کیسا کیسا سلوک روا رکھا' آپ اور آپ کے گھر والوں کو بھوکا پیاسا رکھا گیا اور آپ کے یتیموں کو کھانا' پانی دینے کی بجائے ان کے منہ پر طمانچے مارے۔

وَفِیْ مُنَاجَاتِ مُوْسٰی وَقَدْ قَالَ یَارَبِّ لِمَ فَضَّلْتَ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ عَلٰی سَائِرِ الْاُمَمِ. حدیث میں آیا ہے کہ ایک روز حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مناجات کے دوران عرض کی اے خالق دو جہاں! کیا وجہ ہے کہ حضرت محمدؐ کی امت تمام امتوں سے افضل ہے؟ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی لِعَشْرِ خِصَالٍ ارشاد ہوا کہ دس خوبیوں کے وجہ سے ہم نے انھیں فضیلت دی ہے قَالَ مُوْسٰی وَمَا تِلْکَ الَّتِیْ یَعْمَلُوْنَهَا حَتّٰی

اُمُر بَنِیْ اِسْرائِیْل یعْملُوْنھَا حضرت موسیٰؑ نے عرض کی خداوندا وہ کون کون سی خصلتیں ہیں؟ اگر مجھ سے ارشاد ہوتو میں بھی بنی اسرائیلؑ کو اس پر عمل کرنے کا حکم دوں۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی الصَّلٰوۃُ وَالزَّکَاۃُ وَالصَّوْمُ وَالْحَجُّ وَالْجِھَادُ وَالْجُمُعَۃُ والْجَمَاعَۃُ وَالْقُرْآنُ وَالْعِلْمُ وَالْعَاشُوْرَہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان دس خصلتوں میں سے پہلی نماز' دوسری زکوٰۃ' تیسری روزہ' چوتھی حج' پانچویں جہاد' چھٹی جمعہ یعنی نماز جمعہ پڑھا کریں گے' ساتویں نماز جماعت میں حاضر ہوا کریں گے' آٹھویں قرآن مجید کی تلاوت کریں گے' نویں علم فقہ اور حدیث سیکھیں گے اور دسویں عاشورہ سے قَالَ مُوْسٰی یَارَبِّ وَمَا الْعَاشُوْرَۃُ حضرت موسیٰؑ نے عرض کی بارالہا! میں سب کچھ سمجھ چکا ہوں لیکن عاشورہ کیا ہے؟ قَالَ اَلْبُکَاءُ وَالتَّبَاکِیْ عَلٰی سِبْطِ مُحَمَّدِ نِ الْمَصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ وَالْمَرْثِیَۃُ وَالْعَزَاءُ لِمُصِیْبَہٖ خداوند عالم نے فرمایا اے موسیٰؑ! عاشورہ سے مراد یہ ہے کہ فرزند رسول کے غم میں رونا اور دوسروں کو رلانا اور مرثیہ کہنا امام علیہ السلام کے غم میں اور ان کے مصائب کو پڑھنا' سننا اور سنانا اور اس مظلوم کی یاد میں مجلس عزا برپا کرنا یَا مُوْسٰی مَامِنْ عَبْدٍ مِنْ عَبِیْدِیْ فِیْ ذَالِکَ الزَّمَانِ بَکٰی اَوْ تَبَاکٰی اَوْ تَعَزّٰی عَلٰی وَلَدِ الْمُصْطَفٰی اِلاَّ کَانَتْ لَہ' الْجَنَّۃُ ثَوَابًا اے موسیٰؑ! جو بندۂ مومن ایام عاشورہ میں فرزند رسولؐ کے غم میں خود روئے یا رلائے یا رونے والوں کی سی صورت بنائے یا مجلس عزا برپا کرے ان کے لیے بہشت واجب ہے وَمَنْ اَنْفَقَ مِنْ مَا لِہٖ فِیْ مُحَبَّتِہٖ طَعَامًا کَانَ اَوْ غَیْرُ ذٰلِکَ اِلاَّ بَارَکْتُ لَہ' فِی الدُّنْیَا الدِّرْھَمِ بِسَبْعِیْنَ دِرْھَمًا اے موسیٰؑ! جو بندہ روز عاشورہ اپنے مال میں سے کچھ خرچ کرے گا کسی مومن کو کھانا کھلائے یا

ٹھنڈا پانی پلائے' پس میں دنیا میں اس کے ایک درہم کو ستر درہم کی برکت دوں گا۔

وَكَانَ فِي الْجَنَّةِ وَغَفَرْتُ لَه' ذُنُوْبُه' میں جنت میں اس کو جگہ دوں گا اور اس کے چھوٹے بڑے گناہ بخش دوں گا۔ پس حضرات خیال کیجئے کہ جس روز کی گریہ و زاری کی یہ تاکید ہے۔ اس روز منافقانِ اُمت نے عید مقرر کی ہے' دشمنانِ دین اس روز کو روز برکت کہتے ہیں وَقَالَ صَادِقٌ وَلَمْ تَبْكِ السَّمَاءُ اِلَّا عَلَى الْحُسَيْنِ وَيَحْيٰى بْنِ زَكَرِيَّا. اور جناب صادق آل محمدؑ فرماتے ہیں کہ جب سے آسمان خلق ہوا وہ کسی پر نہیں رویا مگر حسین ابن علیؑ اور یحییٰؑ بن زکریاؑ پر'

اور منقول ہے کہ امام حسینؑ کی شہادت کے دن آسمان سے سرخ مٹی گرتی تھی۔

وَقَالَ قُرْطَةُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مَطَرَتِ السَّمَاءُ يَوْمًا نِصْفَ النَّهَارِ عَلٰى شَمْلَةٍ بَيْضَاءَ قرطہ بن عبداللہ کہتا ہے کہ ہمیں امام حسینؑ کی شہادت کی بالکل خبر نہ تھی اور ہمیں پتہ ہی نہ تھا کہ مولا امام حسینؑ اس مصیبت میں مبتلا ہیں ناگاہ ایک دن آسمان سے بارش کے قطرات گرنے لگے اور باہر صحن میں سفید کپڑے پڑے ہوئے تھے فَنَظَرْتُ فِاذَا هِيَ دَمٌ جب کپڑوں پر وہ قطرے پڑے تو ہم نے دیکھا تو وہ خون نظر آیا اور وہ آسمان سے برس رہا تھا وَذَهَبْتُ بِالْاِبِلِ اِلَى الْوَادِي لِيَشْرِبَ فَاِذَا هُوَ دَمٌ اور ہمارے اونٹ جنگل میں پانی پینے کے لیے گئے' پس کہیں پانی نہ پایا سوائے خون کے۔ ہم نہایت حیران و متعجب تھے' ناگاہ ہمیں اطلاع ملی کہ اس روز فرزند رسول حضرت امام حسینؑ عزیزوں' ساتھیوں سمیت میدان کربلا میں شہید ہو گئے ہیں پس زمین و آسمان کا یہ حال ماتم امام حسینؑ میں ہوا تھا کیونکہ امام علیہ السلام اور ان کے عزیز و انصار تین دن کے بھوکے پیاسے شہید کر دیے۔ یزید کے فوجی اور

کارندے امام علیہ السلام کو جیسی بھی جس طرح بھی تکلیف دے سکتے تھے دیتے رہے۔ ایسا کوئی ظلم نہ تھا جو خاندان رسالت پر روانہ کیا گیا ہو' ان سب مظالم کے باوجود دشمنان خدا ناسزا الفاظ کہہ کر امام علیہ السلام کے دل کو مجروح کرتے تھے۔ چنانچہ ابن جویریہ لعین امام علیہ السلام کے سامنے آیا اور کہا یَا حُسَیْنُ وَاَصْحَابُ الْحُسَیْنِ اِبْشِرُوْا بِالنَّارِ فَقَدْ تَعَجَّلْتُمُوْهَا فِی الدُّنْیَا. اے حسینؑ اور اصحاب حسینؑ! تمھیں آتش جہنم کی بشارت ہو (نعوذ باللہ) تم نے دنیا ہی میں آگ کی طرف جانے کی جلدی کی ہے امام علیہ السلام نے پوچھا یہ کون ہے کسی نے کہا ابن جویریہ ہے حضرت امام حسینؑ نے فرمایا اَللّٰهُمَّ اَذِقْهُ عَذَابَ النَّارِ فِی الدُّنْیَا بارالہا اسے دنیا میں عذاب آتش چکھا دے تاکہ اسے اس بے ادبی مزا معلوم ہو جائے فَفَرَّ بِهٖ فَرَسُه' وَاَلْقَاهُ فِیْ تِلْکَ النَّارِ فَاحْتَرَقَ ۔پس اس کا گھوڑا بگڑا اور بھاگا اور اسے آگ میں ڈال دیا کہ وہ شقی اسی میں جل گیا۔ پھر تمیم بن الحصین ملعون تنہا لشکر سے نکلا اور پکارا اے حسینؑ! اور اصحاب حسینؑ! اَمَا تَرَوْنَ اِلٰی مَاءِ الْفُرَاتِ یَتَمَوَّجُ کَاَنَّه' بُطُوْنُ الْحَیَّاتِ کیا تم آب فرات کی طرف نہیں دیکھتے ہو کہ وہ ٹھاٹھیں مار کر بہہ رہا ہے۔ وَاللّٰهِ لَا اُذِیْقُکُمْ مِنْهُ قَطْرَةً حَتّٰی تَذُوْقُوْا الْمَوْتَ جُرُعًا مگر واللہ تم اس سے ایک قطرہ بھی نہ پی سکو گے یہاں تک کہ تم بھوک پیاس کی حالت میں مر جاؤ گے۔ امام علیہ السلام نے پوچھا یہ کون ہے؟ اصحاب نے عرض کی کہ یہ تمیم بن حصین ہے' امام علیہ السلام نے یہ سن کر فرمایا هٰذَا وَاَبُوْهُ مِنْ اَهْلِ النَّارِ "یہ اور اس کا باپ دونوں جہنمی ہیں" اَللّٰهُمَّ اُقْتُلْ هٰذَا عَطْشَانًا فِیْ هٰذَا الْیَوْمِ بارالہا! اس کو آج ہی پیاسا ہلاک کر قَالَ فَلَحِقَهُ الْعَطَشُ حَتّٰی سَقَطَ عَنْ فَرَسِهٖ وَوَطِئَه' الْخَیْلُ بسنا بِکِهَا فَمَاتَ پس۔

راوی کہتا ہے کہ حضرت کی دعا کے الفاظ ابھی مکمل نہ ہوئے تھے کہ اسے پیاس کی شدت محسوس ہوئی اور وہ شقی پیاس کے مارے گھوڑے سے گرا اور گھوڑے نے اس دشمن خدا کو ٹاپوں سے روند ڈالا اور وہ واصل جہنم ہوا۔ پھر امام علیہ السلام نے آواز دے کر فرمایا اے شیث ربعی! اے حجاج بن حر! اے قیس بن اشعث! اے یزید بن حارث! اَلَمْ تَکْتُبُوْا اِلَیَّ اَنْ قَدِ انْبَعَثَ الثِّمَارُ وَاخْضَرَّتِ الْجَنَّاتُ وَاقْدِمْ عَلَیْنَا لَکَ جُنْدٌ عَلَی الْجُنْدِ.

اے غدارو! اے بے وفاؤ! آیا تم نے مجھے نہیں لکھا تھا کہ درخت پھلدار ہو چکے ہیں اور ہرے بھرے باغات آپ کے لیے ہیں اور ایک فوج کثیر آپ کی مدد کے لیے موجود ہے؟ اب کسی نے جواب نہ دیا مگر قیس ابن اشعث بولا ہمیں کچھ پتہ نہیں ہے کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ ہم تو صرف یہی جانتے ہیں کہ آپ یزید کی بیعت کر لیں تو اس میں آپ کی بہتری ہے۔ یہ سن کر امام علیہ السلام نے فرمایا لاَ وَاللّٰهِ لاَ اُعْطِیْکُمْ بِیَدِ اِعْطَاءَ الذَّلِیْلِ وَلاَ اُقِرُّلَکُمْ اِقْرَارَ الْعَبِیْدِ قسم ہے خدا کی! حسینؑ کبھی بھی بیعت کی طرف ذلت و خواری کا ہاتھ نہیں بڑھائے گا اور نہ ہی غلاموں، نوکروں کی طرح اس کی ہاں میں ہاں ملائے گا۔ کہاں میں اور کہاں وہ یہ سن کر قیس ابن اشعث لعین لشکر سے نکل کر بولا یَا حُسَیْنُ بْنُ فَاطِمَةَ اَیَّةُ خِدْمَةٍ لَکَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَیْسَتْ بِغَیْرِکَ اے حسینؑ پسرِ فاطمہؑ! تمھارے لیے رسول خدا کی کون سی خدمت ہے کہ جو تمھارے غیر کے لیے نہیں ہے؟ امام علیہ السلام آیہ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی اٰدَمَ پورا پڑھا پھر امام علیہا السلام نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ اصحاب نے اس شقی کا نام بتایا تو امام عالی مقام نے دست مبارک اٹھا کر دعا کی اَللّٰهُمَّ ذَلِّلْ مُحَمَّدَ بْنَ الْاَشْعَثِ ذَلًّا فِیْ هٰذَا الْیَوْمِ مَارَاٰهُ اَبَدًا بارالہا اس شقی کو ایسی ذلت دکھا

کہ اس نے آج تک نہ دیکھی ہو۔ پس اسے اسی وقت ایک عارضہ لاحق ہوا اور لشکر سے رفع حاجت کے لیے نکلا فَسَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَقْرَبَ فَلَدَغَتْهُ فَمَاتَ بَادِيَ الْعَوْرَةِ خداوند عالم نے اس پر ایک بچھو مسلط کر دیا' پس اس بچھو نے اسے ڈنک مارا اور وہ شقی یوں ننگی حالت میں غلاظت و کثافت سمیت واصل جہنم ہوا۔ امام علیہ السلام کا یہ معجزہ دیکھ کر عمر سعد نے لشکر امام پر تیر پھینک کر کہا اَشْهِدُوْا اِنِّيْ اَوَّلُ رَامٍ اے اہل کوفہ گواہ رہنا کہ سب سے پہلا تیر لشکر امام پر میں نے ہی پھینکا ہے فَرَمَوْهُ كُلُّهُمْ پس پھر تو تمام لشکر والوں نے تیر چلانے شروع کر دیے بلکہ یوں کہیے کہ تیروں کی بارش شروع ہو گئی۔

جس کی وجہ سے امام علیہ السلام کے تمام عزیز و جانثار زخمی ہوئے وَقِيْلَ قُتِلَ فِيْ هٰذِهِ الْحَمْلَةِ خَمْسُوْنَ رَجُلاً مِنْ اَصْحَابِهٖ.

ایک روایت میں ہے کہ اس حملہ میں امام مظلوم کے پچاس اصحاب شہید ہوئے' اس کے بعد باقی جانثار بھی تھوڑے عرصے میں باری باری اپنے آقا پر نثار ہوتے گئے عزیزوں اور ساتھیوں کی شہادت کے بعد امام علیہ السلام اکیلے رہ گئے وہ بھی نرغۂ اعداء میں! چاروں طرف سے ہمارے مظلوم امام پر تیروں' تلواروں' نیزوں سے حملہ کیا گیا رُوِيَ فِيْ بِحَارِ الْاَنْوَارِ لَمَّا جَرَحُوْا عَلَى الْحُسَيْنِ كَثِيْرَاحَةِ حَتّٰى جَمَعَ الْمَلَاعِيْنَ حَوْلَه' بحار الانوار میں منقول ہے کہ جب بہت سے زخموں نے امام عالی مقام کو نڈھال کر دیا تو بہت سے شقی جمع ہو گئے وَضَرَبَ عَلَيْهِ الرُّمْحَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ پس ایک نیزہ انس بن مالک نے مارا وَاَيْضًا ضَرَبَ الرُّمْحَ عَلٰى جَنْبِهِ الشَّرِيْفِ صَالِحُ بْنُ وَهْبٍ فَاَلْقٰى مِنَ الْفَرَسِ عَلٰى جَنْبِهِ الْاَيْمَنِ اور پھر ایک نیزہ صالح بن وہب شقی نے امام علیہ السلام کے پہلوئے اقدس پر مارا کہ امام

حسینؑ دائیں پہلو کے بل گھوڑے سے گر پڑے وَقَامَ بَعْدَہ' عَلٰی رِجْلَیْہِ لیکن امام علیہ السلام پھر اٹھ کھڑے ہوئے فَضَرَبَ الْمَلْعُوْنُ السَّیْفَ عَلٰی عَضُدِہٖ اس شقی نے امام علیہ السلام کے بازو پر ایک تلوار ماری۔

فَقَتَلَہ' عَلَیْہِ السَّلاَمُ حَتّٰی دَخَلَ فِی النَّارِ امام عالی مقام نے اس شقی پر ایک تلوار ماری کہ وہ واصل جہنم ہوا۔ وَضَرَبَ رَجُلٌ اٰخَرُ عَلٰی کَتْفِہٖ حَتّٰی خَرَّ عَلَی الْاَرْضِ اور ایک بے حیا نے امام عالی مقام کے شانے پر ایسے زور سے تلوار ماری کہ آپ زمین پر گر پڑے فَجَمَعُوْا حَوْلَہ' وَضَرَبَ الْمَلْعُوْنُ الرُّمْحَ عَلَی الْحُلْقُوْمِ وَنَزَحَ مِنْہُ وَضَرَبَ عَلٰی صَدْرِہٖ حَتّٰی ھَوٰیٰ اِلَی الْاَرْضِ.

بہت سے ملعون جمع ہو گئے اور ایک بے رحم نے بوسہ گاہ رسول پر تیر مارا اور پھر وہ تیر نکال کر اس نے آپ کے سینہ اقدس پر اس زور سے مارا کہ امام مظلوم زمین پر گر پڑے وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ امام علیہ السلام پاؤں پر پاؤں رگڑنے لگے وَلَمْ یَقْرَبُوْا فِیْ ھَذَا الْوَقْتِ عِنْدَہٗ بِسَبَبِ مَھَابَتِہٖ اس پر بھی امام علیہ السلام کی ہیبت اور رعب کی وجہ سے حضرت کے قریب کوئی شخص نہ آیا۔

پس شمر ملعون نے فوج کو پکار کر کہا لِمَا ضَرَقْتُمْ مِنَ الْحُسَیْنِ اُمَّھَاتُکُمْ یَجْلِسْنَ فِیْ عَزَائِکُمْ تم حسینؑ سے کیوں دور ہوئے ہو' تمہاری مائیں تمہارے غم میں بیٹھیں وَبَادَرَ بِنَفْسِہِ الْخَبِیْثُ عَلٰی قَتْلِہٖ یہ کہہ کر وہ شقی قتل امامؑ کی طرف متوجہ ہوا فالاٰنَ کَیْفَ اَقُوْلُ مَاصَنَعَ الْمَلْعُوْنُ بِالْحُسَیْنِ آہ کیونکر کہوں اور کس زبان سے بیان کروں کہ اس ملعون نے ہمارے آقا و مولا کے ساتھ جو بے ادبی کی اِنَّہ' ضَرَبَ الرِّجْلَ النَّجِسَ عَلَیْہِ حَتّٰی اَلْقٰی عَلٰی وَجْھِہٖ کہ اس شقی نے اپنے پائے نجس سے امام علیہ السلام کو ایک ٹھوکر ماری کہ حضرت کو منہ کے بل الٹ دیا۔

وَاُخْتُه‘ الزَّیْنَبُ لَمَّا تَرَی الْحَالَ عَلٰی ھَذَا الْمِنْوَالِ اور جب جناب زینبؑ نے بھائی کی جو یہ حالت دیکھی سَرَعَتَ اِلَیْهِ وَتَقُوْلُ بی بی بیتاب ہو کر میدان کی طرف دوڑیں اور کہہ رہی تھیں وَاحُسَیْنَاهُ وَاَخَاهُ ہائے میرے حسینؑ ہائے میرے بھائی یہ کیا حال ہوا ہے آپ کا۔ عمر سعد! اس وقت حضرت کے قریب کھڑا تھا بی بی نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا یَا عُمَرُ تَنْظُرُ اَنَّ شِمْرًا یَقْتُلُ اَخِیْ بِاِسَاءَ ةِ الْاَدَبِ اے عمر سعد تو دیکھ رہا ہے کہ شمر میرے بھائی کو کس بے ادبی سے قتل کر رہا ہے؟ عمر رو پڑا اور اپنا منہ دوسری طرف پھیر لیا وَالشِّمْرُ جَالِسٌ عَلٰی صَدْرِهٖ الشَّرِیْفِ وَقَطَعَ رَاسَه‘ بِاثْنَتِیْ عَشَرَةَ ضَرْبَةً اور کس منہ سے کہوں کہ شمر لعین کہاں پاؤں رکھ کر بیٹھا تھا‘ اس نے سینہ اقدس پر پاؤں رکھا ہوا تھا اور بارہ ضربوں سے اس نے امام علیہ السلام کا سر اقدس جدا کیا۔

روایت نمبر
26
امام حسینؑ کے غم میں گریہ کرنے کا ثواب' اس سلسلے میں ریان بن شبیب کی ایک
روایت' امام حسینؑ کی خبر شہادت لے کر فرشتوں کا زمین پر آنا اور روضہ رسولؐ پر آ کر تعزیت
کرنا' شہادت امامؑ کے بارے میں مزید چند روایات۔
مولانا عابد عسکری
maablib.org

ریان بن شبیب سے منقول ہے کہ انھوں نے کہا ہے میں پہلی محرم کو جناب امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا قَالَ یَابْنَ الشَّبِیْبِ اِنَّ الْمُحَرَّمَ هُوَ الشَّهْرُ الَّذِیْ کَانَ اَهْلُ الْجَاهِلِیَّةِ یُحَرِمُوْنَ فِیْهِ الظُّلْمَ وَالْقِتَالَ لِحُرْمَتِهٖ جناب امام رضاؑ نے فرمایا اے پسر شبیب! بالتحقیق محرم وہ مہینہ تھا کہ کافر اس میں جنگ اور ظلم کو حرام جانتے تھے۔ یعنی کافر بھی اس مہینے کا احترام کرتے تھے فَمَا عَرَفَتْ هٰذِهِ الْاُمَّةُ حُرْمَةَ شَهْرِهَا وَلاَ حُرْمَةَ نَبِیِّهَا پس اس امت نے اس مہینے کی حرمت کو نہ پہنچانا اور انھوں نے اپنے نبیؐ کی حرمت کو نہ پہچانا لَقَدْ قَتَلُوْا فِیْ هٰذَا الشَّهْرِ ذُرِّیَتَه‘ کافر تو اس مہینے کا احترام کرتے تھے لیکن اس امت نے عترت نبی اور اولاد رسول کو قتل کیا۔ وَسَلَبُوْا نِسَائَه‘ وَانْتَهَبُوْا ثِقْلَه‘ خواتین کے سروں سے چادریں اتاریں‘ خیموں کو جلایا گیا یہاں تک کہ ان لٹے ہوئے خیموں میں ان ظالموں کے ہاتھ میں جو چیز بھی آئی وہ لے گئے‘ خدا ان پر لعنت کرے انھوں نے بہت زیادہ ظلم کیا اے پسر شبیب! اگر تو رونا چاہے تو حسین ابن علیؑ کے مصائب پر گریہ کر فَاِنَّه‘ ذُبِحَ کَمَا یُذْبَحُ الْکَبْشُ کہ حسینؑ اس طرح ذبح کیے گئے ہیں کہ جس طرح سے گوسفند کو ذبح کیا جاتا ہے۔

روایت ہے کہ آسمان سے چار ہزار فرشتے امام عالی مقام کی نصرت کے لیے نازل ہوئے فَوَجَدُوْا قَدْ قُتِلَ فَهُمْ عِنْدَ قَبْرِهٖ شَعْثًا غَبْرًا لیکن اس وقت جناب امام حسینؑ شہید ہو چکے تھے۔ پس اس روز وہ فرشتے انتہائی غمگین اور پریشان حال امام عالی مقام کے روضہ کے مجاور بنے ہوئے ہیں‘ یہ فرشتے قائم آل محمدؐ کے ظہور تک روضہ اقدس پر رہیں گے اور جب جناب صاحب الامر ظاہر ہوں گے تو وہ امام زمانہؑ کے انصار میں شامل ہو جائیں گے اور پکار پکار کہیں گے یَا لِثَّارَاتِ الْحُسَیْنِ خون سید

الشہداءؑ کا بدلہ لینے والے کہاں ہیں۔

اے پسر شبیب! میرے آباء طاہرینؑ نے جناب امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے لَمَّا قُتِلَ جَدِّیَ الْحُسَیْنُ اَمْطَرَتِ السَّمَاءُ دَمًا وَتُرَابًا اَحْمَرَ کہ جس وقت جناب امام حسینؑ شہید ہوئے تو کو آسمان نے لہو کا مینہ برسایا اور زمین پر سرخ رنگ کی خاک گرائی'

اے پسر شبیب! اگر تو رونا چاہتا ہے تو میرے جد امجد حضرت امام حسینؑ کے غم پر گریہ کر ثُمَّ تَسِیْلُ دُمُوْعُکَ عَلٰی خَدَّیْکَ پس تیرے دونوں رخساروں پر آنسو جاری ہوں غفرَ اللّٰهُ لَکَ کُلَّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتَه' صَغِیْرًا کَانَ اَوْ کَبِیْرًا خداوند کریم تیرے سب گناہ معاف کر دے گا خواہ وہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ اے پسر شبیب! اگر تو چاہے کہ جنت میں تیرے درجات بلند ہوں فَاحْزَنْ لِحُزْنِنَا وَافْرَحْ لِفَرْحِنَا پس تو ہمارے غم پر غمگین اور ہماری خوشی پر خوش ہو وَعَلَیْکَ بِوَلَایَتِنَا اور تجھ پر ہماری دوستی اور ولایت واجب ہے فَلَوْ اَنَّ رَجُلاً اَحَبَّ حَجَرًا لَحَشَرَهُ اللّٰهُ مَعَه' یَوْمَ الْقِیَامَةِ پس اگر کوئی شخص پتھر کو دوست رکھے گا تو خداوند عالم اس کا حشر اس پتھر کے ساتھ کرے گا۔

ابن ابی عون سے منقول ہے کہ جب امام حسینؑ پیدا ہوئے تو فردوس اعلیٰ سے دریائے اعظم کی طرف ایک فرشتہ اترا' اس نے اطراف زمین و آسمان میں ندا کی یا عِبَادَ اللّٰهِ الْبَسُوْا ثِیَابَ الْاَحْزَانِ اے بندگان خدا! غم و حزن کا لباس پہن لو فَاِنَّ فَرْخَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ مَذْبُوْحٌ مَظْلُوْمٌ مَقْهُوْرٌ پس بالتحقیق کہ فرزند رسولؐ ذبح کیا جائے گا' اس پر ظلم کیا جائے گا' وہ انتہائی مجبور و مظلوم ہو گا کوئی شخص بھی اس مظلوم امام کی مدد نہیں کرے گا سوائے چند عزیزوں اور مخلص ساتھیوں

کے اس کے بعد وہ رسولؐ خدا کی خدمت میں مٹی لے آیا اور کہنے لگا یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ یُقْتَلُ عَلٰی ھٰذِہِ الْاَرْضِ قَوْمٌ مِنْ اَھْلِ بَیْتِکَ اے حبیب خدا! اس زمین پر آپ کے خاندان کے افراد قتل کیے جائیں گے تَقْتُلُھُمْ فِئَۃٌ بَاغِیَۃٌ مِنْ اُمَّتِکَ آپ کی امت میں سے ایک باغی گروہ انھیں قتل کرے گا یَقْتُلُوْنَ فَرْخَکَ الْحُسَیْنَ بْنَ بِنْتِکَ الطَّاھِرَۃِ وہ آپؐ کے نواسے حسینؑ کو قتل کریں گے وَھٰذِہٖ تُرْبَتُہٗ اور یہ کربلا کی مٹی ہے۔ پس ایک مٹھی مٹی اس نے کی آپ کی خدمت میں پیش کیا اور کہا اسے احتیاط سے رکھیے۔

حَتّٰی تَرَاھَا قَدْ غَیَّرَتْ وَاَحْمَرَتْ وَصَارَتْ کَالدَّمِ جب دیکھنا کہ یہ متغیر ہو گئی ہے اور سرخ ہو کر لہو کی مانند ہو گئی ہے۔ فَاَعْلَمْ اَنَّ وَلَدَکَ الْحُسَیْنَ قَدْ قُتِلَ پس جان لینا کہ آپ کا حسینؑ شہید ہو گیا ہے اور وہ فرشتہ کچھ مٹی اپنے ساتھ آسمان پر لے گیا۔ جناب پیغمبر اکرمؐ بار بار اس مٹی کو سونگھتے تھے اور روتے تھے اور فرماتے تھے قَتَلَ اللّٰہُ قَاتِلَکَ یَا حُسَیْنُ اے حسینؑ! خدا تیرے قاتل پر لعنت کرے اور اسے جہنم میں داخل کرے۔ پھر آپؐ نے وہ خاک) جناب سلمہؓ کو دی وَاَخْبَرَھَا بِقَتْلِ الْحُسَیْنِ بِطَفِّ کَرْبَلَاءَ اور جناب ام سلمہؓ کو خبر دی کہ امام حسینؑ کو سرزمین کربلا پر قتل کر دیا جائے گا اور فرمایا یَا اُمَّ سَلْمَۃَ خُذِیْ ھٰذِہِ التُّرْبَۃَ اِلَیْکَ وَتَعَاھُدِھَا بَعْدَ وَفَاتِیْ اے ام سلمیٰؓ! میری وفات کے بعد اس مٹی کو احتیاط کے ساتھ رکھنا فَاِذَا رَاَیْتَھَا قَدْ غَیَّرَتْ وَاَحْمَرَتْ وَصَارَتْ دَمًا پس جب دیکھنا کہ اس مٹی کا رنگ بدل گیا ہے اور سرخ ہو کر تازہ خون میں بدل گئی فَاعْلَمِیْ اَنَّ وَلَدِیَ الْحُسَیْنَ قَدْ قُتِلَ بِطَفِّ کَرْبَلَاءَ پس سمجھ لینا کہ میرا فرزند حسینؑ میدان کربلا میں شہید ہو گیا ہے۔ جناب ام سلمہؓ نے اس دن سے اس مٹی کو احتیاط سے رکھا جب

جناب امام حسینؑ ایک برس کے ہوئے نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ اِثْنَا عَشَرَ مَلَکٍ اِلَی النَّبِیِّ تو جناب پیغمبر اکرمؐ کی خدمت اقدس میں بارہ ہزار فرشتے حاضر ہوئے' ان کی صورتیں پراگندہ سرخ چہرے آنکھوں سے آنسو جاری تھے سبھی نے اپنے پر پھیلا دیے اور کہنے لگے اے حبیب خدا آپ کے فرزند پر وہ مصیبت نازل ہوگی جو قابیل کے ہاتھ سے ہابیل پر نازل ہوئی تھی۔

پس ہم آپ کے فرزند پر پیش آنے والی مصیبت پر آپ کی خدمت میں تعزیت پیش کرتے ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ پھر آسمان پر کوئی فرشتہ نہ رہا مگر یہ کہ سب نے آ کر جناب رسول خداؐ کو پرسہ دیا' اس کے بعد انھوں نے امام حسینؑ کی شہادت کے فضائل بیان کیے' امام حسینؑ کے زائرین اور عزاداروں کے اجر و ثواب کے بارے میں بھی بتایا اس کے ساتھ ساتھ وہ گریہ بھی کرتے رہے وَالنَّبِیُّ مَعَهُمْ یَبْکِیْ اور رسولؐ خدا بھی ان کے ساتھ روتے رہے اور امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں پر لعنت بھیجتے رہے۔

راوی کہتا ہے امام حسین علیہ السلام جب دشت غربت میں پہنچے تو یزیدی فوج نے آپ کو ہر طرف سے گھیر لیا ساتویں محرم سے پانی بند ہوگیا اس کے بعد پانی کا ایک گھونٹ بھی کسی کو میسر نہ تھا یہاں تک کہ عاشورہ کے دن آپ پر حملہ کر دیا گیا' سب سے پہلے آپ کے ساتھیوں نے اپنی اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا' اس کے بعد عزیزوں کی باری آئی وہ بھی یکے بعد دیگرے جام شہادت نوش کرتے گئے حَتّٰی قَتَلُوْا فِیْ حِجْرِہٖ اِبْنَهُ الرَّضِیْعَ بِالسَّهْمِ یہاں تک کہ امام علیہ السلام کا شیر خوار بیٹا علی اصغرؑ بھی ان کی گود میں شہید کر دیا گیا۔

کتاب مواعظ حسنہ میں جناب امام جعفر صادقؑ سے روایت کی گئی ہے کہ فَلَمَّا لَمْ یَبْقَ مِنْ اَقْرِبَاءِ الْحُسَیْنِ فِیْ طَفِّ کَرْبَلاَ جب میدان کربلا میں جناب امام حسینؑ کے ساتھیوں اور عزیزوں میں کوئی نہ بچاتو وَھُوَ عَلَیْهِ السَّلاَمُ یَنْظُرُ یَمِیْنًا وَشِمَالاً وَیَقُوْلُ وَاعَطْشَاهُ وَ قِلَّةَ نَاصِرَاهُ امام علیہ السلام کبھی دائیں طرف اور کبھی بائیں طرف حسرت بھری نگاہ سے دیکھتے تھے اور فرماتے تھے آہ پیاس کس قدر زیادہ ہے اور ہمارے عزیز' ہمارے ساتھی سب چلے گئے ہیں وَیَلُوْکُ لِسَانَهٗ مِنَ الْعَطَشِ وَیَطْلُبُ الْمَاءَ اور آپ اپنی سوکھی ہوئی زبان اپنے خشک لبوں پر پھیرتے اور پانی طلب فرماتے تھے' ان بے رحموں اور ظالموں میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جو امام علیہ السلام کو جواب دیتا بلکہ پانی کے بدلے میں تیروں تلواروں اور نیزوں سے حملہ کرتے تھے۔

ناگاہ قبلہ کی طرف سے ایک گرد نمودار ہوئی اور اس میں سے ایک شخص ہتھیار لگائے ہوئے کفن پہنے ہوئے نمودار ہوا اور امام علیہ السلام کے قریب آ کر بولا اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ یَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَعَلٰی جَدِّکَ وَاَبِیْکَ وَاُمِّکَ وَاَخِیْکَ سلام ہو آپ پر اے فرزند رسول! آپ کے نانا جان' والد گرامی' والدہ ماجدہ اور بھائی پر بھی لاکھوں سلام ہوں' امام علیہ السلام نے انتہائی مشفقانہ انداز میں فرمایا وَعَلَیْکَ السَّلاَمُ یَاشَهِیْدُ تو کون ہے جو اس صحرائے آفت اور عالم تنہائی میں مجھ غریب و بیکس پر سلام کرتا ہے؟ اس وقت ہم سب کی جانیں خطرے میں ہیں یہاں پر تو ہمارا کوئی ساتھی نہیں ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ تو شہیدانِ سابق میں سے ہے' یہاں کس کے لیے آیا ہے اور تیرا نام کیا ہے اس نے عرض کی جُعِلْتُ فِدَاکَ یَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اسْمِیْ اَحْنَفُ مِنْ اَصْحَابِ جَدِّکَ میں قربان جاؤں آپ پر میں آپ کے

نانا جان کا صحابی ہوں اور میرا نام احنف ہے' میں آپ کے پاس اس لیے آیا ہوں رَاَیتُ یَوماً رَسُولَ اللّٰہِ یَبکِی کہ ایک روز میں نے پیغمبر اکرمؐ کو روتے ہوئے دیکھا اور حضرت کے آنسو آنکھوں سے جاری تھے فَقُلتُ یَابِیَ اَنتَ وَاُمِّیَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ مَالَکَ تَبکِیَ میں نے عرض کی یا رسول اللہؐ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں آپ رو کیوں رہے ہیں؟

قَالَ اَتَانِیَ جِبرَئِیلُ ؑ فَاَخبَرَنِیَ اَنَّ اُمَّتِیَ سَتُقتَلُ وَلَدِیَ الحُسَینَ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیلؑ امین آئے اور مجھے خبر دی کہ میری امت میرے حسینؑ کو قتل کرے گی اور مجھے اس جگہ کی مٹی لا کر دی کہ جس کا رنگ سرخ تھا پس جو شخص میرے مظلوم بیٹے حسینؑ کا ساتھ دے گا اور اس پر اپنی جان قربان کرے گا جَعَلَ اللّٰہُ ثَوَابَ سَبعِینَ شَہِیدًا تو اللہ تعالیٰ اسے ستر شہیدوں کا ثواب عطا فرمائے گا۔ یہ حدیث میرے ذہن میں تھی کہ جناب رسول خدا جہاد کو تشریف لے گئے اور وہاں پر کچھ صحابہ کرامؓ نے اپنی جان حضرتؐ پر نثار کی' یہاں تک کہ میری نوبت پہنچی اور میں زخمی ہو کر گھوڑے سے گرا تو جناب رسول خداؐ نے انتہائی شفقت و نوازش سے اس غلام کا سر اٹھا کر اپنے زانوئے مبارک پر رکھا اور فرمایا کہ اے احنف! تمہاری جو بھی تمنا ہو بیان کرو۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ میری آرزو یہ ہے کہ آپؐ نے فرمایا تھا کہ جو میدانِ کربلا میں میرے حسینؑ کا ساتھ دے گا تو اللہ تعالیٰ اسے ستر شہیدوں کا درجہ عطا فرمائے گا یا حضرت! بارگاہ الٰہی میں میرے لیے دعا فرمائیے کہ معرکہ کربلا تک میں قبر میں بطور امانت رہوں۔ عاشورہ کا دن ہو اور جب آپ کے بیٹے حسینؑ کو کسی کی مدد کی ضرورت ہو تو اللہ تعالیٰ مجھے دوبارہ زندگی عطا فرمائے اور میں آپ کے فرزند دل بند پر اپنی جان نثار کروں۔ یہ سن کر

آنحضرتؐ نے میرے حق میں دعا کی۔ آپ کے نانا جان کی دعا کی برکت سے آج تک میں قبر کے اندر بڑے آرام سے موجود تھا اِذۡنَادیٰ اِنِّیۡ مَلَکٌ قُمۡ یَا اَحۡنَفُ اَنۡجِزۡمَا وَعَدۡتَ اِنَّ ابۡنَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ وَحِیۡدًا غَرِیۡبًا بَیۡنَ الۡاَعۡدَاءِ فِیۡ طَفِّ کَرۡبَلَا ایک فرشتہ نے مجھے آواز دی کہ اے احنف! اٹھو آج وعدہ وفائی کا دن ہے' آج فرزند رسولؐ نرغہ اعداء میں گھرا ہوا ہے۔ آقا میں اسی حال میں سیدھا آپ ہی کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں تاکہ اپنی آخری خواہش پوری کرسکوں۔ امام علیہ السلام نے اشکبار آنکھوں سے اس بزرگوار کو اذنِ جہاد دیا فَجَاءَ لِلۡقِتَالِ فَقَاتَلَ فَقُتِلَ پس وہ بزرگ میدان جہاد میں آئے اور بہت سے لعینوں کو واصل جہنم کیا آخر کار لڑتے لڑتے جامِ شہادت نوش کیا۔

ذرا سوچیے کہ ایک شخص معجزانہ طور پر زندہ ہو کر جہاد کربلا میں شریک ہوا لیکن دوسری طرف اعداء سب کچھ جانتے ہوئے' سب کچھ دیکھتے ہوئے اہلبیت اطہارؑ پر دل ہلا دینے والے مظالم کر رہے تھے۔

چنانچہ راوی کہتا ہے میں امام حسینؑ کو دیکھ رہا تھا کہ آپ شدت ضعف کی وجہ سے اپنا سر مبارک کبھی زین پر رکھتے تھے اور کبھی آسمان کی طرح نظر کر کے فرماتے تھے اَللّٰهُمَّ اَشۡهِدۡ عَلٰی هٰؤُلَاءِ الۡقَوۡمِ یَقۡتُلُوۡنَ ابۡنَ بِنۡتِ نَبِیِّکَ خداوندا! گواہ رہنا کہ یہ قوم تیرے پیغمبر کی بیٹی کے بیٹے کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔

اُحۡکُمۡ بَیۡنَنَا وَ بَیۡنَ هٰذَا الۡقَوۡمِ بِالۡحَقِّ وَاَنۡتَ خَیۡرُ الۡحَاکِمِیۡنَ بارالہا! تو میرے اور اس قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ فرما اور تو سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے اور کبھی اس قوم کی طرف مخاطب ہو کر فرماتے تھے یَا قَوۡمِ اَنَا ابۡنُ مُحَمَّدِ نِ الۡمُصۡطَفٰی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَاُقۡتَلُ عَطۡشَانًا۔ اے قوم! میں

تمھارے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیٹا ہوں اور قریب ہے کہ پیاسا قتل ہو جاؤں۔ایک روایت میں ہے کہ جب جناب امام حسینؑ پر پیاس نے غلبہ کیا تو آپ نے آسمان کی طرف منہ کر کے دعا کی۔ ابھی آپ ذکر الٰہی میں مشغول تھے فضَرَبَ اللَّعِیْنُ بِسَھْمٍ فَوَقَعَ عَلٰی فَمِهٖ کہ ایک لعین نے ایک تیر آپ کے دہن مبارک پر مارا کہ وہ خون سے بھر گیا فَجَاءَ السِّنَانُ ابْنُ الْاَنَسِ لَعَنَةُ اللّٰهُ وَضَرَبَ الرُّمْحَ عَلٰی صَدْرِهٖ حَتّٰی خَرَجَ عَنْ ظَهْرِهٖ پس سنان بن انس ملعون آیا اور اس ظالم نے آپؑ کے سینہ اقدس پر اس زور سے نیزہ مارا کہ پشت مبارک توڑ کر باہر نکل آیا فَجذبَ اللَّعِیْنُ رُمْحَهٗ فَوَقَعَ الْحُسَیْنُ مَکْبُوْبًا عَلَی الْاَرْضِ یَتَحَوَّزُ فِیْ دَمِهٖ پس جب لعین نے نیزے کو کھینچا تو امام علیہ السلام منہ کے بل گھوڑے کی زین سے زمین پر گر پڑے اور اپنے لہو میں لوٹنے لگے۔

وَیَضْرِبُوْنَ عَلَیْهِ السُّیُوْفَ امام علیہ السلام تڑپتے رہے اور اوپر ظالم آپ پر تلواریں مارتے رہے وَکَانَ فَرَسَهٗ عِنْدَ رَاْسِهٖ یَبْکِیْ فَاَشَارَ بِیَدِهٖ اِصْبِرْ وَلَا تَبْکِ اور امام علیہ السلام کا باوفا گھوڑا آپ کے سرہانے کھڑا ہو کر روتا رہا پس حضرت امام حسینؑ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اے گھوڑے تو نہ رو اور صبر کر ثُمَّ جَلَسَ پھر امام علیہ السلام اٹھ بیٹھے فَجَاءَ الْکِنْدِیُّ لَعَنَهُ اللّٰهُ فَضَرَبَ اللَّطَمَةَ واخفذَ الْعِمَامَةَ عَنْ رَاْسِهٖ پس مالک بن بشر الکندی ملعون آیا اور رخ انور پر ظلم کیا اور سر اقدس سے عمامہ اتار لیا گیا۔

جنابِ رسولِ خداؐ کا خواب دیکھنا، ایک علوی سیّد کا مجاہدانہ کردار، حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے بارے میں چند اور روایات۔

عَنْ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ اَخَذَتْہُ سِنَۃٌ وَھُوَ عَلٰی مِنْبَرِہٖ.

جناب امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک روز جناب رسول خدا منبر پر تشریف فرما تھے کہ آنحضور کو غنودگی عارض ہوئی فَرَایٰ فِیْ مَنَامِہٖ اَنَّ رِجَالًا یَنْزُوْنَ عَلٰی مِنْبَرِہٖ نَزْوَ الْقِرَدَۃِ یَرُدُّوْنَ النَّاسَ عَلٰی اَعْقَابِھِمُ الْقَھْقَرٰی پس آنحضرتؐ نے خواب میں دیکھا کہ بہت سے لوگ منبر رسول پر آ جا رہے ہیں اور بندروں کی مانند اچھل کود رہے ہیں اور لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ آنحضرتؐ ایک بار چونک کر اٹھے اور سخت پریشان ہو گئے۔ پس جبرئیلؑ آیت لے کر نازل ہوئے؟ جس کا مفہوم یہ ہے کہ ہم نے نہیں گردانا اس خواب کو کہ ہم نے آپ کو دکھا مگر لوگوں کے آزمائش و امتحان کے لیے اور شجرۂ ملعون یعنی بنی امیہ ہم انھیں ڈراتے ہیں پس ان کی زیادہ نہ ہو گی مگر سرکشی عظیم...... قَالَ جِبْرَئِیْلُ اَعَلٰی عَھْدِیْ قَالَ لَا وَلٰکِنْ سَتَدُوْرُ رَحَی الْاِسْلَامِ مِنْ مُھَاجَرِکَ فَتَلْبِثُ بِذَالِکَ عَشْرًا آنحضرتؐ نے فرمایا اے جبرئیلؑ! بنی امیہ کا تسلط میرے زمانے میں ہو گا اور وہ بولے نہیں مگر آپ کی ہجرت کے دس برس بعد اسلام کی چکی پھرے گی۔

ثُمَّ تَدُوْرُ رَحَی الْاِسْلَامِ عَلٰی رَاْسِ خَمْسَۃٍ وَثَلَاثِیْنَ مِنْ مُھَاجَرِکَ فَتَلْبِثُ بِذَالِکَ خَمْسًا پھر اسلام کی چکی چلے گی آپ کی ہجرت سے پچیس برس یہاں تک کہ پانچ برس تک تھم جائے گی اور پھر گمراہی اور ضلالت کی چکی چلے گی اس وقت اللہ نے اس سورہ کو نازل فرمایا اِنَّا اَنْزَلْنَاہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ اور فرمایا شب قدر بہتر ہے ان ہزار مہینوں سے‘ ان ہزار مہینوں میں بنی امیہ بادشاہت (حکمرانی) کریں گے۔ یعنی ایک رات عبادت ان کے ہزار مہینے کی بادشاہت سے بہتر ہے۔

وہ دس برس جو اسلام کی چکی چلتی رہی وہ جناب رسالتمابؐ تھے اور وہ پانچ

برس، وہ جناب امیر علیہ السلام کی ظاہری خلافت کا زمانہ ہے اور اس سے قبل ایسا زمانہ آیا کہ جس میں قرآن مجید جلائے گئے۔ جناب مولا مشکل کشا کے گلوئے مبارک میں رسی باندھی گئی، جناب رسول خداؐ کی صاحبزادی کا پہلو زخمی ہوا، ان کو ان کے حق سے محروم کیا گیا۔ شجرہ ملعونہ سے مراد بنی امیہ ہیں۔ جب ان کی حکومت قائم ہوئی تو خاندان رسول پر ایسے ایسے مظالم ڈھائے گئے کہ ان کو نہ زبان بیان کر سکتی ہے اور نہ قلم حیطۂ تحریر میں لا سکتا ہے۔ پھر جب بنو عباسیہ کا دور آیا تو ان ملعونوں نے چاہا کہ ظلم و جفا میں بنی امیہ پر سبقت لے جائیں، ظالم حکومت نے سب سے پہلا جو حکم دیا وہ یہ تھا کہ امام حسینؑ کی قبر کا نشان مٹا دیا جائے اور زائرین امام کو قتل کیا جائے تاکہ آئندہ کوئی بھی شخص ان کی زیارت کو نہ آ سکے، بعض اوقات قبر کے آس پاس میں پانی ڈالا گیا لیکن وہ ظالم اپنے ناپاک عزائم میں ناکام رہے، جب وہ اس پر قادر نہ ہوئے تو حکم دیا بغداد میں قبور قریش کھود کر ان کی ہڈیاں جلا دی جائیں۔ شاعروں کو حکم دیا گیا کہ (العیاذ باللہ) علیؑ و فاطمہؑ کی مذمت میں شعر کہو ایک ہزار شیعہ اور سادات کو شہید کیا گیا ان کو جیتے جی عمارتوں میں چن دیا۔

شعبی نے روایت کی ہے کہ مجھے عید الاضحیٰ کے روز حجاج بن یوسف نے بلوایا وَقَالَ بِمَا يَتَقَرَّبُ النَّاسُ مِثْلَ هٰذَا الْيَوْمِ وہ لعین بولا اے شعبی! آج کل لوگ خدا سے کس چیز کے ذریعہ تقرب تلاش کرتے ہیں؟ فَقُلْتُ بِالْاُضْحِيَةِ وَالصَّدَقَةِ وَافْعَالَ الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى میں نے کہا رضائے الٰہی کے لیے عوام صدقہ دیتے ہیں، تقویٰ و پرہیزگاری کو اپنی زندگی کا شعار قرار دیتے ہیں۔ یہ سن کر وہ شقی بولا اے شعبی! بتایئے کہ آج میں نے کیا ارادہ کیا ہے؟ سنو آج میں نے ایک حسینی سیّد کی قربانی کا ارادہ کیا ہے ابھی حجاج یہ بات کر رہا تھا کہ میرے کانوں میں زنجیروں کی

آواز آئی وَاِذَا قَدْ مَثَّلَ بَیْنَ یَدَیْہِ رَجُلٌ عَلَوِیٌّ وَفِیْ عُنُقِہٖ سِلْسِلَۃُ حَدِیْدٍ وَفِیْ رِجْلَیْہِ قَیْدٌ مِنْ حَدِیْدٍ ناگاہ میں نے دیکھا کہ حجاج لعین کے سامنے ایک علوی سیّد کو لا کر کھڑا کیا کہ اس بزرگ کے گلے میں آہنی زنجیر اور پاؤں میں بیڑیاں پڑی تھیں، حجاج بولا کیا تو نہیں ہے فلاں علوی فلاں سید کا بیٹا؟ وہ بولے ہاں میں وہی ہوں فَقَالَ لَہٗ اَنْتَ الْقَائِلُ اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ ذُرِّیَّۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ حجاج بولا آیا تو قائل ہے کہ حسنؑ و حسینؑ رسول خدا کی ذریت ہیں؟ قَالَ مَاقُلْتُ ھٰذَا وَلٰکِنْ اَقُوْلُ اَنَّھُمَا وَلَدَا رَسُوْلِ اللّٰہِ وَاَنَّھُمَا دَخَلاَ فِیْ ظَھْرِہٖ وَخَرَجَا مِنْ صُلْبِہٖ عَلٰی رَغْمِ اَنْفِکَ یَا حَجَّاجُ کیا وہ شجاع تھے؟ وہ بولے میں تو یہ نہیں کہتا بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ وہ دونوں رسول خداؐ کے بیٹے ہیں، ان کے نور مقدس رسول خدا کی پشت مبارک میں داخل ہوئے اور پیدا ہوئے صلب رسول خدا سے، میں تو یہ کہتا ہوں کہ تجھے ذلیل کرنے اور تیری ناک خاک پر رگڑنے کے لیے وہ تشریف لائے تھے۔

وہ ملعون تکیہ کی ٹیک لگائے ہوئے بیٹھا تھا سیّد کی بات سن کر آگ بگولہ ہو گیا اور غصے سے اس کی گردن کی رگیں پھول گئیں اور بولا اگر تو نے قرآن مجید سے ثابت کر دیا کہ حسنینؑ رسول خداؐ کے بیٹے ہیں تو ٹھیک، ورنہ میں تجھے اسی وقت اسی جگہ پر قتل کر دوں گا اگر تیری بات ثابت ہو گئی تو میں قید سے بھی آزاد کر دوں گا اور اپنی قیمتی عبا بھی تجھے دے دوں گا۔ پس شعبی کہتا ہے کہ اگرچہ میں حافظ قرآن تھا ہر چند میں نے غور کیا اور بہت سی سوچ بیچار کی تو مجھے اس قسم کی کوئی آیت نظر نہ آئی جو یہ ثابت کر سکے کہ حسنین شریفین جناب رسول خداؐ کے بیٹے ہیں۔ مجھے اس بات کا بہت دکھ ہوا کہ یہ بیچارہ سیّد ابھی مارا جائے گا۔

اس بزرگ نے کہا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حجاج نے ان کی قطع

کلا کے کہا کہ شاید تو آیت مباہلہ پڑھنا چاہتا ہے اور وہ یہ ہے قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَ نَا وَاَبْنَاءَ کُمْ کہ اے رسولؐ نصاریٰ سے کہہ دو کہ ہم بلا لاتے ہیں اپنے فرزندوں کو اور تم بھی لے آؤ اپنے فرزندوں کو حالانکہ یہ آیت صاف ہے کہ حسنینؑ جناب رسول خدا کے بیٹے ہیں۔ مگر اس آیہ کو نہ مانوں گا کوئی اور دلیل پیش کرو فَقَالَ الْعَلَوِیُّ وَاللّٰهِ هِیَ حُجَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ مُعْتَمَدَةٌ وَلٰكِنِّیْ اٰتِیْكَ بِغَیْرِهَا ثُمَّ اِبْتَداء یَقْرءُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وہ علوی بولے واللہ یہ آیت حجت مؤکدہ ہے ''لائق اعتماد ہے مگر میں اس کے علاوہ کوئی اور آیت پڑھنا چاہتا ہوں پھر انھوں نے بڑے فصیح و بلیغ لہجے میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تلاوت کی' اس کے بعد یہ آیت پڑھی وَوَهَبْنَا لَهٗ اِسْحَاقَ وَیَعْقُوْبَ كُلًّا هَدَیْنَا وَنُوْحًا هَدَیْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّیَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَیْمَانَ وَاَیُّوْبَ وَیُوْسُفَ وَمُوْسٰی وَهَارُوْنَ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ وَزَكَرِیَّا وَیَحْیٰی وَاِلْیَاسَ كُلٌّ مِنَ الصَّالِحِیْنَ یعنی بخشا ہم نے ابراہیمؑ کو اسحاقؑ و یعقوبؑ اور ہم نے ہر ایک کو ہدایت کی اور اس سے قبل ہم نے نوحؑ کو ہدایت کی اور ذریت نوحؑ یا ابراہیمؑ سے ہدایت کی ہم نے داؤدؑ سلیمانؑ اور ایوبؑ و یوسفؑ موسیٰ و ہارونؑ کو اور ہم نیکو کاروں کو یوں جزا دیتے ہیں اور ہدایت کی ہم نے ذریت نوحؑ و ابراہیمؑ سے زکریا اور یحییٰؑ کو اور الیاسؑ کو کہ یہ سب صالحین سے تھے اور اس میں حضرت عیسیٰؑ کا نام حضرت یحییٰؑ کے بعد موجود ہے اسے ذکر نہ کیا۔ بس حجاج بولا کہ اے علوی! آپ نے حضرت عیسیٰؑ کا نام کیوں نہیں لیا۔

قَالَ صَدَقْتَ یَا حَجَّاجُ وہ سیّد بولے اے حجاج! تو سچ کہا' میں نے عیسیٰ علیہ السلام کا نام نہیں لیا۔ فَبِاَیِّ شَیْءٍ دَخَلَ عِیْسٰی فِیْ صُلْبِ نُوْحٍ وَاِبْرَاهِیْمَ

پس اے حجاج !حضرت عیسیٰؑ کس لحاظ سے صلب نوحؑ و ابراہیمؑ میں
داخل ہوئے ہیں حالانکہ معجزانہ طور پر وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں وَقَالَ مِنْ
حَيْثُ اُمِّهٖ حجاج بولا عیسیٰ علیہ السلام ماں کی طرف سے نوحؑ و ابراہیمؑ کی صلب میں
داخل ہوئے ہیں یہ سن کر وہ علوی سیّد بولے كَذٰلِكَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ دَخَلَا
فِيْ صُلْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ مِنْ اُمِّهَا اے حجاج اس طرح حسنؑ و حسینؑ بھی ماں کی
طرف سے رسول خداؐ کی صلب میں شامل ہوئے ہیں فَبَقِيَ الْحَجَّاجُ كَاَنَّهٗ لَقِيَ
حَجَرًا پس حجاج دم بخود ہو کر رہ گیا گویا کسی نے اس کے منہ پر پتھر رکھ دیا ہے پھر
بولا آپ کے پاس امامت حسنینؑ کی کیا دلیل ہے؟ سید بولے رسول خدا کی گواہی
سے ان دونوں شہزادوں کی امامت ثابت ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا وَلَدَيَّ هٰذَانِ
يَعْنِيْ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ اِمَامَانِ قَامَا اَوْ قَعَدَا یعنی یہ دونوں میرے فرزند حسنؑ و
حسینؑ امام ہیں خواہ جہاد کریں، خواہ بیٹھے رہیں۔ آنحضرتؐ کا ایک ارشاد اور بھی ہے
اِبْنِيْ هٰذَا يَعْنِ الْحُسَيْنَ اِمَامٌ اَخُوْ اِمَامٍ اِبْنُ اِمَامٍ اَبُوْا الْاَئِمَّةُ التِّسْعَةِ اٰخِرُهُمْ
قَائِمُهُمْ یہ میرا حسینؑ امام ہے امام کا بیٹا ہے، امام کا بھائی ہے اور نو اماموں کا باپ
ہے کہ ان کا آخری قائم آل محمدؐ ہے۔ یہ سن کر حجاج بولا شہادت کے وقت حضرت
امام حسینؑ کی عمر کتنی تھی قَالَ ثَمَانٍ وَخَمْسُوْنَ سَنَةً سید نے کہا کہ آپ کا سن
مبارک اٹھاون برس تھا پھر بولا اے علوی! امام حسینؑ کس دن شہید ہوئے؟ قَالَ
يَوْمَ الْعَاشِرِ مِنَ الْعَاشُوْرَةَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ سیّد نے فرمایا کہ
امام علیہ السلام دسویں محرم بروز جمعہ شہید ہوئے، حجاج بولا حسینؑ کو کس نے شہید کیا؟
سیّد بولے کہ یزید کے حکم سے ابن زیاد نے کربلا میں اپنا لشکر بھیجا، دسویں محرم کے
دن یزیدیوں نے امام حسینؑ اور ان کے عزیزوں، ساتھیوں پر حملہ کر دیا یعنی یزیدیوں

نے جنگ میں پہل کر دی فَوَضَعَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ سَهْمًا فِيْ كَبِدِ فَرَسِهٖ ثُمَّ رَمٰى بِهٖ نَحْوَ الْحُسَيْنِ پس عمر سعد نے لشکر امام کی طرف تیر پھینک کر جنگ کی ابتداء کی اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں نے ہی سب سے پہلے امام حسینؑ کے لشکر پر تیر پھینکا ہے اس کے بعد سب ملعونوں نے تیروں، تلواروں اور نیزوں کے ذریعہ جنگ شروع کر دی ان پر پے در پے حملوں کی وجہ سے امام علیہ السلام کے عزیزوں اور ساتھیوں میں سے سب لوگ زخمی ہوئے وَقِيْلَ قُتِلَ فِيْ هٰذِهِ الْحَمْلَةِ خَمْسُوْنَ رَجُلاً مِنْ اَصْحَابِهٖ اور یہ بھی منقول ہے کہ اس حملہ میں حضرت کے پچاس اصحاب شہید ہو گئے۔ اس کے بعد امام علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا تم پر رحمت کرے اس وقت تم سب موت کے لیے تیار ہو جاؤ کیونکہ تمھارے لیے پیغام موت آ چکا ہے، دوپہر تک امام عالی مقام کے ساتھی مصروف جہاد رہے۔

فَقُتِلَ جَمِيْعُ اَعْوَانِهٖ وَاَنْصَارِهٖ حَتّٰى الطِّفْلُ الرَّضِيْعُ امامؑ کے ساتھیوں کے بعد عزیزوں کی باری آئی تو وہ بھی شہید ہو گئے یہاں تک امام علیہ السلام کے سب سے چھوٹے بیٹے علی اصغرؑ نے جام شہادت نوش کیا فَبَقِيَ الْحُسَيْنُ فَرِيْدًا يَسْتَغِيْثُ فَلَا يُغَاثُ علی اصغرؑ کی شہادت کے بعد امام حسینؑ تنہا رہ گئے اور اتمام حجت کے طور پر فریاد کرتے تھے لیکن کوئی بھی آپ کی مدد کو نہ پہنچتا تھا وَيَطْلُبُ جُرْعَةً مِنَ الْمَاءِ لِيُطْفِيَ بِهَا حَرَّ الظَّمَاءِ اِذْ رَمَاهُ اَبُوا الْحُتُوْقِ بِسَهْمٍ لَهٗ ثَلٰثُ شُعَبٍ فَوَقَعَ فِيْ جَبْهَتِهٖ اور اے حجاج! جناب امام حسینؑ ان ظالموں سے ایک گھونٹ پانی کا مانگتے تھے تاکہ اپنی پیاس بجھا سکیں۔ کہ ناگاہ ابوالحتوق کافر نے تین پھلوں والا تیر آپؑ کی نورانی پیشانی پر مارا جس سے آپ کی پیشانی زخمی ہو گئی اور آپ کا چہرہ انور خون سے تر ہو گیا (میرے نزدیک امام علیہ السلام اتمام حجت کے

طور پر پانی مانگتے تھے تاکہ کل کو کوئی یہ عذر پیش نہ کر سکے کہ امام حسینؑ نے اپنے لیے اور اپنے بچوں کے لیے پانی نہیں مانگا تھا' ورنہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ امام عالی مقام کے بچے اور بیبیاں پیاسی ہوں اور آپؑ کے عزیز رشتہ دار اور مخلص جانثار بھوکے پیاسے شہید ہو چکے ہوں اور امام علیہ السلام پانی کی آرزو کریں۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا لہٰذا مندرجہ بالا روایت سے یہ سمجھا جائے کہ آپ نے اپنی حجت پوری کرتے ہوئے پانی کا سوال کیا تھا) امام علیہ السلام اپنی پیشانی کا خون اپنی ریش مبارک پر ملتے تھے اور فرماتے تھے اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَرٰی مَافَعَلُوْا بِابْنِ بِنْتِ نَبِیِّکَ خدایا! تو دیکھ رہا ہے کہ ان ظالموں نے تیرے پیغمبرؐ کے نواسے کے ساتھ کیا کیا سلوک روا رکھا ہے۔

اِذْ جَاءَ السِّنَانُ لَعَنَہُ اللّٰہُ فَطَعَنَہٗ بِرُمْحِہٖ اے حجاج! اس حال میں سنان ابن انس بے رحم ملعون نے ایک نیزہ تان کر پورے زور سے آپؑ کے حلق مبارک پر مارا فَسَقَطَ عَنْ ظَھْرِ الْجَوَادِ اِلَی الْاَرْضِ یَتَھَزُّ فِیْ دَمِہٖ آپ اس نیزے کے لگنے کی وجہ سے پشت زین سے زمین پر تشریف لائے اور خون میں لوٹنے لگے فَجَاءَ الشِّمْرُ فَاجْتَزَّ رَاسَہٗ' پس شمر بے حیا آیا اور اس نے نہایت بے دردی کے ساتھ امام مظلومؑ کا سر خنجر سے جدا کیا وَرَفَعَہٗ' فَوْقَ قَنَاتٍ اور اس سر مبارک کو نیزہ پر آویزاں کیا فَتَزَلْزَلَتِ الْاَرْضُ وَتَلَاطَمَتِ الْبِحَارُ وَصَارَ مَاءُ الْفُرَاتِ دَمًا عَبِیْطًا پس اس وقت زمین ہلنے لگی اور دریا جوش مارنے لگے اور آب فرات تازہ خون کی مانند سرخ ہو گیا اور سیاہ آندھی ایسی چلی کہ مشرق و مغرب میں اندھیرا ہو گیا اور آسمان سے منادی نے ندا دی قُتِلَ وَاللّٰہِ الْاِمَامُ ابْنُ الْاِمَامِ اَخُو الْاِمَامِ فَمِنْ اَجْلِہٖ قَطَرَتِ السَّمَآءُ دَمًا خدا کی قسم شہید ہوا امام وقت' امام کا بیٹا اور امام کا بھائی اور انہی کی شہادت کی وجہ سے آسمان سے خون کی بارش ہونے لگی ہے۔

حجاج بولا! اے علوی اگر تو یہ دلائل قرآن سے بیان نہ کرتا تو میں تجھے اس وقت ہی قتل کر دیتا یہ عبا لے لو وہ عبا سید نے لے لی اور فرمایا هَذَا مِنْ عَطَاءِ اللّٰهِ لَامِنْ عَطَائِكَ اے حجاج! یہ تو عطیہ خداوندی ہے تیری عنایت یا نوازش تو نہیں ہے۔

❁……❁……❁

روایت نمبر 28
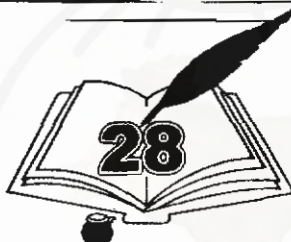
جناب رسول خداؐ کا اپنے پیارے نواسے حسینؑ کی زبان کو چوسنا اور پھر آنحضرت کا حسینؑ کے لیے سواری بننا امام حسینؑ کا اپنے بیٹے علی اکبرؑ کی لاش پر آنا۔

مولانا عابد عسکری

کتب معتبرہ میں جناب رسالتمابؐ کے بعض برگزیدہ اصحاب سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ یَمَصُّ لُعَابَ الْحُسَیْنِ کَمَا یَمَصُّ الرَّجُلُ السُّکَّرَ کہ میں نے جناب رسولؐ خدا کو دیکھا کہ آپ اپنے پیارے حسینؑ کی زبان کو اس طرح چوستے تھے جس طرح کوئی شخص شکر کو کھاتا ہے وَھُوَ یَقُوْلُ حُسَیْنٌ مِنِّیْ وَاَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ اَحَبَّ اللّٰہُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا اور فرماتے تھے حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں اور اللہ تعالیٰ اس شخص کو دوست رکھتا ہے جو حسینؑ کو دوست رکھے۔

رُوِیَ فِیْ کَشْفِ الْمَحْجُوْبِ عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ اَنَّہٗ قَالَ کتاب کشف المحجوب میں جناب عمر ابن خطابؓ روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا ایک روز میں جناب رسولؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا فَرَاَیْتُ الْحُسَیْنَ قَدْرَکِبَ عَلٰی ظَھْرِ جَدِّہٖ پس میں نے دیکھا کہ امام حسینؑ اپنے نانا جان کی پشت مبارک پر سوار ہیں وَکَانَ مُغْزَلٌ فِیْ فَمِ رَسُوْلِ اللّٰہِ قَدْ اَخَذَ طَرَفَیْہِ بِاَسْنَانِہٖ وَاَعْطَفَ طَرَفَہٗ الْاٰخِرِ بِیَدِالْحُسَیْنِ اور میں نے دیکھا کہ جناب رسولؐ خدا کے دہن مبارک میں ایک ڈورا ہے کہ اس کا ایک سرا آپؐ نے دندان شریف سے پکڑ رکھا ہے اور دوسرا سرا امام حسینؑ کے ہاتھ میں ہے۔

وَکَانَ الْحُسَیْنُ یَسُوْقُہٗ کَمَا یُسَاقُ الْاِبِلِ حسینؑ اپنے نانا جان کو اس طرح لے جاتے ہیں جس طرح کہ لوگ اونٹ کو پکڑ کر لے جاتے ہیں فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ رُکْبَتَیْہِ عَلَی الْاَرْضِ لِاَجْلِہٖ وَمَضٰی جناب رسولؐ خدا اپنے بیٹے حسینؑ کی خاطر اپنے زانوئے مبارک زمین پر رکھے ہوئے ہیں اور جدھر حسینؑ اشارہ کرتے ہیں آپؐ اس طرف چل پڑتے ہیں فَقُلْتُ نِعْمَ الْجَمَلُ جُمَلُکَ یَا اَبَا

عَبْدِ اللّٰهِ پس میں نے کہا کہ اے حسینؑ !آپ کا اونٹ کتنا اچھا ہے فَقَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ نِعْمَ الرَّاکِبُ هُوَ یَا عُمَرُ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا ایسا مت کہو بلکہ یہ کہو کہ حسینؑ بہترین سوار ہے اور بعض راویوں نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔

ثُمَّ قَالَ الْحُسَیْنُ یَا جَدَّاهُ اِنَّ الْاِبِلِ یَصِیْحُ وَاَنْتَ لَا تَصِیْحُ جناب امام حسینؑ نے عرض کی نانا جان اونٹ تو راہ چلنے میں بولتے ہیں' آپ میرے کیسے اونٹ ہیں کہ بولتے نہیں فَلَمَّا سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ذٰلِکَ فَقَالَ اَلْعُفُوْ اَلْعُفُوْ پس جب جناب رسولؐ خدا نے سنا اور دریافت فرمایا کہ میرے فرزند کی خوشی یہ ہے کہ میں بھی بولوں تو دو مرتبہ زبان مبارک سے فرمایا العف العف فَنَزَلَ جِبْرَئِیْلُؑ وَقَالَ یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ یَقْرَئُکَ السَّلَامُ چنانچہ اس وقت جناب جبرئیلؑ نازل ہوئے اور عرض کی اے آقا اللہ تعالیٰ آپ کو سلام بھیجا ہے وَیَقُوْلُ لَکَ لَوْ تَقُوْلُ ثَالِثًا فَنَخْمِدُ نَارَ الْجَحِیْمِ اور فرمایا ہے کہ اگر تیسری مرتبہ آپ کی زبان مبارک سے العف جاری ہوگا تو ہم آتش جہنم کو بجھا دیں گے۔ حضرات مقام افسوس ہے کہ جناب رسول خدا تو اپنے حسینؑ کا اس قدر خیال کرتے تھے اور ان کو ہر طرح خوش کرنے کی کوشش کرتے تھے خدا جانے اس وقت آنحضورؐ کا کیا حال ہوتا جب آپؐ روز عاشور اپنے نواسے حسینؑ کے مصائب کو اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرماتے؟

امام مظلومؑ کبھی اپنے ساتھیوں کی لاش پر آ کر روتے اور کبھی عزیزوں کے لاشوں پر آ کر گریہ کرتے تھے۔

روایت میں ہے کہ تمام شہیدوں کی لاشوں کو دیکھ کر امام عالی مقام نے انتہائی صبر سے کام لیا' البتہ آپ ان کی لاشوں پر بہت روئے لیکن علی اکبرؑ کی شہادت پر امام حسینؑ کو کچھ سجھائی اور دکھائی نہ دیتا تھا آپ اپنے جوان بیٹے کی لاش پر بیٹھ

اس انداز میں روئے اوراس قدر بلند آواز سے گریہ کیا کہ آپ کے رونے کی آواز کو سن کر بڑے بڑے سنگدل دشمن بھی رو پڑے یوں لگ رہا تھا کہ حسینؑ کی آخری امید بھی ختم ہوگئی ہے۔

واقعتاً جوان بیٹے کی موت بوڑھے باپ کے لیے بہت زیادہ تکلیف دہ ہوتی ہے' بیٹا بھی وہ جو ہمشکل پیغمبر ہو اٹھارہ برس کا جوان' پھر تین روز کا بھوکا پیاسا اپنے باپ کے سامنے مارا جائے اوراس کی لاش باپ کی آنکھوں کے سامنے پڑی رہے اور اس کا باپ اس جوان کی لاش دفن بھی نہ کر سکے۔ پتہ نہیں اس وقت امام حسینؑ کا کیا حال ہو گا قَالَ اِنَّهٗ کَمَا قُتِلَ عَلِیُّ بُنِ الُحُسَیُنِ فِیُ طَفِّ کَرُبَلاَ اَقُبَلَ الُحُسَیُنُ وَعَلَیُهِ جُبَّةٌ خَزِّ لِنَاءُ وَعِمَامَةٌ صُوَرَّدَةٌ چنانچہ راوی کہتا ہے کہ جناب علی اکبرؑ جب میدان کربلا میں شہید ہوئے تو آپ ماتم کرتے ہوئے' روتے ہوئے اپنے نوجوان بیٹے کی لاش پر آئے۔

اس وقت آپ نے ایک یمنی عبا زیب تن کی ہوئی تھی اور آپ کے سراقدس پر کالے رنگ کا عمامہ تھا فَقَالَ مُخَاطِبًا لَه' یَابُنِیَّ قَدُ اِسُتَرَحُتُ مِنُ کَرُبِ الدُّنُیَا وَهَمِّهَا وَمَا اَسُرَعَ اللُّحُوُقَ بِکَ اور فرمایا اے میرے پارۂ جگر' اے علی اکبرؑ! تو نے سینے پر سنانِ ستم کھا کر شہادت پائی اور تمھیں دنیا کے غموں سے راحت ملی ہے اور میری شہادت میں بھی کوئی دیر نہیں ہے عنقریب تشنہ لبوں اور گرسنگی کی حالت میں شہید ہو کر تجھ سے ملاقات کروں گا۔

وَهَذَا اَبُوُکَ قَدُ بَقِیَ فَرِیُدًا لاَ نَا صِرَ لَه' وَلاَ مُعِیُنَ اے علی اکبرؑ! یہ تیرا باپ اس دشت کربلا میں اکیلا رہ گیا ہے میں تن تنہا تیری لاش پر کھڑے ہو کر رو رہا ہوں آہ حسینؑ کس قدر غریب ہو گیا ہے' اے فرزند! اگر تم زندہ ہوتے تو میں

اس طرح بیکس نہ ہوتا ثُمَّ وَثَبَ عَلٰی قَدَمَیهِ وَاَتَی اِلَی الْخَیمَةِ لِوِدَاعِ اَهْلِهٖ پھر امام علیہ السلام روتے ہوئے اور ماتم کرتے ہوئے خیمہ کی طرف تشریف لائے تاکہ اہلبیتؑ سے وداع ہوسکیں ثُمَّ اقبل علی اُمِّ کُلْثُوْمٍؑ وَقَالَ لَهَا اُوْصِیکِ یَا اُخْتَاهُ بِنَفْسِکَ خَیْرًا وَاِنِّیْ بَارِزٌ اِلٰی هٰؤُلَآءِ الْکُفَّارِ بعدازاں آپؑ نے اپنی بہن ام کلثومؑ سے فرمایا اے بہن! ہمارے جاں نثار مر چکے ہیں' اب ہماری باری آئی ہے خدا تمہارا حامی و ناصر ہے اور تمھیں وصیت کرتا ہوں کہ ہر حال میں صبر کرنا۔ پھر فرمایا کہ اے بہن! صبح سے ہمیں اپنے بیمار بیٹے زین العابدینؑ کی خبر نہیں ہے یہ بتاؤ اس کا کیا حال ہے؟ اگر اسے افاقہ ہوا ہے تو اسے ہمارے پاس لے آؤ تاکہ میں اسے دیکھ لوں اور وہ مجھے دیکھ لے کہ پھر ملاقات نہ ہوگی۔

ام کلثومؑ رو کر بولیں اے بھائی! زین العابدینؑ تو ایسا بے ہوش بستر بیاری پر پڑا ہے کہ اس کی زندگی کو شدید خطرہ ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا وہ انشاء اللہ ضرور صحت پائے گا اس نے تو میرے بعد قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنی ہیں اس نے تو میرے اور اپنے پیاروں کے غم میں کئی سالوں تک رونا ہے ثُمَّ کَتَبَ کِتَابًا وَ اَوْدَعَهٗ اِلٰی اُخْتِهٖ زَیْنَبَ وَقَالَ لَهَا یَا اُخْتِیَ اِذَا اَفَاقَ اِبْنُکَ الْعَلِیْلُ فَسَلِّمْهَا اِلَیْهَا پھر امام علیہ السلام نے ایک خط لکھ کر اپنی بہن جناب زینبؑ کو دیا اور فرمایا کہ جس وقت میرا بیٹا قدرے سنبھل جائے تو یہ وصیت نامہ اسے دینا کہ اس میں بزرگوں کی امانت ہے' راوی کہتا ہے کہ اس خط کے آخر میں یہ وصیت لکھی تھی کہ اے فرزند! جب تم قید سے رہا ہو کر مدینہ میں جانا تو ہمارے دوستوں کو ہماری طرف سے سلام پہنچانا اور کہنا کہ حسینؑ نے تم سب کے لیے پیاسا گلا کٹوایا ہے اور آخر دم تک تمھیں یاد رکھا' دوستی کا تقاضا یہ ہے کہ جب تم ٹھنڈا پانی پیو اس وقت

ہماری بیکسی اور پیاس کو یاد کر کے رونا۔ یہ آخری وصیت قیامت تک کے تمام مومنین کے لیے ہے کہ امام علیہ السلام نے ہماری نجات کے لیے یہ قربانی دی ہے اور ہماری فلاح اور شفاعت کے لیے یہ مصائب برداشت کیے ہیں فَاَقْبَلَتْ سَكِيْنَةُ وَهِيَ صَارِخَةٌ وَكَانَ يُحِبُّهَا حُبًّا شَدِيْدًا پس سکینہ روتی اور پیٹتی ہوئی آئیں اور جناب امام حسینؑ اپنی اس بیٹی سے بہت زیادہ پیار کرتے تھے۔ فَضَمَّهَا اِلٰى صَدْرِهٖ وَمَسَحَ دَمُوْعَهَا بِكُمِّهٖ سکینہؑ کو روتا ہوا دیکھ کر امام علیہ السلام کو تاب نہ رہی اور سکینہؑ کو گلے سے لگایا اور اپنی آستین سے سکینہؑ کے آنسو صاف کیے اور اپنی پیاری بیٹی کے مصائب یاد کر کے یہ اشعار پڑھے۔

سَيَطُوْلُ بَعْدِيْ يَا سَكِيْنَةُ فَاعْلَمِيْ. مِنْكِ الْبُكَاءُ اِذَا الْحِمَامُ دَهَانِيَهْ

اے سکینہؑ! میرے بعد تیرا رونا بہت طول پکڑ جائے گا اور عنقریب تیرے رونے اور ماتم کرنے کا وقت ہو گیا ہے اور ہماری شہادت میں کچھ زیادہ وقت نہیں رہا' جب ہم شہید ہو جائیں تو پھر تمہارا جتنا جی چاہے رو لینا۔

وَلَا تُحْرِقِيْ قَلْبِيْ بِدَمْعِكِ حَسْرَةً. مَادَامَ مِنِّيَ الرُّوْحُ فِيْ بَدَنِيَهْ.

اے پارہ جگر' اے میری سکینہؑ! ابھی تو تیرا باپ زندہ ہے ابھی اس قدر کیوں روتی ہے اے جان پدر! میرے دل کو نہ جلا' تیرے رونے سے حسینؑ کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا ہے اور نہ رو جب تک میں زندہ ہوں۔

فَاِذَا قُتِلْتُ فَاَنْتِ اَوْلٰى بِالَّتِيْ
تَاْتِيْ بِهَا يَاخَيْرَ النِّسْوَانِيَهْ

پس جب میں قتل کیا جاؤں گا اور میرا سر تن سے جدا ہو جائے گا تو اس وقت تم جی بھر کر رو لینا جس وقت یہ ظالم تم سب کو اسیر کر کے مقتل میں لائیں اور

خاک وخون میں غلطاں پڑی میری لاش پر تیری نظر پڑے گی تو اس وقت سب سے زیادہ سزا وار ہو گی کہ جی بھر کر روئے۔ جناب امام حسینؑ تو بیٹی سے بار بار پیار کرتے اور اس کو گلے سے لگا کر دلاسے دیتے تھے لیکن افسوس کہ ظالموں نے اس معصوم اور یتیم بچی کو اپنے باپ کی لاش پر رونے ہی نہ دیا چنانچہ راوی کہتا ہے کہ جب سکینہؑ نے اپنے بابا کی لاش دیکھی تو دوڑ کر لپٹ گئی اور محبت کی وجہ سے اپنے باپ کے کٹے ہوئے گلے کو چومتی تھی اور روتی جاتی تھی اور مسلسل بین کرتی تھی وَالشِّمْرُ لَهَا بِسَوْطٍ يَضْرِبُ وَيَمْنَعُ اور شمر لعین تازیانے سے اسے ڈراتا تھا اور رونے سے منع کرتا تھا حَتّٰى ضَرَبَ بَعْضُهُمُ السَّوْطَ وَجَرَّدَهَا عَنْهُ یہاں تک کہ کسی بے رحم نے اس یتیم کو ایک تازیانہ مارا اور اسے باپ کی لاش سے چھڑا لیا الغرض راوی کہتا ہے کہ جب جناب امام حسینؑ نے سکینہؑ کو یوں سمجھایا فَاعْتَنَقَتْ سَكِينَةُ وَقَالَتْ يَا اَبَتَاهُ اِلٰى اَيْنَ اِلٰى اَيْنَ اور ایک روایت میں ہے کہ سکینہؑ رو کر اپنے پدر بزرگوار سے لپٹ گئیں اور پوچھا کہ بابا جان یہ تو بتائیں آپ جا کہاں رہے ہیں فَبَكٰى الْحُسَيْنُ بُكَاءً شَدِيْدًا وَقَالَ اِلَى الْمَكَانِ الَّذِىْ لَا يَعُوْدُ مِنْهُ اَحَدٌ پس جناب امام حسینؑ سکینہؑ کی پریشانی اور بے چینی دیکھ کر بہت روئے اور فرمایا اے سکینہؑ! میں وہاں جا رہا ہوں جہاں جا کر واپس کوئی نہیں آتا۔

فَبَكَتْ وَلَطَمَتْ عَلٰى وَجْهِهَا حَتّٰى غُشِيَتْ عَلَيْهَا یہ سن کر سکینہؑ اس قدر روئی اور پیٹی اور منہ پر طمانچے مارے کہ بے ہوش ہوگئی اور غش کھا کر زمین پر گر پڑی اور جب تک سکینہؑ کو ہوش نہ آیا حضرت سرہانے کھڑے رہے اور امام علیہ السلام پر بہت زیادہ رقت طاری تھی اور تمام اہل حرم امام علیہ السلام کے پاس کھڑے ہو کر روتے رہے فَلَمَّا اَفَاقَتْ قَالَتْ وَمَنْ بَعْدَكَ پس جب غش سے افاقہ ہوا تو

رو کر بولی اے بابا ! آپ کے بعد ہمارا پرسان حال کون ہو گا اور مجھے تسلیاں اور دلا سے کون دے گا؟ وَمَنْ يَسْقِينَا الْمَاءَ يَا اَبَتَاهُ فَقَدْ نَشِفَتْ كَبِدِىْ؟ مِنْ شِدَّةِ الظُّمَاءِ اے بابا! آپ مرنے کے لیے جا رہے ہیں ہمیں پانی کون پلائے گا پس بالتحقیق پیاس سے میرا جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا ہے پھر امام عالی مقام خیمے سے نکلے وَالدُّمُوْعُ تَجْرِىْ مِنْ عَيْنَيْهِ حَتّٰى بَلَّ جَيْبُهُ' امام علیہ السلام کی آنکھوں سے آنسو مسلسل رواں تھے اور آپ کا گریبان آنسوؤں سے تر ہو گیا تھا وَالدَّمُ جَارٍ عَنْ جِسْمِهِ الشَّرِيْفِ اور آپؑ کے جسم مبارک سے خون جاری تھا فَرَفَعَتْ سَكِيْنَةُ صَوْتَهَا بِالْبُكَاءِ وَالنَّحِيْبِ پس سکینہؑ نے امام حسینؑ کو جاتے ہوئے دیکھا تو پھر اونچی آواز سے رونا شروع کر دیا فَرَجَعَ اِلَيْهَا وَضَمَّهَا اِلٰى صَدْرِهَا وَقَبَّلَ مَابَيْنَ عَيْنَيْهَا وَمَسَحَ دُمُوْعَهَا بِكُمِّهٖ امام علیہ السلام نے جو سکینہؑ کے رونے کی آواز سنی تو شفقت پدری سے بیتاب ہو کر واپس لوٹ آئے اور اپنی لخت جگر بیٹی کو گلے سے لگایا اور پیار کیا اور اپنی آستین مبارک سے سکینہؑ کے آنسو پونچھے پھر میدان کربلا میں تشریف لے آئے پس جب اس سردار امت کو ان باغیان امت نے تنہا پایا تو چاروں طرف سے امام مظلوم پر حملہ آور ہوئے کوئی نیزے مارتا تھا تو کوئی تیر و تلوار سے حملہ کرتا تھا اور کوئی پتھر مارتا تھا امام علیہ السلام کا جسم مبارک زخموں سے چور چور ہو گیا۔ بحار الانوار میں منقول ہے کہ اس وقت شمر نے آواز دی اور کہا کہ حسینؑ کو فوراً قتل کر دو۔

فَضَرَبَ الْحُصَيْنُ سَهْمًا عَلٰى فَمِ الْحُسَيْنِ پس حصین بن نمیر نے امام علیہ السلام کو ایک تیر مارا جس کی وجہ سے آپ کا دہن مبارک خون سے بھر گیا اور ذرعہ بن شریک نے آپؑ پر تلوار سے حملہ کیا وَطَعَنَ السِّنَانُ ابْنُ اَنَسٍ بِالرُّمْحِ

عَلٰی صَدْرِهٖ اور سنان بن انس ملعون نے آپؑ کے سینہ اقدس پر ایک نیزہ مارا اور صالح بن وہب بے حیا نے ایک زہر آلود تیر مظلوم کربلا کے پہلو پر مارا جس کی وجہ سے میرے آقا حسینؑ منہ کے بل زمین پر گر پڑے اور پھر سنبھل کر اٹھ بیٹھے اور تیر کو حلق سے نکالا۔

بحار الانوار میں حمید بن مسلم سے روایت ہے کہ خاتون قیامت کی دختر جناب زینبؑ خیمہ سے اس حالت میں نکلیں کہ آپ کو کچھ نہیں دکھائی دیتا تھا۔ زیارت صاحب الامرؑ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول خدا اور شیر خدا کی سب بیٹیاں خیمہ سے نکل پڑیں جب زین اسپ انھیں خالی نظر آئی نَاشِرَاتُ الشُّعُوْرِ عَلَی الْخُدُوْدِ لاَ طِمَاتِ الْوُجُوْهِ سَافِرَاتٍ بِالْعَوِیْلِ دَاعِیَاتٍ وَلَجَدَ الْعِزَ مُذَلَّلاَتٍ یعنی مخدراتِ عصمت بال کھولے ہوئے منہ پر طمانچے مارتے ہوئے بلند آواز سے گریہ کر رہی تھیں۔ کس قدر باعزت خاندان تھا یہ اور کس قدر تذلیل کی گئی ہے بقول شاعر عزت بھی بڑی تھی۔ تو مصیبت بھی بڑی تھی۔ مگر کس منہ سے کہوں کہ دخترانِ زہراؑ نے اپنے مظلوم بھائی کو کس حال میں دیکھا کہ جناب صاحب الامرؑ فرماتے ہیں وَالشِّمْرُ جَالِسٌ عَلٰی صَدْرِکَ وَمُوْلِغٌ سَیْفَهٗ عَلٰی نَحْرِکَ قَابِضٌ شَیْبَتَکَ بِیَدِهٖ ذَابِحٌ ذَلِکَ مُهَنَّدِهٖ یعنی جب اہل حرم مقتل میں پہنچے اس وقت یہ حال تھا کہ شمر لعین تلوار کھینچ کر کس مقام پر بیٹھا تھا۔ کس منہ سے نام لوں اس بے ادبی کا کہ اس نے اپنا دست نجس کہاں رکھا ہوا تھا کند خنجر سے ذبح کر رہا تھا اور سب اہل حرم اس ہولناک منظر کو دیکھ کر سر پیٹتی تھیں حالانکہ حکم ہے کہ جانور کو جانور کے سامنے ذبح نہ کیا جائے یہاں دختران رسولؐ کے سامنے امت رسولؐ نے ان کے بھائی کو اس ظلم و ستم کے ساتھ قتل کیا۔

روایت نمبر
29
حضرت امام حسینؑ پر رونے کا ثواب اور تین بچوں کا خیام حسینی سے نکل کر میدان
میں آنا شہادت امام حسینؑ کے بارے میں چند روایات۔
مولانا عابد عسکری

رُوِیَ عَنِ الصَّادِقِ ؑ اِذَا اَهَلَّ هِلاَ لَ عَاشُوْرَا اِشْتَدَّ حُزْنُه‘ وَعَظُمَ بُکَاءُ ہٗ عَلٰی مُصَابِ جَدِّهٖ روایت ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام جب محرم کا چاند دیکھتے تھے تو آپ پر غم و الم بڑی شدت سے طاری ہو جاتا تھا اور اپنے جد نامدار امام حسینؑ کے مصائب کو یاد کر کے رویا کرتے تھے وَالنَّاسُ یَأْتُوْنَ اِلَیْهِ مِنْ کُلِّ جَانِبٍ وَیُعَزُّوْنَه‘ بِالْحُسَیْنِ وَیَبْکُوْنَ مَعَه‘ وَیَنُوْحُوْنَ عَلٰی مُصَابِهٖ اور ہر طرف سے لوگ امام علیہ السلام کی خدمت میں آتے تھے اور حضرت کے ساتھ رویا کرتے تھے پس جب رونے اور ماتم کرنے سے فارغ ہو جاتے تو فرمایا کرتے تھے اے لوگوں! تم جان لو اِنَّ الْحُسَیْنَ حَیٌّ عِنْدَ رَبِّهٖ یُرْزَقُ مِنْ حَیْثُ یَشَاءُ کہ جناب امام حسینؑ زندہ ہیں (خدا کے نزدیک) اللہ تعالیٰ انھیں جنت کی بہترین نعمتوں! میں سے رزق عطا فرماتا ہے بلکہ ان کے پاس سب کچھ ہے کیونکہ وہ مرضات خداوندی کے مالک ہیں۔

وَهُوَ دَائِمًا یَنْظُرُ اِلٰی مَوْضِعِ عَسْکَرِهٖ وَمَنْ دَخَلَ فِیْهِ مِنَ الشُّهَدَاءِ اور امام علیہ السلام ہمیشہ دیکھتے ہیں اپنے لشکر گاہ، قتل گاہ اور محل دفن اور باقی شہداء کے محل دفن کو کہ جو آپ کے ساتھ شہید ہوئے ہیں وَیَنْظُرُ اِلٰی زُوَّارِهٖ وَالْبَاکِیْنَ عَلَیْهِ وَالْمُقِیْمِیْنَ عَلَیْهِ الْعَزَاءَ اور آپ اپنے زائرین اور رونے والوں اور بانی مجلس کی طرف دیکھتے رہتے ہیں، امام علیہ السلام کو ہر زائر، عزادار، بانی مجلس کے نام اور ان کے باپ کے نام سے آگاہ ہیں اور ان لوگوں کے بہشت میں درجات ہیں، آپ انھیں بھی جانتے ہیں۔

وَاِنَّهٗ لَیَرٰی مَنْ یَبْکِیْهِ فَیَسْتَغْفِرَ لَه‘ اور جسے آپؑ روتا ہوا دیکھتے ہیں اس کی مغفرت کے لیے دعا کرتے ہیں بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے ہیں کہ بار الہا! یہ

شخص تیرے حسینؑ مظلوم و بیکس کی مصیبت پر رو رہا ہے اسے بخش دے وَیَسْأَلُ جَدَّہٗ وَاَبَاہُ وَاُمَّہٗ وَاَخَاہُ اَنْ یَسْتَغْفِرُوْا لِلْبَاکِیْنَ عَلٰی مُصَابِیْ وَالْمُقِیْمِیْنَ عَلَی الْعَزَاءِ اور امام علیہ السلام اپنے جو بزرگوار پدر عالی قدر مادر گرامی اور برادری وقار سے عرض کرتے ہیں کہ آپ بھی میرے ماننے والوں کے لیے دعا کریں کہ یہ میرے غم میں روتے ہیں مجھے ہر وقت یاد کرتے ہیں اور مجلس عزا برپا کرتے ہیں دعا کیجئے کہ اللہ ان کے گناہوں کو بخش دے۔

لَوْ یَعْلَمُ زَائِرِیْ وَالْبَاکِیْ عَلٰی مَالِہٖ مِنَ الْاَجْرِ عِنْدَ اللّٰہِ لَکَانَ فَرْحُہٗ اَکْثَرُ مِنْ جَزْعِہٖ اگر میرے زوار اور عزادار کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے کیا اجر مقرر کیا ہے تو اس کے رونے سے اسے زیادہ خوشی حاصل ہو گی اور جب وہ گھر آئے گا تو بہت خوش ہو گا۔

اندازہ کیجئے جس شخص کو امام حسینؑ دعا دیں جس کے حق میں جناب رسول خداؐ جناب فاطمہ زہراؑ اور جناب حسن مجتبیٰؑ اور دیگر ائمہ طاہرینؑ دست دعا بلند کر کے ہر وقت اس کے لیے دعا کرتے رہیں اس شخص کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا اعزاز ہو سکتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں حسینؑ اللہ کے پیارے ہیں اور عزادار امام حسینؑ کا پیارا ہے سبحان اللہ کیا درجات ہیں مومنین کرام کے! وَمَا یَقُوْمُ مِنْ مَجْلِسِہٖ اِلَّا وَمَا عَلَیْہِ ذَنْبٌ اور ایک ثواب یہ ہے کہ جب عزادار مجلس شبیر سے اٹھتا ہے تو اس پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا فَصَارَ کَیَوْمٍ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ گویا کہ وہ اس روز شکم مادر سے پیدا ہوا ہے۔

پس مومنین کرام آپ نے ملاحظہ کیا ہے کہ امام حسینؑ اور کربلا کے شہیدوں، مظلوموں پر رونے کا ثواب کس قدر زیادہ ہے امام حسینؑ اور دیگر معصومینؑ

عزادار حسینؑ پر کس قدر شفیق و مہربان ہیں۔ کربلا والوں نے یہ سب کچھ ہماری نجات ہی کے لیے برداشت کیا ہے دنیا میں کوئی دوست اپنے دوست کے لیے اتنی مصیبتیں اور پریشانیاں برداشت نہ کرے گا اور کسی نبی نے اپنی امت کے لیے اس قسم کے مصائب نہیں جھیلے جو امام حسینؑ نے اپنے نانا کی امت کے لیے اٹھائے ہیں' امام حسینؑ نے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے دین کی بقاء کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے عوض امام حسینؑ کے نام اور ان کے ذکر کو قیامت تک کے لیے زندہ کر دیا آپ کی شہادت کو صدیاں بیت چکی ہیں لیکن یوں محسوس ہوتا ہے کہ واقعہ کربلا کل ہی میدان کربلا پر پیش آیا ہے۔ واقعتاً عزاداری سید الشہداء ایک زندہ معجزہ ہے اور اس کی حفاظت خود اللہ تعالیٰ کرتا ہے لہٰذا ہم سب کے لیے ضروری ہے کہ مولا کے غم میں آقا کی یاد میں' سید الشہداء کے مصائب پر جی بھر کر روئیں۔

رُوِیَ اِنَّهٗ لَمَّا لَمْ یَبْقَ مِنْ اَقْرِبَاءِ الْحُسَیْنِ فِیْ طَفِّ کَرْبَلاَ فَنَظَرَ یَمِیْنًا وَشِمَالاً فَلَمْ یَرَیٰ اَحَدًا بَکٰی بُکَاءً شَدِیْدًا روایت ہے کہ میدان کربلا میں جب امام حسینؑ کے اصحاب و عزیز درجہ شہادت پر فائز ہو چکے تو آپؑ کبھی دائیں طرف مڑ کر حسرت بھری نگاہ سے دیکھتے تھے اور کبھی بائیں طرف' امام علیہ السلام اپنے پیاروں کی جدائی پر بہت زیادہ روئے۔ دوسری طرف آپ کا جسم مبارک زخموں سے چور چور تھا آپ کے ہونٹ اور زبان پیاس کی شدت کی وجہ سے خشک ہو چکے تھے اور فرمایا کرتے تھے اَنَا بْنُ صَاحِبِ الْکَوْثَرِ اَنَابْنُ شَافِعِ یَوْمِ الْمَحْشَرِ کہ میں صاحب حوض کوثر اور شافع روز محشر کا بیٹا ہوں اُقْتَلُ عَطْشَانًا غَرِیْبًا وَحِیْدًا هَلْ فِیْکُمْ مُسْلِمٌ میں تن تنہا' مسافر پیاسا قتل ہو رہا ہوں کیا تم میں کوئی مسلمان نہیں ہے؟

اور کبھی فرماتے تھے اَمَامِنْ مُجِیْرٍ یُجِیْرُنَا اَمَا مِنْ مَغِیْثٍ یُغِیْثُنَا هَلْ صَدَرَ مِنِّیْ ذَنْبٌ آیا ہے کوئی ایسا شخص جو ہمیں پناہ دے' آیا ہے کوئی فریاد رس کہ ہماری فریاد کو پہنچے ارے ظالمو! تم مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہو؟ کیا مجھ سے کوئی غلطی سرزد ہوئی ہے کہ اس کی وجہ سے مجھے قتل کرنا چاہتے ہو؟

امام علیہ السلام کی آنکھوں سے مسلسل آنسو رواں تھے آپ کی ان باتوں کے جواب پر ظالموں میں سے کسی ایک نے جواب نہ دیا البتہ ہر طرف سے تیروں کی بارش کی گئی۔ امام علیہ السلام تلوار لے کر جب میدان میں اترتے اور ان کے حملوں کو جواب دیتے تھے تو وہ لعین بھاگ جاتے تھے اس کے بعد امام علیہ السلام اپنی جگہ پر واپس تشریف لے آتے تھے اور لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھتے تھے راوی کہتا ہے وَاللّٰهِ مَارَاَیْتُ مَكْسُوْرًا قَطُّ اَرْبَطَ جَاشًا مِنْهُ خدا کی قسم میں نے ایسا زخمی فوج کثیر میں کھڑا ہوا نہیں دیکھا جس طرح کہ امام حسین علیہ السلام کھڑے تھے جب آپ یزیدیوں پر حملہ کرتے تھے تو وہ گلہ گوسفند کی مانند سامنے سے بھاگ جاتے تھے وَقَفَ یَسْتَرِیْحُ سَاعَةً وَقَدْ ضَعُفَ عَنِ الْقِتَالَ امام علیہ السلام کے جسم مبارک سے بہت زیادہ خون بہا اور پیاس کی شدت حد سے زیادہ ہوئی اور لڑنے کی طاقت نہ رہی ایک لمحے کے لیے رک گئے۔ اِذَا اَتَاهُ حَجَرٌ فَوَقَعَ عَلٰى جَبْهَتِهٖ ناگاہ کسی لعین سنگدل نے آپ کی پیشانی پر تیر مارا جس کی وجہ سے آپ کی جبین مبارک زخمی ہوگئی اور اس سے خون جاری ہوا پھر امام عالی مقام نے چاہا کہ پیشانی سے خون پونچھیں فَاَتَاهُ سَهْمٌ مَسْمُوْمٌ لَهٗ ثَلٰثُ شُعَبٍ فَوَقَعَ عَلٰى قَلْبِهٖ کہ تین پھلوں والا تیر آپ کے قلب مبارک پر آ کر لگا۔ ثُمَّ اَخَذَ السَّهْمَ فَاَخْرَجَهٗ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِهٖ پھر اس تیر کو پکڑ کر پشت کی طرف سے نکالا جس سے پرنالے کی مانند خون نکل پڑا

فَنَادَی الشِّمَرُ وَیَحْکُمْ عَجَلُوْا پس شمر نے اپنے فوجیوں کو آواز دے کر کہا کہ وائے ہوتم پر حسینؑ کو قتل کرنے میں تاخیر کیوں کر رہے ہو فَطَعَنَہ' سِنَانُ ابْنُ اَنَسٍ بِالرُّمْحِ فَکَادَ اَنْ یَقَعَ یہ سن کر سنان بن انس لعین نے آپؑ کے سینہ اقدس پر زور سے ایسا تیر مارا کہ قریب تھا کہ آپ گھوڑے سے گر پڑیں فَقَالَ اَیُّھَا الْجَوَادُ اَتَعْرِفُ مَنْ اَنَا پھر امام علیہ السلام نے ذوالجناح سے فرمایا اے ذوالجناح کیا تو مجھے پہچانتا ہے کہ میں کون ہوں؟ اَنَا ابْنُ فَاطِمَۃَ الزَّھْرَاءِؑ وَاَنَا بْنُ عَلِیُّ نِ الْمُرْتَضٰیؑ میں علی مرتضیٰؑ اور فاطمہ زہراؑ کا بیٹا ہوں اس وقت ذوالجناح امامؑ کی حالت دیکھ کر رونے لگا۔ فَوَضَعَ یَدَیْہِ وَرِجْلَیْہِ عَلَی الْاَرْضِ۔ پس ہاتھ اور پاؤں پھیلا کر وہ گھوڑا زمین پر بیٹھ گیا۔ ثُمَّ وَقَعَ الْحُسَیْنَ عَلَی الْاَرْضِ وَغُشِیَ عَلَیْہِ پھر امام عالی مقام پشت زین سے زمین پر تشریف لائے اور بے ہوش ہو گئے ثُمَّ اَرَادَ اَنْ یَقُوْمَ فَلَمْ یُطِقْ جب ہوش میں آئے تو چاہا کہ کھڑے ہو جائیں لیکن آپ سے اٹھا نہ گیا فَاَرَادُوْا اَنْ یَجْتَزُّوْا رَاسَہ' پس قوم جفا کار نے ارادہ کیا کہ آپؑ کے سر اقدس کو تن سے جدا کر دیں قَالَ عَبْدُ الْحَمِیْدِ فَخَرَجَ نَحْوَ الْحُسَیْنِ ثَلٰثُ صِبْیَانٍ اِثْنَانِ مِنْ بَنِی الْحَسَنِ الزَّکِی وَوَاحِدٌ مِنْ اَوْلاَدِ جَعْفَرِ ابْنِ اَبِیْطَالِبِ عبدالحمید کہتا ہے کہ اس وقت تین بچے روتے ہوئے خیمہ سے باہر نکلے دو بیٹے امام حسنؑ کے تھے اور ایک جناب جعفر طیارؑ کا پوتا تھا اور وہ رو رو کر یہ کہتے تھے وَاللّٰہِ لَا نُفَارِقُ الْحُسَیْنَ ھٰذِہِ السَّاعَۃَ قسم ہے خدا کی ہم ایسے وقت میں اپنے آقا حسینؑ سے جدا نہ ہوں گے فَخَرَجَتْ زَیْنَبُ بِنْتَ عَلِی بَاکِیَۃِ حَزِیْنَۃِ فَلَحِقَتْھُمْ جناب زینبؑ ان کے پیچھے پیچھے دوڑیں اور ان بچوں سے لپٹ گئیں اور پھر یزیدی فوج تیر مارتی تھی لیکن علیؑ کی شیر دل بیٹی ان بچوں کو نہ چھوڑتی تھیں اور وہ بچے بے اختیار رو رو کر میدان

کی طرف جانے کا اصرار کرتے تھے حَتّٰی اَلْقَوْا مِنْ یَدِھَا وَقَالُوْا یَا عَمَّاہُ کَیْفَ تَرَکْنَا الْحُسَیْنَ وَ لَا نَاصِرَ لَہٗ وَلَا مُعِیْنَ یہاں تک کہ وہ اپنا دامن جناب زینبؑ سے چھڑوا کر میدان کی طرف دوڑ پڑے اور کہا پھوپھی اماں ہم اپنے آقا حسینؑ کو ایسے وقت میں کس طرح بے یار و مددگار چھوڑ دیں جبکہ ان کا کوئی بھی غمخوار نہیں ہے پس جب وہ امام عالی مقامؑ کے قریب آئے تو حضرت نے غش سے آنکھیں کھولیں وَنَظَرَ اِلَیْھِمْ وَبَکٰی وَثُمَّ قَالَ اٰہٗ اٰہٗ اور حضرت ان بچوں کی طرف دیکھ کر رونے لگے اور پھر فرمایا آہ آہ اس کے بعد آپؑ پھر بے ہوش ہو گئے فَجَاءَ بُحَیْرُ ابْنُ کَعْبِ اِلَی الْحُسَیْنِ بِالسَّیْفِ کہ ناگاہ بحیر ابن کعب لعین تلوار لے کر آیا کہ حضرت کو شہید کرے جب اس شقی نے چاہا کہ تلوار مارے فَمَنَعَہٗ الْحَسَنُ الْمُثَنّٰی حسن مثنیٰ نے پہلے تو اسے منع کیا کہ اے شخص میرے چچا مظلوم کو نہ مار وَاَخَذَ سَیْفَہٗ عَنْ یَدِہٖ وَضَرَبَ عَلٰی رَأسِہٖ جب اس نے حسنؑ کی بات نہ مانی تو حسن مثنیٰ نے اس کے ہاتھ سے تلوار چھین کر اس کے نجس سر پر ماری فَھَرَبَ اللّٰعِیْنَ اِلٰی عَسْکَرِہٖ پس وہ لعین اپنے لشکر کی طرف بھاگا فَیَضْرِبُ الْحَسَنُ عَنْ یَمِیْنِہٖ وَشِمَالِہٖ بِالسَّیْفِ یُقَاتِلُ حَتّٰی صَرَعَ پس حسن مثنیٰ دائیں اور بائیں تلواریں مارتے تھے اور ظالموں کو امام علیہ السلام کے قریب نہ آنے دیتے تھے یہ شہزادہ مسلسل یزیدیوں سے لڑتا رہا یہاں تک کہ زخمی ہو کر گر پڑا یزیدیوں کو گمان ہو گیا کہ شہزادہ حسنؑ شہید ہو چکے ہیں وَاَمَّا وَلَدُ جَعْفَرِ ابْنِ اَبِیْطَالِبِ فَوَقَفَ فِی الْمَیْدَانِ مُتَحَیِّرًا یَلْتَفِتُ یَمِیْنًا وَشِمَالاً لیکن جعفر طیارؑ کا پوتا میدان میں مضطرب و حیران کھڑا تھا کبھی دائیں طرف دیکھتا تھا اور کبھی بائیں جانب دیکھتا تھا اور جب حضرتؑ کو غش میں دیکھتا تھا تو زار و قطار روتا تھا۔ راوی کہتا ہے۔ جب سے یہ بچے میدان میں آئے تھے اس

وقت سے تمام بیبیاں در خیمہ پر کھڑی ہو کر رو رہی تھیں اس بچے کی ماں اسے روتا ہوا دیکھ کر پکارتی تھیں اے پارۂ جگر! تیری ماں تجھ پر فدا ہو واپس آ جا ماں کی آواز سن کر وہ بچہ روتا ہوا خیمہ کی طرف آنے لگا فَضَرَبَ اَیَاسُ ابْنُ خَالِدٍ سَیْفًا عَلٰی رَاسِہٖ فَخَرَّ عَلَی الْاَرْضِ ناگاہ ایاس بن خالد لعین نے آ کر ایک ایسی تلوار اس بچے کی پیشانی پر ماری کہ وہ منہ کے بل گر پڑا قَالَ فَرَاَیْتُ اَنَّ اُمَّہٗ اِعْتَنَقَتْ جَسَدَ اِبْنِہٖ راوی کہتا ہے کہ اس بچے کی ماں دوڑ کر اس سے لپٹ گئی' اور رونے لگی فَفَتَحَ عَیْنَہٖ فَقَالَ اِرْجِعِیْ یَا اُمَّاہُ غمزدہ ماں کی آواز سن کر اس بچے نے غش سے آنکھیں کھولیں اور نحیف سی آواز سے بولا اے اماں خیمہ میں جاؤ۔ میری غیرت گوارا نہیں کرتی کہ آپ لوگوں کے سامنے آئیں۔ اپنے بچے کی اس خواہش کا احترام کرتے ہوئے وہ بی بی خیمہ کی طرف واپس چلی آئی۔

فَضَرَبَہٗ رَجُلٌ فَقَضٰی پس ایک شقی نے اس صاحبزادے کو تلوار ماری اور وہ بچہ شہید ہو گیا فَبَکَتِ النِّسَاءُ بُکَاءً شَدِیْدًا یہ حال دیکھ کر دخترانِ رسول بہت بیقرار ہوئیں اور دھاڑیں مار کر رونے لگیں وَاَمَا اُمُّہٗ فَوَضَعَتْ یَدَیْھَا عَلٰی بَطْنِہٖ وَتَقُوْلُ اور لیکن اس بچے کی والدہ واپس آ گئیں اور بیٹے کے سینے پر ہاتھ رکھ کر یوں بین کرنے لگیں وَابْنِیَ لَیْتَنِیْ کُنْتُ لَکَ الْفِدَاءُ اے پارۂ جگر' اے میرے فرزند! افسوس کہ تو انتہائی بے دردی کے ساتھ مارا گیا ہے کاش میں مر جاتی اور تیری لاش کو اس حالت میں نہ دیکھتی' یہ کہہ کر بی بی اتنا روئی کہ بے ہوش ہو گئی ادھر فوج یزید مجتمع ہو کر امام علیہ السلام پر حملہ آور ہو گئی اس وقت شمر لعین آیا اس نے امام علیہ السلام کے سینہ اقدس کے ساتھ توہین آمیز سلوک کیا اس تکلیف کی وجہ سے امام حسینؑ نے غش سے آنکھیں کھول کر دیکھا اور فرمایا تو کون ہے؟ فَقَدْ اِرْتَقَیْتَ مُرْتَقًا عَظِیْمًا

علٰی مُحَمَّدٍ جو تو نے بے ادبی کی ہے وہ رسول خدا پر انتہائی دشوار ہے۔

فَقَالَ هُوَ الشِّمْرُ پس وہ شقی بولا وہ لعین شمر ہے' حضرتؑ نے فرمایا ویلک مَنْ انا اے شمر! خدا تجھ پر لعنت کرے' یہ بتا میں کون ہوں؟ وہ شقی بولا اَنْتَ الحُسَیْنَ بْنُ عَلِيّ وَفَاطِمَةَ وَجَدُّکَ مُحَمَّدُ نِ الْمُصْطَفٰی آپ حسینؑ ہیں علیؑ و فاطمہؑ کے بیٹے' اور آپ کا نانا حضرت محمد مصطفیؐ ہیں' امام علیہ السلام نے فرمایا جب تو مجھے پوری طرح سے جانتا ہے تو فَلِمَ تَقْتُلُنِیْ پس تو مجھے قتل کیوں کرتا ہے؟ وہ بے غیرت بولا اِنْ لَمْ اَقْتُلْکَ فَمَنْ یَاخُذُ الْجَائِزَةَ مِنْ یَزِیْدَ اے حسینؑ !اگر میں نے آپ کو قتل نہ کیا تو یزید سے انعام کون لے گا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا اَحَبُّ اِلَیْکَ الْجَائِزَةَ مِنْ یَزِیْدَ اَوْ شَفَاعَةَ جَدِّیْ اے شمر! کیا تجھے یزید کا انعام پسند ہے یا میرے نانا کی شفاعت وہ لعین بولا دانِقٌ مِنَ الْجَائِزَةِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْکَ وَمِنْ جَدِّکَ اے حسینؑ ! یزید کا نقد انعام میرے نزدیک آپ سے اور آپؑ کے نانا سے بہتر ہے (نعوذ باللہ) یہ سن کر امام علیہ السلام نے فرمایا اگر تو مجھے قتل ہی کرنا چاہتا ہے تو فَاسْقِنِیْ شَرْبَةً مِنَ الْمَاءِ اے شمر! تھوڑا سا پانی مجھے پلا دے کہ میں بہت پیاسا ہوں (امامؑ نے یہ سوال اتمام حجت کے طور پر کیا ہے ورنہ دنیائے انسانیت کا کریم امام شمر جیسے ملعون سے کبھی اور کسی صورت میں سوال نہیں کر سکتا) وہ شقی بولا وَاللّٰهِ لاَ اَذُقْتُ قَطْرَةً مِنَ الْمَاءِ حتّٰی تَذُوْقَ الْمَوْتَ اے حسینؑ ! خدا کی قسم میں آپ کو ہرگز پانی نہیں دوں گا اور آپ کو پیاسا ہی قتل کروں گا فَیَقُوْلُ الْمَاءَ الْمَاءَ وَیَفْحَصُ بِرِجْلَیْهِ التَّرَابَ پس امام علیہ السلام بار بار پانی پانی کرتے تھے اورزمین پر پاؤں رگڑتے تھے فَرَایَ اللَّعِیْنُ اِلٰی رِجْلَیْهِ فَاِذَا بِعَیْنِ جَارِیَةٍ اَبْیَضَ مِنَ اللَّبَنِ پس شمر لعین نے مڑ کر آپ

کے قدموں کی طرف دیکھا کہ ایک پانی کا چشمہ جاری ہے جو دودھ سے زیادہ سفید ہے حیران ہو کر بولا اے حسینؑ آپ ایک طرف تو پانی پانی کرتے ہیں اور دوسری طرف آپ کے پاؤں کے نیچے پانی بہہ رہا ہے امام عالی مقامؑ نے فرمایا اے ملعون! میں یہ سب اتمام حجت کے طور پر کر رہا ہوں ورنہ ابھی جو چاہوں مل سکتا ہے' راوی کہتا ہے کہ اس معجزہ کے دیکھنے کے باوجود اس ظالم نے کچھ نہ سوچا وَاجْتَزَّ رَاْسَهٗ وَرَمٰی بِهٖ عَلَی الْاَرْضِ کس زبان سے کہوں کہ اس لعین نے فرزند رسولؐ کا سر اقدس جدا کر کے زمین پر پھینک دیا۔

فَعِنْدَ ذَالِکَ تَسَاقَطَتِ النُّجُوْمُ وَاَمْطَرَتِ السَّمَاءُ دَمًا عَبِيْطًا وَوَقَعَ الْكَسْفُ جب یہ ظلم اس شقی نے کیا تو اس وقت کئی ستارے آسمان سے گرے اور خون برسنے لگا اور آفتاب کو گہن لگا اور زمین کانپنے لگی اور پرندے آشیانوں سے نکل پڑے' یہ سن کر اہلبیتؑ میں شور وغل بلند ہوا پھر سکینہؑ رو کر اپنی پھوپھی زینبؑ سے بولی يَا عَمَّتِیْ اِذْهَبِیْ بِحَقِّ اللّٰهِ اِلَی الْفُسْطَاطِ فَاخْبِرِیْ ذَالِکَ الْحَالَ پھوپھی جان خدا کے لیے درخیمہ پر جا کر دیکھو کہ میرے بابا پر کیا گزری' جنابِ زینبؑ جونہی در پر آئیں بے ساختہ سر پیٹ کر رونے لگیں اور سکینہؑ سے کہا يَا بِنْتَ اَخِیْ قَتَلُوْا اَبَاکِ رَفَعُوْا رَاْسَهٗ عَلَی الرُّمْحِ اے بیٹی تو یتیم ہوگئی ہے' تیرے بابا شہید ہو گئے ہیں اور ان کے سر کو نیزے پر چڑھایا گیا ہے۔ پس سکینہؑ نے اس قدر ماتم کیا اور روئیں کہ بے ہوش ہوگئیں اہلبیتؑ میں کہرام مچ گیا اور زمین لرزنے لگی۔

روایت نمبر
30
محبانِ اہل بیتؑ کے فضائل کھیٰعص کی تفسیر ایک عرب کا خواب دیکھنا اور
شہادت امامؑ کے بارے میں چند روایات۔
مولانا عابد عسکری

عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ شِيْعَتَنَا اَنَّهُمْ اُوْذُوْا فِيْنَا وَلَمْ نُوْذِفِيْهِمْ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خداوند کریم ہمارے ماننے والوں پر رحم کرے کہ وہ ہماری دوستی میں ہمارے دشمنوں سے تکلیفیں برداشت کرتے ہیں اور ہمیں اپنے مومنین سے کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچتی۔ شِيْعَتُنَا مِنَّا قَدْ خُلِقُوْا مِنْ فَاضِلِ طِيْنَتِنَا وَعُجِنُوْا بِنُوْرِ وَلاَ يَتِنَا ہمارے ماننے والے ہم میں سے ہیں بالتحقیق کہ ہمارے مومنین کی خلقت اس خاک سے ہوئی ہے جو ہماری خلقت سے بچ گئی تھی اور ان کی خاک کا خمیر ہمارے نور ولایت سے ہوا ہے رَضُوْابِنَا اَئِمَّةً وَرَضِيْنَا بِهِمْ شِيْعَةً اور ہمارے محبّ ہم سے راضی ہیں اور ہمیں اپنا پیشوا تسلیم کرتے ہیں اور ہم بھی ان پر بہت خوش ہیں يُصِيْبُهُمْ مُصَابُنَا وَتَبْكِيْهِمْ اَوْصَابُنَا وَيَحْزِنُهُمْ حُزْنُنَا وَيَسُرُّهُمْ سُرُوْرُنَا ہماری مصیبت انھیں غمگین کرتی ہے اور انھیں ہمارا غم رلاتا ہے اور ہماری مصیبت پر مغموم ہوتے ہیں اور ہماری خوشیوں پر خوش وَنَحْنُ اَيْضًا نَتَاَلَّمُ لِتَاَلِّمِهِمْ وَنَطَّلِعُ عَلٰى اَحْوَالِهِمْ اور ہمیں بھی اپنے مومنین کی پریشانی کی وجہ سے پریشانی ہوتی ہے اور ہم ہر لحہ ان کے حالات سے بخوبی واقف ہیں۔

فَهُمْ لاَ يُفَارِقُوْنَنَا وَلاَ نُفَارِقُهُمْ ہمارے ماننے والے ہمارے ساتھ ہیں، نہ وہ ہم سے جدا ہوں گے اور نہ ہم ان سے جدا ہیں لِاَنَّ مَرْجِعَ الْعَبْدِ اِلٰى سَيِّدِهٖ وَمُعَوَّلَهٗ عَلٰى مَوْلاَهُ اس لیے کہ غلام کی بازگشت آقا کی طرف ہوتی ہے اور عبد کی رجوع اپنے مولا کی جانب۔

يَهْجُرُوْنَ مَنْ عَادَانَا وَيَجْهَرُوْنَ بِمَدْحِ مَنْ وَلاَ نَا ہمارے محبّ ان لعینوں سے کنارہ کشی کرتے ہیں، ہمارے دشمنوں سے، اور آمادہ ہوتے ہیں اس کی

مدح پر جو ہمیں دوست رکھتے ہیں اَللّٰھُمَّ اَحْیِ شِیْعَتَنَا مِنَّا وَمُضَافِیْنَ اِلَیْنَا خدایا! ہمارے مومنین کو زندہ رکھ (آباد و شاد رکھ) کہ وہ ہم سے ہیں اور ان کی نسبت ہماری طرف ہے فَمَنْ ذَکَرَ مُصَابِنَا وَبَکٰی اَوْ تَبَاکٰی اِسْتَحٰی اللّٰہُ اَنْ یُعَذِّبَہٗ بِالنَّارِ پس جو مومن ہماری مصیبتوں کو یاد کر کے روئے یا کسی کو رلائے اللہ تعالیٰ اسے عذاب جہنم میں مبتلا نہیں فرمائے گا۔

سعد بن عبداللہ نے روایت کی ہے کہ ایک روز میں جناب امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں حاضر ہوا فَسَأَلْتُہٗ عَنْ تَاوِیْلِ کٓھٰیٰعٓصٓ فَاَشَارَ اِلَی الْقَائِمِ میں نے امام علیہ السلام سے کھیعص کی تفسیر پوچھی تو انھوں نے اپنے صاحبزادے جناب صاحب الامر علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا حضرت بہت کم سن تھے اور سامنے کھیل رہے تھے وَقَالَ سَلْہُ عَنْ تَاوِیْلِہٖ اور فرمایا میرے اس بچے سے جو بھی پوچھنا چاہو پوچھ لو پس میں قریب گیا اور یہی سوال دہرایا قَالَ ھٰذِہِ الْحُرُوْفُ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَیْبِ اِطَّلَعَ اللّٰہُ عَلَیْھَا عَبْدَہٗ زَکَرِیَّا ثُمَّ قَصَّھَا عَلٰی مُحَمَّدٍ. جناب صاحب الامرؑ نے فرمایا کہ حروف مقطعات اخبار غیب سے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زکریا کو خبر دی تھی بعدازاں جناب رسول خداؐ کو اس سے مطلع کیا اور اس کا سبب یہ ہے کہ حضرت زکریا نے پروردگار عالم سے سوال کیا کہ اسمائے پنجتن مجھے تعلیم فرما ان کی دعا بارگاہِ الٰہی میں قبول ہوئی اور خداوند تعالیٰ نے انھیں اسماء پنجتن تعلیم کیے فَکَانَ زَکَرِیَّا اِذَا ذَکَرَ مُحَمَّدًا وَعَلِیًّا وَفَاطِمَۃَ وَالْحَسَنَ عَنْہُ ھَمُّہٗ وَانْجَلٰی کَرْبُہٗ پس جب جناب زکریا جناب محمد مصطفیٰؐ جناب امام علی مرتضیٰؑ جناب فاطمہ زہراؑ اور جناب حسنؑ کے ناموں کو زبان پر لاتے تھے تو بہت خوش ہوتے تھے اور جس وقت خامس آل عبا شہید کربلا کا نام لیتے تھے تو وہ بیساختہ رو پڑتے تھے اور آپ سے ضبط نہ ہوسکتا تھا

جناب زکریاؑ اس پر حیران ہو جاتے تھے کہ یہ کیا ماجرہ ہے۔

الغرض ایک روز انھوں نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ خدایا جب پنجتن پاک کے ناموں میں سے چار کے نام لیتا ہوں تو میرا غم و اندوہ زائل ہو جاتا ہے اور میں بہت مسرور و شاد ہوتا ہوں وَاِذَا ذَكَرْتُ الْحُسَيْنَ تَدْمَعُ عَيْنِىْ اور جب میں حسینؑ کا نام لیتا ہوں تو میری آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک سیلاب اٹھ پڑتا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ نے جناب زکریاؑ کو سید الشہداء سے آگاہ کیا اور فرمایا کٓھٰیٰعٓصٓ فَالْكَافُ اِسْمُ كَرْبَلاَ پس کاف سے مراد کربلا ہے۔

وَالْبَاءُ يَزِيْدُ وَهُوَ قَاتِلُ الْحُسَيْنِ اور یا سے مراد یزید ملعون ہے کہ وہ امام حسینؑ کا قاتل ہے وَالْعَيْنُ عَطْشُه' وَالصَّادُ صَبْرُه' اور عین سے مراد امام حسینؑ کی پیاس ہے اور ص سے مراد حضرتؑ کا صبر ہے کہ آپ ایسے ایسے جانگزار مصائب پر صبر کریں گے۔ پس جب جناب زکریاؑ نے امام حسین کی غربت وبیکسی کے بارے میں سنا تو تین دن تک مسجد سے باہر نہ آئے اور اصحاب کو منع کیا کہ کوئی میرے پاس نہ آئے اور مشغول گریہ و زاری رہے وَكَانَ مَرْثِيَهِ اور امام حسینؑ کے مرثیہ میں یہ کلمات زبان پر جاری کیے الٰہی اَتَفَجَّعُ خَيْرَ خَلْقِكَ بِوَلَدِهٖ خداوندا آیا بہترین مخلوقات یعنی حضرت محمد مصطفیٰؐ کا اس کے فرزند کی مصیبت میں درد لائے گا الٰہی اَتَنَزَّلُ بَلاَءَ هٰذِهِ الرَّزِيَّةِ بِفَنَائِهٖ خداوندا بارالٰہا امام حسینؑ کی شہادت کے لیے کیا ایسی دردناک مصیبت نازل فرمائے گا؟

اَتُلْبِسُ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ ثِيَابَ هٰذِهِ الْمُصِيْبَةِ يَا اللهُ! آیا علیؑ و فاطمہؑ کو ایسی مصیبت کا لباس پہنائے گا؟ پھر عرض کی خدایا! مجھے ایک فرزند عطا فرما کہ اس کو دیکھنے سے میری آنکھیں روشن ہوں پھر مجھ کو اس کی محبت کا فریفتہ کر ثُمَّ افْجَعْنِىْ بِهٖ

كَمَا تَفَجَّعَ مُحَمَّدًا حَبِيْبَکَ بِوَلَدِهٖ بعد ازاں مجھے بھی اس کی مصیبت پر رونے والا بنا دے اور میرے دل میں درد کی دولت پیدا کر جیسا کہ جناب محمد مصطفیٰؐ کو حسینؑ کے غم میں صدمہ پہنچے گا فَرَزَقَهُ اللّٰهُ يَحْيٰى وَفَجَعَه' بِهٖ پس اللہ تعالیٰ نے انھیں ایک فرزند عطا فرمایا کہ ان کا نام یحییٰؑ تھا اور وہ بھی پیغمبرؑ تھے اور امام حسینؑ کی مانند شہید کیے گئے جس طرح ان کا سر انور یزید بے دین' شراب خوار کے لیے کاٹ کر لے گئے اسی طرح حضرت یحییٰؑ کا سر اقدس ایک فاحشہ عورت کے لیے کاٹ کر لے گئے۔

وَكَانَ حَمْلُ يَحىٰ سِتَّةَ اَشْهُرٍ وَحَمْلُ الْحُسَيْنِؑ كَذٰلِکَ جس طرح جناب یحییٰ علیہ السلام شکم مادر میں چھ مہینہ کی مدت میں رہے اس طرح جناب امام حسینؑ بھی شکم مادر میں چھ ماہ تک رہے یعنی ان دو بزرگوں کی تخلیق بھی معجزانہ طور پر ہوئی ہے۔

جناب امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے پدر مظلوم سفر کربلا میں بار بار جناب یحییٰؑ اور ان کی شہادت کو یاد کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ دنیا کی پستی و خواری خدا کے نزدیک اتنا ہی کافی ہے کہ جناب یحییٰؑ کا سر کاٹ کر ایک فاحشہ عورت کے پاس ہدیہ کے طور پر بھیجا گیا اور میرا سر بھی ایک ولدالحرام شخص کے پاس ہدیہ کے طور پر بھیجا جائے گا۔

فَاجَاءَ اَعْرَابِیٌّ عِنْدَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ ایک شخص جناب علی علیہ السلام کے پاس آیا اور اس کو جناب ابو ذر غفاریؓ اپنے ہمراہ لائے تھے اس نے امام علیہ السلام پر سلام کیا اور عرض کی مولا! آپ نے گوشہ نشینی کی

زندگی کیوں اختیار کر رکھی ہے قَالَ مَا وَجَدْتُ نَاصِرًا وَلاَ مُعِینًا فَعَمِلْتُ عَلٰی مَا اَوْ صَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ مولائے کائنات نے فرمایا چونکہ میرے ساتھی اور مددگار نہیں ہیں یعنی اتنی تعداد میں نہیں ہیں کہ میں انقلاب لے آؤں اس لیے چپ ہوں اور میں نے جناب رسول خداؐ کی وصیت پر عمل کیا ہے ثُمَّ قَالَ مَاحَاجَتُکَ یَا اِعْرَابِیُّ پھر فرمایا اے اعرابی! آپ کا کیا کام ہے؟ قَالَ یَا اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ رَاَیْتُ رُؤْیَا عَجِیْبَةً اُرِیْدُ اَنْ تَبَیَّنَ لِیْ مَارَاَیْتُ ثُمَّ عَبِّر وہ بولا یا امیر المومنینؑ! میں نے ایک عجیب وغریب خواب دیکھا ہے چاہتا ہوں آپ اسے بیان کیجئے دوسرے لفظوں میں یہ فرمایے کہ میں نے خواب میں کیا دیکھا ہے اور اس کی تعبیر کیا ہے؟ فَبَعَثَ عَلَیْهِ السَّلاَمُ السَّلْمَانَ لِطَلَبِ الْحُسَیْنِ امام علیہ السلام نے جناب سلمان فارسی کو بھیجا کہ امام حسینؑ کو لے آئیں فَاِذَا جَاءَ الْحُسَیْنُ قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ یَا اِعْرَابِیُّ سَلْ مَا شِئْتَ مِنْ اِبْنِیْ هٰذَا پس جب امام حسینؑ تشریف لائے تو جناب امیرؑ نے فرمایا کہ اے اعرابی! اب تو جو کچھ بھی پوچھنا چاہتا ہے میرے اس بیٹے سے پوچھ اس سے امام علیہ السلام یہ بتانا چاہتے تھے۔ کہ میرے بچے بھی علم غیب کے ماہر اور اعجاز پر قادر ہیں (جب بچوں کی یہ شان ہو خدا جانے باپ کی کیا عظمت ہوگی؟)

فَقَالَ الْاَعْرَابِیُّ یَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَخْبِرْنِیْ مَارَاَیْتُ فِی الْمَنَامِ ثُمَّ عَبِّرْ اعرابی نے عرض کی اے فرزند رسولؐ! سب سے پہلے تو یہ بتایئے کہ میں نے خواب میں کیا کیا دیکھا تھا اور اس کی تعبیر کیا ہے؟ وَقَالَ یَا اَعْرَابِیُّ رَاَیْتَ فِیْ مَنَامِکَ اَنَّ نُجُوْمًا مُتَلَطِّخًا بِالدَّمِ کُسِرَتْ مِنَ السَّمَاءِ السَّابِعِ وَجَاءَ تْ عَلَی الْاَرْضِ وَغَابَتْ فِیْهَا قَرِیْبًا مِنْ شَطِّ الْفُرَاتِ جناب امام حسینؑ نے فرمایا اے اعرابی تو نے خواب دیکھا ہے کہ کچھ ستارے خون سے تر ہو کر ساتویں آسمان سے ٹوٹ کر زمین

پر آئے ہیں اور کنارۂ فرات کے قریب آ کر زمین میں غائب ہو گئے ہیں قَالَ صَدَقْتَ یَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ھٰکَذَا اَرَأَیْتُ فَعَبِّرْ اس نے عرض کی اے فرزند رسول! میری جان آپ پر قربان ہو جائے' خدا کی قسم میں نے خواب میں یہی دیکھا ہے۔ اب اس کی تعبیر بیان فرمایئے قَالَ دَعْنِیْ عَنْ تَاوِیْلِھَا امام علیہ السلام نے فرمایا اس کی تعبیر مت پوچھئے اگر میں نے بیان کر دی تو تو برداشت نہ کر سکے گا اس نے عرض کی مولا! میں ایک طویل سفر کر کے آپ کی خدمت میں آیا تاکہ آپ سے اپنے خواب کی تعبیر پوچھوں۔

فَقَالَ لاَ یَا اَعْرَابِیُّ اِنَّ النُّجُوْمَ الْمُتَلَطِّخِ بِالدَّمِ اَنَا وَاَقْرِبَائِیْ وَاَصْحَابِیْ پس جناب امام حسینؑ نے فرمایا آگاہ ہو اے اعرابی وہ ستارے جو خون آلود ہوں گے وہ میں ہوں اور میرے بھائی' بھتیجے فرزند اور عزیز و اقارب و اصحاب ہوں گے۔

اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ کوفہ کے غدار لوگ مجھے اپنے ہاں بلا کر میرے ساتھ بے وفائی کریں گے' ہمیں میدان کربلا کی طرف لایا جائے گا پھر یزیدی فوج ہم پر تین دن تک پانی بند کر دیں گے ہائے پیاس' ہائے پانی کی آواز ساتویں آسمان تک جائے گی اور ماہی بے آب کی طرح ہمارے معصوم بچے پیاس کی شدت کی وجہ سے تڑپیں گے اور ہم پر کوئی بھی رحم نہ کھائے گا' دسویں محرم کا دن ہماری شہادت کا دن ہو گا سب سے پہلے میرے اصحاب کو قتل کر دیا جائے گا اس کے بعد میرے عزیزوں کی باری آئے گی وَبَعْدَ ھُمْ لاَ یَکُوْنُ لِیْ نَاصِرٌ وَلاَ مُعِیْنٌ ان کی شہادت کے بعد میں اکیلا ہی میدان کربلا میں رہ جاؤں گا ایک ہزار نو سو پچاس زخم میرے تن پر لگا کر مجھے گھوڑے سے گرائیں گے اس کے بعد میں سجدہ میں جا کر

اپنے معبود حقیقی کے سامنے سجدہ ریز ہو کر اپنی جان کی قربانی پیش کروں گا وَیَحرِقُوْنَ خِیَامِیْ بِالنَّارِ اے اعرابی بہتر افراد کی شہادت اور بے پناہ مظالم کے باوجود ان کی آتش انتقام نہیں بجھے گی وہ ہمارے خیموں کو آگ لگا دیں گے۔

وَینھَبُوْنَ اَمْوَالِیْ وہ میرا مال لوٹ لیں گے وَیَسْبُوْنَ اَھْلَبَیْتِیْ مِنْ کَرْبَلاَ اِلٰی الشَّامِ مُکَشِّفَاتِ الرُّؤُسِ عَلٰی جِمَالٍ بِغَیْرِ وَطَاءٍ وَ لَا سِتْرٍ. میرے اہلبیتؑ کو اسیر کر کے بلوائے عام میں سر برہنہ شترانِ برہنہ پر سوار کر کے کربلا سے شام تک لے جائیں گے۔

وَیَتْرُکُوْنَنِیْ عَلَی الْاَرْضِ بِلاَ غُسْلٍ وَلاَ کَفَنٍ اور میری لاش کو کفن و دفن کے بغیر کربلا کی تپتی ہوئی ریت پر چھوڑ کر چلے جائیں گے جب یہ ماجرا اعرابی نے سنا تو وہ روتے روتے بے ہوش ہو گیا الغرض جب وہ روز آیا کہ جس کی امام علیہ السلام نے خبر دی تھی اور امام علیہ السلام کے سب عزیز بھی شہید ہو گئے یہاں تک کہ علی اصغرؑ اپنے بابا کی آغوش میں شہید ہوا اور امام علیہ السلام تنہا رہ گئے آخر میں امام عالی مقام نے اتمام حجت کے طور پر ان ظالموں سے جو آخری سوال کیا وہ یہ تھا کہ ظالمو مجھے ایک گھونٹ پانی کا پلا دو کریم بن کریم کے سوال کا ظالموں نے کس طرح جواب دیا فَضَرَبَ اللَّعِیْنُ بِسَھْمٍ عَلٰی فَمِہٖ ایک لعین نے امام علیہ السلام کے دہن مبارک پر تیر مارا کہ آپ کا چہرۂ اقدس خون سے تر ہو گیا۔

فَجَاءَ سِنَانُ ابْنُ اَنَسٍ وَضَرَبَ الرُّمْحَ عَلٰی صَدْرِہٖ حَتّٰی خَرَجَ عَنْ ظَھْرِہٖ سنان بن انس آیا اور اس نے اس زور سے تیر آپؑ کے سینہ اقدس پر مارا کہ وہ تیر پشت کی طرف سے باہر نکل آیا فَجَذَبَ اللَّعِیْنُ رُمْحَہٗ فَسَقَطَ لُحُسَیْنُ مَکْبُوْبًا عَلَی الْاَرْضِ یَتَحَرَّزُ فِیْ دَمِہٖ وَیَضْرِبُوْنَ عَلَیْہِ السُّیُوْفَ جب اس لعین

نے نیزہ کھینچا تو امام عالی مقام منہ کے بل زمین پر گر گئے اور خون میں لوٹنے لگے اس کے بعد وہ لعین تلواریں حضرت پر مارتا تھا وَكَانَ فَرَسُه' عِنْدَ رَاسِهِ يَبْكِیْ فَاشَارَ بِيَدِهٖ اِصْبِرْ ذوالجناح اپنے آقا و مولا کو دیکھ کر روتا تھا حضرت نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اے گھوڑے مت رو صبر کر ثُمَّ جَلَسَ فَجَاءَ الْكِنْدِیُّ لَعَنَهُ اللّٰهُ فَضَرَبَ اللَّطْمَةَ وَاَخَذَ الْعِمَامَةَ عَنْ رَاسِهٖ پھر امام علیہ السلام اٹھ بیٹھے مالک بن بشر الکندی آیا اور آپؑ کے رخ انور کے ساتھ ناروا سلوک کیا اور آپؑ کا عمامہ شریف اتار کر لے گیا اور فرزند رسول کو کربلا کی گرم ریت پر سلا کر بلا کفن و دفن چھوڑ گیا۔

روایت نمبر

31

ابن شبیب کی ایک مشہور روایت' آسمان وزمین کا غم شبیرؑ پر گریہ کرنا' جناب رسولؐ خدا کا اپنے پیارے نواسے حسینؑ کے ساتھ غیر معمولی سلوک' جناب امام حسینؑ کا فوج یزیدی پر جوابی حملہ کرنا' امام علیہ السلام کا زین سے زمین پر تشریف لانا۔

مولانا عابد عسکری

صحیح مسلم میں تفسیر وَمَابَکَتْ عَلَیْھِمُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ میں لکھا ھے وَلَمَّا قُتِلَ الْحُسَیْنُ ابْنُ عَلِیٍّ بَکَتِ السَّمَاءُ عَلَیْهِ کہ جب امام حسینؑ شہید ہوئے تو ان کی مصیبت پر آسمان رویا وَبُکَاؤُھَا حُمْرَتُھَا اور اس کا رونا یہ ہے کہ سرخی شفق نمایاں ہوئی اور ابن جوزی کہتا ہے کہ ہمارے غضب کی علامت یہ ہے کہ جب غصے ہوتے ہیں تو منہ سرخ ہو جاتا ہے اور خداوند عالم جسم سے منزہ ہے فَاظْهَرَ تَاثِیْرَ غَضَبِهٖ عَلٰی مَنْ قَتَلَ الْحُسَیْنَ بِحُمْرَةِ الْاُفُقِ اِظْهَارًا لِتَعْظِیْمِ الْجِنَایَةِ پس خدا نے اپنے غضب کا اثر قاتلان حسینؑ پر سرخی افق کے ساتھ ظاہر کیا ہے تاکہ پوری دنیا کو معلوم ہو جائے کہ ان ظالموں سے بہت بڑا گناہ سرزد ہوا ہے۔

حافظ ابونعیم نے کتاب دلائل النبیؐ میں لکھا ہے کہ قَالَتْ نُصْرَةُ الْاَزْدِیَّةِ کہ نصرہ ازدیہ نے کہا کہ جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو آسمان سے خون برستا تھا وَحُبَابُنَا وَجُوَارُنَا صَارَتْ کَالدَّمِ کنویں اور کوزے سب میں پانی خون ہو گیا تھا۔

شیخ مفید علیہ الرحمہ نے کتاب امالی میں ریان ابن شبیب سے روایت کی ہے کہ محرم کی پہلی تاریخ تھی کہ میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا قَالَ یَابْنَ الشَّبِیْبِ اِنَّ الْمُحَرَّمَ هُوَ الشَّهْرُ الَّذِیْ کَانَ اَهْلُ الْجَاهِلِیَّةِ یُحَرِّمُوْنَ فِیْهِ الْقِتَالَ امام علیہ السلام نے فرمایا اے پسر شبیب محرم وہ مہینہ ہے کہ کافر اس میں جنگ کو حرام جانتے تھے فَمَا عَرَفَتْ هٰذِهِ الْاُمَّةُ حُرْمَةَ شَهْرِهَا وَلَا حُرْمَةَ نَبِیِّهَا مگر امت جفاکار نے اس مہینے کی حرمت کا خیال نہ کیا اور نہ اپنے پیغمبر کی حرمت کا لحاظ کیا وَلَقَدْ قَتَلُوْا فِیْ هٰذَا الشَّهْرِ ذُرِّیَّتَهٗ اور آہ انہیں اس مہینے قتل کیا اُمت رسولؐ نے ذریت رسولؐ کو وَسَبَوْا نِسَاؤَهٗ اور اہل حرم کو

اسیر کیا فَانْتَهَبُوا ثِقْلَه‘ اور ان کا مال و اسباب لوٹ لیا پس خداوند قہار ان پر لعنت کرے۔

اِنْ کُنْتَ بَاکِیًا فَابْکِ لِلْحُسَیْنِ ابْنِ عَلِیٍّ اگر تو رونا چاہتا ہے تو حسینؑ ابن علیؑ پر گریہ کر فَاِنَّهٗ ذُبِحَ کَمَا یُذْبَحُ الْکَبْشُ کہ جس طرح گوسفند ذبح کیا جاتا ہے اسی طرح امام حسینؑ ذبح کیے گئے ان کے قبل ان کے اصحاب وعزیز شہید ہوئے لَیْسَ لَهُمْ نَظِیْرٌ فِی الْاَرْضِ کہ زمین میں ان جیسا کوئی بھی نہ تھا۔

وَلَقَدْ بَکَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرَضُوْنَ لِقَتْلِهٖ کہ فرزند رسولؐ کی اس مصیبت پر ساتوں آسمان اور زمین روئے اور ہزاروں فرشتے امام حسین علیہ السلام کے لیے نازل ہوئے فَوَجَدُوْهُ قَدْ قُتِلَ انھوں نے امام علیہ السلام کو خاک وخون میں غلطاں پایا‘ اس دن سے وہ فرشتے انتہائی غمگین حالت میں آپ کی ضریح اقدس کے اردگرد موجود ہیں شُعْثٌ غُبْرٌ اِلٰی اَنْ یَقُوْمَ الْقَائِمُ خاک آلودہ چہروں اور افسردہ شکل وصورت کے ساتھ وہاں پر موجود رہیں گے یہاں تک کہ جب حضرت قائم آلِ محمدؑ ظہور کریں گے اور یہ فرشتے امام علیہ السلام کے انصار میں شامل ہو جائیں گے جنگ کے وقت ان کا نعرہ یہ ہوگا یَالِثَّارَاتِ الْحُسَیْنِ خون حسینؑ کا انتقال لینے والے کہاں ہیں۔ اے پسر شبیب میرے پدر بزرگوار نے اپنے آباء طاہرینؑ سے روایت کی ہے اِنَّه‘ لَمَّا قُتِلَ الْحُسَیْنَ اَمْطَرَتِ السَّمَاءُ دَمًا وَتُرَابًا اَحْمَرَ کہ جب جناب امام حسینؑ شہید ہوئے تو آسمان سے خون اور سرخ مٹی برستی تھی۔

اے پسرِشبیب اگر تو امام حسینؑ کے مصائب کو یاد کر کے یا سن کر روئے اور ان آنسوؤں سے تیرا چہرہ تر ہو جائے۔ غَفَرَ اللّٰهُ لَکَ کُلَّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتَهٗ صَغِیْرًا کَانَ اَوْ کَبِیْرًا اللہ تعالیٰ تیرے صغیرہ اور کبیرہ گناہ بخش دے گا قَلِیْلاً کَانَ

اَوْ کَثِیْرًا کم ہو یا زیادہ اے پسر شبیب اس سے بڑی تمھیں خوشخبری سناتا ہوں کہ اگر تو چاہے کہ جب تو خدا سے ملاقات کرے اور کوئی گناہ تجھ پر نہ ہو۔ فَزُرْ قَبْرَالْحُسَیْنِ پس جناب امام حسینؑ کی قبر مطہر کی زیارت کرو اور اگر تو چاہتا ہے کہ بہشت میں ایک عالیشان جگہ پر آپ کو سکونت رہے تو فَالْعَنْ قَتَلَةَ الْحُسَیْنَ پس امام حسینؑ کے قاتلوں اور دشمنوں پر لعنت کرو اے پسر شبیب! ایک اور خوشخبری سنیے اگر تو چاہتا ہے کہ تجھے امام حسینؑ کے مخلص جانثاروں کی مانند ثواب ملے فَقُلْ مَتٰی ذَکَرْتَہٗ پس جس وقت تجھے امام حسینؑ کی یاد آئے تو کہو یَالَیْتَنِیْ کُنْتُ مَعَھُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِیْمًا کہ اے کاش میں ان کے ساتھ ہوتا تو اپنی جان قربان کر کے ثواب عظیم حاصل کرتا۔

اے پسر شبیب! اگر تو چاہے اَنْ تَکُوْنَ مَعَنَا فِی الدَّرَجَاتِ الْعُلٰی مِنَ الْجَنَانِ کہ ہمارے ساتھ بہشت میں درجات عالیہ ملیں۔ فَاحْزَنْ لَحُزْنَنَا وَفْرَحْ لِفَرْحِ کہ پس ہماری غمی پر غمزدہ اور خوشی پر خوش ہوں۔ وَ عَلَیْکَ بِوَلَایَتِنَا کہ تجھ پر لازم ہے ہمارے ساتھ محبت کرے وَلَوْ اَنَّ رَجُلاً تَوَلّٰی حَجَرًا حَشَرَہُ اللّٰہُ مَعَہٗ اگر کوئی شخص پتھر کو دوست رکھے گا تو اس کا حشر اس پتھر کے ساتھ ہوگا۔

وَاَیْضًا عَنِ الصَّادِقِ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِنَّ الْحُسَیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَمْ یَرْضَعْ مِنْ ثَدْیِ اُمِّہٖ شَیْئًا وَلَا رَضَعَ مِنْ اُنْثٰی لَبَنًا جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جناب امام حسین نے پیدائش کے وقت نہ اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ پیا ہے اور نہ کسی اور خاتون کا۔ وَلٰکِنَّہٗ کَانَ یُؤْتٰی بِہٖ اِلٰی جَدِّہٖ رَسُوْلِ اللّٰہِ لیکن معمول تھا کہ انھیں اس کے نانا جناب رسول خداؐ (ص) کے پاس لے جاتے تھے اور وہ ان کے ساتھ پیار کرتے فَیَضَعَ اِبْھَامَہٗ فِیْ فَمِہٖ پس آنحضورؐ

اپنا انگوٹھا امام حسینؑ کے دہن میں دیتے تھے۔ فَیمصُّ مِنھَا لَبَنًا یَکْفِیهِ یَوْمَیْنِ اَوْ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ حضرت امام حسینؑ انگوٹھے کو چوستے تھے تو اس سے دودھ کا چشمہ جاری ہوتا تھا اور ایسے سیر ہوتے تھے کہ دو دن تک ان کو دودھ کی احتیاج نہ ہوتی تھی فَنبت لَحْمَ الْحُسَیْنِ مِنْ لَحْمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَدَمُه' مِنْ دَمِهٖ وَعَظْمُهٗ مِنْ عَظْمِهٖ وَشعْرُه' مِنْ شَعْرِهٖ پس جناب امام حسینؑ کا گوشت رسول خدا کے گوشت سے پیدا ہوا اور آپ کے بال بھی اپنے نانا جان کے بالوں سے روئیدہ ہوئے۔ کتنی بڑی عظمت ہے جناب حسینؑ کی اور کس قدر اعلیٰ رتبہ فرزند زہراؑ کا' لیکن افسوس ایک طرف پیغمبر اسلامؐ اپنے نواسے کے ساتھ اتنا زیادہ پیار کرتے تھے دوسری طرف باغیانِ امت نے امام مظلوم پر مظالم کے پہاڑ ڈھائے آہ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ جناب امام عالی مقام کربلا کی تپتی ہوئی ریت پر خون میں نہائے ہوئے اپنی ایڑیاں زمین پر رگڑتے تھے وَیَفْحَصُ بِرِجْلَیْهِ التُّرَابَ افسوس کہاں گلوئے حسینؑ اور کہاں خنجر؟ اور کہاں سینہ حسینؑ اور کہاں شمر لعین؟ کہاں جسم حسینؑ اور کہاں ہزاروں تیر و تبر۔

لاکھوں اور ہزاروں فوجیوں نے ایک مظلوم امام کو اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا تاکہ ان سے جس طرح اور جیسے بھی ہو سکے ظلم کریں امام عالی مقام اتمام حجت کے طور پر پانی مانگتے تھے لیکن وہ یزیدی فوجی امام حسینؑ کے اس سوال کے جواب میں تیر اور تلواریں مارتے تھے وَیَزْعَمُوْنَ اَنَّھُمْ اُمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ باوجود اس کے کہ وہ خود کو اُمت رسولؐ میں سے جانتے تھے کُلُّھُمْ یَتقَرَّبُ اِلَی اللّٰهِ بَدَمِهٖ ہر شخص امام علیہ السلام کے قتل کو خوشنودی خدا کا ذریعہ سمجھتا تھا (نعوذ باللہ) اور امام علیہ السلام ان بدبختوں کو وعظ و نصیحت کرتے تھے اور وہ شقی رحم نہ کھاتے تھے اس

وقت امام عالی مقامؑ نے اشعار رجز پڑھے درحقیقت وہ ہمارے آقا و مولا امام حسینؑ کی آخری نصیحت تھی جو کہ وہ اس سے اپنا پیغام بنی نوع انسان تک پہنچانا چاہتے تھے وہ اشعار یہ ہیں۔

قتل الْقَوْمُ عَلِيًّا وَابْنَهُ حَسَنَ الْخَيْرِ كَرِيْمَ الْأَبَوَيْنِ.

افسوس ہے کہ پہلے ظالموں نے علی بن ابیطالبؑ اور پھر حسن مجتبیٰؑ کو شہید کیا کہ ان کی نیکیاں زمانے میں مشہور ہیں وہ والدین کی طرف سے عالی نسب تھے اب حسینؑ کو تنہا پا کر ان کے قتل پر مستعد ہوئے ہیں۔

لَمْ يَخَافُوْا اللّٰهَ فِيْ سَنْکِ دَمِيْ

لِعُبَيْهِ اللّٰهِ نَسْلِ الْكَافِرِيْنَ

وہ میری خون ریزی میں اللہ تعالٰی سے ڈرے عبید اللہ ابن زیاد کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے وہ تو دو کافروں کا بیٹا ہے۔

مَنْ لَهٗ جَدٌّ كَجَدِّیْ فِی الْوَرٰی

اَوْ كَشَيْخِیْ فَانَا بْنُ الْعَالِمِيْنَ

اس پوری کائنات میں نہ میرے نانا جیسا کسی کا نانا ہے اور نہ میرے والد جیسا کسی کا والد ہے۔

فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءِ اُمِّیْ وَاَبِیْ

قَاصِمُ الْكُفْرِ بِبَدْرٍ وَحُنَيْنٍ

میری ماں فاطمہؑ ہیں جس کے گھر کے فرشتے خدمت گزار تھے اور میرے بابا وہ ہیں کہ جنھوں نے بدر و حنین میں کافروں کے سر قلم کیے تھے۔

فَاَبِیْ شَمْسٌ وَاُمِّیْ قَمَرٌ

فَانَا الْكَوْكَبُ وَابْنُ الْقَمَرَيْنِ.

میرے بابا خورشید دین اور میری ماں ماہ منیر ہیں۔ پس میں دو چاندوں کا ستارہ ہوں۔ آپؑ یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے۔ آپ کے سامنے جو بھی لعین آتا تھا آپؑ ایک تلوار کے وار سے اس کو قتل کر دیتے تھے۔

اَلْمَوْتُ خَيْرٌ مِنْ رُكُوبِ الْعَارِ
وَالْعَارُ اَوْلٰى مِنْ دُخُوْلِ النَّارِ

موت بہتر ہے اس ذلت سے میں امام ابن امام ایک فاسق و فاجر اور ظالم شخص کی بیعت کروں؟ عار کا اختیار کرنا اس وقت بہتر ہوتا ہے اس کے اختیار نہ کرنے سے جہنم میں داخل ہونے کا خوف ہو پس جب تیس ہزار یزیدی اکٹھے ہو کر حضرت پر حملہ کرتے تھے تو امام علیہ السلام ذوالفقار حیدری کو ہاتھ میں پکڑ کر یزیدیوں کے حملوں کا جواب دیتے تھے تو ٹڈی دل دشمن تتر بتر ہو جاتے تھے گویا شجاعت حسینی نے بڑے بڑے بہادر جوانوں کے حوصلے پست کر دیے اور وہ فرار ہونے پر مجبور ہو گئے۔

قَالَ ابْنُ شَهْرِ اٰشُوْبٍ وَمُحَمَّدُ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ لَمْ يَزَلْ يُقَاتِلُ حَتّٰی قتل مِنَ الْقَوْمِ مَايَزِيْدُ عَلٰى عَشْرَةِ الْاٰفِ فَارِسٍ ابن شہر آشوب اور محمد ابن ابیطالب نے ذکر کیا ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے دس ہزار یزیدی داخل جہنم کیے۔

فَقَالَ عُمَرَ ابْنَ سَعْدٍ لِقَوْمِهٖ عمر سعد نے اپنی فوج کو پکار کر کہا اَلْوَيْلُ لَكُمْ اتدْرُوْنَ لِمَنْ تُقَاتِلُوْنَ وائے ہو تم پر کیا تم جانتے ہو کہ تم کس سے لڑ رہے ہو هٰذَا ابْنُ الْاَنْزَعِ الْبَطِيْنِ هٰذَا ابْنُ قَتَّالِ الْعَرَبِ یہ اس عظیم انسان کا فرزند ہے جس کا

سینہ اسرار الٰہی سے بھرا ہوا تھا یہ عرب کے شجاعوں کو قتل کرنے والے کا بیٹا ہے۔

فَاحْمِلُوْا عَلَيْهِ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ پس ان پر چاروں طرف سے حملہ کرو۔ فَكَانَتِ الرُّمَاةُ اَرْبَعَةَ الَافٍ فَرَمَوْهُ بِالسِّهَامِ یہ سن کر چار ہزار تیر اندازوں کے تیر امام علیہ السلام کے جسم مبارک پر پڑنے لگے وَحَالُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ رَحْلِهٖ اور وہ شقی حائل ہو گئے امام علیہ السلام اور خیام حسینؑ کے درمیان اور چاہا کہ امام مظلوم کے سامنے خیموں کو لوٹ لیں فَقَالَ لَهُمْ وَيْحَكُمْ اَنّٰى لَكُمْ دِيْنٌ وَ لَا تَخَافُوْنَ الْمَعَادَ امام علیہ السلام نے اشقیاء کے ارادے کو دیکھا تو پکار کر کہا آخر یہ کیا بے حیائی ہے؟ تمھارے بھی بچے ہیں۔ فَنَادَاهُ شِمْرٌ مَاتَقُوْلُ يَابْنَ فَاطِمَةَ حضرت امام حسینؑ نے فرمایا میں یہ کہتا ہو کہ میں تم سے لڑتا ہوں اور تم مجھ سے لڑتے ہو۔ وَالنِّسَاءُ لَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ کہ ان خواتین اور بچوں کا کیا قصور ہے؟ فَامْنَعُوْا اَقْوَامَكُمْ مِنَ التَّعَرُّضِ مِنْ حَرَمِىْ مَادُمْتُ حَيًّا پس اپنی قوم کو منع کرو نہ کر اہل حرم کو کچھ نہ کہیں میری زندگی میں کوئی شخص بھی خیموں کی طرف نہ جائے فَقَالَ شِمْرٌ اِلَيْكُمْ عَنْ حَرَمِ الرَّجُلِ فَاقْصُدُوْهُ فِىْ نَفْسِهٖ پس شمر پکارا اے اہل کوفہ حسینؑ کی زندگی میں یہ ارادہ ترک کر دو۔

فَلَعُمْرِىْ هُوَ كُفُوٌ كَرِيْمٌ خدا کی قسم! غیرت و شجاعت میں امام حسینؑ کا کوئی ثانی نہیں ہے کہ انھیں اس حالت میں بھی اپنے پردہ داروں کا خیال ہے۔ یہ سن کر سب شقی امام مظلومؑ پر ٹوٹ پڑے وَهُوَ فِىْ ذٰلِكَ يَطْلُبُ شَرْبَةً مِنَ الْمَاءِ امام علیہ السلام بار بار کہتے تھے کہ ظالموں آخر تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو کم از کم ایک گھونٹ پانی کا تو دے دو فَكُلَّمَا اَحْمَلَ بِفَرَسِهٖ عَلَى الْفُرَاتِ حَمَلُوْا عَلَيْهِ بِاَجْمَعِهِمْ حَتّٰى نَهَوْهُ عَنْهُ امام علیہ السلام جب اپنے گھوڑے کو فرات کی طرف لے

جانے کی کوشش کرتے تھے تو لشکر یزید آپؑ پر حملہ کر دیتا تھا اور امام علیہ السلام کو نہر فرات کی طرف جانے سے روک دیتے تھے پھر امام علیہ السلام نے ابو اعور سلمٰی اور ابن حجاج پر حملہ کیا کہ انہوں نے چار ہزار افراد پانی کی حفاظت پر مقرر کر رکھا تھا امام عالی مقامؑ نے ان سب کو مار کر ہٹا دیا اور گھوڑا فرات میں ڈال دیا فَلَمَّا

اَوْبَلَغ اَوْلَغ الْفَرَس لِيَشْرِبْ وَقَالَ اَنْتَ عَطْشَانٌ وَاَنَا عَطْشَانٌ وَاللّٰهِ لا اَذُوْقُ الْمَمَاءَ حَتّٰى تَشْرَبَ پس جب دریا میں پہنچے تو گھوڑے کی باگ چھوڑ کر فرمایا اے گھوڑے تو بھی پیاسا ہے، میں بھی پیاسا ہوں، میری طرف سے تجھے اجازت ہے کہ جی بھر کر پانی پی لے جب گھوڑے نے امامؑ کا کلام سنا مَثَالَ رَأْسَهٗ وَلَمْ يَشْرِبْ كَاَنَّهٗ فَهِمَ كَلَامَهٗ تو اس بے زبان نے سر ہلایا گویا امام علیہ السلام کی بات کو سمجھ گیا گویا وہ یہ بتا رہا تھا کہ بھلا یہ ہو سکتا ہے کہ اہلبیت اطہارؑ پیاسے ہوں اور میں پانی پیوں؟ مقام افسوس ہے کہ حیوان بے زبان تو حرمت رسولؐ کا خیال کرے اور رسولِ خدا کے کلمہ گو پانی کی بجائے ان کے نواسے پر تیروں، تلواروں کی بارش کریں۔ فَقَالَ فَارِسٌ يَا اَبَا عَبْدَ اللّٰهِ اس وقت ایک شقی نے پکار کر کہا تَتَلَذَّذُ بِالْمَاءِ وَقَدْ هُتِكَ حَرَمُكَ آپ پانی پینے کی کوشش کر رہے ہیں اور وہاں آپ کے خیمے لوٹ لیے گئے ہیں۔ وَحَمَلَ عَلَى الْقَوْمِ فَكَشَفَهُمْ فَاِذَا الْخَيْمَةُ سَالِمَةٌ امام علیہ السلام نے لشکر یزید پر حملہ کیا دیکھا تو خیمے سلامت ہیں آپ نے پھر ان پر حملہ کیا كَاللَّيْثِ الْمُغْضِبِ غضبناک شیر کی مانند جو بھی آپؑ کے سامنے آتا تھا آپ اسے اسی وقت فی النار کر دیتے تھے۔ اِذْ صَاحَ بِصَائِحٍ يَا حُسَيْنَ اَتُقَاتِلُ اَمْ تُقْتَلُ کہ ناگاہ ہاتف غیب نے آواز دی جنگ کرتے رہو گے یا جام شہادت نوش کرو گے؟ یہ سن کر امام عالی مقام نے تلوار نیام کر دی اِذَا اَتَاهُ سَهْمٌ مَسْمُوْمٌ لَهٗ ثَلٰثُ

شعبٍ فوقعَ فِیْ صدرِہٖ ناگاہ تین پھلوں والا تیر آپؑ کے سینہ اقدس پر آ کر لگا اور ابو الخوق لعین نے ایک تیر آپؑ کی پیشانی پر مارا کہ بوسہ گاہ رسول زخمی ہو گئی شمر ملعون نے اپنی فوج کو آواز دے کر کہا وَیحکُمْ عَجِّلوْہُ افسوس ہے تم پر کہ تم قتل حسینؑ میں دیر کیوں کر رہے ہو۔

فَطَعَنَہ' سِنَانُ ابنُ اَنَسٍ بِالرُّمْحِ فَکَادَ اَنْ یَقَعَ یہ سن کر سنان ابن انس لعین نے آپؑ کے کے سینہ اقدس پر تیر مارا' قریب تھا کہ آپ گھوڑے سے گر پڑیں مگر سنبھلے ہی تھے کہ خولی لعین نے ایک زہر آلود تیر آپؑ کے گلوئے مبارک پر مارا فَسَقَطَ عَنْ ظَھْرِ الْجَوَادِ اِلَی الْاَرْضِ تَحَوَّزَ فِیْ دَمِہٖ پس وہ راکبِ دوش رسول گھوڑے سے گر کر زمین پر اپنے خون میں لوٹنے لگا پھر حضرتؑ نے چاہا کہ اٹھ کھڑے ہوں مگر ہمت نہ ہوئی فَجَاءَ مَالِکُ الْبَشَرِ پس اس وقت مالک بن بشر ملعون تلوار کھینچ کر حضرتؑ کے قریب آیا کس زبان سے کہوں کہ اس شقی نے کیا کیا ستم کیا فَضَرَبَہ' بِالسَّیْفِ عَلٰی رَاْسِہٖ وَعَلَیْہِ عِمَامَۃٌ فَشَجَّہ' اس شقی نے اس زور سے آپ کے سر پر تلوار ماری کہ آپ کا سر بمعہ عمامہ شق ہو گیا۔ وَسَالَ الدَّمُ عَلٰی وَجْھِہٖ اور آپ کے چہرہ نورانی پر خون بہنے لگا امام علیہ السلام نے غش سے آنکھیں کھولیں فرمایا اے ملعون۔ مجھ ایسے مظلوم پر تلوار لگائی اور تجھے رحم نہ آیا لاَ اَکَلْتَ بِھَا وَلاَ شَرِبْتَ وَحَشَرَکَ اللّٰہُ مَعَ الظَّالِمِیْنَ تجھے اس ہاتھ سے کھانا پینا نصیب نہ ہو اور خدا تجھے ظالموں میں محشور کرے وہ عمامہ اتار کر امام علیہ السلام نے اس کے سامنے پھینک دیا فَاَخَذَ الْکُنْدِیُّ وَانْطَلَقَ اِلٰی مَنْزِلِہٖ پس اس نے وہ عمامہ اٹھا لیا

اور چلا گیا۔ جب گھر گیا تو اپنی زوجہ سے بولا کہ اسے دھو دے وہ بولی کہ یہ کس کا عمامہ ہے اس نے کہا کہ یہ حسینؑ ابن علیؑ کا عمامہ ہے وہ رونے لگی اور بولی خدا تجھ پر لعنت کرے تو نے فرزند رسولؐ کو قتل کر دیا ہے آج سے نہ میں تیری زوجہ اور نہ تو میرا شوہر ہے۔ اس شقی نے ناراض ہوکر اس خاتون کے منہ پر طمانچہ مارا قدرت الٰہی سے اس کا ہاتھ دروازے پر لگا اور وہ زخمی ہو گیا ہر چند اس نے علاج کیا لیکن وہ اچھا نہ ہوا بلکہ خشک ہو گیا اور وہ لعین فقیر ومحتاج رہا یہاں تک کہ واصل جہنم ہوا۔

❁ ..... ❁ ..... ❁

روایت نمبر

32

سورہ ہل اتی کا شانِ نزول، فضائل امیر المومنینؑ، شہادت امام حسینؑ کے بارے میں چند اور روایات، ہلال بن نافع کی اور ایک روایت۔

مولانا عابد عسکری

کتاب خرائج الجرائح میں روایت ہے کہ اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ مَرِضَا فَنذَرَ عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِمُ السَّلاَمُ صِيَامَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ایک بار جناب حسنین شریفینؑ بیمار ہوئے ان سب گھر والوں نے منت مانی کہ ان کی شفایابی پر سب گھر والے تین روزے رکھیں گے فَلَمَّا عَفَاهُمَا اللّٰهُ وَكَانَ فِيْ ذٰلِكَ الزَّمَانُ قَحْطٌ فَاَخذَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ مِنْ يَهُوْدِيٍّ ثَلٰثَ جُزَّاتٍ صُوْفًا لِتَغْزِلَهَا فَاطِمَةُ بِثَلٰثَةِ اَصْوَاعٍ شَعِيْرًا. پس جب خدا نے شفا دی اور اس زمانے میں قحط تھا جناب امیر علیہ السلام نے یہودی سے تھوڑا سا اون لیا تا کہ جناب فاطمۃ الزہراءؑ اسے کاتیں جب اون تیار ہو گیا تو اس کے عوض میں کچھ مقدار جو کی خریدی کی فَصَامُوْا وَغَزَلَتْ فَاطِمَةُ جُزْءَةً ثُمَّ طَحَنَتْ صَاعَ شَعِيْرٍ خَبَّزَتَهُ چنانچہ گھر والوں نے روزہ رکھا اور جناب فاطمہ زہراؑ نے ایک حصہ اون کا کاتا جو اس مزدوری کے مطابق تھا آٹا پیس کر اسے پکایا فَلَمَّا عِنْدَ الْاِفْطَارِ اَتٰى مِسْكِيْنٌ جب وقت افطار ہوا اور ایک مسکین شخص نے آ کر سوال کیا فَاَعْطَوْهُ طَعَامَهُمْ وَلَمْ يَذُوْقُوْا اِلَّا الْمَاءَ پس جناب امیرؑ اور سب گھر والوں نے اپنا کھانا اٹھا کر اس مسکین کے حوالے کر دیا اور پانی کے سوا کچھ بھی نہ چکھا ثُمَّ غَزَلَتْ جُزْءَةً اُخْرٰى مِنَ الْغَدِ ثُمَّ طَحَنَتْ صَاعًا وَخَبَزَتْهُ فَلَمَّا كَانَ عِنْدَ الْاِفْطَارِ اَتٰى يَتِيْمٌ فَاَعْطَوْهُ جب دوسرا دن ہوا جناب سیدہؑ نے دوسرا حصہ اون کا کاتا پھر کچھ آٹا گوندا اور روٹیاں پکائیں جب وقت افطار ہوا اور چاہا کہ افطار کریں ایک یتیم آیا اور پکارا اے اہلبیتؑ رسول میں یتیم ہوں مجھے کھانا کھلاؤ' جناب حیدر کرارؑ اور جناب سیّدہؑ نے اپنے اپنے حصہ کی روٹیاں اس یتیم کو دے دیں' جناب حسنؑ و حسینؑ نے بھی اپنی اپنی روٹیاں اس کو دے دیں وَلَمْ يَذُوْقُوْا اِلَّا الْمَاءَ اور دوسرے دن بھی فقط پانی سے افطار کیا۔

فَلَمَّا كَان مِنَ الْغِدِتَهُ غَذَلَتِ الْجُزْءَ ةُ الْبَاقِيَةِ ثُمَّ طَحنَتِ الصَّاعَ وَخَبَّزَتهُ وَاتُ اَسِيْرٌ عِنْدَ الاِ فْطَارِ فَاَعْطُوْهُ جب تیسری صبح ہوئی تو پھر اہلبیت اطہارؑ نے روزہ رکھا اور جناب سیدہؑ نے وہ باقی اون کاتا اس سے جو پیسے ملے اس کے جو خرید کر آٹا پیسا پھر روٹیاں پکائیں، جب وقت افطار ہوا ایک اسیر آیا اور دقّ الباب کر کے کہا کہ میں ایک قیدی ہوں اور بھوکا ہوں جناب امیر المومنینؑ اور جناب فاطمتہ الزہراءؑ نے اپنا اپنا کھانا اسے دے دیا۔ حسنین شریفینؑ سے بھی نہ رہا گیا انھوں نے بھی اپنے اپنے حصہ کی روٹیاں قیدی کو دے دیں۔

پانی کے سوا کسی نے کچھ نہیں چکھا وَكَانَتْ مَضَتَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَرْبعَةَ اَيَّامٍ وَالْحَجرُ عَلٰى بَطْنِهٖ وَقَدْ عَلِمَ بِحَالِهِمْ اور جناب رسول خداؐ (ص) کو بھی چوتھا فاقہ تھا اور بھوک کی وجہ سے آپ نڈھال ہو چکے تھے اور آپ کو اپنے اہلبیتؑ کے بارے میں بخوبی علم تھا کہ وہ بھی تین دن کے بھوکے ہیں وَدَخَلَ حدَيْقَةَ الْمِقْدَادِ وَلَمْ يَبْقَ عَلٰى الْخَلاَتِهَا ثَمرَةٌ وَمَعَهُ عَلِيٌّ آپ اسی پریشانی کی حالت میں مقداد کے باغ میں آئے۔ فصل خرما تمام ہو گئی تھی اور ان درختوں پر ایک خرما بھی باقی نہ تھا اور جناب امیر المومنینؑ بھی آپؐ کے ہمراہ تھے فَقَالَ يَا اَبَا الْحَسَنِ خُذِ السَّلَّةَ فَانْطَلِقْ اِلَى النَّخْلَةِ وَاَشَارَ اِلٰى وَاحِدَةٍ آپؐ نے فرمایا یا علیؑ زنبیل اٹھاؤ اس خرمے کی جانب، آپؐ نے ایک درخت کی طرف اشارہ کیا فَقُلْ لَهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ سَاَلُتکَ بِاللّٰهِ لِمَ مَا اَطْعَمِتَنا مِنْ ثَمرِکَ اور اے علیؑ ! اس درخت سے کہو کہ رسولؐ خدا نے فرمایا ہے میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو ہمیں اپنا میوہ کیوں نہیں کھلاتا قَالَ عَلِيٌّ وَلَقَدْ تَطَاطَاتُ بِحمْلٍ مَانَظَرَ النَّاظِرُوْنَ اِلٰى مِثْلِهَا جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب میں

نے سر اٹھا کر درخت کی طرف دیکھا کہ اس درخت پر اس قدر پھل لگا ہوا تھا کہ اس کی طرح کسی نے دیکھا ہو گا نہ سنا ہو گا۔ وَالْتَقَطْتُ مِنْ اَطَائِبِهَا وَحَمَلْتُ اِلٰی رَسُوْلِ للّٰهِ فَاكَلَ وَاَكَلْتُ فَاطْعَمِ الْمِقْدَادَ وَجَمِيْعَ عِيَالِهِ وَحَمَلَ اِلَى الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنِ وَفَاطِمَةَ مَاكَفَاهُمْ جناب امیرؑ فرماتے ہیں میں نے اس درخت سے خرمے گرائے اور اچھے اچھے خرمے چن کر اٹھا لایا جناب رسولِ خدا کی خدمت میں پیش کیے آپؐ نے بھی تناول فرمایا اور میں نے بھی کھایا اور مقداد کو دیا ان کے بچوں نے بھی کھایا اور جناب فاطمہؑ حسنین شریفین کے لیے لے آیا فَلَمَّا بَلَغَ الْمَنْزِلَ اِذَا فَاطِمَةُ يَا خُذُهَا الصُّدَاعَ جب آپؑ گھر پہنچے تو جناب فاطمہؑ بھوک کی وجہ سے نڈھال تھیں اور سر درد کر رہا تھا۔

فَقَالَ اِبْشِرِیْ وَاصْبِرِیْ فَلَا تَنَالِیْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ اِلَّا بِالصَّبْرِ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا اے فاطمہؑ! خوش ہو اور صبر کرو کبھی نہ پہنچو گی اس چیز کو جو خدا کے پاس ہے سوائے صبر کے یعنی اس سے ہم سب کو بتایا جا رہا ہے کہ کسی نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے تو صبر کرے اور منزل مقصود تک پہنچنے کے لیے کوشاں رہے۔

فَنَزَلَ جِبْرَئِيْلُ بِهَلْ اَتٰى پس وہیں جبرائیل امین نازل ہوئے هَلْ اَتٰی کا تحفہ لے کر اور عرض کی اللہ تعالیٰ نے درود و سلام کے بعد آپؐ اور آپ کے اہل بیتؑ کی شان میں سورہ ہل اتی نازل فرمایا ہے الغرض حضرات محمدؐ و آل محمدؑ کی سخاوت کا یہ عالم تھا آپ فاقوں میں رہتے تھے اور بھوکوں کو سیر کرتے تھے اور سائل کو کسی حال میں خالی نہ لوٹاتے تھے چنانچہ جناب امیرؑ رات کو خود بھوکے رہے اس خیال سے کہ ایسا نہ ہو کہ میں پیٹ بھر کر کھانا کھاؤں اور کوئی حجاز میں بھوکا ہو۔

حافظ ابونعیم اور فخر رازی لکھتے ہیں (ان دونوں حضرات کا شمار جید علماء میں سے ہوتا ہے) جناب امیر علیہ السلام جمعتہ المبارک کے روز منبر پر رونق افروز ہوتے اور انتہائی فصاحت و بلاغت میں خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ وَفِیْ بَدَنِہٖ لِبَاسٌ مُرَقَّعٌ اور آپ کا لباس بوسیدہ تھا اور اس میں جا بجا پیوند لگے ہوئے تھے پس ابن عباس کو خیال ہوا کہ یہ لباس بہت پرانا ہے اور حضرت کو زیب نہیں دیتا امام علیہ السلام کو علم امامت سے معلوم ہوا تو آپؑ نے فرمایا یَابْنَ عَبَّاسٍ لَقَدْ رَقَّعْتُ مَرَقَّعِیْ حَتّٰی اِسْتَحْیَیْتُ مِنْ رَاقِعِھَا اے ابن عباسؓ! میں نے اپنے لباس میں اس قدر پیوند لگوائے ہیں کہ مجھے خیاط سے شرم آنے لگی اور خیاط نے کہا یا علیؑ! اب یہ لباس تبدیل کر دو اس کی بجائے کوئی اور سلوا لو پھر فرمایا مَالِعَلِیٌّ وَزِیْنَۃُ الدُّنْیَا اے ابن عباسؓ علیؑ کا زینت دنیا سے کیا کام ہے کَیْفَ اَرْضٰی بِلَذَّۃٍ یُغْنِیْ وَنِعْمَۃٍ لاَ یَبْقٰی وہ لذتیں جو فانی ہیں، وہ نعمتیں جو باقی رہنے والی نہیں ہیں علیؑ ان پر کیوں خوش ہو؟

وَکَیْفَ اَشْبَعُ وَحَوْلُ الْحِجَازِ بُطُوْنٌ غُرْیٰ اے ابن عباسؓ! میں کیونکر کھانا کھاؤں حالانکہ حجاز کے آس پاس لوگ بھوکے ہوں۔ وَکَیْفَ اَرْضٰی بِاَنْ اُسَمّٰی اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَلاَ اُشَارِکُھُمْ فِیْ خُشُوْنَۃِ الْعَیْشِ وَشَدَائِدِ الضُّرِّ وَالْبَلْوٰی آہ میں کیونکر راضی ہوں کہ میرا نام امیر المومنینؑ ہو اور مجھے سب اپنا امیر و پیشوا جانیں اور میں سختیوں میں ان کا ساتھ نہ دوں، غرض کہاں تک بیان ہو کہ مولائے کائنات کا زندگی بھر یہی وطیرہ رہا کہ آپ نے کسی کے ساتھ اچھا سلوک کیا انسانی معاشرہ میں شرافت و مروت کو فروغ دیا یہاں تک آپؑ نے ابن ملجم لعین سے بھی اچھا برتاؤ کیا حالانکہ اس شقی نے آپؑ پر قاتلانہ حملہ کیا تھا جب اس کو اسیر کر کے لایا گیا تو آپؑ نے فرمایا کہ اسے کھانا بھی کھلاؤ اور پانی بھی پلواؤ، امام علیہ

السلام کے سامنے دودھ پیش کیا گیا آپؑ نے فرمایا یہ بھی ابن ملجم کو پلا دو۔ لیکن افسوس کہ ان تمام تر مہربانیوں اور عطوفتوں کے بدلہ امت جفا کار نے کیسے کیسے مظالم ڈھائے نہر فرات سے چرند پرند' درند پانی پیتے رہے کہ ساقی حوض کوثر کے بیٹوں اور اولاد پر پانی کا ایک قطرہ تک سے بھی محروم رکھا گیا کتنے درد اور دکھ کی بات ہے کہ امام حسین علیہ السلام دن بھر عزیزوں اور ساتھیوں کے لاشے اٹھا اٹھا کر تھک چکے تھے پھر شدت کی گرمی اور تین دنوں کی مسلسل بھوک و پیاس اس کے ساتھ ساتھ تلواروں' نیزوں اور تیروں کی آپؑ کے جسم مبارک پر بارش برستی رہی مورخین لکھتے ہیں کہ وقت آخیر جناب شبیرؑ اپنے خشک ہونٹوں پر خشک زبان پھیر کر اتمام حجت کے طور پر پانی مانگتے تھے مگر سنگدل' بے رحم اور ستمگر ظالم اس سوال کا جواب تیروں اور تلواروں سے دیتے تھے۔

امام عالی مقامؑ فرما رہے کہ ظالموں میں ساقی کوثر کا فرزند ہوں کیا تم میں کوئی ایسا مسلمان نہیں ہے کہ جو مجھے ایک گھونٹ پانی کا دے دے لیکن یزیدیوں نے کہا یَاحُسَیْنُؑ لَوْکَانَ وَجْهُ الْأَرْضِ كُلُّه' مَاءً مَا اَعْطَيْنَاکَ قَطْرَةً اے حسینؑ! اگر تمام روئے زمین پانی ہو جائے تو بھی ہم آپ کو پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں دیں گے۔ وَهُوَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَلْتَفِتُ يَمِيْنًا وَشِمَالاً وَيَقُوْلُ امام علیہ السلام مایوس ہو کر دائیں اور بائیں دیکھتے تھے عزیزوں اور ساتھیوں کے لاشوں کے سوا کچھ نہیں نظر آتا تھا تو آپ ٹھنڈی سانس بھر کر کہتے تھے وَاعَطْشَاهُ وَاِمَلَّةَ نَاصِرَاهُ افسوس ہے اس پیاس اور دوستوں' ساتھیوں کی کمی پر کہ حسینؑ کس قدر مظلوم و بیکس ہے فَنَادىٰ الشِّمْرُ وَيَحْكُمْ عَجِّلُوْهُ پس شمر پکارا کہ ہلاکت ہو تم پر کہ تم کیا سن رہے ہو اور کیا کر رہے ہو امام حسینؑ کو فوراً قتل کر دو' یہ سنتے ہی سب شقی قتل امام کے لیے تیار ہو

گئے کہ سنان بن انس نے زور سے تیر مارا جس سے امام علیہ السلام گھوڑے سے گرنے والے تھے ابھی سنبھلنے ہی نہ پائے تھے خولی بن یزید نے امامؑ کے سینہ اقدس پر پوری قوت سے تیر مارا جس سے آپ گھوڑے سے گر پڑے۔

امام علیہ السلام نے بڑی مشکل سے وہ تیر نکالا اور اس خون کو اپنے چلو میں لے کر اپنے سر اور ریش مبارک کو رنگین کر دیا۔ ابن شہر آشوب نے ہلال سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں عمر سعد کے پاس کھڑا تھا کہ ایک لعین کہنے لگا کہ اے عمر سعد تجھے خوشخبری اور مبارک ہو کہ شمر نے حسینؑ کو قتل کر دیا ہے۔ یہ سن کر میں لشکر سے نکلا کہ دیکھے تو سہی کہ یہ خبر سچی ہے یا جھوٹی ہے دیکھا تو امام مظلومؑ ابھی قتل نہیں ہوئے تھے مگر آپ کا جسم زخموں سے چور چور ہو چکا ہے اور اپنا سر سجدہ میں جھکا رکھا ہے اور تھوڑی سی جان باقی ہے۔ فَوَاللّٰہِ مَارَأَیْتُ قَطُّ قَتِیْلاً مُزَمَّحًا بِدَمِہٖ أَحْسَنَ مِنْہُ وَلاَ اَنْوَرَ وَجْھًا اللہ کی قسم میں نے ایسا زخمی شخص نہیں دیکھا جو خاک و خون میں ڈوبا ہو اور اس کا چہرہ اتنا نورانی ہو جتنا حسینؑ علیہ السلام کا تھا امام مظلوم کا چہرہ اقدس چودھویں کے چاند کی مانند چمکتا دمکتا تھا میں حیرت سے دیکھ رہا تھا کہ بھلا ایسے مظلوم و غریب نور خدا کو کون شہید کر سکتا ہے۔ فَاسْتَسْقٰی فِیْ تِلْکَ الْحَالَۃِ مَاءً۔

ناگاہ امام علیہ السلام نے پانی مانگا اور فرمایا اے بے رحمو! اب تو میں جنگ کے قابل نہیں رہا ہو سکے تو مجھے ایک گھونٹ پانی کا دے دو۔ ذرا سوچو تو سہی میں کون ہوں میں ساقیِ کوثر کا فرزند ہوں؟ میرے بابا نے قاتل کو بھی کاسہ شیر عنایت کیا تھا۔ فَسَمِعْتُ رَجُلاً یَقُوْلُ لاَ تَذُوْقُ الْمَاءَ حَتّٰی تَرِدَ الْحَامِیَۃَ آہ آہ ایک شقی بولا اے حسینؑ آپ ایک قطرہ پانی نہ پاؤ گے جب تک تو آب گرم (نعوذ باللہ)

نہ پیو گے کہ آپ امیر شام کے مخالف ہیں۔ فَقَالَ اَ نَا اَرِدُ الْحَامِیَۃَ وَاَشْرَبُ مِنْ حَمِیْمِھَا امام علیہ السلام نے فرمایا اے شقی! مجھ سا شخص فرزند رسول کیا آب گرم پیئے گا؟ تیرا یہ گمان غلط ہے بَلْ اَرِدُ عَلٰی جَدِّیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَاَسْکُنُ مَعَہٗ فِیْ دَارِہٖ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُقْتَدِرٍ بلکہ میں اپنے نانا رسول خدا شفیع روز جزا کی خدمت میں جاؤں گا اور بہشت میں جہاں انبیاء اوصیاء کا مقام ہے میں اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں رہوں گا اور آب کوثر پیوں گا۔

وَاَشْکُوْا اِلَیْہِ مَارَکِبْتُمْ مِنِّیْ وَفَعَلْتُمْ لِیْ اور تمھارے جور وستم کی جناب رسول خداؐ سے شکایت کروں گا' جو تم نے مجھ پر ظلم کیے ہیں۔ فَغَضَبُوْ بِاَجْمَعِھِمْ حَتّٰی کَانَ اللّٰہُ لَمْ یَجْعَلْ فِیْ قَلْبِ اَحَدٍ مِنْھُمْ مِنَ الرَّحْمَۃِ شَیْئًا یہ سن کر سب لعین سخت غصے میں آ گئے گویا خدا نے ان کے دل میں رحم خلق نہ کیا تھا اور امام علیہ السلام پر ٹوٹ پڑے اور امام مظلوم پر حملے کرنے لگے فَاجْتَزُّوْا رَأْسَہٗ' پس اسی وقت کسی نے امام علیہ السلام کا سر اقدس قلم کر لیا اور لعین بہت خوش ہوئے اور راکب دوش رسول کا سر نوک نیزہ پر چڑھایا اور سب لشکر والوں نے اپنی نجس زبان سے خوش ہو کر نعرہ تکبیر بلند کیا۔

وَضَرَبُوْا الدُّھْلَ وَالطَّبْلَ اور ڈھول و نقارے بجانے لگے ناگاہ زمین و آسمان کے درمیان ایک آواز بلند ہوئی قُتِلَ اِبْنُ رَسُوْلِ اللّٰہِ افسوس فرزند رسول بے جرم و گناہ قتل کیا گیا اور ایک منادی نے آسمان سے ندا دی کہ قُتِلَ وَاللّٰہِ الْاِمَامُ اِبْنُ الْاِمَامُ اَخُو الْاِمَامِ خدا کی قسم قتل کیا گیا ہے امام وقت' امام کا بیٹا' امام کا بھائی' فَمِنْ اَجْلِہٖ قَطَرَتِ السَّمَاءُ دَمًا پس آسمان سے خون برسنے لگا اور آفتاب کو گہن لگا زمین کانپنے لگی وَقَدْ لَطَمَتِ الْبِحَارُ بِاَمْوَاجِھَا وَصَارَ مَاءُ الْفُرَاتِ دَمًا عَبِیْطًا اور

دریاؤں میں طغیانی آئی اور آب فرات تازہ خون کی مانند سرخ ہو گیا اور ایک سیاہ آندھی چلی کہ سب دنیا سیاہ ہو گئی اور بجلی چمکتی تھی اور صاعقہ غضب الٰہی نے گھیر لیا تھا۔ اس وقت سب اشقیاء بے اختیار رونے لگے اور اپنے اوپر لعنت کرنے لگے اور کہتے تھے خدا کی قسم ہم نے خود ہی اپنے آپ کو ہلاک کیا ہے کہ ایسے عظیم انسان کو شہید کیا اگر جناب امام زین العابدینؑ وہاں پر موجود نہ ہوتے تو عذاب الٰہی اسی وقت سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا لیکن امام سجادؑ کی وجہ سے وہ اس وقت تو بچ گئے۔ مگر بہت جلد ہر ظالم اپنے اپنے کیفر کردار کو پہنچنے لگا اور ہر شقی عبرتناک انجام سے دوچار ہوا آخرت میں تو ان کا ٹھکانا جہنم ہی ہے۔

اَلاَ لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الۡقَوۡمِ الظَّالِمِیۡنَ. ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار لعنت ہو۔

روایت نمبر
33
قصاب کا ہاتھ کا ٹنا اور جناب امیر علیہ السلام با عجاز امامت ملا دینا' جناب علی علیہ السلام اور حسنین شریفین کے لیے لباس ہائے جنت کا آنا' سید الشہداء کا جناب زینبؑ سے پرانا لباس طلب کرنا اور شہادت امام مظلومؑ خیام حسینی کا جلنا' تبرکات کا لوٹا جانا' لاشہائے شہداءؑ پر گھوڑے دوڑانا۔
مولانا عابد عسکری

فِیْ الْخَرائِجِ اِنَّ قَصَّابًا یَبِیْعُ الَّلَحْمَ مِنْ جارِیَۃِ اِنْسَانٍ وَکَانَ یَحِیْفُ عَلَیْھَا کتاب خرائج الجرائح میں منقول ہے کہ ایک گوشت فروش قصاب تھا اس کے پاس گوشت لینے کی غرض سے کسی کی نوکرانی آئی اور اس نے اس کنیز کو برا بھلا کہا اور گوشت بھی اچھا نہ دیا فَبَکَتْ وَخَرَجَتْ فَرَأَتْ عَلِیًّا عَلَیْہِ السَّلاَمُ فَشَکَتْہُ اِلَیْہِ پس وہ روتی ہوئی وہاں سے چلی اور اس نے راستہ میں حضرت علی ابن ابیطالبؑ کو دیکھا تو عرض کرنے لگی اے فریاد رس عالم مجھ پر قصاب نے ظلم کیا۔ پس دیکھئے اپنے آقا کی غریب نوازی۔

فَمَضٰی مَعَھَا نَحْوَہٗ وَدَعَاہُ اِلَی الْاِنْصَافِ فِیْ حَقِّھَا یہ سن کر آپ اس کنیز کے ہمراہ اس قصاب کی دوکان پر آئے اور فرمانے لگے اے شخص کسی کے ساتھ انصاف کرنا اچھی بات ہے اور اسے وعظ و نصیحت کرنے لگے وَیَقُوْلُ لَہٗ یَنْبَغِیْ اَنْ یَکُوْنَ الضَّعِیْفَ عِنْدَکَ بِمَنْزَلَۃِ الْقَوِیِّ فَلَا تَظْلِمِ النَّاسَ اور فرمایا اے شخص تجھے چاہیے کہ کمزور شخص بھی تیرے نزدیک قوی کی مانند ہونا چاہیے یعنی غریب امیر کا فرق نہیں ہونا چاہیے اور بندگان خدا پر ظلم نہ کر لٰکِنِ الْقَصَّابُ لَمْ یَعْرِفْ عَلِیًّا عَلَیْہِ السَّلاَمُ اور وہ شخص امام علیہ السلام کو نہ پہچانتا تھا فَوَقَعَ یَدَہٗ وَقَالَ اخْرُجْ اَیُّھَا الرَّجُلُ فَانْصَرَفَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَلَمْ یَتَکَلَّمْ بِشَیْءٍ پس قصاب نے حضرت پر ہاتھ اٹھایا اور کہا میری دوکان سے چلے جاؤ قربان جائیں امیر المومنینؑ کے حلم پر اپنی خیبر شکنی طاقت کے باوجود اس کو کچھ نہ کہا اور واپس چلے آئے۔

فَقِیْلَ لِلْقَصَّابِ ھٰذَا عَلِیُّ ابْنَ اَبِیْطَالِبٍؑ پس کسی نے اس قصاب سے کہا تو نے کیا غضب کیا اور کس پر ہاتھ اٹھایا یہ تو مولائے کائنات جناب علی ابن ابیطالبؑ تھے فَقَطَعَ یَدَہٗ وَخَرَجَ بِھَا اِلٰی اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ مُعْتَذِرًا اس شخص نے

اپنی حرکت پر بہت افسوس کیا اور اپنا ہاتھ چھری سے کاٹ کر امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور معافی مانگنے لگا کہ یا مولا! خدا کے لیے میری غلطی سے درگزر کیجئے یا امیر المومنینؑ! میں نے آپ کو پہچانا ہی نہیں تھا۔

فَدَمَا لَه‘ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَصَلَحَتْ يَدَهُ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ تو نے اپنا ہاتھ کیوں کاٹا ہے پھر آپؑ نے اس کے لئے دعائے خیر کی اور کٹا ہوا ہاتھ زخم سے ملا دیا امام علیہ السلام کے معجزہ‘ کی وجہ سے اس کا ہاتھ اسی وقت ٹھیک ہوگیا۔ افسوس کہ جسے ایک عام شخص کے ہاتھ کا کٹنا گوارا نہ ہو اور اس کے بیٹے کے ہاتھ شہادت کے بعد کاٹ دیے جائیں کتاب الخرائج میں جناب ابی جعفر طوسیؒ سے‘ اور انھوں نے ابی محمد سے انھوں نے اپنے باپ‘ سے انھوں نے امام حسن عسکریؑ سے‘ آپؑ نے اپنے آباء طاہرینؑ سے روایت کی ہے کہ جناب قنبر نے کہا۔ كُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ مَوْلاَ ىَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلٰى شَاطِىءِ الْفُرَاتِ فَنَزَعَ قَمِيْصَه‘ وَنَزَلَ اِلَى الْمَاءِ کہ میں اپنے مولا و آقا حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے ہمراہ دریائے فرات پر گیا حضرت نے کرتا اتارا اور دریا میں اتر کر نہانے لگے فَجَاءَ ت مُوْجَةٌ فَاخَذَتِ الْقَمِيْصَ پس ایک موج آئی اور امامؑ کا کرتہ دریا میں بہہ گیا امام علیہ السلام حیران ہوئے فَاِذَا بِهَاتِفٍ لَحِيْتَفُ يَا اَبَا الْحَسَنِ اُنْظُرْ يَمِيْنَكَ وَخُذْ مَاتَرٰ ى ناگاہ ایک ہاتف سے آواز آئی‘ اے ابو الحسنؑ! آپ پریشان نہ ہوں اپنی داہنی طرف دیکھو اور جو ملے لے لو فَاِذَا مِنْدِيْلٌ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَفِيْهَا قَمِيْصٌ مَطْوِيٌّ فَاخَذَه‘ وَلَبِسَه‘ پس ایک رومال سر بستہ دیکھا کہ اس میں ایک کرتہ بندھا تھا۔ حضرت نے اسے پہنا تو اس کی جیب سے ایک رقعہ نکلا اس میں یہ لکھا تھا هَدِيَّةٌ وَمِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ اِلٰى عَلِيِّ بْنِ اَبِيْطَالِبِ عَلَيْهِ السَّلَامُ یہ کرتا ہدیہ ہے

خداوند عزیز وحکیم کی جانب سے، علی ابن طالبؑ کے لیے۔

هَذَا قَمِيصُ هَارُوْنَ بْنَ عِمْرَانَ كَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنَاهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ یہ کرتا ہارون بن عمران کا ہے اسی طرح ہم دوسری قوم کو اس کا وارث بناتے ہیں۔

مومنین کرام۔ اندازہ کیجئے کہ حضرت امیر علیہ السلام کا کس قدر بلند و بالا درجہ ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک۔ اسی طرح ان کی اولاد کے لئے بھی بہشتی لباس لائے گئے۔

ابو عبداللہ نیشاپوری نے اپنی کتاب امالی میں جناب امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک عید قریب آئی اور حسنؑ و حسینؑ کے لیے کوئی نیا لباس نہ تھا بچے آخر بچے ہوتے ہیں اور ان کی معصوم خواہشیں بڑوں کو مجبور کر دیتی ہے کہ ان کے تقاضوں اور فرمائشات کو پورا کیا جائے۔

فَقَالاَ لِاُمِّهِمَا قَدْ زُيِّنَ صِبْيَانُ الْمَدِيْنَةِ اِلَّا نَحْنُ فَمَالِكَ لَا تُزَيِّنَنَّا ان دونوں صاحبزادوں نے اپنی والدہ ماجدہ جناب فاطمہ زہراؑ سے عرض کیا! ماں جان مدینہ کے بچوں نے طرح طرح کے رنگ برنگے خوبصورت کپڑے پہن رکھے ہوں گے اور ہم نے ابھی تک نئے کپڑے تیار نہیں کیے آپ بھی ہمارے لیے نئے کپڑوں کا اہتمام کریں۔ جناب سیدہؑ نے مصلحت کے طور پر فرمایا کہ اے ہمارے نور نظر تمھارا لباس درزی کے پاس ہے وہ لے آیا تو تمہیں ضرور پہناؤں گی۔

جب شب عید ہوئی تو حسنین شریفین نے پھر عرض کیا فَبَكَتْ وَرَحِمَتْهُمَا وَقَالَتْ لَهُمَا مَاقَالَتْ فِى الْاُوْلٰى فَرَدَّ عَلَيْهَا پس جناب فاطمہؑ اپنی ناداری پر بہت روئیں اور حسنینؑ کی حالت پر بہت رحم کھایا اور پھر وہی فرمایا کہ آپ کا لباس درزی کے پاس ہے وہ لے آیا تو میں تمھیں ضرور پہناؤں گی۔ حسنین شریفینؑ بار بار اصرار کرنے لگے کہ ہمیں ابھی اور اس وقت نئے کپڑے چاہیں۔ جناب سیدہؑ بہت

پریشان تھیں کہ میرے پاس تو کچھ نہیں ہے کہ ان کے کپڑے خرید سکوں اور میں نے ان کا دل بہلانے کے لیے ان سے کپڑوں کا وعدہ کر لیا ہے۔ ابھی آپ سوچ رہی تھیں۔ فَلَمَّا اَخَذَ الظَّلاَ مُ قَرَعَ الْبَابَ قَارِعٌ جب شب تاریک ہوئی کسی نے دروازے کی زنجیر ہلائی فَقَالَتْ فَاطِمَةُ مَنْ هٰذَا پس جناب فاطمہؑ بولیں کہ آپ کون ہیں؟ قَالَ يَا فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَنَا الْخَيَّاطُ جِئْتُ بِالثِّيَابِ وہ بولا اے دختر رسولؐ میں درزی ہوں، آپ کے صاحبزادوں کے لیے کپڑے لے کر آیا ہوں یہ سن کر بی بی بہت خوش ہوئیں۔ فَفَتَحَتِ الْبَابَ فَنَاوَلَهَا مِنْدِيلاً مَشْدُوْدًا وَانْصَرَفَ پس حضرت فاطمہؑ نے دروازہ کھولا تو اس شخص نے ایک رومال بستہ دیا اور چلا گیا بی بی نے اسے کھولا فَاِذَا فِيْهِ قَمِيْصَانِ وَدُرَّا عَتَانِ وَسَرَاوِيْلاَنِ وَرِدَانَ وَعِمَامَتَانِ وخُفَّانِ اَسْوَدَانِ اس میں دو کرتے تھے اور دو ریشمی کپڑے، دو پائجامے، دو ردائیں اور دو عمامے اور دو سیاہ موزے تھے۔ جناب سیدہؑ اس قدر خوش ہوئیں کہ حسنینؑ کو جگا دیا اور فرمایا اے میرے پیاروں! درزی تمھارے لیے کپڑے لایا ہے۔

جب صبح ہوئی بی بی نے اپنے ان دونوں بچوں کو نئے کپڑے پہنائے اور انھیں سجایا سنوارا۔ وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَهُمَا مُزَيَّنَانِ فَحَمَلَهُمَا وَقَبَّلَهُمَا جناب رسولؐ خدا اپنی پیاری بیٹی کے گھر تشریف لائے تو اپنے نواسوں کو نئے اور خوبصورت کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور انھیں کاندھے پر اٹھایا اور پیار کیا۔ پھر فرمایا بیٹی آپ نے درزی دیکھا ہے جناب سیدہ نے عرض کی جی ہاں بابا میں نے اسے دیکھا ہے۔ قَالَ يَابُنِيَّةُ مَاهُوَ خَيَّاطٌ اِنَّمَا هُوَ رِضْوَانُ خَازِنُ الْجَنَّةِ.

فرمایا اے بیٹی وہ درزی نہ تھا بلکہ وہ رضوان خزینہ دار بہشت تھا۔ جناب سیدہ نے عرض کی بابا آپ کو کس نے خبر دی ہے، آنحضرتؐ نے فرمایا وہ ہمیں اطلاع

دے کر آسمان پر گیا تھا

مومنین کرام!

اندازہ کیجئے جناب سیدہؑ عید کی رات بچوں کے نئے کپڑے نہ ہونے کی وجہ سے اس قدر روئیں آہ..... اس وقت آپؑ کہاں تھیں جب وہی حسینؑ اپنے چھ مہینے کے بچے کی شہادت کے بعد اشکبار آنکھوں، زخمی جسم اور انتہائی پریشان کن حالت میں اپنی پیاری بہن زینبؑ سے پرانا لباس طلب کرتے ہوئے فرماتے تھے۔ **يَا اُخْتَاهُ اِيْتِيْنِيْ بِثَوْبٍ عَتِيْقٍ لاَ يَرْغَبُ فِيْهِ اَحَدٌ مِنَ الْقَوْمِ** اے بہن زینبؑ! اے غمخوار برادر مجھے ایک پرانا اور پھٹا ہوا لباس لا دو کہ اس میں کوئی ظالم رغبت نہ کر سکے۔ **اَجْعَلُهُ تَحْتَ ثِيَابِىْ لِئَلاَّ اُجَرَّدُ بَعْدَ قَتْلِىْ** اے بہن! میں اسے زیر لباس پہنوں گا تاکہ میری شہادت کے بعد جب میرا اسباب لوٹیں تو میری لاش کو بے لباس نہ کریں اس وقت جناب فاطمہؑ اپنے پیارے بیٹے کو اس حال میں دیکھتیں تو ان پر کیا کیا گزرتی۔

فَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُ النِّسَاءِ بِالْبُكَاءِ وَالنَّحِيْبِ یہ سن کر تمام اہلبیتؑ رونے لگے اور آواز گریہ و زاری بلند ہوئی، جناب امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اے اہلبیت رسالتؑ! اس قدر بیقرار نہ ہوں اور ہر حال میں صبر کریں۔ **رِضًا بِقَضَاءِ اللّٰهِ وَتَسْلِيْمًا لِاَمْرِهٖ** کہتی رہو کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہیں **ثُمَّ اُوْتِىَ لَهٗ بِثَوْبٍ فَخَرَقَهٗ وَفَزَّقَهٗ مِنْ اَطْرَافِهٖ وَجَعَلَهٗ تَحْتَ ثِيَابِهٖ** پھر جناب زینبؑ ایک پرانا لباس امام علیہ السلام کے پاس لے آئیں امام عالی مقام نے وہ لباس جگہ جگہ سے پارہ پارہ کر کے دوسرے خیمے میں جا کر دوسرے لباس کے نیچے یہ پرانا لباس زیب تن کیا آپ نے یہ کام اس لیے کیا تاکہ ان کی شہادت کے بعد غاصب یزیدی

آپ کا لباس اتار کر نہ لے جائیں اور آپؑ کے جسد مبارک کی بے حرمتی نہ ہو۔

مگر افسوس صد افسوس' آپؑ کی شہادت کے بعد وہ پرانا اور پھٹا ہوا لباس بھی اتار لیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر خاک شفاء کے ذریعہ پردہ کا خاص اہتمام فرمایا دوسرے لفظوں میں امام علیہ السلام کا جسم پاک دوسروں کو لباس میں نظر آتا تھا ثُمَّ اَقْبَلُوْا عَلٰی سَلْبِ الْحُسَیْنِ پھر وہ ظالم امام علیہ السلام کے اسباب لوٹنے میں مشغول ہو گئے۔

اَخَذَ قَطِیْفَةً لَه' كَانَتْ مِنْ خَزٍّ قَيْسُ بْنُ الْاَشْعَثِ امام عالی مقامؑ کی یمنی چادر قیس ابن اشعث ملعون لوٹ کر لے گیا اس ملعون نے بھی امام علیہ السلام کو خط لکھا تھا کہ آپ کوفہ تشریف لے آئیں ہم آپ کی ہر طرح سے مدد کریں گے اور اسود بن حنظلہ نے امام علیہ السلام کی تلوار لے لی۔ وَاَخَذَ نَعْلَيْهِ الْاَسْوَدُا بْنُ خَالِدٍ اور آپ کی نعلین مبارک اسود ابن خالد اتار کر لے گیا۔ وَاَخَذَ دِرْعَه' مَالِكُ ابْنُ بِشْرِ الْكِنْدِیْ اور ذِرّہ جسم اقدس سے مالک ابن بشر الکندی نے اتار لی۔ وَاَخَذَ عِمَامَتَه' اَخنَسُ ابْنُ مُرْثَدٍ وَقِيْلَ مَالِكٌ فِیْ حِيَاتِهٖ اور امام علیہ السلام کا عمامہ شریف اخنس بن مرثد نے سر سے اتار لیا اور ایک روایت ہے کہ مالک ابن بشیر لعین نے امامؑ کی شہادت سے پہلے عمامہ اتار لیا تھا میں کیا بتاؤں اور کس زبان سے بیان کروں کہ ان ظالموں نے امام مظلوم پر کیسے کیسے مظالم ڈھائے کہ جب ہمارے آقا و مولا امام حسینؑ سنان ابن انس کے نیزہ لگنے سے زمین پر گرے تو خون میں تڑپ رہے تھے اور چاروں طرف سے تلواریں آپ کے جسم اقدس پر پڑتی تھیں اسی حال میں فَجَاءَ الْمَالِكُ فَضَرَبَ اللَّطْمَةَ وَاَخَذَ الْعِمَامَةَ عَنْ رَأْسِهٖ مالک ابن بشر ملعون نے آپؑ کے چہرہ اقدس کے ساتھ بے ادبی کی اور آپ کے سر سے عمامہ

اتار لیا کوئی ایسا ظلم نہ رہا جو ان ظالموں نے امام مظلوم پر نہ کیا ہو۔ وَاَخَذَ قَمِیْصَهٗ اِسْحَاقُ لَعَنَهُ اللّٰهُ وہ پرانا لباس جو تیروں اور تلواروں کے حملوں کی وجہ سے اور بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا اسحاق لعین نے اتار لیا۔

منقول ہے کہ اس شقی نے اس کرتے پر ایک سو کئی نشان پائے لیکن پھر بھی اس نے وہ لباس اتار لیا کربلا کی تپتی ہوئی ریت پر حیدر کرارؑ کا بیٹا یوں پڑا رہا پھر بجدل ابن سلیم آیا اس نے آپ کے ہاتھ سے انگوٹھی اتارنا چاہی لیکن وہ نہ اتار سکا اس کے بعد اس ظالم نے امام مظلوم کی انگلی کاٹ لی ثُمَّ نَادٰی عُمَرُ ابْنُ سَعْدٍ فِیْ اَصْحَابِهٖ مَنْ یَنْتَدِبُ الْحُسَیْنَؑ فَیُوْطِیِ الْخَیْلَ ظَهْرَهٗ پھر عمر سعد نے اپنے ساتھیوں کو پکار کر کہا قتل حسینؑ پر اس کی ساری خواہشیں پوری ہو گئی ہیں، باقی ایک خواہش رہ گئی ہے وہ یہ کہ لاش امام پر ابھی گھوڑے دوڑانا باقی ہے، تم میں سے کون ہے جو ابن زیاد کو خوش کرے اور امام حسینؑ کی سر بریدہ لاش پر گھوڑے دوڑائے۔

اس ملعون کی بات سن کر دس شقی لشکر سے نکل کر باہر آئے۔ ان ملعونوں کے نام ہیں۔ ۱۔ اسحاق ابن جویریہ ۲۔ اخنس بن مرتد۔ ۳۔ حکم بن طفیل۔ ۴۔ عمر ابن صبیح صیداوی۔ ۵۔ رجا ابن منقذ۔ ۶۔ سالم بن خثیمہ۔ ۷۔ صالح ابن وہب۔ ۸۔ واعظ ابن ناعم۔ ۹۔ ہانی ابن ثبیت۔ ۱۰۔ اسید ابن مالک۔ (خدا ان پر لعنت کرے)

روایت ہے کہ جب جناب زینبؑ نے یہ سنا صَاحَتْ وَبَکَتْ وَلَطَمَتْ وَجْهَهَا بے اختیار اور بے قرار ہو کر دھاڑیں مار کر رونے لگیں اور مدینہ کی طرف منہ کر کے کہتی تھیں نانا جان ذرا اپنے لخت جگر حسینؑ کی حالت کو بھی دیکھئے کہ انھیں کس کس ظلم و ستم کے ساتھ شہید کیا ہے۔ ثُمَّ اَرَادُوْا اَنْ یُوْطُوْا الْخَیْلَ عَلٰی جُثَّتِهٖ اس ظلم کے باوجود وہ ظالم چاہتے ہیں کہ امام مظلوم کی لاش پر گھوڑے دوڑائیں اور کبھی بیبیاں

ان ظالموں سے مخاطب ہو کر فرماتی تھیں کہ اے ظالمو! تم میں ایسا کوئی نہیں ہے جو میرے بھائی کو بچائے اس مظلومہ کی فریاد کو کون سنتا تھا؟ پس ان ظالموں نے لاش امام پر گھوڑے دوڑا دیے اور امام علیہ السلام کے جسم مبارک کو گھوڑے کے سموں سے پامال کر دیا حَتّٰی رَضُّوْا ظَهْرَهٗ وَصَدْرَهٗ یہاں تک آپؑ کے سینہ و پشت ریزہ ریزہ ہو گئے۔ کہاں تھیں جناب فاطمہ زہراؑ کہ وہ تو عید کے موقعہ پر بچوں کے لباس کی تاخیر سے پریشان ہو گئی تھیں۔ پس کیا حال ہوتا اس معظّمہ بی بی کا اگر اس وقت دیکھتیں اپنے حسینؑ کو جلتی ریت پر ان کی لاش اقدس بغیر سر کے پڑی ہوئی تھی اور اس پر گھوڑے دڑائے گئے تھے راوی کہتا ہے کہ جب وہ شقی کوفہ میں ابن زیاد کے پاس آ کر رکے تو اس نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو! وہ شقی بولے کہ ہم وہ ہیں کہ جنھوں نے حسینؑ کی لاش پر گھوڑے دڑائے ہیں حَتّٰی طُحِنَ جَنَاجِنُ صَدْرِهٖ یہاں تک حسینؑ کے سینہ کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں یہ سن کر ابن زیاد نے ان ظالموں کو کوئی اہمیت نہ دی اور معمولی سا انعام دیا مشہور مورخ عمرو بن زاہد کہتا ہے کہ میں نے ان دس ظالموں کے حسب ونسب کی تحقیق تو پتہ چلا کہ وہ سب ولد الحرام تھے۔ جب جناب مختار ثقفیؒ نے انقلاب برپا کیا۔ فَشَدَّ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ بِسَكِّ الْحَدِيْدِ وَاَوْطَى الْخُيُوْلَ ظُهُوْرَهُمْ حَتّٰی هَلَكُوْا تو انھوں نے ان بدبختوں کے ہاتھ پاؤں باندھ کر ان کو الٹا یا لٹکوایا اور ان کے ہاتھوں پاؤں میں لوہے کی کیلیں ٹھکوائیں اور ان ظالموں پر گھوڑے دڑائے یہاں تک کہ وہ واصل جہنم ہوئے۔ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ عَلٰى مَنْ ظَلَمَ اٰلِ مُحَمَّدٍ

روایت نمبر
34
عاشورہ کے دن ملائکہ کی کربلا میں آمد، حشر کے روز غم حسینؑ میں بہنے والے آنسو قیمتی ترین موتیوں میں بدل جائیں گے، حضرت محمد مصطفیٰؐ کے سامنے امام حسینؑ کا گھوڑے پر سوار ہونا، امام عالی مقامؑ کی شہادت کے بعد ذوالجناح کا در خیام پر آنا اور شہادت امام کی خبر دینا۔
مولانا عابد عسکری

عَنِ الصَّادِقِ ؑ اَنَّہٗ قَالَ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْعَاشِرِ مِنَ الْمُحَرَّمِ تَنَزَّلُ الْمَلائِکَۃُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَعَ کُلِّ وَاحِدٍ مِنھُمْ قَارُوْرَۃٌ عَنَ الْبُلُوْرِ الْاَبْیَضِ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب روز عاشور ہوتا ہے تو ملائکہ آسمان سے نازل ہوتے ہیں اور ہر فرشتہ کے پاس ایک بلور؟ سفید کا شیشہ ہوتا ہے۔ فَیَذُوْدُوْنَ فِیْ کُلِّ بَیْتٍ وَمَجْلِسٍ یَبْکُوْنَ فِیْہِ عَلٰی الْحُسَیْنِ ؑ اور وہ فرشتے ہر ایک گھر اور ہر ایک مجلس میں جاتے ہیں جہاں مومنین مصائب حسین ؑ پر آنسو بہاتے ہیں۔ فَیَجْتَمِعُوْنَ دُمُوْعَھُمْ فِیْ تِلْکَ الْقَارُوْرَۃِ پس وہ ان کے آنسو ان شیشوں میں جمع کرتے ہیں۔ فَاِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ فَتَلْتَھِبُ نَارُ جَھَنَّمَ فَیَضْرِبُوْنَ مِنْ تِلْکَ الدُّمُوْعِ بِقَطْرَۃٍ عَلٰی النَّارِ جب روز قیامت ہوگا اور آتش جہنم شعلہ ور ہوگی تو وہ فرشتے ان آنسوؤں میں سے ایک قطرہ آگ میں ڈالیں گے تو آتش جہنم ساٹھ ہزار فرسخ امام حسین ؑ پر رونے والوں سے دور چلی جائے گی۔

جناب کلینیؒ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ ؑ نے فرمایا جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو عرصہ محشر میں جمع کرے گا تو سب سے پہلے آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ ؐ کی امت سے حساب لیا جائے گا فَکَانَ الرِّجَالُ مِنْ اُمَّتِہٖ لَیْسَ فِیْ صُحُفِھِمْ خَیْرٌ پس بہت سے اشخاص ایسے ہوں گے ان کے نامہ اعمال نیکیوں سے خالی ہوں گے فَیَقُوْلُ الْمَلَائِکَۃُ یَارَبِّ مَاتَاْمُرُنَا لِھٰؤُلَاءِ.

پس ملائکہ بارگاہ الٰہی میں عرض کریں گے یَا اَحْکَمَ الْحَاکِمِیْنَ ان گناہگاروں کے بارے میں جو حکم ہو ہم بجا لے آتے ہیں' اللہ تعالیٰ حکم فرمائے گا کہ انھیں آتش جہنم کی طرف لے جاؤ جب ملائکہ ان کو جہنم کی طرف لے چلیں گے تو

خداوند کریم پھر ارشاد فرمائے گا کہ ان کو واپس لے آؤ' مجھے ان پر رحم آ رہا ہے اس لیے کہ یہ میرے حبیبؐ کے فرزند سے محبت رکھتے ہیں۔

دنیا وہ موتی جو ان کے صدفِ رحمت میں ہماری امانت ہیں وہ ان کو دے دو ان کو آدمؑ اور انبیاء مرسلین کے پاس لے جاؤ اور کہو کہ ان موتیوں کو پہچانو اور ان کی قیمت مقرر کرو کہ ہم ان کے خریدار ہیں پس وہ فرشتے ان کو لے کر حضرت آدمؑ کے پاس آئیں گے اس طرح حضرت نوح حضرت ابراہیمؑ کے پاس وہ موتی لائے جائیں گے۔ ہر نبی یہی کہے گا کہ بارالٰہا یہ موتی اتنے قیمتی ہیں کہ ان کی قیمت تیری ذات اقدس کے سوا کوئی بھی مقرر نہیں کر سکتا۔ فَقَالَ يَا مَلاَ ئِكَتِيْ اِئْتُوْنِيْ بِمُحَمَّدٍ وَعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ ارشاد خداوندی ہو گا کہ اے ملائکہ تم ہمارے حبیب خاص حضرت محمد مصطفیٰؐ اور علی مرتضیٰؑ، فاطمہ زہراؑ لے آؤ' جب یہ ہستیاں آئیں گی جناب رسول اکرمؐ اور جناب علی مرتضیٰؑ کے سرہائے مقدس پر تاجِ شفاعت رکھے ہوں گے اور اس تاج کے پانچ گوشے ہوں گے اور ہر گوشے میں سرخ یاقوت نصب ہو گا اور بہشتی لباس زیب تن کیے ہو گا اور جنت کی اعلیٰ ترین سواری پر سوار ہوں گے اور جناب فاطمہؑ ناقہ جنت پر سوار ہوں گی اور کئی ہزار فرشتے ان کی سواریوں کے آگے آگے آ رہے ہوں گے ان ہستیوں کے نور جمال سے تمام صحرائے قیامت روشن ہو جائے گا اور اتر کر کھڑے ہوں گے۔

فَقَالَ اللّٰهُ لَهُمْ اَتَعْرِفُوْنَ هٰذِهِ اللَّالِيْ ارشاد قدرت ہو گا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اے علیؑ و فاطمہؑ! کیا آپ ان موتیوں کو پہچانتے ہو اور انھیں پہچانو اور ان کی قیمت مقرر کرو کہ میں ان کا خریدار ہوں پس وہ بزرگوار ان موتیوں کو دیکھیں گے تو ایسا بے اختیار روئیں گے کہ ان کے رونے سے تمام اہل محشر رونے لگیں گے۔

اور عرض کریں گے اے پروردگار عالم یہ تو وہ آنسو ہیں کہ جو ہمارے حسینؑ کے غم میں بہائے گئے ہیں اور تو نے انھیں اپنی صدف رحمت میں محفوظ کر رکھا ہے' اے رحیم ان کی قیمت یہ ہے اِنْ تَغْفِرَلَهُمْ ذُنُوْبَهُمْ وَتُسَكِّنَهُمْ فِي الْجَنَّةِ مَعَنَا ان کے گناہ بخش دے اور ان کو ہمارے نزدیک بہشت میں جگہ عطا فرما' ارشاد خداوندی ہو گا کہ میں نے ان کی شفاعت قبول کی ہے۔

لیکن میں اپنے وعدہ کے مطابق حسینؑ کے رونے والوں کو ان کے سامنے بخشوں گا اور ان کے حوالے کروں گا پس وہ اپنے عزاداروں کو خود ہی جنت میں لے جائیں۔ ناگاہ اس وقت جناب سید الشہداء شہداء کربلا کے ہمراہ حشر میں تشریف لے آئیں گے اور بعض روایات میں ہے کہ آپ اپنا سر اقدس ہاتھ میں لیے زیر عرش آ کر عرض کریں گے رَبِّ اِشْفَعْنِيْ مَنْ بَكٰى عَلٰى مُصِيْبَتِيْ اے میرے پروردگار میری خاطر اسے بخش دے جو میری مصیبت پر رویا ہے۔ اے حسینؑ میں نے ان کو بخش دیا ہے اور ان کو آپ کے حوالے کیا ہے' ان کو بہشت میں اپنے ساتھ لے جاؤ پس جناب امام حسینؑ بہت خوش ہوں گے اور اپنے غلاموں کو لے کر بہشت میں داخل ہوں گے۔

خوش نصیب ہے وہ شخص جو امام حسینؑ اور کربلا والوں کے مصائب پر گریہ کرے۔ نُقِلَ اَنَّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ فَرَسًا فَاِذَا جَاءَ بَيْنَ يَدَيِ الْحُسَيْنِ فَيَنْظُرُ اِلَيْهِ نَظَرًا مَلِيًّا۔ چنانچہ منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا کے پاس ایک گھوڑا تھا وہ جس وقت امام حسینؑ کے سامنے آتا تھا تو آپ اسے محبت بھری نگاہوں سے دیکھتے تھے۔ وعَيْنَاهُ تَمْتَلِيَانِ بِهٖ دُمُوْعًا اور ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آتے تھے۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ذَاتَ يَوْمٍ اَتَرْكَبُ عَلَيْهِ جناب رسالتمابؐ نے فرمایا اے حسینؑ ! تو

کیوں اس قدر اسے غور سے دیکھتا ہے' اے نور نظر تو اس کو پسند کرتا ہے آیا تیرا جی چاہتا ہے کہ اس پر سوار ہو قَالَ نَعَمْ جناب امام حسینؑ نے عرض کی نانا جان میں آپ کے اس گھوڑے کو بہت پسند کرتا ہوں اور میرا اس پر سوار ہونے کو جی چاہتا ہے اس وقت جناب امام حسینؑ کی عمر چھ برس کی تھی۔ فَطَلَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ الْفَرَسَ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا اس گھوڑے کو لاؤ ثُمَّ جَاءَ وَجَلَسَ وَوَضَعَ يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ عَلَى الْاَرْضِ یہ سن کر وہ گھوڑا آہستہ آہستہ امام مظلوم کے پاس آیا اور زمین پر بیٹھ گیا اور اپنے ہاتھ پاؤں زمین پر پھیلا دیے گویا وہ بھی مشتاق تھا کہ دلبر زہراءؑ میری پشت پر سوار ہو فَرَكِبَ عَلَيْهِ الْحُسَيْنُ پس جناب امام حسینؑ سوار ہوئے وہ گھوڑا کھڑا ہو گیا سب اصحاب نہایت خوش ہوئے۔

ثُمَّ بَكٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ بُكَاءً شَدِيْدًا حَتّٰى بَكَتْ لِحَيَتُهٗ بِالدُّمُوْعِ یہ دیکھ کر وہاں پر موجود سب لوگ خوش ہوئے لیکن جناب رسولؐ خدا کچھ یاد کر کے بیساختہ رونے لگے اور اس شدت سے روئے کہ تمام ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَايُبْكِيْكَ صحابہ کرام یہ دیکھ کر حیران ہوئے اور پوچھنے لگے يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اس وقت آپ کے رونے کی وجہ کیا ہے؟ یہ تو خوش ہونے کا مقام ہے کہ آپ کے لخت جگر حسینؑ نے گھڑسواری کا آغاز کیا ہے فَقَالَ اَبْكِيْ لِلْحُسَيْنِ امام علیہ السلام روکر بولے مجھے آنے والا ایک وقت رلا رہا ہے کہ جب میرا ہی بیٹا بے یار و مددگار ہوگا اور دشمنان دین میرے اس پیارے بیٹے پر ظلم کر رہے ہوں گے كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِنَّ ابْنِيْ الْحُسَيْنَ بَعْدَ مَااَصَابَ عَلٰى جَسَدِهٖ جراحاتٌ كَثِيْرَةٌ كَادَ اَنْ يَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ فَعِنْدَ ذٰلِكَ جَلَسَ الْفَرَسُ میں دیکھ رہا ہوں کہ عزیز و انصار کی شہادت کے بعد میرا یہ فرزند حسینؑ تو تنہا بھوکا پیاسا

ظالموں میں فریاد کر رہا ہے اور ہر طرف سے تیر و نیزے چل رہے ہیں اور اس کے جسم نازنین پر تلواریں پڑ رہی ہیں یہاں تک یہ چور چور ہو کر چاہتا ہے کہ زمین پر بیٹھے اس وقت یہ گھوڑا اس طرح بیٹھ گیا ہے جیسا کہ آپ لوگوں نے دیکھا ہے **فَعِنْدَ ذٰلِکَ بَکَی الْحَاضِرُوْنَ بُکَاءً شَدِیْدًا** یہ سن کر تمام حاضرین رونے لگے۔ راوی کہتا ہے کہ جب وہ وقت آیا کہ جس کو سوچ کر رسول خداؐ رو رہے تھے اور جناب امام حسینؑ گھوڑے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگاہ ایک شقی نے اس زور سے نیزہ مارا کہ قریب تھا کہ گھوڑے سے گریں مگر آپ سنبھل گئے گھوڑے نے جب اپنے شہسوار کی یہ حالت دیکھی تو وہ بہت رویا اور اپنے ہاتھ اور پاؤں زمین پر پھیلا کر بیٹھ گیا امام علیہ السلام زین سے زمین پر تشریف لائے۔ **ذَکَرَ اَبُوْ مِخْنَفٍ وَغَیْرُہٗ فَبَقِیَ الْحُسَیْنَ مَکْبُوْبًا عَلَی الْاَرْضِ الرَّمْضَاءَ ثَلٰثَۃَ سَاعَاتٍ** ابومخنف نے ذکر کیا ہے کہ جب حضرت زمین پر تشریف لائے تو تین گھنٹوں تک منہ کے بل گرم زمین کے سنگریزوں پر پڑے رہے اور سر اقدس پر بے شمار زخم تھے جس کی وجہ سے آپؑ اپنا سر زمین سے نہ اٹھا سکتے تھے بلکہ کبھی بے ہوش ہو جاتے تھے جب طبیعت سنبھلتی تھی تو نحیف آواز سے فرماتے تھے **وَیْلٌ لَکُمْ قَتَلْتُمْ اَنْصَارَنَا وَاَقْرِبَائِنَا عَلَی الظَّلْمَاءِ فَارَدْتُمْ اَنْ تَقْتُلُوْنِیْ** افسوس ہے تم پر تم نے پیاسا قتل کیا میرے ساتھیوں اور عزیزوں کو اب میرے قتل کا ارادہ کرتے ہو لیکن اے ظالمو! میں بہت پیاسا ہوں مجھے تھوڑا سا پانی دے دو پھر تمہارا جو جی چاہے ویسے کرنا۔

راوی کہتا ہے اس وقت امام مظلوم کا حال یہ تھا دونوں ہونٹ خشک ہو گئے تھے اور بار بار اپنی زبان مبارک اپنے خشک ہونٹوں پر پھیرتے تھے اور فرماتے تھے افسوس میں بہت پیاسا ہوں تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے کہ مجھے اس شدت تشنگی میں

پانی پلائے، تم نہیں جانتے کہ میرے بابا ساقی کوثر ہیں، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ عَسْكَرِ عُمَرَ ابْنِ سَعْدٍ يَا حُسَيْنُ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ وَاللّٰهِ لَا اَذُقْتُ مِنْهُ قَطْرَةً حَتّٰى تَذُوْقَ الْمَوْتَ امام علیہ السلام کے جواب میں لشکر عمر سعد میں سے ایک شقی بولا اے حسینؑ بہت دشوار ہے بہت دشوار ہے کہ ہم آپؑ کو پانی دیں، خدا کی قسم ایک پانی کا قطرہ نہیں دیں گے یہاں تک کہ آپ پیاسے مر جائیں۔

فَنَادٰى عُمَرُ ابْنُ سَعْدٍ فِيْ اَصْحَابِهٖ عَجِّلُوْهُ عَلَيْهِ وَاقْتُلُوْهُ یہ حال دیکھ کر عمر سعد لعین اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ ہلاکت ہو تم پر کہ فرزند زہراؑ کے قتل میں جلدی کرو فَابْتَدَأَ بِقَتْلِهٖ سَبْعُوْنَ رَجُلًا كُلٌّ مِنْهُمْ يَتَبَادَرُ عَلٰى جَزِّ رَأْسِهٖ اس شقی کا حکم سن کر ستر ملعون دوڑے اور ہر ایک چاہتا تھا کہ وہ سب سے پہلے امام مظلوم کا سر قلم کرے آخر کار امام علیہ السلام کو شہید کر دیا گیا۔

راوی کہتا ہے کہ جب وہ لعین وہاں سے ہٹے تو امام علیہ السلام کا ذوالجناح ادھر ادھر پھر رہا تھا اور چکر کاٹ رہا تھا عمر بولا اس گھوڑے کو پکڑ کر لے آؤ کہ یہ رسول خدا کی سواری ہے۔ جب وہ شقی اس گھوڑے کو پکڑنے کو آتے تھے۔ فَجَعَلَ يَرْفُسُ بِرِجْلَيْهِ وَيَكْدُمُ بِفَمِهٖ وہ گھوڑا کسی کو لاتوں سے مارتا تھا اور کسی کو منہ سے مارتا تھا یہاں تک کہ اس گھوڑے نے ایک کثیر تعداد کو قتل کیا عمر سعد بولا ہٹ جاؤ میں دیکھتا ہوں کہ یہ گھوڑا کرتا کیا ہے؟ فَلَمَّا مِنْ جَعَلَ يَتَخَطَّى الْقَتْلٰى يَطْلُبُ الْحُسَيْنَ جب گھوڑے نے امن محسوس کیا تو وہ ایک ایک لاش کو سونگھتا تھا اور امام مظلوم کی لاش کو تلاش کرتا تھا جونہی اس نے امام علیہ السلام کے قدموں پر منہ رکھا تو وہ پہچان گیا کہ یہی اس کے آقا و مولا ہیں۔ فَجَعَلَ يَشُمُّ رَائِحَتَهٗ وَيُقَبِّلُهٗ بِفَمِهٖ وہ کبھی آپ کے قدموں کے بوسے لیتا اور کبھی وہ آپ کے قدموں کی خوشبو سونگھتا تھا

وَيُمَرِّغُ نَاصِيَتَه' عَلَيْهِ اور وہ اپنی پیشانی کو آپ کے پاؤں پر ملتا تھا وَهُوَ مَعَ ذٰلِكَ يَصْهَلُ وَيَبْكِيْ بُكَاءَ الثَّكْلٰى اور درد بھری آوازیں نکالتا اور آنسو بہاتا تھا اس کی حالت ایسی تھی کہ کسی عورت کا جوان بیٹا مرگیا ہو اور وہ دنیا سے بے خبر ہو کر بین کرتی ہے' گھوڑے کی یہ کیفیت دیکھ کر تمام لوگ تعجب کرتے تھے۔

فَوَضَعَ نَاصِيَتَه' فِيْ دَمِ الْحُسَيْنِ ثُمَّ اَقْبَلَ يَرْكُضُ نَحْوَ خَيْمَةِ النِّسَاءِ وَهُوَ يَصْهَلُ پھر وہ اپنی پیشانی کو خون امام سے رنگین کر کے فریادیوں کی مانند خیام حسینی کی طرف روانہ ہوا تاکہ دخترانِ زہراؑ کو خبر کرے' چنانچہ وہ بلند آواز سے درد بھری آوازیں نکالتا تھا راوی کہتا ہے' جب گھوڑے کی آواز جناب زینبؑ کے کانوں پر پڑی تو سکینہؑ سے فرمایا هٰذَا فَرَسُ اَخِيْ قَدْ اَقْبَلَ لَعَلَّ مَعَه' شَيْئًا مِنَ الْمَاءِ اے سکینہؑ یہ گھوڑا تو میرے بھائی حسینؑ کا لگتا ہے شاید درخیمہ پر میرے بھائی حسینؑ آئے ہیں یقین ہے کہ تیرے لیے پانی لائے ہوں گے' پس جناب سکینہؑ جلدی سے درخیمہ پر آئیں تاکہ اپنے بابا کی زیارت کریں آہ آہُ فَلَمَّا نَظَرَتْهَا فَاِذَا هِيَ عَارِيَةٌ مِنْ رَاكِبِهَا وَالسَّرْجُ خَالٍ مِنْهُ جب جناب سکینہؑ نے درخیمہ پر آ کر دیکھا کہ گھوڑے کی پیشانی خون سے تر ہے اور اس کی زین خالی ہے' باگیں کٹی ہوئی ہیں' گھوڑے کی اس کیفیت کو دیکھ کر سکینہؑ نے مقنعہ سر سے پھینک دیا اور رو کر بآواز بلند کہا۔ يَاعَمَّتِيْ قُتِلَ وَاللّٰهِ اَبِيْ اے پھوپھی اماں میرے بابا حسینؑ شہید ہو گئے ہیں۔

آہ جناب زینبؑ نے یہ آواز سن کر ایک چیخ ماری پھر تو سب بچوں اور بیبیوں نے ماتم کرنا اور رونا شروع کر دیا گھوڑے کے پاس آ کر رونے لگیں۔ جناب ام کلثومؑ اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر فریاد بلند کرتی تھیں۔ وَامُحَمَّدَاهُ وَاعَلِيَّاهُ وَاحَسَنَاهُ اور کہتی تھی يَاجَدَّاهُ هٰذَا حُسَيْنٌ صَرِيْعٌ بِكَرْبَلَا اے نانا! یہ

آپ کا پیارا نواسا حسینؑ ہے، جن کو آپ اپنے کندھے پر بٹھاتے تھے ظالموں نے اس کے جسم کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے اور اس کا سر تن سے جدا کر دیا ہے مَجْزُوْزُ الرَّاسِ مِنَ الْقَفَا مَسْلُوْبُ الْعِمَامَةِ وَالرِّدَاءِ کہ اس پیاسے کا سر گردن سے جدا کیا ہے اور ان کے سر سے عمامہ اور دوش مبارک سے عبا اتار لی ہے۔ ثُمَّ غَشِیَ عَلَیْهَا جناب ام کلثومؑ اتنا روئیں کہ روتے روتے بے ہوش ہوگئیں ادھر وہ گھوڑا روتا اور پچھاڑیں کھاتا تھا یَضْرِبُ بِرَاسِهٖ الْاَرْضَ حَتّٰی مَاتَ آخر اس نے اپنا سر زمین پر مارا کہ مر گیا۔ رونے کا مقام ہے کہ جانور کو تو یہ صدمہ ہوا اور عمر سعد لعین نے حکم دیا، کہ اہلبیتؑ کے خیموں کو جلا دو یہ پرواہ مت کرو کہ اس میں کون بیٹھا ہے اور کس حال میں ہے؟ پس ظالموں نے دوڑ کر آگ لگا دی فَعِنْدَ ذٰلِکَ خَرَجْنَ النِّسَاءُ مُکَشِّفَاتِ الرَّئُوْسِ مُنَشَّرَاتِ الشُّعُوْرِ لَاطِمَاتِ الْوُجُوْهِ بَاکِیَاتِ الْعُیُوْنِ پس اس وقت اہلبیتؑ خیمے سے باہر نکل آئے اس حال میں کہ ان کے چہروں پر خاک شفا کا پردہ تھا ماتم کرتے ہوئے بلوائے عام میں آئیں کہ جن کی ماں کا جنازہ رات کو اٹھا تھا وَفِیْ حُجُوْرِهِنَّ اَطْفَالٌ یَبْکُوْنَ لِلْخَوْفِ وَالْاِضْطِرَابِ اور ان کی گودیوں میں ننھے ننھے بچے تھے جو ظالموں کی جھڑکیوں کو سن کر اور بھڑکتے ہوئے شعلوں کو دیکھ کر ڈر جاتے اور رو رہے تھے۔

روایت نمبر

35

امام حسینؑ کے غم میں رونے کا ثواب، غم شبیرؑ پر رونے کے ثواب سے ایک شخص کا انکار کرنا، اور ظالموں کا امام زین العابدینؑ پر ظلم کرنا۔

مولانا عابد عسکری

علامہ محمد باقر مجلسیؒ نے کتاب بحار الانوار میں فرمایا ہے کہ میں نے بعض علماء امامیہ کی کتب میں لکھا ہوا دیکھا ہے کہ انھوں نے سید حسینی سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں ایک مومنین کی جماعت کے ساتھ حضرت امام رضا علیہ السلام کے روزہ مشہد مقدس کا مجاور تھا۔ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْعَاشِرِ مِنَ الْمُحَرَّمِ اِبْتَدَءَ رَجُلٌ مِنْ اصْحَابِنَا يَقْرَءُ مَقْتَلُ الْحُسَيْنِ جب دسویں محرم کا دن ہوا تو ہماری جماعت میں سے ایک شخص نے جناب سید الشہداءؑ کا مصائب پڑھنا شروع کیا۔ فَوَرَدَتْ رِوَايَةٌ عَنِ الْبَاقِرِ اَنَّه' قَالَ جب وہ شخص اس روایت پر پہنچا کہ جناب امام محمد باقرؑ نے فرمایا مَنْ ذَرَفَتْ عَيْنَاهُ عَلٰى مُصَابِ جَدِّیَ الْحُسَيْنِ وَلَوْ مِثْلَ الْبَعُوْضَةِ کہ جناب امام حسینؑ کے غم میں جس شخص کی آنکھوں سے ذرہ بھر آنسو آ جائیں غَفَرَ اللّٰهُ ذُنُوبَه' وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدَ الْبَحْرِ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کے تمام گناہوں کو بخش دے گا اگرچہ اس کے گناہوں کی کثرت کف دریا کے مانند ہو۔

وَكَانَ فِی الْمَجْلِسِ مَعَنَا جَاهِلٌ مُرَكَّبٌ يَدَّعِی الْعِلْمَ وَلاَ يَعْرِفُهُ اور اس مجلس میں ایک شخص جاہل محض کہ اپنے عالم ہونے کا دعویٰ کرتا تھا اور اسے اپنی ناقص عقل پر گھمنڈ تھا' موجود تھا فَقَالَ هٰذَا لَيْسَ بِصَحِيْحٍ وَالْعَقْلُ لاَ يَعْتَقِدُه' وہ بولا کہ یہ صحیح نہیں ہے اور عقل میں یہ بات نہیں آتی کہ مچھر کے ایک پر برابر اتنا بڑا ثواب ملے (مثال دینے کا مطلب یہ ہے کہ مچھر سب سے چھوٹا کیڑا ہے اور اگر کوئی شخص اس کے پر کے مطابق آنسو بہائے تو اس کے بہت بڑے گناہ بھی معاف ہو جائیں گے بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟) فَكَثُرَ الْبَحْثُ بَيْنَنَا وَبَيْنَه' وَافْتَرَقْنَا مِنْ ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ وَهُوَ مُصِرٌّ فِی تَكْذِيْبِ الْحَدِيْثِ جب اس نے ہم میں ایسی بیہودہ بات کی تو ہم میں کافی دیر تک اس موضوع پر بحث ہوتی رہی یہاں تک کہ وہ

مجلس متفرق ہوئی اور وہ یہی کہتا رہا کہ یہ حدیث غلط ہے غرض رات کو وہ شخص سویا۔
فرأی فِی مَنامِہ کَانَ الْقِیامَۃِ قَدْ قَامَتْ اس نے خواب میں دیکھا کہ گو قیامت برپا
ہے وَحُشِرَ النَّاسُ وَنُصِبَ الْمَوَازِیْنَ وَامْتُدَّ الصِّرَاطُ وَوُضِعَ الْحِسَابِ
وَنُشِرَتِ الْکُتُبُ اور اس صحرا میں تمام مخلوق حاضر کی گئی ہے اور ترازوئے اعمال
کھڑی ہے اور صراط کو روئے جہنم کھینچا ہے اور دیوان اعمال کھلا ہوا ہے۔

وَاُسْعِرَتِ النِّیْرَانُ وَزُخْرِفَتِ الْجِنَانُ وَاشْتَدَّ الْحَرُّ اور آتش جہنم کو
روشن کیا ہے اور بہشت کو آراستہ کیا ہے اور آفتاب کی گرمی انتہا کو پہنچ چکی ہے وَاِذَا
ھُوَ قَدْ عَطِشَ عَطْشًا شَدِیْدًا وَبَقِیَ یَطْلُبُ الْمَاءَ فَلَا یَجِدُہٗ اس وقت اس کو بہت
زیادہ پیاس لگی۔ اور پانی کی تلاش میں ادھر ادھر پھرتا رہا لیکن پانی نہ ملا فَالْتَفَتَ
یَمِیْنًا وَشِمَالاً وَاِذَا بِحَوْضٍ عَظِیْمِ الطُّوْلِ وَالْعَرْضِ وہ شخص کہتا ہے کہ جب میں
نے دائیں طرف دیکھا تو مجھے ایک نہایت وسیع و عریض نظر حوض آیا۔ فَقُلْتُ فِیْ
نَفْسِیْ ھٰذَا ھُوَ الْکَوْثَرُ فَدَنَوْتُ مِنْہُ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ کوثر ہے پس
میں اس کے قریب گیا وَاِذَا عِنْدَ الْحَوْضِ رَجُلاَ نِ وَامْرَأَۃٌ اَنْوَارُھُمْ تُشْرِقُ عَلَی
الْخَلاَ ئِقِ اور حوض کے کنارے دو مردوں اور ایک پردہ دار خاتون کو دیکھا کہ ان
ہستیوں کے نور جمال سے تمام محشر روشن ہے وَھُمْ مَعَ ذٰلِکَ لاَبِسُوْنَ السَّوَارَ
وَیَاکُوْنَ وَمَحْزُوْنُوْنَ اس نورانی شکل کے باوجود انھوں نے کالے کپڑے پہن
رکھے ہیں اور بے اختیار رو رہے ہیں اور انتہائی افسردہ اور غمگین ہیں اس وقت ایک
شخص سے میں نے پوچھا کہ یہ بزرگ کون ہیں؟ اس نے کہا تو نہیں جانتا ھٰذَا
مُحَمَّدٌ نِ الْمُصْطَفٰی وَھٰذَا عَلِیٌّ نِ الْمُرْتَضٰی وَھٰذِہٖ فَاطِمَۃُ الزَّھْرَاءُؑ ان میں
ایک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور ایک جناب علی مرتضیٰؑ ہیں اور

سیاہ پوش بی بی جناب فاطمۃ زہراؑ ہیں۔

فَقُلْتُ مَالِیْ اَرَاھُمْ لاَ بِسِیْنَ السَّوَادَ وَمَحْزُوْنِیْنَ میں نے کہا کہ پھر یہ سیاہ کپڑے کیوں پہنے ہوئے ہیں اور غمگین کیوں ہیں۔ اس نے جواب میں کہا اَلَیْسَ هٰذَا یَوْمُ عَاشُوْرَا یَوْمَ قُتِلَ الْحُسَیْنُ فَھُمْ مَحْزُوْنُوْنَ لِاَجْلِ ذٰلِکَ اے شخص تجھے معلوم نہیں ہے کہ آج روز عاشورا ہے آج حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا دن ہے اس لیے ہر بزرگان دین اور خاصانِ خدا اپنے بیٹے کے غم میں اداس ہیں اور سیاہ کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔

میں نے برقعہ پوش بی بی جناب فاطمہ زہراؑ سے عرض کی یَابِنْتُ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنِّیْ عَطْشَانٌ اے دختر رسولؐ میں سخت پیاسا ہوں حکم فرمائیں کہ مجھے پانی عطا کیا جائے' یہ سن کر جناب سیّدہؑ نے فرمایا اَنْتَ الَّذِیْ یُنْکِرُ فَضْلَ الْبُکَاءِ عَلٰی مُصَابِ وَلَدِیَ الْحُسَیْنِی مُھْجَۃِ قَلْبِیْ وَقُرَّۃِ عَیْنِی الشَّھِیْدِ تو وہی شخص ہے جو میرے نور چشم بیٹے حسینؑ پر رونے کے ثواب سے انکار کرتا ہے اور ہم سے آب کوثر کا امیدوار ہے؟ پس میں ایک دم چونک پڑا اور میری آنکھ کھل گئی میں اپنی غلطی پر سخت نادم ہوا اور بہت استغفار کی اور جن لوگوں سے بحث کی تھی ان کو اپنا خواب بیان کیا اور ان سے معافی مانگی۔

احادیث صحیحہ میں ہے کہ جناب فاطمہ زہراؑ جنت میں بلند آواز کے ساتھ روتی ہیں جس کو سن کر سب ملائکہ تسبیح روک کر رونے لگتے ہیں۔ پس جائے انصاف ہے کہ کیونکر نہ روئے وہ ماں کہ جس کے فرزند پر یہ ظلم وستم ہوئے ہوں۔ غریب الوطنی ایک طرف' تین دن کی پیاس ایک طرف' عزیزوں اور ساتھیوں کی مظلومانہ موت کا صدمہ ایک طرف' روایات صحیحہ میں ہے کہ جناب امام حسینؑ جب سرزمین

کربلا کے قریب پہنچے تو عمر سعد بھی پچاس ہزار مسلح فوجی لے کر کربلا میں آیا لَيْسَ فِيهِمْ شَامِيٌّ وَلاَ حِجَازِيٌّ بَلْ جَمِيعُهُمْ مِنْ اَهْلِ الْكُوفَةِ ان اشقیاء میں نہ کوئی شامی تھا نہ حجازی بلکہ سب اہل کوفہ تھے اکثر تو وہی بے حیا تھے جنھوں نے جناب امام حسینؑ کو خطوط لکھے تھے کہ مولا آپ جلد تشریف لے آئیں کہ فوج کثیر آپ کی مدد کو موجود ہے ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ مِنْ خَمْسِيْنَ اَصْحَابِه وَثَمَانِيَةٍ وَعِشْرِيْنَ مِنْ اَهْلِبَيْتِهِ پھر جناب امام حسینؑ پچاس اصحاب اور اٹھائیس عزیزوں کے ہمراہ صحرائے کربلا میں وارد ہوئے مِنْهُمْ مَنْ بَلَغَ الْحُلُمَ وَمِنْهُمْ مَنْ لاَ يَبْلُغُه' ان میں بعض سن بلوغ کو پہنچے تھے اور بعض حد بلوغ کو نہ پہنچے تھے عمر سعد ملعون نے امام عالی مقام کو پانی پر نہ اترنے دیا ناچار امام مظلوم نے خیمہ اس جگہ نصب کیا کہ جہاں پانی نہ تھا امام علیہ السلام کے رفقاء اور عزیز مکمل طور پر مسلح تھے کہ کہیں قوم اشقیاء خیموں پر حملہ نہ کر دے حَتّٰى اَنَّ عَلِيُّ ابْنُ الْحُسَيْنِ مَرِضَ مَرَضًا شَدِيْدًا یہاں تک کہ امام زین العابدینؑ کو سخت بیماری لاحق ہوئی کہ کھڑے ہونے کی طاقت زائل ہو گئی تھی اور غش میں پڑے رہتے تھے۔

حَتّٰى اَنَّ الْحُسَيْنَ لَمَّا قُتِلَ كَانَ عَلِيُّ ابْنُ الْحُسَيْنِ نَائِمًا یہاں تک کہ امام مظلوم جس وقت شہید ہوئے تو سید الساجدینؑ غش میں پڑے ہوئے تھے۔

فَجَاءَتْ سَكِيْنَةٌ عِنْدَه' وَقَالَتْ يَا اَخِيْ وَاللّٰهِ قَتَلُوْا اَبَاكَ الْحُسَيْنَ فَمَا يَصْنَعُوْنَ بِنَا' پس جناب سکینہؑ روتی ہوئی آئیں اور کہنے لگیں اے بھائی اٹھو خدا کی قسم آپ کے بابا حسینؑ کو ظالموں نے بھوکا پیاسا شہید کیا ہے اب دیکھیے وہ ہم سے کیا سلوک کریں گے فَتَحَ عَيْنَيْهِ وَبَكٰى پس امام علیہ السلام نے غش سے آنکھیں کھول دیں اور امام سجادؑ کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہوئے پھر

امامؑ نے فرمایا سکینہؑ! میرے بابا کیسے شہید ہوئے کیا ان کی حمایت و حفاظت کرنے والا کوئی نہ تھا بی بی نے کہا بابا کی شہادت سے پہلے بابا کے ساتھی اور عزیز شہید ہو گئے۔ جب بابا جان میدان کی طرف گئے تو خیمہ کے دروازہ پر بیٹھ کر رو رہی تھیں ناگاہ میرے کان میں صدا آئی مَنْ لَکَ بَعْدِیْ اے میرے پردہ دارو' میرے بعد تمہارا کون پرسان حال ہوگا۔

ثُمَّ قَالَ اللّٰهُ اَکْبَرُ پھر میرے کان میں صدائے اللہ اکبر آئی اس وقت میری یرہ و تاریک ہوگئی جب میں بے اختیار خیمہ سے باہر نکل آئی۔ فَرَاَیْتُ اَنَّ الْحُسَیْنَ وَاَصْحَابَہ' مُحَزَّزِیْنَ کَالْاَضَاحِیْ عَلَی الرِّمَالِ پس میں نے دیکھا کہ میرے بابا حسینؑ اپنے عزیزوں اور ساتھیوں سمیت گوسفندان قربانی کی مانند کربلا کی گرم ریت پر خاک و خون میں غلطاں پڑے ہوئے۔ وَالْخُیُوْلُ عَلٰی اَجْسَادِھِمْ تَحُوْلُ اور دشمنوں کے گھوڑے ان کے جسموں پر دوڑ رہے ہیں وَاَنَا نُفَکِّرُ فِیْمَا یَقَعُ عَلَیْنَا اور میں اس سوچ میں تھی کہ دیکھئے اب یہ ہمیں مردوں کی مانند قتل کرتے ہیں یا اسیر کرتے ہیں۔ اِذَا رَجُلٌ عَلٰی ظَھْرِ جَوَادِہٖ یَسُوْقُ النِّسَاءَ بِکَعْبِ رُمْحِہٖ وَھُنَّ یَلُذْنَ بَعْضُھُنَّ بِبَعْضٍ وَیَتَسَاقَطْنَ عَلٰی وُجُوْھِھِنَّ کہ ناگاہ ایک خونخوار شخص گھوڑے پر سوار ہاتھ میں نیزہ لے کر ظاہر ہوا وہ لعین مخدراتِ عصمت کو نیزہ سے زخمی کرنے لگا اس خوف سے وہ بیبیاں ایک دوسرے کی پناہ مانگتی تھیں اور منہ کے بل گر رہی تھیں اور یوں آہ و فغاں کرتی تھیں۔ وَاجَدَّاہُ وَاَبَتَاہُ وَاقِلَّةَ نَاصِرَاہُ وَاحُسَیْنَاہُ اَمَا مِنْ مُجِیْرٍ یُجِیْرُنَا ہائے نانا' ہائے بابا افسوس ہمارا کوئی مددگار نہیں ہے ہائے بھائی حسینؑ! آیا اس گروہ میں کوئی مسلمان نہیں ہے کہ ہمیں پناہ دے' اے بھائی سجادؑ میں اس مشاہدہ کے بعد سخت خوفزدہ تھی ناگاہ اس شقی کی نظر مجھ پر پڑی تو

میں اسے دیکھ کر بھاگی کہ شاید میں بچ جاؤں وَاِذَا بِکَعْبِ رُمْحِہٖ بَیْنَ کَتْفِیْ فَسَقَطْتُ عَلٰی وَجْھِیْ وہ دوڑا اور اس کے نیزے کی نوک میری پشت پر لگی تو میں منہ کے بل گر پڑی اس دشمن خدا نے میرے کانوں کو چیر کر گوشوارے اتار لیے اور میرے منہ سے خون بہہ رہا تھا اور وہ میری چادر بھی لے کر چلا گیا اور میں بے ہوش ہوگئی جب ہوش میں آئی فَرَاَیْتُ اَنَّ عَمَّتِیْ تَبْکِیْ وَتَقُوْلُ پس میں نے دیکھا تو میری پھوپھی زینبؑ میرے سرہانے کھڑی رو رہی تھیں اور یوں فرماتی تھیں سکینہؑ اٹھ دیکھو کہ دخترانِ زہراؑ اور آپ کے بیمار بھائی پر کیا گزری ہے فَقُمْتُ وَقُلْتُ یَاعَمَّتَاہُ ھَلْ مِنْ خِرْقَۃٍ اَسْتُرُبِھَا رَاْسِیْ عَنْ اَعْیُنِ النُّظَّارِ چنانچہ میں اٹھ کھڑی ہوئی اور بولی پھوپھی جان کوئی کپڑا ہے کہ اپنا سر ڈھانپوں اور منہ نامحرموں سے چھپاؤں فقالت یَا بُنَیَّۃُ عَمَّتِکِ مثلک پس وہ بولی کہ اے بیٹی تیری پھوپھی تیری طرح ہے میرے سر پر بھی چادر نہیں ہے فَرَاَیْتُ رَاْسَھَا مَکْشُوْفًا وَمَنْکِبَیْھَا قَدِ اسْوَدَّتْ مِنَ الضَّرْبِ۔

جب میں نے دیکھا تو ان کا سر بھی کھلا ہوا ہے اور ان کا جسم مبارک تازیانوں کی ضرب سے نیلگوں ہے یہ حال دیکھ کر میں بہت زیادہ روئی ثُمَّ جَاءَ الْقَوْمُ وَمَعَھُمْ سُیُوْفٌ مَسْلُوْلَۃٌ بعد ازاں قوم جفا کار ننگی تلواریں لیے ہوئے روانہ ہوئے تاکہ ہمارے بچے کھچے مال و متاع کو لوٹ لیں اس وقت میں ان سے جدا ہو گئی اب معلوم نہیں کہ میری پھوپھی پر کیا گزری فَبَیْنَمَا کَذٰلِکَ اِذْدَخَلَ رَجُلٌ اَزْرَقُ فَتَوَرَیْتُ عَنْہُ سکینہؑ کہتی ہیں کہ یہ ماجرا کہہ رہی تھی کہ ایک شخص جس کی آنکھیں نیلی تھیں آیا اس کے ہاتھ میں تلوار تھی، میں اس کے خوف سے چھپ گئی راوی کہتا ہے کہ وہ شخص بیمار کربلا کے پاس آیا امام علیہ السلام ایک چمڑے کے بستر

پہ لیٹے ہوئے تھے۔ فَجَذَبَ النَّطعَ مِنْ تَحْتِہٖ پس اس لعین نے وہ بھی امام علیہ السلام کے نیچے سے کھینچ لیا۔ فَاَقْبَلَ الْقَوْمُ عَلٰی ابْنِ الْحُسَیْنِ لِیَقْتُلُوْہُ ابومخنف کہتا ہے پس کچھ لوگ تلواریں کھینچ کر آئے کہ امام زین العابدینؑ کو قتل کر دیں یہ حال دیکھ کر میں سر پیٹنے لگی کہ پھوپھی زینبؑ روتی ہوئی آئیں فَقَالَتْ مَاکَفَاکُمْ قَتْلُ الْحُسَیْنِ اور رو کر بولیں کہ اے ظالمو تمھیں میرے بھائی کا قتل کافی نہیں ہوا کہ اس بیمار کے قتل سے تو ہاتھ اٹھاؤ۔

روایت نمبر
36
امام حسینؑ کا حضرت رسول خدا کی پشت اقدس پر سوار ہونا' پرندوں کا مدینہ کی
دیواروں اور چھتوں پر بیٹھ کر شہادت امام حسینؑ کی خبر دینا اور حضرت فاطمہ صغریٰؑ کا گریہ و
ماتم کرنا۔
مولانا عابد عسکری

رُوِیَ اَنَّہٗ خَرَجَ النَّبِیُّ اِلَی الصَّلٰوۃِ وَالْحُسَیْنُ مُتَعَلِّقٌ بِہٖ منقول ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسولؐ خدا مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے تشریف لائے تو آپؐ نے جناب امام حسینؑ کو اٹھایا ہوا تھا فَوَضَعَ النَّبِیُّ مُقَابِلَ جَنْبِہٖ وَصَلّٰی آنحضرتؐ نے جناب امام حسینؑ کو پہلو میں بٹھا دیا اور نماز پڑھنے میں مشغول ہو گئے فَلَمَّا فَسَجَدَ طَالَ السُّجُوْدَ فَرَفَعْتُ رَاسِیْ مِنَ الْقَوْمِ جب سجدے میں تشریف لے گئے تو آپ نے سجدہ کو طول دیا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے سر اٹھایا کہ دیکھوں سجدے کے طول کا سبب کیا ہے؟ فَاِذَا الْحُسَیْنَ عَلٰی کَتْفِ رَسُوْلِ اللّٰہِ میں نے دیکھا کہ جناب امام حسینؑ حضرت رسولؐ خدا کی پشت مبارک پر سوار ہیں۔ جب حضرت نماز سے فارغ ہوئے تو صحابہ کرامؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ! آپ نے سجدے کو اس قدر طول کیوں دیا؟ پہلے تو آپ اتنا طولانی سجدہ نہیں کرتے تھے۔

قَالَ فَنَزَلَ جِبْرَئِیْلُ عَلَیَّ وَقَالَ یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ لَا تَرْفَعْ رَاسَکَ مَادَامَ اِبْنُکَ عَلٰی رَقْبَتِکَ یہ سن کر آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں سجدے میں تھا کہ جناب جبرائیل مجھ پر نازل ہوئے اس وقت میرا حسینؑ میری پشت پر بیٹھا ہوا تھا جبرائیلؑ امین نے کہا کہ اے رسولؐ خدا پروردگار عالم تحفہ درود و سلام کے بعد فرماتا ہے کہ اے ہمارے رسولؐ اگر چہ آپ حسینؑ کو بہت زیادہ دوست رکھتے ہیں مگر ہم آپؐ کے حسینؑ کو آپؐ سے بھی زیادہ دوست رکھتے ہیں اب ہماری اسی میں خوشی ہے کہ حسینؑ کو بے آرام نہ کریں اور جب تک یہ بیٹھا رہے آپ سجدے میں رہیں۔ میرا حسینؑ میرا خوش رہے یہی تیری نماز ہے وَرُوِیَ عَنْ اُمِّ سَلْمَۃَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ذَاتَ یَوْمٍ مَعِیَ فَبَیْنَمَا ھُوَ رَاقِدٌ عَلَی الْفِرَاشِ جَاعِلٌ رِجْلَہُ الْیُمْنٰی عَلَی الْیُسْرٰی وَھُوَ عَلٰی قَفَاہُ.

بیاض فخری میں جناب ام سلمہؓ سے منقول ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ ایک روز جناب رسولؐ خدا میرے گھر پر رونق افروز تھے اور آنحضرتؐ بستر پر تشریف فرما تھے اور آپؐ نے داہنے پاؤں کو بائیں پاؤں پر رکھا ہوا تھا وَاِذَا بَالْحُسَیْنِ وَهُوَ اِبْنُ ثلثَ سِنِیْن وَاَشْهرِ اَتَا اِلَیْهِ ناگاہ جناب امام حسینؑ تشریف لائے اور اس وقت ان کی عمر تین برس اور کچھ مہینوں کی تھی۔ فَلَمَّا رَاٰهُ فَقَالَ لَهٗ مَرْحَبًا بِقُرَّةِ عَیْنِیْ مَرْحَبًا بِثَمرَهِ فُوأدِیْ جناب رسولؐ خدا نے جونہی اپنے لخت جگر کو آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک، مرحبا اے میرا میوہ دل۔ وَلَمْ یَزَلْ یَمْشِیْ حَتّٰی رَکِبَ عَلٰی صَدْرِهٖ فَاَبْطٰی جناب رسالتمآبؐ تو یہ فرما رہے تھے اور جناب امام حسینؑ چلے آ رہے تھے یہاں تک کہ وہ اپنے نانا جان کے قریب آئے اور ان کے سینہ مبارک پر سوار ہوئے فَخَشِیْتُ اَنَّ النَّبِیَ تَعَبَ فَاَحْیَیْتُ اَنْ اُنْهِیَّهٗ عَنْهُ پس میں نے خوف کیا اور خیال کیا کہ امام حسینؑ کے بیٹھنے سے جناب رسولؐ خدا کو تکلیف نہ ہو، مگر مجھے شرم محسوس ہوئی کہ میں فرزند زہراؑ کو جناب رسول خدا کے سینہ اقدس سے جدا کروں لیکن پھر میں نے ارادہ کیا کہ جناب امام حسینؑ کو اٹھا لوں۔ فَقَالَ دَعِیْهِ یَااُمَّ سَلْمَةَ مَتٰی اَرَادَ الْاُ نحِدَارَ اِنْحَدَرَ اِعْلَمِیْ اَنَّ مَنْ اٰذٰی مِنْهُ شَعْرَةً فَقَدْ اٰذَانِیْ پس حضرتؐ نے فرمایا اے ام سلمیٰؓ! حسینؑ کو اس طرح رہنے دو جس وقت اس کا جی چاہے گا اتر آئے گا، اے ام سلمہؓ! جس نے میرے حسینؑ کے ایک بال کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی، حضرات مقامِ تامل ہے کہ جس حسینؑ کا جناب رسولؐ خدا کو اپنے سینے پر سے اٹھانے میں ملال ہوا افسوس اسی حسینؑ کے سینہ اقدس پر جلاد بیٹھے اور ذرا بھر بھی رحم نہ کرے۔ اس وقت حضرت رسولؐ خدا کی روح مبارک پر کیا گزری ہو گی۔ جب اس لعین نے یہ بے ادبی کی ہو گی اور امام مظلومؑ

تین دن کی پیاس میں زیر خنجر تڑپ رہے ہوں گے، محبوب کبریا کا کیا حال ہوا ہو گا جب اس ظالم نے امام حسینؑ کی لاش اقدس پر گھوڑا دوڑانے کا ارادہ کیا ہو گا۔

غرضیکہ جناب ام سلمیٰؓ فرماتی ہیں پس میں حسینؑ کو کھیلتا ہوا چھوڑ کر کسی کام کو گئی، جب وہاں سے واپس آئی تو دیکھا آنحضرتؐ بیساختہ رو رہے ہیں مجھے تعجب ہوا اور قریب جا کر عرض کی اے میرے آقا و سردار آپ کیوں رو رہے ہیں؟ وَهُوَ يَنْظُرُ بِشَيْءٍ بِيَدِهٖ وَيَبْكِیْ آپؐ کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی آپ اس کو دیکھ گریہ کر رہے تھے قَالَ مَاتَنْظُرِيْنَ قَالَتْ فَنَظَرْتُ فَاِذَا بِيَدِهٖ تُرْبَةٌ آنحضرتؐ نے فرمایا اے ام سلمہؓ کیا دیکھ رہی ہو؟ ام سلمہؓ فرماتی ہیں، میں نے دیکھا تو آنحضرتؐ کے ہاتھ میں مٹی تھی فَقَلْتُ مَاهِیَ فَاَتَانِیْ بِهَا اَخِیْ جِبْرَئِيْلُ السَّاعَةَ وَقَالَ لِیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذِهٖ تُرْبَةُ كَرْبَلَا وَهِیَ طِيْنَةُ وَلَدِكَ الْحُسَيْنِ وَتُرْبَةٌ يُدْفَنُ فِيْهَا میں نے عرض کی یا حضرت یہ کیا ہے؟ آنحضورؐ نے فرمایا یہ مٹی جبرئیلؑ امین لائے ہیں اور انھوں نے مجھ سے کہا اے رسولؐ خدا یہ خاک کربلا ہے، یہ آپ کے فرزند حسینؑ کی طینت ہے اور یہ وہ مٹی ہے جس میں آپؐ کا پیارا دفن ہو گا۔

اے ام سلمہؓ! اس مٹی کو لے جاؤ اور اسے بحفاظت کسی شیشی میں رکھو وَاِذَا رَاَيْتِهَا صَارَتْ دَمًا عَبِيْطًا فَاعْلَمِیْ اَنَّ وَلَدِیَ الْحُسَيْنَ قَدْ قُتِلَ اور اے ام سلمہؓ جب دیکھنا کہ یہ خاک خون میں بدل گئی ہے تو یقین کر لینا کہ میرا فرزند حسینؑ شہید ہو گیا ہے وَسَيَصِيْرُ ذٰلِكَ مِنْ بَعْدِیْ وَبَعْدَ اَبِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَخِيْهِ اور قریب ہے یہ کام میرے بعد ہو گا اس وقت علیؑ فاطمہؑ اور حسنؑ بھی نہیں ہوں گے یہ سن کر میں رونے لگی اور وہ مٹی میں نے ایک شیشی میں رکھ لی یہاں تک کہ جناب امام حسینؑ نے دشمنوں کے ہاتھوں مجبور ہو کر سفر غربت اختیار کیا اور دوسری روایت میں ام سلمہؓ

سے منقول ہے کہ جناب امام حسینؑ سب عزیزوں کو اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ مگر ایک بیٹی کو بیماری کی وجہ سے چھوڑ گئے تھے اس بچی کا نام صغریٰؓ تھا میں اکثر اس کی خبر کو جاتی تھی اور دلاسہ وتسلی دیتی تھی غرض جب حضرت تشریف لے گئے تو ہر روز میں اس شیشی کو دیکھ لیتی تھی فَبَیْنَما کَذٰلِکَ فَاِذَا بِالْقَارُوْرَۃِ صَارَتْ دَمًا عَبِیْطًا فَعَلِمْتُ اَنَّ الْحُسَیْنَ قَدْ قُتِلَ پس ایک روز میں نے اس شیشی کو دیکھا ناگاہ کیا دیکھتی ہوں کہ وہ شیشی تازہ خون سے بھری ہوئی ہے' پس مجھے یقین ہو گیا کہ میرا پیارا حسینؑ شہید ہو گیا ہے میں روتی رہی صدمے کی وجہ سے مجھے نیند نہ آئی کچھ دیر کے بعد غنودگی سی آ گئی۔ ناگاہ میں نے جناب رسولؐ خدا کو دیکھا کہ کربلا کی طرف سے تشریف لائے ہیں وَعَلٰی رَاْسِہٖ وَلِحِیَتِہٖ' تُرَابٌ اور محبوبِ خدا کے سر مقدس اور ریش انور پر خاک پڑی ہوئی ہے فَصِرْتُ اَنْفَضَہٗ' وَاَبْکُ وَاَقُوْلُ میں حضرتؐ کا یہ حال دیکھ کر دوڑ پڑی اور آپ کے سر سے خاک جھاڑتی تھی اور روتی تھی اور کہتی تھی نَفْسِیْ لِنَفْسِکَ الْفِدَاءُ مَتٰی حَمَلْتَ نَفْسَکَ ھٰکَذَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مِنْ اَیْنَ لَکَ ھٰذَا التُّرَابُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ میری جان فدا ہو آپ پر اے رسولؐ خدا آپ کے سر اقدس پر یہ مٹی کیسے پڑی ہے۔

فَقَالَ ھٰذِہِ السَّاعَۃُ فَرَغْتُ مِنْ دَفْنِ وَلَدِ الْحُسَیْنِ آنحضرتؐ نے فرمایا اے ام سلمہؓ! میرے حسینؑ کو ظالموں نے بھوکا پیاسا شہید کیا ہے میں ابھی اس کی تدفین سے فارغ ہو کر آ رہا ہوں حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں میں خواب سے ڈر کر بیدار ہوئی اور اپنے گریہ پر ضبط نہ کر سکی۔ وَاحُسَیْنَاہُ وَمُھْجَۃَ قَلْبَاہُ کہہ کر روتی رہی یہاں تک کہ میرے رونے کی آواز بلند ہوئی میرے رونے کی آواز کو سن کر مدینہ کی تمام عورتیں جمع ہوئیں اور پوچھنے لگیں کہ خیریت تو ہے آپ رو کیوں رہی ہیں میں

نے ماجرا بیان کیا تو تمام خواتین دھاڑیں مار کر رونے لگیں فَصَارَ ذَالِکَ الْیَوْمَ کَیَوْمٍ مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وہ سب اس طرح روئے جس طرح کہ رسول خداؐ کی رحلت پر روئے تھے وَجِئْنَا اِلٰی قَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَنَحْنُ مُکَشَّفَاتُ الرُّؤُسِ وَمُشَقِّقَاتُ الْجُیُوْبِ ہم اس حالت کے ساتھ رسولؐ خدا کی قبر اطہر کی طرف چل پڑے کہ ہمارے سر کھلے اور ہمارے گریباں پھٹے ہوئے تھے۔ فَصِحْنَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قُتِلَ وَلَدُکَ الْحُسَیْنُ اور ہم نے چیخ چیخ کر اور رو رو کر کہا اے رسولؐ خدا! آپ کا پیارا نواسا حسینؑ جس کو آپ سینے پر سلاتے تھے اور جس کو کندھے پر بٹھا کر مدینہ کی گلیوں میں پھراتے تھے وہ شہید ہو گیا ہے۔

قَالَتْ فَوَا اللّٰہَ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ حَسَنًا کَاَنَّ الْقَبْرُ یَمُوْجُ بِصَاحِبِہٖ حَتّٰی تحرّکتِ الْاَرْضُ مِنْ تَحْتِنَا ام سلمیٰؑ کہتی ہیں کہ قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کہ جب ہم نے کہا کہ آپؐ کا نواسا حسینؑ شہید ہو گیا ہے تو ہم نے دیکھا کہ جناب رسالتمابؐ کی قبر مبارک ہل رہی ہے یہاں تک کہ پوری زمین لرزنے لگی جس کی وجہ سے صدائے ماتم اور بلند ہوئیں سب عورتیں یا حسینؑ یا حسینؑ کہنے لگیں یوں لگ رہا تھا جیسے قیامت آ گئی ہو اور اسی حالت میں ہم سب گھروں کی طرف چلے۔

دوسری روایت میں ہے کہ جناب ام سلمیٰؑ کہتی ہیں کہ میں خواب دیکھ کر فاطمہ صغریٰؑ کے پاس گئی کہ اس کا حال دریافت کریں فَرَاَیْتُ وَھِیَ تَبْکِی وَتَقُوْلُ پس میں نے دیکھا کہ وہ بیمار بہت بے چین ہیں اور ماتم بھی کر رہی ہیں اور رو بھی رہی ہیں اور کہتی ہیں وَابَتَاہُ بِفِرَاقِکَ تَحَلَّ جِسْمِیْ وَتَنَغَّصَ عَیْشِیْ وَتَکَدَّرَتْ دَھْرِیْ ہائے بابا آپ لوگوں کی جدائی کے غم میں میرا بدن گھل گیا ہے اور میرا آرام

وسکون جاتا رہا ہے۔ میری آنکھوں میں دنیا تاریک ہوگئی ہے اب تو میرے بلانے کی کوئی تدبیر کریں۔

چونکہ جناب ام سلمیٰؑ یہ وحشتناک خواب دیکھ کر گئی تھیں فاطمہ صغریٰؑ کی حالت دیکھ کر ضبط نہ کرسکیں اور بیساختہ رونے لگیں' یہاں تک کہ محلّہ بنو ہاشم کی تمام عورتیں جمع ہوگئیں اور ہر ایک بی بی فاطمہ صغریٰؑ کو دلاسا دینے لگی کہ اے فاطمہؑ نہ رو اللہ تعالیٰ تجھے اپنے بابا اور بھائیوں' بہنوں عزیزوں سے ضرور ملوائے گا مگر اس بیقرار دل کو کب چین آتا تھا اور بیتاب ہوکر روتی تھیں اِذَا جَاءَ الطَّائِرُ فَجَلَسَ عَلَى جِدَاءِ هَا وَقَالَ اچانک ایک پرندہ آیا اور دیوار پر بیٹھ گیا وہ چیختا چلاتا اور پروں کو پھڑ پھڑاتا تھا اور اس کے پروں سے خون ٹپک رہا تھا ناگاہ دردناک آواز کے ساتھ بولا يَا بِنْتَ الْحُسَيْنِ قَتَلُوْا اَبَاکِ وَذَ بَحُوْا اِخْوَانَکِ وَاَقْرِبَائِکِ اے دختر حسینؑ روؤ اور سر پر خاک ڈالو کہ آپؑ کے بابا حسینؑ کو ظالموں نے تین دن کا بھوکا قتل کیا ہے اور آپ کے عزیزوں اور آپ کے بابا کے جانثار ساتھیوں کو انتہائی بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا ہے۔ یہ سن کر بی بی فاطمہ صغریٰؑ اس قدر روئیں اور پیٹیں کہ غش کھا کر زمین پر گر پڑیں اور سب عورتوں نے بہت زیادہ ماتم کیا اور جی بھر کر روئیں اور سب کو یقین ہو گیا ہے کہ خاتونِ جنت کا بھرا ہوا گلشن اجڑ گیا ہے فرزند رسولؐ شہید ہو چکے ہیں۔

روایت نمبر
37
محبان علیؑ کے فضائل، پتھر کے بنے ہوئے شیر کا دسویں محرم کے روز گریہ کرنا،
عبدالقادر کا اہلبیت اطہارؑ سے دشمنی کرنا، اسیرانِ کربلا کا لاشِ امامؑ پر آنا۔
مولانا عابد عسکری

عَنِ الصَّادِقِ عَلَیْهِ السَّلاَمُ اَنَّه‘ قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ شِیْعَتَنَا اَنَّهُمْ اُوْذُوْا فِیْنَا وَلَمْ تُوْذِ فِیْهِمْ جناب امام جعفر صادق ؑ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا خدا رحم کرے ہمارے ماننے والوں پر کہ وہ ہماری دوستی کی وجہ سے دشمنان دین سے آزار اٹھاتے ہیں اور ہمیں ان مومنین سے بالکل تکلیف نہیں پہنچتی۔ شِیْعَتُنَا مِنَّا قَدْ خُلِقُوْا مِنْ فَاضِلِ طِیْنَتِنَا وَعُجِنُوْا بِنُوْرِ وِلاَ یَتِنَا ہمارے شیعہ ہم سے ہیں اور بالتحقیق ہمارے شیعوں کی خلقت ہماری بچی ہوئی مٹی سے ہوئی ہے ان کی خاک کا خمیر ہمارے نور ولایت سے ہوا ہے۔ رَضُوْا بِنَا اَئِمَّةً رَضِیْنَا بِهِمْ شِیْعَةً ہمارے شیعہ ہم سے راضی ہیں اور ہم ان سے خوش ہیں یُصِیْبُهُمْ مُصَابُنَا وَتَبْکِیْهِمْ اَوْصَابُنَا انھیں ہماری مصیبت غمگین کرتی ہے اور ہمار مصائب انھیں رلاتا ہے۔ وَیَحْزُنُهُمْ حُزْنُنَا وَیَسُرُّهُمْ سُرُوْرُنَا جب وہ ہمیں مغموم پاتے ہیں تو وہ مغموم ہوتے ہیں اور ہمارے دوست جب ہمیں خوش پاتے ہیں۔تو خوش ہوتے ہیں۔

وَنَحْنُ اَیْضًا نَتَاَ لَّمْ لِتَاَلُّمِهِمْ وَنَطَّلِعُ عَلٰی اَحْوَالِهِمْ اور ہمیں بھی دکھ ہوتا ہے جب ہمارے شیعوں کو تکلیف ہوتی ہے اور ہر وقت ہم ان کے حالات سے باخبر رہتے ہیں' پس وہ ہمارے ساتھ ہیں وہ ہم سے جدا نہیں ہوں گے اور نہ ہم ان سے جدا ہوں گے لِاَنَّ مَرْجِعَ الْعَبْدِ اِلٰی سَیِّدِہٖ وَمُعَوَّلَه‘ اِلٰی مَوْلاَ هُ اس لیے کہ غلام کی بازگشت آقا کی طرف ہوتی ہے اور عبد کی رجوع اپنے مولا کی طرف ہوتی ہے اور ہمارے ماننے والے ہمارے دشمنوں سے کنارہ کشی کرتے ہیں اور وہ ہمارے دوستوں کی مدح کرتے ہیں' یعنی مومن وہ ہے جو ہمارے دشمن سے نفرت کرے اور ہمارے دوست سے محبت کرے' حتی الامکان اس کی مدد کرے۔ اَللّٰهُمَّ اَحْیِ شِیْعَتَنَا مِنَّا وَمُضَافِیْنَ اِلَیْنَا نِسَاءَ بارالٰہا زندہ رکھ ہمارے شیعوں کو کہ وہ ہم سے تعلق رکھتے ہیں

اور ان کی نسبت ہماری طرف ہے۔

فَمَنْ ذَكَرَ مُصَابَنَا وَبَكٰى اَوْ تَبَاكٰى اِسْتَحْيَ اللّٰهُ اَنْ يُعَذِّبَه' بِالنَّارِ جو مومن ہماری مصیبتوں کو یاد کرے اور روئے اور رلائے خداوند کریم کو حیا آتی ہے کہ اسے آتش جہنم سے عذاب کرے۔

ابن بابویہ نے جناب امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا اِنَّ الْمُحَرَّمَ شَهْرٌ كَانَ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ وَيُحَرِّمُوْنَ فِيْهِ الْقِتَالُ کہ محرم ایسا مہینہ تھا کہ اہل جاہلیت اس مہینے میں جنگ کرنے اور لڑنے جھگڑنے کو حرام سمجھتے تھے۔ فَاسْتُحِلَّتْ فِيْهِ دِمَاءُ نَا وَ هُتِكَتْ فِيْهِ حَرِيْمَنَا وَسُبِيَ فِيْهِ ذَرَارِيْنَا مگر اس امت جفاء کار نے ہماری خونریزی کو حلال جانا اور ہماری ہتک حرمت کی اور اہلبیت رسولؐ اور فرزندان بتول کو اسیر کیا اور ہمارے خیموں کو آگ لگائی اور علیؑ و بتولؑ کے تبرکات کو لوٹ لیا گیا اور ہمارے بارے میں انھوں نے یہ خیال نہ کیا کہ ہم اولاد رسول ہیں۔ اِنَّ يَوْمَ الْحُسَيْنِ اَقْرَحُ جُفُوْنَنَا وَاَسْبَلَ دُمُوْعَنَا وَاَذَلَّ عَزِيْزَنَا بالتحقیق امام حسینؑ کی شہادت کا دن وہ دن ہے جس میں روتے روتے ہماری آنکھیں مجروح ہوگئیں اور امام مظلوم کی مصیبت میں ہمارے آنسو جاری ہیں اور ہمارے عزیزوں' پردہ داروں اور بچوں کو قید کر کے شہر بہ شہر پھرایا گیا۔ يَا اَرْضَ كَرْبَلاَ اَوْرِثْتِنَا الْكَرْبَ وَالْبَلاَ ءَ اے زمین کربلا تو ہمارے اندوہ وغم کا سبب بنی پس امام حسینؑ کے غم میں روئیں جی بھر کر گریہ کریں ان کے ذکر کو زندہ رکھیں۔ نام حسینؑ رہے سلامت تا قیامت۔

لِاَنَّ الْبُكَاءَ عَلَيْهِ يَحُطُّ الذُّنُوْبَ الْعِظَامَ اس مظلوم کے غم میں رونا گناہان کبیرہ کو محو کرتا ہے۔ ثُمَّ قَالَ كَانَ اَبِيْ اِذَا دَخَلَ شَهْرَ الْمُحَرَّمِ لاَ يُرٰى

ضاحِکًا اس کے بعد یہ فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام جب ماہِ محرم دیکھتے تھے تو تمام ماہ گریہ و اندوہ میں رہتے تھے اور انھیں کوئی ہنستا نہ دیکھتا تھا اور ہر روز حزن و ملال زیادہ ہوتا تھا۔ فَاِذَا کَانَ الْعَاشِرُ مِنْہُ کَانَ ذٰلِکَ الْیَوْمُ یَوْمَ مُصِیْبَتِہٖ وَحُزْنِہٖ وَبُکَائِہٖ جب روز عاشورا ہوتا تھا تو دوسرے دنوں کی نسبت میرے والد گرامی کی اداسی بڑھ جاتی تھی اور حضرتؑ رو رو کر فرماتے تھے ھُوَ الْیَوْمُ الَّذِیْ قُتِلَ فِیْہِ جَدِّیَ الْحُسَیْنُ آہ آج وہ دن ہے کہ میرے جد امجد حضرت امام حسینؑ بھوکے پیاسے شہید ہوئے۔

امام رضا علیہ السلام نے پھر فرمایا جو دسویں محرم کے دن دنیاوی کام نہ کرے یعنی کاروبار وغیرہ نہ کرے قَضَی اللّٰہُ حَوَائِجَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ تو اللہ تعالیٰ اس کی دنیا و آخرت کی حاجتیں پوری فرماتا ہے۔ وَمَنْ کَانَ یَوْمَ عَاشُوْرَا یَوْمُ حُزْنِہٖ وَبُکَائِہٖ جَعَلَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یَوْمَ فَرْحِہٖ جو شخص عاشورہ کے دن گریہ و ماتم میں گزارے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو خوش رکھے گا۔ بہشت میں ہمارے پاس اس کا مسکن ہوگا اور جو شخص عاشورہ کو روز برکت جانے گا اور اپنے اہل و عیال کے لیے روزی جمع کرے گا۔ لَمْ یُبَارِکْ لَہٗ وَحُشِرَ مَعَ یَزِیْدَ وہ رزق اس کے لیے بابرکت نہیں ہوگا اور اس کا حشر یزید کے ساتھ ہوگا۔

واقعتاً امام حسینؑ کی شہادت کا دن ایسا دن ہے کہ اس میں جن و انس اور ملائکہ گریہ و ماتم کرتے ہیں، بعض راویان حدیث نے لکھا ہے اِنَّ فِیْ بَعْضِ بِلَادِ الرُّوْمِ عَلٰی جَبَلٍ صُوْرَۃَ الْاَسَدِ مِنَ الْحَجَرِ کہ روم کے ایک شہر میں ایک پہاڑ پر ایک پتھر کا شیر بنا ہے فَاِذَا کَانَ یَوْمُ الْعَاشِرِ مِنَ الْمُحَرَّمِ یَسِیْلُ مِنْ عَیْنَیْہِ سَیْلُ الْمَاءِ اِلَی اللَّیْلِ جب روز عاشورہ ہوتا ہے تو صبح سے شام تک اس شیر کی آنکھوں

سے آنسوؤں کا ایک سیلاب جاری ہوتا ہے لوگ اس کی زیارت کو جمع ہوتے ہیں اور گریہ وزاری کرتے ہیں وَیَاخُذُوْنَ مِنْ ذٰلِکَ الْمَاءِ تَبَرُّکًا مِنْهُ وَیَسْقُوْنَ مَرْضَاهُ اور وہ پانی تبرک کے طور پر برتنوں میں بھر کر لے جاتے ہیں لیکن افسوس کہ ایسے لوگ بھی موجود ہیں کہ جو عاشورہ کو برکت اور خوشی کا دن خیال کرتے ہیں (نعوذ باللہ) درحقیقت وہ لوگ یزیدی ہیں۔ خدا اور اس کے رسولؐ کی ناراضگی مول لیتے ہیں۔

بیان کرتے ہیں کہ عبدالقادر جیلانی جسے عام دنیا پیر دستگیر کہتی ہے نے لکھا ہے امام حسینؑ نے حاکم وقت کے خلاف خروج کیوں کیا فَقُتِلَ الْحُسَیْنُ بِسَیْفِ جدِّہٖ کہ (نعوذ باللہ) امام حسینؑ رسول خدا کی تلوار سے قتل ہوئے ہیں یعنی اس کے نزدیک یزید خلیفہ رسول تھا۔ حسین ابن علیؑ خلیفہ رسول کے ہاتھ سے مارے گئے۔

اس دن سے دشمنان آلِ رسولؐ نے عید منانا شروع کی چنانچہ مکہ میں کچھ لوگ اب تک جشن مناتے ہیں اور سرخ لباس پہنتے ہیں حالانکہ اکثر لوگوں نے خواب میں جناب رسول خدا اور جناب علی مرتضیٰؑ اور جناب فاطمہ زہراؑ کو سیاہ لباس میں ملبوس روتے اور ماتم کرتے ہوئے دیکھا ہے روایت میں ہے کہ اب سیدہ جنت میں ہر وقت اپنے بیٹے کو یاد کر کے دھاڑیں مار کر روتی ہیں جس کی وجہ ملائکہ اپنی اپنی عبادت کو روک کر رونے لگتے ہیں۔

پس مومنین کرام! عاشورہ کا دن وہ دن ہے کہ آسمان سے خون کی بارش ہوتی تھی۔ خون کی بارش کیوں نہ ہوتی لِاَنَّہٗ قُتِلَ فِیْهِ ابْنُ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ جَائِعًا عَطْشَانًا کہ اس روز فرزند رسولؐ بھوکا پیاسا قتل کیا گیا وَھُوَ طَرِیْحٌ بِالطُّفُوْفِ عَلَی الرَّمْضَاءِ مُخْتَضَبُ الْاَوْدَاجِ دَمًا اور امام مظلوم کا جسم مبارک زخموں سے چور چور

تھا اور آپ کے حلق اور رگوں سے خون جاری تھا وَرَأسُه' مُشْتَهَرٌ اِلٰی یَزِیْدَ اور امام علیہ السلام کا سر اقدس نوک نیزہ پر آویزاں کر کے شہر بہ شہر پھرایا گیا۔ اس کے بعد یزید کو بطور ہدیہ پیش کیا گیا وَتَارَةً حُمِلَ عَلَی الْقَنَاتِ وَتَارَةً وُضِعَ اِلَی التَّنُوْرِ افسوس کہ وہ سر جو رسول خداؐ اور فاطمۃ زہراؑ کے سینہ اطہر پر رہتا تھا کبھی تو وہ نیزہ پر چڑھایا گیا اور کبھی تنور میں رکھا گیا۔

وَتَارَةً عُلِّقَ فِی الْاَشْجَارِ وَتَارَةً وُضِعَ تَحْتَ السَّرِیْرِ کبھی وہ سر اقدس درخت کے ساتھ لٹکایا گیا اور کبھی وہ تخت کے نیچے رکھا گیا۔ وَاَرَادُوْا اَنْ یُوْطُوْا الْخَیْلَ عَلٰی جِسْمِهٖ اور امام مظلومؑ کے جسم مبارک پر کافروں نے گھوڑے دوڑائے وَحُرِّقَتْ خِیَامُه' وَسُبِیَ ذَرَارِیْهِ اور امام عالی مقامؑ کے خیمے جلائے گئے اور اہل حرم کو لوٹا گیا اور ان کو اسیر کیا گیا وَخُرِمَتْ اٰذَانُ اَیْتَامِهٖ اور امام حسینؑ کے یتیموں کے کان زخمی کیے گئے اور دلاسے کی بجائے بچوں کو طمانچے مارے گئے۔

مورخین نے لکھا ہے کہ اہلبیتؑ کا لٹا ہوا قافلہ جب مقتل میں آیا تو بیبیوں نے اپنے شہداء کی لاشوں کو دیکھا کہ ان کے سر کٹے ہوئے ہیں بعض شہداء کے جسموں کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہیں اور وہ گرم ریت پر خاک و خون میں غلطاں پڑے ہوئے ہیں اور ظالم اپنے فوجیوں کی لاشوں کو دفنا رہے ہیں کہ رسولؐ خدا کے جگر گوشے یوں خاکِ کربلا پر پڑے ہوئے ہیں۔ بیبیوں نے جب اپنی اس مظلومیت اور بیکسی کو دیکھا تو بہت زیادہ ماتم کیا اور بہت زیادہ روئیں آہ اہلبیتؑ کے پاس رونے اور ماتم کرنے کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔

فَلَمَّا رَاَتْ زَیْنَبُ جَسَدَ الْحُسَیْنِ بِلَا رَأْسٍ مُتَلَتِّطًا بِدِمَائِهٖ وَدَمُهٗ مَسْفُوْحٌ اَلْقَتْ نَفْسَهَا مِنْ اَعْلَی الْبَصِیْرِ آہ جب زینبؑ بیکس نے اپنے مظلوم

بھائی کی لاش کو دیکھا کہ وہ خاک وخون میں غلطاں پڑی ہوئی ہے' گلے اور رگوں سے خون جاری ہے' بیتاب ہو کر اپنے آپ کو اونٹ سے گرا دیا اور بھائی کے لاشہ سے لپٹ گئیں وَصَاحَتْ وَامُحَمَّدُ اٰهْ صَلّٰی عَلَیْکَ مَلِیْکُ السَّمَاءِ وَهٰذَا ابْنُکَ الْحُسَیْنُ مَرَمَّلاً عَلَی الثَّرٰی قَطِیْعُ الرَّاسِ مُکَسَّرُ الْاَعْضَاءِ اور فریاد کرنے لگیں ہائے اے نانا! آپ کے جنازہ پر تو فرشتوں نے نماز پڑھی تھی اور آپؐ کا پیارا بیٹا حسینؑ خاک وخون میں پڑا ہوا ہے اور اس کے جسم کے اعضاء گھوڑوں کی ٹاپوں سے ٹکڑے ٹکڑے ہو چکے ہیں اور غسل دیا گیا ہے جو اپنے ہی خون سے اس کی رگوں سے جاری ہے اور اس کا کفن بیابان کی ریت ہے اور اس پر بھی نماز جنازہ پڑھنے والا کوئی نہیں ہے اور نہ ہی اس کو دفن کرنے والا ہے' یوں لگتا ہے کہ لشکر یزید اس کا آپؐ کے فرزند نہیں سمجھتا۔ ثُمَّ جَعَلَتْ تَمَرَّغَتْ خَدَّهَا عَلٰی جِسْمِهٖ الشَّرِیْفِ وَبَکَتْ بُکَاءَ الثَّکْلٰی اس کے بعد بی بی نے اپنا منہ اپنے زخمی اور شہید بھائی پر رکھ دیا اور بار بار بوسے دیتی تھیں اور اس بیقراری کے ساتھ روتی تھیں جس طرح کوئی عورت اپنے بیٹے کی لاش پر روتی ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ' جناب زینبؑ کے غموں اور دکھوں کا کوئی بھی اندازہ نہیں لگا سکتا کیونکہ امام حسینؑ سے جتنا پیار جناب زینبؑ کو تھا اتنا پیار دنیا میں کسی بہن کو اپنے بھائی کے ساتھ نہیں ہو سکتا وَالنِّسَاءُ عَلَی الْجَمَالِ فِیْ صُرَاخٍ وَعَدِیْلٍ وَبُکَاءٍ وَنَحِیْبٍ اور سب اہل حرم اونٹوں پر روتی تھیں اور سینہ کوبی کرتے ہوئے بلند آواز کے ساتھ روتی تھیں۔

فَبَکٰی لِبُکَاءِ هَا الْعَسْکَرُ اَجْمَعُوْنَ حَتّٰی اَنَّهُمْ رَاَوُ الْخَیْلَ جَرٰی دُمُوْعُهَا عَلٰی خُدُوْدِهَا ان بیکسوں کے رونے کی وجہ سے تمام اہل لشکر روتے رہے یہاں تک کہ ان کے گھوڑے بھی روتے تھے اور گھوڑوں کے منہ آنسوؤں سے تر ہو جاتے تھے۔

وانکَبتْ سَکِیْنَۃُ عَلٰی جَسدِ الْحُسَیْنِ وَبَکَتْ وَقَالَتْ یَا اَبَتَاہُ مَنْ ذَالَّذِیْ اَبَانَ رأسکَ اس وقت جناب سکینہؑ نے اپنے آپ کو اپنے باپ کی لاش پر گرا دیا اور بیقرار ہو کر روئیں یہ بین کیے کہ اے بابا کس بے رحم نے آپ کے سر کو تن سے جدا کیا ہے۔

یَا اَبَتَاہُ مَنْ ذَالَّذِیْ طَعَنَ عَلٰی صَدْرِکَ فَدَمُہ' جَارِ عَنْہُ بابا جان کس ظالم نے آپ کے سینہ پر نیزہ مارا کہ اس سے خون جاری ہے۔

یَا اَبَتَاہُ مَنْ ذَالَّذِیْ قَطَعَ کَفَّکَ الْیُسْرٰی بابا جان کس بدبخت نے آپ کے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو کاٹ ڈالا ہے۔ یَااَ بَتَاہُ مَنْ ذَالَّذِیْ اَیْتَمَنِیْ عَلٰی صِغْرِ سِنِّیْ بابا کس شقی نے مجھے اس چھوٹی سی عمر میں یتیم کیا ہے۔ فَبَیْنَمَا کَذٰلِکَ اِذَا اجْتَمَعَ عِدَّۃٌ مِنَ الْاَعْرَابِ ابھی سکینہؑ اپنے بابا کی لاش سے لپٹی ہوئی بین کر رہی تھیں کہ یکایک بہت سے منافق بے دین آ گئے اور اس یتیم کو لاش پدر سے جدا کر دیا لیکن سکینہؑ بار بار اپنے بابا کی لاش سے لپٹ جاتی تھیں حَتّٰی ضَرَبَ بعضُھُمْ السَّوْطَ وَجَرَّدَھَا عَنْہُ آہ یہاں تک کہ کسی ملعون نے وہ ظلم کیا کہ عرش الٰہی کو ہلا دیا کہ اس کو زبان بیان نہیں کر سکتی صرف اتنا اشارہ کروں گا کہ حسینؑ کی یتیم بیٹی تڑپ کر زمین پر گری۔ کہ یہ جھک جھک کر بار بار اپنے بابا کی لاش کو دیکھتی تھی اور اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے سر کو پیٹتی تھی اور کہتی تھی کہ بابا مجھے آپ کی لاش پر جی بھر کر رونے نہیں دیا گیا کیا' کروں ناچار ہوں وہ یہ کہہ رہی تھیں کہ ظالموں نے زبردستی اونٹ پر سوار کرایا اور کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

روایت نمبر 38

جناب امام حسینؑ کی ولادت باسعادت' جناب رسولؐ خدا کا اپنی صاحبزادی جناب سیدہؑ کے گھر پر تشریف لانا' شہزادہ کونین کی برکت سے فطرس فرشتہ کی خطاء کا معاف کیا جانا' امام مظلوم کی شہادت کے بارے میں چند روایات' جناب سکینہؑ کا اپنے بابا کی لاش پر دردانگیز بین کرنا۔

مولانا عابد عسکری

صفیہ بنت عبدالمطلب سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا جب امام حسینؑ پیدا ہوئے تو میں نے ان کو اپنی گود میں لیا تھوڑی دیر کے بعد جناب رسولؐ خدا تشریف لائے وَقَالَ یَاعَمَّةُ هَلُمِّیْ اِلَیَّ ابْنِیْ اور فرمایا پھوپھی جان میرا بیٹا مجھے دے دو فَقُلْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَا لَمْ نُنَظِّفْهُ میں نے کہا یا رسول اللہؐ! ابھی بچے کو غسل نہیں دیا فَقَالَ یَا عَمَّةُ اَنْتِ تُنَظِّفِیْنَهٗ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ نَظَّفَه‘ وَطَهَّرَه‘ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا سبحان اللہ اے پھوپھی اسے کیا پاک کرو گے اللہ تعالیٰ نے اس کو پاک و پاکیزہ خلق کیا ہے ثُمَّ اَخَذَهٗ وَقَبَّلَهٗ وَوَضَعَ لِسَانَه‘ فِیْ فَمِهٖ یہ فرما کر حضرت امام حسینؑ کو میری گود سے لے لیا اور اس نور چشم کی پیشانی پر بوسے دیے اور اپنی زبان مبارک اس کے منہ میں دے دی۔

جناب شیخ مفیدؒ نے کتاب امالی میں جناب ابن عباسؓ سے روایت کی ہے لَمَّا وُلِدَ الْحُسَیْنِ اَمَرَ اللّٰهُ جِبْرَئِیْلَ اَنْ یَهْبِطَ اِلَی الْاَرْضِ فِیْ الْمَلاَئِکَةِ الْمُقَرَّبِیْنَ لِیُهَنُّوْا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ بِمَوْلُوْدِ سَیِّدَة نساء العالمین کہ جس وقت جناب امام حسینؑ پیدا ہوئے اللہ تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ اے جبرئیلؑ! فرشتگانِ مقرب میں سے ہزار فرشتہ لے کر زمین پر نازل ہو اور ہمارے حبیب محمد مصطفیٰؐ کو ہماری جانب سے حسینؑ کے پیدا ہونے کی مبارک باد دو چنانچہ جناب جبرئیلؑ روانہ ہوئے اثنائے راہ میں ان کا ایک جزیرہ سے گزر ہوا۔

فَرَاٰیٰ فِیْهَا مَلَکًا یُقَالُ لَه‘ فِطْرُسُ اس جزیرے میں ایک فرشتے کو دیکھا کہ اس کا نام فطرس تھا وہ تیسرے آسمان کا فرشتہ تھا اور ستر ہزار فرشتے اس کے تابع تھے وَکَانَ قَدْ اَرْسَلَه‘ اللّٰهُ فِیْ اَمْرٍ مِنْ اُمُوْرِهٖ فَاَبْطٰی عَلَیْهِ اور اسے خدا نے کسی کام کا حکم کیا تھا تو اس نے اس کے بجا لانے میں دیر کی۔

فغضبَ اللّٰهُ علیہِ و کسرَ جناحہ' اللہ تعالیٰ ناراض ہوا اور اس کے پر توڑ کر اسے اس جزیزے میں ڈال دیا فَمَکَثَ یَعْبُدُ اللّٰهُ سَبْعَ مِائَةِ عَامٍ وہ فرشتہ سات سو برس سے اسی جزیرہ میں عبادت کر رہا تھا۔

شیخ ابوجعفر طوسیؒ نے مصباح الانوار میں نقل کیا ہے حَیَّرَہ' بَیْنَ عَذَابِ الدُّنْیا وَالْاٰخِرَةِ فَاختَارَ عَذَابَ الدُّنْیَا اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کو اختیار دیا کہ چاہے عذاب دنیا اختیار کرے اور چاہے عذاب آخرت فطرس نے عذاب دنیا اختیار کیا فکسرَ جناحہ' وَاَلْقَاہُ فِیْ تِلْکَ الْجَزِیْرَةِ مُعَلَّقًا بِاَشْفَارِ عَیْنَیْهِ سَبْعَ مِائَةِ عَامٍ چنانچہ حکم خداوندی سے اس کے پر توڑ دیے گئے اور اسے معلق مژہ ہائے چشم پر لٹکا دیا اور اس کے قدموں سے دھواں نمودار ہو رہا تھا وہ سات سو سال اس حالت میں رہا۔

حتّی ولَدَ الْحُسَیْنُ فَقَالَ الْمَلِکُ یَااَخِیْ اِلٰی اَیْنَ تُرِیْدُ یہاں تک کہ حضرت امام حسینؑ پیدا ہوئے اور جبرئیلؑ امین جناب رسولؐ خدا کو مبارکباد دینے کے لیے آ رہے تھے فطرس نے پوچھا اے بھائی جبرئیلؑ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ جبرئیلؑ بولے اللہ تعالیٰ نے جناب رسالتمابؐ کو نواسا عطا فرمایا ہے اس بچے کی ولادت باسعادت کے موقعہ پر مبارکبادی کے لیے مدینے جا رہا ہوں فَقَالَ الْمَلَکُ یاجَبْرَئِیْلُؑ قَدْ مَکَثْتُ فِیْ هٰذِهِ الْجَزِیْرَةِ سَبْعَ مِائَةِ عَامٍ اُرِیْدُ اَنْ تَحْمَلْنِیْ مَعَکَ لَعَلَّ مُحَمَّدًا یَدْعُوْنِیْ فِی الْعَافِیَةِ فطرسؑ نے کہا اے جبرائیلؑ میں سات سو سالوں سے اس جزیرے میں پڑا ہوں آپ مجھے اپنے ساتھ لے چلیں کہ شاید اس عظیم خوشی کے موقعہ پر جناب رسولؐ خدا میرے لیے دعا کریں تو میری تقصیر معاف ہو جائے۔

جبرئیلؑ کو فطرس کی حالت پہ بہت رحم آیا اور اسے اپنے پروں پر اٹھا کر جناب رسولؐ خدا کی خدمت اقدس میں لے آئے۔ **فَهَنَّاهُ عَنِ اللّٰهِ وَاَخْبَرَهُ بِحَالِ الْفِطْرُسْ** پہلے تو جبرئیلؑ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبارکباد دی اس کے بعد فطرس کے بارے میں صورت حال سے آگاہ کیا **فَقَالَ لَهٗ النَّبِیُّ قُلْ لَهٗ یَقُوْمِ وَیَمْسَحُ بِهٰذَا الْمَوْلُوْدِ** آنحضرتؐ نے فرمایا اے جبرئیلؑ فطرس سے کہو کہ اپنا جسم اپنے فرزند ارجمند حسین ابن علیؑ کے بدن شریف سے مس کرے اور ملے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی قدر و منزلت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فطرس کو ضرور شفایاب فرمائیگا اور اس کی غلطی سے درگزر کرے گا۔ **فَقَامَ الْمَلَکُ وَمَسَحَ جَنَاحَهٗ ثُمَّ اَرْتَفَعَ طَائِرًا اِلَی السَّمَاءِ بِبَرْکَةِ الْحُسَیْنِ** پس فطرس اٹھا اور اپنا جسم امام حسینؑ کی جسم سے مس کیا تو اسی وقت وہ تندرست ہو گیا اور امام حسینؑ کے برکت سے اس کے جسم پر پر و بال آ گئے اور خوش کر اور شکریہ ادا کر کے وہ تیسرے آسمان کی طرف پرواز کر گیا اور عبادت الٰہی میں مشغول ہو گیا۔

وَهُوَ یَقُوْلُ مَنْ مِثْلِیْ وَاَنَا عَتِیْقُ الْحُسَیْنِ وہ فرشتوں میں فخر و مباہات کرتے ہوئے کہتا ہے بھلا مجھ جیسا خوش قسمت کون ہو سکتا ہے میں حسینؑ ابن علیؑ کا آزاد کردہ ہوں اور مجھے سرکار حسینؑ سے شفا ملی ہے لیکن افسوس صد افسوس وہی حسینؑ کا جسم پاک تھا کہ دسویں محرم کے دن ان پر نیزوں، تلواروں، پتھروں سے حملہ کیا جاتا تھا مورخین لکھتے ہیں کہ ہمارے آقا و مولا جناب امام حسینؑ کے جسم اقدس پر اتنے زخم لگے کہ ان کو شمار بھی نہیں کیا جا سکتا تھا **وَکَانَتِ السِّهَامُ فِیْ دِرْعِهٖ کَالشَّوْکِ فِیْ جِلْدِ الْقُنْفُذِ** کہ امام علیہ السلام کے جسم اقدس پر اس قدر تیر لگے کہ آپ کا جسم چھلنی چھلنی ہو گیا لیکن امام علیہ السلام کی شجاعت کا یہ عالم تھا کہ جب

یزیدی فوجی ہجوم کر کے آپؑ کے قریب آتے تھے تو آپ ان پر شیر کی مانند حملہ کرتے تھے اور یزیدی فوجی گلہ گوسفند کی مانند بھاگ جاتے تھے وَلَقَدْ کَانَ یَحْمِلُ فِیْهِمْ وَقَدْ تَکَمَّلُوْا ثَلٰثِیْنَ اَلْفًا فَهُزِمُوْنَ کَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُنْتَشِرٌ اور تیس تیس ہزار اشقیاء اکٹھے ہو کر امام علیہ السلام حملہ پر آور ہوتے تھے لیکن جب امام حسینؑ جوابی حملہ کرتے تھے تو ٹڈی دل دشمن تتر بتر ہو جاتا تھا۔ امام علیہ السلام پھر اپنی جگہ پر واپس آ جاتے تھے اور فرماتے تھے لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پھر امام علیہ السلام نے عمر سعد سے فرمایا میں تین چیزوں میں تجھے اختیار دیتا ہوں وہ تو بجا لا وہ بولا وہ کیا ہیں؟ امام عالی مقام نے فرمایا اُتْرُکْنِیْ اَرْجِعْ اِلٰی حَرَمِ جَدِّیْ کہ اب بھی درگزر کرو کہ میں روضۂ رسول پر چلا جاتا ہوں وہ بولا یہ مجھ سے نہیں ہو سکے گا حضرت امام حسینؑ نے فرمایا اگر یہ بھی نہیں ہوسکتا۔ اِسْقِنِیْ شَرْبَةً مِنَ الْمَاءِ فَقَدْ نَشِفَتْ کَبِدِیْ مِنَ الظَّمَاءِ مجھے تھوڑا سا پانی دے دے کہ میرا جگر پیاس کی شدت کی وجہ سے جل رہا ہے۔ وہ لعین بولا یہ بھی نہیں ہو گا کہ میں آپؑ کو پانی پلاؤں۔

حضرتؑ نے فرمایا کہ پھر ایک ایک آدمی مجھ سے لڑنے آئے یہ بات اس نے قبول کر لی یہ سن کر شمر لعین بولا اے امیر اس طرح تو اگر اہل ارض بھی دنیا سے لڑیں تو وہ حسینؑ پر غلبہ نہیں پا سکیں گے۔ لہٰذا بہتر یہی ہو گا کہ سب مل کر حملہ کریں (میرے نزدیک امام حسینؑ نے اتمام حجت کے طور پر یہ فرمایا ورنہ وہ کسی طور پر کسی لحاظ سے اپنے دشمن سے سوال نہیں کریں گے بھلا کریم بھی کسی لعین سے کچھ مانگ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں خاص طور پر امام حسینؑ ایسے کریم امامؑ سے بات ناممکن ہے کہ وہ اپنے عزیزوں' ساتھیوں کے قاتل سے کسی قسم کا سوال کریں۔

عمر سعد بولا۔ اے شمر تیری تجویز بہت اچھی ہے لہٰذا تم سب یکجا ہو کر امام

حسینؑ پر چاروں طرف سے حملہ کر دو، عمر سعد کا کہنا تھا کہ چاروں طرف سے تیروں کی بارش برسنے لگی لیکن امام علیہ السلام ان حملوں کا بھرپور طریقے سے جواب دیتے رہے کبھی دائیں حملہ کرتے اور کبھی بائیں طرف یہاں تک کہ قَتَلَ مِنَ الْقَوْمِ مَایَزِیْدُ عَشَرَةَ الاَفِ فَارِسِی امام علیہ السلام نے دس ہزار آدمیوں سے بھی زائد افراد قتل کیے اور امام مظلوم کے جسم شریف پر انیس سو پچاس زخم لگے (شاید اس سے مراد یہ ہے کہ مولا مظلوم کربلا کا پورا جسم زخموں سے چور چور ہو گیا تھا۔

اِذْ صَاحَ بِصَائِحٍ یَا حُسَیْنُ اَتُقَاتِلُ اَمْ تُقْتَلُ ناگاہ ایک آواز آسمان سے آئی اے حسینؑ آیا آپ نے قتل کرنا یا شہید ہونا ہے؟ یہ سن کر امام علیہ السلام نے اپنا ہاتھ روک لیا اور اپنی تلوار نیام میں ڈال کیا اور بارگاہ خداوندی میں عرض کی کہ بار الہا جس طرح تو راضی ہے حسینؑ اس طرح راضی ہے، ادھر ظالموں! نے فرصت پا کر حملوں پر حملے کرنا شروع کر دیے امام علیہ السلام نے ایک پھر اتمام حجت کے طوور پر فرمایا یا قَوْمُ اَنَا سِبْطُ الْمُصْطَفٰی وَعَطْشَانٌ اے ظالموں میں جناب رسولؐ خدا کا بیٹا ہوں اور پیاسا ہوں یاقَوْ اَنَا اِبْنُ الْمُرْتَضٰی وَعَطْشَانٌ اے قوم اشقیاء میں جناب علی مرتضیٰؑ کا بیٹا ہوں اور مجھے سخت پیاس لگی ہوئی ہے اِذْ رَمَاهُ اَبُوْ الْحَنُوْقِ بِسَهْمٍ لَه، ثَلٰثُ شُعَيْبٍ فَوَقَعَ فِيْ جَبْهَتِهٖ ناگاہ ابو الحنوق لعین نے امام علیہ السلام کی پیشانی اقدس پر تین نوکوں والا تیر مارا وہ پیشانی کہ جس پر پیغمبر اکرمؐ بوسہ دیتے تھے فَنَزَعَ السَّهْمَ مِنْ جَبْهَتِهٖ فَسَالَتِ الدَّمُ عَلٰی وَجْهِهٖ وَلِحْيَتِهٖ امام علیہ السلام نے اسے نکالا تو اس سے پرنالے کی طرح خون بہہ نکلا جس سے آپ کی ریش مقدس تر ہو گئی۔

فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ تَرٰی مَافَعَلُوْا بَابْنَ بِنْتِ نَبِيِّکَ خداوندا تو دیکھ رہا

ہے جو ان لوگوں نے تیرے نبیؐ کے نواسے سے سلوک کیا ہے۔ اِذْ جَاءَ سِنَانٌ لَعَنَهُ اللّٰهُ فَطَعَنَه، بِرُمْحِهٖ ناگاہ سنان بن انس لعین آیا اور امام علیہ السلام کو ایک نیزہ مارا ثُمَّ رَمَاهُ خُوْلِیْ بِسَهْمٍ مَسْمُوْمٍ فَوَقَعَ فِیْ لَبَّتِهٖ پھر خولی لعین نے آ کر حضرتؑ کو ایک زہر آلود تیر مارا کہ وہ آپؑ کے حلق مبارک پر لگا فَسَقَطَ عَنْ ظَهْرِ الْجَوَادِ اِلَی الْاَرْضِ تَحَوَّزَفِیْ دَمِهٖ امام علیہ السلام گھوڑے سے گر پڑے اور اپنے خون میں تڑپنے لگے۔

بحار الانوارؒ میں منقول ہے۔ فَنَادَی الشِّمْرُ مَاانْتَظَارُکُمْ عَجِّلُوْا شمر نے آواز دے کر کہا کہ حسینؑ کو قتل کرنے میں جلدی کرو یہ سن کر درعہ بن شریک ملعون آیا وَضَرَبَ السَّیْفَ عَلَیْهِ وَقَطَعَ کَفَّه، الْیُسْرٰی اس کافر نے امام مظلوم پر تلوار سے حملہ کیا جس کی وجہ سے امام علیہ السلام منہ کے بل گر پڑے۔

ناگاہ سنان ابن انس نے پوری طاقت سے تیر مارا جس سے پوری کائنات لرز گئی سنان نے خولی سے کہا کہ حسینؑ کا سر فوراً قلم کر دے لیکن خولی کے ہاتھ پاؤں کانپنے لگے تو سنان بن انس سے کہا ارے بزدل! تجھ سے ایک حسینؑ کا سر نہیں کٹتا یہ کہہ کر خود آگے بڑھا وَضَرَبَ السَّیْفَ عَلٰی حَلْقِ الشَّرِیْفِ وَقَالَ اور ایک تلوار دور سے امام علیہ السلام کے خشک حلق پر لگائی اور کہہ رہا تھا اِنِّیْ اَذْبَحُکَ وَقَدْ اَعْلَمُ اَنَّ جَدَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَبَاکَ وَاُمُّکَ خَیْرُ خَلْقِ اللّٰهِ میں آپ کو ذبح کرتا ہوں یہ سب کچھ جانتے ہوئے کہ آپ فرزند رسولؐ ہیں اور آپ کے والدین بہترین خلق خدا ہیں یہ کہہ کر اس ظالم نے ہمارے آقائے مظلوم کا سر قلم کیا جب وہ شقی حضرت امام حسینؑ کو شہید کر چکے تو پھر وہ تلواریں، نیزے لے کر وہاں آئے جہاں آل محمدؐ کے بچے اور خواتین بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے آ کر خیموں کو آگ لگا

دی پردہ داروں کے سروں سے چادریں اتاریں، معصوم بچوں کو طمانچے مارے یہاں تک امام حسینؑ کی معصوم بیٹی سکینہؑ کے کانوں سے گوشوارے بھی اتار لیے اور یہ ملعون خوش ہو کر اپنی اپنی شقاوت کو بیان کرتے تھے فَهٰذَا يَقُوْلُ اَنَا ضَرَبْتُه، بِسَيْفِيْ وَذٰلِكَ يَقُوْلُ اَنَا طَعَنْتُهُ بِرُمْحِيْ فَاُلْقِيَ اِلَى الْاَرْضِ ایک شقی بولا کہ میں وہ ہوں جس نے امام حسینؑ کو تلوار ماری تھی دوسرا بولا کہ میں نے سینہ اقدس پر نیزہ مارا کہ جس کی وجہ سے امام علیہ السلام غش کھا کر زین سے زمین پر آئے۔ وَهٰذَا يَقُوْلُ لَطَمْتُه، وَاَخَذْتُ عِمَامَتَه، اور ایک لعین بولا کہ میں نے وقت آخر حسینؑ کے چہرہ اقدس ساتھ بے ادبی کی اور ان کے سر سے عمامہ اتار لیا اور کوئی کہتا تھا کہ مجھ سے حسینؑ بار بار پانی مانگتے رہے، لیکن میں نے انھیں ایک گھونٹ پانی کا نہ دیا۔

آہ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ جب لٹا ہوا قافلہ (ہاتھوں میں زنجیر، پاؤں میں بیڑیاں) قید ہو کر بے پلان اونٹوں پر سوار ہو کر مقتل میں آیا اور بیبیوں نے دیکھا کہ ان کے پیارے خاک و خون میں غلطاں گرم ریت پر سوئے ہوئے تھے سر بریدہ لاشوں کو دیکھ کر سب بیبیوں نے کو اپنے آپ کو گرا دیا اور ان لاشوں سے لپٹ کر بلند آواز سے رونا شروع کر دیا، راوی کہتا ہے ایسا گریہ، ایسا ماتم میں نے کبھی نہیں سنا یوں لگ رہا تھا کہ جیسا کہ قیامت برپا ہو چکی ہے۔ ثُمَّ جَاءَتِ الْمَرْءَةُ وَفِيْ حِجْرِهَا صَبِيَّةٌ تَلْطِمُ رَاْسَهَا وَتَقُوْلُ آهْ آهْ اَيْنَ اَبِيْ اَيْنَ اَبِيْ. مقتل ابو مخنف وغیرہ میں لکھا ہے اس وقت روتی ہوئی ایک بی بی آئی اس کی گود میں چھوٹی سی بچی تھی اس بچی کا حال یہ تھا کہ اپنے سر پر خاک ڈالتی تھی اور ننھے ننھے ہاتھوں سے اپنے سر کو پیٹتی تھی اور بے اختیار رو کر کہتی تھی۔ کہاں ہیں میرے بابا حسینؑ اور کدھر گئے میرے بابا حسینؑ کہ میری یہ حالت دیکھیں یہاں تک کہ اس بی بی نے اپنے بابا

لی لاش کو پہچان لیا وہ بی بی اس قدر روئی اور بیقرار ہوئی کہ بیان سے باہر ہے اس یتیم بچی کے گریہ و ماتم کو دیکھ کر اپنے پرائے سب رو رہے تھے۔ فَاعْتَنَقَتْ جَسَدَ الْحُسَیْنِ وَتَقُوْلُ دوڑ کر باپ کی لاش سے لپٹ گئی اور یوں بین کرتی تھیں وَابَتَاهُ مَنْ ذَالَّذِیْ اَبَانَ رَاْسَکَ فَمَا عَرَفْتُکَ ہائے میرا غریب بابا! کس ظالم نے آپ کے سر کو تن سے قلم کیا کہ بابا میں آپ کو پہچان بھی نہ سکی۔

وَابَتَاهُ مَنْ ذَالَّذِیْ طَعَنَ عَلٰی صَدْرِکَ ہائے میرے مظلوم بابا! کس ستمگر نے آپ کے سینہ اقدس پر تیر مارا ہے کہ اب تک اس سے خون جاری ہے ثُمَّ اَنَّهَا لطمَتْ وَجْهَهَا حَتّٰی خَرَّتْ مَغْشِیَّةً عَلَیْهَا پھر اس یتیم بچی نے اپنے منہ کو پیٹنا شروع کر دیا۔ آخر کار روتے روتے بے ہوش ہو کر گر پڑی وَضَجَّتِ الْقَوْمُ عَنْ صَوْتٍ وَاحِدٍ بِالْبُکَاءِ وَالنَّحِیْبِ حَتّٰی جَرَتِ الدُّمُوْعُ عَلٰی حَوافِرِ الْخُیُوْلِ راوی کہتا ہے کہ اس یتیم کے رونے اور غش کھا جانے کی وجہ سے تمام لشکر اعداء رو پڑا یہاں تک کہ ان کے گھوڑے بھی رونے لگے ان حیوانوں کے آنسو بہہ کر سموں تک پہنچ گئے اس سے مراد یہ ہے کہ حیوانات بھی آلِ رسولؐ کے غم میں بہت زیادہ روئے' یہ دیکھ کر عمر سعد بولا کہ جلد کوچ کرو ہو سکتا ہے کہ کوئی عذاب نہ آ جائے۔

مومنین کرام! خداوند غفار اور رسول مختار کا حکم ہے کہ یتیم کو مت جھڑکو کہ ان کے دل نازک ہوتے ہیں اور ان کے سر پر ہاتھ پھیرو کہ ثواب عظیم ہے آہ ان کافروں نے عمر سعد کے حکم سے ان یتیموں پر رحم کرنے اور ان کو دلاسہ دینے کے بجائے طمانچے مارے اور تازیانے مار مار کر ان کو شہداء کی لاشوں سے جدا کیا۔

منقول ہے کہ سکینہؑ بنت الحسینؑ اپنے بابا حسینؑ کی لاش سے لپٹ کر کہتی

تھی کہ بابا! دیکھو تو سہی میرے کان زخمی ہو چکے ہیں' ظالموں نے میرے گوشوارے چھین لیے ہیں اور مجھے طمانچے مارے گئے ناگاہ شمر لعین اس بچی کو باپ کی لاش سے چھڑوانے آیا' جب بی بی نے نہ چھوڑا اور اپنے باپ کی لاش سے لپٹ کر روتی رہی تو اس ظالم نے اس معصومہ کو اس زور سے تازیانہ مارا کہ وہ یتیم بلبلا گئی۔

روایت نمبر 39

اہلبیت اطہارؑ کی مظلومیت پر رونے کا ثواب، حضرت سلیمانؑ کا سرزمین کربلا پر پہنچنا، جناب امام حسینؑ کی لاش اقدس پر جنات کا رونا اور ماتم کرنا، حضرت امام مہدی علیہ السلام کا اپنے جدِ امجد جناب مظلوم کربلا کے نام سلام غم۔

مولانا عابد عسکری

شیخ مفیدؒ شیخ طوسیؒ نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا نَفَسُ الْمَهْمُوْمِ لِظُلْمِنَا تَسْبِيْحٌ وَهَمُّهُ لَنَا عِبَادَةٌ جو شخص محزون و غمگین ہو ان مظالم پر کہ جو ہم اہلبیتؑ پر ظالموں نے کیے ہیں، جو سانس لے گا اللہ تعالیٰ اس کو تسبیح کا ثواب عطا فرمائے گا اور اس کا مغموم ہونا عبادت ہے وَكِتْمَانُ سِرِّنَا جِهَادٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ہمارے دشمنوں سے ہمارے راز چھپانا راہ خدا میں جہاد کرنے کا ثواب رکھتا ہے پھر فرمایا يَجِبُ اَنْ يُكْتَبَ هٰذَا الْحَدِيْثُ بِالذَّهَبِ لازم ہے کہ اس حدیث کو آب طلاء (سونے کے پانی سے) لکھیں۔ وَعَنْهُ اَنَّهُ قَالَ مَنْ بَكٰى اَوْ اَبْكٰى ثَلٰثِيْنَ فَلَهُ الْجَنَّةُ دوسری حدیث میں امام علیہ السلام نے پھر فرمایا کہ جو شخص ذکر مصائب بیان کر کے خود روئے یا تیس آدمیوں کو رلائے اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو واجب کر دیتا ہے وَمَنْ بَكٰى اَوْ اَبْكٰى وَاحِدٌ فَلَهُ الْجَنَّةُ اور جو خود روئے یا ایک آدمی کو رلائے خداوند کریم اس پر بھی جنت کو واجب کر دیتا ہے۔

فَاِنَّهُ مَنْ لَمْ يَحْزَنْ عَلٰى مُصَابِنَا فَلَيْسَ مِنَّا پس بالتحقیق کہ جو شخص ہماری مصیبت سن کر (یا پڑھ کر) محزون نہ ہو وہ ہمارے ماننے والوں میں سے نہیں ہے۔ احادیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو بہت بڑی سلطنت عطا کی تھی اور تمام جن وانش اور پرند اور چرند ان کے تابع کیے تھے کہ جس کام کا آپؑ حکم کرتے تھے وہ بجا لاتے تھے، جو چیز کہتے تھے جنات اُسے تیار کرتے تھے اور ہوا کو تابع کیا تھا کہ صبح کو ایک مہینہ کی راہ تک انھیں لے جاتی تھی۔

ایک روز تخت سلیمانؑ ہوا پر جا رہا تھا ناگاہ صحرائے کربلا پر پہنچا ہوا نے تین مرتبہ تخت کو گردش دی فَخَافَ اَنْ يَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ خطرہ لاحق ہوا کہ تخت

زمین پر نہ گرے، غرض ہوا ٹھہر گئی اور تخت زمین پر آیا قَالَ سُلَیْمَانُ یَا رِیْحُ مَاسَبَبُ اضطرابِکَ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ اے ہوا تیرے اضطراب کی وجہ کیا ہے؟ ہوا بولی میں بے چین کیوں کر نہ ہو یُقْتَلُ فِیْ هٰذِهِ الْاَرْضِ سِبْطُ مُحَمَّدِ نِ الْمُخْتَارِ وَابْنُ عَلِیِّ نِ الْکَرَّارِ کہ یہاں پر حضرت محمد مصطفیؐ کا نواسہ اور جناب علی مرتضیٰؑ کا بیٹا حسینؑ ابن علیؑ شہید کیا جائے گا قَالَ مَنْ یَقْتُلُه، حضرت سلیمانؑ نے پوچھا جناب امام حسینؑ کو قتل کون کرے گا؟ یَزِیْدُ مَلْعُوْنُ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِیْنَ ہوا نے عرض کی انھیں یزید شہید کرے گا اور اس پر اہل آسمان و زمین لعنت کریں گے۔ پس جناب سلیمان علیہ السلام نے یزید پر بہت نفرین کی اور آپ کے ہمراہ جتنی بھی مخلوقات تھیں وہ سب آمین کہتی رہیں، پھر ہوا تخت کو لے کر آگے بڑھی پس اس طرح جناب سلیمانؑ امور سلطنت کو چلانے میں مصروف تھے۔

ایک روز جناب سلیمانؑ کو خیال آیا کہ میں اپنا ملک تو دیکھوں اور ایک روز کے لیے آرام بھی کروں فَصَعَدَ عَلَی الْقَصْرِ پس آپؑ ایک اونچے محل کی چھت پر تشریف لے گئے اور اعلان کیا کہ آج کوئی بھی میرے پاس نہ آئے میں چاہتا ہوں کہ آج تھوڑا سا آرام کر لوں۔ وَقَامَ مُتَّکِئًا عَلٰی عَصَا یَنْظُرُ اِلٰی مُلْکِهٖ آپ عصا کا سہارا لے کر کھڑے ہو گئے اور اپنی سلطنت کی وسعتوں کو دیکھنے لگے فَنَظَرَ شَخْصًا وَاحِدًا عِنْدَه، قَالَ مَنْ اَنْتَ اچانک ایک شخص نمودار ہوا جناب سلیمانؑ حیران ہو کر بولے کہ تو کون ہے کہ میری اجازت کے بغیر آ گیا ہے؟ قَالَ اَنَا الَّذِیْ لَا نَرْشِیْ وَلَا نَخَافُ الْمُلُوْکَ بولا میں وہ ہوں کہ نہ رشوت لیتا ہوں اور نہ بادشاہوں سے ڈرتا ہوں۔

اَنَا مَلَکُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وَکَّلَ اللّٰهُ عَلٰی قَبْضِ الْاَرْوَاحِ میں ملک

الموت ہوں' اللہ تعالیٰ نے مجھے قبض ارواح پر مقرر کیا ہے۔ جناب سلیمانؑ بولے جو تمھیں حکم ہوا ہے بجا لاؤ فَمَاتَ وَهُوَ قَائِمًا كَمَا كَانَ پس جناب سلیمانؑ نے انتقال فرمایا مگر عصا کے سہارا پر کھڑے رہے ادھر قوم جنات کاموں میں مصروف تھی ان کو پتہ ہی نہ چل سکا کہ اتنا بڑا سانحہ بھی رونما ہوا ہے' جب دیمک نے ان کے عصا کو کھایا اور حضرت سلیمان علیہ السلام زمین پر گرے تو جنات کو علم ہوا کہ جناب سلیمانؑ انتقال کر گئے ہیں۔ جنات آج تک دیمک کے شکر گزار ہیں کہ اس نے انھیں سلیمانؑ کی موت سے آگاہ کیا۔ **فَيَجْعَلُوْنَ الْمَاءَ وَالرِّزْقَ عِنْدَهَا تَحْتَ الْاَرْضِ** پس قوم جنات زمین کے نیچے دیمک کے نزدیک پانی اور کھانا رکھتے ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جہاں دیمک ہوتی ہے وہاں کیچڑ اور پانی پایا جاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جناب سلیمان علیہ السلام کی عزت اور احترام حکومت اور سلطنت و طاقت کی وجہ سے تھا' جب آپ انتقال فرما گئے تو آپ کے تابع جتنی بھی مخلوقات تھیں سب چلی گئیں لیکن کیا کہنا جناب سید الشہداء حضور امام حسینؑ کی عظمت کا کہ جنات آرزو کرتے تھے کہ آپؑ کی مدد کریں اور وہ واحد فوج یزید کو تہس نہس کر دیں لیکن آپؑ نے ان کا شکریہ ادا کیا اور ان کے حق میں دعا کی سرزمین کربلا پر جنات نے شہادت امام سے قبل اور شہادت کے بعد بہت زیادہ گریہ و ماتم کیا۔

جناب ام کلثومؑ بیان کرتی ہیں کہ جب میرا بھائی شہید ہوا اور ذوالجناح درخیمہ پر آیا تو میں خیمے میں بیٹھی ہوئی تھی ذوالجناح کی آواز سن کر میں درخیمہ پر آئی تو دیکھا زین خالی ہے اور باگیں کٹی ہوئی ہیں' میں یہ دیکھ کر دھاڑیں مار کر رونے لگی فَسَمِعْتُ هَاتِفًا اَسْمَعُ صَوْتَهٗ وَلَا اَرٰى شَخْصَهٗ پس خیمہ کی دوسری طرف رونے

کی آواز آئی لیکن رونے والا شخص نظر نہیں آ رہا تھا وہ کہہ رہا تھا اے میرے مولا ہم آپ کی نصرت کے لیے حاضر ہوئے تھے اور اپنی جانیں آپ پر قربان کرنے آئے تھے لیکن آپؑ نے اجازت ہی نہیں دی جس کا ہمیں بیحد افسوس ہے کہ ہم نصرت امام اور شہادت جیسی نعمت عظمیٰ سے محروم ہوئے ہیں۔ فَنَادَيْتُهُ بِحَقِّ مَعْبُوْدِکَ مَنْ اَنْتَ میں نے اس سے کہا کہ تجھے اپنے خدا کا واسطہ بتا تو کون ہے؟ فَقَالَ اَنَا مَلِکٌ مِنْ مُلُوْکِ الْجِنِّ جِئْتُ اَنَا لِنُصْرَةِ الْحُسَيْنِ ؑ وہ بولا اے آقا زادی میں قوم جنات کا بادشاہ ہوں ہم حضرت امام حسینؑ کی مدد کے لیے آئے تھے فَوَاجَدُ نَاقَدْ قُتِل لیکن افسوس ہے کہ ہم نے انھیں شہادت کی حالت میں پایا اور اپنی ان کی مدد نہ کر سکے اور شہادت کی نعمت سے محروم رہے۔

ثُمَّ قَالَ وَاَسَفَاهُ عَلَيْکَ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ پھر وہ ٹھنڈی سانس بھر کر کہنے لگا کہ ہزار افسوس اے مولا حسینؑ! آپ بھوکے پیاسے شہید ہوئے ہیں۔ قبیلہ بنی سد میں سے ایک شخص نے روایت کی ہے کہ جب فرزند رسول اور جگر گوشہ بتول اپنے ساتھیوں سمیت دریائے فرات کے کنارے پیاسا شہید ہوا کہ میں نے ان لاشوں سے بے شمار عجائبات مشاہدہ کیے ان میں سے بعض یہ ہیں اِذَا هَبَّتِ الرِّيْحُ تَمُرُّ عَلَيَّ نَفَحَاتٌ كَنَفَحَاتِ الْمِسْکِ وَالْعَنْبَرِ جب ہوا چلتی تھی تو ان مقدس ترین اشوں سے عنبر اور کستوری کی خوشبو آتی تھی وَلَمْ اَزَلْ اَرٰی نُجُوْمًا تَنْزِلُ مِنَ السَّمَا لَی الْاَرْضِ وَتَرْقٰی مِنَ الْاَرْضِ اِلَی السَّمَاءِ اور ستارے ہمیشہ حضرت امام حسینؑ کی لاش کے پاس اترتے تھے اور پھر چلے جاتے تھے اور میں اکیلا تھا کسی سے پوچھ نہ سکتا تھا اور جب سورج غروب ہو جاتا تھا تو قبلہ کی جانب سے ایک شیر آتا تھا اس کے خوف کی وجہ سے میں گھر چلا آتا تھے اور جب صبح کے وقت میں مقتل میں آتا تھا

تو اسے قبلہ کی طرف جاتے ہوئے دیکھا تھا۔

فَقُلْتُ فِيْ نَفْسِيْ اِنَّ هٰؤُلاَءِ خَوَارِجُ قَدْ خَرَجُوْا عَلٰى عُبَيْدِ اللّٰهِ فَامَرَ بِقَتْلِهِمْ پس میں حیران ہوا اور دل ہی دل میں کہنے لگا کہ لوگ انھیں خارجی کہتے تھے اور انھوں نے عبید اللہ ابن زیاد پر خروج کیا ہے یہاں تک کہ انھوں نے ان کے قتل کا حکم دیا ہے وَاَرٰى مِنْهُمْ مَالَمْ اَرَاهُ مِنْ سَائِرِ الْقَتْلٰى مگر یہ کیسے لوگ ہیں کہ ان کی لاشوں سے عجیب وغریب مشاہدات دیکھ رہا ہوں اس طرح کی چیزیں کبھی دوسری لاشوں سے دیکھنے میں نہیں آئیں، پس واللہ آج کی رات میں یہیں رہوں گا تاکہ دیکھوں کہ یہ شیر ان لاشوں کا گوشت کھاتا ہے یا نہیں؟ غرض جب سورج غروب ہوا تو وہ شیر آیا اور میں اس کے خوف سے کانپنے لگا میں نے سوچا کہ اگر اس کی مراد بنی آدمؑ کا گوشت کھانے کی ہے تو وہ مجھے بھی ہلاک کر دے گا وَاَنَا فِيْ ذٰلِكَ مُتَفَكِّرٌ وَهُوَ يَتَخَطَّى الْقَتْلٰى میں اس فکر میں تھا کہ وہ شیر قتل گاہ میں داخل ہوا اور لاشوں کو سونگھنے لگا حَتّٰى وَقَفَ عَلٰى جَسَدٍ كَاَنَّهُ الشَّمْسُ اِذَا طَلَعَتْ یہاں تک کہ وہ شیر ایک لاش کے سرہانے کھڑا ہوا اور وہ لاش خورشید تاباں کی مانند چمک رہی تھی وہ شیر اس شہید کے قدموں پر بوسے دیتا تھا یہ دیکھ کر بیساختہ میرے منہ سے نکلا اَللّٰهُ اَكْبَرُ یہ عجائبات اسرار سے خالی نہیں ہیں۔

وَاِذَا بِشُمُوْعٍ مُعَلَّمَةٍ مَلاَئَتِ الْاَرْضَ ناگاہ میں نے بہت سی معلق شمعیں روشن دیکھی ہیں کہ ان سے تمام زمین روشن ہوگئی وَاِذَا بِبُكَاءٍ وَنَحِيْبٍ ولطم اچانک ایک رونے اور ماتم کی آواز سنائی دی جب میں نے غور سے سنا تو وہ آوازیں اس کے نیچے سے آتی تھیں اور ان رونے والوں میں سے ایک یہ کہہ کر روتا تھا وَاحُسَيْنَاهُ وَاقُرَّةُ ہائے حسینؑ ہائے حسینؑ یہ سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہو

گئے۔ میں اس آواز کے قریب گیا وَاَقْسَمْتُ عَلَيْهِ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ مَنْ تَكُوْنُوْنَ میں نے خدا اور رسولؐ کی قسم دے کر ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ فَقُلْنَ نَحْنُ نِسَاءٌ مِنَ الْجِنِّ انھوں نے کہا ہم جن عورتیں ہیں پھر میں نے پوچھا تم روتی کیوں ہو؟ فَقُلْنَ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ اِلَى الصَّبَاحِ هٰذَا عَزَآءُ نَا عَلَى الْحُسَيْنِ الذَّبِيْحِ الْعَطْشَانِ انھوں نے جواب میں کہا اے شخص ہم ہر رات کو شام سے صبح تک یوں ہی امام حسینؑ کی مظلومیت پر روتے ہیں میں نے کہا هٰذَا الْحُسَيْنُ الَّذِيْ يَجْلِسُ عِنْدَهُ الْاَسَدُ امام حسینؑ کی لاش یہی ہے کہ جس کے پاس شیر بیٹھا ہے قُلْنَ نَعَمْ وہ بولیں ہاں یہی حسینؑ ہیں۔ رسولؐ خدا کا پیارا نواسا کہ جسے ظالموں نے گوسفند کی مانند ذبح کیا ہے وہ بھی بھوکی' پیاسی حالت اَتَعْرِفُ هٰذَا اَبُوْهُ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْطَالِبٍؑ اے شخص یہ شیر نہیں ہے بلکہ امام حسینؑ کے والد گرامی کی روح اقدس ہے جو شیر کی شکل میں آتی ہے مولا علی علیہ السلام اپنے غریب' مظلوم' پیاسے بیٹے کی لاش پر روزانہ آنسو بہانے آتے ہیں۔

فَرَجَعْتُ وَدُمُوْعِيْ تَجْرِيْ عَلٰى خَدِّيْ وَلَطَمْتُ وَجْهِيْ یہ سن کر میں بے اختیار روتا ہوا اور منہ پر طمانچے مارتا ہوا گھر واپس لوٹ آیا افسوس کہ فرزند رسول بیکس و تنہا مارا گیا اور ان کی لاش یوں پڑی ہے۔

مومنین کرام کہ جنات کا مظلوم کربلا کے غم میں رونا اور ماتم کرنا بجا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام پر اس طرح کی مصیبت کب پڑی تھی جب حضرت سلیمانؑ کی روح قبض ہوئی تو وہ عالی شان محل میں آرام وسکون سے زندگی بسر کر رہے تھے لیکن جب امام حسینؑ شہید ہوئے ایک تو ان کو کند خنجر سے پس گردن ذبح کیا گیا قبل ازیں ان کو تین دن تک بھوکا پیاسا رکھا گیا پھر وہ دن بھر اپنے عزیزوں اور

ساتھیوں کی لاشیں اٹھا اٹھا کر خیموں میں لاتے رہے نیزوں، تلواروں، پتھروں کی امام مظلوم پر بارش برسائی گئی۔ یہ حسینؑ ہی تھے جو اس قدر صبر کرتے رہے ورنہ ان مظالم کے سامنے تو چٹانیں بھی پاش پاش ہو جاتیں جب سلیمانؑ کی روح قبض ہوئی تو آپؑ اپنی مملکت کا نظارہ کر رہے تھے، لیکن جب امام حسینؑ شہید ہوئے تو کربلا کی گرم ریت پر بیٹھ کر بے پناہ مظالم برداشت کر رہے تھے۔ حضرت امام زمانہ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اے جد بزرگوار! جب آپؑ شہید ہوئے تو آپ گرم ریت پر پڑے تھے۔ تَطَئُوکَ الْخُیُوْلُ بِحَوَافِرِهَا وَتَعْلُوکَ الطُّعنا بِبَوَاتِرِهَا کہ گھوڑے آپ کو ٹاپوں سے روندتے تھے اور باغی تلواریں بلند کیے ہوئے تھے۔

قَدْ رَشَحَ جَبِیْنُکَ کہ آپ کی پیشانی سے موت کا پسینہ آیا ہوا تھا وَاخْتَلَفَ بِالْاِنْقِبَاضِ وَالْاِنْبِسَاطِ شِمَالُکَ وَیَمِیْنُکَ اور کبھی ہاتھ پاؤں کھینچتے تھے اور کبھی پھیلاتے تھے۔ تُرَدِّدُ طَرْفًا خَفِیًّا اِلٰی رَحْلِکَ وَبَیْتِکَ اور آپ حسرت بھری نگاہ سے خیموں کی طرف دیکھتے تھے اے جد بزرگوار آپ کے ذوالجناح کی پیشانی خون سے تر تھی اور وہ اس حال میں درخیمہ پر آیا اہلبیتؑ نے جونہی گھوڑے کا یہ حال دیکھا بَرَزْنَ مِنَ الْخُدُوْدِ نَاشِرَاتِ الشُّعُوْرِ عَلٰی خُدُوْدِ لَاطِمَاتِ الْوُجُوْہِ سَافِرَاتٍ بِالْعَوِیْلِ دَاعِیَاتٍ سب بیبیاں خیمہ سے باہر نکل آئیں، سر کے بال کھولے ہوئے اور منہ پر پیٹتی ہوئی اور بلند آواز سے گریہ کرتی رہی تھیں (میرے نزدیک مخدرات کا چہرہ اور سر اقدس کسی غیر کو نظر نہیں آ سکتا بلکہ نماک شفاء ان کو چھپا دیتی ہے) زبان کو بیان کرنے کی طاقت نہیں ہے کہ شمر نے امام حسینؑ پر کیا کیا ظلم کیا۔ بعض روایات میں ہے کہ اس ظالم نے جناب زینبؑ جناب ام کلثومؑ کے سامنے امام حسینؑ کا سر اقدس جدا کر کے نوک نیزہ پر آویزاں

گیا ایک اور راوی کا کہنا ہے کہ اس کربناک منظر کو بیبیوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ان تمام مظالم کو جس جرات و استقامت کے ساتھ برداشت کیا یہ کام انہی کا ہے۔ عام بشر میں اتنا صبر اور حوصلہ پیدا ہی نہیں ہوسکتا۔

روایت نمبر
40
مصائب اہلبیتؑ پر رونے اور ماتم کرنے کا ثواب' معجزانہ طور پر ایک جانور کا نبوت و امامت کا اقرار کرنا' مصائب کربلا کی بابت چند روایات' حضرت امام حسین علیہ السلام کی لاش اقدس پر جانوروں کا آ کر گریہ کرنا' شہداء کربلاء کی لاشوں کو پامال کرنے کے لیے یزیدی فوجیوں کی تیاری اور شیر کا آ کر لاش امامؑ کی حفاظت کرنا' جناب مسلمؑ کی صاحبزادی کا اپنے والد گرامی کی قبر پر آ کر ماتم کرنا۔
مولانا عابد عسکری
maablib.org

قَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ فِیْ مُسْنَدِہٖ اَنَّ مَنْ دَمَعَتْ عَیْنَاہُ دَمْعَۃً عَلَی الْحُسَیْنِ اَوْ قَطَرَتْ قَطْرَۃً اَعْطَاہُ اللّٰہُ تعالٰی فِی الْجَنَّۃ امام اہلسنّت جناب احمد بن حنبل روایت کرتے ہیں کہ بالتحقیق جو شخص مصائب امام حسینؑ سن کر (یا پڑھ کر) غمگین ہو اور اس آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں اگر اس کا ایک آنسو اس کے چہرے پر گر پڑے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں جگہ عطا فرمائے گا۔

فِی الْخَبَرِ جلس رَسُوْلُ اللّٰہِ ذَاتَ یَوْمٍ مَعَ جَمَاعَۃٍ مِنَ الْاَصْحَابِ مِنْھُمْ عَلِیٌّ حدیث میں ہے کہ ایک روز جناب رسولؐ خدا تشریف فرما تھے اور کچھ صحابہ کرامؓ بھی موجود تھے اور اس بزم رسالت میں جناب علی مرتضیٰؑ بھی بیٹھے ہوئے تھے اِذَا جَاءَ الرَّاعِیْ فَلَمَّا رَاٰہُ قَالَ کہ ناگاہ ایک چرواہا کانپتا ہوا آنحضورؐ کی خدمت اقدس میں آیا آپؐ نے صحابہ کرامؓ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ جو مرد آیا ہے اس کے پاس عجیب و غریب واقعہ ہے۔ فَلَمَّا جَاءَ عِنْدَہٗ قَالَ اَخْبِرْ بِمَا فِیْ قَلْبِکَ مِنَ الْخَوْفِ وَالْاِ ضْطِرَابِ پس وہ چرواہا آنحضرتؐ کے پاس آیا تو آنحضورؐ نے اس سے پوچھا کہ اے شخص مجھے اس چیز کے بارے میں مطلع کر کہ جو تیرے خوف اور ڈر کا باعث بنی ہے۔ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَمْرِیْ عَجِیْبٌ اس نے عرض کی یا حضرت سنیے میرا قصہ عجیب ہے کہ میں اس وقت بکریاں چرا رہا تھا کہ ایک بھیڑیا آیا اس نے ایک بکری پر حملہ کیا اور اسے لے کر بھاگا میں نے اسے ایک پتھر مارا اور بکری چھڑا لیا پھر وہ ایک اور بکری پکڑ کر بھاگا میں اسے بھی چھڑا اس طرح سے اس نے چار بکریاں پکڑیں اور میں نے چھڑوا لیں۔

ثُمَّ قَالَ وَحَمَلَ عَلَی الشَّاۃِ فَاَلْقَیْتُ الْحَجَرَ عَلَیْہِ فَجَلَسَ وَقَالَ جب پانچویں مرتبہ آیا اور بکری پر حملہ کیا تو میں نے پھر پتھر مارا وہ دم سیدھی کر کے بیٹھ گیا

اور قدرت خدا سے یوں گویا ہوا کہ تجھے شرم نہیں آتی کہ مانع ہوتا ہے اس روزی سے کہ خدا نے ہمارے لیے مقرر کی ہے؟ میں نے کہا اے بھیڑیے! تو کو بھی کس قدر عجیب ہے کہ اس طرح کی باتیں کرتا ہے۔ فَقَالَ لَوْشِئْتَ اُخبِرْکَ بِاَمْرٍ اَعْجَبَ مِنْ هَذَا یہ سن کر اس بھیڑیے نے کہا کہ اگر تو چاہے تو میں تجھے ایسی چیز کی خبر دوں کہ وہ اس سے بھی زیادہ حیران کن ہے' میں نے اس سے کہا کہ بیان کر۔

فَقَالَ بَعَثَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ بِالرِّسَالَةِ وَهُوَ يُخْبِرُ بِمَا سَيَأْتِيْ وَقَضٰى اس بھیڑیے نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰؐ کو رسالت پر مبعوث کیا ہے اور آنحضرتؐ مدینہ میں گذشتہ و آیندہ کی خبر دیتے ہیں ان کے پاس ہر درد کی دوا اور ہر مرض کی شفاء ہے' افسوس ہے کہ تو اب تک ان کی زیارت سے مشرف نہیں ہوا اب تو جا اور ایمان لا اور ان کو پیغمبر آخرالزمانؐ جان کر ان کی اطاعت کر' جس طرح وہ حکم کریں تو بجا لے آ اور ایمان لا جس سے وہ روکیں رک جا۔ ایسا کرنے سے تیرا انجام بخیر ہو گا اور تو عذاب الٰہی سے محفوظ رہے گا' چرواہا کہتا ہے میں نے اس سے کہا کہ تیری یہ بات سن کر میں تجھ سے بہت زیادہ شرمندہ ہوں کہ میں نے تجھے بکریوں کا شکار کرنے سے منع کیا ہے اب تو میری طرف سے آزاد ہے جو جی میں آئے کر' اس بھیڑیے نے کہا کہ اے بندۂ خدا تو خدا کا شکر کر کہ اس نے مجھے ان لوگوں میں سے خلق کیا کہ جو عبرت پکڑتے ہیں اور احکام الٰہی کے تابع ہیں۔

اے چرواہا بدترین لوگ وہ ہیں کہ جو محمد و آل محمد علیہم السلام کو جانتے ہوئے بھی ان سے انکار کرتے ہیں اور اسی طرح ان کے بھائی جناب علی مرتضیٰؑ کے فضائل و خصائل اور ان کی عظمت و رفعت کو جانتے ہوئے بھی ان کے بارے میں

دل میں بغض رکھتے ہیں۔ اَحبَّ اللّٰهُ مَنْ اَحبَّه' وَمَنْ اَبْغضه' فَهُو فِيْ النَّارِ خدا اسے دوست رکھتا ہے جو علیؑ کو دوست رکھتا ہے اور جو ان سے بغض اور دشمنی رکھے گا وہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہے گا۔ اِنّما ايُّها الرَّاعِيْ فهُوَ قَسِيْمُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ اے چرواہا! جناب امام علی علیہ السلام جنت و جہنم کے تقسیم کرنے والے ہیں اور ان کی دوستی اور محبت بہشت میں جانے کا سبب بنتی ہے اور ان کی دشمنی جہنم کی طرف لے جاتی ہے۔ چرواہا کہتا ہے کہ میں نے کہا مولائے کائنات کی اتنی بڑی عظمت ہے اور بہت بڑی شان ہے اس کے باوجود ان سے کون دشمنی کرے گا۔

اس بھیڑیے نے کہا کہ جب جناب رسولؐ خدا رحلت فرمائیں گے تو ان کے بعد ان کی امت میں اختلاف پیدا ہو جائے گا۔ بہت سے لوگ آل محمدؐ سے اپنا رخ موڑ لیں گے۔ زمانہ اور زمانے والے بدل جائیں گے اہلبیت اطہارؑ پر بے پناہ مظالم ڈھائے جائیں گے۔ يَقْتُلُوْنَ اِبْنَيْهِ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ ظُلْمًا وَعُدْوَانًا کہ جناب امام حسنؑ اور جناب امام حسینؑ کو شہید کر دیا جائے گا۔ ثُمَّ يَسْبُوْنَ ذَرارِيْهِمْ امام حسینؑ کی شہادت کے بعد ان کے پردہ داروں کو اسیر کیا جائے گا اور انھیں شہر بہ شہر پھرایا جائے گا وَيَمْنَعُوْنَهُنَّ مِنَ الْبُكَاءِ اور ان کو رونے سے منع کر دیا جائے گا۔ وَهُمْ مَعَ ذٰلِکَ يَدْعُوْنَ الْاِسْلَامَ یہ کہہ کر وہ بھیڑیا اس طرح رویا کہ جیسے ماں اپنے جواں بیٹے کی لاش پر روتی ہے اس کے بعد بہت سے بھیڑیے جمع ہو گئے اور انھوں نے کہا کہ ہم خداوند کریم کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں مقرر کیا ہے کہ ہم حضرات محمد و آل محمدؐ کے دشمنوں اور ظالموں کو جہنم میں چیریں اور پھاڑیں ان ظالموں کو جتنی زیادہ تکلیف پہنچے گی ہمیں اتنی ہی خوشی ہو گی۔ یا رسول اللہؐ! اس وقت میں آپ کی خدمت میں آیا ہوں کہ آپ کی نبوت اور علی ابن ابیطالبؑ کو جان و

دل سے تسلیم کرتا ہوں فَبَکٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ وَنَظَرَ اِلٰی اَصْحَابِہٖ جناب رسول خداؐ کو امام حسینؑ کی شہادت کا واقعہ یاد آیا تو آپؐ بہت روئے جب آنحضرتؐ کو رونے سے افاقہ ہوا تو اس چرواہے کے ساتھ وہاں تشریف لائے آپؐ کو دیکھتے ہی وہ بھیڑیے حضور اکرمؐ کے پاس آئے اور کہا اَلسَّلاَ مُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ سلام ہو آپؐ پر اے پیغمبرؐ خدا اور ہزاروں' لاکھوں درود و سلام ہوں آپ کی ذاتِ گرامی پر ثُمَّ قَالُوْا نَحْنُ نَعَزِیْکَ فِیْ وَصِیِّکَ عَلِیٌّ ابْنُ اَبِیْطَالِبِ وَلَدَیْہِ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنِ پھر کہا یا رسول اللہ! ہم آپؐ کو جناب علی مرتضیٰؑ اور ان کے صاحبزادوں حسنؑ و حسینؑ کی شہادتوں پر پرسہ دیتے ہیں۔ فَبَکٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ بُکَاءً شَدِیْدًا جناب رسولؐ خدا بہت زیادہ روئے اور فرمایا خدا میری آلؑ کے قاتلوں اور دشمنوں پر لعنت کرے' پھر بھیڑیے اپنا منہ زمین پر رگڑ کر کہنے لگے وَاللّٰہِ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ قسم ہے خدا کی کہ آپ پیغمبرؐ برحق ہیں' آنحضرتؐ نے فرمایا اے بھیڑیو! جس طرح تم نے میری نبوت و رسالت کی تصدیق کی ہے اس طرح جناب علیؑ کی امامت کی تصدیق کرو وہ بھیڑیے اپنا منہ زمین پر رگڑ کر بولے۔

اَلسَّلاَ مُ عَلَیْکَ یَا وَصِیَّ رَسُوْلِ اللّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ مَنْ تَمَسَّکَ بِکَ فَھُوَ نَجَاوَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْکَ فَھُوَ غَرِقَ سلام ہو آپ پر اے وصی رسولؐ جس نے آپؑ کی پیروی کی اس نے جہنم سے نجات پائی اور جس نے آپ کو چھوڑ دیا وہ ہلاک ہوا۔ فَطُوْبٰی لِمَنْ اَحَبَّکَ وَوَیْلٌ لِمَنْ اَبْغَضَکَ فَاِنَّ اللّٰہُ تَعَالٰی لاَ یُخْرِجُھُمْ مِنَ النَّارَ اَبَدًا پس خوش نصیب ہے وہ شخص جو آپ سے محبت کرے اور عذاب و لعنت ہے اس پر جو آپ سے عداوت رکھے بالتحقیق اللہ تعالیٰ آپ کے دشمن کو جہنم سے باہر کبھی نہیں نکالے گا۔

اے علیؑ! اگر کوئی شخص تمام روئے زمین کو راہ خدا میں تصدق کرے اور رائی کے برابر آپؑ سے بغض رکھے تو اللہ تعالیٰ اپنے لیے ضروری سمجھتا ہے کہ اس کو عذاب الیم میں گرفتار کرے یہ حال دیکھ کر سب حیران ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمیں پتہ نہیں تھا کہ حیوانات بھی مولائے کائنات جناب علی مرتضیٰؑ سے اس قدر محبت کرتے ہیں۔

مورخین نے لکھا ہے کہ جب جناب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو ناگاہ ایک سفید پرندہ آیا اور اپنے پروں کو امام مظلوم کے خون سے تر کر کے اڑ گیا اور اس کے پروں سے خون ٹپک رہا تھا اور بہت سے پرندے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور آب و دانہ کی تلاش میں آ جا رہے تھے یہ پرندہ ان پرندوں سے مخاطب ہو کر بولا يَاوَيْلَكُمْ اَتَشْغَلُوْنَ بِالْمَلاَهِىْ وَالْحُسَيْنِ فِىْ اَرْضِ كَرْبَلاَ فِىْ هَذَا الْحَرِّ مُلْقًى عَلَى الرَّمْضَاءِ افسوس ہے تم پر کہ تم آب و دانہ کی فکر میں ہو اور حسین بن علیؑ اس گرمی میں زمین کربلا پر بھوکا پیاسا شہید ہو گیا ہے اور اس مظلوم کی لاش بلا کفن و دفن زمین پر پڑی ہوتی ہے، پس سب جانور بیتاب ہو کر کربلا کی طرف اڑ گئے۔ فَرَاوْ سَيِّدَنَا الْحُسَيْنَ فِىْ اَرْضِ كَرْبَلاَ مُلْقًى عَلَى الرَّمْضَا جُثَّةً بِلاَ رَأْسٍ وَلاَ غُسْلٍ وَلاَ كَفَنٍ پس جناب امام حسینؑ کو زمین کربلا پر پڑا ہوا دیکھا ہمارے آقا حسینؑ غسل و کفن اور دفن کے بغیر گرم ریت پر پڑے ہوئے تھے اور آپ کا سر مبارک تن سے جدا کیا گیا تھا۔ یہ حالت دیکھ کر وہ سب پرندے چیخنے چلانے لگے اور اپنے آپ کو لاش امام پر گراتے تھے اور اس شہید راہ خدا کا خون اپنے پروں سے مس کرتے تھے اور اپنی اپنی زبانوں میں گریہ و ماتم کرتے تھے۔

وَفِىْ بَعْضِ الْكُتُبِ لَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنُ خَرَجَتِ الْوُحُوْشُ وَالذِّبَابُ

وَالْاُسَادُ مِنْ مَسَاکِنِهَا یَبْکُوْنَ چنانچہ بعض کتب میں لکھا ہے کہ جب فرزند شیر خداؑ شہید ہوا تو تمام جنگلی جانور اپنے مسکنوں سے باہر نکل آئے اور روتے اور چیختے چلاتے تھے۔ وَمِنْهُمْ مَنْ یَدُوْرُوْنَ جُثَّةَ الْحُسَیْنِ وَیُقَبِلُوْنَہٗ ان میں سے بعض امام عالی مقامؑ کی لاش کے اردگرد چکر لگاتے تھے اور نوحہ زاری کرتے ہوئے امام علیہ السلام کے جسم مبارک کا بوسہ لیتے تھے۔ وَیَضْرِبُوْنَ الرُّؤُسَ عَلَی الْاَرْضِ وَتَارَةً یَنْظُرُوْنَ اِلَی السَّمَاءِ اور وہ اپنے سر زمین پر مارتے تھے اور کبھی آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھتے تھے اور چلاتے تھے وَمِنْهُمْ مَنْ یَجِیْؤُکَ عِنْدَ شَطِّ الْفُرَاتِ وَیَبْکُوْنَ وَلاَ یَسْقُوْنَ اور ان میں سے بعض دریا کی طرف آتے تھے اور حسرت بھری نگاہ سے دیکھتے تھے کہ فرزند ساقی کوثر پیاسا مارا گیا ہے اور روتے تھے اور پانی نہ پیتے تھے اور اس طرح ماتم جناب امام حسینؑ میں مشغول تھے کہ کوئی ایک دوسرے کو کچھ نہیں کہتا تھا۔ یہ تو حال تھا جانوروں اور جنگلی پرندوں کا کہ وہ امام مظلومؑ کے غم میں سب کچھ بھول کر گریہ و ماتم کر رہے تھے لیکن دوسری طرف انسانوں کا یہ حال تھا کہ وہ خوشیاں منا رہے تھے اور ایک دوسرے کو مبارکبادیاں پیش کر رہے تھے اور ہر ظالم بڑھ چڑھ کر اپنے کارنامے بیان کر رہا تھا۔

فَاِنَّا شِئْنَا اَنْ اَوْطَئْنَا الْخُیُوْلُ عَلٰی جُثَّةِ الْحُسَیْنِ (وہ کہتے تھے) کہ اب ہم اتنا چاہتے ہیں کہ لاش حسینؑ پر گھوڑے دوڑائیں تاکہ ہمارے دل کی آگ ٹھنڈی ہو قَالَ ذٰلِکَ لَکُمْ عمر سعد نے کہا کہ تمھیں اختیار ہے کہ گھوڑے دوڑاؤ اور لاش حسینؑ کو پامال کرو علیؑ و فاطمہؑ کی روحوں کو بے چین کرو۔ فَلَمَّا سَمِعَتْ زَیْنَبُ ذٰلِکَ الْحَالَ صَاحَتْ وَلَطَمَتْ وَجْهَهَا راوی کہتا ہے کہ جب یہ خبر جناب زینبؑ نے سنی کہ ملائکہ جس کے جسم مبارک سے پُرمس کرتے تھے آج پامال

کیا جا رہا ہے وہ حسینؑ جسے رسولؐ خدا کاندھے پر بٹھا کر سیر کراتے تھے' جبرئیلؑ امین جس کا جھولا جھلاتے تھے وہ گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال ہو گا' زور سے ہائے حسینؑ کی آواز بلند کی اور رونے لگیں منہ پر طمانچے مارتی تھیں کبھی روتی ہوئی جناب امام زین العابدینؑ کے پاس آتی تھیں' جب اپنے بیمار بھتیجے کو غش میں پاتیں تو پھر روتی پیٹتی ہوئی درخیمہ پر آتی تھیں۔ وَتَارَۃً تَقُوْلُ وَاجَدَّاہُ وَامُحَمَّدَاہُ اَمَا تَرٰی حَالَ اِبْنِکَ الْحُسَیْنَ اور کبھی مدینہ کی طرف منہ کر کے کہتی تھیں۔ نانا جان آپ اپنے پیارے نواسے حسینؑ کا حال دیکھ رہے ہیں وہ حسینؑ جسے آپ اپنے کندھوں پر بٹھا کر مدینے کی گلیوں کی سیر کراتے تھے اور اسے اپنی چھاتی پر سلاتے تھے ظالموں نے ان کا کیا حال کیا ہے؟

قَتَلُوْہُ عَلَی السَّغَبِ وَالظَّمَاءِ اسے تین دن کا بھوکا پیاسا قتل کیا ہے۔ ثُمَّ اَرَادُوْا اَنْ یُوْطُوْا الْخَیْلَ عَلٰی جِسْمِہٖ اب چاہتے ہیں کہ جسم نازک جو جلتی زمین پر دھوپ میں پڑا ہے اور زخموں سے چور گردن سے لہو بہہ رہا ہے' پامال کر دیں۔ ثُمَّ تَقُوْلُ ھَلْ فِیْکُمْ رَاحِمٌ پھر لشکر مخالف کی طرف خطاب کر کے کہتی تھیں ارے لوگو! تم میں کوئی رحم دل نہیں ہے کہ میرا بھائی پامال ہو رہا ہے۔ اسے کوئی بچائے یَابْنَ سَعْدٍ کَفَاکَ قَتْلُ اَخِیْ وَبَنِیْہِ اے عمر سعد اولاد رسول کو قتل کر کے ابھی تیرے انتقام کی آگ ٹھنڈی نہیں ہوئی کہ اب تو یہ ظلم کرنے لگا ہے اگر تجھے ہمارا قتل منظور ہو تو ہمیں قتل کر لیکن میرے بھائی حسینؑ کی لاش کی بے حرمتی نہ کر اور میرے حسینؑ کی لاش پر گھوڑے نہ دوڑا ہائے ہائے دختر زہراؑ کی بات پر کسی نے بھی توجہ نہ دی۔ ادھر ان کافروں نے گھوڑے دوڑائے کہ لاش حسینؑ کو پامال کر دیں' ناگاہ ایک شیر نمودار ہوا اور اس نے گھوڑوں کو آگے نہ آنے دیا وَھُوَ یَبْکِیْ وَیَدُوْرُ حَوْلَہٗ' اور وہ روتا تھا اور

لاش کے اردگرد چکر کاٹتا تھا۔

اور کبھی امام علیہ السلام کے قدموں پر آنکھیں ملتا تھا اور کبھی آسمان کی طرف منہ کر کے کہتا تھا یَارَبِّ اُنْظُرْ اِلٰی اِبْنِ بِنْتِ نَبِیِّکَ قَتَلُوْہُ عَطْشَانًا بِغَیْرِ ذَنْبٍ اے پروردگار! اپنے حسینؑ ابن علیؑ کی طرف دیکھ کہ ظالموں نے ان کو بغیر کسی قصور کے تین دنوں کا بھوکا پیاسا قتل کیا ہے۔ اب ان کی لاش پر گھوڑے دوڑانا چاہتے ہیں یہ کہہ کر وہ شیر ان لعینوں پر حملہ آور ہوا اور تیرہ یزیدیوں کو واصل جہنم کیا اور باقی بھاگ گئے یہ دیکھ کر عمر سعد نے کہا ھٰذِہٖ فِتْنَۃٌ لَا تَنْشُرُوْھَا یہ فتنہ ہے اس کے بارے کسی سے بات چیت نہ کرنا اور اس نے کربلا سے کوچ کرنے کا اعلان کر دیا۔ جناب امیرؑ اور جناب فاطمۃ زہراؑ کی بیٹیاں بے پلان اونٹوں پر سوار ہوئیں اس حالت میں کہ ان کے سر اور چہرے کو خاک شفاء نے ڈھانپا ہوا تھا اور ان کے ہاتھوں میں رسن اور پاؤں میں بھاری بیڑیاں تھے بعض مورخین نے لکھا ہے کہ مخدرات عصمت کے گلے میں بھی رسیاں ڈالی گئی تھیں۔ حضرت امام سجاد علیہ السلام کے گلے میں بھاری طوق ڈالا جس کی وجہ سے امام علیہ السلام کا گلوئے مبارک زخمی ہو جاتا تھا اور اس سے خون بہتا تھا اور آپؑ کے دونوں ہاتھوں میں رسیاں باندھ دیں اور پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیں' اپنے پیاروں کی شہادت کا دکھ ایک طرف' مخدرات عصمت کی قید کا غم ایک طرف' بیماری اور پیاس کی شدت ایک طرف اتنا بڑا صبر اور اس قدر بلند حوصلہ؟ یہ صرف سید الساجدینؑ ہی کا کام تھا ورنہ ان کے جگہ پر لوہا پگھل سکتا تھا اور پہاڑ ریزے ریزے ہو جاتا دن رات میں بدل جاتے۔ راوی کہتا ہے ان بیکس قیدیوں میں سے کوئی بھی روتا تو اسے نیزوں اور تازیانوں سے چپ کرایا جاتا تھا۔

جب ان بیکسوں کے اونٹ جناب مسلم بن عقیلؑ کی قبر کے قریب پہنچے تو بیبیوں کو پتہ چلا کہ یہ جناب مسلمؑ کی قبر مبارک ہے تو اچانک رونے اور ماتم کرنے کا شور بلند ہوا اور بیبیوں اور بچوں نے خود کو اونٹوں سے زمین پر گرا دیا۔ فَرَاَیتُ صَبِیَّۃً یَبکِیُ وَتَقُولُ آہُ آہُ وَاَلقَتُ نَفسَھَا مِنُ اَعلٰی البَعِیرِ. راوی کہتا ہے کہ میں نے ایک بچی کو دیکھا کہ اس معصومہ کے سر کے بال کھلے ہوئے تھے اور اس کے چہرے پر طمانچوں کے نشانات تھے وہ ماتم کرتی اور روتی پیٹتی ہوئی جناب مسلمؑ کی قبر پر آئی اور خود کو قبر پر گرا دیا۔ میں نے پوچھا یہ بچی کون ہے؟ تو مجھے بتایا گیا کہ جناب مسلمؑ کی سب سے چھوٹی بیٹی ہے اور یہ بی بی رو کر کہتی تھی یَا اَبَتَاہ بِاَیِّ عَینٍ اَرٰی قَبرَکَ اے مظلوم بابا میں کن آنکھوں سے آپ کی قبر دیکھوں۔

لَیتَنِیُ کُنتُ الیَومَ عُمیًا کاش آج میں اندھی ہوتی اور آپ کی قبر کو نہ دیکھتی یَا اَبَتَاہُ قَتَلُوا اَخَاکَ الحُسَینَ ظَمأنًا بابا جان آپ کے بھائی حسینؑ کو انتہائی بے دردی کے ساتھ بھوکا پیاسا قتل کر دیا گیا ہے۔ وَیَسلُبُونَنَا وَلَم یَترُکُوا عَلٰی رُؤُسِنَا قِنَاعًا وَخِمَارًا جب یزیدی فوج امام حسینؑ کو قتل کر چکی تو پھر خیام حسینی کو لوٹنا شروع کر دیا ہماری چادریں چھین لی گئیں اور ہمیں قید کر کے لائے ہیں۔

یَااَبَتَاہُ لَطَمُوا عَلٰی خُدُودِنَا بابا جان ان ظالموں نے ہم یتیم بچوں کے منہ پر طمانچے مارے ہیں۔ یہاں تک کہ ہمارے چہرے نیلے ہو چکے ہیں۔ بابا! کئی دنوں سے ہمارے بھائی ہم سے جدا ہیں، مجھے یقین تھا کہ وہ دونوں آپ کی قبر پر بیٹھے ہوں گے لیکن میں یہاں پر ان کو نہ پا کر بہت پریشان ہوئی ہوں۔ نہ جانے وہ کہاں ہیں کس حال میں ہیں۔ زندہ ہیں یا شہید ہو چکے ہیں؟ ثُمَّ اِعتَنَقَتُ قَبرَاَبِیھَا وَصَاحَتُ وَبکَتُ حَتّٰی غُشِیَتُ عَلَیھَا پھر اپنے والد کی قبر سے لپٹ کر روئی اس

قدر کہ روتے روتے بے ہوش ہوگئی' لوگوں نے اسی طرح بچی کو اونٹ پر سوار کیا اور اسیروں کا قافلہ کوفہ کی طرف روانہ ہوگیا۔

روایت نمبر

41

ہرنی کا اپنے بچے کو لے کر بارگاہِ امامت میں پیش ہونا' تاراجیٔ خیام' تبرکاتِ آلِ رسول کا لوٹا جانا' حضرت امام زین العابدینؑ کی پشتِ اقدس پر تازیانوں سے حملہ۔

مولانا عابد عسکری

عَنْ جَابِرِ ابْنِ يَزِيْدَ الْجُعْفِيُ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ جابر بن یزید جعفی نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے قَالَ كَانَ عَلِيُّ ابْنُ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ جَالِسًا مَعَ جَمَاعَةٍ کہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے اِذَا اَقْبَلَتْ ظَبِيَّةٌ مِنَ الصَّحْرَاءِ حَتّٰى وَقَفَتْ قَدَّامَه' ناگاہ ایک ہرنی صحرا کی طرف سے آئی اور حضرت کے سامنے آ کر کھڑی ہوئی فَحَمْحَتْ وَضَرَبَتْ بِيَدَيْهَا وہ ہرنی کچھ بولی اور ہاتھ زمین پر مارتی تھی فَقَالَ بَعْضُهُمْ يَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ بعض اصحاب نے عرض کی اس ہرنی کا کیا حال ہے؟ فَقَالَ اِنَّ اِبْنًا يَزِيْدَ طَلَبَ مِنْ اَبِيْهِ خَشْفًا فَاَمَرَ بَعْضَ الصَّيَادِيْنَ اَنْ يُصِيْدَ لَه' خَشْفًا امام علیہ السلام نے فرمایا! یزید کے ایک بیٹے نے باپ سے ہرنی کا بچہ مانگا ہے چنانچہ یزید نے کچھ شکاریوں کو حکم دیا کہ وہ اس کے لیے ہرنی کا بچہ پکڑ کر لائیں فَصَادَ بِالْاَمْسِ خَشْفَ هٰذِهِ الظَّبْيَةَ وَلَمْ لَكُنْ قَدْ اَرْضَعَتْهُ شام کے وقت ہرنی کے بچے کو شکار کیا گیا اور اس نے اسے دودھ نہ پلایا تھا فَاِنَّهَا تَسْئَلُ اَنْ تَحْمِلَه' اِلَيْهَا تُرْضِعَه' وَتَرُدَّه' عَلَيْهِ یہ سوال کرتی ہے کہ میں اس کے بچے کو اس تک منگوا دوں تاکہ یہ اپنے بچے کو دودھ پلا دے اور پھر شکاری کو دے دوں فَسَارَ زَيْنُ الْعَابِدِيْنَ اِلَى الصَّيَادِ فَاَحْضَرَهُ وَقَالَ اِنَّ هٰذِهِ الظَّبِيَّةَ تَزْعَمُ اِنَّكَ اَخَذْتَ خَشْفًا لَهَا وَ اِنَّكَ لَمْ تَسْقِهِ لَبَنًا مُنْذُ اَخَذْتَهُ امام علیہ السلام کی رحم دلی ملاحظہ کیجیے کہ آپؑ اس ہرنی کے ساتھ شکاری کے پاس آئے اور اس سے ہرنی کا بچہ مانگتے ہوئے فرمایا کہ یہ ہرنی گمان کرتی ہے کہ تو نے اس کا بچہ پکڑا ہے اور اس وقت سے تو نے اسے دودھ نہیں پلایا۔

وَقَدْ سَاَلَتْنِيْ اِنَّ اَسْئَلُكَ اَنْ تَتَصَدَّقَ بِهٖ عَلَيْهَا اور اس ہرنی نے مجھ

سے سوال کیا کہ تجھ سے کہوں کہ اس کے بچے کو اس سے ملا دے۔ **فَقَالَ یَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلَسْتُ اَسْتَخِیْرُ عَلٰی هٰذَا** شکاری نے عرض کی اے فرزند رسول؟ میں اس پر اعتماد نہیں کرتا کہ یہ صحرائی جانور ہے اس کا کیا اعتبار کہ اپنے بچے کو لے کر چلی جائے۔

قَالَ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اَنْ تَأْتِیَ بِهٖ اِلَیْهَا لِتُرْضِعَهٗ وَنَرُدَّهٗ اِلَیْکَ امام علیہ السلام نے فرمایا میں تجھ سے کہتا ہوں کہ تو اسے بچہ دے دے تاکہ اسے دودھ پلا سکے۔ اس کی طرف سے میں ضمانت دیتا ہوں کہ یہ کہیں نہیں جائے گی۔ **فَفَعَلَ الصَّیَّادُ** پس صیاد اس کا بچہ لے آیا **فَلَمَّا رَاَتْهُ وَدُمُوْعُهَا تَجْرِیْ** جونہی ہرنی نے اپنے بچہ کو دیکھا تو رونے لگی اس کے آنسو بہہ نکلے **فَقَالَ زَیْنُ الْعَابِدِیْنَ لِلصَّیَّادِ بِحَقِّیْ عَلَیْکَ اِلَّا وَهَبْتَهٗ لَهَا** امام علیہ السلام نے جونہی اس ہرنی کی بے قراری دیکھی تو آپؑ نے فرمایا تجھے قسم ہے میرے حق کی یہ بچہ اس کو دے دے **فَوَهَبَهٗ لَهَا فَانْطَلَقَتْ مَعَ الْخَشْفِ وَهِیَ تَقُوْلُ** صیاد نے اس کو بچہ دے دیا اور وہ ہرنی خوش ہوکر اپنے بچے کو لے کر چلی گئی اور یہ کہہ رہی تھی۔ **اَشْهَدُ اَنَّکَ مِنْ اَهْلِ بَیْتِ الرَّحْمَةِ** کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ سب سے زیادہ رحمت الٰہی کے مستحق ہیں اور آپ کے دشمن لعنت و بیزاری کے حقدار ہیں۔

بیاض فخری میں جناب زینبؑ سے روایت ہے کہ جب امام مظلومؑ شہید ہوئے **فَاَتَانَا عُمَرُ ابْنَ سَعْدٍ وَنَحْنُ وَخَوْفٌ نَتَاَلَّمُ عَلٰی اَخِیَ الْحُسَیْنِ وَجُثَّةٌ عَلَی الْاَرْضِ بِلَا رَأْسٍ** عمر سعد آیا اور اس وقت ہم گریہ و ماتم کر رہے تھے اور میرے بھائی حسینؑ کی لاش زمین پر پڑی ہوئی تھی **وَاَمَرَ عَلَیْنَا الْعَسْکَرَ بِالنَّهْبِ** اتنے بڑے مظالم کے باوجود عمر سعد شقی نے ہم پر رحم نہ کھایا اور حکم دیا کہ خیام حسینی کو

لوٹ لو قَالَتْ زَيْنَبُ اَنَا وَاقِفَةٌ اِذْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَجُلٌ اَرْزَقُ الْعَيْنَيْنِ وَاَخَذَ كُلَّ مَاكَانَ عَلَيْنَا وَسَلَبَنِىْ مَاكَانَ عَلَىَّ جناب زینبؑ فرماتی ہیں کہ میں کھڑی تھی کہ ناگاہ نیلی آنکھوں والا شخص آیا اور ہمارا اسباب لوٹ لیا اور ہمارے زیورات چھین لیے فَنَظَرَ اِلٰى زَيْنِ الْعَابِدِيْنَ وَهُوَ مَطْرُوْحٌ عَلٰى نَطْعٍ مِنَ الْاَدِيْمِ وَهُوَ عَلِيْلٌ پھر اس شقی نے دیکھا میرے بھتیجے زین العابدینؑ کی طرف کہ وہ بیمار مرض میں مبتلا ہے اور ایک چمڑے پر لیٹا ہوا ہے۔ فَجَذَبَ النَّطْعَ مِنْ تَحْتِهٖ وَاَلْقَاهُ عَلَى التُّرَابِ اس شقی نے سید سجادؑ پر رحم نہ کھایا اور ان کے نیچے سے وہ چٹائی کھینچ لی اور ان کو زمین پر ڈال دیا قَالَتْ وَاَتَى الشِّمْرُ لَعَنَهُ اللّٰهُ اِلٰى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ وَهُوَ مُلْقًى عَلَى الْاَرْضِ وَاَرَادَ قَتْلَهٗ جناب زینبؑ فرماتی ہیں شمر ملعون آیا جناب امام زین العابدینؑ کی طرف اور جناب اسی طرح زمین پر پڑے ہوئے تھے اور ان میں اٹھنے کی طاقت نہ تھی، اس ظالم نے امام علیہ السلام کو قتل کرنا چاہا کسی نے کہا ارے ظالم یہ بیمار ہیں مرض کی شدت کے باعث ان میں اٹھنے کی سکت بھی نہیں ہے، لہٰذا انھیں کچھ نہ کہا جائے چنانچہ اس نے قتل کا ارادہ ترک کر دیا۔ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا عُمَرَ ابْنَ سَعْدٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ فَقُمْنَا اِلَيْهِ وَنَحْنُ مُلْطِمٌ بِوَجْهِهٖ فَصَاحَ عَلٰى مَنْ مَعَهٗ اَحْرِقُوْا النَّارَ حَوْلَ الْخَيْمَةِ پھر عمر سعد آیا اسے دیکھ کر ہم کھڑے ہو گئے اور غم شبیرؑ میں ہم رو رہی تھیں اس شقی نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ خیموں کو آگ لگا دو۔

فَقُلْتُ لَهٗ يَا وَيْلَكَ ثَكَلَتْكَ اُمُّكَ وَمَا كَفَاكَ مَا فَعَلْتَ بِاَخِى الْحُسَيْنِ قَطَعْتَ رَأْسَهٗ وَ نَهَبْتَ نِسَاءَهٗ وَاَيْتَمْتَ اَطْفَالَهٗ وَهَتَكْتَ سِتْرَبَنَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ بَيْنَ الْاَعْدَاءِ وَ تُرِيْدُ اَنْ تُحْرِقَنَا فِى النَّارِ میں نے کہا تجھ پر تیری ماں ماتم کرے تو نے میرے بھائی پر بے پناہ مظالم ڈھائے ہیں، اس پیاسے کا سر قلم کیا

اور ان کے اہل حرم کو لوٹا' ان کے بچوں کو یتیم کیا' دختر ان رسول کے سروں سے چادریں اتاریں اب تو خیموں کو آگ لگانا چاہتا ہے؟ تو روز قیامت ہمارے نانا اور بابا کو کیا جواب دے گا۔ **فَوَلّٰی وَجْھَہ' وَلَمْ یُرِدَّ جَوَابًا** پس اس شقی نے منہ پھیر لیا اور جواب نہ دیا۔

منقول ہے کہ خیام حسینی جلا دیے گئے اور اہلبیتؑ رسول کو بے پلان اونٹوں پر سوار کیا گیا اور عابد بیمار کے دونوں ہاتھ رسی سے باندھے گئے۔ اس کے بعد کوفہ کو روانہ ہو گئے ناگاہ جناب شہر بانو کی نظر اپنے بیمار بیٹے پر پڑی کہ ملعون ان کے بندھے ہوئے ہاتھوں کو زور سے کھینچتا ہے اور وہ بیمار ضعف اور کمزوری کی وجہ سے نہیں چل سکتا' شہر بانو نے فرمایا ماں تجھ پر قربان ہو جائے سکینہؑ پیاسی ہے اس کے لیے کہیں سے پانی کا بندوبست کرو امام زین العابدینؑ نے رو کر کہا کہ اماں میں پانی کہاں سے لاؤں۔

فَلَمَّا سَمِعَتْ سَکِیْنَۃُ کَلاَمَ اَخِیْھَا فَنَظَرَتْ اِلَیْہِ بَکَتْ بُکَاءً شَدِیْدًا جب سکینہؑ نے اپنے بھائی کی آواز کو سنا تو سر اٹھا کر اپنے بھائی کی حالت دیکھی تو بے اختیار رو پڑی اور بولی اے ظالمو! تم نے آل رسولؐ پر کس قدر مظالم کیے ہیں ان کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور ان میں چلنے کی طاقت نہیں ہے' راوی کہتا ہے ایک ملعون آیا اس نے سکینہؑ کو نیزہ دکھا کر کہا کہ چپ رہ اس کے خوف سے حسینؑ کی یتیم بیٹی سہم کر چپ ہو گئی یہ دیکھ کر جناب سجادؑ سکینہؑ کی طرف آنے لگے تو ضعف و نقاہت کی وجہ سے آپ کے پاؤں کانپنے لگے اور آپ زمین پر گر پڑے اور جس لعین کے ہاتھ میں رسی تھی اس نے کھینچا اور آپ کی پشت مبارک پر ایک تازیانہ مارا کہ آپؑ درد سے تڑپ گئے اور آپ کا پیراہن مبارک پارہ پارہ ہو گیا اور آپؑ

بے ہوش ہو گئے اور زمین پر گر کر تڑپنے لگے۔ جب اہل بیتؑ نے امام علیہ السلام کو زمین پر تڑپتے ہوئے دیکھا تو سب اہل حرم نے اپنے آپ کو اونٹوں سے گرا دیا اور وامصیتاہ کی فریاد بلند کرنے لگیں۔

جناب زینبؑ دوڑ کر اپنے بیمار بھتیجے سے لپٹ گئیں اور ان کے سر کو بغل میں لے کر مدینہ کی طرف منہ کر کے بولیں وَاجَدَّاهُ وَعَلِيَّاهُ وَافَاطِمَاهُ وَاَحْسَنَاهُ ہم پر جو ظلم ہوا ہے وہ آج تک کسی پر نہیں ہوا یزیدی فوج ہم پر جتنا جتنا ظلم کر سکتی تھی کرتی رہی اور اب حسینؑ کا بیمار اور قیدی بیٹا زمین پر تڑپ رہا ہے۔

روایت نمبر 42

امام حسینؑ کا جھولا جھلانے کے لیے جبرئیل امینؑ کا آنا اور امام حسینؑ کا حالت نماز اپنے نانا جان حضرت رسولؐ خدا کی پشت اقدس پر سوار ہونا اور اپنے پیارے نواسے کی تھوڑی سی پریشانی، جناب سرور کائنات کا گریہ کرنا، جناب حسینؑ کا تھوڑی دیر کے لیے جھولے سے روپوش ہونا اور جناب سیّدہؑ کا بے چین ہونا اور خاتون جنت کا اپنے پیارے حسینؑ کی لاش پر آنا اور دردانگیز بین کرنا۔

مولانا عابد عسکری

رُوِیَ اَنَّ جِبرَئِیلؑ کَثِیرًا مَایَنزِلُ فَیَجِدُ الزَّهرَاءَ نَائِمَةً وَالْحُسَیْنُ فِیْ مَهْدِ یَبْکِیْ. منقول ہے جناب جبرئیلؑ اکثر نازل ہوتے تھے اور دیکھتے تھے کہ جناب سیدہ گھر کے کام کاج کی وجہ سے تھک کر سوگئی ہیں اور امام حسینؑ جھولے میں رو رہے ہیں فَجَعَلَ یُنَاغِیهِ فَالْتَفَتَ فَمَا تَرٰی اَحَدًا پس جبرئیلؑ جھولا جھلاتے تھے اور لوریاں دیتے تھے پس جناب سیدہ بیدار ہوتی تھیں تو لوری کی آواز آ رہی ہوتی تھی مگر نظر کوئی نہ آتا تھا فَاَخْبَرَهَا النَّبِیُّ اَنَّه' کَانَ جِبْرَئِیلُؑ جناب سیدہ یہ ماجرہ اپنے والد گرامی حضرت رسول اکرمؐ کی خدمت میں بیان کرتی تھیں تو آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ وہ جبرئیلؑ ہیں کہ تمھارے فرزند کا جھولا جھلاتے ہیں اور لوریاں دیتے ہیں۔

مومنین کرام!

حضرت امام حسین علیہ السلام کا مرتبہ یہ ہے کہ خداوند کریم نے ان کی محبت تمام مخلوقات پر واجب کی ہے بلکہ خود خالق ارض وسماء امام حسینؑ سے محبت رکھتا ہے جیسا کہ ہرنی کے بچہ کا بھیجنا' عید کی راتوں جنت سے کپڑوں کا آنا اور گوہر کے دو ٹکڑے ہونا اور بھی بہت سے واقعات ہیں جس میں جناب امام حسینؑ کی خوشی اور رضا کو کائنات کی ہر چیز سے ترجیح دی گئی ہے۔

منقول ہے کہ جناب رسول خدا نماز میں مشغول تھے کہ فرزند حیدر کرارؑ امام حسینؑ ان کی پشت مبارک پر سوار ہو گئے' راوی کہتا ہے کہ جب سجدے کو طول ہوا تو میں نے سر اٹھایا کہ دیکھوں تو سہی کہ اس کی وجہ کیا ہے۔ فَاِذَا الْحُسَیْنُ عَلٰی کَتْفِ رَسُوْلِ اللّٰهِ میں نے دیکھا کہ جناب امام حسینؑ اپنے نانا جان کی پشت پر سوار ہیں نماز سے فارغ ہونے کے بعد صحابہ کرامؓ نے طول سجدہ کی وجہ پوچھی قَالَ

نَزَلَ جِبْرَئِیلُؑ عَلَیَّ وَقَالَ یَا مُحَمَّدَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ لاَ تَرْفَعْ رَاْسَکَ مَادَامَ اِبْنُکَ عَلٰی رَقْبَتِکَ آنحضرتؐ نے فرمایا! کہ میرا بیٹا حسینؑ میری پشت پر تھا کہ جبرئیلؑ آمین نازل ہوئے اور کہا اے رسولؐ خدا خداوند عالم نے فرمایا کہ اگرچہ آپؐ حسینؑ کو بہت پیار کرتے ہو مگر ہم آپ سے بھی زیادہ اس سے محبت کرتے ہیں ہماری خوشی اسی میں ہے کہ جب تک حسینؑ آپؐ کی پشت پر ہے' آپ سجدہ میں رہیں لیکن افسوس صد افسوس امت پیغمبرؐ نے نواسہ رسول کے ساتھ کیا کیا سلوک کیا ان کا سرتن سے جدا کیا اور اس شہید انسانیت کا سر نیزہ پر نصب کر کے شہر بہ شہر پھرایا دروازوں اور درختوں کے ساتھ لٹکایا گیا۔

مورخین لکھتے ہیں کہ دو ہستیاں ایسی ہیں کہ جن کو حسینؑ ابن علیؑ سے بہت زیادہ محبت تھی ایک تو جناب رسول خدا ہیں اور دوسری جناب فاطمۃ زہراؑ جناب رسول خدا کی محبت کا تو یہ حال تھا ایام طفلی میں ان سے حسینؑ کا رونا نہ دیکھا گیا۔

ابی سعادات سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسولِ خدا بی بی عائشہؓ کے گھر سے نکلے جب جناب سیدہؑ کے دروازہ پر پہنچے تو حسینؑ کے رونے کی آواز سنی آنحضرتؐ جلدی سے اپنی بیٹی کے گھر آئے اور فرمایا یَا فَاطِمَۃُ سَکِّتِیْہِ اَلَمْ تَعْلَمِیْ اَنَّ بُکَائَہٗ یُؤْذِیْنِیْ اے فاطمہ حسینؑ کو چپ کراؤ کیا تم نہیں جانتی ہو کہ مجھے اس بچے کے رونے سے تکلیف ہوتی ہے پھر آنحضرتؐ نے اپنے پیارے نواسے کو اٹھا کر سینے سے لگایا اور پیار کیا اور اپنے رومال سے حسینؑ کے آنسو صاف کیے۔

کتاب نہایہ میں لکھا ہے کہ اُم الفضل دایہ امام حسینؑ بیان کرتی ہیں کہ ایک روز جناب رسول خدا میرے گھر میں تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے بیٹے حسینؑ کو میرے پاس لے آؤ حسب الارشاد میں حسینؑ کو لے آئی آپؐ نے

اسے اٹھایا۔ فَقَبَّلَه، وَضَمَّه، اِلٰی صَدْرِہٖ ثُمَّ اَقْعَدَه، فِیْ حِجْرِہٖ آنجنابؐ نے حسینؑ سے پیار کیا اپنی چھاتی سے لگایا پھر گود میں بٹھا لیا میں نے حسینؑ کو اس نیت سے اٹھانا چاہا کہ بچہ ہے شاید اپنے نانا جان کے کپڑے خراب نہ کر دے جناب رسول اکرمؐ نے فرمایا اے اُم الفضل تجھے کیا خبر کہ یہ بچہ کون ہے یہ تو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ افراد میں سے ہے۔

مومنین کرام!

ذرا سوچیے تو سہی کہ اس وقت جناب رسول خدا کا کیا حال ہوتا جب اپنے پیارے حسینؑ کو علی اکبرؑ کی لاش پر روتے اور یہ کہتے ہوئے دیکھتے کہ یَا بُنَیَّ عَلَی الدُّنْیَا بَعْدَکَ الْعَفَا اے میرے فرزند تیرے بعد اس دنیا اور زندگانی دنیا پر خاک ہے اور کبھی لاش عباسؑ پر رو کر فرماتے تھے وَاَخَاہُ وَاعَبَّاسَاہُ اَلْاٰنَ اِنْکَسَرَ ظَھْرِیْ ہائے میرے بھائی عباسؑ تیری موت سے میری کمر ٹوٹ گئی ہے۔

دوسری ہستی جو امام حسینؑ سے بہت زیادہ پیار کرتی تھیں وہ جناب سیّدہؑ تھیں، جس طرح انھوں نے اولاد کی پرورش کی ہے اور اولاد کے لیے جتنی قربانیاں اس بی بی نے دی ہیں اتنا کس نے نہیں دیں آپؑ شب و روز اپنے بچوں اور بچیوں کی تعلیم و تربیت اور خدمت میں مصروف رہتی تھیں۔ خود تو فاقوں میں رہتی تھیں لیکن اپنے بچوں کی تھوڑی سی بھوک پیاس برداشت نہ کرتی تھیں۔

جناب سیدہؑ کو حسینؑ سے بہت زیادہ محبت تھی ان کے بغیر ایک پل نہیں رہتی تھیں۔ رُوِیَ اَنَّه، جَاءَ تْ فَاطِمَةُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ یَوْمًا بَاکِیَةً منقول ہے کہ ایک روز جناب سیدہؑ اپنے والد گرامی جناب رسول اکرمؐ کے پاس روتے ہوئے آئیں قَالَ مَایُبْکِیْکِ یَا فَاطِمَةُ قَالَتْ اَلْاٰنَ فَقَدَ الْحُسَیْنُ عَنِ الْمَھْدِ آپؐ نے

فرمایا پیاری بیٹی تو کیوں رو رہی ہے؟ جناب سیدہؑ نے عرض کی بابا جان رو اس لیے رہی ہوں کہ میرا نورِ نظر حسینؑ جھولے میں سے گم ہو گیا ہے فَاسْتَعبَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ یہ سن کر محبوب خدا بھی مضطرب ہوئے اور آپؐ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے ناگاہ جبرئیلؑ امین نازل ہوئے اور بولے اے رسولؐ خدا! آپ غمگین نہ ہوں امام حسینؑ جب سے پیدا ہوئے ہیں حاملان عرش ان کی زیارت کے مشتاق ہیں ان فرشتوں نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ ہمیں زیارتِ حسینؑ سے مشرف فرما اور فرزند حیدر کرارؑ کو آسمان پر لایا جائے تاکہ تمام حاملانِ عرش الٰہی اس نَیرِ بُرجِ امامت کی زیارت سے سرفراز ہوں اب وہ اپنے گہوارہ میں موجود ہیں جناب سیدہؑ سے کہیے کہ جا کر اپنے نورِ عین کو اٹھا لیں یہ سن کر جناب سیدہؑ جلدی سے آئیں اور اپنے حسینؑ کو اٹھا کر گلے سے لگایا اور پیار کیا۔

بیاض فخری میں منقول ہے کہ اِنَّ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ لَمَّا نَزَلَتْ اِلٰی اَرْضِ کَرْبَلاَ وَمَعَهَا جِبْرَئِیْلُ وَالْمَلاَئِكَةُ جناب فاطمہ زہراؑ اپنے بیٹے کی شہادت کے بعد خلد بریں چھوڑ کر کربلا تشریف لائیں جناب جبرئیلؑ دوسرے فرشتوں سمیت ان کے ساتھ تھے وَتُنَادِیْ مِنْ قَلْبٍ حَزِیْنٍ وَلَدَاهُ وَاقُرَّةَ عَیْنَاهُ وَاثَمْرَةَ فُوَادَهُ جناب سیدہؑ کی حالت اپنے بیٹے کے غم میں نہایت متغیر تھی اور قلب حزیں اور غمناک دل سے فریاد کر رہی تھیں اور فرماتی تھیں ہائے میرے فرزند ہائے میرے حسینؑ ابھی جناب سیدہ نوحہ و زاری کر رہی تھیں۔ اِذَا وَقَعَ نَظَرُهَا عَلٰی طِفْلٍ فِی الْقِمَاطِ مَذْبُوْحٌ وَعَلَی الْاَرْضِ مَطْرُوْحٌ اچانک ان کی نگاہ قتل گاہ میں ایک معصوم بچے کی لاش پر پڑی کہ اس کی ننھی سی گردن کو کند خنجر سے جدا کیا گیا تھا۔

فَبَکٰی جِبْرَئِیْلُ مِنْ کَلاَمِهَا وَقَالَ لَهَا یہ سن کر جناب جبرئیلؑ بیساختہ رو

پڑے اور عرض کی هَذَا وَلَدُ وَلَدِکِ الْحُسَیْن یہ آپ کے بیٹے کا بیٹا ہے اس کا نام علی اصغرؑ ہے جناب سیدہ نے ایک چیخ ماری اور کہا وَاوَلَدَاهُ وَامُهْجَةَ فُوَادَهُ ہائے بیٹا' ہائے میرا پارۂ دل یَعِزُّ عَلٰی اُمِّکَ الْحَزِیْنَةِ الْمَظْلُوْمَةِ اَنْ تَرَاکَ فِی التُّرَابِ مُخَضَّبًا بِالدِّمَآءِ تیری مظلومہ ماں پر بہت دشوار ہے کہ تجھے زمین پر خون میں غلطاں دیکھے۔

وَعَزَّ عَلٰی جَدَّتِکَ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ اَنْ تَرَاکَ فِیْ هٰذَالْحَالِ. اے بیٹا تیری دادی فاطمہ زہراؑ پر بہت شاق ہے کہ تجھے اس حال میں دیکھے کہ تو تیرے شہید ہو کر خاک پر پڑا ہے پھر بی بی نے چند اشعار کہے جن کا ترجمہ یہ ہے۔

اے اصغرؑ کاش تجھے جناب حیدر کرارؑ اس حال میں نہ دیکھیں کہ تیری ننھی سی لاش خاک و خون میں غلطاں زمین پر پڑی ہوئی ہے۔

جو مصیبت تجھ پر نازل ہوئی ہے وہ جناب علی ابن طالبؑ پر بہت سخت ہے اے میرے اصغرؑ اگر میں دنیا میں ہوئی تو تیرے غم میں مجلس عزا برپا کرتی' مومنین کرام یقین کیجئے کہ جب آپ لوگ شہدائے کربلا کی یاد میں مجالس عزا کو منعقد کراتے ہیں تو بانیاں مجالس اور ذاکرین و واعظین اور مومنین و مومنات پر جناب سیدہؑ کی روح اقدس خوش ہوتی ہے اور ان سب کو دعائیں دیتی ہیں۔ خوش نصیب ہے وہ شخص جن کو جناب سیدہؑ دعائیں دیں۔

جانا میں نے اے میرے پیارے! تیرے ننھے سے ہونٹ پیار کے قابل تھے لیکن ظالموں نے ان کو تیر سے چھلنی کر دیا ہے۔ اے اصغرؑ تو تو ابھی بہت چھوٹا تھا لیکن ظالموں نے تجھ پر رحم نہ کیا اور تیرے ننھے سے گلے کو ذبح کر ڈالا یہ کام تو یہود و نصاریٰ سے بھی نہ ہوتا جو اِن کلمہ گو مسلمانوں نے کیا ہے۔

ثُمَّ صَاحَتْ حَوْلَهُ سَاعَةً زَمَانِيَةً وَهِيَ تُنَادِی پھر کافی دیر تک جناب سیدہ لاشہ اصغرؑ پر دھاڑیں مار کر روتی رہیں اور فریاد کرتی تھیں وَاوَلَدَاهُ هٰكَذَا صَدَرَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِنَا افسوس کہ ہمارے بعد ظالموں نے تجھ پر یہ ظلم کیا جناب سیدہ ابھی مصروف ماتم تھیں کہ آپؑ کی نگاہ مقتل گاہ پر پڑی فَاِذَا هِيَ تَرٰى شَابًّا مَخْضُوْبَ الْيَدَيْنِ بِالدِّمَاءِ وَمَطْرُوْحٌ عَلَى الرَّمْضَاءِ پس ناگاہ ایک نوجوان کی لاش کو دیکھ کہ اس کے ہاتھ خون میں تر تھے اور اس کی لاش کے ٹکڑے زمین پر پڑے ہوئے تھے۔

فَقَالَتْ يَاعَمِّ مَنْ هٰذَا الشَّابُ الْمُتَحَنَّا بِدَمِهٖ جناب فاطمہؑ زہراؑ نے اس لاشہ کو دیکھ کر بہت زیادہ پریشان ہوئیں اور پوچھا کہ اے جبرئیلؑ یہ نوجوان کون ہے جس کے ہاتھ مہندی کی بجائے خون سے رنگین ہیں۔

یہ سن کر جبرئیلؑ رونے لگے اور بولے اے میری آقا زادی فَقَالَ هٰذَا ابْنَ الْحَسَنِ هٰذَ الْقَاسِمُ یہ آپؑ کے بڑے صاحبزادے جناب امام حسنؑ کا لخت جگر شہزادہ قاسمؑ ہے۔ بی بی نے ایک چیخ ماری اور بین کرتے ہوئے کہا۔ وَاوَلَدَاهُ وَاقَاسِمَاهُ وَاقَتِيْلَاهُ ہائے میرا بیٹا' ہائے قاسمؑ' ہائے اے شہید راہ خدا يَاوَلَدِىْ اَيْنَ اَبُوْكَ الْحَسَنُ الْمَسْمُوْمِ يَرَاكَ فِىْ هٰذِهِ الْحَالَةِ اے بیٹا قاسمؑ تمہارے والد حسن مجتبیٰؑ کہاں ہیں وہ تجھے اس حال میں دیکھتے ثُمَّ قُلْتُ يَا جِبْرَئِيْلُ اَيْنَ وَالِدِى الْحُسَيْنُ اَيْنَ قُرَّةُ عَيْنِىْ اَيْنَ ثَمَرَةَ مَوَادِىْ جب ذرا افاقہ ہوا تو بولیں اے جبرئیلؑ یہ تو بتائیں کہ میرا فرزند حسینؑ کہاں ہے۔

اَلَيْسَ قُتِلَ فِىْ هٰذَا الْمَكَانِ مَعَ اَهْلِبَيْتِهٖ فَلَمْ اَرَهُ يَا جِبْرَئِيْلُ بَيْنَ الْقَتْلٰى اے جبرئیلؑ مجھے اپنا پیارا بیٹا حسینؑ نظر نہیں آ رہا کیا وہ یہاں پر شہید نہیں

ہوا؟ وہ مجھے ان لاشوں میں نظر نہیں آ رہا قَالَ فَلَمَّا سَمِعَ کَلاَ مَهَا بَکٰی وَبَکَتِ الْمَلاَ ئِکَۃُ راوی کہتا ہے جب جبرائیلؑ نے جناب فاطمۃ زہراؑ کا کلام سنا تو بیساختہ رونے لگے ان کو دیکھ کر سب فرشتے رو پڑے فَاتٰی بِهَا جِبْرَئِیْلُ ؑ عَلٰی جُثَّۃِ الْحُسَیْنِ پس جبرئیلؑ روتے ہوئے جناب سیدہؑ کو امام حسینؑ کی لاش پر لے آئے جہاں شہزادہ کونین جناب امام حسینؑ قبلہ رخ ہو کر خاک و خون میں غلطاں زمین پر پڑے تھے جبرئیلؑ نے کہا کہ اے سیدہ عالم یہاں آپ کے بیٹے جناب حسینؑ کی لاش ہے فَلَمَّا نَظَرَتْهُ الزَّهْرَاءُ صَاحَتْ وَاوَلَدَهُ وَاحُسَیْنَاهُ جب جناب فاطمہؑ نے اپنے پیارے حسینؑ کو اس حالت میں دیکھا تو اس وقت بی بی نے چیخ ماری اور روتے اور ماتم کرتے ہوئے کہا۔ یَا وَلَدِیْ مَنْ قَطَعَ رَأْسَکَ الشَّرِیْفَ یَا وَلَدِیْ مَنْ رَضَّ صَدْرَکَ الْعَفِیْفَ. اے میرے حسینؑ تیرے سر کو کس نے تلوار سے قلم کیا ہے تیرے پاکیزہ سینے کو کس نے ریزہ ریزہ کیا ہے اے میرے پیارے بیٹے کس ظالم و ستمگر نے تمہاری یہ حالت کی ہے آہ۔ کاش یہ کربناک منظر اپنی آنکھوں سے نہ دیکھتی۔

ثُمَّ اَنَّهَا رَمَتْ نَفْسَهَا عَلَیْهِ وَبَکَتْ وَحَنَّتْ وَاَنَّتْ وَجَعَلَتْ تَقُوْلُ یہ کہہ کر جناب سیدہ نے خود کو اپنے بیٹے امام حسینؑ کی لاش پر گرا دیا اور زخمی جسم پر اپنا منہ ملنے لگیں اور کبھی بآواز بلند روتی تھیں اور کبھی بین کر کے بیتابی سے روتی تھیں اور کہتی تھیں اَیْ حُسَیْنُ مَا ظَنُّهُمْ لاَ یَعْرِفُوْکَ وَمِنَ الْفُرَاتِ اَلْقَوْمُ مَنَعُوْکَ اے حسینؑ کیا سمجھے یہ ظالم کہ تجھے نہ پہچانا اور آب فرات کو تجھ سے روکے رکھا فَدَرَیْتُ بَعْدِیْ یُذَبِّحُوْکَ وَبَعْدَ الذَّبْحِ عَلَی الْاَرْضِ یَرْمُوْنَکَ اے فرزند میں نے جانا کہ میرے بعد تجھے ذبح کیا گیا اور ذبح کرنے کے بعد تجھے

بے گور و کفن زمین پر ڈال دیا۔

تَمَنَّیْتُ اَنَّ جَدُّکَ وَاَبَاکَ
یَوْمَ طَفِّ یَا حُسَیْنُ حَضَرَاکَ

اے حسینؑ تمھارے نانا جانؐ والد گرامی آ چکے ہیں اور تو زمین پر پڑا ہوا ہے پھر رو کر کہا اے بابا رسولِؐ خدا قَتَلُوْا الْحُسَیْنَ بِاَرْضِ کَرْبَلاَ وَحِیْدًا فَرِیْدًا آپؐ کی امت نے میرے حسینؑ کو کربلا میں اس وقت قتل کیا ہے جب حسینؑ کے ساتھی عزیز شہید ہو چکے تھے۔ افسوس صد افسوس تیری مظلومیت پر اے میرے لال ثُمَّ بَکَتْ حَتّٰی غُشِیَتْ عَلَیْھَا پھر اس قدر روئیں کہ روتے روتے بے ہوش ہو گئیں اور اپنے بیٹے کی لاش پر گر پڑیں جب غش سے افاقہ ہوا تو جبرئیلؑ امین آئے اور جناب سیدہ کو تسلیاں دیں اور انھیں واپس آسمان پر لے گئے اس وقت جناب فاطمہؑ بے چین ہو کر فرماتی تھیں وَدَعْتُکَ اللّٰہَ یَاقُرَّۃَ عَیْنِیْ اے میرے نور چشم اے میرے حسینؑ تجھے خدا کے حوالے کرتی ہوں اس کے بعد جناب سیدہ روتے ہوئے خلد بریں کی طرف تشریف لے گئیں جاتے وقت یہ آیت تلاوت کر رہی تھیں۔ وَمَا ظَلَمْنَا ھُمْ وَلٰکِنْ کَانُوْا اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ.

یعنی کہ ان ظالموں نے ہم پر ظلم کر کے اپنے او پر ظلم کیا ہے انہوں نے ہم مظلوموں پر ظلم کر کے جہنم خریدی ہے۔

روایت نمبر 43

حبشی کے کٹے ہوئے ہاتھ کو جناب علی علیہ السلام کا ملانا' سنگریزوں کا چمکتے دمکتے ہوئے جواہرات اور ہیروں میں بدل جانا' سرزمین کربلا پر معجزوں کا ظہور' جمال لعین کا جناب مظلوم کربلا کے دونوں ہاتھوں کو قتل کرنا' جناب رسول خدا' جناب علی مرتضیٰ' حضرت سیدہ' جناب حسن مجتبیٰ کا کربلا میں لاش حسینؑ پر تشریف لانا اور گریہ ماتم کرنا۔

مولانا عابد عسکری

فِیْ الْخَرَائِجَ الْجَرَائِحِ عَنْ عُمَرَ ابْنِ یَزِیْدَ عَنِالشِّمَالِیْ قَالَ اِنَّ عَلِیًّا عَلَیْهِ السَّلاَ مَ کَانَ قَاعِدًا فِیْ مَسْجِدِ الْکُوْفَةِ وَحَولَهٗ اَصْحَابَهٗ کتاب خرائج الجرائح میں عمر ابن یزید سے روایت ہے کہ شمالی نے کہا کہ جناب علی ابن ابی طالبؑ مسجد کوفہ میں کھڑے ہوئے تھے اور آپ کے اردگرد صحابہ کرامؓ موجود تھے قَالُوْا لَهٗ اَنَا نَعْجَبُ مِنْ هٰذِهِ الدُّنْیَا فِیْ اَیْدِیْ هٰؤُلاَ ءِ الْقَوْمِ وَلَیْسَتْ عِنْدَکُمْ جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں صحابہ نے عرض کی کہ ہمیں تعجب ہے کہ مال و متاع' ثروت و دولت آپ کے دشمنوں کے پاس ہے اور آپؑ کے پاس نہیں ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ آیا تم دیکھتے ہو کہ کیا میں دنیا کو چاہتا ہوں اور وہ مجھے نہیں ملتی تمہارا یہ گمان غلط ہے۔ ثُمَّ قَبَضَ قَبْضَةً مِنْ حَصَی الْمَسْجِدِ وَفَضَعَّهَا فِیْ کَفِّهٖ یہ فرما کر ایک مٹھی میں مسجد کے سنگریزے اٹھائے اور اپنا ہاتھ بند کرلیا ثُمَّ فَتَحَ کَفَّهٗ عَنْهَا وَاِذَا هِیَ جَوَاهِرُ تَلْمَعُ وَتَزْهَرُ پھر مٹھی کو کھول دیا تو وہ سب سنگریزے جواہر ہو گئے تھے اور چمک رہے تھے فَقَالَ مَاهٰذِهٖ پھر فرمایا دیکھو یہ کیا ہے فَنَظَرْنَا فَوَجَدْنَا اَجْوَدَا الْجَوَاهِرِ ہم نے دیکھا تو وہ عمدہ اور بہترین جواہر ہیں فَقَالَ لَوْاَرَدْنَا الدُّنْیَا لَکَانَتْ لَنَا وَلٰکِنْ لاَ نُرِیْدُ هَا آپؑ نے اصحاب سے فرمایا اگر ہم دنیا کے طالب ہوتے تو دنیا ہمارے ہی لیے ہوتی لیکن ہم اسے پسند نہیں کرتے اور اس کے طالب نہیں ہیں ثُمَّ رَامَی الْجَوَاهِرَ مِنْ کَفِّهٖ فَعَادَت کَمَا کَانَتْ حِصَاةً یہ فرما کر وہ جواہر دست مبارک سے پھینک دیے جیسے تھے ویسے ہو گئے۔

اسی کتاب میں لکھا ہے اِنَّ اَسْوَدَ دَخَلَ عَلٰی عَلِیِّ عَلَیْهِ السَّلاَ مُ فَقَالَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ سَرَقْتُ فَطَهِّرْنِیْ ایک حبشی شخص جناب امیر علیہ السلام کی خدمت

میں حاضر ہوا اور عرض کی مولا میں نے چوری کی ہے مجھے پاک کیجئے یعنی شرعی طور پر مجھے سزا دیجئے۔ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ لَعَلَّکَ سَرَقْتَ مِنْ غَيْرِ حِرْزٍ وَيُجَاوِزُاللّٰهَ عَنْهُ آپؑ نے ارشاد فرمایا شاید تو نے چوری کی ہو غیر حرز سے کہ جس پر عذاب لازم نہیں ہے اور خدا اس سے درگزر کرے۔ فَقَالَ يَااَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ سَرَقْتُ مِنْ حِرْزٍ فَطَهِّرْنِيْ اس نے عرض کی یا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَؑ میں نے چوری کی ہے لہٰذا مجھے پاک کیجئے فَقَالَ لَعَلَّکَ سَرَقْتَ غَيْرَ نِصَابٍ امام علیہ السلام نے فرمایا شاید تو نے چوری کی غیر نصاب سے کہ جس پر ہاتھ کاٹنا لازم نہیں ہے جناب امیر علیہ السلام نے سر مبارک کو حرکت دی امام علیہ السلام اس کو بچانے کی کوشش کر رہے تھے کہ شاید اس کا قصور اتنا بڑا نہ ہو کہ جس سے ہاتھ کاٹا جائے اور یہ شخص اپنی لاعلمی کی وجہ سے کہہ رہا ہو تو اس کا ہاتھ بچ جائے۔

فَقَالَ يَااَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ سَرَقْتُ نِصَابًا اس نے عرض کی یا مولا میں نے نصاب سے چوری کی ہے۔ فَلَمَّا اَقَرَّ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ قَطَعَهٗ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَذَهَبَ وَجَعَلَ يَقُوْلُ فِي الطَّرِيْقِ جب اس نے تین مرتبہ اقرار کیا تو امام علیہ السلام نے اس کا ہاتھ قطع کیا وہ اس حالت میں باہر آیا اور راستہ میں امام علیہ السلام کی یوں تعریف کر رہا تھا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِمَامُ الْمُتَّقِيْنَ قَائِدُ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ وَيَعْسُوْبُ الدِّيْنِ وَسَيِّدُ الْوَصِيِّيْنَ وَجَعَلَ يَمْدَحُهٗ جناب علی ابن ابی طالبؑ مومنوں کے امیر ہیں اور متقیوں کے امام ہیں اس طرح وہ امام علیہ السلام کے فضائل و مناقب بیان کرتا جا رہا تھا فَسَمِعَ ذٰلِکَ مِنْهُ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ وَقَدْ اِسْتَقْبَلاَهُ فَدَخَلاَ عَلٰى اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَقَالَ رَأَيْنَا اَسْوَدَ يَمْدَحُکَ فِي الطَّرِيْقِ اس حبشی کی باتوں کو حسنین شریفین نے سنا اور گھر میں آ کر

اپنے والد گرامی سے اس کا تذکرہ کیا۔

فَبَعَثَ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ مَنْ اَعَادَہ' عِنْدَہ' فَقَالَ امام علیہ السلام نے کسی کو بھیجا کہ اسے بلا کر لے آئے جب وہ حبشی جناب امیرؑ کے سامنے آیا تو حضرت نے فرمایا قَطَعْتُکَ وَاَنْتَ تَمْدَحُنِیْ اے حبشی تعجب ہے کہ میں نے تو تیرے ہاتھ کاٹے ہیں اور تو میری تعریف کرتا ہے فَقَالَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِنَّکَ طَھَّرْتَنِیْ اس نے عرض کی آقا آپؑ نے مجھے گناہوں سے پاک کیا ہے میں آپ کی کیونکر تعریف نہ کروں۔

وَاَنَّ حُبَّکَ قَدْ خَالَطَ لَحْمِیْ وَدَمِیْ فَلَوْ قَطَعْتَنِیْ اِرْبًا اِرْبًا لَمَّا ذَھَبَ حُبُّکَ مِنْ قَلْبِیْ مولا آپ کی محبت میرے رگ و پے میں بس گئی ہے آپ نے میرا ہاتھ کاٹا تو کیا ہوا آپ میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں تو بھی آپ کی محبت میرے دل سے نہ نکل سکے گی۔ فَدَعَا لَہ' اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَوَضَعَ الْمَقْطُوْعَ عَلٰی مَوْضِعِہٖ فَصَحَّ وَصَلَحَ کَمَا کَانَ جب امام علیہ السلام نے اس کا کلام سنا تو دست دعا بلند کر کے اس کی شفایابی کے لیے دعا کی اور اس کا ہاتھ زخم سے ملا دیا وہ اس وقت تندرست ہو گیا یوں لگتا تھا کہ جیسا کہ اس کے ہاتھ کو کچھ بھی نہ ہوا تھا آہ امام علی علیہ السلام کو ایک حبشی کے ہاتھ کاٹنا گوارا نہ تھا لیکن ان کے بعد ظالموں نے اس کے فرزند امام حسینؑ کو انتہائی بے دردی کے ساتھ شہید کیا گیا ان کی شہادت کے بعد ان کے دونوں بازو کاٹے گئے اس نے کمر بند اتارنے کی کوشش کی وَاِذَا بِغَلْغَلَۃٍ عَظِیْمَۃٍ وَبُکَاءٍ وَلَحِیْبٍ وَنِدَاءٍ ناگاہ صحرا سے بلند آواز کے ساتھ رونے کی آواز بلند ہوئی وَقَائِلٌ یَقُوْلُ وَاِبْنَاہُ وَامَقْتُوْلَاہُ وَاِذَا بِیُحَاہُ وَحُسَیْنَاہُ ان رونے والوں میں سے ایک شخص کہتا تھا ہائے میرا بیٹا ہائے میرا شہید ہائے میرا وہ بیٹا کہ جسے ذبح

کیا گیا ہے یَا بُنَیَّ قَتَلُوکَ وَمِنْ شُرْبِ الْمَاءِ مَنَعُوکَ ہائے بیٹا ظالموں نے تجھے قتل کیا اور پانی کہ جسے جنگل کے تمام جانور پی سکتے تھے لیکن تجھے اور تیرے اہلبیتؑ کو پانی سے محروم کر دیا گیا یہ آواز سن کر جمال لعین ڈر گیا اور شہداء کی لاشوں میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ وَاِذَا بِثَلٰثِ نَفَرٍ وَامْرَاۃٍ حَوْلَهُمْ خَلاَئِقُ وَقُوفٌ قَدِ امْتَلاَتِ الْاَرْضُ بِصُوَرِ النَّاسِ وَاَجْنِحَۃِ الْمَلاَئِکَۃِ ناگاہ تین مرد اور ایک خاتون لاشہ حسینؑ پر آئے بے شمار لوگ اور افواج ملائکہ ان کے ہمراہ تھے لیکن سب لوگ ماتمی لباس میں تھے۔ راوی کہتا ہے کہ مردوں میں سے ایک رسول خداؐ تھے دوسرے علی مرتضیٰؑ تیسرے حسن مجتبیٰؑ تھے اور وہ خاتون، خاتونِ جنت جناب فاطمہ زہراؑ تھیں خدا جانے ان کا اس وقت کیا حال ہو گا جب میدان کربلا میں آئے ہوں گے اور جب شہداء کی لاشوں کو دیکھا ہو گا پھر انتہائی دکھ اور غم کی بات یہ ہے کہ ان لاشوں کے سر قلم کیے گئے تھے اور جناب علمدارؑ کا ایک طرف سر قلم کیا گیا تھا دوسری طرف ان کے بازو بھی تلوار سے کاٹ دیے گئے تھے پھر یزیدیوں نے لاشوں پر گھوڑے دوڑا کر ان کو پامال کیا۔ جب ان ہستیوں نے اپنے جگر گوشوں کو اس حالت میں دیکھا تو روتے اور ماتم کرتے ہوئے کہا۔ یَا اِبْنَاہُ یَا مَقْتُولاَ ہُ ہائے بیٹا ہائے شہید راہِ خدا فِدَاکَ جَدُّکَ وَاَبُوکَ وَاُمُّکَ وَاَخُوکَ قربان ہو تجھ پر اے حسینؑ تمہارا نانا، تمہارا والد، تمہارا بھائی اور تمہاری والدہ۔

وَاِذَا بِالْحُسَیْنِ قَدْ جَلَسَ وَرَاْسُہ، عَلٰی بَدَنِہٖ ناگاہ جناب امام حسینؑ معجزانہ طور پر اٹھ بیٹھے اور تن پر سر اقدس واپس آ گیا اور عرض کرنے لگے یَا جَدَّاہُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَیَا اَبَاہُ وَیَا اُمَّاہُ وَیَااَخَاہُ عَلَیْکُمْ مِنِّیْ السَّلاَمُ ثُمَّ بَکٰی اے نانا جان، اے بابا، اے اماں، اے بھائی آپ پر حسینؑ کا سلام پہنچے یہ کہہ کر امام مظلوم

اپنی بیکسی و مظلومیت پر بہت روئے اور بولے یَا جَدَّاہُ قَتَلُو اللّٰہِ رِجَالُنَا وَسَلَبُوْا وَاللّٰہِ نِسَاءُ نَا. نانا جان آپؐ کی اُمت نے ہمارے مردوں کو قتل کیا اور ہمارے اہلبیتؑ کو لوٹا یَا جَدَّاہُ ذَبَحُوْا اَطْفَالَنَا وَنَھَبُوْا اَمْوَالَنَا. نانا جان ان ظالموں نے میرے بچوں کو ذبح کیا اور تبرکات رسول کو لوٹا یَا جَدَّاہُ یَعُزُّ وَاللّٰہِ عَلَیْکَ اَنْ تَریٰ حَالَنَا وَمَا فَعَلُوْا الْکُفَّارُ بِنَا نانا جان بہت دشوار ہے آپ پر کہ آپ دیکھیں میرا حال کہ کفار نے مجھ پر کیسے کیسے ظلم ڈھائے ہیں وَاِذَا ھُمْ قَدْ جَلَسُوْا حَوْلَہٗ یَبْکُوْنَ عَلٰی مُصِیْبَتِہٖ اور وہ سب ہستیاں امام حسینؑ کے پاس بیٹھ کر بے اختیار رو رہی تھیں۔

وَفَاطِمَۃُ تَقُوْلُ یَا اَبَاہُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَمَا تَریٰ اِلٰی فَعَلَتْ اُمَّتُکَ بِوَلَدِیْ اور جناب سیدہؑ رو کر فرماتی تھیں بابا جان آپؐ نے ملاحظہ فرمایا کہ کافروں نے میرے بیٹے پر کیسے کیسے مظالم کیے ہیں۔ اَمَاذِنُ لِیْ اَنْ اٰخُذَ مِنْ دَمِ شَیْبَتِہٖ فَاَخْضِبُ بِہٖ نَاصِیَتِیْ بابا جان آپ اجازت دیں تو میں اپنی پیشانی خون حسینؑ سے رنگین کرلوں اپنے بیٹے کی ریش مبارک کے خون کو اپنے سر پر لگا لوں وَاَلْقٰی اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ وَاَنَا مَخْضُوْبَۃٌ بِدَمِ وَلَدِیَ الْحُسَیْنِ پروردگار عالم سے اس حال میں ملاقات کروں کہ خون حسینؑ میری پیشانی پر لگا ہو۔ آنخضرتؐ نے فرمایا جو تمھارے جی میں آئے ویسا کرو وَاَنَا اٰخُذُ اَیْضًا مِنْ دَمِ وَلَدِیَ الْحُسَیْنؑ اور میں بھی حسینؑ کا خونِ پاک لے کر اپنی داڑھی اور سر پر ملتا ہوں پس جمال لعین کہتا ہے۔ فَرَأَیْتُ یَاْخُذُوْنَ مِنْ دَمِ شَیْبَتِہٖ وَتَمْسَحُ بِہٖ فَاطِمَۃُ نَاصِیَّھَا میں نے دیکھا کہ وہ خاصانِ خدا حسینؑ کی ریش مقدس کا خون لیتے تھے اور جناب فاطمہؑ اسے اپنی پیشانی پر ملتی تھیں۔

وَالنَّبِی وَعَلِیٌ وَالْحَسَنُ یَمْسَیُوْنَ نَحورَهُمْ وَصُدُوْرَهُمْ وَاَیْدِیْهُمْ اور جناب رسولؐ خدا، جناب علی مرتضیٰؑ اور جناب حسن مجتبیٰؑ مظلوم کربلا کا خون لے کر اپنے گلے، سینے اور ہاتھوں پر ملتے تھے اور میں نے سنا جناب رسولؐ خدا رو رو کر فرماتے تھے۔ فِدَاکَ یَاحُسَیْنُ یَعُزُّ وَاللّٰهِ عَلَیَّ اَنْ اَرَاکَ مَقْطُوْعَ الرَّاسِ مُرَمَّلُ الْجَبِیْنِ وَاَنْتَ طَرِیْحٌ مَقْطُوْعَ الْیَدَیْنِ قربان ہو آپ پر اے حسینؑ واللہ بہت دشوار ہے مجھ پر کہ تجھے اس حال میں دیکھوں کہ تیرا سر تن سے جدا ہے اور تیری پیشانی خون سے رنگین ہے اور تیری لاش خاک وخون میں غلطاں ہے۔

یَا بُنَیَّ مَنْ قَطَعَ یَدَکَ الْیُمْنٰی وَثَنّٰی بِالْیُسْرٰی اے فرزند میرے بعد ظالموں نے تجھ پر کس طرح کا ظلم کیا ہے کہ تیرے دایاں ہاتھ کو کاٹا اور اس پر اکتفاء نہ کی اور تیرا بایاں ہاتھ بھی کاٹ ڈالا جنابؑ امام حسینؑ نے عرض کی نانا جان مجھ پر یہ ظلم ایک شتر بان نے کیا ہے وہ شقی میرے ساتھ مدینہ سے آیا تھا جب وہ میرے آزار بند کو دیکھتا تھا تو آرزو کرتا تھا کہ یہ وہ لے لے اس سے یہ توقع نہ تھی کہ وہ اس قدر بھی جسارت کر سکتا ہے۔

فَلَمَّا قُتِلْتُ خَرَجَ یَطْلُبُنِیْ مِنْ بَیْنِ الْقَتْلٰی پس نانا جان جب ظالموں نے مجھے تین دن کا بھوکا پیاسا شہید کیا اور میرے سر کو نیزہ پر آویزاں کیا اور میرا جسم خاک وخون میں غلطاں زمین پر پڑا رہا۔ وہ شقی میری تلاش میں نکلا اور ان لاشوں میں میری لاش کو ڈھونڈنے لگا۔ فَوَجَدَنِیْ جُثَّةً بِلاَ رَاسٍ جب اس نے میری لاش کو سر کے بغیر پایا تو اس نے ازار بند کو جدا کرنے کا ارادہ کیا۔ وَکُنْتُ عَقَدْتُهَا عُقَدًا کَثِیْرًا اور میں نے اس کو بہت سی گرہیں لگا دی تھیں۔ فَضَرَبَ اِلَی التِّکَّةِ یَدَه، فَحَلَّ عُقْدَةً مِنْهَا پس اس لعین نے ہاتھ بڑھا کر ایک گرہ کھولی فَمَدَدْتُ

الْیُمْنٰی فَقَبَضْتُھَا میں نے دایاں ہاتھ بڑھا کر اپنے ازار بند کو پکڑ لیا۔ ہر چند اس شقی نے زور لگایا مگر میرا ہاتھ ازار بند سے جدا نہ ہوا جب اس سے جدا نہ ہوا تو وہ لعین ہتھیار تلاش کرنے لگا کہ میرا ہاتھ کاٹ کر ازار بند سے جدا کرے۔ فَوَجَدَ قَطْعَةَ سَیْفٍ مَکْسُوْرٍ فَقَطَعَ بِھَا یُمْنٰی اس شقی نے ایک ٹوٹی ہوئی تلوار کا ٹکڑا تلاش کیا اور اس سے میرے ہاتھ کو کاٹ کر زمین پر پھینک دیا۔ فَقَبَضْتُ عَلَی التِّکَّةِ بِیَدِیَ الْیُسْرٰی فَقَطَعَھَا میں نے بائیں ہاتھ سے اسے پکڑ لیا کہ اب یہ شقی باز رہے اس نے اسے بھی کاٹ کر زمین پر پھینک دیا اور پھر ازار بند نکالنے کا ارادہ کیا کہ نانا جان آپ تشریف لے آئے فَرَمٰی نَفْسَہ' بَیْنَ الْقَتْلٰی وہ شہداء کی لاشوں میں چھپ گیا۔ فَلَمَّا سَمِعَ النَّبِیُّ کَلاَمَ الْحُسَیْنِ بَکٰی بُکَاءً شَدِیْدًا جب آنحضرتؐ نے جناب امام حسینؑ سے یہ حال سنا تو آپؐ بہت زیادہ روئے اور اس لعین کی طرف آئے اور رو کر بولے یَا جَمَّالُ مَالَکَ قَطَعْتَ یَدَیْنِ طَالَ مَاقَبَّلَھُمَا جِبْرَئِیْلُ وَمِیْکَائِیْلُ وَمَلاَئِکَةُ اللّٰہِ اَجْمَعُوْنَ اے جمال تو نے میرے بیٹے کے وہ ہاتھ کاٹے ہیں کہ جنھیں جبرئیلؑ و میکائیلؑ اور سب ملائکہ چومتے تھے اَمَا کَفَاکَ مَامَنَعُوْا بِہِ الْمَلاَعِیْنُ مِنَ الذُّلِّ وَالْھَوَانِ اے لعین تجھے رحم نہ آیا کہ میرے پیارے بیٹے حسینؑ پر ظالموں نے کیا کیا ظلم کیے ہیں اس کے باوجود تو نے یہ ظلم کیا سَوَّدَ اللّٰہُ وَجْھَکَ یَا جَمَّالُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَقَطَعَ اللّٰہُ یَدَیْکَ وَرِجْلَیْکَ خدا تیرے منہ کو سیاہ کرے اے لعین دنیا و آخرت میں اور خدا تیرے ہاتھ اور پاؤں کاٹے جیسا تو نے میرے حسینؑ کے قطع کیے ہیں آنحضرتؐ کی دعا قبول ہوئی وہ ملعون اسی وقت مصیبتوں میں گرفتار ہو گیا۔

❀......❀......❀

جناب امیر علیہ السلام کا حالت رکوع میں سائل کو انگوٹھی دینا' شہادت امام کے بعد ایک ظالم کا امام مظلوم کی انگلی کا کاٹنا' امام علیہ السلام کے سر اقدس کا جسم کے ساتھ جڑنا اور معجزانہ طور پر امام علیہ السلام کا اپنے نانا جان' والد گرامی' والدہ ماجدہ اور شہید بھائی کے ساتھ بات چیت کرنا۔

مولانا عابد عسکری

فِیْ الْخَرَائِجِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ یَا فَاطِمَةُ لَدَیَّ بِشَارَةٌ اَتَتْنِیْ مِنْ رَبِّیْ فِیْ اَخِیْ وَابْنِ عَمِّیْ کتاب خرائج میں منقول ہے کہ جناب رسالتمابؐ نے فرمایا اے فاطمہؑ! میرے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خوشخبری آئی ہے اور وہ بشارت میرے بھائی علی مرتضیٰؑ کے بارے میں ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ زَوَّجَ عَلِیًّا بِفَاطِمَةَ اللہ تعالیٰ نے فاطمہؑ کا مقدر علیؑ کی زندگی کے ساتھ منسلک کر دیا ہے۔ وَاَمَرَ رِضْوَانَ خَازِنَ الْجَنَّةِ فَهَزَّ شَجَرَةَ طُوْبٰی فَحَمَلَتْ رِمَّاعًا بِعَدَدِ مُحِبِّیْ اَهْلِ بَیْتِیْ خداوند کریم نے رضوان کو حکم دیا کہ (جو خزینہ دار جنت ہے) وہ درخت طوبیٰ کو ہلائے اور میرے اہلبیتؑ کے محبوں و موالیوں کے مطابق اس درخت کے پتوں کو اٹھائے۔ وَاَنْشَاءَ مَلَائِکَةً مِنْ تَحْتِهَا مِنْ نُوْرٍ وَوَقَعَ اِلٰی کُلِّ مَلَکٍ خَطًّا اور ان فرشتوں نے نور سے ان پتوں کے نیچے لکھا اور سب فرشتوں کو ایک ایک نوشتہ دیا۔

فَاِذَا اسْتَقَرَّتِ الْقِیَامَةُ بِاَهْلِهَا فَلَا تُلْقِیْ تِلْکَ الْمَلَائِکَةُ مُحِبًّا لَنَا اِلَّا دَفَعَتْ اِلَیْهِ صِکًّا فِیْهِ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ جب قیامت قائم ہو گی اور سب مخلوق جمع ہو گی جو فرشتہ جس مومن سے ملاقات کرے گا ایک نامہ اس کو دے گا (انھیں ناموں میں سے) کہ اس میں لکھا ہو گا کہ یہ آتش جہنم سے بری ہے اور جنت الفردوس کا حقدار ہے پس جناب امیر علیہ السلام کے تمام ماننے والے جہنم کی آگ سے محفوظ رہیں گے۔

اعمش ابن عفان سے منقول ہے کہ ہم ایک روز ابن عباسؓ کے پاس چاہِ زمزم کے کنارہ پر بیٹھے ہوئے تھے اور جناب رسول اکرمؐ کی احادیث کا تذکرہ کر رہے تھے اور ایک نقابدار آیا اور وہ بھی ہمارے پاس بیٹھ گیا جب ابن عباسؓ ایک

حدیث نقل کرتے تھے تو وہ نقاب دار بھی ایک حدیث روایت کرتا تھا ابن عباسؓ نے حیران ہو کر پوچھا اے شخص تو کون ہے؟ اس نے نقاب ہٹایا اور کہا مَنْ عَرَفَنِیْ فَقَدْ عَرَفَنِ وَمَنْ لَمْ یَعْرِفنِیْ فَاَنَا اُعَرِّفُه' جو مجھے پہنچانتا ہے وہ مجھے پہنچانتا ہے اور جو مجھے نہیں پہنچانتا اس کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں جندب بن خبادہ ابو ذر غفاری ہوں۔ میں نے جناب رسولؐ خدا سے اپنے کانوں سے سنا ہے اگر جھوٹ کہوں تو میرے یہ کان بہرے ہو جائیں اور میں نے اپنی آنکھوں سے جناب رسولؐ خدا کو دیکھا ہے اگر سچ نہ کہوں تو یہ آنکھیں اندھی ہو جائیں کہ سرکار دو عالمؐ نے فرمایا عَلِیٌّ قَائِدُ الْبَرَرَةِ وَقَاتِلُ الْکَفَرَةِ مَنْصُوْرٌ مَنْ نَصَرَ وَمَخْذُوْلٌ مَنْ خَذَلَه' علیؑ نیک لوگوں کی پیشوا ہیں اور کافروں کو قتل کرنے والے ہیں وہ شخص کہ جس نے علیؑ کی مدد کی وہ کامیاب ہے اور جس نے علیؑ کے ساتھ دشمنی رکھی تو وہ ذلیل و رسوا ہوگا اے لوگو سنو میں ایک روز جناب رسولؐ خدا کے پاس نماز ظہر پڑھ رہا تھا اِذْ جَاءَ السَّائِلُ فَسَأَلَ کہ ایک سائل آیا اور اہل مسجد سے سوال کیا اسے کسی نے کچھ نہ دیا پس اس سائل نے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور بولا خداوندا گواہ رہنا کہ میں نے مسجد رسول میں سوال کیا اور کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ اس وقت جناب امیرؑ رکوع میں تھے آپؑ نے اپنی انگشت سے اس سائل کی طرف اشارہ کیا پس وہ سائل آیا اور اس نے جناب امیرؑ کی انگشت مبارک سے انگوٹھی اتار لی اور چلا گیا جب جناب رسولؐ خدا نماز ظہر کی نماز پڑھا چکے اور امیر کائنات کی یہ سخاوت دیکھی تو اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا اور یہ دعا کی خداوندا میرے بھائی موسیٰ پیغمبرؑ نے تجھ سے سوال کیا تھا کہ میرا سینہ کھول دے اور میرا کام آسان کر وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْراً مِنْ اَھْلِیْ میرے لیے میرے اہلبیتؑ میں سے ہارون کو جو میرا بھائی ہے وزیر مقرر

فرما تو نے موسیٰؑ کی دعا قبول فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ اَنَا مُحَمَّدٌ عَبۡدُکَ وَرَسُوۡلُکَ بارالٰہا میں محمد ہوں تیرا بندہ تیرا برگزیدہ پیغمبرؐ فَاشۡرَحۡ لِی صَدۡرِیۡ وَیَسِّرۡ اَمۡرِیۡ پس کھول دے میرے سینہ کو اور آسان کر میرے کام کو۔

وَاجۡعَلۡ لِیۡ وَزِیۡرًا مِنۡ اَھۡلِ الۡاَرۡضِ اَخِیۡ عَلِیًّا وَاشۡدُدۡ بِهٖ ظَهۡرِیۡ اے خالق اکبر اہل زمین میں سے میرے بھائی علیؑ کو میرا وزیر مقرر فرما اور میری پشت کو قوی کر ابو ذرؓ کہتے ہیں قسم ہے خدا کی کہ حضرت کی دعا ابھی ختم نہ ہوئی تھی کہ جبرئیلؑ امین خدائے جلیل کی طرف سے یہ آیہ لائے اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰهُ وَرَسُوۡلُهٗ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوا الَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوةَ وَهُمۡ رَاکِعُوۡنَ (المائدہ ۵۵) ترجمہ: (اے ایماندارو) تمھارے مالک و سرپرست بس یہی ہیں خدا اور اس کا رسولؐ اور وہ مومنین جو پابندی سے نماز ادا کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔

جناب غزالی کلماتِ بسیر میں کہتے ہیں کہ وہ انگوٹھی انگشتر سلیمانؑ تھی اور وہ سائل جناب جبرئیلؑ تھے لیکن افسوس کہ جس برگزیدۂ خدا نے عالم نماز میں انگشت مبارک سے انگوٹھی اتار دی ظالموں ان کے بیٹے کو انتہائی بے وردی کے ساتھ شہید کیا ان کے شہداء کی لاشوں پر گھوڑے دوڑائے گئے ان کے شہیدوں کے سر قلم کر کے نیزوں پر چڑھائے گئے شہادتِ امام کے بعد یزیدی فوجی آئے اور خیام حسینی کو نذر آتش کر دیا۔ مخدراتِ عصمت کی چادریں نیزوں سے اتار لی گئیں معصوم بچیوں کے کانوں سے گوشوارے زبردستی کھینچے گئے جس کی وجہ سے ان معصوم بیبیوں کے کان زخمی ہو گئے۔

فَجَاءَ بَجۡلُ بنُ سَلِیۡمٍ پس بجدل بن سلیم ملعون آیا اور وہ امام علیہ السلام

کے دست مبارک سے انگوٹھی اتارنے لگا جب نہ اتری فَقَطَعَ اِصْبَعَ الْحُسَیْنِ وَاَخَذَ خَاتَمَه' اس شقی نے انگوٹھی کے لیے امام مظلوم کی انگشت مبارک کاٹ ڈالی اور انگوٹھی لے گیا اور ایک شقی نے ازار بند لینے کا ارادہ کیا۔

بحار الانوار میں لکھا ہے کہ لوگوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ جس کے ہاتھ پاؤں نہیں ہیں اور نابینا ہے وہ خانہ کعبہ کے پاس بیٹھ کر دعا کر رہا ہے کہ خداوندا تو مجھے بخش دے مگر میرا گمان ہے کہ تو مجھے کبھی نہیں بخشے گا اگرچہ تمام اہل آسمان و زمین میری شفاعت کریں لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے اور کیا گناہ کیا ہے؟ کُنْتُ فِیْ مَنْ قَتَلُوْا الْحُسَیْنِ بِکَرْبَلاَ کہ میں ان میں سے ہوں کہ جنھوں نے کربلا میں امام حسینؑ کو قتل کیا ہے فَلَمَّا قُتِ الْحُسَیْنُ رَاَیْتُ عَلَیْهِ سَرَاوِیْلاَ وَمَكَّةً حَسَنَةً بَعْدَ مَا سَلَبَه' الناسُ جس وقت جناب امام حسینؑ کو قتل کیا گیا میری ان کے ازار بند پر نظر پڑی جو کہ بہت خوبصورت تھا۔ فَاَرَدْتُ اَنْ اَنْزَعَ التِكَّةَ میں نے وہ ازار بند کھولنے کی کوشش کی فَرَفَعَ یَدَهُ الْیُمْنٰی وَوَضَعَ عَلَی التِكَّةِ پس امام مظلومؑ نے معجزانہ طور پر دایاں ہاتھ ازار بند پر رکھ دیا۔ میں نے بڑی کوشش کی لیکن آپؑ نے ہاتھ نہ اٹھایا۔ فَقَطَعْتُ یَمِیْنَه' مِنَ السَّیْفِ میں نے ان کا وہ ہاتھ تلوار سے کاٹ ڈالا پھر امام علیہ السلام نے بائیں ہاتھ سے پکڑ لیا فَقَطَعْتُ یَسَارَه' اَیْضًا میں نے ان کا بایاں ہاتھ بھی کاٹ ڈالا جب میں یہ بھیانک کام کر چکا تو آپ کے ازار بند کو اتارنا چاہا کہ اچانک زلزلے کی مہیب' خوفناک آواز آئی' اس وقت اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نیند غالب کر دی۔ فَنُمْتُ بَیْنَ الْقَتْلٰی چنانچہ میں اسی وقت گہری نیند کی آغوش میں چلا گیا۔ فَرَاَیْتَ کَانَ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ میں نے دیکھا کہ جناب رسول خدا تشریف لائے ہیں اور ان کے ساتھ جناب علی مرتضیٰؑ

اور جناب فاطمہ زہراؑ ہیں۔

میں نے دیکھا کہ معجزانہ طور پر آپؑ کا سر دوبارہ جسم کے ساتھ جڑ گیا اور ان بزرگوں نے امام مظلوم کے سر اقدس کو اپنی آغوش میں لے لیا۔ فَقَبَّلَتْهُ فَاطِمَةُ جناب سیدہؑ نے اس سر کے بوسے لیے اور فرمایا یَا وَلَدِیْ مَنْ قَتَلَکَ قَتَلَه' اللّٰهُ اے میرے فرزند تجھے کس نے قتل کیا اللہ اسے قتل کرے وَمَنْ مَعَلَ هٰذَا بِکَ اور اے نورِ نظر' اے میرے حسینؑ کس سنگدل نے تیری یہ حالت بنائی ہے تیرے تو ہاتھ بھی سلامت نہیں ہیں۔ امام حسینؑ نے یوں جواب دیا۔

یَا اُمَّاهُ قَتَلَنِیْ شِمْرٌ اے اماں مجھے شمر لعین نے قتل کیا ہے اور قَطَعَ یَدِیْ هَذَا النَّائِمُ اس سوئے ہوئے شخص نے میرے دونوں ہاتھ قلم کیے ہیں یہ سن کر بی بی رونے لگیں اور فرمایا یَا نَائِمُ قَطَعَ اللّٰهُ یَدَیْکَ وَرِجْلَیْکَ اے سونے والے خدا تیرے دونوں ہاتھوں اور پاؤں کو شل کرے اور تیری آنکھوں کو اندھا کرے اور تجھے عذاب جہنم میں داخل کرے۔ جب مجھے ہوش آیا تو میرے ہاتھ پاؤں خود بخود کٹ چکے تھے خدا جانے کس نے کاٹے اور کیوں کاٹے؟ اور میری بصارت ختم ہو چکی تھی جناب سیدہؑ کی بددعا پوری ہوئی اب جہنم میں داخل ہونا باقی ہے یہ سن کر وہ شخص اس پر لعنتیں کرتا تھا اور سب لوگ اس کے منہ پر نفرت سے تھوکتے تھے اور کہتے تھے کہ اے کافر تو نے کس قدر بڑا جرم کیا ہے۔

روایت نمبر

45

مجلس عزا میں شرکت کرنے کے فضائل، تاجروں کے ایک قافلہ کی کربلا میں آمد،
ایک نصرانیہ عورت کا شہیدوں کی لاشوں کو دیکھ کر ایمان لے آنا۔

مولانا عابد عسکری

قَالَ النَّبِیُّ مَامِنْ قَوْمٍ ن ـــسُوْا بِمَجْلِسٍ یَتْلُوْنَ فَضْلَنَا اَھْلَ الْبَیْتِ اِلاَّ حَفَّتْ بِھِمُ الْمَلاَ ئِکَۃُ. جناب رسول اکرمؐ ارشاد فرماتے ہیں جس مجلس میں مارے اہلبیتؑ کے فضائل یا مصائب بیان ہوں اور اس میں مومنین شرکت کریں تو فرشتے اس جگہ امام بارگاہ کو گھیر لیتے ہیں اور جب تک وہ اس مجلس میں بیٹھے رہتے ہیں رحمت خدا ان مومنین کے شامل حال رہتی ہے۔ وَاسْتَغْفَرَتْ لَھُمُ الْمَلاَ ئِکَۃُ اِلٰی اَنْ یَتَفَرَّقُوْا اور فرشتے ان کے لیے خدا سے طلب رحمت کرتے ہیں یہاں تک کہ مجلس عزا اختتام کو پہنچے وَیُبَاھِیْ بِھِمُ اللّٰہُ فِی الْمَلاَءِ الْاَعْلٰی اور خداوند عالم ملاء اعلیٰ میں ان کے ان افعال پسندیدہ پر فخر و مباہات کرتا ہے۔

سبحان اللہ مجلس شبیرؑ میں شریک ہونے کا کس قدر بڑا ثواب ہے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو مجالس عزا کے انعقاد کا اہتمام کرتے ہیں' میرے نزدیک سب سے زیادہ ثواب تو بانی مجلس کا ہے جو بہت سی تکالیف برداشت کرتے ہوئے اخراجات کا بوجھ بھی اٹھاتا ہے۔ ذاکر و واعظ بھی اجر عظیم کا مستحق ہے سامعین اور مجلس حسینؑ میں شرکت کرکے والوں کے اجر کی تو کوئی حد ہی نہیں ہے۔ وہ مومنین جو دور دراز کا سفر طے کر کے' اپنا کام کاج چھوڑ کر صبح و شام سے پورے اشتیاق و انہماک کے ساتھ مجلس سنتے ہیں' فضائل اہلبیتؑ سے اپنے ایمان کو تقویت پہنچاتے ہیں اور ذکر مصائب سن کر بے تحاشا روتے ہیں وہ دراصل جناب سیدہ کے مہمان ہوتے ہیں حضرت امام زمانہؑ ان کو دعائیں دیتے ہیں اس لیے تو فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ وہ مومنین کے لیے استغفار کریں۔

عبداللہ بن اسود سے روایت ہے جس سال واقعہ کربلا پیش آیا اس سال بہت سے تاجر جو عراق کی طرف گئے تھے جب وہ واپس لوٹے تو بارہ محرم کو سرزمین

کربلا پر اترے ایک فرنگن بھی اپنی نوکرانیوں کے اس قافلہ کے ہمراہ تھی وہ عورت
کہتی ہے کہ جب میں وہاں پہنچی تو یکدم مجھے اداسی نے گھیر لیا میرا دم گھٹتا جا رہا تھا
اور اس انھونی پریشانی کی سمجھ نہیں آ رہی تھی دل ہی دل میں سوچنے لگی کہ خدا خیر
کرے عزیزوں میں سے کوئی فوت نہ ہو گیا ہو میں نے اپنی ایک کنیز سے کہا کہ چلو
اس صحرا میں تھوڑی دیر چہل قدمی کرتے ہیں، ہم دونوں عورتیں چلتے چلتے قافلہ سے
کچھ فاصلے پر آ گئیں ہم نے دیکھا ایک جگہ پر پرندے آ جا رہے ہیں لیکن وہ عجیب
طرح کا شور بلند کرتے ہیں ان کے اس شور میں بھی غم و اندوہ سنائی دیتا تھا وہ خاک
اڑاتے تھے اور چیختے چلاتے تھے یوں لگ رہا تھا جیسا کہ ان کا کوئی سردار مر گیا ہے
اور یہ اس کے غم میں نوحہ کناں ہیں میری نوکرانی نے بھی میری بات کی تصدیق کی
ضرور ہی ان پرندوں کا کوئی بادشاہ مر گیا ہے کہ جس کا یہ غم منا رہے ہیں میں نے
اس کنیز سے کہا کہ چلو ان کے مرے ہوئے بادشاہ کی لاش کو دیکھتے ہیں ہم ایک ٹیلے
پر آ گئے میں نے نیچے کی طرف دیکھا تو مجھے خون ہی خون نظر آیا میں نے خیال کیا
کہ شاید یہاں پر کوئی بہت بڑا قافلہ اترا تھا اور انھوں نے گوسفند ذبح کیے ہوں گے
لیکن چند قدم آگے چل کر میں نے دیکھا کہ انسانوں کی لاشیں پڑی ہیں ان کے جسم
زخموں سے چور چور ہیں اور میں یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ یہ لاشیں بغیر سروں کے
تھیں، میں نے سوچا کہ شاید ان مقتولوں کے دشمنوں کو ان سے بہت زیادہ دشمنی و
عداوت تھی کہ ان کے جسموں پر تلواروں، نیزوں، تیروں اور پتھروں کے بے شمار زخم
لگے ہوئے تھے ان لاشوں میں میں ایک لاش کے قریب آئی دیکھا کہ وہ لاش قبلہ
رخ ہو کر منہ کے بل پڑی ہوئی ہے اور اس کا سر بھی نہیں ہے لگتا ہے اس شخص کو
حالت سجدہ میں قتل کیا گیا تھا لیکن میں یہ دیکھ کر حیران ہو گئی کہ اس لاش سے مشک و

عنبر کی خوشبو مہک رہی ہے اور دوسری لاشوں سے بھی خوشبو آ رہی تھی۔ قُلْتُ وَاللّٰہِ قُتِلَ فِیْ عِبَادَۃِ اللّٰہِ میں نے اپنے آپ سے کہا کہ خدا کی قسم یہ لاش کوئی نیک اور متقی شخص کی ہے۔ وَفِیْ جَنْبِہٖ مَذْبُوْحٌ اور ان کے پہلو میں ایک ننھے سے بچے کی لاش ہے کسی سنگدل نے اس معصوم بچے کا سر بھی قلم کر لیا تھا اس بچے کے گلے سے خون بہہ رہا تھا اور اس نے ننھا سا ہاتھ اپنے زخم پر رکھا ہوا تھا میں نے غور سے دیکھا تو اس کے حلق پر تیر لگا ہوا ہے میں یہ کربناک منظر دیکھ کر بہت روئی اور اپنی چادر سے اس بچے کا خون صاف کیا اور اس کے زخم کا بوسہ لیا اور اسے اٹھا کر گلے سے لگا لیا اور رو کر کہا اے فرزند مظلوم تو کس کا نور نظر ہے' تجھے کس جرم میں قتل کیا گیا ہے۔ دشمنیاں تو بڑوں سے ہوتی ہیں تیرے ساتھ کس کو اتنی بڑی دشمنی تھی کہ تیرا سر بھی قلم کر کے لے گیا ہے اگر تیرے ماں باپ تجھے اس حال میں دیکھتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ القصہ وہ نصرانی عورت بہت روئی اور سر کے بال کھول کر سجدے میں گر گئیں اور کہا خداوندا تجھے عیسیٰؑ بن مریمؑ کا واسطہ اس بچے کے قاتل کو سخت ترین عذاب میں مبتلا فرما۔

وہ کہتی ہے کہ جو لاش قبلہ رخ ہو کر پڑی تھی اس پر سفید پرندوں نے سایہ کیا ہوا تھا تاکہ وہ دھوپ سے محفوظ رہے کنیز بولی کہ اے بی بی یہ کوئی اولیاء خدا تھے یا بادشاہ ہفت اقلیم تھے۔

میں نے اسے کہا کہ ان مقتولوں کا درجہ اولیاء سے بڑھ کر ہے تو نے سنا نہیں ہے کہ جناب سلیمان نبیؑ کی زندگی میں جانور اور دوسری مخلوق ان کے تابع تھی لیکن جب ان کا انتقال ہوا تو سب تابعین انھیں چھوڑ گئے اس شہید کا درجہ سلیمان علیہ السلام سے کہیں زیادہ ہے۔ اس کے بعد ہم قافلہ میں واپس لوٹ آئے میں نے

ان سے سارا ماجرا بیان کیا اور ان سے کہا کہ ذرا چل کر تو دیکھو کہ وہ عرب ہیں یا عجم تمام قافلے والے اس جگہ پر آئے جہاں ان بے وارث مقتولوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں ان قافلہ والوں میں چند بزرگوں نے کہا کہ ان شہیدوں کے ہاتھ پاؤں اہل مدینہ کے مشابہ ہیں اگر ان کے جسموں پر سر ہوتے تو ہم پہچان لیتے قریبی بستی کے چند بزرگوں کو بلایا گیا اور ان سے ان مقتولوں کے بارے میں پوچھا گیا تو ان زمینداروں نے کہا کہ آہ کہیں ان مظلوموں کا کیا حال بیان کریں۔

دوسری محرم کو یہ قافلہ سرزمین کربلا پر پہنچا اگرچہ یہ مختصر افراد پر مشتمل تھا لیکن ان کا رعب و دبدبہ اور ان کی شان و شوکت بادشاہوں سے بھی بڑھ کر تھی محرم کی چوتھی تاریخ کو سردار لشکر نے ہمیں بلوایا جب ہم حاضر ہوئے تو انھوں نے اپنے عزیزوں اور ساتھیوں کو جمع کیا ان سب کے چہرے بہت زیادہ نورانی تھے وہ ہم سے بڑے کریمانہ اخلاق سے پیش آئے دریں اثناء نماز ظہر کا وقت ہوا ایک انتہائی خوبصورت نوجوان آیا اس نے اذان کہی خدا شاید ہے اس جوان کا چہرہ چودویں کے چاند سے بھی زیادہ روشن تھا۔

ہم نے اس نوجوان کا نام پوچھا تو ہمیں بتایا گیا کہ اس کا نام ''علی اکبرؑ'' ہے الغرض وہ سردار آگے ہوا اور سب نے اس کے پیچھے نماز ادا کی۔ نماز پڑھنے کے بعد وہ عظیم القدر بزرگ انتہائی مشفقانہ انداز میں ہماری طرف متوجہ ہوا اور فرمایا ہم پردیسی ہیں آپ کی سرزمین پر آئے ہیں اگر تم ایک مہربانی کرو تو یہ زمین ہمیں بیچ دو کہ ہمیں اس زمین کی ضرورت ہے۔

اس بزرگ کی اس بات کو سن کر صدائے گریہ بلند ہوئی یہاں تک خواتین اور بچے بلند آواز سے رونے لگے پس ہم نے اشکبار آنکھوں اور رضا و رغبت کے

ساتھ اس بزرگوار کی فرمائش کو قبول کیا چنانچہ انھوں نے ساٹھ ہزار درہم دے کر ہم سے یہ زمین خریدی اور آپؑ نے اٹھ کر چار حدیں مقرر کیں اور فرمایا۔ قَدْ اِخْتَارَھَا اللّٰہُ لَنَا یَوْمَ دَحْوَ الْاَرْضِ یعنی خدا نے ہمارے لیے اس زمین کو منتخب کیا ہے جس روز سے اس کو پیدا کیا اور بچھایا۔ وَجَعَلَھَا مَعْقِلاً شِیْعَتِنَا وَلَھُمْ اَمَانٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ خداوند کریم نے اسے ہمارے ماننے والوں کے لیے جائے ورود و بازگشت بنایا اور یہ زمین ان کے لیے دنیا و آخرت میں باعث آمان ہے۔

غرض جب ہم اس بزرگ سے رقم لے کر جانے لگے تو انھوں نے ہمیں بلا کر فرمایا یہ زمین بھی میں نے تمھیں بخشی ہے لیکن دو شرطوں پر ایک تو یہ کہ کچھ خاص قبریں جو اس سرزمین پر ہوں گی۔ ان پر زراعت نہ کی جائے اور زائرین کو ان قبروں کے بارے میں بتا دیا جائے اور دوسری شرط یہ ہے ہمارے زائر کے ساتھ احسان کرنا یعنی جو ان قبروں کی زیارت کے لیے آئے تو اسے تین دن مہمان کرنا ہم نے آپؑ کی ان دونوں شرطوں کو قبول کر لیا۔ ساتویں تاریخ تک امن و اماں رہا جب ساتویں تاریخ ہوئی تو کوفہ سے فوجوں پہ فوجیں آنے لگیں یہاں تک تا حد نظر فوج ہی فوج نظر آتی تھی اور اسی دن سے ان پر پانی بند کر دیا گیا۔ ہر چند کہ فوج یزید ان کو صلح و بیعت کی طرف دعوت دیتی تو یہ شخص لاَحَوْلَ وَلاَ قُوَّۃَ کہہ کر انکار کر دیتا تھا۔

دسویں محرم کے روز یزیدیوں نے ان پر حملہ کر دیا اس سردار کے عزیز و اقارب درجہ شہادت پر فائز ہوئے مگر اس سردار کا ہر جانثار سردار مخالف کا سو دو سو فوجی مار کر قتل ہوا یہاں تک کہ اس سردار کی باری آئی تو خیموں میں کہرام برپا ہوا وہ آقا بھی روتا ہوا خیمہ سے باہر نکلا اور میدان جنگ کی طرف متوجہ ہوا اگرچہ عزیزوں اور

ساتھیوں کی شہادت نے اس بزرگ کو نڈھال کر دیا تھا۔

جب زخموں سے چور چور ہو گئے تو پشت زین سے روئے زمین پر تشریف لائے تو اپنا سر سجدہ خالق میں جھکا دیا ابھی آپ سجدہ میں تھے ایک سنگدل نے آ کر آپ کا سر پس گردن کاٹ دیا۔ دسویں محرم کا دن غروب ہوا اور شام غریباں آئی تو یزیدیوں نے خیام حسینی کو آگ لگا دی جس کے نتیجے میں ان نیک لوگوں کی ہر چیز جل گئی پردہ داروں کے سروں سے نیزوں کے ذریعہ چادریں اتاریں گئیں۔ ان بیبیوں کو قیدی بنا کر بے پلان اونٹوں پر سوار کیا ان پردہ داروں نے اپنے بالوں سے سر کو چھپایا اور خاک شفاء سے پردہ کیا ان کے بچوں کو بھی قید کر دیا گیا۔ وہ شہزادہ کہ جس کی ہم نے اذان سنی تھی اس کا سر نیزہ پر آویزاں کیا گیا۔

اس سردار کا ایک بیمار فرزند تھا کہ جس کے پاؤں میں بیڑیاں اور گلے میں طوق ہاتھوں میں رسن باندھے گئے اور سب شہیدوں کے سر نیزوں پر نصب تھے ہم حاکم وقت کے ڈر سے یہ لاشیں نہیں دفنا سکتے مگر چاہتے ہیں کہ جب لشکر یزید بہت دور چلا جائے گا تو پھر ہم ان لاشوں کو دفن کریں گے۔ پس اہل قافلہ نے کہا کہ اے زمینداروں آپ کو اس سردار کے نام کا پتہ نہیں ہے انھوں نے کہا ہم ان کا نام نہیں جانتے تھے لیکن جب وہ شہید ہوئے تو اس وقت ایک منادی نے ندا دی اَلاَ قُتِلَ الْحُسَیْنُ اَلاَ ذُبِحَ الْحُسَیْنُ آگاہ ہو کہ حسینؑ پیاسا شہید ہوا ہے پس اہل قافلہ نے جونہی نام حسینؑ سنا تو رو پڑے اور ماتم کرنے لگے اور کہا کہ حجاز و یثرب میں تو صرف ایک ہی حسینؑ ہے اور وہ ہے جناب رسولؐ خدا کا نواسہ پس انھوں نے

لاش امام پر گریہ و ماتم کیا ناگاہ وہ نصرانیہ عورت دوڑ کر لاش امام کے قدموں پر گر پڑی اور بولی اے میرے آقا اے میرے مولا گواہ رہنا میں ایمان لائی ہوں اور میرے مسلمان ہونے کی روز قیامت گواہی دینا یہ کہ میں نے آپ کا خون پاک اپنے سر اور اپنی پیشانی پر مل لیا ہے جب روز قیامت آپ کی مادر گرامی اپنے سر اقدس کو آپ کے خون سے رنگین کر کے آئیں گی تو میں بھی اپنا سر کھول کر آپ کی مظلومانہ شہادت کی گواہی دوں گی اس کے بعد وہ خاتون غش کھا گئی۔

461

روایت نمبر
46
جناب رسولؐ خدا کا جناب فاطمہ زہراؑ کو واقعہ کربلا اور شہادت حسینؑ کے بارے
میں پیشگی خبر دینا' ابن عباسؓ کا جناب رسالتمآب کو انتہائی غمگین اور اداس حالت میں دیکھنا' اور
عالم خواب میں سانحہ کربلا کی طرف اشارے کا ملنا' شہادت حسینؑ کے بعد پرندوں کا جناب
رسول خدا کی قبر مطہر پر آ کر رونا اور چلانا' خون حسینؑ کی برکت سے ایک معذور یہودی بچی کا
شفایاب ہونا اور اس یہودی خاندان کا مسلمان ہونا اور جناب امام حسینؑ کی لاش اقدس پر
ایک شیر کا آنا اور پہرہ دینا۔
مولانا عابد عسکری
maablib.org

کتاب اصول کافی میں ہے کہ رُوِیَ اَنَّہٗ لَمَّا اَخْبَرَ النَّبِیُّ اِبْنَتَہٗ فَاطِمَۃَ الزَّھْرَاءِ بِقَتْلِ وَلَدِھَا الْحُسَیْنِ وَمَا یَجْرِیْ عَلَیْہِ مِنَ الْمَحَنِ منقول ہے کہ ایک روز جناب رسالتمابؐ نے اپنی بیٹی جناب فاطمہ زہراؑ کو شہادت حسینؑ کی خبر دی اور ان پر ہونے والے مظالم کی روئیداد بیان فرمائی بَکَتْ بُکَاءً شَدِیْدًا وَقَالَتْ یہ سن کر جناب سیدہ بہت زیادہ روئیں اور عرض کی بابا جان یہ سانحہ میرے حسینؑ پر کس زمانے میں آئے گا؟ آنحضرتؐ نے فرمایا اے فاطمہؑ! جب آپؑ کا بیٹا حسینؑ بلاؤں اور مصیبتوں میں گرفتار ہوگا اس وقت میں ہوں گا نہ علیؑ ہوں گے یہ سن کر بی بی شدت سے روئیں اور عرض کی یَا اَبَتِ فَمَنْ یَبْکِیْ عَلٰی وَلَدِیْ وَمَنْ یَلْتَزِمُ بِاِقَامَۃِ الْعَزَاءِ اے پدر بزرگوار جب ہم میں سے کوئی نہ ہوگا تو میرے مظلوم بیٹے پر کون روئے گا اور کون اس کی یاد میں مجلس عزا برپا کرے گا۔

آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا اے فاطمہؑ! ایسا نہ سوچیں بلکہ اِنَّ نِسَاءَ اُمَّتِیْ یَبْکِیْنَ عَلٰی نِسَاءِ اَھْلِبَیْتِیْ رِجَالُھُنَّ یَبْکُوْنَ عَلٰی رِجَالِ اَھْلِ بَیْتِیْ کہ میری امت کی عورتیں اہل بیتؑ کی خواتین پر روئیں گی اور ان کے مرد اہلبیتؑ کے مردوں کے غم میں گریہ و ماتم کریں گے، ہر سال مجلس عزا برپا ہوگی اس کے علاوہ دنیا کے کونے کونے میں اکثر و بیشتر میرے مظلوم بیٹے کی یاد میں مجالس عزا منعقد کی جائیں گی۔

جب روز قیامت ہوگا آپؑ ان کی عورتوں کی شفاعت کرنا اور میں ان کے مردوں کی شفاعت کروں گا۔ پس جو مومن بھی حسین مظلومؑ کے غم میں روئے گا ہم اس کا ہاتھ پکڑ کر بہشت میں لے جائیں گے یَا فَاطِمَۃُ کُلِّ عَیْنٍ بَاکِیَۃٍ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِلَّا عَیْنٌ بَکَتْ عَلَی الْحُسَیْنِ اے فاطمہؑ قیامت کے دن ہر آنکھ روئے گی لیکن وہ آنکھ نہیں روئے گی جو غم حسینؑ پر روئی ہوگی اور عزاداروں کو بہشت کی

بشارت دی جائے گی۔

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ قَائِمًا فِيْ مَدِيْنَةِ الرَّسُوْلِ اِذْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ فِي الْمَنَامِ وَهُوَ مُقْبِلٌ مِنْ نَحْوِ كَرْبَلاَ. ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ میں مدینہ میں سویا ہوا تھا کہ اچانک خواب میں جناب رسول خدا کو کربلا سے تشریف لاتے ہوئے دیکھا' آپ کے سر اور ریش مبارک پر مٹی پڑی ہوئی تھی وَهُوَ بَاكِي الْعَيْنِ حَزِيْنُ الْقَلْب اور آنحضورؐ بہت زیادہ غمگین تھے اور آپؐ کی آنکھوں سے آنسو مسلسل بہہ رہے تھے اور آنجنابؐ کے پاس جو دو شیشیاں تھیں وہ خون سے بھری ہوئی تھیں۔ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاهَاتَانِ الْقَارُوْرَتَانِ مَمْلُوْتَانِ دَمًا میں نے عرض کی آپ کا یہ حال کیا ہے اور ان شیشیوں میں کس کا خون ہے؟ یہ سن کر آنحضرتؐ بہت زیادہ روئے اور فرمایا هٰذِهٖ فِيْهَا دَمُ الْحُسَيْنِ وَهٰذِهٖ اُخْرٰى مِنْ دِمَاءِ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اے ابن عباسؓ! میرے حسینؑ کو ظالموں نے شہید کیا اس ایک شیشی میں تو میرے حسینؑ کا خون ہے اور دوسری میں اس کے اہلبیتؑ اور اصحاب کا ہے یہ خواب دیکھ کر میں چونک اٹھا اور دل میں کہا کہ خدا خیر کرے میں نے عجب طرح کا خواب دیکھا ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ جناب ابن عباسؓ نے کہا کہ میں پریشان ہو کر گھر سے باہر نکلا۔ فَرَاَيْتُ وَاللّٰهِ الْمَدِيْنَةَ كَاَنَّهَا ضَبَابٌ میں نے دیکھا کہ ایک غبار نے مدینہ کو گھیر لیا اور آفتاب کو گہن لگا ہوا ہے۔ وَرَاَيْتُ حِيْطَانَ الْمَدِيْنَةِ عَلَيْهَا دَمٌ عَبِيْطٌ کہ میں نے مدینہ کی دیواروں کو خون سے تر دیکھا منقول ہے کہ اس وقت ایک جانور آیا اس کے پروں سے خون ٹپک رہا تھا۔ وَدَارَ مَرْقَدَ الرَّسُوْلِ يُعْلِنُ بِالنِّدَاءِ اس حالت میں وہ جانور روضہ رسول کے گرد چکر کاٹنے لگا اور بآواز بلند رو کر کہتا تھا۔ اَلاَ قُتِلَ الْحُسَيْنُ بِكَرْبَلاَ آگاہ ہو اے محبوب خدا کہ

آپؐ کا پیارا بیٹا حسینؑ کربلا میںؑ شہید ہوگیا ہے اَلاَ ذُبِحَ الْحُسَیْنُ بِکَرْبَلاَ آگاہ ہو اے آقا آپ کا پیارا نواسا تین دن کا بھوکا پیاسا زمین کربلا پر ذبح کیا گیا فَاجْتَمَعَتِ الطُّیُوْرَ عَلَیْهِ وَهُمْ یَبْکُوْنَ وَیَنُوْحُوْنَ بہت سے جانور اس کے اردگرد جمع ہوکر چیخ و پکار کررہے ہیں۔

اہل مدینہ اس سانحے پر سخت حیران و پریشان تھے اور وہ اس پرندے کو حسرت بھری نگاہ سے دیکھتے تھے کہ جس کے پروں سے خون ٹپکتا تھا۔ وہ پرندہ جناب رسولؐ خدا اور اہالیان مدینہ کو شہادت حسینؑ کی خبر دینے آیا تھا۔ ایک روایت کے مطابق وہ پرندہ مدینہ کے ایک باغ میں آیا۔ وَوَقَعَ عَلٰی شَجَرَةٍ یَبْكِیْ طُوْلَ اللَّیْلِ اور ایک درخت پر بیٹھ کر رات بھر دردناک آواز کے ساتھ روتا رہا۔ وَكَانَ فِی الْمَدِیْنَةِ رَجُلٌ یَهُوْدِیٌّ وَلَه' بِنْتٌ عُمْیَاهُ زَمِنَاءُ مَشْلُوْلَةٌ وَالْجُذَامِ قَدْ اَحَاطَ بِبَدَنِهَا وہاں کے ایک یہودی کی بیٹی نابینا تھی اور اس کا ایک ہاتھ شل تھا اور جسم کوڑھ زدہ تھا اتفاقاً وہ یہودی اپنی بیٹی کو اس باغ میں چھوڑ کر کسی کام پر گیا اور اس رات کو وہ واپس نہ آیا۔ وہ بیمار لڑکی اپنی تنہائی پر رات بھر روتی رہی فَسَمِعَتْ عِنْدَ السَّحَرِ بُكَاءَ الطَّیْرِ صبح کے وقت اس نے اس پرندے کی آواز سنی تو خود کو بمشکل اس درخت کے نیچے لے گئی جس پر وہ پرندہ بیٹھا ہوا تھا جب پرندہ روتا تھا تو یہ بھی رو کر اس کو جواب دیتی تھی اِذَا وَقَعَ قَطْرَةٌ مِنَ الدَّمِ عَلٰی عَیْنِهَا فَفُتِحَتْ ناگاہ اس کے پروں سے ایک قطرہ ٹپکر کر اس کی آنکھ پر گرا امام علیہ السلام کے خون کی برکت سے معجزانہ طور پر اس کی آنکھیں روشن ہوگئیں ایک بوند اس کے ہاتھ پر پڑی وہ بھی ٹھیک ہوگیا پھر جو قطرہ گرتا تھا وہ لڑکی اس کو اپنے جسم پر ملتی تھی جس کی وجہ سے اس کا تمام بدن اچھا ہوگیا۔ صبح ہونے تک وہ بالکل تندرست ہو چکی تھی۔ اس کا باپ آیا

فرایٰ بِنتًا تدُوْرُ فقال اِبنته' اس نے ایک لڑکی کو دیکھا کہ وہ صحیح و سالم باغ میں پھر رہی ہے وہ پہچان نہ سکا کہ یہ اس کی اپنی بیٹی ہے' اس نے پوچھا کہ اے بیٹی کیا تو نے میری بیمار کو بھی دیکھا ہے؟ اس نے کہا بابا میں ہی آپ کی وہی بیٹی ہوں وہ حیران ہو کر بولا کہ تو تندرست کس طرح ہوئی ہے؟ وہ بولی بابا جان ایک پرندہ درخت پر بیٹھ کر رو رہا تھا مجھے نہیں معلوم کہ اس کے پروں سے کس غریب و مظلوم کا خون ٹپک رہا تھا اس خون کی برکت سے میں صحت یاب ہوئی ہوں۔ فَلَمَّا سَمِعَ کلاَمَها وَقَعَ مَغْشِیًّا عَلَیْهِ یہ سنتے ہی وہ یہودی غش کھا کر گر پڑا جب ہوش میں آیا وہ لڑکی اسے اس درخت کے نیچے لے آئی جہاں وہ پرندہ بیٹھا تھا۔

فَرَاهُ وَاکرًا عَلَی الشَّجَرَةِ یَأُنُّ مِنْ قَلْبٍ حَزِیْنٍ مِمَّا رَایٰ عَمَّا فُعِلَ بالْحُسَیْنِ پس اس نے دیکھا کہ وہ پرندہ درخت پر بیٹھ کر درد ناک آواز کے ساتھ امام حسینؑ پر گریہ کر رہا ہے۔ یہودی نے کہا اے پرندہ! تجھے قسم ہے اپنے خالق کی مجھے بتا خدا کی قدرت سے کہ ہوا کیا ہے؟ وہ پرندہ معجزانہ طور پر بولا کہ اے یہودی! میں تجھے کیا بتاؤں۔ اِنْ کُنْتُ وَاکِرًا عَلٰی بَعْضِ الْاَشْجَارِ مَعَ جُمْلَةٍ مِنَ الطُّیُوْرِ عِنْدَ الظُّهْرِ اے یہودی میں اور دوسرے پرندے ظہر کے وقت درخت پر بیٹھے ہوئے تھے اور آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ اِذَا بِطَائِرٍ سَاقِطٌ عَلَیْنَا وَهُوَ یَقُوْلُ ناگاہ ایک خون آلود پرندہ آیا اور کہنے لگا۔ اَیُّهَا الطُّیُوْرُ تَأْکُلُوْنَ تَتَنَعَّمُوْنَ افسوس ہے تم پر کہ تم سایہ کے نیچے خوش و خرم بیٹھے ہو اور آب و دانہ کے ذکر میں مشغول ہو۔

وَالْحُسَیْنُ فِیْ اَرْضِ کَرْبَلَا فِیْ هٰذَا الْحَرِّ مُلْقًی عَلَی الرَّمْضَانِ تمہیں یہ خبر بھی نہیں ہے کہ جناب امام حسینؑ کی لاش اس جھلسا دینے والی گرمی میں گرم ریت پر پڑی ہوئی ہے وَرَاسُهٗ مَقْطُوْعٌ مَرْفُوْعٌ عَلَی الرُّمْحِ وَنِسَاءُهٗ سَبَایَا

اور ان کا سر اقدس تن سے جدا کر کے نوک نیزہ پر نصب کیا گیا اور رسول زادیاں قید ہو کر کوفہ و شام کی طرف روانہ ہو چکی ہیں۔ اے یہودی جب ہم نے یہ حال سنا تو ہماری خوشی غمی میں بدل گئی اور جلدی سے صحرائے کربلا کی طرف آئے فَرَأَيْنَا سَيِّدَنَا فِيْ ذٰلِكَ الْوَادِيْ طَرِيْحًا اَلْغُسْلُ مِنْ دَمِهٖ وَالْكَفَنُ الرَّمْلُ السَّافِيْ عَلَيْهِ آہ ہم نے دیکھا اپنے آقا کو کہ وہ اس جنگل میں زمین کربلا پر پڑا ہوا اور اپنے خون میں نہایا ہوا ہے اور کفن کی بجائے صحرا کی خاک نے آپ کے جسم اقدس کو چھپا رکھا ہے۔

فَوَقَعْنَا كُلُّنَا عَلَيْهِ مَتَمَرَّغُ بِدَمِهِ الشَّرِيْفِ وَتَنُوْحُ عَلَيْهِ ہم نے خود کو اس شہید عبرت کے اوپر گرا دیا اور اس پر گریہ و ماتم کرنے لگے' پھر سب پرندے ایک ایک کر کے دوسرے شہروں کی طرف اڑ گئے تاکہ دوسرے پرندوں کو شہادت امامؑ کے بارے میں مطلع کریں' یہ سن کر وہ یہودی دم بخود ہو کر رہ گیا۔ دل ہی دل میں کہنے لگا کہ اگر امام حسین علیہ السلام کوئی معمولی شخصیت ہوتے تو ان کا خون ہر مرض کے لیے باعث شفاء نہ ہوتا۔ وہ اور اس کی بیٹی اسی وقت مسلمان ہو گئے جب انھوں نے شہر میں آ کر اس معجزے کو بیان کیا تو پانچ سو یہودی مشرف بہ اسلام ہوئے' واقعہ کربلا اور مصائب اہلبیتؑ کو سن کر وہ سب یہودی بہت روئے افسوس تو یہ ہے کہ غیر مسلم تو ان کا صرف ایک معجزہ دیکھ کر امام علیہ السلام کا اس قدر احترام کریں' بلکہ پرندوں تک گریہ کریں' لیکن وہ لوگ کون تھے جو خود کو مسلمان سمجھتے تھے لیکن انھوں نے اولاد رسول پر جو مظالم کیے ہیں ان کو سن کر ہر شخص ان ظالموں پر نفریں کرنے لگ جاتا ہے۔

روایات میں ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام جب شہید ہو چکے تو

ظالموں نے چاہا کہ امام مظلوم کی لاش مقدس کی پامالی کر دی جائے تو عمر سعد نے اعلان کیا ہے کہ تم میں سے کون ہے وہ شخص جو امام حسینؑ اور دیگر شہداء کی لاشوں پر گھوڑے دوڑائے' کچھ شقی ہنستے ہوئے بولے اے عمر سعد! تجھے قتل حسینؑ مبارک ہو مگر ہمارے ہاتھ سے کوئی زخم حسینؑ کے بدن پر نہیں لگا ہمیں اتنی اجازت دے دے کہ ہم اپنے انتقام کی آگ بجھا سکیں اور لاشہ حسین پر گھوڑے دوڑائیں قَالَ ذٰلِکَ لَکُمْ عمر سعد شقی بولا کہ تمھیں اختیار ہے کہ حسینؑ اور اصحاب حسینؑ کے لاشوں کو پامال کرو۔

کتاب کافی میں منقول ہے جب اشقیاء نے شہداء کربلا کے لاشوں پر گھوڑا دوڑانے کا ارادہ کیا۔ فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِکَ الْخَبَرُ بِاَهْلِ بَیْتِ الْحُسَیْنِ عَظُمَ ذٰلِکَ عَلَیْهِمْ جب یہ خبر مصیبت اہل بیتؑ عصمت نے سنی اور وہ بہت زیادہ پریشان ہو گئے اور یہ بات ان پر زیادہ دشوار ہوئی' بعض روایات میں ہے کہ جناب زینبؑ کی پریشانی اور بے چینی کسی سے نہیں دیکھی جا سکتی تھی بی بی کبھی روتی ہوئی جناب امام زین العابدینؑ کے پاس جاتی تھیں اور فرماتی تھیں بیٹا ذرا آنکھیں تو کھولو اور دیکھو تو سہی تمھارے بابا پر یہ ظلم ہونے لگا ہے اور کبھی مدینہ کی طرف منہ کر کے کہتی تھی نانا جان دیکھیں تو سہی آپ کا بیٹا شہید ہونے کے بعد بھی اس قدر مظلوم ہے اب ظالم چاہتے ہیں کہ شہداء کی لاشوں پر گھوڑے دوڑا دیں۔

کبھی بی بی لشکر اعداء سے مخاطب ہو کر فرماتی تھیں کہ آیا تم میں سے ایسا شخص نہیں ہے جو فرزند رسولؐ کی لاش کو پامال ہونے سے بچا لے؟ یہ دیکھ کر جناب فضہ اپنی آقا زادی کے پاس آئیں اور عرض کی اے میری آقا زادی! اگر آپؐ مجھے اجازت دیں تو جنگلی شیر سے کہوں کہ وہ آپ کے بھائی کی لاش کو بچا لے۔ جناب

زینبؑ نے فرمایا اماں فضہ جلدی کرو فوراً جاؤ اور شیر کو یزیدیوں کے مظالم بیان کرو۔ فمضتُ الیہ فقالتُ یا ابا الحارثِ فرفع راسہ' ثُمَّ قالتُ فضہ نے جا کر کہا اے ابو الحارث! اس شیر نے سر اٹھایا تو فضہ نے کہا اَتَدرِیْ مَا اَرَادُوْا بَنُوْ اُمیَّۃَ اَنْ یَضْنَعُوْا بجسَدِ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ الْحُسَیْنِ اے شیر کیا تو جانتا ہے کہ یزیدی فوج میرے آقا حسینؑ کی لاش پر گھوڑے دوڑانا چاہتی ہے۔ فَمَشٰی حَتّٰی اَقْبَلَ اِلٰی الْمقْتلِ یہ سنتے ہی وہ شیر قتل گاہ کی جانب روانہ ہوا' جب مقتل میں پہنچا تو اس کی گلو بریدہ لاش پر نظر پڑی وَضَعَ یَدَیْہِ عَلٰی جَسَدِ الْحُسَیْنِ تو اس نے امام علیہ السلام کی لاش اقدس پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ لیے بعض روایات میں ہے کہ وہ کبھی اپنا سر شہیدوں کے خون سے تر کرتا تھا۔ اور کبھی سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھتا تھا اور زبان حال سے کہہ رہا تھا۔ رَبِّ اُنْظُرْ اِلَی ابْنِ بِنْتِ نَبِیِّکَ قَتَلُوْہُ عَطْشَانًا بِغَیْرِ ذَنْبٍ خدایا فرزند رسولؐ کی حالت ملاحظہ فرما کہ ان کو انتہائی بے دردی کے ساتھ تین دن کی بھوک و پیاس میں قتل کیا گیا ہے' اب وہ شخص ان کی لاش کو پامال کرنا چاہتا ہے۔

غرض کہ وہ ملعون گھوڑوں پر سوار ہو کر امام علیہ السلام کی لاش اقدس کے قریب آئے دیکھا تو وہاں پر شیر بیٹھا ہوا ہے۔ عمر سعد نے کہا کہ یہ فتنہ ہے اسے مشہور نہ کرو۔ اس کے بعد وہ واپس چلے گئے۔ سبحان اللہ جانوروں نے امام مظلوم کے ساتھ وفا کی اور کلمہ گو مسلمانوں کو ذرا بھر رحم نہ آیا۔ گیارہ محرم کی رات کو یزیدی فوجی آئے خیموں کو آگ لگا دی' مخدرات عصمت کی چادریں اتار لیں' بچیوں کے کانوں کے گوشوارے چھینے گئے' جناب امام سید الساجدینؑ کو بستر بیماری سے اٹھا کر طوق و زنجیر میں مقید کر کے کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ ان نام نہاد مسلمانوں نے خاندانِ رسالت پر وہ ظلم کیے کہ کفار بھی نہ کرتے۔

روایت نمبر 47

ذاکر شاعر آلِ محمد جناب دعبل خزاعی کا انتقال' ایک گناہگار عورت کا مجلس عزا میں شرکت کرنا اور ذکر حسینؑ کی برکت سے اس کا توبہ کرنا' اسیرانِ کربلا کی کوفہ میں آمد اور جناب عباس علمدارؑ کے سر اقدس کی غم انگیز کیفیت' اے کوفہ والو! صدقہ ہم پر حرام ہے' جناب ام کلثومؑ کا ایک دردناک نوحہ۔

مولانا عابد عسکری

عیون اخبار الرضا میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ دعبل خزاعی کا بیٹا بیان کرتا ہے۔ جب میرے والد دعبل کی وفات کا وقت قریب ہوا تو ان کی زبان بند ہوگئی۔ اور ان کا منہ سیاہ ہوگیا میں ان کی یہ حالت دیکھ کر خوفزدہ ہوا اور شرم کی وجہ سے لوگوں سے ان کو چھپا لیا' جب ان کا انتقال ہوا تو میں نے ان کو غسل وکفن دے کر تنہائی میں دفن کر دیا لیکن میں اس کی وجہ سے سخت پریشان تھا کہ میرا باپ تو مداح اہل بیتؑ تھا اور پھر ان کا انجام کیسا ہوا؟ غرض وہ دن گذرا اور رات ہوئی میں نے عالم خواب میں دیکھا فَرَائَیْتَهُ فِیْ مَنَامِیْ بِوَجْهٍ اَ بْیَضَ والَّلبَاسُ الْفَاخِرُ فِیْ جِسْمِهٖ ناگاہ میں نے بابا کو دیکھا کہ ان کا چہرہ نورانی ہے؟ اور خوبصورت ترین لباس زیب تن کیا ہوا ہے میں نے پوچھا بابا جان موت کے وقت تو آپ کو ایک اور شکل وصورت میں دیکھا تھا اور اب آپ کی شکل وصورت انتہائی نورانی ہے؟ دعبل نے کہا اے فرزند! اس کی وجہ یہ ہے میں شرابی تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے میں نے کہا بابا کچھ تفصیل سے ماجرا بیان کیا کریں۔

دعبل نے کہا جب مجھے تو نے قبر کے حوالے کیا تو میری شکل وصورت وہی تھی۔ عجیب تنہائی کا عالم تھا ناگاہ قبر میں جناب رسولؐ خدا تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا اَنْتَ دِعْبِلُ رَاثِیْ شُهَدَاءِ اَهْلَبَیْتِیْ قُلْتَ نَعَمْ۔ تو وہی دعبل ہے میرے اہل بیت کے شہداء کا مرثیہ کہنے والا؟ میں نے عرض کی میں قربان ہوں آپؐ پر جی ہاں میرے آقا وہ دعبل میں ہی ہوں ۔ فَقَالَ اَنْشِدْنِیْ فَاَنْشَدْتُهٗ آنحضرتؐ نے فرمایا میں کچھ مرثیہ تو سناؤ میں نے مرثیہ شروع کیا۔

لَا اَضْحَکَ اللّٰهُ سِنَّ الدَّهْر

اِنْ ضَحِکَتْ وَاٰلِ مَحمَدُ مَظْلُوْمُوْنَ قَدْ قُهِرُوْا

یعنی خدا زمانے کے نہ ہنسائے جس وقت ہنسنے کا ارادہ کرے درحالانکہ اہل بیت رسول مظلوم وستم رسیدہ ہیں اور ایک دن زمانے میں چین نہ پائیں۔

اَنَا اَنۡشِدُ وَرَسُوۡلُ اللّٰهِ يَبۡكِيۡ حَتّٰى فَرَغۡتُ مِنۡ اِنۡشَادِهٖ

دعبل کہتا ہے کہ میں مرثیہ پڑھ رہا تھا۔ اور جناب رسولؐ خدا رو رہے تھے اور جب آنحضرتؐ نے مجھے سفید لباس عطا فرمایا اور میری عفو تقصیر کے لئے درگاہ الٰہی میں دستِ مناجات اٹھا کر دعا کی کہ خدایا یہ میرے اہلبیتؑ کا دوست ہے۔ اس کی مغفرت فرما اور اس کے چہرے کی سیاہی کو بدل کر سفید کر' حضرتؐ کی دعا سے میرا چہرہ نورانی ہو گیا۔ اور میں بہشت میں داخل ہوا۔ زہے نصیب کہ جن کی شفاعت سرکار دو عالم کریں۔

وَحُكِيَ اَنَّ امۡرَاَةً ذَاتِ فُحۡشٍ كَانَتۡ مَحۡمُوۡدَةً فِي الۡمَدِيۡنَةِ.

مورخین نے لکھا ہے مدینہ میں ایک بدکردار عورت رہتی تھی۔ وَلَهَا جَارٌ كَانَ مُوَاظِبًا عَلٰى مَاتَمِ الۡحُسَيۡنِ۔

اس کی ہمسائیگی میں ایک دیندار شخص رہتا تھا کہ جو ہر وقت جناب سید الشہداء مظلوم کربلا کے ماتم میں مصروف رہتا تھا۔ ایک روز چند مومن اس کے گھر میں جمع ہوئے مجلس عزا منعقد کی گئی۔ مرثیہ پڑھتے تھے اور اہل بیت اطہارؑ کی مظلومیت پر روتے تھے۔ فَاَمَرَ لَهُمۡ بِاَصۡنَاعِ طَعَامٍ' صاحب خانہ نے اپنے نوکر سے کہا کہ عزاداران حسینؑ کے لئے کچھ کھانے پینے کا اہتمام کرو نوکر کاموں میں مصروف ہو گیا۔

فَدَخَلَتِ الۡمَرۡاَةُ الۡفَاحِشَةُ تُرِيۡدُ نَارًا ناگاہ وہ بدکردار عورت آگ لینے

کے لئے اس مکان میں آئے کہ جہاں مجلس ہو رہی تھی۔ لیکن ان لوگوں کی بے پرواہی کی وجہ سے آگ ٹھنڈی ہو چکی تھی۔ فَعالَجتھا تِلْکَ الْفَاحِشَةُ بِالنَّفْخِ ساعةً طَوِیْلَةً. اس عورت نے جو آگ کو بجھا ہوا اور ان لوگوں کو گریہ و زاری میں مشغول پایا تو خود آگ کو پھونکنے لگی اور درست کرنے لگی اور کافی دیر تک مصروف رہی حَتّٰی انْتَسَخَتْ یَدَاهَا وَذرفَتْ عَیْنَاهَا۔ یہاں تک کہ اس کے ہاتھ جل گئے اور اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔

غرض جب آگ روشن ہوئی تو وہ ضرورت کے مطابق آگ لے کر اپنے گھر چلی گئی اور دوپہر کو وہ عورت سو گئی تھوڑی دیر کے لئے اس کی آنکھ لگ گئی۔ واذا ھیَ تریٰ طَیْفًا کَاَنَّ الْقِیامة قَدْ قَامَتْ وَاِذَا بِزَبَانِیَةَ جھنَّم یَسْحبُوْنَها بِسَلاسِلَ مِنَّ النَّارِ۔ ناگاہ اس نے دیکھا کہ گویا قیامت آ چکی ہے۔ کہ آتشیں زنجیر اس کے گلے میں ڈال کر فرشتے اسے جہنم کی طرف لے کر جا رہے ہیں۔ وَھُمْ یَقُوْلُوْنَ یَازَانِیَةُ تُغضَبَ اللّٰهُ عَلَیْکِ وَاَمرنَا اَنْ تُلقِیْکِ فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ اور وہ فرشتے کہتے ہیں کہ اے گناہگار عورت خداوند عالم تجھ سے ناراض ہے اور ہمیں حکم ہوا ہے کہ تجھے یونہی لے جا کر قعر جہنم میں ڈال دیں۔ وَھِیَ تَسْتَغِیْثُ فَلَا تُغَاثُ وتَسْتجِیْرُ فَلَا تُجَارُ پس وہ فریاد کرتی تھی اور کوئی اس کی فریاد کو نہ پہنچتا تھا اور وہ پناہ مانگتی تھی اور اسے کوئی پناہ نہیں دیتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ اسی حالت میں کنارۂ جہنم پر پہنچی فرشتے اسے جہنم میں ڈالنا چاہتے تھے ناگاہ ایک شخص آیا اور فرشتوں سے کہا کہ اسے جہنم میں نہ ڈالنا اور اسے کسی قسم کی تکلیف نہ دیں ملائکہ نے عرض کی یابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَمَا سَبَبُهَا۔ اے فرزند رسول آپ کا حکم بجا ہے لیکن اس کی وجہ کیا ہے؟ قال نعم حضرت نے فرمایا ہاں میں اسے جہنم میں جانے سے بچا رہا ہوں، اگر تم

نے وجہ معلوم کرنی ہے تو سنو۔

ایّھا دخلت علیٰ قومٍ یعملُونَ عزائیٰ وقدَ اوْ قدتْ لھُمْ نارًا یعملُونَ بھا طعامًا. ایک روز یہ عورت ایک ایسے گھر میں داخل ہوئی کہ جہاں مجلس عزا برپا تھی اس نے ان عزاداروں کے لئے آگ روشن کی جس کی وجہ سے اس کے ہاتھ جل گئے۔ اور اس کی آنکھو سے آنسو نکل آئے' اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ اس نے ہمارے ماتمداروں اور عزاداروں کے لئے تکلیف برداشت کی ہے۔'' اسے بخش دیا جائے یہ سنتے ہی فرشتوں نے اس عورت کو چھوڑ دیا اور عرض کی حُبًّا وَ کَرَامَةً یابنَ الشَّافِعِ وَابنَ السَّاقِیْ بسروچشم آپ کا فرمان قبول ہے اے فرزند شافع محشر اے پسر ساقی کوثر وہ عورت دوڑ کر آپ کے قدموں پر گر پڑی اور بولی میری جان آپ پر قربان ہو اے میرے آقا آپ کون ہیں؟ جو اس وقت میری ایسی بیکسی میں کام آئے اور آپ کی بدولت مجھے عذاب سے رہائی ملی ہے۔ قَالَ اَنَا الْحُسَیْنُ ابْنُ عَلِیّ آہ آپؑ نے فرمایا میں حسین ابن علیؑ ہوں جسے اہل کوفہ نے پیاسا ذبح کیا تھا میں وہ ہوں کہ جس کے عزاداروں کی خدمت میں تو نے اپنے ہاتھ جلائے پس وہ چونک کر اٹھی اور روتے ہوئے مجلس عزا میں داخل ہوئی اور خوب روئی اور لوگوں سے حال بیان کیا یہ سن کر اہل مجلس دھاڑیں مار کر رونے لگے۔ اس وقت اس عورت نے اپنے افعالِ بد سے توبہ کر لی۔

سبحان اللہ کیا رتبہ ہے عزادارانِ حسینؑ کتنی بڑی شان ہے ماتمدارانِ مظلوم کربلا کی' خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اکثر اوقات عزاداری سید الشہداء میں مصروف رہتے ہیں' اے عاشقانِ حسینؑ گریہ کرو' ماتم کرو اس حسینؑ پر جن کو اور جن کے بچوں اور گھر والوں کو تین دنوں تک پیاسا رکھا گیا۔ وَھُوَ یَسْتَغِیْثُ فَلَا یُغَاثُ

وَيَسْتَجِيْرُ فَلاَ يُجَارُ. امام علیہ السلام فریاد کرتے تھے۔ لیکن کوئی ان کی فریاد کو نہ پہنچتا تھا اور آپؑ ہر کسی سے پناہ مانگتے تھے اور کوئی بھی ان کو پناہ نہ دیتا تھا اور فرماتے تھے هَلْ مِنْ مُغِيْثٍ يُغِيْثُنَا هَلْ مِنْ مُجِيْرٍ يُجِيْرُنَا۔ آیا ہے کوئی پناہ دینے والا کہ ہمیں پناہ دے آیا ہے کوئی فریاد رس ہماری فریاد کو پہنچے هَلْ مِنْ ذَابٍ يَذُبُّ عَنْ حَرَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ آیا ہے کوئی کہ اہل بیت رسول سے اس مصیبت کو دور کرے تیروں اور تلواروں کے سوا کوئی جواب نہ آتا۔ حَتّٰى ذُبِحَ طِفْلُهُ الرَّضِيْعَ فِيْ حِجْرِهٖ یہاں تک کہ امام علیہ السلام کے فرزند صغیر کو تیر مار کر شہید کر دیا گیا۔

وَيَلُوْكُ لِسَانَهٗ مِنَ الْعَطْشِ وَيَطْلُبُ الْمَاءَ فَلاَ يَجِدُهٗ۔ اور آپؑ پیاس کی شدت اپنی خشک زبان خشک ہونٹوں پر پھیرتے تھے اور بار بار پانی مانگتے تھے لیکن پانی دینا تو درکنار کوئی شخص امام عالی مقام کی باتوں کا جواب بھی نہ دیتا تھا وَذَبَحُوْهُ كَمَا يُذْبَحُ الْكَبْشُ اور اس تین دن کے پیاسے کو پس گردن ذبح کیا گیا۔ جس طرح کہ قربانی کے گوسفند کو ذبح کیا جاتا ہے۔ عمر سعد شہادت کے دوسرے دن دوپہر تک وہیں ٹھہرا رہا۔ فَجَمَعَ قَتْلاَهُ وَصَلّٰى عَلَيْهِمْ وَدَفَنَهُمْ وَتَرَكَ الْحُسَيْنَ وَاَصْحَابَهٗ۔ اس لعین نے اپنے کشتگان نجس کو کہ ہزاروں کی تعداد جمع کر کے انہیں غسل دیا اور ان پر نماز پڑھی اور انہیں دفن کیا' لیکن فرزند رسولؐ اور دیگر شہداء اہل بیت کو ویسے ہی گرم ریت پر پڑا رہنے دیا۔ جس کو رسول خدا اپنے سینے پر سلاتے تھے اور کندھوں پر اٹھاتے تھے ان کے سر اقدس کو نوک نیزہ پر نصب کیا۔ اہل حرم بچوں کو قید کر کے کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ راوی کہتا ہے جب کوفہ میں داخل ہوئے تو سب سے آگے شہداء کے سر تھے۔ وَمِنْ خَلْفِهِمْ نِسَاءَ الْحُسَيْنِ مُشَقَّقَاتٍ نَاشِرَاتٍ لاَطِمَاتٍ بَاكِيَاتٍ اور ان مقدس ترین سروں کے پیچھے اہل

بیت رسول تھے جنہوں نے خاک شفاء کا پردہ کیا ہوا تھا۔ انتہائی غمزدہ' نہایت پریشان کن حالت کے ساتھ یہ لٹا پٹا قافلہ' قیدیوں' پردیسیوں کا اجڑا ہوا کاروان آگے بھی بڑھ رہا تھا۔ اور ماتم بھی کر رہا تھا۔ .... وَفِیْ حُجُوْرِھِنَّ اَطْفَالٌ یَرَوْنَ اِلَی الرُّؤُسِ وَیَبْکُوْنَ اور ان کی گودیوں میں ننھے منے بچے تھے وہ ڈرے اور سہمے ہوئے نظر آ رہے تھے' وہ بچے گھبرا کر روتے تھے۔

وَفِیْھِنَّ بِنْتُ الْحُسَیْنِ ثَلٰثُ سَنَوَاةٍ وَحُوْلُھُنَّ اَقْوَامٌ کَثِیْرَۃٌ فِیْ یَدِ کُلِّ وَاحِدٍ مِّنْھُمْ سَیْفٌ مَجْرُوْزٌ اور ان میں امام حسینؑ کی تین سالہ یتیم بچی تھی اور ان کے گرد بہت سے ملعون تلواریں کھینچے ہوئے تھے اور وہ بچی بہت زیادہ بے قرار ہو کر روتی تھیں اور کہتی تھیں اَیْنَ اَبِیْ اَیْنَ اَبِیْ۔ کہاں گئے میرے بابا' کہاں گئے میرے بابا۔

راوی کہتا ہے کہ ابن زیاد نے حکم دیا کہ اہل بیت رسولؐ کو بمعہ سروں کے کوچہ و بازار میں پھراؤ فَلَمَّا دَنَتِ النِّیُوْقُ قَبْرَ مُسْلِمِ ابْنِ عَقِیْلٍ بَکَتِ النِّسَاءُ بُکَاءً شَدِیْدًا۔ جب ان بیکسوں کے اونٹ قبر مسلم تک پہنچے اور انہیں معلوم ہوا کہ یہ قبر سفیر حسینؑ کی ہے تو سب بیبیاں دھاڑیں مار کر رونے لگیں۔ فَرَأَیْتُ صَبِیَّۃً تَبْکِیْ وَتَقُوْلُ. اٰہْ اٰہْ۔ راوی کہتا ہے کہ ان قیدیوں میں میں نے ایک بچی دیکھی جو انتہائی دردناک آوازیں میں روتی تھی اور بار بار ہائے ہائے کرتی تھی۔

حَتّٰی اَلْقَتْ نَفْسَھَا مِنْ اَعْلَی الْبَعِیْرِ۔ یہاں تک کہ اس بچی نے اپنے آپ کو اونٹ سے گرا دیا اور جناب مسلمؑ کی قبر اطہر سے مخاطب ہو کر یوں بین کرتی تھی یَا اَبَتَاہُ ہَایَّ عَیْنٍ اَرٰی قَبْرَکَ ہائے میرے مظلوم بابا میں آپ کی قبر کن آنکھوں سے دیکھوں لَیْتَنِیْ کُنْتُ الْیَوْمَ عُمْیًا اے بابا! کاش میں آج کے روز اندھی

ہوتی ۔یَااَبَتَاہُ قَتَلُوْا اَخَاکَ الْحُسَیْن ظَمْاٗ نَا اے بابا آپؑ کے بھائی حسینؑ کو ظالموں نے پیاسا ذبح کیا وَسَلَبُوْنَا وَلَمْ یَتْرَکُوْا عَلٰی رُؤُسِنَا قِنَاعًا وَخِمَارًا ان ظالموں نے ہماری چادریں اور مقنعہ تک چھین کر لے گئے۔ یَااَبَتَاہُ لَطَمُوْا عَلٰی خُدُوْدِنَا. اے بابا بے وارث سمجھ کر ظالموں نے ہمیں طمانچے مارے کہ اب تک ان کے نیل باقی ہیں اے بابا ہمارے بھائی ہم سے جدا ہو گئے۔ معلوم نہیں وہ کہاں اور کس حالت میں ہیں ۔ ثُمَّ اعْتَنَقَتْ قَبْرَاَبِیْهَا وَصَاحَتْ وَبَکَتْ حَتّٰی غُشِیَتْ عَلَیْهَا۔ پھر وہ بچی اپنے والد کی قبر سے لپٹ کر اس قدر روئی کہ روتے روتے بے ہوش ہو گئی۔ ظالموں نے قبر سے چھڑا کر اس بچی کو اونٹ پر بٹھایا اور قافلہ آگے بڑھا۔

راوی کہتا ہے کہ ان سروں کے آگے جو سر تھا وہ چاند کی مانند روشن تھا وَالنُّوْرُ یَخْرُجُ مِنْ بَیْنَ ثَنَایَاہُ وَهُوَ یُحَرِّکُ شَفِیَتَهِ کَاَنَّهُ یَتْلُوْشَیْئًا۔ اس شہید کے دانتوں سے ایک نور ساطع تھا اور ان کے ہونٹ حرکت کر رہے تھے جیسا کہ یہ کچھ پڑھ رہے ہیں لیکن وہ دونوں ہونٹ خشک تھے معلوم ہوتا تھا کہ بہت پیاسا مارا گیا ہے۔

میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ سر کس کا ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ سر جناب امام حسین ابن علیؑ کا ہے کہ جن پر تین دن پانی بند رہا اور پانی پانی کہتا ہوا ذبح کیا گیا۔

• قَالَ قَاسِمُ ابْنُ الْاَصْبغِ الْمَجَاشِعِ رَأَیْتُ رَجُلًا اَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا عَلٰی فَرُسٍ قَدْ عَلَّقَ فِیْ لِبَبِ فَرَسِهٖ رَاسِ شَابٍ کَاَنَّهُ قَمَرَ لَیْلَةِ الْبَدْرِ۔ قاسم ابن اصبغ کہتا ہے کہ میں نے ایک لعین کو دیکھا کہ اس نے ایک نوجوان کا (جس کا چاند

کی طرح روشن ہے) سر اپنے گھوڑے کے ساتھ باندھ رکھا ہے اور جب وہ گھوڑا دوڑتا ہے تو وہ سر زمین پر ٹھوکریں کھاتا ہے اس شقی سے میں نے پوچھا کہ تو کون ہے؟ بولا میں حرملہ بن کاہل اسدی ہوں فَقُلْتُ لَهُ لِمَنْ هَذَا الرَّأْسِ۔ میں نے اس سے پوچھا یہ سر کس نوجوان کا ہے اور تو نے گھوڑے کے ساتھ کیوں باندھا ہوا ہے؟ قَالَ رَسُ الْعَبَّاسِ ابْنِ عَلِیٍّ وہ بولا یہ سر عباس ابن علیؑ کا ہے جو علمدار حسینؑ تھا افسوس کہ کہاں تھے جناب امام حسینؑ جو اپنے پیارے اور باوفا بھائی کا سر اس حالت میں دیکھتے' جب جناب عباس علمدارؑ شہید ہوئے تو جناب امام حسینؑ دھاڑیں مار کر روتے تھے اور کہتے تھے وَاَخَاهُ وَاعَبَاسَاهُ اَلْاٰنَ اِنْكَسَرَ ظَهْرِیْ ہائے میرے بھائی ہائے میرے عباسؑ تمہارے مرنے سے حسینؑ کی کمر ٹوٹ گئی ہے۔ (چونکہ وہ ظالم جانتے تھے کہ حضرت عباسؑ قافلہ حسینؑ کے علمدار تھے اور سب کو شجاعت عباسؑ پر ناز تھا اور جناب عباسؑ بہادری میں ثانی حیدر کرارؑ کہلاتے ہیں۔ اس لئے ظالم خوش ہو کر جناب عباسؑ کے سراقدس کی توہین کرتا تھا۔)

کسی بزرگ مومن نے سچ کہا ہے کہ اے امام زمانہؑ آپ جب ظہور فرمائیں تو جناب عباس علمدار کو اپنے ساتھ لے آ ضرور لے آئیں کہ ہم ایک بار دیکھنا چاہتے ہیں۔

کہ علیؑ کا لال اپنی تلوار سے کافروں' مشرکوں اور منافقوں کو کس طرح تہ تیغ کرتا ہے؟
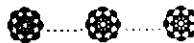
478

جناب امیرؑ کے خانہ اقدس میں چکی کا خود بخود چلنا اور آٹا پیسنا جناب فاطمہ الزہراؑ کا بہشتی ناقہ پر سوار ہو کر میدان حشر میں تشریف لانا' اور محبان اہل بیت کی شفاعت کرنا اور اسیرانِ اہل بیت کی کوفہ میں آمد۔

اِنَّ اَبَاذرِّ قَالَ بعَثنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلّٰی اللّٰہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ اَدْعُوْ عَلِیًّا فَاَتَیتُ بَیْتَہٗ فَنادَیْتُہٗ فَلَمْ یُجِبْنِیْ وَالرَّحٰی تَطْحَنُ وَلَیْسَ مَعَھَا اَحَدٌ. جناب ابو ذرغفاری روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اکرمؐ نے مجھے جناب امیرؑ کو بلانے کے لیۓ بھیجا میں نے جناب امیرؑ کے دولت سراپر آواز دی لیکن امام علیہ السلام نے مجھے جواب نہ دیا اور چکی خودبخود چل رہی تھی اور اس کے پاس کوئی نہ تھا۔ فَنَادَیْتُہٗ فَخرجَ وَاَتٰی اِلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَقَالَ لَہٗ شَیْئًا لَمْ اَفْھَمْہُ. میں نے دوبارہ دستک دی تو جناب امیر علیہ السلام باہر تشریف لائے آنحضورؐ نے کچھ فرمایا کہ وہ اسے سمجھ نہ سکا فَقُلْتَ عَجَبتُ مِنَ الرَّحیٰ فِی بَیْتِ عَلِیٍّ تَدُوْرُمَا عِنْدَھَا اَحَدٌ میں نے عرض کی کہ مجھے اس چکی پر تعجب ہے جو جناب امیرؑ کے گھر پر موجود ہے' وہ خود بخود چل رہی تھی اور اس کے پاس کوئی نہیں تھا۔ قَالَ اِنَّ اِبْنَتِیْ فَاطِمَۃَ مَلَأَ اللّٰہُ قَلْبَھَا وَجَوَارِحَھَا اِیْمَانًا وَیَقِیْنًا۔

جناب رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا کہ اے ابو ذر اللہ تعالیٰ نے میری بیٹی فاطمۃ الزہرأ کے قلب اور تمام اعضاء کو ایمان اور یقین سے بھر دیا ہے۔ وَاِنَّ اللّٰہُ علم ضُعْفَھَا فاعانھا عَلٰی دَھْرِ ھَا وَکَفَاھَا۔ اللہ تعالیٰ نے جانا فاطمہؑ کے ضعیف اور ناتوانی کو پس اس نے اس طرح ان کی مدد فرمائی وہ اس طرح اَما عَلِمْتَ اَنَّ لِلّٰہِ تَعَالیٰ مَلَائکَۃً مُوَکَّلِیْنَ بِمَعُوْنَۃ اٰلِ مُحَمَّدٍؑ اے ابو ذرؓ آیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے فرشتے ہیں کہ وہ اہل بیت محمدؐ کی خدمت پر مقرر ہیں۔

جناب فاطمہ زہراء کے اس دنیا پر رتبے کا یہ ایک کرشمہ تھا روز قیامت اس مخدومۂ کونین کا رتبہ یہ ہوگا کہ جس دن ملائکہ خوف خدا سے سر جھکائے کھڑے ہوں گے اور انبیاء کرام خوف وہم سے 'نفس نفس' پکار رہے ہوں گے۔

ایسے وقت میں جناب سیدہ کا یہ مرتبہ ہوگا جیسا کہ امالی میں ابن بابویہ نے روایت کی ہے کہ جناب رسالت مآب نے فرمایا اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ تُقْبِلُ ابْنَتِیْ فَاطِمَۃُ عَلٰی نَاقَۃٍ مِنْ نُوْقِ الْجَنَّۃِ کہ جب قیامت کے روز میری بیٹی ناقہٗ جنت پر سوار ہوکر آئے گی۔ مُدَبَّحَۃِ الْجَبِیْنِ۔ اس ناقہ کی پیشانی خالص ریشم سے سجی ہوئی ہوگی۔ خِطَامُھَا مِنْ لُوْلُوْءٍ وَرَطبٍ۔ اور اس کی مہار موتیوں کی ہوگی۔ قَوَائِمُھَا مِنَ الزَّمُرُدِ الْاَخْضَرِ ذَنَبُھَا مِنَ الْمِسْکِ الاَذْفَرِ۔ اس کے پاؤں زمرد کے ہوں گے اور اس کی دم مشک کی ہوگی۔ عَیْنَا یَا قُوْتَتَانِ. حَرْاَوَانِ. اور اس کی آنکھیں دوسرخ یاقوت کی ہوں گی۔

وَاِنَّ عَلَیْھَا قُبَّۃً مِنْ نُوْرٍ یَرٰی ظَاھِرُھَا مِنْ بَاطِنِھَا وَبَاطِنُھَا مِنْ ظَاھِرِھَادَاخِلُھا عَفْوَا للّٰہِ وَخَارِجُھَا رَحْمَۃُ اللّٰہِ. اور پشت ناقہ پر نوری ایک قبہ ہوگا۔اس کا ظاہر باطن سے نمایاں ہوگا۔

اور اس کا باطن ظاہر سے نمایاں ہوگا اور اس کا اندرونی حصہ عفو خدا ہے اور اس کا خارج رحمت خدا ہے وَعَلٰی رأسِھَا تَاجٌ مِنْ نُوْرٍ لِلتَّاجِ سَبْعُوْنَ رُکْناً اور جناب فاطمہؑ کے سر پر ایک نور کا تاج ہوگا۔ اور اس تاج کے ستر رکن ہوں گے۔ کُلُّ رُکْنٍ مُرَصَّعٌ بالدُرِّ والْیَاقُوْتِ تُضِیُٔ کَمَا تُضِیُٔ الْکَوْکَبُ الدُّرِیُّ فِیْ اُفُقِ السَّمَاءِ اور اس تاج کے ہر رکن میں موتی اور یاقوت جڑے ہوئے ہوں گے اور وہ اس طرح چمکیں گے جس طرح کہ روشن ستارے آسمان پر چمکتے ہیں۔ وَعَنْ یَمِیْنِھَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ وَعَنْ شِمَالِھا سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ اور داہنی طرف ستر ہزار فرشتے ہوں گے اور بائیں طرف ستر ہزار فرشتے چل رہے ہوں گے۔ وَجِبْرَئِیْلُ اٰخِذٌ بِخِطَامِ النَّاقَۃِ وَیُنَادِیْ بِاَعْلٰی صَلوتِہٖ اور جناب جبرئیل کے ہاتھ میں اس

ناقہ کی مہار ہو گی اور بآواز بلند پکار رہے ہوں گے۔

يَااَهْلَ الْمَحْشَرِ غُضُّوا اَبْصَارَكُمْ حَتّٰى تَجُوْزَ فَاطِمَةُ اہل محشر اپنی آنکھیں بند کرلو تا کہ جناب رسولؐ خدا کی صاحبزادی تشریف لا رہی ہیں۔ فَتَسِيْرُ حَتّٰى تُحَاذِىْ عَرْشَ رَبِّهَا جَلَّ جَلَالُهُ فَتَطْرَحُ بِنَفْسِهَا عَنْ نَاقَتِهَا وَتَقُوْلُ پس اس طرح سے جناب فاطمہؑ تشریف لائیں گی یہاں تک کہ عرش کے نیچے پہنچیں گی تو ناقہ سے اپنے آپ کو گرا دیں گی اور عرض کریں گی۔ اِلٰهِىْ وَسَيِّدِىْ اُحْكُمْ بَيْنِىْ وَبَيْنَ مَنْ ظَلَمِىْ اے میرے پروردگار میرے اور ان لوگوں کے درمیان فیصلہ کر جنہوں نے ہم پر ظلم وستم کیے ہیں۔

روایت نمبر 49

فضائل شیعیان علیؑ، پنجتن پاکؑ کا اپنی اپنی نصف حسنات مومنین کو بخش دینا، اہل بیت اطہارؑ کے مصائب پر گریہ کرنا، اسیران کربلا کا ایک گرجا گھر میں رات بسر کرنا، اور شہداء کے سرہائے مبارک سے معجزات کا رونما ہونا اور پیر دیرانی سمیت کئی نصرانیوں کا مسلمان ہونا۔

مولانا عابد عسکری

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ مَعْرِفَهُ اٰلِ مُحَمَّدٍ بَرَاءَ ةٌ مِنَ النَّارِ وَحُبُّ اٰلِ مُحَمَّدٍ اَمَانٌ مِنَ الْعَذَابِ. جناب رسولؐ خدا نے فرمایا: آلِ محمد کے حق کو پہچاننا عذاب دوزخ سے نجات حاصل کرنے کا باعث بنتا ہے اور خاندانِ رسالت سے دوستی عذابِ آخرت سے ذریعہ امان ہے۔ مَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ شَهِیْدًا اور جو شخص محبت اہل بیتؑ میں مرجاتا ہے وہ شہید مرتا ہے' اس کا درجہ شہید کا ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ بستر ہی پر مر جائے۔ یہ حدیث متفقہ طور پر تمام مسلمانوں کی کتب میں درج ہے۔

☆ روایت ہے کہ ایک روز جناب رسالت مآبؐ نے ارشاد فرمایا: حُبُّ عَلِیٍّ یَاْکُلُ الذُّنُوْبَ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے' اسی طرح جناب علی ابن ابی طالبؑ کی محبت گناہوں کو کھا جاتی ہے۔

☆ وَقَالَ لَوِاجْتَمَعَ الْخَلَائِقُ عَلٰی حُبِّ عَلِیٍّ لَمْ یَخْلِقُ اللّٰهُ تَعَالٰی النَّارَ. اور آنحضرتؐ نے فرمایا: اگر تمام مخلوقات محبت علیؑ پر جمع ہوتی تو اللہ تعالیٰ آتشِ جہنم کو پیدا ہی نہ کرتا۔

☆ اور کتب اہل سنت میں لکھا ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیًّا لَکَانَ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبِ. اگر میرے بعد نبی ہوتا تو میرا بھائی علی ابن طالبؑ ہوتا۔

☆ کتاب بشائر المصطفیٰ میں لکھا ہے کہ ایک روز جناب رسول اکرمؐ جناب امیرؑ کے گھر میں تشریف لائے' اس وقت آپؐ بہت خوش تھے اور فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ آقائے نامدار جناب رسالتِ مابؐ کی

آواز سنتے ہی جناب امیرؑ، حضرت فاطمہؑ، حسنین شریفینؑ احترام کے طور پر اٹھ کھڑے ہوئے اور آداب و سلام بجا لائے۔ آنحضورؐ بیٹھ گئے اور اہل بیتؑ کو بھی ہنس کر فرمایا کہ تم بھی بیٹھ جاؤ۔

وَقَالَ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَارَاَیْتُکَ اَقْبَلْتَ عَلَیَّ مِثْلَ ھٰذَا الْیَوْمِ۔ جناب امیر علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ! آج آپؐ اتنا خوش نظر آرہے ہیں۔ کہ اس سے پہلے آپ کو اتنا خوش نہیں دیکھا۔ یہ سن کر آنحضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ! جس خوشخبری نے مجھے شاد کیا ہے میں اس کے بارے میں آپؑ کو بتانا چاہتا ہوں۔

قَالَ نَعَمْ زُوحِیْ فِدَاکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔ جناب امیرؑ نے عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ میری جان آپ پر قربان ضرور بتایئے آنحضورؐ نے فرمایا اے علیؑ! میرے پاس جبرائیلؑ امین آئے اور کہا کہ اے رسولؐ خدا! پروردگار عالم بعد تحفہ سلام کے فرماتا ہے کہ علیؑ کو اس بات کی بشارت دے دو" علیؑ کے جتنے بھی ماننے والے ہیں وہ سب کے سب بہشت میں جائیں گے۔ یہ سن کر جناب امیرؑ بہت زیادہ خوش ہوئے اور خوشی سے سجدۂ شکر بجا لائے اور سجدہ کے بعد دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور کہا اے رسولؐ خدا میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے اپنی نصف نیکیاں اپنے ماننے والوں کو بخش دی ہیں جونہی یہ بات جناب فاطمۃ زہراؑ نے سنی تو انہوں نے عرض کی اے والد بزرگوار! میں آپ کو گواہ بنا کر کہتی ہوں کہ میں نے بھی اپنی آدھی نیکیاں جناب امیر المومنینؑ کے ماننے والوں کو بخش دی ہیں، جناب حسنؑ و جناب حسینؑ نے بھی عرض کی کہ اے جد بزرگوار! ہم بھی آپ کو گواہ بنا کر کہتے ہیں۔ کہ ہم نے اپنی اپنی نصف نیکیاں والد گرامی کے شیعوں کو بخش دی ہیں۔ اس

وقت جناب رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا یَا اَھْلَ الْبَیْتِ مَا اَنْتُمْ بِاَکْرَمُ مِنِّیْ۔اے میرے اہل بیتؑ! تم مجھ سے زیادہ کریم وسخی نہیں ہو' ہرگاہ تم سب نے ایسی بخشش کی ہے تو سن لو اِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لِشَیْعَۃَ عَلِیٍّ وَّمُحَبِّیْہِ ذُنُوْبَھُمْ جَمِیْعاً۔کہ میں نے علیؑ کے شیعوں اور موالیوں کو بخشا اور ان کے سب گناہ بخش دیئے ہیں۔

سبحان اللہ کیا مرتبہ مومنین کرام کا' محبت اہل بیت کتنا بڑا اعزاز ہے۔ خاص طور پر جناب امام حسینؑ کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے' اس وقت آپؑ کی عمر مبارک چھ سال کی تھی آپؑ نے ہم سب مومنین کی بخشش کی دعا کی تھی۔ واقعتاً مومنین کرام' محبان اہل بیتؑ اور موالیان حیدر کرارؑ خوش نصیب ہیں کہ ان کی چودہ معصومین علیہم السلام شفاعت فرمائیں گے۔ جب محبوبِ خدا کس کی شفارش کردیں تو پھر اس کو ڈر کس بات کا ہے؟

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اتنی بڑی قربانیاں ہماری بخشش اور نجات کے لئے دی ہیں' ہماری خاطر مدینہ سے کربلا تک سفری صعوبتیں برداشت کیں۔ آپؑ نے دین کی بقاء اور اسلام کی سربلندی کے لئے ایسے صبر آزما مراحل طے کئے کہ اس طرح کے کارنامے کوئی بشر نہیں انجام نہیں دے سکتا۔ ہم اُن کی عدیم المثال قربانیوں کا صلہ تو نہیں دے سکتے البتہ اُن کا ہم پر حق یہ ہے کہ ان کی تعلیمات پر عمل کیا جائے اور ان کے فضائل و مصائب اور ذکر کو زندہ رکھا جائے۔ مومنین و مومنات کو چاہئے کہ اہل بیت اطہارؑ کے جب بھی مصائب پڑھیں یا سنیں تو ان پر خوب گریہ و ماتم کریں یہ وہ مظلوم ہیں کہ ان کو جی بھر کر رونے بھی نہیں دیا گیا تھا۔ جناب امام حسینؑ فرماتے ہیں ۔ اَنَا قَتِیْلُ الْعَبَرَۃِ مَاذُکِرْتُ عِنْدَ مُؤْمِنٍ اِلَّا بَکٰی وَاغْتَمَّ قَلْبُہٗ لِمُصَابِیْ۔میں کشتۂ گریہ و زاری ہوں' مومن کے سامنے جب بھی میرا

ذکر ہو گا تو وہ میرا نام' میرا ذکر' میرے مصائب سن کر روئے گا اور افسردہ ہو گا۔

جناب صادق آل محمدؑ فرماتے ہیں کہ جو مومن ہمارے مصائب یاد کر کے روئے یا کسی ایک آدمی کو رلائے تو خداوند کریم اس پر بہشت کو واجب کر دیتا ہے اور جسے رونا نہ آئے وہ رونے کی شکل و صورت بنائے اللہ تعالیٰ اس پر بھی بہشت کو واجب کرتا ہے۔ وَمَنْ لَمْ يَحْزَنْ عَلٰى مُصَابِنَا فَلَيْسَ مِنَّا۔ اور جس شخص کے سامنے ہمارے مصائب بیان ہوں اور اس کا دل محزون و غمگین نہ ہو وہ ہمارے شیعوں میں سے نہیں ہے۔

فی الحقیقت کون ایسا ہے کہ جس کے سامنے مصائب اہل بیت بیان ہوں اور وہ غمگین بھی نہ ہو؟ یہ تو وہ غم ہے کہ جس کی وجہ سے پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے' دریا جوش و خروش میں آئے' جنات و جانور ہائے صحرا روئے' امام مظلوم کے غم میں زمین و آسمان بھی روئے کیونکر نہ روتے کہ تین دن کا بھوکا پیاسا شہید ہوا اور امام علیہ السلام کی شہادت کے بعد ان کے خیموں کو تاراج کیا گیا اور اہل بیت اطہارؑ کو بے پلان اونٹوں پر طوقوں' زنجیروں اور رسیوں میں جکڑ کر سوار کیا۔

راوی کہتا ہے کہ اس وقت جناب ام کلثومؑ نے کہا کہ ہمیں یہیں رہنے دو۔ یہاں ہمارے بھائی کی لاش ہے اور ہم یہاں سے نہیں جائیں گے لیکن ان ملعونوں نے وہ ستم کیا کہ حیرت ہے آسمان کیوں نہیں گر پڑا اور زمین کیوں نہ شق ہوئی۔ انہوں نے بی بی کے جسم اقدس پر تازیانہ مارا جس کی وجہ سے انہیں مجبور ہو کر اونٹ پر سوار ہونا پڑا۔ وَاَمَرَ بِجِزِّ رَءُوْسِ الْبَاقِيْنَ مِنْ اَصْحَابِهٖ وَاَهْلِبَيْتِهٖ۔ اور عمر سعد شقی نے حکم دیا کہ باقی شہیدوں کے سر کاٹ لو چنانچہ اہل حرم کے سامنے شہداء کے سر قلم کئے گئے۔ جناب صادق آل محمد علیہ السلام فرماتے ہیں۔ لَاتَذْبَحُوا الشَّاةَ عِنْدَ

الشَّاۃِ ھِیَ تَنۡظُرُ اِلَیۡھَا۔ کہ بکری کو بکری کے سامنے ذبح نہ کرو جبکہ وہ دیکھ رہی ہو پس کیا حال ہو گا۔ جناب زینبؑ، ام کلثومؑ شہر بانو ؑ ، ام فروہ اور جناب امام زین العابدینؑ کا جب ان کے سامنے جناب عباسؑ، علی اکبرؑ ، قاسمؑ عونؑ و محمد ؑ کے سر قلم کئے گئے ہوں گے۔ اس سے زیادہ ظلم یہ کیا کہ ان ظالموں نے تن سے سر جدا کر کے ان کو دفن بھی نہ کیا اور سروں کو نیزوں پر نصب کر کے شہر بہ شہر پھرایا گیا۔

ان میں جو روتا تھا اس کو تازیانے مارتے تھے اور انہیں رونے سے منع کرتے تھے اور ان کو صحرا بہ صحرا پھرایا گیا۔ ابو سعید دمشقی کہتا ہے کہ شام کی طرف جاتے وقت ہمیں خبر ملی کہ مسیّب نے لشکر جمع کیا ہے کہ شب خون مار کر سرہائے اقدس کو بمعہ اہلبیتؑ لے جائے۔ یہ سن کر ہمیں کافی پریشانی ہوئی، ناگاہ ایک نصرانیوں کی عبادت گاہ نظر آئی۔ سب کی رائے اس پر متفق ہوئی کہ اس دیر کو جائے پناہ قرار دیں اگر مسیب حملہ آور ہو تو فتح یاب نہ ہو چنانچہ شمر لعین نے دیر کے دروازہ پر آواز دی ایک پیر دیرانی باہر آیا۔ وہ لشکر عظیم کو دیکھ کر پوچھنے لگا تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو اور شام کیوں جا رہے ہو؟ قَالَ خَرَجَ رَجُلٌ فِیۡ الۡعِرَاقِ عَلٰی یَزِیۡدَ فَحَارَبۡنَاہُ وَقَاتَلۡنَاہُ وَوَضَعۡنَا رَاسَہٗ مَعَ رَاسِ اَصۡحَابِہٖ وَاَھۡلِبَیۡتِہٖ عَلَی الرُّمۡحِ یُزِیۡدُ یَزِیۡدَ۔ شمر بولا کہ عراق میں ایک شخص نے یزید کے خلاف بغاوت کی جس کے وجہ سے ہم اس سے لڑے اور اس کا سر بمعہ دیگر سروں کے نیزوں پر رکھ کر یزید کے لئے لے کر جا رہے ہیں۔ اس شخص نے سروں کو دیکھ کر کہا مَنۡ رَاسُ اَمِیۡرِھِمۡ۔ ان کے امیر کا سر کونسا ہے؟ شمر نے امام مظلومؑ کے سر اقدس کی طرف اشارہ کیا، دیرانی بولا میرا دیر اس قدر وسیع نہیں ہے مگر سروں اور قیدیوں کو میرے دیر میں رکھو اور تم دیر کے پاس رہو، شمر کو اس کی رائے پسند آئی پس ایک صندوق میں تو امام مظلومؑ کا سر

رکھا اور دوسرے صندوق میں باقی شہداء کے سر رکھے اور اہل بیتؑ کو بھی اسی مکان میں لے آیا۔ وَصَارَ يُطُوفُ حَوْلَ حُجْرَةٍ فِيهِ الصُّنْدُوقُ لِيُنْظُرَ رَاسَ الْحُسَيْنِ مِنْ قَرِيْبٍ۔اور وہ بوڑھا دیرانی اس کے حجرے کے اردگرد چکر لگا تا تھا تا کہ امام علیہ السلام کے سر اقدس کو قریب سے دیکھے۔ فَنَظَرَ فِيْ شُقُوقِ الْبَابِ فَرَاىٰ فِيْ الْحُجْرَةِنُوْرًا يَسْطَعُ مِنَ الصُّنْدُوقِ الَّذِىْ فِيْهِ رَاْسُ الْحُسَيْنِ۔ پس وہ دیرانی دروازے سے جھانکنے لگا' دیکھتا کیا ہے کہ جس صندوق میں امام حسینؑ کا سر اقدس تھا اس سے ایک نور ساطع ہے اور اس حجرے میں بہت سی شمعیں روشن ہیں۔

یہ دیکھ کر بہت حیران ہوا وَاِذَا بِسَقْفِ الْبَيْتِ قَدْ شَقَّ کہ ناگاہ اس حجرے کی چھت شگافتہ ہوئی اور ایک نور کی عماری آسمان سے نازل ہوئی اور اس سے ایک باپردہ بی بی باہر آئیں اور ان کو بہت سی کنیزوں نے گھیرے میں لے رکھا تھا اور ایک کنیز کہتی تھی کہ راستہ دو کہ ہم سب کی مادر گرامی جناب حوا تشریف لا رہی ہیں پھر ایک عماری اور اتری اس سے جناب سارہؑ و جناب ہاجرہ باہر آئیں' اور راحیل مادر یوسفؑ' صفورہ بنت شعیب اور کلثوم خواہر موسیٰؑ آسیہ زن فرعون اور مریم مادر عیسیٰؑ باہر آئیں' پھر ایک اور عماری نازل ہوئی اور اس سے جناب خدیجہ الکبریٰؑ جناب فاطمہ زہراؑ باہر تشریف لائیں۔ ثُمَّ ارْتَفَعَ صَوْتُ بُكَاءٍ وَنَحِيْبٍ وَظَهَرَ هَوْدَجٌ مِنْ نُوْرٍ وَحَوْلَهُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ كَثِيْرٌ۔ پھر رونے اور ماتم کرنے کی صدائیں بلند ہوئی اور نور کی ایک عماری ظاہر ہوئی اور اس کے ہمراہ بہشت کی حوریں تھیں ان میں سے ایک بولی کہ اے نصرانی اپنی آنکھیں بند کر لے کہ جناب فاطمہ زہراؑ اپنے بیٹے سر اقدس کی زیارت کے لئے آرہی ہیں۔ فَوَقَعْتُ مَغْشِيًّا عَلَى الْاَرْضِ۔ پس میں غش کھا کر زمین پر گر پڑا مگر رونے کی آواز سن رہا تھا۔اب

سیدہ بین کر کے روتی تھیں ان کے ساتھ جتنی بھی خواتین تھیں وہ بھی روتی تھیں یوں لگتا تھا کہ جیسے قیامت آ گئی ہے' وہ بیبیاں کہتی تھیں اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا الْمَظْلُوْمُ السَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا الشَّھِیْدُ الْمَعْصُوْمُ' سلام ہو تجھ پر اے مظلوم! سلام ہو تجھ پر اے میرے معصومؑ سلام ہو تجھ پر اے میرے غریب بیٹے حسینؑ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاقُرَّۃَ عَیْنِ الرَّسُوْلِ وَثَمَرَۃَ فُؤَادِیْ سلام ہو تجھ پر اے رسولؐ خدا کی آنکھوں کی ٹھنڈک' اے میرے میوۂ دل یَابُنَیَّ لَا تَحْزَنْ فَاِنَّ اللّٰہَ مَینتَقِمُ مِنْ قَاتِلِیْکَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ اے میرے فرزند! تجھ پر بہت ظلم وستم ہوئے مگر تو غم نہ کر اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تیرے قاتلوں سے انتقام لے گا۔

فَبَکَتْ وَبَکَتِ النِّسَاءُ کُلُّھُنَّ۔ یہ فرما کر خوب روئیں اور دوسری بیبیاں بھی رونے لگیں اور جناب سیدہؑ نے کچھ امام مظلومؑ کے غم میں اشعار بھی کہے جن کا مطلب یہ ہے کہ اے فرزند مظلومؑ اے سرور قلب زہراؑ! تجھ پر وہ ظلم ہوئے کہ ایسے کسی پیغمبر یا وصی پیغمبر پر نہیں ہوئے اور اگر خدا مجھے ہزار آنکھیں عطا کرے وہ سب تیرے غم میں اشکبار ہوں اور میرے رونے کے مقابلے میں بادل' کوہ صحرا' جن و انس و وحش وطیور اور ملائکہ روئیں تو بھی بہت کم ہے۔ جناب سیدہؑ کے اس بین سے عجب شورِ ماتم برپا ہوا' یہ سن کر وہ نصرانی بے ہوش ہوگیا۔ جب ہوش میں آیا تو اس نے حجرے میں کسی کو نہ دیکھا پس وہ حجرے میں گیا اور صندوق کا تالا توڑ ڈالا اور سر اقدس کو باہر نکالا اور مشک وگلاب سے دھو کر ایک سجادہ پر رکھا اور اس کی تعظیم کو سجدہ کیا اور روتا رہا۔ ثُمَّ اشْتَعَلَ الشَّمْعُ وَجَلَسَ عِنْدَ الرَّاْسِ یَنْظُرُ اِلَیْہِ وَیَبْکِیْ وَیَقُوْلُ پھر شمع جلا کر رکھی اور سر کے سامنے بیٹھے دیکھتا رہا اور روتا رہا اور کہتا تھا کہ اے سر اقدس! یہ تو مجھے معلوم ہوا کہ تو ان لوگوں میں سے ہے کہ جن کی تعریف موسیٰؑ

نے تورات اور عیسیٰؑ نے انجیل میں کی ہے۔

فَبِاللّٰہِ الَّذِیْ اَعْطَاکَ تِلْکَ الْمَنْزِلَۃَ. اَخْبِرْنِیْ مَنْ اَنْتَ وَمَا اَسْمُکَ۔ اے سر پر نور! تجھے قسم ہے اس خدا کی جس نے تجھے یہ مرتبہ دیا' یہ مجھے بتا تو سہی کہ تو کون ہے اور تیرا نام کیا ہے؟ کہ ناگاہ خدا کی قدرت سے امام مظلومؑ کا سر اقدس گویا ہوا اور فرمایا یَاأَیُّھَا الشَّیْخُ اَنَا الْمَقْتُوْلُ ظُلْمًا وَعُدْوَانًا۔ اے دیرانی! اے شیخ! میں وہ ہوں جسے ظالموں نے ناحق شہید کیا۔

اَنَا الْمَغْمُوْمُ الَّذِیْ مَاتَ عَطْشَانًا اے شیخ! میں وہ ستم رسیدہ ہوں جو تین دن کا بھوکا پیاسا ذبح کیا گیا اور دنیا سے پیاسا گیا۔ اَنَا الَّذِیْ فَارَقَ الْاَحِبَّۃَ وَبَعُدَ عَنِ الْاَوْطَانِ میں وہ غریب وبیکس ہوں جسے دشمنوں نے عزیز و اقرباء سے چھڑا کر دشتِ غربت کی طرف جانے پر مجبور کر دیا اور بیگانے ملک میں شہید ہوا۔ قَالَ الدَّیْرَانِیُّ زِدْنِیْ مِنْ فَضَائِلِکَ دیرانی نے عرض کی اے مظلوم! مجھے اور کچھ اپنے بارے میں بتا تو سر اقدس نے جواب دیا۔

اَنَا الْحُسَیْنُ بْنُ مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰی وَابْنُ عَلِیٍ نِ الْمُرْتَضٰی وَسُرُوْرُ قَلْبِ الزَّھْرَاءِ۔ اے شیخ! میں حسینؑ ہوں وہ حسینؑ کہ جس کے نانا محمد مصطفیٰؐ ہیں اور میں جناب علی المرتضیٰؑ کا فرزند ہوں' جناب فاطمۃ زہراؑ کا بیٹا ہوں دیرانی خوب رویا اور اپنے مریدوں کو جمع کیا اور سب ماجرا بیان کیا پس وہ ستر آدمی تھے وہ بھی روئے اور اپنے گریبان پھاڑ ڈالے اور بیمار کربلا کی خدمت میں آئے اور مشرف بہ اسلام ہوئے اور عرض کی اے مولا! اجازت دیں تو ان کافروں سے جہاد کریں۔ فَقَالَ جَزَاکُمُ اللّٰہُ خَیْرًا. حضرتؑ نے فرمایا خدا تمہیں جزائے خیر دے صبر کرو خدا ان سے انتقام لے گا۔ وہ ہماری نصرت کو کافی ہے۔

جائے تامل ہے کہ کافر تو یہ قدر شناسی کریں اور مسلمان ہو جائیں اور وہ جو خود کو مسلمان کہلواتے تھے انہوں نے عترتِ رسولؐ پر ذرا بھر رحم نہ کیا۔

روایت نمبر 50

اللہ تعالیٰ نے عرش معلیٰ کو حسنؑ و حسینؑ کے پاک ناموں سے مزین کر دیا' جبرائیلؑ و اسرافیلؑ کا اہل بیت اطہارؑ کی خدمت کرنے کی وجہ سے فخر و مباہات کرنا' اسیرانِ کربلا کا کوفہ سے ہو کر شام کی طرف جانا' نصرانیوں کا یزیدیوں سے اظہار برأت کرنا' یزید کا امام مظلومؑ کے دندانِ اقدس پر چھڑی مارنا اور آلِ رسولؐ کے ساتھ ہتک آمیز سلوک کرنا۔

مولانا عابد عسکری

عَنِ الْاَشْعَثِ ابْنِ قَيْسٍ وَجُوَيْرَةَ الْحِبْلِى قَالَا يَوْمًا لِعَلِيٍ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ۔ اشعث بن قیس اور جویرہ جبلی سے منقول ہے کہ ان دونوں نے جناب علی بن ابی طالبؑ کی خدمت میں عرض کی مولا! اپنی اور جناب فاطمۃ زہراؑ کی زندگی کے بارے میں کچھ بتایئے مولاؑ نے فرمایا کہ ایک رات جناب رسولؐ خدا ہمارے گھر تشریف لائے ہم سب گھر والوں نے آپؐ کو ایک چادر پر بٹھایا' جب آپؐ نے دیکھا تو ہمارے پاس بستر نہ تھا۔ یہ دیکھ کر آپؐ کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے جناب سیدہؑ بھی اپنی مظلومیت وبیکسی کو دیکھ کر رو پڑیں۔ حضرتؐ نے فرمایا يَابُنَيَّةُ اَمَا تَعْلَمِيْنَ اَنَّ اللّٰهَ اِطَّلَعَ اِطِّلاَعَةً مِنْ سَمَائِهٖ اِلٰى اَرْضِهٖ فَاخْتَارَ مِنْهَا بَعْلَكِ عَلِيَّ ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍؑ۔ اے بیٹی غمگین نہ ہو تم نہیں جانتیں کہ اللہ تعالیٰ زمین سے آسمان تک مطلع ہوا اور آسمان و زمین میں سے تیرے لئے علی ابن ابی طالبؑ کو منتخب کیا۔ وَاَمَرَنِیْ اَنْ اُزَوِّجَكِ بِهٖ اور مجھے حکم دیا کہ میں میری اس سے تزویج کروں۔

اَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اِتَّخَذَنِیْ نَبِيًّا وَاتَّخَذَهٗ وَصِيًّا وَخَلِيْفَةً مِنْ بَعْدِیْ اور خداوند عالم نے مجھے نبی کہا اور تمہارے شوہر کو وصی کہا اور میرے بعد میرا جانشین قرار دیا۔ يَا فَاطِمَةُ اَمَا تَعْلَمِيْنَ اَنَّ الْعَرْشَ سَاَلَ رَبَّهٗ اَنْ يُزَيِّنَهٗ بِزِيْنَةٍ لَمْ يُزَيِّنْ بِهَا شَيْئًا مِنْ خَلْقِهٖ۔ اے فاطمہؑ! آیا تم نہیں جانتی کہ عرش نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ مجھے زینت عطا فرما' ایسی زینت کہ اس جیسی اور زینت کوئی اور نہ ہو' یعنی ایسی زینت مخلوقات میں سے کسی کو نہ ملی ہو۔ فَزَيَّنَهٗ بِالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ فَجَعَلَهُمَا فِیْ رُكْنَيْنِ مِنْ اَرْكَانِ الْعَرْشِ۔ پس خداوند عالم نے عرش کو مزین کیا حسن و حسینؑ کے ساتھ اور جگہ دی ان دونوں اختر برج کرامت اور گوہر برج امامت کو دو رکنوں میں۔

ارکان عرش سے یعنی ایک رکن کو امام حسینؑ سے مزین کیا اور ایک کو امام حسنؑ سے والْعَرْشُ یَفْتَخِرُ بِزِیْنَتِهٖ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ. اور عرش فخر کرتا ہے اپنی زینت سے ہر شئی پر کہ کون ہے میری مثل کہ میں حسن و حسینؑ کے ساتھ مزین کیا گیا ہوں اور مجھ پر جگہ پائی ہے پارۂ جگر فاطمۃؑ زہراؑ نے۔

رُوِیَ اَنَّهٗ اِفْتَخَر اِسْرَافِیْلُؑ عَلٰی جِبْرَئِیْلُ فَقَالَ اِنِّیْ مِنْ حَمَلَةَ الْعَرْشِ وَصَاحِبَ الصُّوْرِ والنَّفْخَةِ وَاَنَا کَبِیْرُ الْمَلَائِکَةِ اِلٰی حَضْرَةِ الْجَلَالِ۔

منقول ہے کہ اسرافیلؑ نے جبرائیلؑ پر فخر اور برتری ظاہر کی اور کہا میں حاملان عرش الٰہی سے ہوں اور میں صاحب صور ہوں اور میں فرشتوں میں سے بڑا ہوں' اللہ تعالیٰ کے نزدیک مجھے خاص مقام حاصل ہے۔ قَالَ جِبْرَائِیْلُ اَنَا خَیْرٌ مِنْکَ جبرائیلؑ نے کہا میں تم سے بہتر ہوں قَالَ لِمَاذَا۔ اسرافیلؑ نے کہا وہ کیسے؟ قَالَ اَنَا اَمِیْنُ اللّٰهِ عَلٰی وَحْیِهٖ وَالْکُسُوْفِ وَالْخُسُوْفِ وَالزِّلْزَالِ وَالرَّسَائِلِ۔ جبرائیلؑ بولے میں امین خدا ہوں وحی' کسوف و خسوف' زلزلہ اور رسالت میں فَاخْتَصَمَا اِلَی اللّٰهِ پس محاکمہ کیا درگاہ خدا میں کہ بارالٰہی تو ہی فیصلہ فرما کہ ہم میں سے افضل کون ہے؟ فَاَوْحَی اللّٰهُ اِلَیْهِمَا اَنِ اسْکُتَا پس اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ تم دونوں چپ رہو۔ فَوَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لَقَدْ خَلَقْتُ مَنْ هُوَ خَیْرٌ مِنْکُمَا۔ پس قسم ہے مجھے اپنے عزت و جلال کی کہ میں نے اسے خلق کیا کہ تم دونوں سے بہتر ہے۔ اُنْظُرْ اِلٰی سَاقِ الْعَرْشِ فَنَظَرَا۔ دیکھو ساق عرش کی طرف پس دونوں نے دیکھا فَاِذَا عَلٰی سَاقِ الْعَرْشِ لَا اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰهِ وَفَاطِمَةُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ خَیْرُ خَلْقِ اللّٰهِ. پس ساق عرش پر لکھا تھا کہ نہیں ہے معبود برحق سوائے خداوند عالم کے' محمد مصطفیٰؐ خدا کے بھیجے ہوئے ہیں اور علی

مرتضیٰ ولیؑ خدا ہیں اور فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ بہترین خلق خدا ہیں۔

قَالَ جِبْرَائِیْلُ بِحَقِّھِمْ عَلَیْکَ اِلَّا مَا جَعَلْتَنِیْ خَادِمًا لَھُمْ۔ جبرائیلؑ نے عرض کی خداوند! میں تجھے قسم دیتا ہوں ان بزرگوں کے حق کی کہ تو مجھے ان کا خادم و خدمت گذار قرار دے قَالَ فَلَکَ ذَاکَ پروردگار عالم نے ارشاد کیا اے جبرائیلؑ! تیری عرض قبول کی اور تجھے ان پاک گھرانے کی خدمت سونپی۔ فَافْتَخَرَ جِبْرَائِیلُ عَلَی الْمَلَا ئِکَۃُ جَمِیْعًا لَمَّا صَارَ خَادِمُھُمْ ۔ پس جناب جبرائیل علیہ السلام فرشتوں پر فخر کیا کرتے تھے' جب سے اہل بیتؑ کے خادم ہوئے قَالَ وَمَنْ مِثْلِیْ وَاَنَا خَادِمُ اٰلِ مُحَمَّدٍ اور جبرائیلؑ کہتے تھے اب کون ہے میرے مثل کہ میں خادم اہل بیت ہوں۔ فَانْکَسَرَتِ الْمَلَائِکَۃُ اَنْ یُفَاخِرُوْہُ پھر کسی فرشتے کی مجال نہ تھی کہ جبرائیلؑ پر فخر کرے۔

مومنین کرام! جائے تامل ہے کہ جبرائیلؑ جس کے خادم ہونے پر فخر کریں ایک دن ایسا بھی آیا کہ کوفی و شامی اس کے قتل پر فخر کرتے تھے۔ منقول ہے جب امام حسینؑ اور دیگر شہداء کے سرہائے مقدس بمعہ اہل بیتؑ ابن زیاد کے دربار میں داخل ہوئے تو ہر ایک ظالم ازراہِ فخر و مباہات اپنی شقاوت بیان کرتا تھا۔ فَھٰذَا یَقُوْلُ اَنَا ضَرَبْتُہٗ بِسَیْفِیْ وَذٰلِکَ اَنَا طَعَنْتُہٗ بِرُمْحِیْ فَاَلْقٰی عَلَی الْاَرْضِ۔ اک شقی بولا کہ میں وہ ہوں کہ جس نے حسینؑ پر تلوار ماری تھی اور ایک ملعون بولا کہ اس نے حسینؑ کے سینہ پر ایسا نیزہ مارا کہ انہیں زمین پر گرا دیا اور ابن زیاد ملعون تخت پر بیٹھ کر خوش ہو رہا تھا۔

وَاٰلُ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَاقِفُوْنَ وَزَیْنُ الْعَابِدِیْنِ مُصَفَّدٌ بِالْحَدِیْدِ اور اہل بیت رسولؑ اور دختران علیؑ دربارِ عام میں کھڑی تھیں اور بیمار کربلا لوہے میں جکڑے

ہوئے کھڑے تھے وَالرُّؤُسُ مَشْهُوْدَةٌ عَلَى الرِّيَاحِ اور سرہائے مبارک نیزوں پر نصب تھے۔

فَقَامَ سِنَانُ بْنُ اَنَسٍ لَعَنَهُ الَّذِىْ ضَرَبَ بِسَمُهِهِ فِىْ لَبَّةِ الْاِمَامِ وَقَتَلَهٗ فَاَنْشَدَ شِعْرًا پس سنان بن انس کافر اٹھا یہ وہ لعین تھا جس نے امام علیہ السلام کے خشک گلے پر خنجر چلایا تھا اور مظلوم کربلا کو زمین پر گرا کر انتہائی بے دردی کے ساتھ قتل کیا تھا۔ اور یہ شعر پڑھا تھا۔

شعر اِمْلَاءِ رِكَابِىْ فِضَّةً اَوْذَهَبًا قَتَلْتُ رَجُلًا مَلِكًا مُحَبَّبًا

قَتَلْتُ الَّذِىْ اَعْلٰى نَسَبًا خَيْرُ عِبَادِ اللّٰهِ اُمًّا وَاَبًا

اے ابن زیاد! بھر دے میرے اسپ وشتر کو سونے چاندی سے کہ میں نے قتل کیا ہے اس شخص کو جس کے دروازے کے فرشتے دربان تھے اور اس شخص کو مارا ہے جو بہترین بندگان خدا تھا ماں اور باپ کی طرف سے۔"

پس ابن زیاد کو اس کا یہ کلام برا معلوم ہوا اور بولا اگر تو حسینؑ کو بہترین بندگان خدا جانتا تھا تو پھر تو نے کیوں کیا ہے۔ فَاَمَرَبِهٖ فَضَرَبَ عُنُقَهٗ. ابن زیاد نے حکم دیا کہ اس کو قتل کر دیا جائے چنانچہ جلاد نے اسے اسی وقت واصل جہنم کر دیا۔ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ. " پھر ایک اور ملعون کھڑا ہوا ابن زیاد متوجہ ہو اور پوچھا تو نے حسینؑ سے کیا سلوک کیا ہے؟ قَالَ لَطَمْتُهٗ وَاَخَذْتُ عِمَامَتَهٗ وہ شقی بولا اے امیرؑ! میں نے حسینؑ کے چہرے کے ساتھ بے ادبی کی' ان کا عمامہ چھین کر لایا ہوں۔ یہ شخص مالک بن بشر الکندی ملعون تھا اس نے یہ بے ادبی آخری وقت کی تھی دس اور ملعون ابن زیاد ولد الحرام کے ساتھ ہوئے فَقَالَ ابْنُ زِيَادٍ مَنْ اَنْتُمْ ابن زیاد نے کہا تم کون ہو اور تم نے حسینؑ سے کیا سلوک کیا؟

فَقَالُوْا نَحْنُ الَّذِیْنَ اَوْطَیْنَا بِخُیُوْلِنَا ظَهْرًا الْحُسَیْنِ وہ شقی فخریہ طور پر کہنے لگے کہ ہم وہ ہیں جنہوں نے لاش حسینؑ پر گھوڑے دوڑائے۔ حَتّٰی طُحِنَ جناجِنُ صَدْرِهٖ یہاں تک گھوڑے دوڑائے کہ امام کے سینہ کی ہڈیاں پس گئیں۔ فَاَمَرَلَهُمْ بِجَائِزَةٍ ابن زیاد خوش ہوا اور کہا انہیں انعام دو۔ اس کے بعد شمر و شیث عمر وابن حجاج کے سربراہی میں ایک ہزار سوار کے ساتھ اس لٹے ہوئے قافلے کو شام کی طرف روانہ کیا گیا۔ قافلہ کے آگے آگے شہدائے کے سر نیزوں پر نصب تھے۔

فَاَمَرَهُمْ اَنْ یَشْهَرُوْهُمْ فِیْ کُلِّ بَلَدٍ یَدْخِلُوْنَهُمْ اور حکم کیا کہ جس شہر میں داخل ہو ان سروں اور دختران شیر خدا کو تمام شہر میں پھرانا۔ جب وہ ملعون تکریب میں پہنچے تو حاکم شہر کو کہلا بھیجا کہ ہمارے استقبال کے لئے آؤ' ہم حسینؑ کا سر کاٹ کے لائے ہیں اور عترتِ رسولؐ کو قید کیا ہوا ہے۔ فَلَمَّا اَخْبَرَهُمْ الرَّسُوْلُ بِذٰلِکَ نَشَرُوْ الْاَعْلَا مُ وَخَرَجَ الْغِلْمَانُ یَتَلَقُّوْنَهُمْ بِالْفَوَاکِهِ جب قاصد نے خبر دی تو وہ بہت خوش ہوئے اور انہوں نے خوشی کی وجہ سے حکومتی جھنڈے لہرا کر جشن منانے لگے اور شہر کے بچے ان ملعونوں پر میوہ جات اور پھول نچھاور کرتے تھے۔

جب نصاریٰ نے مسلمانوں کو خوش دیکھا۔ فَقَالَ النَّصَارٰی مَاهٰذَا پس وہ نصرانی بولے یہ کیا ہے اور کس کا سر ہے؟ جس کے کٹنے سے تم اتنے خوش ہو؟ فَقَالُوا رَاْسُ الْحُسَیْنِ وہ بولے ہم اس لئے خوش ہیں کہ یہ سر حسینؑ کا ہے فَقَالُوْا هٰذَا رَاْسُ ابْنُ بِنْتِ نَبِیِّکُمْ قَالُوْا نَعَمْ وہ بولے کیا یہ سر تمہارے نبیؐ کے نواسے کا ہے۔ وہ بولے ہاں فَعَظُمَ ذٰلِکَ عَلَیْهِمْ یہ سن کر وہ نصاریٰ نہایت غمگین ہوئے اور یہ بات انہیں ناگوار گذری اور اپنے عبادت خانوں پر چڑھ گئے اور تعظیم خدا کے لئے

ناقوس بجانے لگے۔ وَقَالُوْا اَللّٰهُمَّ اِنَّا اِلَيْكَ بُرَاءٌ مِمَّا صنع هٰؤُلاَءِ الظَّالِمُوْنَ

اور بولے خداوند ہم ان ملعونوں سے بیزار ہیں۔

جو سلوک ان ظالموں نے تیرے نبیؐ کے نواسے سے کیا ہے۔ مقامِ تامل ہے نصاریٰ تو آل رسولؐ کی مظلومیت و بیکسی کو دیکھ کر غمگین ہوں اور مسلمان خوشیاں اور جشن منائیں غرض یونہی وہ خوشیوں کے طبل، ڈھول وغیرہ بجاتے ہوئے شام میں داخل ہوئے شام جو کہ اموی حکومت کا دار الخلافہ .... پورے شہر کو سجایا گیا تھا۔ یزید نے مجلس شراب آراستہ کی اور اذنِ عام دیا اور سات سو کرسی نشین اس کی مجلس فسق میں شریک ہوئے فَجَاءَ الشِّمْرُ بِرَاسِ الْحُسَيْنِ۔ پس شمر سر زند رسول لے کر یزید کے پاس آیا پھر اس نے وہی شعر پڑھا جس کا معنی یہ ہے کہ اے یزید میرا اسپ وشتر سونے چاندی سے بھر دے کہ میں نے اس عظیم انسان کو قتل کیا ہے کہ جس کے دروازے کے دربان فرشتے تھے، میں نے حسینؑ کو ایسا نیزہ مارا کہ وہ منہ کے بل زمین پر گر پڑے اور ایسی تلوار ماری کہ دیکھنے والوں نے تعجب کیا۔

ثُمَّ رَمَاهُ بَيْنَ يَدَيْهِ پھر یہ کہہ کر اس کافر نے امام حسینؑ کے سر اقدس کو یزید کے سامنے پھینک دیا (اَلْعِيَاذُ بِاللّٰهِ)

مومنین کرامؒ! کیا غضب ہے کہ فرزند رسول کے سر اقدس کا یہ رتبہ تھا کہ جس کے خدمت گزار ہونے پر جبرائیلؑ امین فخر کرتے تھے لیکن وہ سر یزید ایسے شرابی اور فاسق و فاجر اور غاصب ترین شخص کے سامنے پھینکا جائے اور وہ خوش ہو؟ پھر اس نے اس مقدس سر کو ایک طشت طلا میں رکھوا کر وہاں رکھ دیا جہاں وہ شراب زہر مار کرتا تھا۔ وَفِیْ يَدِهٖ قَضِيْبٌ يَنْكُتُ بِهٖ ثَنَايَا الْحُسَيْنِ۔ اور اس کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی اسے امام مظلومؑ کے لب و دندان پر رکھتا تھا اور خوش ہوتا تھا۔

ابو برزہ بولے اے یزید! لعنت ہو تجھ پر تو حسینؑ کے لبوں اور دانتوں پر

چھڑی لگاتا ہے' میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ جناب رسولؐ خدا ان پر بوسے دیا کرتے تھے۔ اس شقی نے ابو برزہ کو اپنے دربارہ سے نکلوا دیا اور اپنی حرکت ناشائستہ سے باز نہ آیا اور وہ خوشی سے شعر پڑھتا ہے کہ جس کا مفہوم یہ ہے کہ کاش کہ بزرگان بدر حاضر ہوتے اور خوشی سے آوازیں بلند کرتے اور کہتے کہ اے یزید تیرے ہاتھ شل نہ ہوں۔

دندانِ حسینؑ پر چھڑی لگانے کے بعد.......... ثُمَّ بَسَطَ عَلَيْهِ رُقْعَةَ الشَّطْرَنْجِ وَجَلَسَ يَلْعَبُ بِهٖ پھر اس ناپاک نے شطرنج بچھائی اور شطرنج کھیلنے لگا وَيَذْكُرُ الْحُسَيْنَ وَاٰبَائِهٖ وَيَسْتَهْزِءُ بِذِكْرِهِمْ اور جناب امام حسینؑ اور ان کے آباءِ طاہرینؑ کو برا کہتا تھا۔ اور ہنستا تھا۔ فَمَتٰى قَمَرَ صَاحِبَهٗ تَنَاوَلَ الْفُقَّاعَ فَشَرِبَهٗ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ صَبَّ فُضْلَتَهٗ مِمَّايَلِي الطَّسْتَ مِنَ الْاَرْضِ. پس جب غالب آتا تھا دوسرے پر اور جیتتا تھا اس وقت شراب کی تین پیالیاں پیتا تھا اور شراب جو بچتی تھی تو اسے اس طشت میں ڈال دیتا تھا کہ جس میں امام عالی مقامؑ کا سر تھا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ملعون شراب کو امام علیہ السلام کے سر پر ڈالتا تھا لیکن وہ شراب قدرت خدا سے اڑ جاتی تھی اور سر پر ایک چھینٹ بھی نہ پڑتی تھی۔ کیا مقام غضب ہے کہ جس کی زینت سے عرش فخر کرتا ہو اور جس کے خادم جبرائیل علیہ السلام ایسے جلیل القدر فرشتے ہوں اس کی سر کی اس قدر توہین کی جائے۔ واقعتاً یہ مصائب سن کر ہم سب کو دل کھول کر ماتم کرنا اور رونا چاہئے ہائے افسوس! ایسے برگزیدۂ خدا کا سر ایک شراب خوار ظالم شخص کے تخت کے نیچے رکھا گیا۔ فَرَاٰهُ عَلِيُّ ابْنُ الْحُسَيْنِ فَلَمْ يَاكُلِ الرُّؤُسَ بَعْدَ ذٰلِكَ اَبَدًا پس جناب امام زین العابدینؑ نے اس سر انور کو دیکھا تو بلند آواز سے گریہ و ماتم کیا۔ اس کے بعد آپ نے کبھی گوسفند کی سری کا گوشت نہ کھایا۔ ثُمَّ عَلَّقَ رَاْسُ الْحُسَيْنِ عَلٰى بَابِ مَسْجِدِ دِمَشْقَ پھر جناب امام حسینؑ کے سر مبارک کو دروازۂ دمشق پر لٹکایا گیا۔

❁ ❁ ❁

روایت نمبر
51
جناب امام حسینؑ اور یحییٰ بن زکریاؑ کے مصائب پر آسمان کا رونا' جناب رسول خداؐ کا بغیر رکوع کے پانچ سجدے کرنا' حاتم طائی کی صاحبزادی کا غیر معمولی احترام' حاتم طائی کی بیٹی کا جناب زینبؑ سے ملاقات کرنا اور مولائے کائنات کا اس کربناک منظر کو دیکھ کر گریہ کرنا۔ خیام حسینی میں یزیدی فوج کا آنا اور خیموں کو جلا دینا اور اسیران کربلا کا دربار یزید میں جانا۔
مولانا عابد عسکری

عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ لَمْ تَبْکِ السَّمَاءُ اِلَّا عَلَی الْحُسَیْنِ ابْنِ عَلِیٍّ وَیَحْیٰ ابْنِ زَکَرِیَّا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آسمان نہیں رویا کسی پر سوائے حسین ابن علیؑ اور یحییٰ بن زکریاؑ کے

احادیث ہے کہ لَمَّا قُتِلَ الْحُسَیْنِ ابْنُ عَلِیٍّ اَمْطَرَتِ السَّمَاءُ تُرَابًا اَحْمَرَ جب امام حسینؑ شہید ہوئے تو آسمان نے سرخ مٹی برسائی۔

برادران اہل سنت کے ایک ممتاز عالم دین علامہ ابو القاسم نے روایت کی ہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ سَجَدَ یُوْمًا خَمْسَ سَجْدَاتٍ بِلَا رَکُوْعٍ کہ ایک روز جناب رسول خداؐ نے بغیر رکوع کے پانچ سجدے کئے۔ اصحاب نے عرض کی اے رسول خدا بغیر رکوع کے بھی سجدے ہو سکتے ہیں آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا ہاں درست ہیں۔ اِنَّ جِبْرَئِیْلَ اَتَانِیْ فَقَالَ یَامُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ عَلِیًّا فَسَجَدْتُ بالتحقیق میرے پاس جبرائیلؑ امین آئے اور کہا اے محمدؐ! اللہ تعالیٰ علیؑ کو دوست رکھتا ہے۔ پس میں نے ادائے شکر کے لئے سجدہ کیا۔ فَرَفَعْتُ رَأسِیْ فَقَالَ یُحِبُّ فَاطِمَۃَ فَسَجَدْتُ پس میں نے سجدے سے سر اٹھایا جبرائیلؑ نے کہا خدا فاطمہؑ کو بھی دوست رکھتا ہے، پھر میں نے سجدہ کیا، جب سجدے سے سر اٹھایا فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ فَسَجَدْتُ جبرائیل نے کہا اے رسول خداؐ! پروردگار عالم حسنؑ حسینؑ بھی دوست رکھتا ہے پس میں نے سجدہ کیا جب سجدے سے سر اٹھایا۔ فَقَالَ یَامُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ مَنْ یُحِبُّ مُحِبِّیْهِمْ پھر جبرائیلؑ نے کہا اے رسول خداؐ! پروردگار عالم آپؐ کے اہل بیتؑ کے دوستوں کو بھی دوست رکھتا ہے۔ اس کے لئے بھی میں نے سجدہ کیا۔

کتاب مقصد اقصیٰ میں لکھا ہے فتح حنین کے بعد جناب رسولؐ خدا کے

ارشاد کے مطابق جناب حیدر کرارؑ ایک سو پچاس سوار کے ہمراہ قبیلہ بنی طے کی طرف روانہ ہوئے تاکہ بت خانہ فلس کو توڑ ڈالیں۔ غرض جب وہاں کے بت خانہ کو توڑا اور اہل اسلام کو کافی مال ملا اور چند اسیر بھی ان کے ہاتھ میں آئے۔ وَاَخْفَی عَدِیُّ ابْنُ حَاتَمِ مِنْ خَوْفِ عَسْکَرِ الْاِسْلَامِ وَاَخَذُ وَابِنَتَهٗ۔ اور عدی بن حاتم لشکر اسلام کے خوف کی وجہ سے چھپ گیا اور اہل اسلام نے حاتم کی بیٹی کو گرفتار کر لیا۔ پس جناب امیر علیہ السلام نے حکم دیا کہ حاتم کی صاحبزادی کو قیدیوں میں نہ رکھا جائے کیونکہ حاتم اپنی قوم کا سردار تھا اور سخاوت میں مشہور تھا آپؑ نے فرمایا اس بچی کا والد عزت دار شخص ہے لہٰذا اس کا احترام کیا جائے۔ آپؑ کا قافلہ مدینہ کی طرف روانہ ہوا' جناب امیر علیہ السلام ذاتی نگرانی میں حاتم کی بیٹی کو لائے۔ حَتّٰی دَخَلَ عَلَی النَّبِیِّ وَاَخْبَرَ مَامَضٰی وَقَالَ حَالَ بِنْتِ الْحَاتِمِ جناب امیرؑ جناب رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؑ نے سارا ماجرا بیان کیا' حاتم کی صاحبزادی کا ذکر بھی کیا جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ حاتم کی بیٹی کو نہایت عزت و احترام کے ساتھ واپس وطن بھیجا جائے اس کی عزت و آبرو کا خیال رکھا جائے تاکہ وہ جا کر اپنے بھائی سے ملے۔

فَجَاءَ هَا اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ الْبَیْتِ وَاَخْبَرَالزَّهْرَاءَ اَنَّهَا اِبْنَةُ حَاتَمٍ پس جناب امیرؑ اسے دولت سرا میں لے آئے اور جناب فاطمہ الزہراء کو بتایا کہ یہ حاتم کی بیٹی ہے۔ فَلَمَّا سَمِعَتْ فَاطِمَةُ عَلَیْهَا السَّلَامُ اَعْطَاهَا لِبَاسًا فَاخِرًا وَاَکْرَمَتْهَا اِکْرَامًا جناب سیدہ نے جب سنا تو اسے خلعت فاخرہ عنایت فرمایا اور اس کی بہت عزت و توقیر کی اور اسے بہت زیادہ احسان و اکرام سے سرفراز فرمایا۔ وَدَّعَتْهَا بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰی سَارَتْ اِلٰی وَطَنِهَا جناب سیدہؑ نے عزت و

احترام کے ساتھ دختر حاتم کو رخصت کیا قَالَ لَمَّا جَاءَ تْ لِلْوِدَاعِ مِنْ بَنَاتِ اَمِیْرِ الْمُوْمِنِیْنَ راوی کہتا ہے کہ جب دختر حاتم جناب سیدہ سے رخصت ہو چکی تو دختران علیؑ سے رخصت ہونے لگی۔ یہاں تک کہ وہ جناب زینب کے پاس آئی اور ان سے رخصت ہونے لگی جناب حیدر کرار اس منظر کو دیکھ کر بے اختیار رونے لگے۔ فَقَالَتْ فَاطِمَۃُ مَایُبْکِیْکَ یَا اَبَا الْحَسَنِ۔ جناب فاطمہؑ نے حیران ہو کر عرض کی اے ابو الحسنؑ! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَا فَاطِمَۃُ اِنَّ بِنْتَ الْحَاتَمِ اَخَذَھَا عَسْکَرُ الْاِسْلَامِ وَوَدَّعَھَا خَیْرُ الْاَنَامِ بِالْاِعْزَازِ وَالْاِکْرَامِ۔

جناب امیر المومنینؑ نے رو کر فرمایا اے دختر رسولؐ ایک دن تو یہ ہے کہ دختر حاتم لشکر اسلام میں قید ہو کر آئی کہ اس کے سب رشتہ دار بت پرست ہیں وہ حاتم کی اچھی شہرت اور نیک نامی کی وجہ سے اس کو اسیروں کی فہرست میں شامل نہیں کیا گیا اور آنحضورؐ کے حکم کے مطابق اس کو عزت و احترام کے ساتھ وطن روانہ کیا گیا۔ وَھٰذِہٖ زَیْنَبُ اِبْنَتِیْ یَوْمًا تَسِیْرُ مَعَ اَخِیْھَا الْحُسَیْنِ اے فاطمہؑ! ایک دن یہی میری زینبؑ بیٹی اپنے بھائی حسینؑ کے ساتھ پردیس میں جائے گی اور ایک ہولناک صحرا میں جائیں گی۔ وَیُذْبَحُ الْحُسَیْنُ عِنْدَھَا عَطْشَانًا کَمَا یُذْبَحُ الْکَبْشُ اور اس کا بھائی اس کے سامنے ذبح کیا جائے گا۔ وَتُسْبٰی زَیْنَبُ عَلٰی جِمَالٍ بِغَیْرِ وَطَاءٍ وَیُطَافُ بِھَافِی الْاَسْوَاقِ۔ افسوس کہ یہ زینبؑ قید ہو کر شتران بے کجاوہ پر سوار کی جائے گی اور کوچہ و بازار میں پھرائی جائے گی۔

فَعِنْدَ ذٰلِکَ بَکَتْ فَاطِمَۃُ بُکَاءً شَدِیْدًا حَتّٰی غُشِیَتْ عَلَیْھَا پس جناب فاطمہؑ نے جب اس المناک خبر کے بارے میں سنا تو اس شدت سے روئیں کہ روتے روتے بے ہوش ہو گئیں۔ وَلَمَّا اَفَاقَتْ قَالَتْ یَا اَبَا الْحَسَنِ اَیَکُوْنُ

ذٰلکَ فِیْ حَیَاتِیْ جب افاقہ ہوا تو فرمایا اے ابوالحسینؑ اے امیرالمومنینؑ! کیا میرا حسینؑ میری زندگی میں میرے سامنے خنجر سے ذبح کیا جائے گا؟ اور میری بیٹیاں میرے سامنے قید ہو جائیں گی۔ قَالُوْا اَعْزُتَبَاہُ مَاکَانَ اَحَدٌ مِنَّا جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ہائے اس کی غریبی اور تنہائی کہ ہم میں سے کوئی نہ ہوگا۔

فَنَظَرَ الْحَسَنُ اِلٰی اَخِیْہِ وَقَالَ لَااَرَاکَ اللّٰہُ ذٰلِکَ اَبَدًا راوی کہتا ہے کہ یہ سن کر جناب امام حسنؑ نے اپنے بھائی حسینؑ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ خدا وہ دن نہ دکھائے کہ تم نہ ہو اور میں جیتا رہوں قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ یَابُنَیَّ تَسْقِیْ اَسَمَّ قَبْلَ ذٰلِکَ جناب امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور اس کی طرف پلٹ کر جانا ہے" اے فرزند! اس واقعہ سے قبل تجھ کو زہر دے کر شہید کر دیا جائے تو اس وقت نہیں ہوگا۔

وَبَکَی الْحُسَیْنُ وَقَالَ یَا اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ قَدْشَقَّ عَلَیَّ مَاجَرٰی عَلٰی اُخْتِیْ زَیْنَبُ جناب امام حسینؑ نے رو کر عرض کی اے بابا جان! مجھے سب تکلیفیں اور مصیبتیں قبول ہیں لیکن زینبؑ کی اسیری مجھ پر دشوار ہے۔ وَاَمَّا زَیْنَبُؑ فَلَمَّا سَمِعَتْ ذٰلِکَ لَمْ تَتَمَالَکِ الْبُکَاءُ فَبَکَتْ وَمَضَتْ اِلٰی اَبِیْھَا پس جب جناب زینبؑ نے یہ سنا تو بیساختہ رو پڑیں، روتی ہوئیں اپنے والد گرامی کی طرف آئیں فَقَالَ لَھَا اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ مَا تَفْعَلِیْنَ یَازَیْنَبُؑ۔ جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا اے میری پیاری بیٹی زینب! جس وقت تجھ پر اور تیرے بھائی پر یہ ظلم و ستم ہوں گے تو کیا کرے گی فَقَالَتْ یَااَبَتَاہُ اَصْبِرُ عَلٰی مَایُحِلُّ بِنَامِنَ الْاَعْدَاءِ وہ رو کر بولیں کہ بابا جان! میں صبر و استقامت سے کام لوں گی۔ فَجَعَلَنِیَ اللّٰہُ مِنَ الشَّاکِرِیْنَ خداوند کریم مجھے شکر کرنے والوں میں سے بنائے یعنی مجھے صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مومنین کرام! افسوس کہ کافر کی بیٹی کی تو جناب امیرؑ اس قدر عزت کریں

اور ان کے فرزند کو جب ظالموں نے شہید کیا تو انہوں نے خیموں کی طرف رخ کیا اور خیام حسینی کو آگ لگا دی اور مال و متاع لوٹ لیا حَتّٰی یَنْزِعُوا الْمَلاَ حِفَ عَنْ ظُهُوْرِهِمْ یہاں تک کہ دختران زہراءؑ کی چادریں چھین لیں اور آل و رسولؐ کا ذرا بھر لحاظ نہ کیا حالانکہ وہ بیبیاں ایک دوسرے کے پیچھے چھپتی تھیں۔ وَلِصِحْنَ وَاجَدَّاهُ وَاَبَتَاهُ وَاَحَسَنَاهُ وَاحُسَیْنَاهُ اس وقت وہ فریاد کرتی تھیں اے نانا جان! آپ کی نواسیاں اجڑ چکی ہیں، ہماری خبر لیں، اے بابا علیؑ! ہماری خبر لیں اور بھائی حسنؑ! اے بھائی حسینؑ! آپؑ کی شہادت کے بعد ہم پر یہ سب مصیبتیں آئی ہیں۔ اَمَا مِنْ مُجِیْرٍ یُجِیْرُنَا اَمَا مِنْ ذَابٍّ یَذُبُّ عَنَّا آیا کوئی مسلمان نہیں ہے کہ ہماری نصرت کرے ایسا کوئی ہے کہ ہمیں رسولؐ خدا کی نواسیاں سمجھ کر پناہ دے۔

مگر وہاں کوئی ظالم مارنے اور لوٹنے کے سوا جواب نہ دیتا تھا حالانکہ ان میں کوئی یہود و نصاریٰ میں سے نہ تھا وہ سب مسلمان تھے خود کو دیندار کہلواتے تھے افسوس کہ حاتم کی بیٹی اپنے باپ کی نیک نامی کی وجہ سے اسیروں میں شامل نہ ہوئی ادھر رسول خدا کی نواسیوں کو بے پلان اونٹوں پر بٹھا کر دربدر شہر بہ شہر پھرایا گیا کربلا سے شام تک آل محمدؐ نے جو تکلیفیں برداشت کی ہیں دنیا میں کوئی بھی اس طرح کے صبر کا عملی مظاہرہ نہ کر سکا۔

قَالَ الرَّاوِی کُنْتُ ذَاتَ یَوْمٍ فِیْ مَجْلِسِ یَزِیْدَ اِذْ سَمِعْتُ صَائِمَاتٍ وزعَقَاتٍ کتب تاریخ میں لکھا ہے کہ راوی کہتا ہے کہ میں یزید کی محفل میں بیٹھا تھا کہ ناگاہ میرے کان میں رونے اور ماتم کرنے کی آواز آئی میرا دل گھبرانے لگا اور میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ فَرَاَتُ عِشْرِیْنَ نِسْوَةً کَسَبِیِ الرُّوْمِ وَالتُّرْکِ قَدْ غَیَّرتَ وَجُوْهُهُنَّ مِنْ اَثَرِ الشَّمْسِ وَالْحَرِّ وَخدُوْدُهُنَّ مِنْ اَثَرِ لَلَّطَمِ وَالدُّمُوْعُ تَسِیْلُ میں نے بیس عورتوں کو دیکھا جو انتہائی غمزدہ دکھائی دے رہی تھیں۔ سورج کی گرمی کی وجہ سے ان کی حالت متغیر ہو چکی تھی اور ان کے بچوں کے

چہروں پر طمانچوں کی وجہ سے نیل پڑ چکے تھے اور ان کے منہ پر آنسو بہہ رہے تھے۔

ایک روایت میں ہے جب دخترانِ علیؑ و بتولؑ کو دربار یزید میں لایا گیا تو ان کے لباس بوسیدہ و غبار آلود تھے کہ یزید نے گمان کیا کہ اس کے سامنے کنیزیں آئی ہیں۔ یہ تو کنیزیں ہیں۔ پس دخترانِ علیؑ کہاں ہیں؟ وہ بولے اے امیر یہ کنیزیں نہیں ہیں بلکہ یہ سب اہل بیتؑ رسولؐ ہیں، مصیبتوں اور سفر کی صعوبتوں سے ان کی حالت متغیر ہو گئی ہے۔

ثُمَّ جَعَلُوْا يُعْرِضُوْاهُنَّ عَلَيْهِ وَاحِدَةً وَهُوَ يَقُوْلُ مَنْ هٰذِهِ وَمَنْ تَكُوْنُ پھر وہ قوم جفا کار ایک ایک کو یزید کے سامنے لاتے تھے وہ پوچھتا تھا کہ یہ کون ہے اور یہ کون ہے؟ وہ بتاتے تھے هٰذِهِ زَيْنَبُ هٰذِهِ اُمُّ كُلْثُوْمٍ بَنَاتِ فَاطِمَةَ یہ زینبؑ ہے، یہ ام کلثومؑ ہیں، یہ دخترانِ زہراءؑ ہیں، افسوس کہ دختر حاتم کا تو احترام کیا جائے اور جناب رسول خدا حکم کریں کہ اس کو عزت و احترام کے ساتھ اس کے وطن پہنچایا جائے اور دختران رسول دربار یزید میں آئیں ان کی ذرا بھر تعظیم نہ ہو بلکہ یزید سے جس قدر ہو سکا ان کی تذلیل و تضحیک میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

بَلْ حُبِسْنَ فِيْ مَحْبَسٍ لَا يُكِنُّهُمْ مِنْ حَرٍّ وَلَا قُرٍّ حَتّٰى اِقْشَعَرَّتْ وُجُوْهُهُمْ بلکہ قید میں جانے کے بعد ایسے قید خانہ میں مقید کی گئیں کہ وہ دھوپ سے محفوظ تھا نہ اوس سے، دن کو دھوپ میں جلتی تھیں اور رات کو اوس میں رہتی تھیں یہاں تک کہ ان کی حالت متغیر ہو گئی۔

ہزار افسوس کہ دختر حاتم تو لباسِ فاخرہ پہن کر خوش و خرم اپنے قبیلہ سے جا کر ملے اور دخترانِ علی مرتضیٰؑ نے جب قید سے رہائی پائی تو سیاہ کپڑے پہنے ہوئے شام سے روانہ ہوئیں اور امام حسینؑ کا سر بھی انہیں دیکھنے کو نہ ملا اور کربلا میں آ کر بھائی کی قبر دیکھی۔

روایت نمبر 52
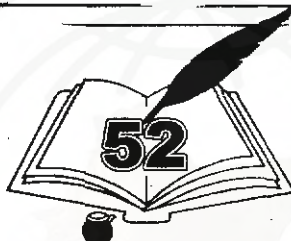
کربلا والوں کے غم میں رونے کا ثواب جناب شہر بانوؑ کے بارے میں ایک تاریخی واقعہ' تاراجیٔ خیام' شام کے بازار میں تماشائیوں کا ہجوم۔ یہ قیدیوں کا قافلہ کون ہے؟ دنیا والو آنکھیں بند کرلو یہ رسول خداؐ کی بیٹیاں ہیں۔ایک بوڑھے شخص کی صدائے دردانگیز۔

مولانا عابد عسکری

عَنِ الصَّادِقِ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ بَکٰی اَوْ اَبْکٰی مِائَةً فَلَهُ الْجَنَّةُ۔ جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا جو مومن اہل بیت اطہارؑ کا ذکر کر کے روئے یا ایک سو آدمیوں کو رُلائے اس پر بہشت واجب ہے۔ ثُمَّ قَالَ مَنْ بَکٰی اَوْاَبْکٰی خَمْسِیْنَ فَلَهُ الْجَنَّةُ پھر ارشاد فرمایا جو ذکر مصائب کر کے روئے یا پچاس آدمیوں کو رلائے اس پر بہشت واجب ہے۔ ثُمَّ قَالَ مَنْ بَکٰی اَوْ اَبْکٰی عِشْرِیْنَ فَلَهُ الْجَنَّةُ پھر ارشاد فرمایا جو شخص مصائب آل محمدؐ بیان کر کے روئے یا دس آدمیوں کو کرلائے اللہ تعالیٰ اس پر بھی بہشت واجب کرتا ہے۔ ثُمَّ قَالَ مَنْ بَکٰی اَوْ اَبْکٰی وَاحِدً فَلَهُ الْجَنَّةُ پھر فرمایا اگر خود روئے یا ایک آدمی کو رلائے اللہ تعالیٰ اس پر بھی جنت کو واجب کرتا ہے۔ قَالَ مَنْ تَبَاکٰی فَلَهُ الْجَنَّةُ پھر فرمایا اگر ہمارا ذکر مصائب کرے اور رونے کی شکل وصورت بنائے اس پر بھی بہشت واجب ہے۔ وَمَنْ لَمْ یَحْزِنْ عَلٰی مُصَابِنَا فَلَیْسَ مِنَّا۔ اور جو شخص ہماری مصیبت کو سنے (یا پڑھے) اور اس کا دل محزون (غمگین) نہ ہو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ واقعتاً کون ایسا دل ہو گا وہ اہل بیت اطہارؑ کے مصائب سن کر غمگین نہ ہو گا۔ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنَ عَلِیٍّ اَنَّهٗ قَالَ اِنِّیْ بِنْتَ یَزْدَ جُرْدٍ قَبْلَ اَنْ یَظْفَرَ عَسْکَرُ الْاِسْلَامِ عَلٰی اَبِیْهَا لَاتَ فِیْ مَنَامِهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ اَتٰی فِیْ بَیْتِهَا وَهُوَ اَخِذٌ بِیَدِ الْحُسَیْنِ۔'' قطب راوندی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ بادشاہ یزدجرد کی صاحبزادی شہر بانو نے قبل اس کے کہ لشکر اسلام اس کے والد پر فتح یاب ہوا ایک رات خواب میں دیکھا کہ جناب رسول خداؐ اپنے بیٹے حسینؑ کا ہاتھ پکڑ کر اس کے گھر میں تشریف لائے وَقَالَ لَهَا اَنَا خَاطِبُکَ لِاِبْنِیْ هٰذَا اَوْ شَارَا اِلَی الْحُسَیْنِ۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ اے شہر بانو میں تجھ سے اس فرزند کے لئے خواستگاری کرنے

کے لئے آیا ہوں اور امام حسینؑ کی طرف اشارہ کیا جب وہ بیدار ہوئیں تو انہیں سخت فکر دامن گیر ہوئی کہ اس خورشید فلک امامت کی عقیدت ان کے دل میں قرار پائی کہ کھانا پینا ان کو ناگوار ہوا فَلَمَّا کَانَتِ اللَّیْلَةُ الثَّانِیَةُ رَاَتْ فِیْ مَنَامِهَا اَنَّ سَیِّدَةَ نِسَاءِ الْعَالَمِیْنَ قَدْجَاءَ تْ فَقُلْتُ مَنْ اَنْتِ قَالَتْ اَنَا بِنْتُ مَنْ خَطَبَکِ لِاِبْنِهٖ فِیْ الْبَارِحَةِ۔ جب دوسری رات ہوئی شہر بانو نے جناب خاتون قیامت کو خواب میں دیکھا۔

پوچھا آپؑ کون ہیں ؟ جناب فاطمہؑ نے فرمایا کہ کل تو نے کس کو خواب میں دیکھا تھا اور کس نے تجھ سے اپنے فرزند کے لئے خواستگاری کی تھی۔ میں نے عرض کی کہ گذشتہ شب میں نے انتہائی خوبصورت اور وجیہہ نوجوان کو خواب میں دیکھا اس کا نام حسینؑ تھا اور ایک بزرگ نے اپنے اس بیٹے کے لئے میری خواستگاری کی جناب سیدہؑ نے فرمایا کہ حسینؑ میرا فرزند ہے اور وہ بزرگ جناب رسول خداؐ میرے پدر بزرگوار ہیں، مگر اے شہر بانو! جب تک تو میرے بابا کے دین میں نہیں آئے گی تو تیری ملاقات اس نیر برج امامت سے مشکل ہے۔ یہ سن کر شہر بانو بہت خوش ہوئیں۔ اور عرض کی آپ مجھے کلمہ پڑھائیں پس جناب شہر بانو نے جناب سیدہ کی تعلیم کے مطابق کلمہ پڑھا۔

فَبَیْنَمَآ اَنَا کَذٰلِکَ اِذَا اشْتَهَرَ مُجِیُّ عَسْکَرِ الْاِسْلَامِ وَنَزَلُوْا فِیْ بِلَادِ نَا وَقَامَتِ الْحَرْبُ وَقُتِلَ اَبِیْ وَسَبَوْنَا وَجَاؤْا بِنَا اِلٰی الْمَدِیْنَةِ فِیْ عَهْدِ خَلِیْفَةِ الثَّانِیْ۔ جناب شہر بانو فرماتی ہیں کہ ابھی میں حیران و پریشان تھی کہ یہ کیسے خواب دیکھ رہی ہوں کہ یکا یک لشکر اسلام کی خبر پھیلی اور لشکر اسلام نے میرے والد پر فتح پالی ہے اور مجھے اسیروں میں قید کر کے مدینے لے گئے اور ان دنوں میں

حضرت عمر فاروقؓ کا دور حکومت تھا' شہر بانو کے حسن و جمال کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی تمام دختران عرب اس روز شہر بانو کے دیدار کے لئے مسجد میں جمع ہوئیں۔ قَالَ فَلَمَّا اَرَادَ عُمَرُ اَنْ یَرْفَعَ النِّقَابَ عَنْ وَجْهِهَا اِلَیْهَا فَاَبَتْ عَنْ ذٰلِکَ وَقَالَتْ بِالْفَارِسِیَّةِ۔ سیاه باد روز ہر مزکہ ھچو تو نامحرمی دست خود بدامن من عفت دختر او برساند۔

راوی کہتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے جونہی چاہا کہ بی بی شہر بانو کا نقاب اٹھا کر ان کے چہرے کو دیکھیں تو بی بی نے انکار کرتے ہوئے فارسی زبان میں کہا سیاہ ہوگا ہرمز کا جینا کہ تم سا نامحرم اپنا ہاتھ اس کی دختر کے دامن عصمت کو لگائے۔ فَغَضَبَ عُمَ مِنْ کَلَامِهَا وَقَالَ هٰذِهِ الْکَافِرَةُ تَسُبُّنِیْ وَاَرَادَ اَنْ یُؤْذِیَهَا اس بات سے حضرت عمرؓ سخت ناراض ہوئے اور بولے کہ کنیز ہمیں برا بھلا کہتی ہے انہوں نے چاہا کہ اسے سزا دیں۔ وَکَانَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ قَاعِدًا فِی الْمَسْجِدِ فِیْ ذٰلِکَ الْوَقْتِ فَمَنَعَهٗ عَنْ ذٰلِکَ وَقَالَ مِنْ اَیْنَ عَلِمْتَ اَنَّهَا تَسُبُّکَ فَاِنَّا لَا تَعْلَمُ لِسَانَ الْفُرْسِ جناب امیرؑ بھی اس وقت مسجد میں تشریف رکھتے تھے امام علیہ السلام نے جونہی حضرت عمر کی ناراضگی کو دیکھا تو فرمایا آپ زبان عجم سے واقف نہیں ہیں پھر کس طرح آپ نے جانا کہ یہ بچی آپ کو برا بھلا کہہ رہی ہے اس نے تو ایک طرح کا احتجاج کیا ہے۔

فَاَرَادَعُمَرُ اَنْ یَبِیْعَ النِّسَاءَ وَاَنْ تَجْعَلَ الرِّجَالِ عَبِیْدَ الْعَرَبِ اس وقت حضرت عمر نے چاہا کہ ان کی عورتوں کو کنیزوں کے مانند بیچ دیں اور مردوں کو غلام بنا لیں وَعَزَمَ عَلٰی اَنْ یَحْمِلَ الْعَلِیْلَ وَالضَّعِیْفَ وَالشَّیْخَ الْکَبِیْرِ فِی الطَّوَافِ حَوْلَ الْبَیْتِ عَلٰی ظُهُوْرِهِمْ اور انہوں نے یہ بھی ارادہ کیا کہ طواف کعبہ

کے وقت جتنے بھی بیمار اور ضعیف لوگ ہوں وہ اسیران عجم کی پشتوں اور کندھوں پر سوار کئے جائیں۔ فَقَالَ اَمِیْرُ الْمُؤمِنِیْنَ سَمِعْتُ عَنِ النَّبِیِّ اَنَّہٗ قَالَ اَکْرِمُوْا کَرِیْمَ قَوْمِکُمْ وَاِنْ خَالَفُوْکُمْ وَھٰؤُ لَاءِ الْفُرْسِ حَکَمَاءُ کُرَمَاءُ حضرت علی علیہ السلام جب حضرت عمر کے ارادے سے آگاہ ہوئے تو ان سے فرمایا کہ میں نے جناب رسولِ خداؐ سے سنا ہے کہ آپ جنابؐ فرماتے تھے کہ تم اس شخص کی عزت کرو جو اپنی قوم کا بزرگ ہو اس کی ہتک حرمت نہ کرو اگرچہ وہ نظریہ کے لحاظ سے مخالف کیوں نہ ہو اور اسیرانِ فارس بہت اچھے' نہایت دانا' شریف ذہین' صاحب عزت لوگ ہیں۔ اگرچہ وہ غیر مسلم ہیں ان کی بے عزتی نہ کرو بلکہ ان کو اسلام کے بارے میں بتایا جائے' ہوسکتا ہےکہ یہ اسلام قبول کرلیں۔ قَدِ اعْتَقْتُ مِنْھُمْ لِوَجْہِ اللّٰہِ وَحَقِّیْ وَحَقَّ بَنِیْ ھَاشِمٍ ان قیدیوں میں جس قدر میرا اور بنی ہاشم کا حصہ ہے میں نے انہیں راہ خدا میں آزاد کیا۔ فَقَالَ الْمُھَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ قَدْ وَھَبْنَا حَقَّنَا لَکَ یَا اَخَاالرَّسُوْلِ۔ جب مہاجرین و انصار نے یہ بات سنی تو انہوں نے کہا کہ ہم نے بھی اپنا حصہ آپ کو بخش دیا ہے اے برادر رسولؐ!۔

قَالَ قَبِلْتُ وَاَعْتَقْتُ حضرت امام علی علیہ السلام نے کہا کہ میں نے قبول کیا اور ان کو بھی آزاد کیا۔ فَقَالَ عُمَرُ سَبَقَ اِلَیْھَا عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ نَقَضَ عَزِیْمَتِیْ فِی الْاَعَاجِمِ۔ جناب عمر فاروقؓ نے کہا ان اسیروں کے آزاد کرنے میں جناب علی ابن ابی طالبؑ نے سبقت کی ہے اور جو فوائد میرے دل میں تھے وہ سب تلف ہوئے۔

مومنین کرام! جائے تامل ہے کہ جناب رسولؐ خدا اور جناب علی مرتضیٰؑ کو کفار کے معززین کی توہین گوارا نہ تھی لیکن افسوس ہے ان اشقیاء پر کہ جنہوں نے ان

کی عترتِ طاہرہ پر مظالم کیے اور ان کے خیموں کو جلایا۔ فَانْتَهَبُوْا مَافِی الْاَبْنِیَةِ وَ کَانُوْا یَنْزَعُوْنَ الْمَلاَ حِفَ عَنْ ظُهُوْرِهِنَّ اور اہل حرم کے سب تبرکات لوٹ لئے گئے اور چادریں چھین لی گئیں جو بھی چادر دینے میں پس و پیش کرتی تھی وہ ظالم نیزے مار کر چادریں حاصل کرتے تھے۔

وَخَرَمُوْا اٰذَانَ اَیْتَامِ الْحُسَیْنِ وَاَخَذُوْا قِرَاطَهُمْ وَالدَّمُ تَسِیْلُ عَلٰی خُدُوْدِهِمْ وَهُمْ یَبْکُوْنَ لِلْخَوْفِ۔ ان ظالموں نے یتیموں کے کان زخمی کئے اور ان کے گوشوارے چھین لئے جس کی وجہ سے ان کے چہرے پر خون بہتا تھا۔ اور وہ ان لعینوں کے ڈر کی وجہ سے روتے تھے۔ وَکَانَ عَلِیُّ ابْنُ الْحُسَیْنِ فِیْ ذٰلِکَ الْوَقْتِ عَلِیْلًا وَهُوَ مَطْرُوْحٌ عَلٰی قِطْعَةٍ مِنَ الْاَدِیْمِ اور جناب امام زین العابدینؑ اس وقت نہایت علیل تھے۔ اور ان میں اٹھنے کی طاقت نہ تھی اور چمڑے کی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ فَجَاءَ اِلَیْهِ رَجُلٌ اَرْزَقُ ایک نیلی آنکھوں والا لعین آیا۔ پس اس ظالم نے وہ چٹائی امامؑ کے نیچے سے کھینچ لی اور حضرتؑ زمین پر گر پڑے۔ ثُمَّ صُفِدُوْا فِی الْحَدِیْدِ فَوْقَ اَقْطَابِ الْمَطِیَّاتِ وَسَبُوْهُمْ کَالْعَبِیْدِ وَالْاِمَاءِ تاراجیٔ خیام کے بعد اہل بیت اطہارؑ کو آہنی زنجیروں میں قید کیا اور ان کے ہاتھوں کو ان کی گردنوں سے باندھ کر شتران بے کجاوہ پر بٹھایا اس طرح لے چلے جس طرح غلاموں اور کنیزوں کو لے جاتے ہیں۔

قَالَ عَلِیُّ ابْنُ الْحُسَیْنِ لَمَّا اَمَرَ یَزِیْدُ بِاِدْخَالِنَا عَلَیْهِ اَقْبَلُوْنَا بِحِبَالٍ۔ جناب سید سجادؑ فرماتے ہیں۔ کہ جس وقت یزید نے ہمیں اپنے سامنے دربار میں طلب کیا اس وقت وہ لعین رسیاں لے آئے فَارْبَقُوْنَا مِثْلَ الْاَغْنَامِ ان لعینوں نے ہمیں اس طرح باندھا کہ جس طرح قصاب بکریوں کو باندھتے ہیں وَکَانَتِ الْحَبْلُ

بِعُنُقِیْ وَبِکَتُفِ عَمَّتِیْ زَیْنَبَ وَفِیْ زَنْدِ اُمِّ کُلْثُوْمٍ وَعُنُقِ سَکِیْنَۃَ وَکَتِفِ رُقَیَّۃَ وَکَذٰلِکَ بَاقِیْ الْاَرَامِلِ. وَالْاَطْفَالِ۔

امام سجادؑ فرماتے ہیں کہ اسی رسی میں اس طرح باندھا تھا کہ میرا گلا اور میری پھوپھی زینبؑ کا بازو اور پھوپھی ام کلثومؑ کی کلائی اور سکینہؑ کا گلا اور رقیہ کا شانہ اور باقی سب اہل بیت اور یتیم بچے اس طرح بندھے ہوئے تھے وَکُلَّمَا قَصَرْنَا مِنَ الْمَشْیِ دَقُّوْا عَلٰی رُؤُسِنَا بِعِیْدَانِ الرِّمَاحِ۔ اور جو ہم میں سے چلنے میں کمی کرتا تھا اور چل نہ سکتا تھا تو وہ لعین ہمارے سروں پر نیزہ مارتے تھے۔ وَقَالَتْ سُکَیْنَۃُ یَا عَمَّتِیْ رُوْحِیْ فِدَاکِ اَیْنَ الْعَبَّاسُ عَمِّیْ وَاَخِیْ عَلِیٌّ اس وقت یتیم سکینہؑ رو رو کر اپنی پھوپھی کو پکارتی تھی اور کہتی تھی اے پھوپھی اماں! میرے چچا عباسؑ کہاں ہیں کہ مجھے بچالیں اور میرے بھائی علی اکبرؑ کہاں ہیں کہ مجھے اس وقت چھڑا لیں۔وَنَحْنُ نَتَبَاکٰی اَجْمِعُوْنَ حَتّٰی اَدْخُلُوْنَا عَلٰی یَزِیْدِ وَاَوْقَفُوْنَا بَیْنَ یَدَیْہِ۔اور ہم سب روتے تھے اور وہ مارتے تھے یہاں تک کہ ہمیں دربار یزید میں کھڑا کیا۔ فَقُلْتُ لَہٗ مَاظَنُّکَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ لَوْیَرَانَا بِھٰذَا الْحَالِ بَیْنَ یَدَیْکَ جناب امام زین العابدین نے فرمایا اے یزید! تیرا گمان ہے اگر رسول خداؐ ہمیں اس حال میں تیرے سامنے کھڑا ہوئے دیکھتے تو کیا وہ خوش ہوتے؟ وہ شقی سر جھکا کر بیٹھا رہا۔ وَکَانَ بِیَدِہٖ مِنْدِیْلٌ فَجَعَلَ یَمْسَحُ دَمُوْعَہٗ۔ اور اس کے ہاتھ میں ایک رومال تھا اس سے اپنے آنسو صاف کرتا تھا۔

اس کے بعد وہ ہم سب کے بارے میں پوچھنے لگا کہ یہ کون ہے اور یہ کون ہے؟ پس جائے انصاف ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے کافروں کو غلامی سے بچایا اور شہر بانو کے منہ سے نقاب نہ اٹھانے دیا مگر کیا حال ہوتا آپ کا جب

اسی شہر بانوؑ زینب وکلثومؑ کو رسیوں میں بندھا ہوا دیکھتے۔

فَامَرَهُمْ اَنْ يَحوُّلُنَّ اِلٰی هِنْدِ بِنْتِ عَامِرٍ اس ظالم نے حکم دیا کہ انہیں ہند کے پاس محل میں لے جائیں تا کہ دختران یزید و معاویہ دختران زہراؑ کا تماشا دیکھیں فَاُدْخِلْنَا عِنْدَهَا فَسَمِعَ عَنْ دَاخِلِ الْقَصْرِ بُكَاءً وَنِدَاءً وَعَوِيْلًا۔ جب انہیں اس افسوس ناک حالت میں محل میں لایا گیا اور وہاں پر موجود عورتوں نے دیکھا کہ دختران فاطمہؑ کے گلے رسن سے بندھے ہوئے ہیں کپڑے پھٹے ہوئے سروں پر چادر نہیں ہے تو گریہ و زاری کا شور بلند ہوا۔ آس پاس اور محل کی تمام خواتین اہل بیتؑ کی حالت دیکھ کر گریہ و ماتم کرتی تھیں یہاں تک رونے کی آواز باہر تک سنی گئی۔

غمِ شبیرؑ میں رونے کا ثواب' ولادتِ حسینؑ کے وقت لعبارحور کا خانہ بتولؑ میں آنا' اور مبارک باد کے لئے فرشتوں کی آمد و رفت خولی کا امام حسینؑ کا سر تنور میں رکھنا' اور شام میں ایک بدکار عورت کا سر حسینؑ کو پتھر مارنا' اور قدرتِ خدا سے اس کی ملعونہ کی مکان کا چھت سے گر کر داصل جہنم ہونا۔

قَالَ الصَّادِقُ مَنْ ذَكَرَنَا اَوْذُكِرْنَا عِنْدَهٗ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ حَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ عَلَى النَّارِ۔ جناب امام جعفر صادقؑ نے فرمایا جو مومن ہمارے مصائب کو یاد کرے یا ہمارے مصائب کو سنے اور اس کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑیں تو اللہ تعالیٰ اس پر آتش دوزخ کو حرام کر دیتا ہے رُوِیَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَهَبَ لِفَاطِمَةَ الْحُسَيْنَ ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کہ جناب امام حسین علیہ اسلام دنیا میں تشریف لے آئیں اَوْحَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِلٰى حَوْرَاءَ مِنْ حُوْرِ الْجَنَّةِ اَنِ اهْبِطِىْ اِلَى دَارِ الدُّنْيَا اِلٰى بِنْتِ حَبِيْبِىْ مُحَمَّدٍ فَانِسِىْ لَهَا۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا حورانِ بہشت میں سے ایک حور کو وہ زمین پر جائے اور جناب سیدہؑ کی خدمت میں مشغول ہو اس حور کا نام لعبا تھا وَلَهَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ وَصِيْفَةٍ وَسَبْعُوْنَ اَلْفَ قَصْرٍ وَسَبْعُوْنَ اَلْفَ مَقْصُوْرَةٍ اور لعبا کا رتبہ جنت میں یہ ہے کہ اس کی خدمت کے لئے ستر ہزار خادمائیں ہیں اور خدا نے اسے ستر ہزار مکان عطا کئے ہیں۔ اور ہر مکان میں ستر ہزار حجرے ہیں۔ وَسَبْعُوْنَ اَلْفَ غُرْفَةٍ مُكَلَّلَةٍ بِاَنْوَاعِ الْجَوَاهِرِ وَالْمَرْجَانِ اور ہر کمرے میں ستر ہزار دریچے ہیں اور مختلف جواہرات کے ساتھ ساتھ مرجان سے سجے ہوئے ہیں اور اس حور کا مکان اس قدر بلند ہے کہ جب اپنے مکان پر بیٹھتی ہے تو بہشت کے تمام مناظر نظر آتے ہیں۔ فَهَبَطَتْ لُعْبَا عَلٰى فَاطِمَةَ وَقَالَتْ لَهَا مَرْحَبَا بِكِ يَا بِنْتَ مُحَمَّدٍ كَيْفَ حَالُكِ قَالَتْ بِخَيْرٍ۔

پس لعبا آئیں اور جناب فاطمہ زہراءؑ کی خدمت میں سلام عرض کرتے ہوئے کہا مرحبا اے حبیب خدا کی صاحبزادی! آپ کا کیا حال ہے؟

جناب سیدہؑ نے فرمایا خدا کا شکر ہے کہ میں ٹھیک ہوں۔ لعبا نے کہا کہ

میں بہشت کی حور ہوں اور آپ کی خدمت کے لئے بھیجا گیا ہے۔ فَلَحِقَتْ فَاطِمَةَ بِنْتَ الْحَيَاءُ مِنْ لُعْبَا لَمْ تَدْرِمَا تَفْرَشُ لَهَا۔ جناب سیدہؑ کو لعبا کے لئے کچھ دقت محسوس ہوئی کہ اس کے لئے فرش کہاں سے لاؤں اور اسے کہاں بٹھاؤں بلکہ اس دن اس مخدومہ کون و مکان فاقہ سے تھیں۔

روایات صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب سیدہؑ کے پاس اونٹ کی کھال سے بنے ہوئے فرش کے سوا کچھ بھی تو نہ تھا۔ دن کو اس پر اونٹ دانہ' گھاس وغیرہ کھاتا تھا اور رات کو اس کو بطور بستر استعمال کیا جاتا تھا۔ غرض وہ معصومہ اس فکر میں تھیں۔ اِذْهَبَطَتْ حُوْرٌ وَمَعَهَا دَرْنُوْكٌ مِنْ دَرَانِيكِ الْجَنَّةِ۔ ناگاہ دوسری حوریں خالص ریشم سے بنا ہوا فرش لے کر جناب سیدہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ فَبَسَطَتْهُ فِيْ مَنْزِلَةِ فَاطِمَةَ فَجَلَسَتْ لُعْبَا۔ پس وہ فرش جناب سیدہ کے گھر میں بچھایا جناب سیدہؑ نے لعبا کو اس پر بٹھایا اور آپؑ سجدہ شکر بجا لائیں' جب امام حسینؑ پیدا ہوئے تو لعبا نے ایک خادمہ کے طور پر کام کیا۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَانَتْ لُعْبَا تَفْتَخِرُ عَلَى الْحَوْرِ انَا قَابِلَةُ الْحُسَيْنِ۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ وہ حور تمام حوروں پر فخر کرتی تھی کہ مجھ سے بڑھ کر خوش نصیب بھلا کون ہوسکتا ہے کہ میں امام حسینؑ کی ادنیٰ سی کنیز ہوں۔ وَاَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى رِضْوَانِ خَازِنِ الْجِنَانِ اَنْ زَخْرِفِ الْجَنَّةِ وَزَيِّنْتَهَا كَرَامَةً لِمَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ فِيْ دَارِ الدُّنْيَا۔ اور رضوان کو حکم دیا کہ بہشت کو آراستہ کرے اس فرزند کی خوشی میں جو آج دنیا میں پیدا ہوا ہے اور آسمانی فرشتوں کا حکم ہوا کہ صف باندھ کر تقدیس و تمجید میں مشغول ہوں اور حوروں کو حکم ہوا کہ بن سنور کر خوشیاں منائیں آج ہماری کنیز خاص کے ہاں ہمارا پیارا حسینؑ پیدا ہوا ہے۔

وَاَوْحَی اللّٰهُ اِلٰی جِبْرَئِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ اَنْ یَهْبِطَانِ مِنْدِیْلٍ مِنَ الْمَلَائِکَةِ فَهَبَطَتْ اور جبرائیل و میکائیلؑ کو حکم ہوا کہ فرشتوں کے گروہ کو اپنے ساتھ زمین پر لے جائیں چنانچہ وہ فرشتے زمین پر آئے وہاں پر عجب طرح کا جشن منایا جا رہا تھا اور سب فرشتے ایک دوسرے کو دیکھ کر مبارک بادیاں دے رہے تھے۔

کتاب امالی میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب میرے والد گرامی دنیا میں تشریف لائے تو نام رکھنے میں تامل ہوا کہ جناب امام حسنؑ کا نام بھی پروردگار نے رکھا تھا۔ بس خدا نے جبرائیل کو وحی کی کہ ہمارے حبیبؐ کے ہاں پیارا سا نواسا پیدا ہوا ہے۔ فَاهْبِطْ اِلَیْهِ وَهَنِّهٖ جاؤ اور ان کو ہماری طرف سے مبارک باد دو وَقُلْ لَهٗ اِنَّ عَلِیًّا مِنْکَ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی فَسَمِّهٖ بِاسْمِ ابْنِ هَارُوْنَ کہو کہ علیؑ آپؐ کے وصی ہیں، جس طرح کہ ہارون جناب موسیٰؑ کے وصی و جانشین تھے پس علیؑ آپ کے لئے ایسے ہی ہیں جیسا کہ ہارون موسیٰؑ کے لئے تھے۔

اس لئے آپ اپنے بیٹے کا نام وہی رکھو جو کہ ہارون کے چھوٹے بیٹے کا نام ہے یہ سن کر آنحضورؐ نے فرمایا وَمَا اِسْمُهٗ قَالَ شُبَیْرٌ وہ کون ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا کہ شبیر آنحضرتؐ نے فرمایا! ہماری زبان عربی ہے قَالَ سَمِّهِ الْحُسَیْنَ فَسَمَّاهُ الْحُسَیْنَ جبرائیل نے عرض کی کہ ان کا نام حسینؑ رکھیے پس فرزند زہراؑ کا نام حسینؑ رکھا گیا۔

مومنین کرام! ایک دن وہ تھا کہ حسینؑ کے پیدا ہونے کی خوشی میں جنت الفردوس اور عرش معلیٰ اور پوری کائنات میں خوشیاں منائی گئیں لیکن ایک دن ایسا بھی آیا کہ جب قوم جفا کار نے ان کو تین دن کا پیاسا شہید کیا' وہ دن یزیدیوں کے

لئے عید سے کم نہ تھا وہ خوشیوں کے طبل بجاتے تھے' ایک دوسرے کو قتلِ حسینؑ پر مبارک باد دیتے تھے اور ایک دوسرے سے کہتے تھے کہ خوشیاں مناؤ آج ''باغی'' قتل ہو گیا ہے۔ ادھر زہراءؑ کا لال کربلا کی گرم ریت پر پڑا ہوا تھا' کٹے ہوئے حلق سے خون بہہ رہا تھا اور خاتونِ قیامت کی بیٹیاں ماتم کر رہی تھیں اور وہ لعین عمر سعد کے سامنے فخر کرتے تھے ایک تھا کہ میں وہ ہوں کہ جس نے حسینؑ پر تلوار سے حملہ کیا تھا ایک کہتا تھا' کہ میں نے سینہ اقدس پر ایسا تیر مارا کہ حسینؑ منہ کے بل زمین پر گر پڑے کوئی کہتا تھا کہ میں نے حسینؑ کی سب سے زیادہ بے ادبی کی ہے' میں نے ان کا عمامہ اتارا ہے اور کوئی کہتا تھا کہ میں نے لاشۂ حسینؑ پر گھوڑے دوڑائے ہیں۔ امام حسینؑ کا سر نیزے پر نصب تھا لیکن یہ سر اقدس سورج کی مانند چمکتا تھا اور ہونٹوں پر قرآن مجید کی تلاوت جاری تھی۔ راستہ میں جو بھی پوچھتا ہے کہ لِمَنْ هٰذَا الرَّاسَ یہ سر کس کا ہے کہ تم اس ذلت و خواری کے ساتھ لے کر جا رہے ہو؟ یزیدی جواب میں کہتے ہیں۔ هٰذَا رَاْسُ خَارِجِيٍّ خَرَجَ عَلٰى يَزِيْدَ۔

یہ سر ایک خارجی کا ہے کہ اس نے ہمارے امیر یزید بن معاویہ کے خلاف بغاوت کی تھی۔ ایک روایت میں ہے کوفہ کا دروازۂ قلعہ بند تھا خولی سر اقدس کو لے کر اپنے گھر چلا گیا۔ وَاَخْفٰى الرَّأْسَ الشَّرِيْفَ عَنْ زَوْجَتِهٖ فِي التَّنُوْرِ۔ اس شقی نے سر امام مظلومؑ کو اپنی بیوی سے چھپا کر تنور میں رکھ دیا جب اس کی بیوی نماز تہجد کی ادائیگی کے لئے رات کو اٹھی۔

فَرَأَتْ شُمُوْعًا كَثِيْرَةً وَنُوْرًا يَسْطَعُ مِنَ التَّنُوْرِ۔ وہ کہتی ہے کہ میں کیا دیکھتی ہوں کہ بہت سی شمعیں روشن ہیں اور تنور سے ایک نور جلوہ گر ہے میں حیران ہوئی کہ آج تو میں نے تنور میں آگ بھی روشن نہیں کی یہ کیسا نور ہے' وہ کیا جانتی

تھی کہ اس میں فرزند رسولؐ کا سر ہے' جسے رسول خدا چومتے تھے ناگاہ آسمان سے ایک عماری اتری۔ فِيهِ اَرْبَعَةُ نِسْوَةٍ فَوَاحِدَةٌ مِنهُنَّ اَقْبَلَتْ وَاَخْرَجَتِ الرَّاسَ الشَّرِيْف۔ اس عماری میں سے چار خواتین اتریں ان میں سے ایک بی بی بہت زیادہ پریشان اور غمگین تھیں جونہی اس بی بی نے اس سر کو تنور میں دیکھا تو دوڑ کر اس سر کو تنور سے باہر نکالا وَقَبَّلَتْهُ وَضَمَّهُ اِلٰى صَدْرِهَا وَبَكَتْ اور اس سر کے بوسے لئے اپنے سینے سے لگایا اور بے اختیار رونے لگیں اور بے قرار ہو کر کہتی تھیں يَابُنَيَّ قَتَلُوكَ وَمِنَ الْمَاءِ مَنَعُوكَ ہائے میرے فرزند تجھے بلا جرم و خطا قتل کیا گیا ہے کہ وہ پانی کہ خدا نے تیری ماں کے مہر میں دیا تھا' تجھے ایک قطرہ پانی کا نہ دیا گیا۔

ہائے میرے بیٹے! تجھے کسی نے بھی نہ پہچانا اور کسی نے میرے دکھوں پر نظر نہ کی اے میرے بیکس فرزند! میں تیری ماں فاطمہ زہراءؑ ہوں' اے میرے پارۂ جگر ایک تیرا وہ رتبہ تھا کہ تو رسولؐ خدا کے کاندھے پر سوار ہوتا تھا اور آج تیرا سر اس افسوسناک حالت میں تنور میں رکھا گیا ہے۔ فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيْدًا حَتّٰى غُشِيَتْ عَلَيْهَا۔

پھر اس قدر روئیں کہ روتے روتے بے ہوش ہو گئیں' جب افاقہ ہوا تو وہ خواتین بولیں اے فاطمہؑ نہ روئیں صبر کریں فَاِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَكِ وَبَيْنَ قَاتِلِ وَلَدِكِ بالتحقیق خدا تمہارے اور تمہارے فرزند کے قاتل کے درمیان انصاف کرے گا' زوجہ خولی کہتی ہیں پھر وہ سب بیبیاں میری نظر سے غائب ہو گئیں۔ پس میں تنور کے قریب آئی اور میں نے سر اقدس کو نکالا وَقَالَتْ عَلِمْتُ اَنَّهُ رَاسُ الْحُسَيْنِ ابْنِ عَلِيٍّ فَصِحْتُ وَوَقَعْتُ مَغْشِيَّةً۔ وہ کہتی ہے کہ جب مجھے پتہ چلا کہ یہ سر حضرت امام حسین علیہ السلام کا ہے' میں چیخیں مار کر روئی اور بے ہوش ہو کر گر پڑی

پس میں نے ہاتف کی آواز سنی کہ اٹھ اے عورت! خدا تجھے تیرے شوہر کے عذاب میں گرفتار نہ کرے گا۔ میں نے کہا یہ عورتیں کون تھیں؟ جواب دیا ان میں سے ایک مریم بنت عمران، دوسری آسیہ زن فرعون، تیسری خدیجۃ الکبریٰ ؑ۔ وَالَّتِیْ اَخْرَجَتِ الرَّاسَ وَتَنْدُبُ فَهِیَ اُمُّ الْحَسِیْنِ فَاطِمَةُ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ اور وہ بی بی جو سب سے زیادہ بیقرار و بیتاب تھیں وہ امام حسینؑ کی ماں فاطمہ زہراؑ تھیں۔ غرضیکہ اشقیاء حضرت امام حسینؑ کے سر اقدس کی مختلف طریقوں سے بے ادبی کی تَارَةً وَضَعُوْهُ فِی الصَّنْدُوْقِ وَتَارَةً عَلَقُوْهُ فِی الْاَشْجَارِ آہ آہ کبھی اس سر کو صندوق میں رکھا اور کبھی اس سر کو درخت میں لٹکایا۔ وَتَارَةً عَلَوْهُ عَلَى الرِّمَاحِ وَتَارَةً وَضَعُوْهُ تَحْتَ السَّرِیْرِ۔ کبھی تو ان لعینوں نے امام حسینؑ کے سر کو نیزے پر چڑھایا اور کبھی اس سر اقدس کو زیر تخت رکھا۔ وَتَارَةً نَصَبُوْهُ عَلَى الْبَابِ وَتَارَةً قَرَعُوْا ثَغْرَهُ بِالْقَضِیْبِ کبھی راکب دوش رسول کا سر دروازے پر لٹکایا اور کبھی اس کے لب و دندان پر چھڑی لگائی۔

اور جس شہر میں وارد ہوتے تھے پہلے وہاں کے باشندوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ وہ اپنے شہر کو آراستہ کریں اور ہمارے استقبال کے لئے آئیں، وَیَاتُوْنَ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ لِلنِّثَارَةِ بِقُرُوْمِنَا۔ اور وہ سونا چاندی ان پر نچھاور کرنے کے لئے لیے آتے تھے چنانچہ روایت میں ہے کہ لَمَّا وَرَدَا الرَّاسُ الْحُسَیْنِ فِی الشَّامِ وَبَنَاتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَى جِمَالٍ مَكَشِّفَاتِ الْوُجُوْهِ نَاشِرَاتِ الشُّعُوْرِ فَزَیَّنَ اَهْلُ الشَّامِ لِذٰلِکَ۔ جب جناب سید الشہداء کا سر اقدس شام میں وارد ہوا اور دختران فاطمہ زہراؑ نے خاک شفاء سے پردہ کیا ہوا تھا۔ اہل شام نے جب نبی زادیوں کو اس حالت میں دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور پورے شہر کو سجایا۔ خود بھی

عمدہ عمدہ لباس پہنے۔

راوی کہتا ہے پانچ عورتیں ایک گھر کی چھت پر سرخ رنگ کے کپڑے پہن کر بیٹھیں ہوئی تھیں اور بہت خوش تھیں وَكَانَتْ فِيهِنَّ عَجُوزَةٌ اَشَدُّ مِنْهُنَّ بِالضِّحْکِ وَالسُّرُوْرِ۔

ایک ملعونہ بڑھیا تھی کہ وہ سب سے زیادہ ہنستی تھی اور خوش ہوتی تھی۔ فَلَمَّا حَاذَ مِنْهَا رَأسُ الْحُسَيْنِ فَرَفَعَتِ الحَجَرَ۔ پس جونہی فرزند رسولؐ کا سر مبارک اس بڑھیا کے سامنے پہنچا تو وہ بہت خوش ہوئی اور اس بے حیا نے پتھر اٹھایا ۔ وَضَرَبَتْ عَلٰى رَأسِ الْحُسَيْنِ اور اس بے حیا نے وہ پتھر امام علیہ السلام کے سر پر مارا۔ فَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُ النِّسَاءِ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُوْرِ۔ پس اہل حرم میں رونے اور ماتم کرنے کی آوازیں بلند ہوئیں وَوَقَعَ السَّطْحُ بِقُدْرَةِ اللّٰهِ۔ اور وہ مکان قدرتِ خدا سے گر پڑا وہ پانچوں عورتیں واصل جہنم ہوئیں۔

روایت نمبر 54

حضرت امام حسینؑ کے غم میں آسمان وزمین اور فرشتوں کا رونا' بنی اسرائیل کے ایک شخص کے لئے جناب موسیٰ علیہ السلام کا دعائے مغفرت کرنا' اسیرانِ کربلا کا دربار شام میں پیش ہونا ابوبرزہ اسلمی کا اٹھ کر یزیدیت کے خلاف احتجاج کرنا۔

مولانا عابد عسکری

جناب ابن قولویہ نے جناب زرارہ سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا یَازُرَارَۃُ اِنَّ السَّمَاءَ قَدْ بَکَتْ عَلَی الْحُسَیْنِ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا بِالدَّمِ۔ اے زرارہ! بالتحقیق امام حسینؑ کے غم میں آسمان چالیس صبحوں تک خون کے آنسو روتا رہا وَاِنَّ الْاَرْضَ بَکَتْ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا بِالسَّوَادِ اور زمین چالیس صبحوں تک سیاہی کے ساتھ ماتم شبیرؑ میں مصروف رہی۔ وَاِنَّ الشَّمْسَ بَکَتْ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا بِالْکُسُوْفِ وَالْحَمْرَۃِ اور سورج مظلوم کربلا پر چالیس صبح تک سرخی اور کسوف کے ساتھ رویا وَاِنَّ الْجِبَالَ تَقَطَّعَتْ وَاِنَّ الْبِحَارَ تَفَجَّرَتْ اور پہاڑ غم حسینؑ میں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور دریا جوش وخروش میں آئے وَاِنَّ الْمَلَائِکَۃَ بَکَت اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا عَلَی الْحُسَیْنِ بالتحقیق فرشتے آسمانوں پر چالیس دنوں تک کربلا والوں کے غم میں روتے رہے۔

وَمَا اخْتَضَبَتْ اِمْرَأَۃٌ اکْتَحَلَت وَلَا دَّھَنَتْ حَتّٰی اَتَانَارَأسُ عُبَیْدِ اللّٰہِ ابْنِ زِیَادٍ اور بنی ہاشم کی کسی خاتون نے خضاب نہ کیا، سرمہ نہ لگایا اور سر میں تیل نہ ڈالا اور کنگھی نہیں کی جب تک ابن زیاد کا نجس سرکٹ کر ہمارے پاس نہ آیا اور ہم ہمیشہ روتے رہے ہیں غم حسینؑ میں، اور جد بزرگوار حضرت امام سجادؑ جب اپنے پدر مظلوم کو یاد کرتے تو آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی اور آپ بہت ہی زیادہ گریہ کرتے تھے۔ وَکُلُّ مَنْ رَاٰہُ بِھٰذَا الْحَالِ فَیَبْکِیْ لِبُکَائِہٖ۔ اور جو شخص ان کو اس حال میں دیکھتا تھا ان کا رونا دیکھ کر روتا تھا۔ اس کے بعد امام جعفر صادقؑ نے فرمایا خدا کے نزدیک اس چشم سے پسندیدہ تر کوئی نہیں ہے کہ جو حضرت امام حسینؑ پر روئی ہو۔ وَمَنْ بَکٰی عَلَی الْحُسَیْنِ فَاِنَّہٗ اَحْسَنَ بِالنَّبِیِّ وَفَاطِمَۃَ۔ اور جو شخص حضرت امام حسینؑ پر رویا اس نے جناب رسول خداؐ اور جناب فاطمۃ زہراؑ پر احسان کیا اور ہم

نے اہل بیتؑ کا حق ادا کیا۔

كُلُّ عَيْنٍ بَاكِيَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا عَيْنٌ بَكَتْ عَلَى الْحُسَيْنِ فَاِنَّهَا ضَاحِكَةٌ مُسْتَبْشِرَةٌ بِنَعِيْمِ الْجَنَّةِ۔ اے زرارہ روز قیامت تمام مخلوقات کی آنکھیں قیامت کے خوف سے رو رہی ہوں گی مگر وہ آنکھ جو امام حسینؑ پر روئی ہے وہ آنکھ خوش وخرم اور تر و تازہ ہوگی اور نعیم جنت کے ساتھ بشارت دی جائے گی۔

حدیث میں ہے کہ ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام مناجات کے لئے کوہِ طور پر جا رہے تھے کہ بنی اسرائیل کے ایک مرد سے ملاقات ہوئی اور وہ حضرت موسیٰؑ پر ایمان لے آیا تھا اور جناب موسیٰؑ کی عادت تھی کہ جب مناجات کو جاتے تھے خوف خدا سے ان کا رنگ زرد ہو جاتا تھا اور جسم لاغر وضعیف ہو جاتا اور بدن میں رعشہ پڑ جاتا تھا اور آنکھیں خوف کی وجہ سے اندر گھس جاتی تھیں۔ فَعَرَفَهُ الْاِسْرَائِيْلِيُّ اس علامت سے اس شخص نے جناب موسیٰؑ کو پہچان لیا فَقَالَ يَانَبِيَّ اللّٰهِ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا عَظِيْمًا فَاسْئَلْ رَبَّكَ اَنْ يَعْفُوَ عَنِّي۔ اس نے عرض کی یا نبی اللّٰہ۔ میں نے ایک بہت بڑا گناہ کیا ہے مناجات کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ میرے گناہ بخش دے۔

چنانچہ مناجات کے بعد جناب موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی خداوندا تو عالم و دانا ہے عرض کی کہ مخلوقات کے تمام پوشیدہ و ظاہری حالات تجھ پر روشن ہیں بیش ازیں کہ بنی اسرائیلؑ کے گناہگار شخص کی درخواست تیری بارگاہ میں پیش کروں تو خود ہی اس کے بارے میں بہتر جانتا ہے۔ ارشاد ہوا اے موسیٰ! جو کچھ تم ہم سے سوال کرے گا وہ ہم اسے عطا کریں گے۔ اس وقت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے لئے طلب مغفرت کی۔

قَالَ یَامُوْسٰی اَعْفُوْا عَمَّنْ اِسْتَغْفِرْنِیْ اِلَّا قَاتِلَ الْحُسَیْنِ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ ! جو بندہ گناہ کے بعد توبہ کرے گا میں اپنی رحمت سے اس کے گناہوں کو بخش دوں گا مگر قاتل حسینؑ کو نہیں کہ اگر تمام اہل آسمان و زمین اس کی شفاعت کریں اور اس کی بخشش کے لئے دعائیں کریں، تب بھی میں اس کے گناہوں کو نہ بخشوں گا قَالَ یَارَبِّ وَمَنِ الْحُسَیْنُ. حضرت موسیٰ نے عرض کی اے پروردگار ! حسینؑ کون ہے ؟ کہ جس کے قاتل کو تو نہ بخشے گا۔ قَالَ لَهُ الَّذِیْ مَرَّ ذِکْرُهٗ عَلَیْکَ۔ ارشاد ہوا وہی حسینؑ کہ جس کا ذکر پہلے ہوا تھا۔ قَالَ یَارَبِّ وَمَنْ یَقْتُلُهٗ قَالَ تَقْتُلُهٗ اُمَّةُ جَدِّهِ الْبَاغِیَةُ فِیْ اَرْضِ کَرْبَلَا۔ حضرت موسیٰ نے عرض کی اے پروردگار اسے کون شہید کرے گا۔ ارشاد ہوا کہ اس کے نانا کے باغی اور گمراہ امت اسے قتل کرے گی۔ اور ان کی شہادت کی جگہ زمین کربلا ہوگی۔ وَیَنْفُرُ فَرَسُهٗ وَیُحَمْحِمُ وَیَصْهَلُ وَیَقُوْلُ فِیْ صَهِیْلِهِ الظَّلِیْمَةُ مِنْ اُمَّةٍ قَتَلَتْ ابْنَ بِنْتِ نَبِیِّهَا۔ اور شہادت کے بعد ان کا گھوڑا اپنی پیشانی رنگین کر کے چیختا چلاتا اور شور وغل مچاتا ہوا اپنی زبان سے فریاد کرے گا۔ فَیَبْقٰی مُلْقًی عَلَی الرِّمَالِ مِنْ غَیْرِ غُسْلٍ وَلَا کَفَنٍ اے موسیٰ ! حسینؑ مظلوم کی لاش ریگستان کربلا پر بے غسل و کفن پڑے رہے گی۔ وَیُنْهَبُ رَحْلَهٗ وَتُسْبٰی نِسَاءُهٗ فِی الْبُلْدَانِ. تبرکاتِ علی و بتولؑ لوٹ لئے جائیں گے اور خیموں کو جلایا جائے گا اور اہل بیت رسولؐ کو اسیر کر کے شہر بہ شہر پھرائیں گے۔

وَیُقْتَلُ نَاصِرُوْهُ وَتُشْهَرُ رُؤُسُهُمْ مَعَ رَاْسِهٖ عَلٰی اَطْرَافِ الرِّمَاحِ۔ اور فرزندِ رسولؐ کے عزیز و اقارب اور ساتھی شہید ہو جائیں گے۔ ان کی شہادت کے بعد حسینؑ مظلوم سجدے میں سر رکھ کر جام شہادت فرمائیں گے۔ اس کے بعد ان

کے سروں کو جسموں سے علیحدہ کر کے نوک سنان پر آویزاں کیا جائے گا۔ اور قریہ بہ قریہ شہر بہ شہر پھرانے کے بعد ان سروں کو بطور ہدیہ یزید کے سامنے پیش کیا جائے گا۔

يَامُوْسٰى صَغِيْرُهُمْ يُمِيْتُهُ الْعَطَشُ وَكَبِيْرُهُمْ يَسْتَغِيْثُوْنَ وَلَا نَاصِرَلَهُمْ

اے موسیٰ! حسینؑ کی ایک مصیبت یہ ہے کہ ان کے معصوم بچے تو پانی سے ترس ترس کے مریں گے اور بڑے فریاد کریں گے مگر ان کی فریاد کو کوئی نہیں پہنچے گا فَبَکٰی مُوْسٰی وَقَالَ يَارَبِّ مَالِقَاتِلِيْهِ مِنَ الْعَذَابِ۔ حضرت امام حسینؑ کے مصائب سن کر حضرت موسیٰ رو پڑے اور عرض کی بارالٰہی! ان کے قاتلوں کے لئے عذاب کیا ہے ارشاد ہوا کہ وہ ایسا عذاب ہے کہ اہل جہنم بھی اس سے پناہ مانگیں گے اور وہ میری رحمت اور رسول اکرمؐ کی شفاعت سے محروم رہیں گے۔

اے موسیٰ! حسینؑ پر وہ ظلم ہوگا اگر اس کی اولاد میں سے روئے زمین پر کوئی حجت خدا نہ ہو تو ہم طبقہ زمین کو حکم کریں کہ غارت ہو جائے۔ قَالَ مُوْسٰى بَرِئْتُ اِلَيْکَ اَللّٰهُمَّ مِنْهُمْ۔ موسیٰ نے عرض کی خدایا! میں بھی ان ظالموں سے بیزار ہوں حکم ہوا کہ اے موسیٰ! جو بندہ کہ اس مظلوم کی اطاعت کرے گا اور اس کا دوست ہوگا ہمیشہ میری رحمت اس پر سایہ فگن رہے گی اور جو اس کے دشمنوں کا دشمن ہوگا میں اس سے راضی ہوں گا۔

وَاعْلَمْ اَنَّهٗ مَنْ بَکٰى عَلَيْهِ اَوْاَبْکٰى اَوْ تَبَاکٰى حَرَّمْتُ جَسَدَهٗ عَلَى النَّارِ اے موسیٰ! جان لو کہ جو شخص حسینؑ کی مظلومیت پر روئے گا یا کسی کو رلائے گا یا رونے کی شکل وصورت بنائے گا تو میں نے اس کے جسم پر آتش جہنم کو حرام کیا ہے۔ واقعتاً امام علیہ السلام کی مصیبت ایسی ہی ہے آسمان و زمین، ملائکہ اور انبیاء

کیوں نہ روئیں کہ فرزند رسول کا سر اقدس نیزے پر چڑھایا گیا تنور میں رکھا گیا درختوں اور دروازوں پر لٹکایا گیا' یزید لعین کے لئے ہدیہ کے طور پر لایا گیا اور ان کی عترت کو انتہائی ذلت وخواری کے ساتھ شام میں لایا گیا۔

جیسا کہ روایت میں ہے لَمَّا دَخَلُوْا بِالسَّبَایَا وَالرَّؤُسِ فِیْ دَمِشْقٍ جس وقت وہ اشقیاء' قیدیوں اور شہدائے کے سروں کو لے کر دمشق میں داخل ہوئے کَانَ عَلِیُّ ابْنُ الْحُسَیْنِ فِیْهِمْ عَلٰی جَمَلٍ بِغَیْرِ وَطَاءٍ اس وقت امام سجاد علیہ السلام ایک بے پلان اونٹ پر سوار تھے اور انتہائی رقت آمیز لہجہ میں یہ اشعار پڑھ رہے تھے اور نہایت بیقراری سے روتے تھے۔ وہ شعر یہ ہیں۔

اُقَادُ ذَلِیْلاً فِیْ دَمِشْقٍ کَاَنَّنِیْ

مِنَ الزَّنْجِ عَبْدٌ غَابَ عَنْهُ نَصِیْرَهٗ

آج مجھے اس ذلت وخواری کے ساتھ شہر دمشق میں لائے ہیں جیسے حبش و زنگبار کے غلام کو لایا جاتا ہے۔ غلام بھی وہ کہ جس کا آقا مر جائے اور اس کا کوئی مددگار نہ ہو۔

وَجَدِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِیْ کُلِّ مَشْهَدٍ

وَشَیْخِیْ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیٌّ اَمِیْرٌ

اور تمام عالم جانتا ہے کہ جناب رسول خداؐ اور جناب علی المرتضیٰ ؑ میرے جد بزرگوار ہیں۔

فَیَالَیْتَ لَمْ اَبْلَغْ دِمَشْقًا وَلَمْ اَکُنْ

یَرَانِیْ یَزِیْدُ فِیْ یَدِیْهِ اَسِیْرُهٗ

کاش کہ مجھے موت آتی لیکن داخل دمشق نہ ہوتا کہ یزید مجھے اس حسب ،

نسب کے باوجود اپنے آگے قیدی دیکھے کہ اس ذلت سے قید ہوں کہ طوق و زنجیر میں گرفتار ہوں۔

ثُمَّ اَتَوْا اِلٰی بَابِ السَّاعَاتِ فَوَقَفُوْا هُنَاکَ ثَلَاثَ سَاعَاتٍ' پھر وہ اشقیاء دروازۂ ساعات پر آئے اور قافلہ اہل حرمؑ کو تین گھنٹوں تک کھڑا کیا رکھا۔ ویطلُبُوْنَ الْاِذْنَ مِنْ یَزِیْدَ اور یزید کے داخلے کی' اجازت طلب کی غرض یزید ابن زیاد کا خط پڑھا کر اہل دربار سے بولا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ کہ حسینؑ نے بیعت نہ کی اور جان دے دی' بعض اشقیاء نے خوشامد کرتے ہوئے کہا اے امیر المومنینؑ! نے جو کچھ کہا اپنے ہاتھ سے کیا پس یزید نے حکم دیا کہ شہداء کے سروں کو لایا جائے اور قیدیوں کو حاضر کیا جائے۔ جب لوگ لینے کے لئے آئے اور بولے اے قیدیوں چلو کہ تمہیں حاکم وقت نے اپنے دربار میں طلب کیا ہے اس وقت دختران زہراءؑ شرم و حیا کی وجہ سے قدم نہ اٹھا سکتی تھیں۔ اَقْبَلُوْنَا بِحِبَالٍ فَارْبَقُوْنَا فِیْهَا مِثْلُ الْاَغْنَامِ کہ وہ شقی رسیاں لے کر آئے اور ہمیں بھیڑ بکریوں کی طرح باندھ کر لے چلے وَکُلَّمَا عَجَزْنَا مِنَ الْمَشْیِ دَقُّوْا رُؤُسَنَا بَعِیْدَانِ الرِّمَاحِ اور ہم میں سے جو چل نہ سکتا تھا تو وہ لعین ان کے سروں پر تازیانے مارتے تھے۔

وَقَالَتْ سُکَیْنَةُ یَا عَمَّتِیْ رُوْحِیْ فِدَاکِ اَیْنَ الْعَبَّاسُ عَمِّیْ وَاَخِیْ عَلِیٌّ۔ اور یتیم حسینؑ سکینہؑ رو رو کر کہتی تھیں اے پھوپھی جان میں! آپ پر قربان ہو جاؤں میرے چچا عباسؑ کہاں ہیں اور میرا بھیا علی اکبرؑ کہاں ہے وہ ہمیں اس مصیبت سے چھڑائیں۔

وَنَحْنُ نَتَبَاکٰی اَجْمَعُوْنَ۔ اور ہم سب ناچار و مجبور روتے تھے راوی کہتا ہے کہ حضرت امام حسینؑ کا سر اقدس لے کر شمر لعین یزید کے پاس آیا اور فخریہ طور پر

کہنے لگا کہ اے امیر! سونے چاندی سے میرے گھوڑے اور اونٹ کو بھر دے کہ میں نے اس شخص کو قتل کیا ہے جو بہترین خلق خدا تھا۔ شمر کی اس بات کو سن کر یزید اس پر غصہ ہوا اور بولا جب تو انہیں اچھا سمجھتا ہے تو پھر قتل کیوں کیا ہے؟ اُخْرُجْ مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ لَا جَائِزَۃَ لَکَ عِنْدِیْ۔ میرے سامنے سے نکل جا کہ تیرے لئے میرے پاس کوئی انعام نہیں ہے۔ مُوْضَعَۃٌ فِیْ طَسْتٍ مِنَ الذَّھَبِ۔ یزید نے امام مظلومؑ کا سر اقدس ایک طشت طلا میں رکھ دیا اور اس کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی وہ اسے امامؑ کے دھندان مبارک پر لگا کر کہتا تھا۔ رَحِمَکَ اللّٰہُ یَاحُسَیْنُ لَقَدْ کُنْتَ حَسَنَ الْمَضْحِکِ اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت کرے کہ آپ کے دانت کس قدر خوبصورت ہیں۔ (اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ امام عالی مقام کے دندان مبارک بہت ہی خوبصورت تھے اور آپ کی شکل مبارک بھی بہت ہی زیبا تھی لیکن یہ اس نے یہ جملہ طنزیہ طور پر کہا تھا ابو برزہ اسلمی وہاں پر موجود تھے بولے یَایَزِیْدُ تَضْرِبُ بِخَشْبِکَ ثَغْرَ الْحُسَیْنِ۔ اے یزید! تو امام حسینؑ کے دانتوں پر چھڑی لگاتا ہے میں نے اپنی آنکھوں سے رسول اللہؐ کو دیکھا کہ وہ اس چہرے پر بہت زیادہ پیار کرتے تھے ان دانتوں کو بار بار چومتے تھے پھر یزید ان قاتلوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کَیْفَ صَنَعْتُمْ بِھِمْ تم نے حسینؑ ان کے ساتھ کیا کیا ؟ وہ تم لوگوں سے کیسے لڑے اور تم نے انہیں کیونکر قتل کیا انہوں نے کہا۔ جَاءَ نَا مَعَ ثَمَانِیَ عَشْرَۃَ نَفْسًا مِنْ اَھْلِبَیْتِہٖ امام حسینؑ ہمارے پاس آئے اٹھارہ نوجوان اہل بیتؑ میں سے ان کے ہمراہ تھے وَمَعَ سَبْعِیْنَ رَجُلًا مِنْ شِیْعَتِہٖ وَاَنْصَارِہٖ اور ستر انصار تھے ہم نے ان سے بیعت طلب کی' انہوں نے انکار کیا' کچھ دنوں تک مذاکرات ہوتے رہے لیکن امام علیہ السلام اپنے موقف پر قائم رہے' جب وہ نہ مانے تو ہم نے ان پر پانی

بند کر دیا اور دسویں محرم تک ہم نے ان کو چاروں طرف گھیرے میں لے لیا صبح سے عصر تک موت کا بازار گرم رہا ادھر سے ایک شخص نکلتا تھا ادھر سے سینکڑوں افراد ٹوٹ پڑتے تھے پس جمع کثیر کو وہ تن تنہا قتل کر کے جاتا تھا یہاں تک کہ ہم نے ستر افراد کو قتل کیا اس کے بعد ان اٹھارہ نوجوانوں کی نوبت آئی یہ اولاد ابو طالبؑ فرزندان علیؑ و فاطمہؑ تھے۔

اے امیر! ان کی شجاعت و بہادری ہم سے بیان نہیں کی جا سکتی ایک ایک نوجوان نے سو سو، دو دو سو ہمارے لشکر کے فوجی قتل کئے یہاں تک کہ تجربہ کار فوجی جرنیل بھی مارے گئے بالآخر گھمسان کی جنگ ہوئی ہم نے حسینؑ کے سترہ عزیز ایک ایک کر کے قتل کر دیئے، اب باری تھی اٹھارویں نوجوان کی۔ وہ نوجوان امام حسینؑ کا بیٹا تھا۔ اے امیر! اس نوجوان کی شجاعت بیان سے باہر ہے اگرچہ وہ نوجوان تین دنوں کا پیاسا تھا اور عزیزوں کی موت کا صدمہ اور زخموں کی کثرت تھی۔ اس کے باوجود وہ بڑی بے جگری سے ہم سے لڑتا رہا مگر جس وقت ہم نے علی اکبرؑ کو مار لیا اور وہ گھوڑے سے زمین پر گرا اور اپنے باپ کو پکارا یَااَبَاهُ اَدْرِکْنِیْ اے بابا! میری خبر لیجئے اس وقت ہم نے دیکھا کہ حسینؑ جلدی سے مقتل کی طرف دوڑے، علی اکبرؑ کو پکارتے ہوئے حسینؑ اپنے بیٹے کی لاش پر گر پڑے حَتّٰی غُشِیَ عَلَیْهِ یہاں تک حسینؑ رو روتے بے ہوش ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد افاقہ ہوا لیکن آنکھوں سے اشکوں کا ایک سیلاب جاری تھا ایسی صدائے دردناک سے روتے تھے کہ ہم سب کو رلاتے تھے اور شدت پیاس سے اپنی خشک زبان خشک ہونٹوں پر پھیرتے تھے اور ہم سے کہتے تھے یَاقَوْمِ اَنَا بِسبْطِ الْمُصْطَفٰی وَعَطْشَانٌ۔ اے قوم! میں ساقیٔ کوثر کا بیٹا ہوں اور پیاسا ہوں یَاقَوْمِ اَنَا بِضْعَةُ الزُّهْرَاءِ وَعَطْشَانٌ۔ اے قوم! میں پارهٔ

جگر بتول ہوں اور پیاسا ہوں غرض ہر چند وہ پانی مانگتے تھے ہم انہیں ایک قطرہ نہ دیتے تھے اور ہزاروں مسلح فوجیانہیں گھیرے ہوئے تھے چار ہزار تیر اندازوں کے تیر مسلسل اس اکیلے شخص پر چلتے تھے اور ہر طرف تیروں' تلواروں' پتھروں کی ان پر بارش کی گئی اس کے باوجود انہوں نے ہمارا دو ہزار سپاہی قتل کیے چونکہ وہ سخت زخمی ہو گئے تھے اس لئے مجبور ہو کر گھوڑے سے زمین پر گر پڑے' اس وقت بھی کسی میں یہ جرأت نہ تھی حسینؑ کے نزدیک جا کر ان کا سر قلم کرے آخر سنان ابن انس' خولی اصبحی اور شمر ذی الجوشن نے متفق ہو کر اس کام پر کمر باندھی جس وقت انہوں نے دیکھا کہ حسین نماز عصر کے لئے سجدے میں گئے ابھی انہوں نے نماز مکمل نہ کی تھی پہلی رکعت کا سجدہَ اول تھا فَالشِّمْرُ نَزَلَ عَنْ فَرَسِهٖ وَدَنٰی عَنِ الْحُسَیْنِ۔ اے یزید! شمر گھوڑے سے اترا اور حسینؑ کے قریب آیا فَذَبَحَهٗ کَمَا یُذْبَحُ الْکَبْشُ پس اس نے حسینؑ کو اس طرح ذبح کیا جس طرح گوسفند کو ذبح کیا جاتا ہے۔ یزید نے یہ ماجرا سن کر اپنی گردن جھکالی اور دیر تک سر نہ اٹھایا۔ اَللّٰھُمَّ الْعَنْ اَوَّلَ ظَالِمٍ حَقَّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ قَتَلِهٖ اَللّٰھُمَّ الْعَنْھُمْ جَمِیْعًا۔

بار الٰہی! سب سے پہلے تو اس پر لعنت بھیج جس نے سب سے پہلے محمد و آل محمد کا حق غصب کیا' پھر اس پر لعنت کر جس نے پہلے ظالم کی پیروی کی پھر اس گمراہ پر لعنت کر کہ جس نے امام حسین علیہ السلام کے ساتھ جنگ کی اور تمام ان پر لعنت لوگوں کہ جنہوں نے محمدؐ و آل محمدؐ کے ساتھ کسی بھی طرح سے دشمنی کی' ان کے خلاف کوئی جملہ کہا یا لکھا غرض کہ اہل بیت اطہارؑ کے تمام دشمنوں پر لعنت ہو وہ بھی بے شمار۔

❁ ❁ ❁

روایت نمبر 55

جناب داوٗدؑ سے خطاب خداوندی کہ غریب مومنین سے اچھا سلوک کیا جائے' حضرت سلیمان علیہ السلام کی تواضع وانکساری' حضرت جرجیسؑ کا ظالم وجابر حکمران کے مظالم کے سامنے بے پناہ استقامت اختیار کرنا' اہل حرم کا سفرِ شام' اہل بیتؑ کی مظلومیت اور معجزہ دیکھ کر نصرانیوں کا اسلام لانا۔

مولانا عابد عسکری

فِی الْحَدِیْثِ قَالَ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی لِدَاوٗدُ اِنْ اَتَیْتُ عَلٰی بَابِ دَارِکَ مَاتَفْعَلُ بِیْ حدیث میں ہے کہ خداوند عالم نے حضرت داؤدؑ سے فرمایا کہ اگر میں تیرے دروازے پر آؤں تو تو مجھ سے کیا سلوک کرے گا۔ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ مَالَا طَاقَۃَ لِیْ فِیْ الْجَوَابِ حضرت داؤدؑ نے عرض کی خدایا! مجھے اس کے جواب کی طاقت نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے داؤدؑ فقراء و مومنین بمنزلہ میرے ہیں اگر تو میرے ساتھ نیکی کرنا چاہتا ہے تو غریبوں' فقیروں سے نیکی کر۔ بدنصیب ہیں وہ لوگ جو غریبوں' مسکینوں کی پروا نہیں کرتے حالانکہ جناب رسول خداؐ غریب مومنوں کو دوست رکھتے تھے۔ حضرت سلیمانؑ بھی غریب پرور نبی تھے۔ ایک روز حضرت سلیمانؑ کی سواری جا رہی تھی' ناگاہ آپ نے چند غریب مومنین کو بیٹھے ہوئے دیکھا حضرت سلیمانؑ تخت سے اتر کر ان میں بیٹھ گئے اور فرمانے لگے مِسْکِیْنٌ جَلَسَ مِسْکِیْنًا غَرِیْبٌ جَالَسَ غَرِیْبًا میں ایک فقیر ہوں کہ مسکینوں میں بیٹھا ہوں اور غریب ہوں کہ غریبوں ہم نشینی کرتا ہوں۔ اَیُّھَا الْعَافِلُ دَعِ الْکِبَرَوَا الْغُرُوْرَ۔ اے غافل! تکبر و غرور کو ترک کر وَاَجْتَنِبْ مِنَ الْعِصْیَانِ وَالشُّرُوْرِ۔ اور خدا کی نافرمانی سے اجتناب کر اس واسطے کہ تیرے اعضاء روز قیامت گواہی دیں گے۔ وَاعْلَمْ اَنَّ خَیْرَ الزَّادِ فِیْ ھٰذَا الطَّرِیْقِ الْوَرَعُ وَالتَّقْوٰی معلوم کر کہ اس راہ میں بہترین زادتقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔ اَلَا لَمْ یَنْجُوْا مِنَ الْمَوْتِ طِفْلٌ وَلَا شَابٌّ وَلَا شَیْخٌ۔

آگاہ ہو اے غافل! کہ موت سے کسی کو نجات نہیں ہے خواہ وہ بچہ ہے یا جوان ہے یا بوڑھا ہے یعنی موت کسی کو نہ چھوڑے گی' پس کسی وقت بھی اپنے رب سے غافل نہ رہو کہ یہاں کی تمام تکلیفیں اور تمام چیزیں فانی ہیں اور اس دنیا کو خدا

نے جائے امتحان بنایا ہے اور خدا کے نیک بندے ہمیشہ اس دنیا میں تکالیف اور پریشانیوں میں مبتلا رہے ہیں۔ کسی کو کافروں نے سنگسار کیا' کسی کو کالی کوٹھڑی میں ڈالا گیا' کسی کو آری سے چیر ڈالا' کسی کے سر اقدس کو تن سے جدا کیا۔ مگر ان خاصانِ خدا اور مجاہدانِ اسلام نے صبر و استقامت کا جو عملی مظاہرہ کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔

روایت ہے کہ سر زمین روم و شہر فلسطین میں خدا نے لوگوں کی ہدایت کے لئے حضرت جرجیسؑ پیغمبر کو مبعوث کیا اور شام کا بادشاہ نہایت ظالم' بت پرست تھا۔ خداوند عالم نے اس کی ہدایت کے لئے حضرت جرجیسؑ کو بھیجا جب اس کو وعظ و نصیحت کیا گیا تو وہ سخت غصہ میں آ گیا' اس نے اس جلیل القدر پیغمبر کو اذیتیں پہنچائیں اس کو بیان کرنا مشکل ہے۔ ان کے جسم کو لوہے کی گرم سلاخوں سے زخمی کیا دن بھر ان سلاخوں کو گرم کر کے داغتا تھا اور بند بند میں پیوست کرواتا تھا اور ان کے زخموں میں زہر' ہلاہل اور سم قاتل رکھواتا تھا اور زندان بان ملعون تمام رات حضرت جرجیسؑ کے زخموں پر نمک و سرکہ چھڑکتا تھا اور جب وہ سوتا تھا تو ایک لوہے کا ستون کہ جو اٹھارہ آدمیوں سے نہ ہلتا تھا وہ ان کے شکم مبارک پر رکھوا جاتا تھا۔ ان سب صعوبتوں کے باوجود اس بزرگوار کے منہ سے شکر کے سوا کچھ نہ نکلا۔ یہ سب کچھ اس جناب کے قتل کے لئے کیا گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ رکھا۔ فَنَزَلَ جِبْرَائِیْلُ وَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ یَقْرِءُکَ السَّلاَمُ وَیَقُوْلُ جبرائیلؑ امین نازل ہوئے اور بولے پروردگار عالم نے آپ کو تحفہ سلام کے بعد پیغام دیا ہے ہمیں قسم ہے اپنے واحدانیت کی کہ ہم تجھ سے بہت زیادہ خوش اور راضی ہیں یَاجِرْجَیْسُ اِنَّ اللَّعِیْنِ یَقْتُلُکَ اَرْبَعَ مَرَاتٍ وَاَنَا اُحِیْکَ اے جرجیسؑ! یہ ظالم بادشاہ آپ کو چار مرتبہ

قتل کرے گا اور ہم تمہیں نئی زندگی سے سرفراز کریں گے لیکن وہ ظالم اور شقی شخص پھر بھی راہ راست اختیار نہ کرے گا۔ حضرت جرجیسؑ نے عرض کی کہ خدایا! میں تیری رضا پر راضی ہوں فَاَمَرَ اللَّعِیْنُ فَقَطَعُوْهُ اِرْبًا اِرْبًا وَطَرَحُوْهُ فِیْ الْبِیْرِ پس اس شقی نے حکم دیا کہ جرجیسؑ نبی کا بندہ بند بند جدا کر دیں چنانچہ اس بادشاہ کے جلادوں نے ان کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کنویں میں ڈال دیا۔ فَنَزَلَ مِیْکَائِیْلُ وَاَحْیَاهُ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ جناب میکائیل نازل ہوئے اور ان ٹکڑوں کو جمع کیا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کو زندہ کیا۔ جناب جرجیسؑ پھر اس بادشاہ کے پاس گئے اور اس کو توحید پرستی کی طرف دعوت دی وہ لعین طیش میں آیا اور تابنے کا تختہ کو آگ میں سرخ اور گرم کر کے جناب جرجیس اس پر لٹا دیا اور اس کے ساتھ ساتھ گرم گرم پانی ان کے جسم مبارک پر ڈلواتا رہا اور اس کے بعد لوہے کی میخیں گرم کر کے ان کی آنکھوں میں گاڑ دیں اور پھر ان کے جسم کو جلا کر اس کی راکھ جنگل میں پھینکوا دی۔ جناب میکائیلؑ نے نازل ہو کر اس خاک کو جمع کیا پھر اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت زندہ کیا۔

جناب جرجیسؑ دو بار زندہ ہوئے پھر بادشاہ کے پاس پہنچ گئے اس کو تبلیغ دین کی، وہ بدبخت بولا تو اپنے خالق کی قدرت نمائی کرتا ہے اگر تو ہزار مرتبہ زندہ ہو تو بھی میں تیری ایک بات نہیں مانوں گا۔ پھر اس ظالم نے جناب جرجیسؑ کے دو ٹکڑے کر کے دیگ میں ڈال کر اس کے نیچے آگ جلوا دی۔ اس وقت عرش اعظم ہل گیا اور چرخ بریں کانپنے لگا اور ساکنانِ آسمان رو کر بارگاہ الٰہی میں عرض کرنے لگے بارالٰہی ایسا سانحہ روئے زمین پر کبھی نہیں ہوا۔ جناب اسرافیلؑ نے ایک نعرہ مارا

کہ زمین ہلنے لگی اور وہ دیگ چولہے سے گر پڑی پھر حضرت جرجیسؑ خدا کی قدرت سے زندہ ہوئے۔ حضرت جبرائیلؑ جناب جرجیسؑ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ اے جرجیسؑ اللہ تعالیٰ ان ظالموں پر غضب نازل فرمائے گا۔ اور آپ اس دنیائے ناپائیدار کو ترک کر دیں۔ غرض جناب جرجیسؑ کو قاتل قتل کرنے کے لئے آیا فَلَمَّا اَرَدَ اللَّعِیْنُ اَنْ یَجُزَّ رَاسَهُ الشَّرِیْفَ بَکٰی بُکَاءً شَدِیْدًا۔ جب قاتل نے چاہا کہ ان کے سر اقدس کو جدا کریں تو جناب جرجیسؑ بیساختہ داڑھیں مار کر رونے لگے قَالَ جِبْرَائِیْلُؑ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ نَتَعَجَّبُ مِنْ بُکَائِکَ وَقَدْصَبَرْتَ عَلٰی مَصَائِبِ الْعُظْمٰی۔ جبرائیلؑ ! نے کہا اے جرجیسؑ ہمیں آپ کے رونے پر تعجب ہوا ہے آپؑ نے بڑے بڑے مصائب پر صبر کیا تھا اس وقت رونے کی کیا وجہ ہے؟ حضرت جرجیسؑ بولے اے جبرائیلؑ میں نے سب مصیبتوں میں انبیاء کرامؑ کے حالات کو سامنے رکھا۔ میں نے جناب یونسؑ کی قید کا تصور کیا۔ اور حضرت ایوبؑ کی تکالیف پر غور کیا اور جناب ابراہیم نے آتش نمرود میں جلنے کے بارے میں سوچا' آری سے جناب زکریاؑ کو دوٹکڑے ہوئے دیکھا اور یعقوبؑ کی بینائی چلے جانے کے بارے میں غور وفکر کیا' شعیبؑ کی پریشانیوں پر نظر کی. وَالْاٰنَ ذَکَرْتُ مَصَائِبَ الْحُسَیْنِ ابْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَبَکَیْتُ اور اے جبرائیلؑ ! اس وقت مجھے حسینؑ فرزند رسولؐ کے مصائب یاد آئے تو مجھ سے گریہ ضبط نہ ہو سکا اس لئے جو مصائب حسینؑ نے دیکھے ہیں وہ اور کسی نے نہیں دیکھے۔ اے جبرئیلؑ !آج تک ان بزرگان دین میں سے جس نے بھی مصیبت جھیلی ہے وہ اکیلے جھیلی ہے کسی نے جوان بیٹا قتل ہوتے نہیں

دیکھا کسی کی گود میں طفل شیر خوار کے گلے پر تیر نہیں لگا' کسی نے اپنے بھائی بھتیجوں کا خون زمین پر بہتا نہیں دیکھا اور انہیں بے جان نہیں دیکھا اے جبرئیلؑ! کسی کے معصوم بچے ماہی بے آب کی طرح تڑپ تڑپ کر شہید نہیں ہوئے' کسی کے اہل و عیال پر کھانا پینا بند نہیں ہوا' کسی کے جسم پر چار ہزار تیرہ اور ایک سو اسی زخم نیزہ شمشیر نہیں لگے' کسی کی لاش بے گور دکفن جھلساتی ہوئی دھوپ میں گرم زمین پر پڑی نہیں رہی' کسی کے پردہ دار قید ہو کر دربدر نہیں پھرائے گئے۔

افسوس! اسی شہر شام کے حاکم کے ہاتھوں سے یہ تمام مصیبتیں خاندانِ رسالت پر گذریں گی حالانکہ حضرت محمد مصطفیٰ بادشاہ ملک تسلیم و رضا ہیں وہ بھی اس مصیبت کے متحمل نہ ہو سکیں گے' روتے اور سر پیٹتے ہوئے خلد بریں چھوکر کربلا میں آئیں گے یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ مَعَھُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِیْماً۔ کاش کہ میں حاضر ہوتا اور اپنی جان اس امام مظلوم پر نثار کر کے سعادت حاصل کرتا آہ میں دیکھ رہا ہوں کہ حسینؑ اور دیگر شہداء کربلا کے سرہائے اقدس نیزوں پر نصب ہیں اور آل رسولؐ بار بار استغاثہ کرتے ہیں لیکن ان کی فریاد کو کوئی نہیں سنتا۔

میں خداوند کریم سے امید کرتا ہوں کہ مجھے حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کے ہمراہ محشور فرمائے اور جب روزِ قیامت امام حسینؑ کی مظلومہ ماں پایہ عرش الٰہی پکڑ کر اپنے بیٹے کے لئے انصاف کا تقاضا کریں تو میری ماں بھی کنیز زہراءؑ بن کر میرے خون کے لئے انصاف طلب کرے۔ جناب جرجیسؑ کی درد انگیز باتوں کو سن کر جبرئیلؑ امین بہت روئے' فی الحقیقت ہر نبی پر جو ظلم کیا گیا وہ اس کی ذات پر ہوا لیکن حضرت امام حسینؑ کا معاملہ اس کے برعکس ہے امام حسینؑ کا جسم مبارک شہادت

کے بعد گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال کیا گیا آپ کا سر مبارک نیزوں پر نصب کیا گیا یہی حال دیگر شہداء کا تھا' اس کے بعد ان کی اہل بیتؑ کو بے پالان اونٹوں پر بٹھا کر شہر بہ شہر دیار بہ دیار پھرایا گیا۔

سہل ابن سعد سہر وردی کہتا ہے کہ میں شام میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ تمام کے تمام بازار تماشائیوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ وَهُمْ فِيْ اُحْسَنِ صُوْرَةٍ يَضْحَكُوْنَ وَيَفْرَحُوْنَ اور وہ لوگ زینت و آرائش کر کے عمدہ لباس پہن کر خوشیاں منا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا آیا تم لوگوں میں آج کوئی عید ہے' انہوں نے کہا کہ نہیں۔ میں نے کہا پھر آپ لوگ اس قدر کیوں خوش ہیں وہ بولے تو مسافر ہے کہ تجھے اس کی خبر نہیں؟ میں نے کہا میں مسافر ہوں اور مجھے اس کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔ قَالُوْا خَرَجَ عَلَى الْاَمِيْرِ خَارِجِیٌّ مِنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ فَقَتَلَهٗ وہ لعین بولے اے شخص! امیر شام پر ایک خارجی نے زمین عراق میں خروج کیا تھا اور امیر کی فوج نے اسے قتل کر دیا۔ اس کا سر آرہا ہے اس خوشی میں ہم جشن منا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا وہ خارجی کون تھا قَالُوْا حُسَيْنُ ابْنُ عَلِيٍّ۔ وہ بولے اس کا' نام حسین ابن علیؑ ہے قُلْتُ الْحُسَيْنُ ابْنُ فَاطِمَةَ بِنْتِ نَبِيِّكُمْ قَالُوْا نَعَمْ۔ میں نے کہا وہ حسینؑ جو فاطمۃ الزہراءؑ کا بیٹا ہے۔ وہ بولے ہاں وہی حسینؑ ہے اس کا سر نیزہ پر آرہا ہے۔ میں نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون تم فرزند رسولؐ کے قتل کی خوشیاں منا رہے ہو۔ وَمَا كُنَا كُمْ قَتْلَهٗ حَتّٰى سَمَّيْتُوْهُ خَارِجِيًّا۔ خدا تم پر لعنت کرے کہ تمہیں فرزند رسولؐ کا قتل بھی کافی نہیں ہے اب تم نے اس کا نام خارجی رکھا ہے وہ بولے اے شخص! چپ رہ یہاں جو حسینؑ کا نام لیتا ہے اس کا سر تن سے جدا کیا جاتا ہے۔ پس میں ایک جگہ پر محزون و ملول کھڑا رہا۔ وَكُلَّمَا تَقَدَّمُوْا بِالرَّاسِ كُنْتُ

اَشَدُّ حُزْنًا لَفَرِحِهِمْ۔ اور جو سر اقدس آتا تھا اور وہ ظالم اس کو دیکھ کر خوشیاں مناتے اور میں بہت زیادہ پریشان اور غمگین ہو جاتا تھا وَاِذَا بِرَاسِ الْحُسَيْنِ وَالنُّوْرُ يَسْطَعُ مِنْ فِيْهِ كَنُوْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ ناگاہ جناب امام حسینؑ کا سر اقدس آیا اور ان کی پیشانی سے نور رسولؐ خدا کی مانند نور ساطع تھا پس میں نے اپنے منہ پر طمانچے مارے اور آواز گریہ و زاری بلند کی اور میں کہتا تھا وَاحُزْنَاهُ لِلْاَبْدَانِ السَّلِيْبَةِ النَّازِحَةِ عَنِ الْاَوْطَانِ الْمَدْفُوْنَةِ بِلَا اَكْفَانٍ ہائے افسوس! ان جسموں پر جو وطن سے دور افتادہ اور بے دفن و کفن پڑے ہیں وَاحُزْنَاهُ عَلَى الخَدِّ التَّرِيْبِ وَالشَّيْبِ الْخَضِيْبِ ہائے افسوس ان رخساروں پر جو خاک سے بھرے ہوئے ہیں اور ریش مبارک جو خون سے خضاب ہوئی ہے اے رسولِ خداؐ کاش آپ اپنے پیارے حسینؑ کا سر دیکھتے جو دمشق میں پھرایا جا رہا ہے۔

وَبَنَاتُكَ مُشَهَّرَاتٌ عَلَى النِّيَاقِ مُشَقَّقَاتُ الْجُيُوْبِ وَالْاَرْيَاقِ۔ آپ کہاں ہیں اے رسولِ خداؐ کہ آپ کی نواسیاں بے پالان اونٹوں پر سوار ہیں؟ اور ان کے سر پر چادر نہیں ہے۔ اور وہ انتہائی پریشان کن حالت میں بازاروں درباروں میں پھرائی جا رہی ہیں۔

يَنْظُرُ اِلَيْهِنَّ اَشْرَارُ الْفُسَّاقِ اور بدترین لوگ ان کی طرف دیکھ کر خوشیاں مناتے ہیں۔ کہاں ہیں جناب علی ابن ابی طالبؑ کہ اپنی بیٹیوں کی یہ حالت دیکھیں۔ یہ کہہ کر میں کافی دیر تک روتا رہا' ماتم کرتا رہا' اپنا چہرہ اور سینہ پیٹتا رہا وہاں پر موجود شخص میری آواز سنتا رہا وہ بھی روتا رہا ناگاہ چند شتر بے کجاوہ و عماری نمودار ہوئی اور اس پر چند بیبیاں سوار تھیں۔ میں نے احتراماً آنکھیں بند کر لیں۔ ایک بی بی وَامُحَمَّدَاهُ وَاعَلِيَّاهُ وَاحَسَنَاهُ وَاحُسَيْنَاهُ کی آواز بلند کرتی تھی اور کہتی تھی

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ بَنَاتُکَ اُسَارٰی کَاَنَّھُنَّ بَعْضَ اُسَارَیْ الْیَھُوْدِ وَالنَّصَارٰی.

اے نانا جان! آج آپؐ کی نواسیاں اس طرح سے قید ہو کر جاری ہیں جس طرح سے زنان یہود و نصاریٰ کو قید کر کے لاتے ہیں اور وہ بی بی کبھی چھوٹے بچوں کو یاد کر کے روتی تھی اور کبھی اپنے بڑوں کی یاد میں گریہ کرتی تھی۔ وَتَارَۃً تَنُوْحُ عَلَی الْمَذْبُوْحِ الْقَفَاوَ مُھْتُوْکِ الْخِبَا۔ اور کبھی وہ بی بی یہ بین کر کے روتی تھی ہائے میرے بھائی! آپ کا سر پس گردن کاٹا گیا اور آپ کے خیمے لوٹ لئے گئے اور آپ کی لاش مبارک خاک و خون پر غلطاں گرم زمین پر پڑی رہی۔

راوی کہتا ہے کہ میں اس اونٹ کے قریب گیا اور میں نے بی بیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ بَیْتِ النُّبُوَّۃِ وَمَعْدِنَ الرِّسَالَۃِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ یعنی سلام ہو آپ پر اے اہل بیت رسولؐ پس میں نے پہچانا کہ وہ بی بی جناب ام کلثومؑ دختر شیر خدا ہیں۔

فَقَالَتْ مَنْ اَنْتَ اَیُّھَا الرَّجُلُ لَمْ یُسَلِّمْ عَلَیْنَا اَحَدٌ غَیْرُکَ مُنْذُ قُتِلَ سَیِّدِیْ الْحُسَیْنَ . جناب ام کلثومؑ بولیں تو کون ہے اے شخص کہ ہم پر سلام کر رہا ہے؟ اے بزرگ آپ کے سوا کسی نے ہم پر سلام نہیں کیا'

مومنین کرام!

سلام کیا؟ لوگ ہنستے تھے اور اگر اہل بیتؑ میں سے کوئی روتا تو ظالم نیزوں سے مارتے تھے میں نے عرض کی اے میری آقا زادی میں آپ کے نانا جان حضرت محمد مصطفیٰ کا صحابی ہوں اور میرا نام سہل بن سعد ہے۔

جناب ام کلثومؑ بولیں اے سہل! آپ نے دیکھا ہے کہ امت رسولؐ نے ہم سے کیا سلوک کیا؟ قُتِلَ وَاللّٰہِ اَخِیْ وَسَیِّدِیْ ہمارے سید و آقا کو شہید کیا گیا

وسبینا کی تسبی العبید والاماء اور ہمیں غلاموں کی طرح اسیر کیا گیا وَحُمِلْنَا عَلَى الْاَقْتَابِ بِغَيْرِ وِطَاءٍ كَمَا تَرٰى۔ اے بزرگ! ہمیں شتران بے کجاوہ پر سوار کیا گیا جو کہ آپ دیکھ رہے ہیں میں نے عرض کی ہے کہ جناب رسول خداؐ' جناب علی المرتضیٰؑ جناب فاطمہ الزہراؑ اور آپؑ کے بھائی جان پر دشوار ہے کہ آپ کو اس حالت میں دیکھیں۔ پھر اس بی بی نے فرمایا یَاسَهْلُ اِشْفَعْ لَنَا عِنْدَ صَاحِبِ الرُّمْحِ اَنْ يَتَقَدَّمَ بِالرَّاسِ مِنْ بَيْنِ الْمَحَامِلِ۔ اے سہل! نیزہ دار سے ہماری سفارش کرو کہ وہ امام علیہ السلام کے سر مبارک کو آگے لے جائے تاکہ لوگ اس سر اقدس کو دیکھیں فَقَدْ حَزَنَنَا مِنْ كَثْرَةِ النَّظْرِ اِلَيْنَا ہم نہایت پریشان ہوتے ہیں کہ جب نامحرم ہماری طرف دیکھتے ہیں راوی کہتا ہے کہ میں نے اس شقی سے کہا کہ تجھے خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ سر اقدس کو آگے لے جاؤ کہ دختران علیؑ و فاطمہؑ ہجوم کے باعث بہت سخت پریشان ہیں۔ اس ظالم نے مجھے جھڑک دیا سہل کے ہمراہ ایک نصرانی تھا کہ بیت المقدس کی طرف جا رہا تھا۔ وہ حیران ہو کر کھڑا رہا۔ فَسَمِعَ رَأْسَ الْحُسَيْنِ يَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّايَعْمَلُ الظَّالِمُوْنَ. پس اس نے سنا کہ امام مظلوم کا سر اقدس قرآن مجید کی تلاوت کر رہا ہے۔ وہ سر اقدس یہ آیت تلاوت کر رہا تھا کہ ظالم گمان نہ کریں کہ خدا ان سے غافل ہے (بلکہ وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے اور اسے ہر چیز کا علم ہے) فَاَدْرَكَتْهُ سَعَادَةٌ وَكَشَفَ اللّٰهُ عَنْ بَصَرِهٖ اس شخص کی قسمت جاگ اٹھی اور اس کی آنکھوں سے پردہ اٹھ گیا بیساختہ بیتاب ہو کر بولا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ کلمہ پڑھ کر تلوار کھینچ کر دشمنان حسینؑ پر حملہ کیا اور امام مظلومؑ کے مصائب پر بیساختہ روتا تھا اور ان لعینوں کو مارتا تھا یہاں تک کہ اس نے بہت سے

یزیدیوں کو واصل جہنم کیا پھر بہت سے اشقیاء اس پر ٹوٹ پڑے اور اس محب حسینؑ کو شہید کیا۔ جناب ام کلثومؑ نے کہا یہ کیسا شور ہے میں نے سارا واقعہ تفصیل سے بیان کیا۔ فَقَالَتْ وَاعَجَبَاهُ النَّصَارٰی یَحْتَشِمُوْنَ لِدِیْنِ الْاِسْلَامِ جناب اُمّ کلثومؑ نے فرمایا سبحان اللہ کیسی عجیب بات ہے کہ نصاریٰ تو دین اسلام کا پاس کریں۔ وَاُمَّۃُ مُحَمَّدٍ الَّتِیْ تَزْعَمُوْنَ اَنَّھُمْ عَلٰی دِیْنِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ۔ اور امت رسول جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں اور کلمہ پڑھتے ہیں ان نام نہاد مسلمانوں نے فرزندان رسول کو قتل کیا اور اہل حرم کو اسیر کیا لیکن نیک انجام تو پرہیز گاری کے لئے ہے۔ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰکِنْ کَانُوْا اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ۔ اور ان لعینوں نے ہم پر ہی ظلم نہیں کیا بلکہ اپنے آپ پر ظلم کیا ہے وہ روز قیامت اللہ تعالیٰ اور رسولؐ خدا کو کیا جواب دیں گے؟

روایت نمبر 56

حضرت آدمؑ کا اسماء پنجتن کا ورد کرنا، حضرت امام حسینؑ کا میدان حشر میں آنا اور رومی سفیر کا واقعہ ہندہ کا محل سے نکل کر قیدیوں کے پاس آنا اور ان کے بارے میں مختلف سوالات کا کرنا اور زنان شام کا اہل بیت اطہارؑ کی مظلومیت پر گریہ و ماتم کرنا۔

مولانا عابد عسکری

رویٰ صَاحِبُ الدُّرِّالثَّمِیْنِ فِیْ تَفْسِیْرِ قَوْلِهٖ تعلٰی فَتَلَقّٰی اٰدَمَ مِنْ رَبِّهٖ كَلِمَاتٍ صاحب درثمین نے تفسیر کلام الٰہی میں روایت کی ہے کہ آدمؑ نے سیکھے اپنے پروردگار سے چند کلمات' اس سے مراد اسمائے پنجتن پاک ہیں جو ساق عرش پر لکھے دیکھے کہ اس وقت جبرائیلؑ نے کہا کہ اے آدم! آپ آل عباؑ کے نام یاد کرو اور ان ناموں کی برکت سے اللہ سے سوال کریں حضرت آدمؑ !نے چار نام یاد کئے تو بہت خوش ہوئے **فَلَمَّا ذَكَرَ الْحُسَیْنَ سَالَتْ دُمُوْعُهٗ** جب انہوں نے جناب امام حسینؑ کا نام لیا تو اُن کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو نکل پڑے۔ **فَقَالَ یَا اَخِیْ جِبْرَئِیْلُؑ فِیْ ذِكْرِ الْخَامِسِ یَنْكَسِرُ قَلْبِیْ وَتَسِیْلُ عَبْرَتِیْ**۔ اس وقت جناب آدمؑ نے جبرئیلؑ آمین سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ جب میں پانچواں نام لیتا ہوں تو میرا دل ٹوٹ جاتا ہے اور میرے آنسو بہہ پڑتے ہیں۔ **فَقَالَ جِبْرَائِیْلُ وَلَدُكَ هٰذَا یُصَابُ مُصِیْبَةً تَصْغُرُ عِنْدَهَا الْمَصَائِبُ**۔ جبرئیلؑ نے کہا اے آدمؑ! اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کا یہ فرزند ایسی مصیبتوں اور پریشانیوں میں مبتلا ہو گا کہ ان کے سامنے سب مصیبتیں چھوٹی نظر آئیں گی۔ **قَالَ وَمَاهِیَ یَااَخِیْ** حضرت آدمؑ نے پوچھا اے جبرئیلؑ! وہ کونسی مصیبت ہے **فَقَالَ یُقْتَلُ عَطْشَانًا غَرِیْبًا وَحِیْدً لَیْسَ لَهٗ نَاصِرٌ وَلَا مُعِیْنٌ** جبرئیلؑ نے کہا کہ یہ کربلا کے صحرا میں تین دن کا بھوکا پیاسا قتل کر دیا جائے گا اور اس غریب الوطنی کا اس حال میں کوئی یار و مددگار نہ ہو گا اور اس وقت وہ فریاد کرے گا اور کہے گا **وَاعَطْشَاهُ وَاقِلَّةَ نَاصِرَاهُ** اور اسے کوئی جواب نہ دے گا مگر وہ تیروں' تلواروں سے اس پر حملہ کریں گے۔ **فَیُذْبَحُ كَذِبْحِ الشَّاةِ مِنَ الْقَفَا** پس ذبح کریں گے اس کو جس طرح گوسفند کو ذبح کرتے ہیں پس گردن اور اس کے اہل بیتؑ کو اسیر کر کے شہر بہ شہر پھرایا جائے گا۔ اے آدمؑ! یہ امر ضرور وقوع پذیر ہو گا۔

فَبَکٰی اٰدَمُ وَجِبْرَائِیْلُ بُکَاءِ الثُّکْلٰی۔ یہ سن کر حضرت آدمؑ و جبرائیلؑ امین اس عورت کی مانند رونے لگے کہ جس کا جوان بچہ مر جاتا ہے۔ اور وہ روتی ہے۔

() بحار الانوار میں علامہ مجلسیؒ رقمطراز ہیں کہ حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں ایک بزرگوار شخص آیا اور آپ کے ہاتھوں اور قدموں کو چوم کر رونے لگا حضرت نے رونے کی وجہ پوچھی تو عرض کرنے لگا کہ یا مولا! میری عمر اس وقت سو سال کے لگ بھگ ہے اور ضعف و ناتوانی نے مجھ پر غلبہ کیا ہے شب و روز موت کے انتظار میں رہتا ہوں عمل قبیح کا ڈر ہے کہ روز قیامت کہیں رسوا نہ کر دے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا اے شیخ! روز قیامت کو ہم تمہاری شفاعت کے لئے موجود ہیں اور آپ سے اسے تسلی و تشفی دی اور پھر فرمایا اَیْنَ اَنْتَ مِنْ قَبْرِ جَدِّیَ الْحُسَیْنِ الْمَظْلُوْمِ۔ تم میرے جد مظلوم امام حسینؑ کی قبر مبارک سے کتنی دور ہو؟ اس نے عرض کی کہ بہت قریب ہوں۔ فرمایا! کیا تم ان کی زیارت کو جاتے ہو اس نے عرض کی اکثر جانے کا اتفاق ہوتا ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا اے شیخ! کسی کو ایسی تکلیف نہیں پہنچی کہ جتنی میرے جد عالی قدر امام حسینؑ کو پہنچی ہے۔ بالتحقیق ظالموں نے امام حسینؑ اور ان کے عزیزوں' ساتھیوں کو انتہائی بے دردی کے ساتھ قتل کیا گیا۔ امام علیہ السلام سب کو نصیحت کرتے رہے اور صبر کیا جس طرح کہ صبر کرنے کا حق ہے۔

اے شیخ! جب قیامت ہو گی تو جناب رسولؐ خدا میدانِ حشر میں تشریف لائیں گے وَمَعَهُ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ اور ان کے ساتھ امام حسینؑ ہوں گے۔ وَیَدُهٗ عَلٰی رَاْسِهٖ تَقْطُرُ دَمًا۔ اور رسولؐ خدا کے ہاتھ میں امام حسینؑ کا سر ہو گا اور اس سے لہو کے قطرے ٹپک رہے ہوں گے' جناب رسولؐ خدا بارگاہ الٰہی میں عرض

کریں گے۔

یَارَبِّ سَلْ اُمَّتِیْ فِیْمَ قَتَلُوْا اِبْنِیْ بارالٰہی میری امت سے پوچھ کہ انہوں نے کس وجہ سے میرے فرزند کو قتل کیا پس خدائے عادل غضب میں آئے گا اور امام حسینؑ کے قاتل جہنم میں داخل ہوں گے' کیونکر نہ روئیں رسولؐ خدا اور کس طرح نہ داخل ہوں وہ شقی جہنم میں کہ جوان کے فرزند کا سر کاٹ کر یزید ایسے فاسق و فاجر کے پاس لے گئے اور اہل بیت اطہارؑ کو طوقوں اور زنجیروں میں کو مقید کر کے کوفہ و شام کے بازاروں اور درباروں میں لے جایا گیا! اثنائے سفر میں جو بھی یزیدیوں سے پوچھتا تھا۔ لِمَنْ هٰذَا الرَّأْسُ یہ سر کس کا ہے کہ جس کے کٹنے کی اتنی خوشی منارہے ہو تو وہ ظالم اس سر اقدس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے تھے۔ هٰذَا رَاْسُ خَارِجِیٍّ خَرَجَ عَلَی الْاَمِیْرِ۔ معاذ اللہ یہ سر ایک خارجی کا ہے اس نے ہمارے امیر کے خلاف بغاوت کی ہے اور اس کے جرم میں ہم اس باغی کا سر کاٹ کر خلیفۂ وقت کے پاس لائے ہیں۔

وَقَالَ الصَّادِقُ لَمَّا اُدْخِلَ رَاْسُ الْحُسَیْنِ ابْنِ عَلِیٍّ اور جناب امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ جس وقت امام حسینؑ کے سر اقدس کو مجلس یزید میں داخل کیا گیا وَاُدْخِلَ عَلَیْهِ عَلِیُّ ابْنُ الْحُسَیْنِ وَبَنَاتُ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ اور دربار عام میں داخل کیے گئے جناب امام زین العابدین اور دختران علیؑ و بتولؑ درحالانکہ وہ طوق و زنجیر میں مقید تھیں۔ پس یزید لعین خوش ہو کر بولا۔ یَاعَلِیُّ ابْنُ الْحُسَیْنِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ قتلَ اباکَ اے سید سجادؑ! شکر ہے اس خدا کا جس نے آپ کے باپ کو قتل کیا ہے۔ یہ سن کر جناب امام سجادؑ نے فرمایا لَعَنَةُ اللّٰهُ عَلٰی لَمِن قَتَلَ ۔خدا کی لعنت ہو اس شخص پر جس نے میرے بابا کو قتل کیا فغضب یزید وامر بضرب عنقه پس

یزید غصے میں آیا اور حکم دیا اس کا سر تن سے جدا کیا جائے۔ اس وقت جناب امام سجادؑ نے فرمایا اے یزید! فَاِذَا قَتَلْتَنِیْ فَبَنَاتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ مَنْ یَرُدُّھُنَّ اِلٰی مَنَازِلِھِنَّ اگر تو مجھے قتل کرنا چاہتا ہے تو یہ بتا رسول اللہؐ کی بیٹیوں کو ان کے گھروں تک کون پہنچائے گا۔

وَلَیْسَ لَھُنَّ مَحْرَمٌ غَیْرِیْ حالانکہ میرے سوا ان کا کوئی محرم نہیں ہے۔ یہ سن کر یزید بولا ہاں اے پسر حسینؑ آپ ہی نے ان پردہ داروں کو ان کے گھروں میں پہچانا ہے' اس کے بعد اس نے ایک ہتھیار منگوایا اور اپنے ہاتھ سے امامؑ کے گلے سے طوق آہنی کاٹ ڈالا اور کہنے لگا اَفَھِمْتَ مَافَعَلْتُ اے سید سجادؑ! آپ کچھ سمجھے ہیں' میں نے آپ کے گلے سے طوق اپنے ہاتھ سے کیوں کاٹا ہے۔ فرمایا؟ میں نے سمجھا ہے۔ کہ تُرِیْدُ اَنْ لَا تَکُوْنَ لِاَحَدٍ عَلَیَّ مِنَّۃٌ غَیْرِکَ تو نے ارادہ کیا ہے کہ تیرے سوا مجھ پر کس کا احسان نہ ہو۔ یہ سن کر یزید بہت خوش ہوا اور بولا واللہ میرا یہی ارادہ تھا۔

بعد ازاں اس لعین نے جناب امام حسینؑ کا سر اقدس منگوا کر اپنے تخت کے نیچے رکھوایا اور خود بھی شراب پیتا تھا اور اپنے دوستوں کو پلاتا تھا اور یہ کہتا تھا۔ ونحنُ نَاکُلُ وَنشْرَبُ وَنُفُوْسُنَا سَاکِنَۃٌ وَقَلْبُنَا مُطْمِئِنَّۃٌ اور کھاتے ہیں اور پیتے ہیں اور ہمارے نفس ساکن ہیں اور ہمارے دل مطمئن ہیں یعنی ہم نے حسینؑ کو قتل کیا' جس کی وجہ سے ہماری سلطنت کے لئے تمام خطرات ٹل گئے ہیں اب مجھے کسی قسم کا ڈر اور خوف نہیں ہے۔

حضرات!

کیا یہ کم مصیبت ہے کہ یزید تو تخت پر بیٹھا ہوا شراب پیئے اور فرزند

رسول کا سر تخت کے نیچے رکھا گیا ہو۔ غرض جناب امام زین العابدینؑ سے روایت ہے کہ مجلسِ یزید میں بادشاہ روم کا ایک سفیر آیا۔ یہ شخص نہایت اشراف قوم اور بزرگان روم میں سے تھا اور یزید بہت مسرور پایا تو پوچھنے لگا یَامَلِکَ الْعَرَبِ هٰذَا رَاسُ مَنْ۔ اے بادشاہ عرب! یہ سرکس کا ہے؟ یزید نے کہا۔ مَالَکَ لِهٰذَا الرَّأسِ تجھے کیا کام اس سر سے۔ اس نے کہا میں جب اپنے شہر کی طرف جاتا ہوں تو ہمارا بادشاہ ہر ایک چیز کے بارے میں سوال کرتا ہے پس اے بادشاہ مجھے بھی اس سر کے بارے میں کچھ بتا کہ میں بھی تیری خوشی میں شریک ہوں۔

یزید نے کہا۔ هٰذَا رَاسُ حُسَیْنِ ابْنِ عَلِیّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبِ۔ یہ سر حسین ابن علیؑ کا ہے۔ رومی نے کہا۔ وَمَنْ اُمُّهٗ اس کی ماں کا نام کیا ہے؟ قَالَ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ یزید نے کہا اس کی ماں فاطمہ بنت رسول خدا ہیں نصرانی بولا۔ اُفِ لَکَ وَلِدِیْنِکَ افسوس ہے تجھ پر اور تیرے دین پر' اے یزید! تیرے دین سے تو میرا ہی دین بہتر ہے کہ میرا باپ داؤد پیغمبر کی اولاد میں سے تھا۔ وَبَیْنِیْ وَبَیْنَهٗ اٰبَاءٌ کَثِیْرَةٌ میرے اور حضرت داؤد کی پشت میں بہت فاصلہ ہے اس کے باوجود نصاریٰ میری تعظیم کرتے ہیں کہ میری کسی نہ کسی حوالے سے جناب داؤدؑ سے نسبت ہے۔ وَیَاخُذُوْنَ مِنْ تُرَابِ قَدَمِیْ تَبَرُّکًا بِاَبِیْ مِنْ حَوَافِدِ دَاؤُدَ اور میرے قدموں کی خاک وہ اٹھا کر لے جاتے ہیں اور تبرک کے طور پر اپنے پاس رکھتے ہیں' وہ اس وجہ سے کہ میرا باپ اولاد داؤدؑ میں سے تھا۔ وَاَنْتُمْ تَقْتُلُوْنَ ابْنَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ افسوس ہے تجھ پر کہ تو نے اپنے نبیؐ کی بیٹی کے بیٹے کو قتل کیا۔ وَمَا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ نَبِیِّکُمْ اِلَّا اُمٌّ وَاحِدَةٌ حالانکہ اس مقتول اور تمہارے نبیؐ کے درمیان صرف ایک ماں کا فاصلہ ہے۔ پس کتنا برا دین ہے تمہارا' پھر بولا کہ کیا تجھ کو کنیسہ

حاضر کے بارے میں کچھ بتاؤں؟ یزید بولا بتاؤ۔

وہ رومی کہنے لگا ملک روم کے درمیان دوشہروں کے بیچ ایک دریا واقع ہے اس دریا کا طول ایک سال کا سفر ہے اور اس میں ایک شہر اس کا طول ۸۰ ہشتاد در ہشتاد فرسخ کا ہے اللہ تعالیٰ نے اس بزرگ شہر کی مانند کوئی شہر خلق نہیں ہے کہ کافور اور یاقوت اسی شہر سے آتا ہے۔ اس شہر کے درخت عود وغیرہ کے ہیں۔ نصاریٰ کے سوا کسی کا اس شہر پر قبضہ نہیں ہے وہاں نصاریٰ کی عبادت گاہیں کثرت سے ہیں۔ اعظمُھَا کَنِیسَۃُ الْحَافِرِ ان عبادت گاہوں میں سب سے بڑا کنیسہ حاضر ہے' اس کے محراب میں ایک سونے کا حقہ لٹکتا رہتا ہے اس حقہ میں ایک سم ہے فَیَقُولُوْنَ ھٰذَا حَافِرُ حِمَارٍ یَرْکَبُہٗ عَیْسٰیؑ کہتے ہیں کہ وہ سم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس گدھے کا ہے جس پر وہ جناب سوار ہوا کرتے تھے۔

اور اس حقہ کے اوپر سنہری تاریں اور سب سے قیمتی کپڑا لگا ہوا ہے ہر سال قوم نصاریٰ کے لوگوں کی کثرت یہاں پر جمع ہوئی ہیں اور اس حقہ کا بوسہ لیتے ہیں اور اس کا طواف کرتے ہیں اور اس سم کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجتیں پوری ہونے کی دعا کرتے ہیں۔ یہ لوگ احترام کرتے ہیں اس سم کا کہ جس کے بارے میں ان کا گمان ہے کہ یہ سُم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس گدھے کا ہے جس پر آپؑ سوار ہوا کرتے تھے۔

وَاَنْتُمْ تَقْتُلُوْنَ ابْنِ بِنْتِ نَبِیِّکُمْ اور تم مسلمان ہو کہ اپنی نبیؐ کے نواسے کو قتل کر دیا ہے۔ فَلَا بَارَکَ اللّٰہُ فِیْکُمْ وَلَافِیْ دِیْنِکُمْ پس خدا تم میں اور تمہارے دین میں برکت نہ دے۔ یہ سن کر یزید نے حکم دیا۔ اُقْتُلُوْا ھٰذَا النَّصْرَانِیَّ لِئَلَّا یَفْضَحَنِیْ فِیْ بِلَادِہٖ تم قتل کرو اس نصرانی کو تاکہ اپنے شہر میں جا کر مجھے رسوا نہ

کرے۔ نصرانی بولا اَتَقْتُلُنِیْ یَایَزِیْدُ۔ اے یزید! آیا تو مجھے قتل کرنا چاہتا ہے؟ یزید نے کہا ہاں' نصرانی بولا میں نے ایک خواب دیکھا تھا اور وہ میں تجھے سنانا چاہتا ہوں یزید نے کہا سناؤ۔ نصرانی نے کہا کہ کل رات میں نے تمہارے پیغمبرؐ کو خواب میں دیکھا ہے۔ یَقُوْلُ یَا نَصْرَانِیُّ اَنْتَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ. فرماتے تھے اے نصرانی! تو اہل جنت سے ہے۔

میں جس وقت چونکا تو مجھے تعجب ہوا کہ میں کہاں اور بہشت کہاں لیکن اب یقین ہوا کہ تمہارا پیغمبرؐ صادق ہے اور ان کا دین برحق ہے تم سب گواہ رہنا کہ میں صدق دل سے کہتا ہوں اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدً رَسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ وَثَبَ اِلٰی رَاْسِ الْحُسَیْنِ یہ کہہ کر دوڑ کر امام مظلومؑ کے سر اقدس سے لپٹ گیا۔ فَضَمَّهٗ اِلٰی صَدْرِهٖ اس سر اقدس کو اپنے سینے سے لگایا۔ وَجَعَلَ یُقَبِّلُهٗ وَیَبْکِیْ۔ اور وہ امام مظلوم کے سر کو بار بار بوسے دیتا رہا اور روتا رہا یہاں تک کہ وہ مرد مومن امام مظلوم کے سر پر نثار ہو گیا اور اس کے سر کو بھی امامؑ کے سر اقدس کے ساتھ رکھ دیا گیا۔ سبحان اللہ نصرانی تو یہ حق شناسی کرے اور یزید لعین مسلمان کہلا کر شرم نہ کرے۔ چنانچہ ابو مخنف وغیرہ سے روایت ہے کہ یزید لعین نے حکم دیا کہ امام حسینؑ کا سر اس کے محل کے دروازہ پر لٹکایا جائے فَلَمَّا سَمِعَتْ هِنْدٌ بِنْتُ الْعَامِرِ کَشَفَتْ رَاْسَهَا وَخَرَجَتْ عَنْ دَارِهَا وَجَاءَ تْ فِیْ مَجْلِسِیْ یَزِیْدَ جب یہ بات ہند دختر عامر نے سنی (یہ خاتون یزید کی بیوی تھی) کہ فرزند زہراءؑ کا سر میرے دروازے پر آویزاں کیا گیا ہے اور دختران زہراءؑ دربار یزید میں کھڑی ہیں' اس نے اپنے سر سے چادر اتار کر پھینک دی اور سر کے بال کھول کر گھر سے باہر نکل پڑی یہ کنیز زہراءؑ دربار یزید میں آئی۔ وَقَالَتْ یَایَزِیْدُ رَاْسُ الْحُسَیْنِ ابْنِ فَاطِمَةُ بِنْتِ

رَسُوْلِ اللّٰهِ مَنْصُوْبٌ عَلٰی بَابِ دَارِیْ اور بولی اے یزید! حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر تو نے میرے محل کے دروازے پر آویزاں کر دیا ہے! ہند کو دیکھ کر یزید جلدی سے دوڑا اور اس کے سر کو چادر سے ڈھانپ دیا وَرَدِّهَا اِلٰی دَارِهَا اور اس کو گھر واپس بھیج دیا اور بولا میں راضی نہیں ہوں کہ تو امام حسینؑ پر گریہ کرے کہ وہ بزرگ قریش نہ تھے' میں نہیں چاہتا کہ تو میری زوجہ ہو کر بے پردہ ہو۔

افسوس کہ یزید کو ہند کے پردے کا تو یہ خیال ہو کہ خود دوڑ کر اس کے سر پر چادر ڈالے اودھر دختران فاطمہ زہراؑ کہ جن کی ماں کا جنازہ رات کو اٹھا تھا۔ یزید کے دربار میں بلوائے عام میں کھڑی ہوں اور ان کی حالت یہ ہو کہ ان کے ہاتھ رسیوں میں بندھے ہوئے اور ان کے سر پر چادر نہ ہو اور اسی حالت میں کافی دیر تک بیبیاں کھڑی رہیں اور کسی کو یہ خیال نہ آیا ہو کہ رسولؐ زادیوں کو پردہ کے لئے چادریں دے دیں۔

روایت نمبر
57
فضائل جناب فاطمۃ الزہراءؑ' جناب آدم علیہ السلام کا جناب سیدہؑ کو دیکھنا''
جناب علی مرتضیٰ' کا جناب فاطمۃ زہراؑ کی چادر کا گروی رکھنا'' اور اس چادر سے نورانی
کرنوں کا ظاہر ہونا۔ اور جناب سیدہؑ کا یہودی کی بیٹی کی شادی میں شرکت کرنا اور معجزات
دیکھ کر یہودی خاندانوں کا اسلام قبول کرنا اور اسیران کربلا کا دربار یزید میں پہنچنا۔
مولانا عابد عسکری

رُوِیَ فِیْ کِتَابِ دَلَائِلُ النَّبِیِّ اَنَّہٗ قَالَ۔ کتاب دلائل النبی میں روایت کی گئی ہے اس کتاب کا مصنف علماء اہل سنت میں سے ہے اور شیعہ کتب کے حوالہ سے جناب امام حسن عسکریؑ سے منقول ہے۔ لَمَّا خَلَقَ اللّٰہُ اٰدَمَ وَحَوَّا فِی الْجَنَّۃِ جب اللہ تعالیٰ نے آدم و حوا کو جنت میں پیدا کیا۔ فَقَالَ اٰدَمُ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ السَّلَامُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ اَحْسَنَ مِنَّا آدمؑ نے ازراہِ فخر و مباہات کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے بہتر کس کو پیدا نہیں کیا۔ فَاَمَرَ اللّٰہُ جِبْرَائِیْلُ فَاَخَذَ ھُمَا اِلَی الْفِرْدُوْسِ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اے جبرائیلؑ آدمؑ و حواؑ کو جنت الفردوس میں لے جاؤ چنانچہ جبرائیلؑ ان کو جنت الفردوس میں لے گئے۔ فَرَایَ جَارِیَۃً عَلٰی رَاسِھَا تَاجٌ مِنْ نُوْرٍ وَفِیْ اُذُنَیْھَا قُرْطَانِ مِنْ نُوْرٍ قَدْ اَشْرَقَتِ الْجَنَانُ مِنْ نُوْرِ وَجْھِھَا۔

انہوں نے ایک صاحبزادی کو دیکھا کہ اُس کے نور سے تمام جنت روشن ہے اور اُس کے سر پر ایک تاج رکھا ہے اور اس کے کان میں نور کے دو گوشوارے ہیں۔ قَالَ اٰدَمُ فَمَنْ ھٰذِہٖ حضرت آدمؑ نے حیران ہو کر پوچھا اے جبرئیلؑ! یہ بچی کون ہے؟ قَالَ فَاطِمَۃُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ مِنْ وُلْدِکَ جبرئیلؑ نے کہا اے آدمؑ! یہ جناب محمد مصطفیٰؐ کی صاحبزادی فاطمہ زہراؑ ہیں جو آپ کی نسل سے ہوں گے۔ قَالَ فَمَا التَّاجُ قَالَ بَعْلُھَا عَلِیَّ اِبْنُ اَبِیْ طَالِبِ۔ آدمؑ بولے ان کے سر پر یہ تاج کیسا ہے جبرئیلؑ نے کہا یہ تاج ان کے شوہر علی بن ابن طالبؑ ہیں۔ قَالَ فَمَا الْقُرْطَانِ قَالَ ھٰذَانِ وَلَدَاھَا الْحَسْنَانِ پھر آدم علیہ السلام نے کہا یہ گوشوارے کیسے ہیں؟ جبرائیلؑ نے جواب دیا۔ یہ ان کے فرزند حسنؑ و حسینؑ ہیں۔ قَالَ اُخْلِقُوْا قَبْلِیْ۔ حضرت آدم علیہ السلام حیران ہو کر بولے کیا یہ مجھ سے پہلے پیدا کئے گئے ہیں؟

قَالَ هُمْ مَوْجُوْدُوْنَ فِیْ غَامِضِ عِلْمِ اللّٰهِ قَبْلَ اَنْ تُخْلَقَ بِاَرْبَعَةِ اٰلاَفِ سَنَةٍ جبرئیلؑ بولے یہ آپؐ کی پیدائش سے چار ہزار برس پہلے غامض علم الٰہی میں موجود تھے۔ افسوس ہے اس دنیائے ناپائیدار پر کہ یہ پاک بی بی اس دنیا میں ایسی نادار تھیں کہ بارہا فاقہ پر فاقہ کرتی تھیں۔ رات کو عبادت خدا میں مشغول رہتی تھیں اور دن کو گھر کے کام کاج میں مصروف ہوتی تھیں۔

جناب سلمان فارسیؓ کہتے ہیں کہ جناب فاطمہ زہراءؑ انتہائی محنت و مشقت میں اوقات بسر کرتی تھیں اور ان کے پاس چمڑے کی چٹائی تھی دن کو اس پر اونٹ دانہ کھاتا تھا اور رات کو وہ نیچے بچھا کر گھر والے سوتے تھے آپ کی چادر شریف کو جگہ جگہ پیوند لگے ہوئے تھے۔

وَفِیْ الْخَزَائِجِ الْجَرَائِحِ اَنَّ عَلِیًّا عَلَیْهِ السَّلاَمُ اَسْتَقْرَضَ مِنْ یَهُوْدِیٍّ شَعِیْرً فَاسْتَقْرَ عَنَهُ کتاب خرائج الجرائح میں منقول ہے کہ یہ جناب علی ابن ابی طالبؑ نے تھوڑے جو ایک یہودی سے قرض کے طور پر لئے اور فرمایا کہ کوئی چیز گروی رکھ لو۔ فَدَفَعَ مُلاءَۃُ فَاطِمَۃُ عَلَیْهَا السَّلاَمُ وَکَانَتْ مِنَ الصُّوْفِ حضرت نے جناب سیدہؑ کو چادر جو کہ اُون کی بنی ہوئی تھی اسے دی' اس یہودی نے گھر میں جا کر رکھا جب رات ہوئی تو اس کی زوجہ اس کمرے میں گئی جہاں وہ چادر رکھی تھی۔ وَهِیَ تَشْتَعِلُ فَرَاَتْ نُوْرًا سَاطِعاً فِی الْبَیْ اَضَاءَ مِنْهُ کُلُّهٗ اس نے دیکھا ایک نور کا شعلہ ہے کہ تمام کمرہ روشن ہو رہا ہے فَانْصَرَفَتْ اِلٰی زَوْجِهَا فَاَخْبَرَتْ وہ اپنے شوہر کے پاس آئی اور اسے اس ماجرا کی خبر دی' یہودی حیران ہوا اور جناب سیدہؑ کی چادر کو بھول گیا تھا۔ فَنَهَضَ مُسْرِعاً وَدَخَلَ الْبَیْتِ فِاذَاضِیَاءُ اِنْتَشَرَ مِنَ الْمُلاءَ ۃِ کَاَنَّهٗ یَشْتَعِلُ مِنْ بَدْرٍ مُنِیْرٍ یَلْمَعُ مِنْ قَرِیْبٍ فَتَعَجَّبَ مِنْ ذٰلِکَ۔ یہ سن

کر وہ یہودی دوڑتے ہوئے آیا اور اس کمرے میں دیکھا کہ اس چادر اقدس سے ایسی روشنی پھیلی ہے کہ جیسے چودھویں رات کا چاند روشن ہوتا ہے۔ یہ دیکھ کر وہ حیران ہوا جب اس نے غور سے دیکھا تو کہنے لگا کہ یہ تو جناب سیدہؑ کی چادر ہے۔

چنانچہ یہودی نے اپنے عزیزوں کو جمع کیا اور اس کی زوجہ نے بھی اپنے رشتہ داروں کو اکٹھا کر لیا یہاں تک کہ اسی افراد اکٹھے ہو گئے اور چادر اقدس کی کرامت دیکھ کر سب اس کی برکت سے مسلمان ہو گئے۔

وَاَيْضًا فِيْ الْخَرَائِجِ اَنَّ الْيَهُوْدَ كَانَ لَهُمْ عُرْسٌ فَجاؤُا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ اور یہ بھی کتاب خرائج میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ یہودیوں کے ہاں شادی تھی اور وہ جناب رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ فَقَالُوْا لَنَا حَقُّ الْجِوَارِ اور کہنے لگے کہ آپ پر ہمارا بھی حق ہمسائیگی ہے ہماری عورتوں کی خواہش ہے کہ آپ کی صاحبزادی جناب فاطمہ زہراءؑ کی شادی میں شرکت فرمائیں آپؐ سے درخواست ہے کہ جناب سیدہ کو ہمارے گھر میں جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ تا کہ ہماری شادی کی رونق دوبالا ہو اور اس سلسلے میں انہوں نے آقائے نامدار کی بہت زیادہ منتیں سماجتیں کیں۔

فَقَالَ اِنَّهَا زَوْجَةُ عَلِيِ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَهِيَ فِيْ حُكْمِهٖ فَسَأَلُوْا اَنْ يَشْفَعَ اِلٰى عَلِيٍ فِيْ ذٰلِكَ آنحضورؐ نے فرمایا کہ فاطمہؑ علی مرتضیٰؑ کی زوجہ ہیں اوران کے تابع فرمان ہیں میں فاطمہؑ کے بھیجنے کا مختار نہیں ہوں۔ یہودیوں نے عرض کی پھر اس سلسلے میں جناب امیرؑ سے ہماری سفارش کیجئے۔ وَقَدْ جَمَعَ الْيَهُوْدُ بِالطَّمِّ وَالرَّمِّ مِنَ الْحَلِيِ وَالْحُلَلِ وَظَنُّوْا اَنَّ فَاطِمَةَ تَدْخُلُ بِمَذَلَّتِهَا وَارَدُوْا اسْتِهَانَةً بِهَا۔ اور ادھر یہودیوں کی عورتیں لباس ہائے فاخرہ پہن کر جمع ہوئیں، قیمتی ترین زیورات پہنے ان کا خیال تھا کہ جناب سیدہؑ بوسیدہ لباس اور پرانی چادر پہن کر

جب ہماری عورتوں میں آئیں گی تو ان کو شرمندگی اٹھانا پڑے گی۔ جناب رسالت مآب اور جناب امیرؑ بھی تشویش میں تھے کہ جناب سیدہؑ اس حالت میں جائیں گی تو ضرور ان کو پریشانی لاحق ہو گی۔ فَجاءَ جِبْرَئِيْلُ لَهَا بِثِيَابٍ مِنَ الْجَنَّةِ وَحُلِيٍّ وَحُلَلٍ لَمْ يُرَ مِثْلُهَا۔ کہ ناگاہ جناب جبرائیلؑ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بہشت سے خوبصورت پوشاک اور زیور ہائے پرضیا اور حلہ ھائے بے بہا لے کر حاضر ہوئے کہ کسی نے ویسا زیور و لباس نہ دیکھا تھا۔ فَلَبِسَتْهَا فَاطِمَةُ وَتَحَلَّتْ بِهَا فَتَعَجَّبَ النَّاسُ مِنْ زِيْنَتِهَا وَلَوْنِهَا وَطِيبِهَا۔ جناب سیدہؑ نے وہ لباس زیب تن کیا تو وہ عورتیں وہ لباس دیکھ کر دنگ رہ گئیں ان عورتوں نے اس جیسا کبھی لباس نہیں دیکھا تھا اور نہ اس جیسی خوشبو سونگھی تھی۔ فَلَمَّا دَخَلَتْ فَاطِمَةُ دَارَ الْيَهُوْدِ سَجَدَ لَهَا نِسَاءُ هُمْ وَقَبَّلْنَ الْاَرْضَ بَيْنَ يَدَيْهَا۔ جب یہودی عورتوں نے جناب سیدہؑ کے لباس اور ان کی زینت و آرائش اور شان و شوکت کو دیکھا تو زمین پر گر پڑیں اور جناب سیدہؑ کو سجدۂ تعظیمی کیا اور آپ کے قدموں کو چومنے لگیں اور اسی سے زیادہ یہودی مشرف بہ اسلام ہوئے۔

آہ۔ رونے اور ماتم کرنے کا مقام ہے جس بی بی کا یہ مرتبہ ہو اور اس بی بی کی بیٹیوں کو منافقانِ امت نے قید کر کے کوفہ و شام کے درباروں اور بازاروں میں پھرایا۔ جنابِ صاحب الامر علیہ السلام زیارتِ سید الشہداءؑ میں فرماتے ہیں یا ابا عبداللہؑ آپؑ کے اہل حرم کو کنیزوں کی طرح قید کیا گیا۔ وَصُفِّدُوْا فِي الْحَدِيْدِ فَوْقَ (اقتاب) الْمَطِيَّاتِ اور انہیں آہنی زنجیروں میں جکڑ کر بے پلان اونٹوں پر بٹھایا گیا۔ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمْ حَرُّ الْهَاجِرَاتِ يُسَاقُوْنَ فِي الْبَرَارِيْ وَالْفَلَوَاتِ۔ اے جد بزرگوار ان کے منہ حرارت آفتاب سے جلتے تھے اور صحرا بہ صحرا بیابان بہ بیابان پھراتے تھے۔

اَيْدِيْهِمْ مَغْلُوْلَةٌ اِلَى الْاَعْنَاقِ وَيُطَافُ بِهِمْ فِي الْاَسْوَاقِ۔ اولادِ فاطمہؑ

کا یہ حال تھا کہ ان کے ہاتھ ان کی گردنوں میں باندھ دیئے تھے اور اس حالت میں بازاروں میں پھراتے تھے۔ قَالَ الرَّاوِیُ کُنْتُ ذَاتَ یَوْمٍ فِیُ مَجْلِسِ یَزِیْدِ ابْنِ مُعَاوِیَۃَ اِذْ سَمِعْتُ صَیْحَاتٍ وَزَعْقَاتٍ ۔ راوی کہتا ہے کہ میں ایک روز دربار یزید میں بیٹھا ہوا تھا کہ ناگاہ رونے اور ماتم کرنے کی ایسی درد ناک آواز میرے کانوں میں آئی اور میرا دل ڈوبنے لگا اور میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے فَرَاَیْتُ عِشْرِیْنَ نِسْوَۃٍ کَسَبْیِ الرُّوْمِ وَالتُرْکِ قَدْ غَیَّرَتْ وَجُوْھُھُنَّ مِنْ اَثَرِ الشَّمْسِ وَالْحَرِّپس میں نے بیس کے قریب عورتوں کو دیکھا کہ وہ اسیران ترک و روم کی مانند اس دربار میں آئیں، حرارت آفتاب سے ان کے رنگ متغیر ہو گئے تھے وہ سب رو رہی تھیں۔

ثُمَّ جَعَلُوْا یَعْرِضُوْا نَھُنَّ عَلَیْہِ وَاحِدَۃً وَاحِدَۃً وَھُوَ یَقُوْلُ اورقوم جفا کار ایک ایک کو سامنے لاتے تھے اور یزید لعین پوچھتا تھا وَمَنْ ھٰذِہٖ وَمَنْ تَکُوْنُ یہ کون ہے اور یہ کون ہے اور جواب دیا جاتا تھا ۔ھٰذِہٖ اُمُّ کُلْثُوْمٍ وَھٰذِہٖ زَیْنَبُ وَھٰذِہٖ سَکِیْنَۃُ۔ اے امیر! یہ ام کلثوم ہیں، یہ زینبؑ ہیں، اور یہ سکینہؑ ہے۔ ثُمَّ نَظَرَ اِلٰی غُلَامٍ اَعْمٰی قَدْ غَلُّوْا اَیْدِیَہٖ اِلٰی عُنُقِہٖ وَھُوَ یَبْکِیْ۔ پھر یزید نے ایک نابینا غلام کی طرف دیکھا کہ اس کے ہاتھ اس کی گردن میں رسی سے بندھے ہوئے تھے اور بے اختیار رو رہا تھا۔ فَقَالَ مَنْ ھٰذَا قَالَ اٰہُ اٰہُ اَنَا عَبْدُ عَلِیِّ الْاَکْبَرِ یزید بولا یہ کون ہے؟ اور تم اس اندھے کو قید کر کے لائے ہو۔ وہ جوان بولا اے یزید! میں علی اکبرؑ کا غلام ہوں تیری فوج نے انہیں قتل کیا ہے؟ قسمت کہ میں شہادت کی نعمت سے محروم رہا۔ یزید بولا کہ مجھے حسینؑ کے جوان بیٹے کی موت کے بارے میں کچھ بتا۔ فقال اَیُّھَا الْاَمِیْرُ لَمَّا اَرَادَ الْبَرَازَ قَدَّمْتُ عَلَیْہِ وَقُلْتُ لَہٗ ھَلْ مِنْ رُخْصَۃٍ یَامَوْلَانَا فَقَالَ اَنَا اَحَقُّ بِالْقَتْلِ مِنْکَ اے یزید! میں کیا کہوں جس وقت علی اکبرؑ جناب امام حسینؑ سے رخصت ہوئے اور قتل گاہ کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو امام

عالی مقام بے اختیار روتے تھے اور ہائے ہائے اکبرؑ کہتے تھے اس وقت میں نے اپنے آقا سے عرض کی کہ میرے مولا مجھے اذن جہاد دیجئے۔ تاکہ میں اپنی جان آپ پر نثار کروں۔ یہ سن کر علی اکبرؑ نے فرمایا یہ سزاوار ہوں؟ کہ جناب امام حسینؑ پر اپنی جان قربان کروں مگر اے سدیف تجھ پر لازم ہے کہ میرے پدر مظلوم کی مدد سے دست بردار نہ ہو کہ اب وہ اکیلے ہیں فَبَكٰى بُكَاءً شَدِيْدًا ثُمَّ بَرَزَ اِلَى الْمَيْدَانِ وقَاتَلَ قِتَالًا شَدِيْدًا حَتّٰى قَتَلَ مِنَ الْقَوْمِ ثَلٰثَ مِائَةٍ وَخَمْسِيْنَ فَارِسًا یہ فرما کر علی اکبرؑ بہت روئے اور میدان میں آئے اور شیر خشمناک کے مانند اس قوم جفاکار پر حملہ کرنے لگے یہاں تک کہ تھوڑی دیر میں انہوں نے تین سو پچاس سوار یزیدیوں کے ہلاک کئے وَقَدْ اَثْخَنَهُ الْجِرَاحُ وَكَظَّهُ الْعَطَشُ۔

مگر اس وقت وہ شہزادہ نہایت زخمی ہو گیا تھا اور پیاس کی شدت کی وجہ سے وہ نڈھال ہو چکا تھا کہ تین روز سے اس شبیہہ رسولؐ کو پانی نہ ملا تھا۔ فَضَرَبَهٗ مَلْعُوْنٌ عَلٰى اُمِّ رَاسِهٖ فَسَقَطَ وَهُوَ يُنَادِىْ۔ اے یزید! تیرے لشکر سے آ کر ایک ملعون نے اس کی نورانی پیشانی پر ایک تلوار ماری وہ گھوڑے سے نیچے گرا اور انتہائی درد بھری آواز سے پکارا يَااَبَتَاهُ هٰذَا جَدِّىْ مُحَمَّدُ نِ الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَهٰذَا جَدِّىْ عَلِىُّ نِ الْمُرْتَضٰى وَهٰذِهٖ جَدَّتِىْ فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءِ اِلَيْكَ مُشْتَاقُوْنَ اَلْعَجَلُ اَلْعَجَلُ اے بابا میرے پاس میرے جد بزرگوار جناب رسولؐ خدا ' دادا جان جناب علی مرتضٰی اور میری دادی جناب فاطمہ زہراءؑ تشریف لائیں ہیں لیکن یہ سب آپ کے مشتاق ہیں اور کہہ رہے ہیں جلدی آیئے' جلدی آیئے۔

فَخَرَجَتِ النِّسَاءُ مِنْ مَضَارِبِهِنَّ فِىْ بُكَاءٍ وَنَحِيْبٍ وَاَنَا مَعَهُنَّ۔ یہ آواز سن کر سب بیبیاں پریشان ہو کر روتی پیٹتی ہوئی خیمہ سے باہر نکل آئیں۔ میں بھی روتا ہوا حضرت علی اکبرؑ کی لاش اقدس پر آیا وہ سب بیتاب ہو کر گریہ و ماتم کرنے لگیں۔ ثُمَّ انْكَبَّتْ اُمُّهٗ عَلَيْهِ وَنَادَتْ پھر اے یزید! جناب علی اکبرؑ کی والدہ گرامی

نے بیتاب ہو کر خود کو اپنے بیٹے کی لاش پر گرا دیا اور یوں بین کرنے لگیں۔ وَاقُرَّةَ عَیْناہُ واثَمرَۃَ فُوادَاہُ وَاعَلِیَّ اکُبراہُ ہائے میرے نور دیدہ' ہائے میرے میوہ دل' ہائے میرے لعل' ہائے میرے اکبرؑ' کاش کہ مجھے موت آ جاتی اور تجھے اس طرح خون میں تڑپتا ہوا نہ دیکھتی فَعِنْدَ ذٰلِکَ لَطَمْتُ وَجْھِیُ لَطْمًا شَدِیْدًا اس وقت میں نے منہ پر اس قدر طمانچے مارے کہ آخر میں اندھا ہو گیا اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا فَبَکٰی بُکَاءٍ شَدِیْدًا حَتّٰی غُشِیَ عَلَیْہِ یہ بیان کر کے وہ غلام اس قدر رویا کہ روتے روتے بے ہوش ہو گیا۔ یزید بھی سر جھکائے کسی سوچ میں غرق ہو گیا۔ اور تمام اہل بیتؑ زار و قطار روتے رہے' ایک شخص وہاں پر آیا اور اس کا نام زہیر تھا۔ یزید سے کہنے لگا کہ یہ اسیران ترک و روم ہیں؟ ابھی یزید نے جواب نہ دیا تھا کہ امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا کہ اے شخص! یہ ترک و روم کے قیدی نہیں ہیں۔ بلکہ یہ فاطمہ زہراؑ کی بیٹیاں ہیں اور میں فرزند رسولؐ ہوں اور ہماری دربار یزید میں ترک و روم کے قیدیوں سے بھی بڑھ کر تذلیل ہو رہی ہے۔ یہ سن کر زہیر روتا ہوا مجلس یزید سے چلا گیا اور جاتے ہوئے ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا اے رسول زادیو! مجھے معاف کرنا کہ میں نے آپ کو ترک و روم کے قیدیوں کی تشبیہ دی ہے۔ خدا کی قسم مجھے آپ کے بارے میں علم نہ تھا اور میرا گمان بھی نہ تھا کہ کائنات کے وارثوں کی یہ حالت بھی ہو سکتی ہے۔ یہ کہتا ہوا وہ چلا گیا پھر اسے کبھی کسی نے نہیں دیکھا۔ کہ وہ کہاں ہے کس حالت میں ہے۔

روایت نمبر

58

بہشتی خرما کا ملنا' مصائب اہلبیتؑ' دربار یزید میں اسیران کربلا کی آمد' یزید کا امام حسینؑ کے سر اقدس کے ساتھ بے ادبی سے پیش آنا' بادشاہ روم کا ایلچی کا یزید کے خلاف احتجاج کرنا۔

مولانا عابد عسکری

دَخَلَ النّبِیُّ یَوْمًا دَارَ فَاطِمَةَ کہ ایک روز جناب رسولؐ خدا اپنی پیاری بیٹی جناب فاطمۃ الزہراءؑ کے گھر میں آئے فَقَالَ لَهَااِنَّ اَبَاکِ الْیَوْمَ ضَیْفُکِ فرمایا اے فاطمہؑ! آج تمہارا باپ تمہارے گھر میں مہمان ہے اور اس روز جناب سیدہؑ سمیت سب گھر والے فاقے میں تھے۔ فَقَالَتْ یَا اَبَتِ اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنِ یُطَالِبَانِیْ شَیْئًا مِنَ الزَّادِ فَلَمْ اَجِدْ لَهُمَا شَیْئًا جناب سیدہؑ نے عرض کی اے بابا! میں کیا کہوں کہ میرے حسنؑ وحسینؑ نے مجھ سے کھانا طلب کیا اور مجھ سے ان کیلئے کچھ نہ ہو سکا کہ انہیں کچھ کھلاؤں اور وہ فاقہ سے ہیں ثُمَّ اِنَّ النَّبِیَّ دَخَلَ وَجَلَسَ مَعَ عَلِیٍّ وَفَاطِمَةُ وَالْحَسَنَ وَالْحُسَیْنِ یہ سن کر جناب رسولؐ خدا تشریف لا کر جناب فاطمہؑ اور حسنین شریفین کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کرنے لگے ناگاہ جبرائیل امین نازل ہوئے قُلْ لِعَلِیٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ اَیَّ شَیْءٍ یَشْتَهُوْنَ مِنْ خَوَالِهِ الْجَنَّةِ کہ علیؑ فاطمہؑ حسنؑ اور حسینؑ سے پوچھو کہ وہ کس چیز کو پسند کرتے ہیں۔ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ آپ لوگ کو جنت کے میوہ جات میں سے کس میوہ کی خواہش کرتے ہو؟

فَاَمْسَکُوْا عَنِ الْکَلاَمِ حَیَاءِ النَّبِیِّ وَلَمْ یَرُدُّوْا جَوَابًا۔ سب خاموش ہوئے اور احتراماً کچھ جواب نہ دیا۔ جناب امام حسینؑ سب سے کم سن تھے عرض کرنے لگے اگر سب گھر والے اجازت دیں تو میں اپنی پسند کے بارے میں بتادوں؟ سبھی نے متفق ہو کر فرمایا۔ قُلْ یَاحُسَیْنُ مَا شِئْتَ فَقَدْ رَضِیْنَا بِمَا تَخْتَارُهُ لَنَا کہ اے حسینؑ! جو چاہو وہ طلب کرو کہ ہم سب راضی ہیں۔ جناب امام حسینؑ نے عرض کی اے نانا جان! جبرئیلؑ سے کہیں۔ اَنَا نَشْتَهِیْ رُطَبًا جَنِیًّا کہ ہمارا جی چاہتا ہے کہ آپ رطب تازہ لے آئیں۔ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا اے فاطمہؑ! کمرے

میں جاؤ اور جو رکھا ہو وہ اٹھا لاؤ فَدَخَلَتْ فَاطِمَةُ وَرَاتُ طَبَقًا مِنَ الْصَبُوْرِ مُصَلًّى مِن السُّنْدسِ وَفِيْهِ رُطَبٌ جَنِبِيٌّ جناب فاطمہؑ کمرے میں آئیں اور بلور کا ایک طبق دیکھا کہ وہ ایک بہشت کے ریشمی رومال سے ڈھکا ہوا ہے اور اس میں رطب تازہ رکھے ہوئے ہیں جناب فاطمہ زہراؑ جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں آئیں آنحضرتؐ نے لے کر رکھ لیا ثُمَّ اَخَذَ رُطَبَةً فِیْ فَمِ الْحَسِیْنِ وَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ پھر آنحضورؐ نے ایک رطب لے کر اپنے پیارے حسینؑ کو بسم اللہ کہہ کر دیا اور فرمایا هَنِیْئًا مَرِیًّا لَکَ یَا حُسَیْنُ اے حسینؑ! تجھے یہ رطب نصیب ہو پھر دوسرا رطب اٹھایا فَوَضَعَهَا فِیْ فَمِ الْحَسِنِ پھر بسم اللہ کہہ کر امام حسنؑ مجتبیٰ کو خرما دیا اور تین مرتبہ فرمایا یہ تمہیں گوارا ہو۔ وَوَثَبَ قَائِمًا ثُمَّ جَلَسَ اور ہر بار جناب رسولؐ خدا تعظیم کو کھڑے ہوئے اور بیٹھ گئے۔ فَكَلُوْا جَمِیْعًا حَتّٰی شَبَعُوْا پھر سب نے سیر ہو کر کھایا جب سب کھانے سے فارغ ہو چکے تو ان کا سر آسمان کی طرف چلا گیا۔ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ یَا اَبَاهُ لَقَدْ رَاَیْتِ الْیَوْمَ مِنْکَ عَجَبًا جناب فاطمہؑ نے عرض کی بابا جان! آج میں نے آپؐ سے امر عجیب مشاہدہ کیا۔ حضرت نے فرمایا پہلا رطب جو میں نے حسینؑ کو دیا هَنِیْئًا مَرِیًّا لَکَ یَاحُسَیْنُ کہا اس کی وجہ یہ ہے۔

فَاِنِّیْ سَمِعْتُ مِیْکَائِیْلَؑ وَاِسْرَافِیْلَؑ یَقُوْلَانِ ذٰلِکَ فَقُلْتُ مُوَافِقًا لَهُمَا فِیْ الْقَوْلِ یہ میں نے میکائیلؑ و اسرافیلؑ سے سنا کہ وہ بھی حسینؑ سے کہہ رہے تھے کہ یہ خرما آپ کو نصیب ہو جب میں دوسرا رطب حسنؑ کو دیا فَاِنِّیْ سِمِعْتُ جِبْرَئِیْلَ یَقُوْلَانِ ذٰلِکَ فَقُلْتُ مُوَافِقًا لَهُمَا پس میں نے جبرئیلؑ و میکائیلؑ سے سنا کہ وہ دونوں کہہ رہے تھے کہ اے حسنؑ! یہ خرما خدا آپ کو نصیب کرے جب

یسرا رطب تجھے دیا اے فاطمہؑ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ حُوْرَالْعِیْنِ یَقُلْنَ هَنِیْئًا مَرِیًّا لَکَ
فاطِمَةُ فَقُلْتُ مُوَافِقًا لَهُنَّ کہ میں نے سنا کہ تمام حوران بہشت کہتی ہیں کہ اے
طمہؑ! یہ خرما آپ کے لئے گوارا ہو۔

جب آخری رطب میں نے علیؑ کو دیا فَاِنِّیْ سَمِعْتُ اللّٰهَ یَقُوْلُ ذٰلِکَ
ہ فَقُلْتُ مُوَافِقًا یَقَوْلِ اللّٰهِ۔ پس خود میں نے سنا کہ پروردگار عالم فرماتا ہے اے
لیؑ! یہ کھجور آپ کو گوارا ہو۔ اس کے بعد خداوند کریم ارشاد فرماتے ہیں: اے رسولؐ
جھے قسم ہے اپنی عزت و جلال کی اگر آپ قیامت تک علیؑ کو رطب کھلاتے رہتے تو
م بھی ہمیشہ یہی جملہ دہراتے رہتے۔ کہ اے علیؑ! یہ خرما تمہیں نصیب ہو۔

افسو جس کا یہ رتبہ تھا اسی علیؑ کی گردن ریسمانِ ستم سے باندھی جائے
سوس! اسی علیؑ کا سر سجدے میں تیغ زہر آلود سے زخمی ہو' افسوس کہ وہ فاطمہ زہراءؑ
وتے اور ماتم کرتے ہوئے زندگی گذارے' افسوس اسی حسنؑ کا جگر زہر سے بہتر
لکڑے ہو اور اس کے جنازے پر تیر چلیں۔ ہزار حیف وہی حسینؑ تین دن پانی سے
حروم رہے اس پارۂ جگر رسول کا سر تین دن کی پیاس میں خنجر آبدار سے کاٹا جائے
سوس اسی حسینؑ کا سر یزید جیسے فاسق و فاجر کے لئے بطور ہدیہ پیش کیا جائے۔ اس
ر کی یہ حالت ہو کہ کبھی تو اہل شام اس پر پتھر ماریں اور کبھی یزید اس پر چھڑی
کھے۔

رُوِیَ اَنَّهُ لَمَّا اُدْخِلَ السَّبَایَا فِیْ مَجْلِسِ یَزِیْدَ جَاءَ الشِّمْرُ بِرَاْسِ
لْحُسَیْنِ. روایت میں ہے کہ جب دختران امیر المومنینؑ دربار یزید میں داخل
وئیں تو شمر ملعون بڑے فخریہ انداز میں آیا اور امام حسینؑ کا سر اقدس یزید کو پیش کیا
ور خوش ہو کر کہنے لگا اے امیر! مجھے خوش کر دے اور یہ کہ انعامات کا وعدہ تو نے کیا

تھا وہ بھی دے دے کیونکہ میں نے کائنات کے عظیم ترین انسان کا قتل کیا ہے۔ شرافت، علم و عمل، خاندانی اعتبار سے پوری دنیا میں اس جیسا کوئی نہیں ہے۔ یزید نے اس سر کو تخت کے نیچے رکھوایا۔ اس وقت بادشاہ روم کا ایلچی مجلس یزید میں موجود تھا۔

فَلَمَّا رَایٰ النَّصرَانِیُّ رَاسَ الْحُسَیْنِ بَکٰی وَنَاحَ حَتّٰی ابْتَلَّتْ لِحیَتَہٗ بِالدُّمُوْعِ آہ جونہی اس فرنگی نے جناب امام حسینؑ کا سر زیر تخت یزید رکھا دیکھا تو چیخ اٹھا اور اتنا رویا کہ اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ ثُمَّ قَالَ اِعْلَمْ یَایَزِیْدُ انّیْ دَخَلْتُ الْمَدِیْنَۃَ تَاجِرًا فِیْ اَیَّامِ حَیٰوۃِ النَّبِیّ فَاَرَدْتُ اَنْ اٰتِیَہٗ بِھَدِیَّۃٍ۔ پھر رو کر بولا سن اے یزید! ایک دفعہ میں نے حضور اکرمؐ کی زندگی میں مدینہ میں گیا، میں نے چاہا کہ کچھ تحفہ لے کر جناب رسالت مابؐ کی خدمت میں حاضر ہوں صحابہ کرامؓ سے میں نے پوچھا کہ حضور اکرمؐ کو کونسی چیز پسند ہے۔ فَقَالُوْا الطِّیْبُ احَبُّ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ انہوں نے کہا آپ کو عطر بہت پسند ہے، پس میں دو مشک نافے اور قدرے خالص کستوری و عنبر لے کر حضرتؐ کی خدمت میں داخل ہوا اور وہ جناب خانہ ام سلمہ میں تھے تو میری نظر حضرتؐ کے جمال عدیم المثال پر پڑی تو میرا نورِ بصیرت زیادہ ہوا، میں نے سلام کر کے وہ ہدیہ آپؐ کی خدمت میں پیش کیا۔ فَقَالَ لِیْ مَااسْمُکَ قُلْتُ عَبْدُ الشَّمْسِ۔ فرمایا تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے عرض کی میرا نام عبد الشمس ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا: اپنا نام بدل لو وَاَنَا اُسَمِّیْکَ عَبْدَ الْوَھَّابِ۔ اور ہم نے تمہارا نام عبد الوہاب رکھ دیا ہے۔

اِنْ قَبِلْتَ مِنِّیْ الْاِسْلَامَ قَبِلْتُ مِنْکَ الْھَدِیَّۃَ اگر تو اسلام قبول کرے تو میں تیرا ہدیہ قبول کروں گا۔ میں نے آپ کے حسن خلق پر نظر کی تو مجھے یقین ہوا کہ وہ یہ وہی نبی ہیں جن کی حضرت عیسیٰؑ نے خبر دی ہے چنانچہ میں نے اپنا عقیدہ بدل

کر مسلمان ہو گیا۔ اس کے بعد میں روم چلا گیا لیکن دین اسلام کو مخفی رکھتا تھا اور
میرے پانچ بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں اور سب مسلمان ہیں وَاَنَا الْیَوْمُ وَزِیْرُ مَلِکِ
الرُّوْمِ اب میں اسلام کی برکت سے بادشاہِ روم کا وزیر ہوں۔ اے یزید! ایک روز
میں جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر تھا اور آپؐ ام سلمہؓ کے گھر میں تھے۔
رَاَیْتُ هٰذَا الْعَزِیْزَ الَّذِیْ وُضِعَ رَاسُهٗ بَیْنَ یَدَیْکَ مُهَانًا قَدْ دَخَلَ عَلٰی جَدِّهٖ مِنْ
بَابِ الْحُجْرَةِ وَالنَّبِیُّ فَاتِحٌ بَاعَهٗ لِتَیْنَاوَلَهٗ میں نے اس بزرگوار کو دیکھا کہ جس کا
سر تیرے تخت کے نیچے اس ذلت و خواری میں رکھا ہے داخل ہوئے تو جناب
رسالت مآبؐ نے اشتیاق سے دونوں ہاتھ گود میں لینے کو پھیلائے تاکہ ان کو گود
میں لے لیں۔

وَهُوَ یرشُفُ ثَنَایَاهُ وَیَقُوْلُ اور جناب رسولؐ خدا انہیں گود میں لے کر
کس پیار سے دانتوں کو چومتے تھے اور بوسے لیتے تھے اور فرماتے تھے مَرْحَبًا بِکَ
یَاحَبِیْبِیْ یَا قُرَّةَ عَیْنِیْ مرحبا اے میرے حبیب' اے میرے نورچشم بَعُدَ مِنْ رَحْمَةِ
اللّٰهِ مِنْ قَتَلَکَ یَا حُسَیْنُ اَوْ اَعَانَ عَلٰی قَتْلِکَ وَالنَّبِیُّ مَعَ ذٰلِکَ یَبْکِیْ خدا
کی رحمت اس شخص سے دور ہو جو تجھے قتل کرے (اے حسینؑ) یا تیرے قتل پر اعانت
کرے' جناب رسولؐ خدا بیساختہ روتے تھے' جب دوسرا دن ہوا تو میں آنحضرتؐ
کے ساتھ مسجد میں تھا۔

اِذْ اَتَاهُ الْحُسَیْنُ مَعَ اَخِیْهِ الْحَسَنِ کہ ناگاہ یہ حسینؑ اپنے بھائی حسنؑ
کے ساتھ آئے اور بولے نانا جان میں بھائی حسنؑ سے کشتی لڑا کہ دیکھیں کہ ہم میں
سے زیادہ طاقت کس میں ہے مگر ہم میں سے کوئی دوسرے پر غالب نہ ہوا ہم چاہتے
ہیں کہ آپ کے سامنے لڑیں تاکہ آپ دیکھیں طاقت کس کی زیادہ ہے۔ آنحضرتؐ

نے فرمایا یاحَبِیبِیْ انَّ التصَارُعَ لا یَلِیْقُ لَکُمَا اے میرے پیارو کشتی لڑنا تمہاری شان سے بعید ہے۔ اِذْھبَا وَکَاتِبَا فَمَنْ خَطُّهُ اَحْسَنَ قُوَّتُهُ اَکْثَرُ اے میرے نور نظر جا کر کچھ لکھ کر لاؤ جس کا خط اچھا ہے اسی کی طاقت زیادہ ہے یہ سن کر دونوں شہزادے اور ایک ایک سطر ایک تختی پر لکھ لائے اور وہ تختی حضرتؐ کے ہاتھ میں دی تاکہ رسولؐ خدا ان میں فیصلہ کریں۔

فَنظَرَ النَّبِیُّ سَاعَةً وَلَمْ یُرِدْ کَسرَ خَاطِرِھِمَا پس غور کر اے یزید کہ پیغمبر خدا دیر تک دیکھتے ہیں اور کسی کی خاطر شکنی نہ چاہی پس ان سے فرمایا اے میرے پیارو! تم دونوں اپنے بابا علیؑ کے پاس جاؤ کہ وہ تمہارے درمیان فیصلہ کریں۔ میں نے سلمانؓ سے پوچھا کہ ان کے پدر بزرگوار نے کیا فیصلہ کیا سلمان نے عرض کی فَلَمَّا اَتَیَا اِلٰی اَبِیْھِمَا وَتَامَّلَ حَالُھُمَا جب دونوں اپنے پدر بزرگوار کی خدمت میں آئے اور آپؑ نے ان تختیوں کو دیکھا لَمْ یُرِدْ اَنْ یَکْسُرَ قَلْبَ اَحْدِھِمَا جناب علی ابن ابی طالبؑ کو ان دونوں بچوں میں سے کسی کی بھی دل شکنی منظور نہ ہوئی ثُمَّ قَالَ لَھُمَا مِضیَا اَوْ کُلِمَا فَھِیَ تَحْکُمُ بَیْنَکُمَا۔ پھر فرمایا اے میرے پیارو! جاؤ اپنی ماں فاطمہ زہراؑ کے پاس پس وہ تمہارے درمیان فیصلہ کرے گی چنانچہ وہ اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں آئے۔ اپنے لکھنے کا حال سنایا۔ فَتفکَرَّتْ فَاطِمَةُ بِاَنَّ جَدَّھُمَا وَاَبَاھُمَا مَااَرَادَ کَسْرَ خَاطِرِھِمَا جناب فاطمہؑ کو نہایت فکر لاحق ہوئی کہ ان کے جد بزرگوار اور پدر عالی قدر نے دلشکنی ان کی نہ چاہی اَنَا مَاذَا اصْنَعُ وکیف احکم میں کیا کروں اور کیونکر حکم کروں۔ کافی دیر سوچنے کے بعد

جناب فاطمہؑ نے فرمایا اے میرے پیارے بچو اِنِّیْ اَقْطَعُ قُلاَ دَتِیْ عَلٰی رَاسِکُمَا فَاَیُّکُمَا یَلْتَقِطُ مِنْ لُؤْلُؤِہَا اَکْثَرَ کَانَ خَطُّہٗ اَحْسَنَ وَتَکُوْنَ قُوَّتَہٗ اَکْثَرُ میں اپنا ہار توڑ کر تمہارے سامنے ڈال دیتی ہوں جو اس کے موتی زیادہ چنے اس کا خط اچھا ہے اور اس کی طاقت زیادہ ہے وَکَانَ فِیْ قُلاَ دَتِہَا سَبْعُ لُؤْلُؤٍ اور اس ہار میں سات موتی تھے فَالْتَقَطَا الْحَسَنُ ثَلاَثَ لُؤْلُؤٍ وَالْحُسَیْنُ مِثْلَ ذٰلِکَ وَبَقِیَتِ الْاُخریٰ تین موتی امام حسنؑ نے اٹھائے اور تین موتی امام حسینؑ نے پائے اور ایک باقی رہا فَاَرَادَ کُلُّ وَاحِدٍ فِیْہِمَا تَنَاوَلَہَا۔ پس وہ ان دونوں در بے بہائے امامت اس موتی کو اٹھانے کے لئے دوڑے۔ فَاَمَرَ اللّٰہُ جِبْرَئِیْلُ اَنْ یَنْزِلَ وَیَضْرِبَ اللُّؤْلُؤَۃَ ؟ حِہٖ وَیُقَدَّھَا نِصْفَیْنِ بِالسَّوِیَّۃِ۔ پس پروردگار عالم کو بھی حسنین شریفینؑ کی پریشانی گوارا نہ ہوئی جبرئیلؑ کو حکم کیا کہ جلد پر مار کر موتی کے دو حصے کر دو تا کہ ان دو بچوں سے افسردہ و پریشان کوئی نہ ہو۔

فَاَخَذَ کُلٌّ مِنْہُمَا نِصْفًا پس نصف موتی امام حسنؑ نے اور نصف امام حسین علیہ السلام نے اٹھا لیا فَانْظُرِیَا یَزِیْدُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَمْ یَرِدْ کَسَرَ قَلْبِہِمَا وَکَذٰلِکَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَفَاطِمَۃُ وَکَذٰلِکَ رَبُّ الْعِزَّۃِ وائے ہو تجھ پر اے یزید! دیکھ اے دل کا اندھا حسینؑ کا مرتبہ کس قدر بلند ہے کہ رسولؐ خدا نے ان کی دل شکنی نہ کی اور علیؑ و فاطمہؑ نے ان کا ملال گوارا نہ کیا بلکہ پروردگار عالم نے ان کی خاطر شکنی نہ چاہی اور ان بچوں کو خوش کر کے لئے موتی کے دو حصے ہے۔ وَاَنْتَ ھٰکَذَا تَفْعَلُ یابْنِ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُفٍّ لَکَا وَلِدِیْنِکَ اور تو اسی حسینؑ کے ساتھ

یہ سلوک کر رہا ہے اور ان کا سر کٹوا کر اپنے تخت کے نیچے رکھا ہوا ہے' وائے ہو تجھ پر اور تیرے مسلمان کہلانے پر میں روم میں تھا وہاں سنا تھا کہ تیرے باپ معاویہ نے اس بزرگوار کے بھائی حسنؑ کہ ایسا زہر پلا کر شہید کیا کہ ان کا کلیجہ بہتر ٹکڑے ہو کر منہ سے نکلا۔

وَاَنْتَ قَتَلْتَ الْحُسَيْنَ وَاثْنَيْنِ وَسَبْعِيْنَ رَجُلًا مِنْ اَنْصَارِهٖ وَاَهْلِبَيْتِهٖ اور تو نے حسینؑ کو تین دن کا بھوکا پیاسا قتل کیا اور بہتر داغ عزیز و انصار کے ان کے کلیجے پر دیئے۔ یہ سن کر تمام' حاضرین رونے لگے اور یزید فتنہ و فساد سے ڈر کر بولا يَاعَبْدَ الْوَهَّابِ لَوْ لَمْ تَكُنْ اَنْتَ رَسُوْلَ مَلِكَ الرُّوْمِ لَقَتَلْتُكَ اے عبد الوہاب اگر تو بادشاہ روم کا ایلچی نہ ہوتا تو ضرور میں تجھے اس بے ادبی پر قتل کر دیتا۔ اس دیندار نے کہا۔ وَيْلٌ لَكَ يَايَزِيْدُ حَفِظْتَ حُرْمَةَ رَسُوْلِ مَلِكِ الرُّوْمِ وائے ہو تجھ پر اے یزید! تو کس قدر بے شرم ہے کہ تو نے بادشاہ روم کا تو اس قدر خیال کیا وَضَيَّعْتَ حُرْمَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَقَتَلْتَ عِتْرَتَهٗ اور تو نے حرمت رسولؐ کو ضائع و برباد کیا اور ان کی عترت کو انتہائی بے دردی کے ساتھ قتل کیا۔ یزید بولا اسے میرے دربار سے نکال دو' ایک روایت میں ہے جب اسے نکالنے گئے' اس نے دوڑ کر امام حسینؑ کا سر اقدس اٹھا لیا وَجَعَلَ يُقَبِّلُهٗ وَيَبْكِيْ وَيَقُوْلُ اور اس کے بار بار بوسے لیتا تھا اور روتا تھا اور کہتا تھا کہ اے حسینؑ! گواہی دینا اپنے نانا نبیؐ بابا علیؑ اور ماں فاطمۃ زہراؑ سے جو نصیحت کا حق تھا وہ میں نے ادا کر دیا آہ یزید ملعون اس دیندار شخص کی نصیحت کو کب سنتا تھا کہ پھر بھی اس شقی نے اس سر کو دفن نہ کیا۔

اور نہ جناب امام زین العابدینؑ کو دیا کہ وہ لاش مبارک سے ملا کر دفن

کریں بیمار کربلا نے روانگی کے وقت یزید سے فرمایا کہ اے یزید! مجھے اپنے پدر مظلوم کا سر دکھا دے کہ میں اپنے بابا کی زیارت کرلوں اس شقی نے کہا اَمَّا وَجْهُ ابِیْکَ فَلَنْ تَرَاهُ آپ اپنے باباکے سر کو کبھی نہیں دیکھ سکیں گے۔روایت ہے کہ وہ سر اقدس اس کے خزانے میں اتنی مدت تک پڑا رہا کہ صرف اس کی ہڈیاں رہ گئیں اس کے بعد چڑیوں نے اس سر اقدس کو ڈھانپ دیا۔

حضرت ابراہیمؑ کا اپنے پیارے بیٹے اسماعیلؑ کو راہِ خدا میں قربان کرنا"

مصائب حسینؑ، اہلِ حرم کا دربار یزید میں داخل ہونا اور جناب زینبؑ کا اپنے پیارے بھائی حسینؑ کے سر کو دیکھ کر ماتم کرنا۔

رَوَی فَضلُ ابنُ شَاذَانَ قَالَ سَمِعتُ الرِّضَا یَقُولُ فضل بن شاذان نے جناب امام رضاؑ سے روایت کی لَمَّا اَمَرَاللّٰہُ اِبرَاھِیمَ اَنْ یَذْبَحَ الْکَبْشَ مَکَانَ ابْنِہٖ اِسْمَاعِیْلَ تَمَنّٰی اِبْرَاھِیمُا اَنْ یَذْبَحَ اِبْنَہٗ اِسْمَاعِیْلَ بِیَدِہٖ جس وقت حضرت ابراہیمؑ اپنے بیٹے اسماعیلؑ کو حکم خدا سے ذبح کرنے لگے اس وقت حضرت جبرئیلؑ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنبہ لے کر نازل ہوئے اور کہا کہ خدا نے حکم کیا ہے کہ اسماعیلؑ کی جگہ پر اس دنبہ کو ذبح کرو۔ جناب ابراہیمؑ نے خیال کیا کہ ان کی قربانی قبول نہیں ہوئی' اس لئے اس کی جگہ پر دنبہ بھیجا گیا ہے اور کاش یہ دنبہ نہ آتا تو اپنے فرزند کو اپنے ہاتھ سے میں ذبح کرتا اور مجھے اس مقصد کے لئے انتہائی تکلیف دہ مرحلہ سے گزرنا پڑتا اور اس کے عوض مجھے بہت بڑا ثواب ملتا اور صابرین کے درجات میں شریک ہوتا۔

فَاَوْحَی اللّٰہُ اِلَیْہِ یَااِبْرَاھِیمُ مَنْ اَعَزُّ خَلْقِیْ اِلَیْکَ۔ پس خدا نے وحی کی اے ابراہیمؑ ! ہماری مخلوقات میں تم زیادہ کس کو دوست رکھتے ہو۔ جناب ابراہیمؑ نے عرض کی اَخَلَقْتَ خَلْقًا ھُوَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ حَبِیْبِکَ۔

مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ خداوند آیا تیری مخلوق میں کوئی محمد مصطفیٰؐ سے بہتر ہے؟ میں سب سے زیادہ ان کو دوست رکھتا ہوں۔ فَاَوْحَی اللّٰہُ یَااِبْرَاھِیْمُ ھُوَ اَحَبُّ اِلَیْکَ اَمْ نَفْسُکَ پس خداوند کریم نے وحی کی اے ابراہیمؑ !آیا تم محمد مصطفیٰؐ کو اپنی جان سے زیادہ دوست رکھتے یا تمہاری جان عزیز ہے۔ قَالَ بَلْ ھُوَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی کہ حضور اکرمؐ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ قَالَ وَلَدُہٗ اَحَبُّ اِلَیْکَ اَمْ وَلَدُکَ قَالَ بَلٰی وَلَدُہٗ خداوند کریم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے نزدیک ان کا فرزند دوست تر

یا تمہارا فرزند؟ ابراہیمؑ نے عرض کی میں اسماعیل سے زیادہ فرزندانِ محمدؐ کو
ست رکھتا ہوں۔

قَالَ فَذَبحُ وَلَدِہٖ عَلٰی اَیدِیْ اَعْدَائِہٖ ظُلْمًا اَوْجَعُ لَقَلْبِکَ اَمْ ذَبْحُ
دِکَ بِیَدِکَ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابراہیمؑ! فرزند رسولؐ کا ظالموں کے ہاتھ
ے ذبح ہونا تمہارے دل کو زیادہ رلائے گا یا اپنے فرزند کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا
یادہ تکلیف دے گا۔ قَالَ بَلْ ذَبْحُ وَلَدِہٖ اَوْجَعُ لِقَلْبِیْ حضرت ابراہیمؑ نے عرض کی
رایا فرزند رسول کا دشمنوں کے ہاتھوں ذبح ہونا مجھے تکلیف پہنچائے گا۔ فرمانِ الٰہی
ا یَااِبْرَاھِیْمَ اِنَّ طَائِفَۃً مِنْ اُمَّۃِ جَدِّہٖ تَزْعُمُ اَنَّھَا مِنْ اُمَّتِہٖ تَقْتُلُ الْحُسَیْنَ اِبْنَہٗ مِنْ
دِہٖ ظُلْمًا وَعُدْوَانًا اے ابراہیمؑ! ایک گروہ اس کے نانا کی امت سے حسینؑ کو ظلم
تم سے قتل کرے گا۔ ان تمام مظالم کے باوجود وہ خود کو حضرت محمد مصطفیٰؐ کا "امتی"
ہلوائے گا اَتَذْبَحُہٗ یُذْبَحُ الْکَبْشُ فَیَسْتَوْجِبُوْنَ بِذٰلِکَ سَخَطِیْ وہ ظالم ذبح
کریں گے حسینؑ کو جس طرح گوسفند کو ذبح کیا جاتا ہے۔ پس یہ ان پر موجب
ضب ہو گا۔ فَجَزِعَ اِبْرَاھِیْمُ لِذٰلِکَ وَجِعَ قَلْبُہٗ وَاَقْبَلَ یَبْکِیْ جب یہ ماجرا
ناب ابراہیمؑ نے سنا تو بے تاب ہو کر روئے اور بہت زیادہ غمگین ہوئے اور روتے
وئے گھر میں آئے اور ایک طویل عرصہ تک اس غم میں نوحہ کناں رہے۔

فَاَوْحَی اللّٰہُ یَااِبْرَاھِیْمُ قَدْ فَدَیْتُ جَزَعَکَ عَلٰی وَلَدِکَ لَوْذَبَحْتَہٗ
یدِکَ بِجَزَعِکَ عَلَی الْحُسَیْنِ خداوند کریم نے وحی کی اے ابراہیمؑ! تمہیں
حسینؑ کے غم سے اور اس کی مصیبت کو یاد کر کے جس قدر رونے سے ثواب حاصل
ہوا اگر تم اسماعیلؑ کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے تو بھی یہ ثواب حاصل نہ ہوتا۔

وَرَفَعْتُ لَکَ اَرْفَعَ دَرَجَاتِ اَھْلِ الثَّوَابِ اور ہم نے حسینؑ پر رونے

والے کے لئے اعلیٰ ترین درجات مقرر کئے ہیں اور یہی معنی ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا وَفَدَيْنَاهُ بِذَبْحٍ عَظِيمٍ یعنی ہم نے فدیہ دیا اسماعیلؑ کو ذبح عظیم کے ساتھ ذبح عظیم سے امام حسینؑ کی شہادت مراد ہے واقعتاً امام علیہ السلام کا قتل ہونا امر عظیم ہے کہ کسی نبی پر اور حادثہ ایسا بلا نازل نہیں ہوئی۔

مومنین کرام غور کیجئے کہ جناب امام حسینؑ جیسا کس پیغمبر کا بیٹا وطن چھوڑنے پر مجبور ہوا' کس کا قاسمؑ سا بھتیجا گھوڑوں کی ٹاپوں سے کچلا گیا' کس کا عباسؑ جیسا بھائی تلواروں سے ٹکڑے ہوا۔

جب برادران یوسفؑ سیر کے بہانے جناب یوسفؑ کو لے کر جانے لگے تو حضرت یعقوبؑ بہت پریشان ہوئے اور آپؑ راضی نہ ہوتے تھے اور جب حکم ہوا تو علم نبوت سے جانتے تھے کہ یوسفؑ زندہ ہے مگر پھر بھی حضرت یعقوبؑ کی آنکھیں روتے روتے سفید ہو گئیں اور ہمارے آقا حسینؑ نے علی اکبرؑ کو اپنی آنکھوں کے سامنے شہید ہونے کو بھیج دیا اور امام علیہ السلام کا پارۂ جگر ان کے سامنے شہید ہوا۔ جناب ابراہیمؑ نے اسماعیلؑ کے ذبح ہونے کے وقت آنکھوں پر پٹی باندھی تھی اور فرزند فاطمہؑ نے اکبرؑ ایسے بیٹے کو برچھیاں کھاتے ہوئے دیکھا اور منہ پھیرا بلکہ اصغرؑ کو بھی نثار کرنے کے لئے خیمہ سے اٹھا لائے اور ہاتھ پر رکھ کر پانی مانگتے تھے ناگاہ حرملہ نے اصغرؑ کے خشک گلے پر ایسا تیر مارا کہ وہ شہزادہ تڑپ کر شہید ہو گیا۔

امام حسینؑ خود بھی بے مثال تھے اور ان کی قربانی بھی بے نظیر تھی۔ چنانچہ سید ابن طاؤس نے روایت کی ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ نے اپنے پدر بزرگوار سے پوچھا کہ آپ کو دربار یزید میں کس طرح لے گئے فَقَالَ حَمَلَنِي عَلَى بَعِيْرٍ بِغَيْرِ

لاءِ وَرَأسُ الْحُسَيْنِ عَلٰی عَلَمٍ وَنِسْوَتُنَا خَلْفِیْ عَلٰی بِغَالٍ وَحَوْلَنَا الرِّمَاحُ
م سجاد علیہ السلام نے فرمایا اے فرزند! جب ہم کو کوفہ سے شام کی طرف لے جانے
لے تو ان اشقیاء نے ہم سے یہ سلوک کیا کہ مجھ کو بے پلان اونٹ پر سوار کیا تھا اور
رے پدر بزرگوار کا سر نوک نیزہ پر رکھ کر میرے رلانے کے لئے میرے سامنے
لے آئے تھے اور میرے پیچھے دختران زہراؑ بے پلان اونٹوں پر سوار تھیں اور میرے
گرد نیزہ دار تھے۔ (اگر چہ امام محمد باقر علیہ السلام اس سانحہ میں اسیران اہل بیت
ں شامل تھے اور آپ سب کچھ جانتے تھے لیکن وہ مصائب کربلا کو اپنے والد گرامی
ے سننا چاہتے تھے اور یہ سب کچھ ہمارے جاننے کے لئے کیا گیا۔)

وَاِنْ دمعتُ مِنْ اَحَدِنَا عَیْنٌ رَاسُهٗ بِالرُّمحِ حَتّٰی دَخَلْنَا دِمِشْقًا اور اگر
م میں سے کوئی اپنے شہداء کے سروں کو دیکھ کر رو پڑتا تو وہ لعین ہمارے سروں پر نوک
زہ مارتے تھے اور ہمیں رونے سے منع کرتے تھے یہاں تک کہ ہم داخل دمشق
ے ئے۔

وَقَالَ ابْنُ نَمَّا قَالَ عَلِیُّ ابْنُ الْحُسَیْنِ اُدْخِلْنَا عَلٰی یَزِیْدَ وَنَحْنُ اِثْنَا
شَرَ رَجُلاً مَغَلَّلُوْنَ اور ابن نما نے جناب امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے
ہ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جب ہم دربار یزید میں پہنچے تو ہم مردوں میں سے
ہ شخص تھے کہ ہمارے گلوں میں طوق پڑے تھے اور ہمارے ہاتھ ریسمانِ ستم سے
ھے ہوئے تھے جب ہمیں اس حالت میں کھڑا کیا گیا میں بولا اُنْشِدُکَ اللّٰهَ
زِیْدُ مَاظَنُّکَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ لَوْرَانَا عَلٰی هٰذِهِ الْحَالَةِ قسم ہے خدا کی اے یزید
ر رسولؐ خدا ہمیں اس حالت میں دیکھیں تو وہ تجھے کیا کہیں گے؟ کہ ہم تیرے
منے قیدی بنے کھڑے ہیں۔ یزید نے حکم دیا کہ ان کی رسیاں کھول دی جائیں۔

دوسری روایت میں ہے فَجَاءَ الشِّمْرُ بِرَأْسِ الْحُسَیْنِ فَرَمَاهُ بَیْنَ یَدَیْهِ۔ شمرلعین امام حسینؑ کے سر اقدس لایا اور یزید کے سامنے پھینک دیا۔ یزید وہ سر اقدس دیکھ کر بہت خوش ہوا اور کہتا تھا کاش اس وقت وہ موجود ہوتے وہ لوگ جو جنگ بدر، اُحد میں شیوخ بنی امیہ سے مارے گئے وہ حسینؑ کا سر دیکھتے کہ کس ذلت وخواری سے میرے سامنے رکھا ہے اور میں نے ان کے قاتلوں کو کیسے بدلہ چکایا ہے۔ یہ شعر بھی اس نے پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ انہوں شگافتہ کئے ان صاحبانِ عزت کے سر کہ وہ ہمارے بزرگ تھے اور ان کی نافرمانی کرتے ہوئے یعنی ہمارے عزیزوں پر ظلم کرتے تھے اور انہیں جہادوں میں قتل کرتے تھے یہ بدلہ اس کا ہے۔ وَفِیْ یَدِهٖ قَضِیْبٌ یَنْکُتُ بِهٖ ثَنَایَا الْحُسَیْنِؑ اور اس کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی کہ وہ امام علیہ السلام کے دندانِ مبارک پر لگاتا تھا ابو برزہ اسلمی نے کہا وائے ہو تجھ پر اے یزید اَتَنْکُتُ بِهٖ ثَغْرَ الْحُسَیْنِ اِبْنِ فَاطِمَةَ آیا تو دلبر فاطمہؑ کے دندان شریف پر چھڑی لگاتا ہے۔ لَقَدْ رَاَیْتُ النَّبِیَّ یَرْشُفُ ثَنَایَاهُ میں نے خود جناب رسولؐ خدا کو دیکھا ہے کہ وہ انہی دانتوں کو چومتے تھے جناب امام زین العابدینؑ نے جب اپنے بابا کے سر کو اس حالت میں دیکھا تو آپ دھاڑیں مار کر رونے لگے۔ فَلَمْ یَاْکُلِ الرُّؤُسَ بَعْدَ ذٰلِکَ اَبَدًا آپؑ نے تمام عمر سری کا گوشت نہ کھایا، جب گوسفند کے سر کو دیکھتے تھے تو ان کو اپنے بابا کا سر یاد آجاتا تھا۔

راوی کہتا ہے کہ جناب زینبؑ کی نگاہ جونہی اس سر اقدس پر پڑی بیتاب ہو کر دوڑیں اور خود کو بھائی کے سر پر گرا دیا اور اس دردناک آواز سے چیخیں مار مار کر رونے لگیں کہ دوست و دشمن کے دل شق ہوتے تھے اور یوں بین کرتی تھیں یاحُسَیْنَاهُ یَاحَبِیْبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ یَاسُرُوْرَ قَلْبِ الزَّهْرَاءِ یَابْنَ عَلِیِّ نِ الْمُرْتَضٰی۔

ہائے میرے مظلوم حسینؑ بھائی' ہائے حبیب رسول خدا' اے سرور دل زہراءؑ اے پارۂ جگرعلی مرتضٰی بِنَفْسِیْ عَلٰی رَاسِکَ الشَّرِیْفِ میں قربان ہوں آپ کے سر اقدس پر اے بھائی بِالْاَمْسِ تَضَعُ اُمِّیْ فَاطِمَۃُ الزَّھْرَاءُ رَاسِکَ عَلٰی صَدْرِھَا ہائے میرے بھائی کل کی بات ہے کہ اس سر کو میری ماں زہراءؑ اپنے سینے پر رکھتی تھی۔ یھُزُّ مَھْدَکَ جِبْرَائِیْلُؑ وَیُنَاغِیْکَ فِیْ مَھْدِکَ مِیْکَائِیْلُؑ اور جبرئیلؑ امین آپ کا جھولا جھولاتے تھے اور میکائیل لوریاں دیتے تھے اور پیغمبر اکرمؐ پشت پر سوار کرتے تھے۔

اَلْیَوْمَ وَضِعَ حَقِیْرًا بَیْنَ یَدَیْ یَزِیْدَ وہ سر آج اس ذلت و خواری اور حقارت سے یزید کے سامنے رکھا ہوا ہے۔ اور ریش مقدس خون سے رنگین ہے۔ اے بھائی! آپ کے ہونٹوں پر قربان ہو جاؤں جو پیاس کی شدت سے مرجھا گئے تھے مرتے دم تک پانی کا ایک قطرہ سے بھی تر نہ ہوئے اور دوسری طرف سکینہؑ اپنے بابا کے سر کو دیکھ کر روتی پیٹتی تھی۔ وَتَلْطِمُ رَاسَھَا وَتَقُوْلُ اَیْنَ فَاطِمَۃُ الزَّھْرَاءُؑ اور ماتم کرتے ہوئے کہتی تھی کہاں ہیں دادی فاطمہ زہراؑ کہ میرے بابا حسینؑ کا سر اس حالت میں دیکھتیں۔ راوی کہتا ہے تمام حاضرین روتے رہے اور یزید خاموش بیٹھا رہا۔ فَاَمَرَ بِرَاْسِ الْحُسَیْنِ فَنَصَبَ عَلٰی بَابِ الْقَصْرِ ثُمَّ اَمَرَ یَحْبِسُوْھُنَّ فِیْ مَحْبِسٍ لَا یَکُنُّھُمْ مِنْ حَرٍّ وَلَا قَرٍّ پس اس شقی نے حکم دیا کہ حسینؑ کے سر کو دروازے پر لٹکا دو چنانچہ محل کے دروازہ پر فرزند زہراءؑ کا سر آویزاں کیا گیا پھر حکم دیا کہ اہل بیت اور دختران فاطمہؑ کو ایسے مکان میں قید کرو کہ دن کو دھوپ میں جلیں اور رات کو اوس کی اذیت پائیں۔

فَبَکَتْ نِسَاءُ الْحُسَیْنِ فِیْ یَوْمٍ وَلَیْلَۃٍ حَتّٰی غُشِیْنَ عَلَیْھِنَّ پس اہل حرم

اس قید خانہ میں دن رات روتے تھے یہاں تک کہ بے ہوش ہو جاتے تھے ثُمَّ اِنَّ السَّکِیْنَۃِ لَمَّا اَفَاقَتْ صَاحَتْ وَبَکَتْ وَقَالَتْ اور جب سکینہؑ کو غش سے افاقہ ہوتا تو چیخیں مار کر روتی اور کہتی تھی وَاَبَتَاہُ وَیْلٌ لِلْقَوْمِ قَتَلُوْکَ وَمِنَ الْمَاءِ مَنَعُوْکَ اے بابا! عذاب ہو اس قوم پر جنہوں نے آپ کو قتل کیا اور آپؑ ان ظالموں سے پانی مانگتے تھے اور انہوں نے پانی کا ایک قطرہ بھی آپ کو نہ دیا۔ ہائے ہماری قسمت اگر آپ شہید نہ ہوتے تو ہم اس ٹوٹے ہوئے مکان میں کیوں قید ہوتے کہ دن کو دھوپ میں جلتے ہیں اور رات کو اوس میں بھیگتے ہیں۔ اے بابا آپؑ کے سامنے کس کی جرأت تھی کہ ہمیں تازیانے مارتا مگر آپ کے بعد یزیدیوں نے ہمیں طرح طرح کی اذیتیں دیں اور ہمیں جتنا پریشان کر سکتا تھا' ہم پر جتنا بھی ظلم ہو سکتا تھا ان ظالموں نے کیا۔ وَقَالَتْ زَیْنَبُ فَاِذَا حَرَّتِ الشَّمْسُ تَمَلْمَلَتِ السَّکِیْنَۃُ مِنْ حَرِّھَا فَجَعَلْتُھَا تَحْتَ صَدْرِیْ اور جناب زینبؑ فرماتی ہیں جب دھوپ کی شدت ہوتی تو سکینہؑ گرمی کی وجہ سے تڑپتی اور بلبلاتی تھی تو میں اس یتیم بھتیجی پر جھک جھک کر سایہ کرتی تھی تاکہ کہ وہ حرارت آفتاب سے محفوظ رہے۔

• راوی کہتا ہے اہل بیت اطہارؑ قید میں کربناک' اندوہناک اور تکلیف دہ مراحل طے کر کے اسیری کے دن گزارتے رہے۔ حَتّٰی اِقْشَعَرَّتْ وَجُوْھُھُمْ یہاں تک کہ ان کے چہروں سے جلد اتر گئی تھی۔

روایت نمبر 60

فضائل جناب امام حسینؑ' جناب رسولؐ خدا کا بغیر رکوع کے پانچ سجدے کرنا' سیدہؑ علوی کا واقعہ' غم انگیز مصائب اہل بیتؑ اور ان کا دربار یزید میں جانا۔ اور ایک شامی ملعون کی گستاخانہ گفتگو۔

مولانا عابد عسکری

ابن قولویہ نے جناب ابو ذر غفاریؓ سے روایت کی ہے۔ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ یُقَبِّلُ الْحُسَیْنَ وَیَقُوْلُ کہ میں نے دیکھا جناب رسول ؐ خدا کو کہ امام حسینؑ کے بار بار بوسے لیتے اور فرماتے تھے مَنْ اَحَبَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنِ وَذُرِّیَّتَھُمَا لَمْ یَمسَّ جِلْدُہُ النَّارَ۔ جو شخص میرے حسنؑ اور میرے حسینؑ اور ان کی ذریت کو دوست رکھے تو اس کے بدن کو آتشِ دوزخ مس نہ کرے گی۔ اور کتاب عروۃ الوثقیٰ میں اہل سنت کے ممتاز عالم دین جناب ابو القاسم نے روایت کی ہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ سَجَدَ یَوْمًا خَمسَ سَجْدَاتٍ بَلاَ رَکُوْعٍ جناب رسولؐ خدا نے ایک روز بغیر رکوع کے پانچ سجدے کئے اصحاب نے عرض کی کہ اے رسول خدا رکوع کے بغیر بھی سجدہ درست ہے قال نعم حضرتؐ نے فرمایا ہاں درست ہے اور میرے سجدے کرنے کا سبب یہ ہے۔اِنَّ جِبْرِئِیْلَ ؑ اَتَانِیْ فَقَالَ یَامُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبَّ عَلِیًّا فَسَجَدَتُ کہ میرے پاس جبرئیلؑ امین آئے اور مجھ سے کہا کہ اے رسولؐ خدا کہ خداوند عالم آپؐ کے بھائی علی ابن ابی طالبؑ کو دوست رکھتا ہے پس میں نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ فَرَفَعْتُ رَاسِیْ فَقَالَ یُحِبُّ فَاطِمَۃَ فَسَجَدْتُ جب میں نے سجدے سے سر اٹھایا تو جبرئیلؑ نے کہا خدا آپؐ کی دختر نیک اختر جناب فاطمہؑ کو عزیز رکھتا ہے' تو میں نے پھر سجدہ کیا پھر جب سر اٹھایا فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ فَسَجْدتُ پھر جبرئیلؑ نے کہا کہ اے رسولؐ خدا پروردگار عالم آپ کے حسنؑ و حسینؑ کو بھی دوست رکھتا ہے پھر میں نے سجدہ کیا۔ فرفعتُ رَاْسِیْ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ مَنْ اَحَبَّھُمْ فَسجدتُ جب میں نے تیسرے سجدے سے سر اٹھایا تو جبرئیلؑ نے کہا کہ خدا آپؐ کے اہل بیتؑ کے دوستوں کو بھی دوست رکھتا ہے۔ پھر میں نے سجدہ کیا۔

فَرَفَعْتُ رَأسِیْ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ مَنْ اَحَبَّ مُحِبِّیْهِمْ فَسَجَدْتُ
جب میں نے سر اٹھایا تو جبرئیلؑ نے کہا اے رسول خدا اللہ تعالیٰ آپ کے اہل بیتؑ کے دوستوں کو بھی دوست رکھتا ہے۔ میں نے پھر سجدہ کیا۔ سبحان اللہ مومن کا کتنا بڑا درجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے دوست سے بھی محبت کرتا ہے۔ اہل سنت کے مشہور عالم دین ابن جوزی نے لکھا ہے کہ بلخ میں ایک علوی سید رہتے تھے وَلَهٗ زَوْجَةٌ وَبَنَاتٌ فَتُوَفِّیَ اور اس بزرگوار کی ایک زوجہ تھی اور چند بیٹیاں تھیں ناگاہ اس سید جلیل نے انتقال کیا۔ قَالَتِ الْمَرْءَ ةُ فَخَرَجْتُ بِالْبَنَاتِ اِلٰی سَمَرْقَنْدِ خَوْفًا مِنْ شَمَاتَهِ الْاَعْدَاءِ ۔ ان کی زوجہ کہتی ہیں کہ اپنے شوہر کے انتقال کے بعد میں اپنی بیٹیوں کو لے کر سمرقند شہر کی طرف چلی گئی تاکہ ہم اپنے دشمنوں سے محفوظ رہ سکیں۔ اور ان دنوں میں سمرقند پہنچی تو شدید سردی پڑ رہی تھی۔

فَاَدْخَلْتُ الْبَنَاتِ مَسْجِدًا وَمَضَیْتُ لِاَحْتَالَ فِی الْقُوْتِ۔ میں اپنی بیٹیوں کو مسجد میں بٹھا کر فکر معاش کے لئے نکلی فَرَاَیْتُ النَّاسَ مُجْتَمِعِیْنَ عَلٰی شَیْخٍ فَسَاَلْتُ عَنْهُ میں نے ایک بوڑھے شیخ کو دیکھا بہت سے لوگ اس کے اردگرد جمع تھے۔ میں نے پوچھا کہ کون ہے۔ فَقَالُوْا هٰذَا شَیْخُ الْبَلَدِ۔ لوگوں نے کہا یہ رئیس شہر ہے۔ فَشَرَحْتُ لَهٗ حَالِیْ اسے مسلمان سمجھ کر میں نے اسے اپنے بارے میں بتایا۔ فَقَالَ اَقِیْمِیْ عِنْدِیَ الْبَیِّنَةَ اَنَّکِ عَلَوِیَّةٌ۔ وہ بولا کہ اگر تو سید زادی ہے تو گواہ لے آ کہ تو علوی سیدہ ہے وَلَمْ یَلْتَفِتْ اِلَیَّ اور وہ یہ کہہ کر پھر میری طرف متوجہ نہ ہوا اور میں غریب الوطن تھی گواہ کیسے لے آتی فَیَئِسْتُ مِنْهُ وَعُدْتُ اِلَی الْمَسْجِدِ میں ناامید ہو کر مسجد کی طرف واپس آنے لگی کہ اب کون ہے کہ جس سے اپنا مسئلہ بیان کروں، رئیس شہر نے تو بات سننا گوارا نہ کی فَرَاَیْتُ فِیْ طَرِیْقِیْ شَیْخًا

جالِسًا عَلٰی دَکَّةٍ وَحولَهُ جماعَةٌ میں نے راستہ میں ایک اور شخص کو دکان میں بیٹھے ہوئے دیکھا کہ لوگ اس کے ارد گرد جمع ہیں۔ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا الشَّیْخُ میں نے پوچھا یہ شیخ کون ہے؟ فَقالُوْا ضَامِنُ الْبَلَدِ وَهُوَ مَجُوْسِیٌّ لوگوں نے کہا یہ شہر کا کوتوالی ہے مگر مجوسی ہے مسلمان نہیں ہے۔ فَقُلْتُ عَسٰی اَنْ یَکُوْنَ عِنْدَهُ فَرَجٌ میں نے دل میں خیال کیا کہ جب مسلمان نے یہ جواب دیا ہے تو یہ میری کیا حاجت روائی کرے گا مگر شاید خدا اس کے ہاتھ سے میری حاجت روائی کرے۔

فَحدَّثْتُ حَدِیْثِیْ وَمَا جرٰی لِیْ مَعَ الشَّیْخِ میں نے اس کوتوال کو اپنا تمام حال سنایا اور رئیس شہر کے انکار کے بارے میں بھی بتایافَصَاحَ بِخَادِمٍ لَهُ فَخرَجَ فقالَ سَیِّدَتَکِ تَکْسُوْ ثِیَابَهَا یہ سن کر اس نے اپنے غلام کو آواز دی جب وہ سامنے آیا تو اس سے کہا کہ اپنی مالکہ سے کہو کہ سید زادی تشریف لائیں ہیں اپنا لباس فاخرہ انہیں پہنے کے لئے دے دو فَدَخَلَ وَخَرَجَتْ اِمْرَأَةٌ وَمَعَهَا جَوَادِیٌّ پس وہ نوکر ایک گھر میں آیا اور اس بزرگ کی زوجہ کمرے سے نکلی اور بہت سی کنیزیں اس کے ہمراہ تھیں۔

اور اپنے شوہر سے کہا کہ آپ کیا کہتے ہیں؟ فَقَالَ لَهَا اِذْهَبِیْ مَعَ هٰذِهِ الْمَرْءَةِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْفُلَانِیْ وَاحْمِلِیْ بَنَاتِهَا اِلَی الدَّارِ وہ اپنی زوجہ سے بولا کہ یہ بی بی بلخ سے آئی ہیں سیدانی ہیں اور انتہائی پریشان حال ہیں تم ان کی فلاں مسجد میں جاؤ اور ان کی صاحبزادیوں کو انتہائی عزت و احترام کے ساتھ اپنے گھر میں لے آؤ فَجَاءَتْ مَعِیْ یہ سنتے ہی وہ نیک بخت میرے ساتھ چل پڑی۔

وَحَمَلَتِ النبنَاتِ وَقَدْ اَفْرَدَلَنَا دَارًا مِنْ دِیَارِهٖ اور میرے ساتھ وہ آئی اور مجھے اور میری بھوکی پیاسی بیٹیوں کو اپنے ساتھ اپنے گھر لے آئی اور ہمارے لئے

ایک مکان خالی کرا دیا۔ وَاَدْخَلَنَا الْحَمَّامَ وَكَسَانَ ثِيَابًا فَاخِرَةً اور ہمیں پہلے نہلوایا اور ہمارے لئے قیمتی لباس بھجوایا اور ہم نے نئے کپڑے پہنے۔ وَجَاءَ نَا بِاَلْوَانِ الْاَطْعِمَةِ وَبِتْنَا بِاَطْيَبُ لَيْلَةٍ اور انواع واقسام کے کھانے ہمارے لئے بھیجے اور ہم بڑے سکون کے ساتھ سو گئے۔ فَلَمَّا كَانَ نِصْفُ اللَّيْلِ رَاىٰ شَيْخُ الْبَلَادِ الْمُسْلِمُ فِيْ مَنَامِهٖ جب نصف شب ہوئی تو رئیس شہر نے جو کہ مسلمان تھا اور جس نے سید زادی سے گواہ طلب کئے تھے خواب میں دیکھا كَانَ الْقِيَامَةَ قَدْقَامَتْ کہ گویا قیامت قائم ہوئی ہے وَاللِّوَاءُ عَلٰى رَاسِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ جناب رسولؐ خدا پر لواء الحمد سایہ فگن ہے۔ وَاِذَا قَصْرٌ مِنَ الزُّمُرُّدِ الْاَخْضَرِ فَقَالَ لِمَنْ هٰذَا اور ناگاہ ایک سبز زمرد کا عالی شان محل پر اس کی نظر پڑی اس نے پوچھا یہ محل کس کے لئے ہے؟ فَقِيْلَ لِرَجُلٍ مُسْلِمٍ مُوَحِّدٍ کسی نے جواب دیا کہ یہ قصر زمرد ایک مسلمان خدا پرست کا ہے۔

وَتَقَدَّمَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ فَاَعْرَضَ عَنْهُ وہ رئیس جناب رسولؐ خدا کے پاس آیا تو آنحضرتؐ نے اس سے اپنا رخ انور پھیر لیا۔ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُعْرِضُ عَنِّيْ وَاَنَا مُسْلِمٌ اس نے عرض کی اے رسولؐ خدا آپؐ نے مجھ سے بے رخی کیوں فرمائی ہے حالانکہ میں مسلمان ہوں فَقَالَ اَقِمِ الْبَيِّنَةَ عِنْدِيْ اَنَّكَ مُسْلِمٌ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اس بات پر گواہ لے آؤ کہ تم مسلمان ہو؟ فَتَحَيَّرَ الرَّجُلُ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَنَسِيْتَ مَا قُلْتَ لِلْعَلَوِيَّةِ یہ سن کر وہ شخص دم بخود ہو کر رہ گیا۔ حضرت نے فرمایا اے شخص آیا! تو بھول گیا ہے تو نے کل سید زادی سے کیا کہا تھا کہاں سے لے کر آئے گی تجھے اس کے حال پر رحم نہ آیا۔

وَهٰذَا الْقَصْرُ لِلشَّيْخِ الَّذِيْ هِيَ فِيْ دَارِهٖ اور دیکھ یہ قصر زمرد سبز اس کا

کہ جس کے گھر میں وہ ضعیفہ مہمان ہوئی ہے فَانۡبتَہَ الرَّجُلُ وَھُوَ یَلۡطِمُ وَیَبۡکِیۡ وہ شخص خواب سے چونک کر اٹھ بیٹھا اور اپنے منہ پر طمانچے مارنے لگا اور روتا تھا کہ جس نے اولاد رسول سے کیا بے ادبی کی ہے۔ وَبَعَثَ غِلۡمَانَہٗ فِیۡ الۡبَلَدِ وَخَرَجَ بَنَفۡسِہٖ یَعۡرُوۡزُ فِیۡ السِّکَکِ وَیَفۡتِشُ مِنۡ اَحۡوَالِھَا اس نے اپنے نوکروں کو بھیجا کہ وہ شہر میں جا کر گلی گلی کوچہ کوچہ پھریں اور اس سید زادی کے بارے میں معلوم کریں' خود بھی ادھر ادھر آقا زادی کو تلاش کرنے لگا۔ فَاَخۡبَرَ اَنَّھَا فِیۡ دَارِ الۡمَجُوۡسِیِّ۔ اسے پتہ چلا کہ وہ بی بی مجوسی کے گھر میں بطور مہمان' ٹھہری ہوئی ہیں۔

فَجَاءَ اِلَیۡہِ فَقَالَ اَیۡنَ الۡعَلَوِیَّۃُ قَالَ عِنۡدِیۡ جا کر مجوسی سے پوچھا کہ سید زادی بی بی کہاں ہیں۔ وہ شخص بولا میرے گھر میں ہے قَالَ اُرِیۡدُھَا اس کوتوال سے کہنے لگا میں چاہتا ہوں کہ ان بیبیوں کو اپنے گھر میں لے جاؤں قَالَ مَالِیۡ اِلٰی ھٰذَا سَبِیۡلٌ۔ وہ بولا مجھ سے یہ ہرگز نہیں ہو سکے گا کہ میں اپنے مہمان تجھے دے دوں۔ قَالَ ھٰذِہٖ اَلۡفُ دِیۡنَارٍ وَسَلِّمۡھُنَّ اِلَیَّ رئیس بولا ہزار دینار دیتا ہوں اگر انہیں مجھے دے دے۔ قَالَ وَاللّٰہُ وَلَا مِائَۃُ اَلۡفِ دِیۡنَارٍ وہ شخص بولا قسم ہے خدا کی اگر لاکھ دینار دے گا تو بھی نہ دوں گا۔ فَلَمَّا اَلَحَّ عَلَیۡہِ قَالَ لَہٗ الۡمَنَامُ الَّذِیۡ رَاَیۡتَہٗ اَنۡتَ رَاَیۡتُہٗ اَنَا۔

جب اس رئیس نے بہت منتیں کیں تو وہ کوتوال کہنے لگا کہ تو بلا وجہ منتیں کر رہا ہے جو خواب تو نے دیکھا ہے وہی خواب میں نے بھی دیکھا ہے۔

وَالۡقَصۡرُ الَّذِیۡ رَاَیۡتَہٗ لِیۡ خُلِقَ اور جو محل تو نے دیکھا ہے وہ خدا نے میرے لئے بنایا ہے۔ وَاِنۡ تَدُلُّ عَلٰی بَاِسۡلَامِکَ اور اگر تو مجھے اپنا مسلمان ہونا ثابت کر دے تو وہ مہمان میں تیرے حوالے کر دوں گا۔ فَوَاللّٰہِ مَانِمۡتُ وَلَا اَحَدُ

فِیْ دَارِیْ اِلَّا وَقَدْ اَسْلَمْنَا کُلُّنَا عَلٰی یَدِالْعَلَوِیَّۃِ قسم ہے خدا کی رات کو میں اور میرے گھر میں کوئی نہیں سویا ہے اور ہم سب گھر والے اس معظمہ بی بی کی برکت سے مسلمان ہو چکے ہیں اور انہیں وجہ سے ہم نے جناب رسولؐ خدا کی زیارت سے مشرف ہوئے ہیں۔ وَقَالَ لِی الْقَصْرُ لَکَ وَلاَھْلِکَ بِمَا فَعَلْتَ مِنَ الْعَلَوِیَّۃِ۔ اور حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا۔

سبز زمرد کا گھر خدا نے تیرے اور تیرے اہل خانہ کے لئے خلق کیا ہے اس کے عوض میں کہ تو نے اس ضعیفہ سیدہ سے سلوک کیا۔ وَاَنْتُمْ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ خَلَقَکُمُ اللّٰہُ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ اور تم سب اہل جنت ہو خدا نے تمہیں مومن بنا دیا ہے۔

مومنین کرام!

ذرا سوچیے تو سہی کہ جناب رسالت مآبؐ کو ایک سیدہ سے گواہ طلب کرتے یہ رنج و ملال ہوا' کیا حال ہو گا ان لعینوں کا جنھوں نے نواسۂ رسول کو مہمان بلا کر ان پر بے پناہ مظالم ڈھائے اور فرزند رسول کو بھوکا پیاسا شہید کیا اور وہ ظالم تو علانیہ طور پر کہتے تھے کہ اے حسینؑ اس دریا سے درند پرند چرند غرضیکہ ہر چیز پانی پی سکتی ہے لیکن آپ کو اور آپ کے اہل حرم اور بچوں کو پانی کا ایک قطرہ تک نہ ملے گا۔ جس گھر میں ملک الموت بھی اجازت لے کر آیا تھا لیکن فوج یزید نیزے اور تلواریں لے کر خیام حسینی میں آئے اور خیموں کو جلا دیا۔ وَیَنْزِعُوْنَ الْمَلاَحِفَ عَنْ ظُھُوْرِھِنَّ اور ان صاحبان تطہیر کی چادریں تک چھین لیں وَخَرَمُوْا اٰذَانَ اَیْتَامِ الْحُسَیْنِ وَالدَّمُ تَسِیْلُ عَلٰی خُدُوْدِھِمْ وَھُمْ یَبْکُوْنَ لِلْخَوْفِ اور یتیمان حسینؑ کے کان زخمی کئے اور ان کے کانوں اور چہروں سے خون بہہ رہا تھا وہ ظالموں کے

خوف سے رو بھی نہ سکتے تھے زبان کو زیب نہیں کہ ان اشقیاء کے ظلم وستم کو کس طرح بیان کرے۔

جب ظالموں نے خاندان رسالت کو لوٹ لیا تو ان کو طوقوں' زنجیروں سے قید کر کے بے کجاوہ اونٹوں پر سوار کر کے کوفہ و شام کی طرف چل پڑے اور دھوپ کی شدت کی وجہ سے حسینؑ کے یتیم بچوں کے چہرے بھی جھلس گئے تھے۔

اَیْدِیْھِمْ مَغْلُوْلَۃٌ اِلَی الْاَعْنَاقِ وَیُطَافُ بِھِمْ فِی الْاَسْوَاقِ اور ان بیکسوں کے ہاتھ رسیوں سے ان کی گردنوں میں بندھے تھے اور انہیں اس حالت میں بازاروں میں پھراتے تھے۔

جناب امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی جناب امام زین العابدینؑ سے سفر کوفہ و شام کی بابت دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا۔ اے فرزند! مجھے ایک بے پلان اونٹ پر سوار کیا گیا اور میرے ہاتھوں میں زنجیروں اور پاؤں میں بیڑیاں ڈالی گئیں اور میری پھوپھیاں اور میری بہنیں بلوائے عام میں بے مقنعہ و چادر بے پلان اونٹوں پر سوار کی گئیں ان کے ہاتھوں میں رسن باندھے گئے تھے اور ہمارے سامنے بار بار ہمارے عزیزوں کے سروں کو لایا جاتا تھا کسی وقت میرے بابا کا سر لایا جاتا' کسی وقت چچا عباسؑ کا' کسی وقت بھائی اکبرؑ کسی وقت بھائی قاسمؑ اور کس وقت علی اصغرؑ'' اگر ہم میں سے سر اقدس کو دیکھ کر کس کو رونا آتا تھا تو وہ ظالم ہمارے سروں پر نیزے پر مارتے تھے اور اس ذلت سے ہمیں شام میں لایا گیا۔ فَصَاحَ بِصَائِحٍ یَاَھْلَ الشَّامِ ھٰؤُلَاءِ سَبَایَا مِنْ اَھْلِ بَیْتٍ ایک لعین پکار کر کہہ رہا تھا اے اہل شام! دیکھو یہ اہل بیتؑ تمہارے شہر میں اس ذلت سے قید ہو کر آئے ہیں۔ شام والے اس قدر خوش و خرم تھے کہ گویا ان

کے نزدیک کوئی عید کا دن ہے۔ یزید نے شراب کی محفل سجا رکھی تھی اور سات سو کرسی نشین اس دربار میں موجود تھے جب اس شقی نے اہل بیت حسینؑ کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ ثُمَّ وُضِعَ رَأسُ الْحُسَیْنِ بَیْنَ یَدَیْہِ فِیْ طَسْتٍ مِنْ ذَھَبٍ وَاُجْلِسَ نِسَاءُ الْحُسَیْنِ فِیْ مَجْلِسِہٖ پھر امام مظلوم کے سر اقدس کو طشت طلا میں سامنے رکھوایا اور دختران فاطمہ زہراءؑ کو نامحرموں کے سامنے بے مقنعہ و چادر بلایا' خدا جانے اس وقت روحِ رسولؐ خدا کا کیا حال ہوگا؟ جب ان کی نواسیاں اس مصیبت میں گرفتار ہوں گی۔

جناب سکینہؑ فرماتی ہیں کہ جب ہم سب نامحرموں کے سامنے خاک شفاء کی ردہ اوڑھ کر کھڑے تھے ۔ ثُمَّ اِنَّ رَجُلًا مِنْ اَھْلِ الشَّامِ اَحْمَرِ قَامَ اِلَیْہِ فَقَالَ پھر اک سرخ چہرے والا شخص اس محفل میں کھڑا ہو گیا۔ اور کہنے لگا۔ یَااَمِیْرَ الْمُوْمِنِیْنَ ھَبْ لِیْ ھٰذِہِ الْجَارِیَۃَ۔ یعنی اے امیر! یہ بچی مجھے دے دے میں اسے کنیز بنا لیتا ہوں کہ یہ بچی ہمارے گھر کے کام کاج کرے گی' اس وقت ڈر کر میں اپنے بھائی سجادؑ کے پاس آ گئی خدا معلوم اس وقت جناب سکینہؑ کا کیا حال ہو گا۔ حضرات کیا غضب ہے کہ اولاد زہراؑ کو لوگ کنیزی میں طلب کرنے لگے۔ جناب سکینہؑ کہتی ہیں پھر میں اپنی پھوپھی جان حضرت زینبؑ کے دامن سے لپٹ گئی اور کہا پھوپھی جان مجھے بچا لیجئے۔ فَقَالَتْ لَہٗ کَذِبْتُ وَاللّٰہِ مَاذٰلِکَ وَلَالَہٗ پھوپھی جان نے مجھے گلے سے لگا کر دلاسا دیا اور اس شقی سے مخاطب ہو کر فرمایا تو جھوٹا ہے' تیری کیا مجال کہ فاطمہ زہراءؑ کی پوتی کے بارے میں یہ بات کرے۔

یہ سن کر یزید غصے میں بولا کہنے لگا تم سب جھوٹے ہو اگر میں چاہوں تو یہ بچی اس شخص کی کنیزی میں دے سکتا ہوں قَالَتْ لَا وَاللّٰہِ مَاجَعَلَ اللّٰہُ ذٰلِکَ لَکَ

الَّا اَنْ تَخْرَجُ مِن مِلَّتِنَا اے یزید تو نے سب ظلم کیے ہم نے صبر کیا لیکن تیری مجال نہیں ہے کہ تو سکینہؑ کے بارے میں یہ جملہ کہے۔ یزید غصے سے بولا ایسی باتیں کر کے تم مجھ سے مقابلہ کرنا چاہتے ہو؟ دختر علیؑ نے فرمایا یزید! تو دین اسلام سے خارج ہو چکا ہے قَالَ کَذَبْتَ یَا عَدُوَّةَ اللّٰهِ وہ لعین غصے سے بولا اے دشمن خدا تو جھوٹ کہہ رہی ہے۔ جب اس مظلومہ نے دیکھا کہ اس جہنمی کا غصہ بڑھ رہا ہے تو ناچار ہو کر یہ فرمایا کہ جس سے جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ اے یزید یَشْتُمُ ظُلْمًا وَیَقْهَرُ بِسُلْطَانِهٖ تجھے اپنی سلطنت پر ناز ہے کہ تیرے جو جی میں آئے وہ کرے یہ سن کر وہ چپ ہو گیا اور کچھ سوچنے لگا فَاَعَادَ الشَّامِیُّ لَعَنَهُ اللّٰهُ ذٰلِکَ الْقَوْلِ اس شامی نے پھر عرض کی کہ اے یزید کیا میری درخواست قبول ہوئی ہے کہ اس بچی کو نوکرانی پر اپنے ساتھ لے جاؤں؟ یزید بولا اے بدبخت! دور ہو جا میرے دربار سے خدا تجھے موت دے تو نے انہیں ترک و روم کے قیدی سمجھا ہے' یہ نہیں جانتا کہ یہ فخر شجاعانِ عرب کے اہل بیتؑ میں اور رسولؐ خدا کی نواسیاں ہیں۔ کیا بے حیا تھا وہ شقی کہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی اس نے اہل بیت رسولؐ پر اس قدر مظالم ڈھائے' انہیں بلوائے عام میں کھڑا کیے رکھا پھر ان کو رہائی نہ ملی بلکہ ایسے قید خانہ میں قید کیا کہ اہلبیت اطہار دن کو دھوپ میں جلتے تھے اور رات کو اوس میں بھیگتے تھے حَتّٰی اِقْشَعَرَّتْ وَجُوْهِهُمْ یہاں تک ان کے چہروں کا رنگ بھی متغیر ہو گیا۔

روایت نمبر 61

قیامت کے روز حسنین شریفین ؑ کے لئے دو نور کے منبر لائے جائیں گے اور یہ دونوں شہزادے ان پر تشریف فرما ہوں گے۔ جناب امام حسینؑ کا ایک یہودی کے گھر جانا اور اس یہودی کا مشرف بہ اسلام ہونا' اسیران کربلا کا دربار یزید میں جانا' یزید کا جناب امام زین العابدینؑ کو قتل کرنے کا حکم دینا' جناب سکینہ کا قید خانے میں انتقال کرنا۔

مولانا عابد عسکری

فِیْ الْاِمَالِیْ عَنْ نَافِعِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ زُیِّنَ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ بِکُلِّ زِیْنَۃٍ۔ کتاب امالی میں ابن بابویہ نے نافع ابن عمر سے روایت کی ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا: جب روز قیامت ہوگا تو عرش معلیٰ کو ہر زینت وخوبصورتی کے ساتھ سجایا جائے گا۔ ثُمَّ یُؤْتٰی بِمِنْبَرَیْنِ مِنْ نُوْرٍ طُوْلُھُمَا مِائَۃُ مِیْلٍ پھر نور کے دو منبر آئیں گے کہ ان کا طول سو میل ہوگا۔ پس ایک منبر عرش کی داہنی طرف اور دوسرا بائیں طرف رکھا جائے گا۔ ثُمَّ یُؤْتٰی بِالْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ فَیَقُوْمُ الْحَسَنُ عَلٰی اَحَدِھِمَا وَالْحُسَیْنُ عَلَی الْاُخْرٰی پھر حسنین شریفینؑ تشریف لائیں گے جناب امام حسنؑ ایک منبر پر تشریف لے جائیں گے اور جناب امام حسینؑ دوسرے منبر پر فَیُزَیِّنُ الرَّبُّ تَعَالٰی بِھِمَا عَرْشَہٗ کَمَا یُزَیِّنُ الْمَرْءَ ۃُ بِقُرْطَیْھَا پروردگار عالم ان دونوں شہزادوں سے اپنے عرش کو یوں مزین کرے گا جیسے عورت گوشواروں سے خود کو مزین و آراستہ کرتی ہے۔

حیف ہے اس فلک کج رفتار پر کہ اس نے ان گوشوارہائے الٰہی سے کیسی روگردانی کی کہ امام حسنؑ کو ظالموں نے وہ زہر دیا کہ جگر اقدس کے بہتر ٹکڑے ہوئے یہاں تک ان کے جنازے کو ان کے نانا کی قبر تک نہ آنے دیا اور جنازے پر تیر لگوائے کہ کئی تیر جسم مبارک پر لگے۔

حسینؑ مظلوم کو تین دن پانی نہ دیا اور گرم ریت پر گوسفند کی مانند ذبح کیا گیا اور آپ کی لاش اقدس چند دنوں تک بغیر دفن وکفن کے پڑی رہی اور آپ کا سر کاٹ کر نوک سناں پر رکھا گیا اس لئے کہ دنیا والے تماشا دیکھیں (نعوذ باللہ)

رَوٰی اِبْنُ شَھْرُ اٰشُوْبَ عَنِ الْحُسَیْنِ ابْنِ عَلِیٍّ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ ابن شہر آشوب نے جناب امام حسینؑ سے روایت کی ہے۔ کہ آپؑ نے فرمایا

صحَ عِندِیْ قَوْلُ النَّبِیّ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ بَعْدَ الصَّلوٰۃِ اِدْخَالُ السُّرُوْرِ فِیْ قَلْبِ
لْمُؤْمِنِیْنِ بِمَا لَااِثْمَ فِیْہِ میں نے اپنے جد بزرگوار سے سنا ہے کہ نماز کے بعد
بہترین عمل مومن کو خوش کرنا ہے مگر وہ خوشی معصیت خدا پر مبنی نہ ہو۔

فَاِنّیْ رَاَیْتُ غُلَامًا یُوَاکِلُ کَلْبًا میں نے ایک غلام کو دیکھا کہ ایک کتے
کو اپنے ساتھ کھلاتا ہے فقلت لہ فی ذٰلک میں نے اس کتے کے ساتھ کھلانے کا
سبب پوچھا فَقَالَ یَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اِنّیْ مَغْمُوْمٌ اَطْلُبُ سُرُوْرًا بِسُرُوْرِہٖ اس نے
عرض کی یابن رسول اللہ! میں مغموم ہوں چاہتا ہوں کہ اسے خوش کروں شاید کہ اس
کے خوش کرنے سے خدا مجھے خوش کرے اور میرے غم کو دور کرے۔ لِاَنَّ صَاحِبَتِیْ
یَھُوْدِیٌّ اُرِیْدُ اَنْ اُفَارِقَہٗ وہ پریشانی ہے کہ میرا مالک یہودی ہے چاہتا ہوں کہ خدا
اس کی غلامی سے مجھے نجات دے۔

فاتی الْحُسَیْنُ بِصَاحِبِہٖ بِمَاتِیْ دِیْنَارٍ ثَمَنًا لَہٗ جناب امام حسینؑ نے
جب یہ سنا تو آپؑ کو اس کے حال پر رحم آیا اور دو سو دینار (جو اس غلام کی قیمت
تھی) لے کر اس کے مالک کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اے یہودی! یہ
اپنا غلام مجھے بیچ دے فَقَالَ یَھُوْدِیٌّ اَلْغُلَامَ فِدَاءٌ لِخُطُوَاتِکَ وَھٰذَا الْبُسْتَانُ لَہٗ
وَرَدَدْتُ عَلَیْکَ الْمَالَ وہ یہودی آپؑ کے تشریف لانے سے بہت خوش ہوا اور
عرض کی یہ غلام آپ کے قدموں پر نثار جن قدموں سے آپؑ نے مجھے سرفراز فرمایا
اور میں نے اپنا باغ غلام کو دیا اور اس کی قیمت آپ کو ہبہ کی۔

فَقَالَ وَقَدْ وَھَبْتُ لَکَ الْمَالَ۔ حضرتؑ نے ارشاد فرمایا میں نے تجھے یہ
مال یونہی بخشا قَالَ قَبِلْتُ وَوَھَبْتُہٗ لِلْغُلَامِ اس یہودی نے عرض کی یہ دینار میں نے
قبول کئے اور دیتا ہوں اس غلام کو فَقَالَ الْحُسَیْنُ اَعْتَقْتُ الْغُلَامَ وَوَھَبْتُ لَہٗ

جمیعًا جناب امام حسینؑ نے فرمایا کہ میں نے اس غلام کو راہ خدا میں آزاد کیا اور سب مال اسے بخشا فَقَالَتِ اِمْرَاتُهٗ قَدْ اَسْلَمْتُ وَوَهَبْتُ زَوْجِیْ مَهْرِیْ جب زوجۂ یہودی نے امامؑ کا یہ خلق وکرم دیکھا تو بولی میں مسلمان ہوئی اور اپنا مہر اپنے شوہر کو بخش دیا ہے۔

فَقَالَ الْیَهُوْدِیُّ وَاَنَا اَیْضًا اَسْلَمْتُ وَاَعْطَیْتُهَا الدَّارَ۔ یہودی نے کہا میں مسلمان ہوا اور اپنا گھر اپنی زوجہ کو دیا۔ حضرات جائے تأمل ہے یہودی تو یہ فرزند رسول کی یہ قدر شناسی کرے اور حضرتؑ کی تشریف آوری پر خوش ہو اور آپؑ کے احترام میں اپنا غلام آزاد کر دے۔ لیکن اُمت رسول نے اس نواسۂ رسول کو مہمان بلا کر برباد کیا اور اس کے پیاسے ذبح ہونے کی خوشی میں جشن مناتے تھے اور عداوت سے حضرتؑ کا نام نہ لیتے تھے جو پوچھتا تھا تو کہتے تھے کہ ہم نے ایک خارجی کو قتل کیا اور اہل بیتؑ کو ترک و روم کے قیدیوں کی مانند قید کر کے کوفہ و شام کے دربار' بازار پھرائے اور دختران رسولؐ رو کر کہتی تھیں یَارَسُوْلَ اللّٰهِ بَنَاتُکَ اُسَارٰی کَاَنَّهُنَّ بَعْضُ اُسَارَی الْیَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی اے رسولؐ خدا! آپؐ کی بیٹیاں یہود و نصاریٰ کے قیدیوں کی مانند قید ہیں اور وہ سب اس دردناک آواز کے ساتھ ماتم کرتی تھیں کہ سننے والوں کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتے تھے۔ وَتَارَةً یَنُحْنَ عَلَی الْمَذْبُوْحِ الْقَفَا وَمَهْتُوْکِ الْجَنَاءِ الْعُرْیَانِ بِلَارَادٍ وَاَکْفَانٍ اور کبھی روتی تھیں اپنے اس غریب بھائی پر جس کا سر پس گردن اتارا گیا' جس کے خیمے لٹ گئے اور بے گور و کفن پڑا رہا۔

ابن نما نے روایت کی ہے کہ جناب امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ جب ہم کو دربار یزید میں لایا گیا تو ہماری گردنوں میں طوق پڑے ہوئے تھے اور ہمارے

ہاتھ رسیوں سے بندھے تھے جب اس حالت میں ہمیں یزید کے سامنے لے گئے تو میں نے کہا اے یزید میں تجھے قسم دیتا ہوں خدا کی اگر رسولؐ خدا ہمیں اس حالت میں دیکھتے تو ان پر کیا گذرتی اور تجھے کیا کہتے ۔ فَاَمَرَ یَزِیْدُ بِالْحِبَالِ فَقُطِعَتْ یہ سن کر یزید نے کہا ان کے گلے اور بازوؤں سے رسیاں کاٹ ڈالو پس اہل بیتؑ کے بازوؤں اور گلے سے رسیاں کاٹی گئیں۔ ثُمَّ وُضِعَ رَاْسُ الْحُسَیْنِ بَیْنَ یَدَیْہِ پھر اس نے جناب امام حسینؑ کا سر اقدس اپنے سامنے رکھوایا آہ جب بیمار کربلا نے اپنے مظلوم بابا کا سر دیکھا تو دھاڑیں مار کر رونے لگے راوی کہتا ہے جب جناب زینبؑ کی اپنے بھائی حسینؑ کے سر پر نظر پڑی تو بی بی نے رونا اور ماتم کرنا شروع کر دیا اور اس آواز سے بین کر کے روتی تھیں کہ سننے والوں کے دل ٹکڑے ہوتے تھے۔

اور یہ فرماتی تھیں ۔ یَاحُسَیْنَاہُ یَا حَبِیْبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔ یَا سُرُوْرَ قَلْبِ الزَّھْرَاءؑ یَا بْنَ عَلِیِّ الْمُرْتَضٰی ہائے حسینؑ ہائے میرے بھائی زینبؑ آپ پر قربان ہو جائے۔ بِالْاَمْسِ تَضَعُ اُمِّیْ فَاطِمَۃُ الزَّھْرَاءُ رَاسَکَ عَلٰی صَدْرِھَا وَیُھَزُّ مَھْدَکَ جِبْرَئِیْلُ وَیُنَاغِیْکَ فِیْ مَھْدِکَ مِیْکَائِیْلُ ؑ کل کی بات ہے اے بھائی کہ میری ماں فاطمہ زہراءؑ آپ کے سر کو سینہ پر رکھ کر سوتی تھیں۔ اور جبرئیلؑ جھولا جھلاتے اور میکائیلؑ لوریاں دیتے تھے۔ وَالْیَوْمَ وَضِعَ حَقِیْراً بَیْنَ یَدَیْ یَزِیْدُ اور آج وہی آپ کا سر مبارک اس ذلت سے یزید کے سامنے رکھا ہے۔

قربان ہو زینبؑ آپ کے ان سوکھے ہونٹوں پر جو پیاس سے مرجھائے ہوئے ہیں اور ایک قطرہ آپ فرات سے تر نہ ہوئے۔ راوی کہتا ہے کہ حاضرین رونے لگے اور لعین چپ رہا ہے۔ یزید کے گھر میں ایک خاتون تھی وہ اہل بیتؑ کی

مصیبت پر بے اختیار روتی تھی اور کہتی تھی ہائے میرے بزرگ آپؑ کے بعد یتیموں اور بے سہارا لوگوں کی خبر کون لے گا؟

راوی کہتا ہے کہ ایک بار پھر دربار یزید میں کہرام برپا ہوا' اہل بیتؑ کی آواز گریہ کو جو بھی سنتا تھا رو پڑتا تھا آہ کس زبان سے کہوں کہ یزید نے چھڑی اٹھائی اور امام مظلومؑ کے دندان مبارک پر لگانے لگا۔ یہ دیکھ کر ابو برزہ اسلمی بول اٹھا اے یزید لعنت ہو تجھ پر میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے رسولؐ خدا کو ان دانتوں اور اس چہرے سے پیار کرتے ہوئے دیکھا ہے اور فرماتے تھے کہ میرے دونوں بیٹوں (حسنؑ و حسینؑ) جوانانِ جنت کے سردار ہیں۔اور ان کے دشمنوں پر لعنت کرے فَغَضَبَ یَزِیْدُ وَاَمَرَ بِاِخرَاجِہٖ فَاُخْرِجَ یہ سن کر یزید کو سخت غصہ آیا اور کہا اسے دربار سے نکال دو اور حکم دیا کہ اس سر کو دروازۂ شہر پر لٹکایا جائے پھر وہ جناب امام زین العابدینؑ سے مخاطب ہوا اور بولے اے علی ابن حسینؑ تمہارے باپ نے ہم سے خود علیحدہ راستہ اختیار کیا دعویٰ خلافت کیا دیکھا تم نے کہ خدا نے آپ لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ جناب سید سجادؑ نے یہ جواب میں فرمایا اے معاویہ و ہندہ کا بیٹا! یزید سن' نبوت و امامت ہمیشہ ہمارے آباؤ طاہرینؑ کے لئے تھی قبل اس کے کہ تو پیدا ہو اور میرے جد امجد جناب علی بن ابی طالب تھے وہ لشکر پیغمبر کے علمدار تھے جبکہ روز بروز احد و احزاب تیرا باپ و دادا لوائے لشکر کفار کا اٹھانے والا تھا۔ اے یزید! تجھے شرم نہیں آتی کہ میرے بابا حسینؑ فرزند فاطمہ زہراءؑ کا سر اقدس شہر کے دروازے پر لٹکایا جائے اور وہ تم لوگوں میں امانت رسولِ خداؐ تھے کیا جواب دو گے جناب رسولِ خداؐ کو جب وہ پوچھیں گے کہ تم نے میرے اہل بیت سے کیا سلوک کیا۔

فَاَغْتَاظَ یَزِیْدُ وَقَالَ بِجلْوَازِہٖ اَدْخِلْہُ فِی ھَذَا الْبُسْتَانِ وَاقْتُلْہُ وَادِفَنْہُ فِیْہِ۔ یزید غصے ہوا اور ایک جلاد سے بولا اسے باغ میں لے جا کر قتل کر اور وہیں

دفن کر دے آہ جونہی یہ بات جناب زینبؑ نے سنی کہ میرا بھتیجا بھی مارا جا رہا ہے رو کر سید سجادؑ سے لپٹ گئیں اور بولیں اے یزید! ہمارے عزیزوں کی خونریزی تجھے کافی نہ ہوئی خدا کی قسم میں ان سے جدا نہ ہوں گی اگر انہیں قتل کرے گا تو مجھے بھی قتل کر۔ فقالَ عَلِیٌّ یا عَمَّتاہُ دَعِینِیْ اُنْظُرِیْ اِلٰی اٰثَارِ قُدْرَتِ اللّٰہِ۔ جناب امام زین العابدینؑ نے فرمایا اے پھوپھی اتنا پریشان کیوں ہوتی ہو چھوڑ دو مجھے اور قدرتِ خدا کا مشاہدہ کرو کیا مجال ہے کہ مجھے یہ ظالم قتل کر سکے؟ یہ سن کر جناب زینبؑ نے اپنے بیٹے سجادؑ کو چھوڑ دیا۔ اس جلاد نے کیا کیا کہ امام علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر لے گیا۔ وَجَعَلَ یَحْفِرُ وَالسَّجَادُ یُصَلِّیْ وہ ظالم قبر کھودنے لگا اور عابد بیمار نماز پڑھنے لگے جب وہ قبر کھود چکا تو تلوار اٹھائی فَلَمَّا ھُمَّ بِقَتلِہٖ ضَرَبَہٗ یَدٌ مِنَ الْھواءِ فخرَّ لِوَجْھِہٖ وَشَھَقَ وَدَھَشَ اس شقی نے حضرت پر تلوار لگائی ناگاہ ہوا میں ایک ہاتھ نمودار ہوا اور اس لعین کے منہ پر ایک زور دار تھپڑ رسید کیا کہ وہ چیخ کر منہ کے بل زمین پر گر پڑا اور واصل جہنم ہوا۔

یہ سارا منظر یزید کے بیٹے خالد نے دیکھا جا کر یزید سے بیان کیا یزید نے کہا کہ اس جلاد کو اسی قبر میں دفن کر دو اور سجادؑ کو چھوڑ دو۔ اور اہل بیت حسینؑ کو ایسے مکان میں بند کر دو کہ جہاں دن کو دھوپ میں جلیں اور رات کو اوس میں بھیگیں۔ فلَمّا اَدْخَلُوْھُمُ الدَّار کَانُوْا مَشْغُوْلِیْنَ بِاَقَامَۃِ الْعزَاءِ جب وہ مصیبت رسیدہ اس مکان میں قید ہوئے تو ماتم حسینؑ میں مشغول ہوئے وَاِنَّہٗ کَانَ لِمَوْلَانَا الْحُسَیْنِ بِنْتٌ عُمْرُھا ثَلٰثُ سَنَوَاتٍ راوی کہتا ہے کہ ان اسیروں میں ایک امام حسینؑ کی صاحبزادی تھی۔ اس بچی کا سن تین برس کا تھا "وَمِنَ الْیَوْمِ الَّذِیْ قُتِلَ اَبُوْھا تَبْکِیْ لِفُرْقَتِہٖ اور جس روز سے امام مظلوم شہید ہوئے تھے اس روز سے وہ بچی روتی تھی اور بیتابی کرتی تھی۔ وَکُلَّمَا طَلَبَتْ اَبَاھَا یَقُوْلُوْنَ غَدًا یَاتِیْکِ وَمَعَہٗ مَا تَطْلُبِیْنَ اور جب وہ اہل بیتؑ سے اپنے بابا کے بارے میں پوچھتی تو جناب زینبؑ

خاتون اور اہل حرم بہلا کر کہتے تھے کہ اے میری بیٹی نہ رو کل تمہارے بابا آئیں گے اور جو چیزیں مانگتی ہو وہ بھی لائیں گے یہاں تک ایک رات اسی قید خانہ میں روتے روتے سو گئی خواب میں امام مظلوم کو دیکھا۔

فَلَمَّا انْتَبَهَتْ صَاحَتْ وَبَكَتْ چونک کر اٹھی اور بیساختہ ایک چیخ ماری اور رونے لگی سب اس بچی کو دلاسا دیتے تھے اور بہلاتے تھے اور کہتے تھے کہ اے بیٹی مت رو، صبر کرو، قَالَتْ ائْتُونِيْ بِوَالِدِيْ وَقُرَّةِ عَيْنِيْ وہ رو کر کہتی تھی ابھی میرے بابا پاس کھڑے تھے کہاں گئے انہیں ابھی بلائیں ورنہ میں مر جاؤں گی فَضَجُّوْا بِالْبُكَاءِ وَالْعَوِيْلِ وَجَدَّدُوْا الْاَحْزَانَ وَلَطَمُوْا الْخُدُوْدَ وَنَشَرُوْا الشُّعُوْرَ وَاَقَامَ الصِّيَاحَ اس یتیم کی باتوں کو سن کو اہل بیتؑ میں کہرام مچ گیا سب اہل حرم ماتم کرنے لگے رونے کی آواز سن کر یزید بولا کہ یہ کیا ماجرا ہے قَالُوْا اِنَّ بِنْتَ الْحُسَيْنِ الصَّغِيْرَةَ رَاَتْ اَبَاهَا بِنَوْمِهَا وَهِيَ تَطْلُبُهٗ لوگوں نے کہا کہ امام حسینؑ کی تین برس کی بیٹی ہے اس بچی نے اپنے بابا کو خواب میں دیکھا کہ وہ انہیں تلاش کر رہی ہے اور ان کے پیچھے دوڑ رہی ہے اسی لئے اس کے حال پر سب بیبیاں گریہ کر رہی ہیں۔ یزید نے کہا کہ اس کے باپ کا سر اس کو دکھایا جائے پس حضرت کا سر اقدس ایک طشت میں رکھ کر رومال سے ڈھانپ کر اس یتیم کے سامنے لایا گیا جب اس بچی نے کپڑا ہٹایا۔ فَقَالَتْ مَاهٰذَا الرَّاْسُ بولی یہ کس کا سر ہے فَقَالُوْا رَاْسُ اَبِيْكِ کہا گیا یہ آپ کے بابا حسینؑ کا سر ہے۔ فَرَفَعَتْهُ مِنَ الطَّسْتِ وَهِيَ تَقُوْلُ وَتَبْكِيْ یہ سن کر اس یتیم نے اپنے بابا کا سر اٹھا لیا اور رو رو کر کہتی تھی۔

يَااَبَتَاهُ مَنْ ذَاالَّذِيْ خَضَبَكَ بِدِمَائِكَ ہائے بابا کس ظالم نے آپ کی ریش مبارک خون سے رنگین کر دی ہے۔ يَا اَبَتَاهُ مَنْ ذَاالَّذِيْ قَطَعَ رَاْسَكَ وَرِيْدَيْكَ ہائے میرے مظلوم بابا آپ کا سر اقدس بدن سے کس نے جدا کیا ہے۔ اور کس سنگدل نے آپ کی گردن کاٹی ہے؟

اَبَتَاهُ مَنْ ذَاالَّذِیْ اَیْتَمَنِیْ عَلٰی صِغْرِسَنِی ہائے بابا کس بے رحم نے مجھے چھوٹی سی عمر میں یتیم کیا ہے اور آپ کے بعد کون ہمیں سہارا دے گا۔ اَبَتَاهُ مَنْ لِلنِّسَاءِ الْخَاسِرَتِ وَمَنْ لِلْاَرَمِلِ الْمُبِیَّاتِ اے بابا کون ہے ان مظلوم ترین بیبیوں کا جو ان کی سرپرستی کرے یَا اَبَتَاهُ لَیْتَنِیْ کُنْتُ قَبْلَ هٰذَا الْیَوْمِ عُمْیًا کاش میں اندھی ہوتی اور آپ کے سر اقدس کو اس حالت میں نہ دیکھتی پھر بی بی نے اپنا ننھا سا چہرہ اپنے بابا کے چہرے پر رکھ دیا۔

وَبَکَتْ بُکَاءً شَدِیْدًا حَتّٰی غُشِیَتْ عَلَیْهَا اور اس بیتابی سے روئی کہ آخر بے ہوش ہوگئی اہل حرم نے چاہا سکینہؑ کو امام حسینؑ کے سر مبارک سے جدا کر لیں۔ فَلَمَّا حَرَّکُوْهَا فَاِذَا قَدْ فَارَقَتْ رُوْحُهَا الدُّنْیَا جب اہل حرم نے اسے ہلا کر دی دیکھا کہ اس بچی کی روح اقدس گلشن جنت کی طرف پرواز کر گئی ہے۔ اَنَّا لِلّٰهِ وَاَنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ سکینہؑ مر گئی حسینؑ' سینے پر سونے والی معصومہ سب بیبیوں کو روتا ہوا چھوڑ کر چلی گئی۔ بابا حسینؑ نے چچا غازی بھائی اکبرؑ بھائی قاسمؑ' بھائی علی اصغرؑ بھائی عون محمدؑ'' کو یاد کر کے ماتم کرنے والی' یتیم سکینہؑ'' اپنے درناک بین سے سلطنت یزید کے در و دیوار کو ہلانے والی ننھی مجاہدہ انتقال کر گئی ہے' ہائے غربت ہائے پردیس' ہائے یتیمی' ہائے اسیری' سکینہؑ اپنے بابا کے پاس چلی گئی شاید اس لئے سکینہؑ کو حسینؑ کے بغیر اور حسینؑ کو سکینہؑ کے بغیر چین نہ آتا تھا' سکینہؑ کی میت پر اہل بیتؑ بہت روئے اور اس بیتابی سے روتے تھے کہ تمام اہل شہر ان کے رونے سے روتے تھے۔

روایت نمبر 62

فضائل امام زین العابدینؑ' مچھلی کے پیٹ سے موتیوں کا نکلنا' اہل حرم کا شام میں داخلہ اور ایک شامی کا اپنے افعال سے توبہ کرنا' اہل بیت اطہارؑ کو ایک ایسے پرانے مکان میں قید کرنا کہ جو سانپوں اور بچھوؤں سے بھرا ہوا تھا۔

مولانا عابد عسکری

کتاب الخرائج میں منقول ہے کہ جناب امام زین العابدینؑ حج میں مشغول تھے اس سال ہشام بن عبد المالک بن مروان (جو کہ خلیفہ وقت تھا) حج کے لئے آیا فَازْدَحَمَ النَّاسُ عَلٰی عَلِیِّ ابْنِ الْحُسَیْنِؑ اور سب لوگوں نے جناب امام زین العابدین علیہ السلام پر اژدھام کیا اور حال یہ تھا کہ جب ہشام حجر اسواد کا ارادہ کرتا تھا لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے اس کو جگہ نہ ملتی تھی اور جب حضرتؑ ارادہ کرتے تھے تو سب لوگ جگہ چھوڑ دیتے تھے اور امام علیہ السلام بڑی آسانی سے حجر اسود کا بوسہ لیتے تھے۔وَقَالُو اِلھِشَامٌ مِنْ ھُوَ ھٰذَا ھِشَامِ ہشام کے ساتھیوں نے ہشام سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہیں؟ جن کی لوگ اتنی زیادہ عزت کر رہے ہیں۔ فَقَالَ ھِشَامٌ لَا اَعْرِفُهٗ لِئَلَّا یُرْغَبَ ہشام بولا میں انہیں پہچانتا تا کہ لوگ حضرت علی کی طرف توجہ نہ کریں۔ فَقَالَ فَرَزْدَقُهٗ اَنَا وَاللّٰهِ اَعْرَفُهٗ فرزدق شاعر وہاں پر موجود تھے بولے کہ میں انہیں جانتا ہوں اور انہوں نے اس وقت قصیدہ تیار کیا اور اشعار پڑھنے لگے یعنی وہ برگزیدہ خدا ہیں جنہیں پوری دنیا جانتی ہے انہیں تو خود خانہ خدا بھی جانتا ہے۔ فَاَخَذَهٗ ھِشَامٌ وَحَبَسَهٗ یہ سن کر ہشام فرزدق پر ناراض ہوا اور انہیں قید کیا۔ فَبَعَثَ اِلَیْهِ عَلِیُّ ابْنُ الْحُسَیْنِ بَدَنَا نِیْرَ فَرَدَّھَا وَقَالَ مَاقُلْتُ اِلَّا دَیَانَةً۔ امام علیہ السلام نے فرزدق کے لئے کچھ رقم بھیجی جو انہوں نے شکریہ کے ساتھ واپس لوٹا دی اور عرض کی میرے آقا! یہ اشعار میں نے فریضہ ایمانی کے طور پر کہے تھے میں ان سے دولت و شہرت حاصل کرنا نہیں چاہتا تھا۔ فَبَعَثَ اللّٰهُ اَیْضًا فَقَالَ قَدْ شَکَرَ اللّٰهُ لَکَ ذٰلِکَ اِلَیْهِ اَنَا اَھْلُ الْبَیْتِ لَا نَاْخُذُ مَااَعْطَیْنَاهُ فَقَبَّلَھَا فَرَزْدَقُ حضرت نے وہ رقم دوبارہ بھیج دی اور فرمایا اے فرزدق! اللہ تعالیٰ تجھے اس کا اجر دے گا۔ ہم اہل بیتؑ جو دیتے ہیں پھر واپس نہیں لیتے فرزدق نے تبرک کے طور پر وہ رقم لے لی۔ فَلَمَّا طَالَ الْحَبْسُ عَلَیْهِ وَکَانَ قَدْ تَوَعَّدَهٗ بِالْقَتْلِ فَشَکٰی اِلَی الْاِمَامِ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَدَعَا لَهٗ فَخَلَّصَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ جب قید لمبی ہوئی اور ہشام نے کہا کہ میں

اسے قتل کر دوں گا تو فرزدق نے امام علیہ السلام کی خدمت میں دعا کی درخواست کی کہ یا حضرت دعا کیجئے امام علیہ السلام نے دعا کی پروردگار عالم نے فرزدق کو قید ستم سے نجات دی۔

فَجَاءَ اِلَيْهِ فَقَالَ يَابْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِنَّهُ مَحٰی اِسْمِیْ مِنَ الدِّیْوَانِ فرزدق نے عرض کی یا بن رسول اللہ! ہشام نے مجھے ملازمت سے برطرف کر دیا ہے۔ امام علیہ السلام نے پوچھا کہ وہ تجھے کتنی تنخواہ دیتا تھا فرردق نے حساب کیا حضرت نے اسی حساب سے چالیس برس کا خرچ عطا فرمایا۔

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ لَوعَلِمْتُ اَنَّکَ تَحْتَاجُ اِلٰی اَکْثَرَ مِنْ هٰذَا لَا عطيتُکَ. اور ارشاد کیا اگر میں جانتا کہ تجھے اس سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے تو میں اس سے بھی زیادہ دیتا۔ فَمَاتَ فَرَزْدُقْ لَمَّا انْتَهَتْ اَرْبَعُونَ سَنَةً راوی کہتا ہے کہ جب چالیس برس پورے ہوئے تو فرزدق نے انتقال کیا۔ اور اسی کتاب میں منقول ہے کہ جب حجاج بن یوسف نے خانہ کعبہ کی عمارت کو گرایا ثُمَّ عَمَرُوْهَا وَاَرَادَ اَنْ يَنْصِبُوْا الْحَجَرَ الْاَسْوَادَ پھر بنانے کا حکم دیا اور لوگ خانہ کعبہ کو بنانے لگے اور چاہا کہ حجر اسود کو نصب کریں۔

فَکُلَّمَا نَصَبَ عَالِمٌ مِنْ عُلَمَاءِ هِمْ اَوْقَاضٍ مِنْ قُضَاتِهِمْ اَوْزَاهِدٌ مِنْ زُهَّادِهِمْ يَتَزَلْزَلُ وَيَضْطَرِبُ وَلَا يَسْتَقِرُّ الْحَجَرُ مِنْ مَکَانِهٖ جب کوئی عالم' قاضی یا زاہد نصب کرتا تھا تو حجر الاسود کانپتا تھا اور گر پڑتا تھا اور اپنے مقام پر نہ ٹھہرتا تھا۔

فجَاءَ الْاِمَامُ عَلِیُّ ابْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَخَذَهٗ مِنْ اَيْدِيْهِمْ وَسَمَّی اللّٰهَ ثُمَّ نَصَبَهٗ فَاسْتَقَرَّ فِیْ مَکَانِهٖ وَکَبَّرَا النَّاسُ جناب امام زین العابدین علیہ السلام تشریف لائے اور ان کے ہاتھ سے حجر اسود کو لے لیا اور بسم اللہ کہہ کر نصب کیا گویا وہ امام علیہ السلام ہی کا منتظر تھا نہ لرزا' نہ کانپا اپنے مقام پر جم گیا یہ معجزہ دیکھ کر سب لوگ نے صدائے اللہ اکبر بلند کی۔

اور اسی کتاب میں روایت کی ہے اِنَّ رَجُلاً دَخَلَ عَلٰی عَلِیِّ ابْنِ الْحُسَیْنِ وَشَکٰی اِلَیْهِ الْفَقْرَ ایک شخص امام زین العابدینؑ کی خدمت میں آیا اور اپنے فقر کے بارے میں بات کی فَبَکٰی علیہ السلام آپ اپنے غلام کی غربت اور تنگدستی کے بارے سن کر رونے لگے فَلَمَّا خَرَجَ الْقَوْمُ وَکَانَ فِیْهِمْ مُخَالِفٌ فَقَالَ جب مجلس برخاست ہوئی اور لوگ باہر آئے تو ان میں ایک شخص امام علیہ السلام کا مخالف بھی تھا اور وہ اس مومن سے ازراہِ مذاق کہنے لگا وَاَنْتُمْ تَدَّعُوْنَ اَنَّ اِمَامَکُمْ مُسْتَجَابُ الدَّعْوَاتِ وَقَدْ بَکٰی لِمَجْزِهٖ تم لوگ گمان کرتے ہو کہ تمہارا امام مستجاب الدعوات ہے حالانکہ وہ عاجز ہو کر رونے لگے اور کچھ نہ کر سکے۔

فَانْصَرَفَ الرَّجُلُ اِلَیْهِ فَقَالَ یَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ کَلاَمَ الْمُخَالِفِ اَشَدُّ عَلَیَّ مِنْ فَقْرِیْ وہ مومن اس شقی کا کلام سن کر رنجیدہ ہوا اور امام علیہ السلام کی خدمت میں پھر آیا اور اس بے دین (ملحد) کا کلام دہرایا اور عرض کی اے فرزند رسول! مخالف شخص کا طنزیہ جملہ مجھے فقر سے زیادہ برا محسوس ہوا فَقَالَ لَهٗ عَلَیْهِ السَّلاَمُ یُسَهِّلُ اللّٰهُ عَلَیْکَ یہ سن کر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیری مشکل کو آسان کیا۔

ثُمَّ نَادٰی اِلٰی جَارِیَةٍ فَقَالَ هَاتِیْ فَطُوْرِیْ پھر امام علیہ السلام اپنے گھر کی ملازمہ سے فرمایا کہ ہمارے لیے کھانا لے آ فَاَتَتْ بِقُرْصَیْنِ مِنَ الشَّعِیْرِ عَلَیْهِمَا النُّخَالَةُ وہ خادمہ دو روٹیاں لے آئی۔ وَقَالَ خُذْهُمَا قَالَ فَاَخَذْتُهُمَا فَخَرَجْتُ امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا یہ روٹیاں لے لو وہ کہتا ہے میں نے روٹیاں لے لیں اور باہر آیا۔

فَقُلْتُ اشْتَرِیْ بِهِمَا حَتّٰی وَصَلْتُ اِلٰی مَحَلَّتِیْ پھر میں دائیں بائیں

دیکھتا تھا مگر کوئی چیز نظر نہ آتی تھی کہ میں ان روٹیوں کے عوض لوں یہاں تک کہ میں محلے میں پہنچا وہاں دو دوکانیں تھیں دو شخص بیٹھے ہوئے تھے میں نے دوکان میں دیکھا ایک مچھلی رکھی ہے میں نے اس کے مالک سے کہا کہ میرے پاس روٹی ہے اس کے عوض میں چاہتا ہوں کہ یہ مچھلی مجھے دے دیں۔

اس نے کہا ضَعِ الْقُرُصَ وَخُذْمَا تَشْتَهِیْ روٹی رکھ دے اور جو چاہے لے میں نے کہا مجھے نمک بھی چاہیے وہ بولا دوسری روٹی بھی رکھ دے جو چاہے لے لے میں وہ دونوں چیزیں لے کر اپنے گھر چلا آیا وَاَغلَقتُ الْبَابَ وَاشْتَغَلْتُ بِاِصْلَاحِ السَّمَکِ میں دروازہ بند کر کے اس کو صاف کرنے لگے فَاِذَا فِیْ جَوْفِهٖ جَوْهَرَةٌ اَکْبَرُ مَایَکُوْنُ ناگاہ اس مچھلی کے پیٹ سے ایک بڑا گوہر نکلا اچانک کسی نے دروازے پر دستک دی' جب دروازہ کھولا تو وہ دونوں شخص روٹیاں لیے ہوئے آئے اور بولے اَنْتَ اَخُوْنَا قَدْ صَارَ حَالُکَ هٰکَذَا حَتّٰی نَاکُلُ مِنْکَ هٰذَاتو ہمارا بھائی ہے اور تیرا یہ حال ہے کہ تو یہ روٹیاں کھاتا ہے۔ اور ہم تجھ سے یہ لے کر کھائیں لہٰذا یہ روٹیاں ہم تجھے واپس کرنے آئے ہیں۔ افسوس وہ جانتے تھے کہ وہ روٹیاں اس شخص کے کھانے کی ہیں یہ نہ جانتے تھے کہ یہ امام زمان مالک زمین و آسمان کے کھانے کی ہیں۔ ثُمَّ خَرَجَا غرض وہ روٹیاں دے کر چلے گئے معاً امام سجاد علیہ السلام نے اس کے دروازے پر دستک دی۔ فَقَالَ اِنَّ عَلِیَّ بْنِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ یَقُوْلَ لَکَ اس نے کہا کہ امام علیہ السلام نے تیرے نام پیغام میں فرمایا ہے کہ اِنَّ اللّٰهُ قَدْ یَسَّرَ اَمْرَکَ فَاحْمَدِ اللّٰهَ اے شخص خدا نے تیری مشکل کو آسان کر دیا ہے لہٰذا تو شکر خداوندی بجا لے آ اور وہ روٹیاں ہمیں بھیج دے کہ اے بھائی وہ روٹیاں سوائے آلِ رسولؐ کے کسی سے نہیں کھائی جائیں گی۔ افسوس

کہ ایسے معجز نما امام اور ہمدرد ہستی کو ظالموں نے کیسی کیسی تکلیفیں پہنچائی ہیں اور کن کن تکلیف مراحل سے آپؑ کو گزرنا پڑا۔

ابن زیاد نے حکم دیا کہ شام میں بھی اسیران اہلبیتؑ کو کھانے پینے کی کوئی سہولت نہ دی جائے۔ چنانچہ سیّد ابن طاؤس نے روایت کی ہے جب اہلبیت اطہارؑ کا لٹا ہوا قافلہ شام میں پہنچا۔ فَاَتَاھُمْ شَیْخٌ مِنْ اَھْلِ الشَّامِ فَقَالَ لَھُمْ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ قَتَلَکُمْ اَھْلَکَکُمْ ایک شام کا بوڑھا شخص بھی قیدیوں کا تماشا دیکھنے کے لیے آیا ہوا تھا اس نے اسیران غربت کو دیکھ کر کہا الحمد للہ خدا نے تمھیں قتل کیا اور تمھیں ہلاک کیا۔ وَقَطَعَ قَرْنَ الْفِتْنَۃِ عَنِ الْاِسْلَامِ اور تمھارے تباہ ہونے سے مسلمانوں سے فتنہ و فساد ختم ہوا ہے۔ وَلَمْ یُبَالِ عَنْ شَتِمْھِمْ اور اس اہلبیتؑ کو برا بھلا کہنے میں اس نے کوئی کسر نہ چھوڑی جب وہ خاموش ہوا تو امام مظلوم بیمار کربلا نے اس نے فرمایا اے شیخ! تو نے قرآن مجید پڑھا ہے یا نہیں۔

قَالَ نَعَمْ وہ بولا ہاں پڑھا ہے امام سجادؑ نے فرمایا آیا تو نے یہ آیت پڑھی ہے۔ قُلْ لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِیْ الْقُرْبٰی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے رسولؐ اپنی امت سے کہو میں تم سے تبلیغ رسالت پر کوئی اجرت نہیں مانگتا مگر اپنے اہلبیتؑ کی محبت قَالَ بَلٰی وہ بولا ہاں یہ آیت میں نے قرآن مجید میں پڑھی ہے۔ قَالَ فَنَحْنُ اُوْلٰئِکَ جناب سید سجادؑ نے رو کر فرمایا اے شیخ! ہم وہی اہلبیت رسولؐ ہیں جو رسیوں میں بندھے ہوئے اونٹوں پر سوار ہیں' خدا نے ہماری ہی محبت واجب کی ہے پھر فرمایا یہ آیت تم نے پڑھی ہے کہ خدا فرماتا ہے۔ فَاٰتِ ذَالْقُرْبٰی حَقَّہٗ قَال بَلٰی اے رسول اپنے اقرباء کو ان کا حق دو وہ بولا ہاں پڑھی ہے۔

قَالَ فَنَحْنُ ھُمْ حضرتؑ نے فرمایا اے شیخ! وہ اقرباء رسول ہم ہیں جو اس

ذلت و خواری کے ساتھ دربدر شہر بہ شہر پھرائے جا رہے ہیں پھر امام علیہ السلام نے فرمایا تو نے قرآن مجید میں یہ آیت بھی پڑھی ہے۔ اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰهُ لِیُذۡهِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَهِّرَکُمۡ تَطۡهِیۡرًا کہ پروردگار عالم فرماتا ہے کہ خدا چاہتا ہے کہ تم سے دور رکھے رجس کو اے اہلبیت اور تمھیں پاک و طاہر رکھے ہر رجس سے وہ بولا ہاں اے جوان! یہ آیت بھی میں نے قرآن مجید میں پڑھی ہے۔ قَالَ فَنَحۡنُ هُمۡ حضرت نے رو کر فرمایا اے شیخ وہ اہلبیتؑ رسول اور مالک چادر تطہیر ہم ہی ہیں کہ نہ ہمارے سر پر عمامہ ہے نہ دوش پر ردا ہے یہ اسی رسول کی نواسیاں چادر کی محتاج ہیں۔

فَبَقِیَ الشَّیۡخُ نَادِمًا سَاکِنًا وَبَکٰی وَرَمٰی عِمَامَتَهٗ عَلَی الۡاَرۡضِ پس وہ بوڑھا ندامت سے چپ کھڑا تھا پھر رو کر اس نے اپنا عمامہ زمین پر پھینک دیا اور آسمان کی طرف اپنا منہ کر کے کہنے لگا۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَبۡرَءُ اِلَیۡکَ مِنۡ عَدُوِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَمِنۡ قَتَلَةِ اَهۡلِ بَیۡتِهٖ خداوندا میں دشمنان آل محمدؐ سے بیزاری اور دشمنی کا اظہار کرتا ہوں اور جنھوں نے اہلبیت رسولؐ کو قتل کیا۔

پھر عرض کرنے لگا اے مولا! میں نے یہ آیات قرآن مجید میں پڑھی تھیں مگر میں آج تک یہ نہ سمجھا تھا کہ یہ آیات آپ کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ هَلۡ لِیۡ مِنۡ تَوۡبَةٍ اے مولا! مجھ سے بہت بڑا گناہ سرزد ہوا یہ اب میری توبہ بھی قبول ہو گی۔ فَقَالَ لَهٗ نَعَمۡ اِنۡ تُبۡتَ تَابَ اللّٰهُ عَلَیۡکَ فرمایا اے شیخ! اگر تو توبہ کرے گا تو تیری توبہ قبول ہو گی۔ وَاَنۡتَ مَعَنَا اور تو ہمارا دوست ہوا اور قیامت کے روز تو ہمارے ساتھ محشور ہو گا۔ جب یزید کو اس شخص کے بارے میں پتہ چلا فَاَمَرَ لِقَتۡلِهٖ فَقُتِلَ رَحِمَهُ اللّٰهُ اس شقی نے حکم دیا کہ اسے جلدی قتل کرو پس وہ بزرگ شہید ہوا۔

اہل بیت رسولؐ جب یزید کے دروازے پر پہنچے۔ قَالَ عَلِیٌّ ابْنُ الْحسیْنِ لَمَّا اَمَرَ یَزِیْدَ بادِخَلِنَا عَلَیْہِ جناب امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں کہ جب ہمیں طوق اور زنجیر میں گرفتار کر کے یزید کے دروازہ پر پہنچایا گیا۔ تو اس شقی نے حکم دیا کہ اہل بیت حسینؑ کو میرے دربار میں لایا جائے اور وہ ملعون ہمیں لینے کے لیے آئے تو دخترانِ فاطمہؑ کے پاؤں دربار کی طرف نہ بڑھتے تھے اور وہاں پر سات سو کرسی نشین بیٹھے ہوئے تھے۔

اَقْبَلُوْنَا بِحِبَالٍ فَارْبَقُوْنَا مِثْلُ الْاَغْنَامِ وہ شقی رسیاں لائے اور ہمیں باندھ کر پیش کیا گیا۔ وَکَانَتِ الْحَبْلُ بِعُنُقِیْ وَبِکَتُفِ عَمَّتِیْ وَفِیْ زَنْدِ اُمّ کُلْثُوْمٍ وَعُنُقِ سَکِیْنَۃَ وَکَتُفِ رُقِیَّۃَ رسی کا ایک سرا میرے گلے میں بندھا تھا اور بازو اور ہاتھ میں زینبؑ و اُم کلثوم کا جکڑا ہوا تھا اور میری بہن سکینہؑ کا گلا اور رقیہ کا بازو بند تھا اور باقی سب بیبیاں اور بچے رسن میں مقید تھے۔

اورؑ جو چلنے میں قصور کرتا تھا اور چل نہ سکتا تھا تو وہ شقی ہمارے سروں پر نیزے مارتے تھے یہاں تک کہ میں دربار یزید میں لایا گیا۔ فَقُلْتُ لَہٗ مَاظَنُکَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ لَوْ یَرَانَا بِھٰذَا الْحَالِ بَیْنَ یَدَیْکَ میں نے کہا اے یزید تیرا کیا خیال ہے کہ اگر ہمیں رسول خدا تیرے سامنے اس حال میں دیکھتے تو ان پر کیا گزرتی۔

سید اظہر علی کربلائی نے کتاب زاد العاقبت میں جناب امام محمد تقیؑ سے روایت کی ہے کہ اس وقت اشعث ملعون نے یزید سے کہا کہ اے امیر! اہلبیتؑ کو ایسے مکان میں قید کرو کہ خس و خاشاک پڑے ہوں اور وہ مکان سانپوں اور بچھوؤں سے بھرا ہوا ہو تاکہ وہ ان کے خوف سے مر جائیں۔ یزید بولا کہ میں تو بادشاہ وقت تھا میں نے جو چاہا کیا تجھے کیا پڑی کہ جو ان کے حق میں یہ کہتا ہے وہ ملعون بولا

محض تیری خوشی کے لیے کہ تو شاید میری بات سے خوش ہو۔

قَالَ اُخَیِّرُکَ فِی هٰذَا الْاَمْرِ فَاحْبِسْهُمْ فِیْ مِثْلِ هٰذَا الْمَکَانِ وَکَانَ الْمَاءُ اَرْضًا مِنْهَا بَعِیْدًا وہ شقی بولا کہ میں نے تجھے اختیار دیا ہے کہ ایسا ہی مکان تلاش کر کے ان کو اس میں بند کر دے اور وہاں پر پانی بھی نہ ملے۔ وہ شقی تلاش کرنے لگا۔ فَوَجَدَ دَارًا عِنْدَ حِصْنِ الشَّامِ قلعہ شام کے قریب اسے ایک مکان ملا جس میں سانپ اور بچھو بہت تھے اور وہ مکان سات سو سال سے ویران پڑا ہوا تھا پس اس مکان میں اہلبیتؑ کو قید کیا۔ اِذَا اِجْتَمَعَ الْعَقَارِبَ وَالْحَیَّاتُ عِنْدَ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ وَانْکَبُّوْا عَلٰی اَقْدَامِهٖ یُقَبِّلُوْنَهَا وَیَبْکُوْنَ ناگاہ وہ سب سانپ اور بچھو جمع ہو کر امام سجادؑ کے پاس آئے اور پاؤں میں گر کر بوسے دیتے تھے اور آنکھیں ملتے تھے اور بے اختیار روتے تھے۔

جناب زینبؑ و ام کلثومؑ نے فرمایا اے بیٹا! ان کا کام ڈسنا اور ڈنک مارنا ہے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ یہ آپؑ کے پاؤں پر پڑے روتے ہیں۔ قَالَ یَاعَمَّةُ سَلِیْ عَنِ الْعَقَارِبِ وَالْحَیَّاتِ لِمَ تَبْکُوْنَ فَسَئَلْتُ عَنْ بُکَائِهِمْ جناب امام زین العابدینؑ نے عرض کی اے پھوپھی جان! آپ خود ہی ان سے سوال کیجئے کہ تمہارے رونے کا سبب کیا ہے جناب زینبؑ نے فرمایا اے سانپ اور بچھوؤ تمہارا تو کام کاٹنا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ تم رو رہے ہو؟

وہ سب خدا کی قدرت سے گویا ہوئے اور عرض کی یَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ نَحْنُ مُقِیْمُوْنَ فِیْ هٰذَا الدَّارِ مِنْ سَبْعِ مِائَةِ عَامٍ اے دختر رسولؐ ہم نسل در نسل سات سو برس سے یہاں پر مقیم ہیں اور جناب عیسیٰؑ نے ہمیں اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا تھا کہ اے سانپ اور بچھوؤ ایک وقت ایسا ہو گا کہ اہلبیت رسولؐ کو مقید کر کے اس

مکان میں لایا جائے گا اور منافقان امت ان کو ذلیل و خوار کریں گے اور ان کو پردیسی اور غریب الوطن سمجھ کر ہر طرح کی تکلیف پہنچانے کی کوشش کریں گے اور اس وقت تمہارا کام یہ ہو گا جو بھی ان کے پاس آئے اس کو کاٹنے کے لیے تم سب جمع ہو جانا اسی طرح وہ تمہاری ہیبت سے ان کو کسی قسم کی گزند نہ پہنچا سکیں گے۔

جناب زینبؑ نے فرمایا اے سانپ و بچھوؤ ہم اولاد پیغمبرؐ ہیں انسانوں اور نانا کی امت نے تو ہمارا خیال نہ کیا اور تم ہو کہ ہماری حفاظت کر رہے ہو۔ مورخین لکھتے ہیں جب تک اہلبیتؑ اس مکان میں رہے سانپ اور بچھو ان کی حفاظت کرتے رہے اور جو ملعون ان کو تکلیف پہنچانے کی غرض سے اس قید خانے کے قریب آتا تو تمام بچھو اور سانپ اس پر حملہ آور ہو جاتے تھے جس کی وجہ سے وہ بھاگ جاتے تھے اور جا کر یزید کو اس کی رپورٹ پیش کرتے تھے۔ تو وہ شقی کہتا تھا کہ الحمد للہ میرے دشمن کو سزا ملی ہے۔

کیا بے حیا تھا وہ شقی ان ظالموں ملعونوں کو شرم نہ آئی کہ درند، پرند اور چرند تو خاندان رسول کا احترام کریں اور وہ ظلم و ستم سے باز نہ آئیں۔

روایت نمبر
63
حضرت امام حسینؑ کے مصائب پر رونے کا ثواب' جناب رسولؐ خدا کا امام حسنؑ
کے منہ اور امام حسینؑ کے گلے کو چومنا' آدھی رات کے وقت اہل حرم کا شام میں داخل ہونا'
ام ہجام کا امام علیہ السلام کے سر اقدس کو پتھر مارنا۔
مولانا عابد عسکری

جناب شیخ مفیدؒ و جناب شیخ طوسیؒ نے احمد بن یحییٰ سے اور انھوں نے ربیع بن منذر سے اور انھوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ حضرت امام حسینؑ سے میں نے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا مَامِنْ عَبْدٍ قَطَرَتْ عَيْنَاهُ فِينَا قَطْرَةً اِلَّا بَوَّاهُ اللّٰهُ بِهَا فِي الْجَنَّةِ اَحْقَابًا کہ جو شخص ہمارے مصائب پر غمگین ہو اور اس کی آنکھ سے ایک آنسو نکلے تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں جنت میں اسے جگہ دے گا۔

احمد بن یحییٰ نے کہا میں نے جناب امام حسینؑ کو خواب میں دیکھا اور اس حدیث کے بارے میں امام عالی مقامؑ سے سوال کیا کہ کیا یہ آپ کا فرمان ہے؟ قَالَ نَعَمْ حضرت امام حسینؑ نے فرمایا جب کہ تو نے سنا ہے ایسا ہی ہے۔

فَقُلْتُ سَقَطَ الْاَسْنَادُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ میں نے عرض کی اب اس کے اسناد مجھ میں اور آپؑ میں سے ساقط ہو گئے اب میں جس سے کہوں گا یہی کہوں گا کہ میں نے خود امام علیہ السلام سے سنا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا فِيْ حَضْرَةِ النَّبِيِّ اِذْ دَخَلَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک روز میں سرکارِ رسالتمآبؐ میں حاضر تھا کہ ناگاہ جناب امام حسنؑ اور جناب امام حسینؑ تشریف لائے لَمَّا نَظَرَ النَّبِيُّ اِلَيْهَا بَكٰى وَسَالَ الدُّمُوْعُ عَلٰى خَدَّيْهِ وَاَخَذَ هُمَا وَضَمَّهُمَا اِلٰى عُنُقِهٖ جب حضور اکرمؐ کی اپنے پیارے نواسوں پر نظر پڑی تو بیساختہ رونے لگے اور آپؐ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی اور ان دونوں شہزادوں کو گلے سے لگایا فَقَبَّلَ فَمَ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ پس امام حسنؑ کا منہ چوما اور امام حسینؑ کے گلے پر بوسہ دیا فَمَضَى الْحُسَيْنُ اِلٰى اُمِّهٖ بَاكِيًا فَلَمَّا رَاَتْ فَاطِمَةُ بَكَتْ وَضَمَّتْهُ اِلٰى عُنُقِهَا وَقَالَتْ مَا يُبْكِيْكَ يَا حُسَيْنُ یہ بات جناب امام حسینؑ کو ناگوار گزری اٹھے اور روتے

ہوئے اپنی مادر گرامی جناب فاطمہ زہراؑ کے پاس آئے' جناب فاطمہؑ انھیں روتا دیکھ کر بیقرار ہوگئیں اور گلے سے لگا کر بولیں اے بیٹا! کیوں روتے ہو قَالَ کَیْفَ لاَ اَبْکِیْ اِنَّ جَدَّنا قبّل فَمَ اَخِیْ وَقَبَّلَ نَحْرِیْ اَیُّ شَیْءٍ فِیْ فَمِیْ کَرِہَ بِہٖ جَدِّیْ امام حسینؑ نے رو کر کہا اماں جان! میں اس لیے روتا ہوں کہ نانا جان! میرے بھائی کا منہ چوما اور میرے گلے کو چوما' اس کی کیا وجہ ہے کہ وہ میرے منہ کو ناپسند کرتے ہیں؟ یہ سن کر جناب سیدہؑ نے چادر عصمت سر پر اوڑھی اور امام حسینؑ کا ہاتھ پکڑ کر جلدی سے خدمت رسولؐ خدا میں آئیں۔ جناب رسالتمابؐ اپنے پیاری بیٹی کی پریشانی دیکھ کر رونے لگے وَقَالَ مَا یُبْکِیْکِ یَا فَاطِمَۃُ فرمایا اے میری پارۂ جگر! تو روتی کیوں ہے؟ جناب سیدہؑ نے عرض کی بابا جان! میں اپنے حسینؑ بیٹے کے غمگین ہونے کی وجہ سے رو پڑی ہوں۔ یہ سن کر آنحضورؐ نے اپنا سر اقدس جھکا لیا اور زمین کی طرف دیکھ دیکھ کر روتے رہے۔

ثُمَّ رَفَعَ رَاسَہ' وَقَالَ یَا بُنَیَّۃُ قَبَّلْتُ فَمَ الْحَسَنِ لِاَنَّہ' یُسْقَی السَّمَّ وَیَخْرُجُ مِنَ الدُّنْیَا مَسْمُوْمًا وَھٰذَا حُسَیْنٌ یُذْبَحُ فَقَبَّلْتُ نَحْرَہٗ پھر آنحضورؐ نے سر اقدس اٹھایا اور فرمایا اے پیاری! بیٹی میں نے حسنؑ کے منہ کو اس لیے چوما کہ اسے ظالم زہر دیں گے اور یہ زہر سے شہید ہوں گے اور اے فاطمہؑ! تیرا بیٹا حسینؑ تیغ آبدار سے ذبح ہوگا اس لیے میں نے اس کا گلا چوما۔ یہ سن کر جناب سیدہؑ دھاڑیں مار کر رونے لگیں اور عرض کی بابا جان! یہ واقعہ آپ کے زمانے میں ہوگا؟ فرمایا نہیں یہ سب میرے بعد ہوگا۔ جناب فاطمہؑ نے کہا کہ اس وقت میں زندہ ہوں گی؟ آنحضورؐ نے فرمایا نہیں' بیٹا تو بھی نہیں ہوگی جناب امام حسینؑ رونے لگے۔ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا اے حسینؑ! اس وقت تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا' تجھے

اور تیرے اہلبیتؑ کو پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں دیا جائے گا۔

یہ واقعہ ماہِ محرم میں ہوگا اور ہمارے محبّ ہر ماہ محرم میں تیری یاد تازہ کریں گے اور قیامت تک تیری مصیبت پر روئیں گے۔ جگہ جگہ مجالس عزا منعقد ہوں گی۔ قَالَ الْحُسَیْنُ یَا جَدَّاهُ مَاجَزَاءُ هُمْ امام علیہ السلام نے عرض کی کہ اے جد بزرگوار میرے عزاداروں، ماتمداروں کی جزا کیا ہے۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَنَاخُذُ بِاَیْدِیْهِمْ وَاَدْخُلُهُمُ الْجَنَّةَ آنحضرتؐ نے فرمایا! اے حسینؑ! میں ان کا ہاتھ پکڑوں گا اور ان کو بہشت میں داخل کروں گا۔

قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَؑ اَنَا اُسْقِیْهِمْ مِنَ الْکَوْثَرِ جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں اُنھیں حوضِ کوثر سے سیراب کروں گا' جناب فاطمہ زہراؑ نے فرمایا میں اس وقت تک کھڑی رہوں گی جب تک اللہ تعالیٰ میرے بیٹے حسینؑ کے عزاداروں کے حق میں شفاعت قبول کرے' اور زائرین حسینؑ کو بہشت میں داخل فرمائے۔ جناب امام حسینؑ نے فرمایا! جب تک میرے رونے والے' میرے عزادار' ماتم دار' بہشت میں نہ جائیں گے میں بہشت میں قدم نہ رکھوں گا' اس کے بعد سب رونے لگے۔

مؤمنین کرام!

جائے تامل ہے یہ سن کر جناب سیّدہؑ کو یہ صدمہ ہوا خدا جانے اس وقت ان کا کیا حال ہوگا جب اپنے حسینؑ کو خنجر کے نیچے سر رکھا دیکھتیں یا اپنے بیٹے کا سر نوکِ سنان پر دیکھتیں کہ وہ شہر بہ شہر پھرایا جا رہا ہے اور جب دیکھتیں کہ ان کی بیٹیاں درباروں' بازاروں میں پھرائی جاتی تھیں اور وہ فریاد کرتی تھیں۔

رُوِیَ لَمَّا وَرَدَ حَرَمُ الْحُسَیْنِ فِیْ دِمَشْقِ کَانَ نِصْفُ اللَّیْلِ چنانچہ

منقول ہے کہ جب اہلبیتؑ رسول دمشق شہر میں پہنچے تو اس وقت آدھی رات گزر چکی تھی وَهُنَّ عَلٰى نُيُوْقٍ هِزَالٍ لِغَيْرِ وِطَاءٍ مُشَقَّقَاتِ الْجُيُوْبِ لَاطِمَاتِ الْخُدُوْدِ فِیْ بُكَاءٍ وَنَحِيْبٍ اور وہ بیبیاں شترانِ بے کجاوہ پر سوار تھیں اور ماتم کر رہی تھیں اور اس بے قراری کے ساتھ روتی تھیں کہ آپ رونے کی صدائیں سن کر دوسرے لوگ بھی رونے لگ جاتے تھے ان میں سے بعض ایسے بھی تھے جو اہلبیتؑ رسول کو اس حالت میں دیکھ کر خوش ہوتے تھے۔

وَمِنْ خَلْفِهِنَّ عَلِيٌّ عَلٰى بَعِيْرٍ بِغَيْرِ وِطَاءٍ اور اہل حرم کے ساتھ جناب سید سجادؑ تھے جو بے کجاوہ اونٹ پر سوار تھے اور نہایت علیل تھے۔ وَفَخِذَاهُ يَنْشَبُ دَمًّا مِمَّا اَصَابَهٗ مِنَ الضَّرْبِ وَفِیْ عُنُقِهٖ طَوْقٌ حَدِيْدٌ مَغْلُوْلُ الْيَدَيْنِ بَاكِ الْعَيْنَيْنِ اور آپؑ کے ساق پا زخمی ہو چکے تھے اور ان سے خون جاری تھا اور آپؑ کے گلوئے مبارک میں آہنی طوق تھا اور دونوں ہاتھ گردن میں بندھے ہوئے تھے اور بیساختہ رو رہے تھے۔

وَالنَّاسُ فِیْ صَيْحَةٍ فَمِنْهُمْ مَنْ بَكٰى وَمِنْهُمْ مَنْ هُوَ مَسْرُوْرٌ اور ایک شور وغل بلند تھا اور کچھ لوگ اہلبیتؑ کی مظلومیت پر آنسو بہا رہے تھے اور کچھ لوگ خوش تھے اور وہ قافلہ دروازہ دمشق پر کھڑا تھا۔ اس وقت اہلبیتؑ رسول حسینؑ حسینؑ کہہ کر رو رہے تھے اور سب سے زیادہ جناب سکینہؑ روتی تھی اور بین کرتی تھی اور کہتی تھی ہائے میرے پیارے بابا! اگر آپؑ قتل نہ ہوتے تو ہمارا یہ حال تو نہ ہوتا فَقَالَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ عَلِیٍّ اُسْكُتِیْ يَا بِنْتَ الْحُسَيْنِ قَدْ اَحْرَقْتِ قَلْبِیْ جناب زینبؑ نے فرمایا خاموش رہو اے سکینہؑ! کہ تیرے رونے سے میرا دل جل رہا ہے اور وہ مسلسل روئے جا رہی تھی۔

وَقَالَتْ يَا عَمَّتِیْ کَیْفَ لاَ اَبْکِیْ وَقَدْ صَرَعَ اَبِیْ عَلَی الْاَرْضِ الرَّمْضَاءِ لَیْسَ اَحَدٌ مَعَه‘ یُحَافِظُه‘ اور کہتی تھی اے پھوپھی! میں کیوں کر نہ روتی میرے بابا زمین پر پڑے ہوئے ہیں اور ان کی لاش بغیر سر کے ہے اور کوئی بھی اس لاش کی نگہبانی کرنے والا نہیں ہے۔ اِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ ثُمَّ دَارُوْا الرَّاسَ فِی اَسْوَاقِ دِمَشْقٍ فِی جَمِیْعِ الْمَوَاضِعِ صبح نمودار ہوئی تو یزید نے حکم دیا کہ امام حسینؑ اور دیگر شہداء کے سروں سمیت قیدیوں کو شام کے تمام کوچہ و بازار میں پھرایا جائے تاکہ شہر والے ان کو اس حال میں دیکھیں۔ چنانچہ یزیدی کارندوں نے اہلبیتؑ کے لٹے ہوئے قافلہ کو گلی گلی کوچہ کوچہ پھرایا' لوگ گلیوں اور بازاروں میں جمع تھے اور ان بیکس قیدیوں کا تماشا دیکھ رہے تھے۔ جناب زینبؑ رو رو کر فرماتی تھیں۔ وَا مُحَمَّدَاهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَاعَلِیَّاهُ وَفَاطِمَتَاهُ لَوْکُنْتُمْ فِی الْاَحْیَاءِ تَنْظُرُوْنَ مَا فَعَلَ السُّفَهَاءُ بِنَا نَحْنُ فِیْ ذُلٍّ وَیُطَافُ بِنَا فِی الْاَسْوَاقِ بَیْنَ الْفُسَّاقِ.

ہائے نانا رسولؐ خدا' ہائے بابا علی مرتضیٰؑ آپ اگر اس وقت یہاں ہوتے تو ہمارا حال دیکھتے کہ ان فاسق و فاجر لوگوں نے ہمارے ساتھ کیا کیا سلوک کیا ہے کہ ہمیں اس ذلت سے بازاروں میں' نامحرموں میں پھراتے رہے۔

ثُمَّ بَکَتْ بُکَاءً شَدِیْدًا حَتّٰی بَکَتِ النِّسَاءُ پھر اس بیتابی سے روئیں کہ تمام بیبیاں جناب زینبؑ کو دیکھ کر رونے لگیں یہاں تک کہ یزید لعین نے حکم دیا کہ اہلبیتؑ کو بمعہ سرہائے شہداء میرے پاس لایا جائے۔ قَالَ الرَّاوِیْ فَنَظَرْتُ قَبْلَ دُخُوْلِ الرَّاسِ فِیْ دَارِ یَزِیْدَ اِلٰی خَمْسِ نِسْوَةٍ عَلٰی عَرْشٍ وَیَتَضَاحَکْنَ. راوی کہتا ہے کہ ابھی شہداء کے سر دروازہ یزید تک نہیں پہنچے تھے کہ میں پانچ نے عورتوں کو دیکھا کہ وہ مکان کی چھت پر کھڑی ہوئی ہیں اور وہ اہلبیتؑ اطہارؑ کی اس

حالت کو دیکھ کر قہقہے لگا کر ہنس رہی تھی اور خوش ہو رہی تھیں۔

وَفِیهِنَّ عَجُوزَةٌ قَدِاحْدَ دَبَّ ظَهْرُهَا اور ان عورتوں میں سے ایک عورت تھی کہ بڑھاپے کی وجہ سے اس ملعونہ کی کمر خم ہوگئی تھی۔ فَلَمَّا صَارَ الرَّاسُ الشَّرِیْفُ قَرِیْبًا مِنْهَا قَدْ مَدَّتْ یَدَهَا اِلٰی حَجْرَ جب امام مظلومؑ کا سر اقدس اس ملعونہ عورت کے قریب پہنچا تو جناب امیرؑ اور جناب سیدہؑ سے دشمنی اور بغض میں اس نے ہاتھ ایک پتھر کی طرف بڑھایا اور پتھر اٹھالیا۔

فَضَرَبْتُه‘ عَلٰی رَاسِ الْحُسَیْنِ حَتّٰی صَارَتِ الْجِرَاحَةُ فِیْ رَاسِهِ الشَّرِیْفِ اس بے حیا نے سر اقدس پر اس زور سے پتھر مارا کہ امام مظلومؑ کا سر مجروح ہو گیا اور اعجاز سے خون بہنے لگا فَعِنْدَ ذٰلِکَ بَکَتِ النِسَاءُ بُکَاءً شَدِیْدًا وَلَطَمْنَ الرُّؤسَ یہ حال دیکھ کر سب اہل حرم نے رونا اور پیٹنا شروع کر دیا اور جناب زینبؑ نے بین کرتے ہوئے کہا اَیْنَ جَدِّیْ مُحَمَّدُ نِ الْمُصْطَفٰی لِیَرٰی مَا فَعَلَتْ هٰذِهِ الْمَلْعُوْنَةُ کہاں ہیں نانا رسولؐ خدا میرے بھائی کے سر اقدس کے ساتھ اس ملعونہ نے جو بے ادبی کی ہے اس کو دیکھتے۔ ثُمَّ قَالَتْ یَا اُمَّاهُ هٰذَا الرَّاسُ الَّذِیْ قَدْ وَضَعْتِ عَلٰی صَدْرِکَ پھر بولیں اے اماں فاطمہ زہراؑ یہ وہ سر ہے کہ جسے آپ اپنے سینے پر رکھتی تھیں۔ آج اس کا یہ حال کہ نیزے پر رکھا ہے اور اس پر ایک ملعونہ نے یہ ظلم کیا پتھر مارا۔ ثُمَّ اِنَّ سَکِیْنَةُ لَطَمَتْ رَاسَهَا وَقَالَتْ یَا اَبَتَاهُ کَیْفَ حَالُکَ سکینہؑ نے اپنا سر پیٹ لیا اور کہا ہائے میرا غریب بابا! آپ کا یہ حال ہوا کہ اب بھی ظالم آپ پر رحم نہیں کرتے

راوی کہتا ہے ہم اس سانحہ کی وجہ سے بیحد پریشان تھے۔ اِذْ سَقَطَ الْعُرُشُ مِنْ اَعْلَاهُ فَهَلَکَتِ الْعَجُوْزَةُ وَمَنْ کَانَ حَوْلَهَا مِنَ النِّسْوَةِ کہ ناگاہ وہ مکان گر پڑا وہ بڑھیا اور چاروں عورتیں واصل جہنم ہوئیں۔

❀ ❀ ❀

روایت نمبر

64

اہلبیتؑ اطہارؑ کے غم میں رونے کا ثواب' جناب امام رضا علیہ السلام کی مجلس میں شاعر اہلبیتؑ دعبل خزاعی کی آمد اور ان کا امام علیہ السلام کے سامنے مرثیہ پڑھنا' دربار یزید میں اہل حرم کی پیشی۔

مولانا عابد عسکری

عَنِ الصَّادِقِ ؑ لِکُلِّ شَیْءٍ ثَوَابٌ اِلَّا لِلدَّمْعَۃِ فِیْنَا جناب صادق آل محمدؐ نے فرمایا کہ پروردگار نے ہر چیز کے لیے ثواب مقرر کیا ہے مگر ہم اہلبیتؑ کے مصائب پر رونے کا یعنی اس کے ثواب کی کوئی حد ہی نہیں ہے' دوسرے لفظوں میں خداوند عالم نے اس کے لیے بیحد ثواب مقرر کیا ہے۔

حُکِیَ عَنْ دِعْبِلِ الْخَزَاعِیِّ اِنَّہٗ قَالَ بعض معتبر کتب میں دعبل خزاعی سے منقول ہے کہ انھوں نے کہا دَخَلْتُ عَلٰی سَیِّدِیْ وَمَوْلَایَ عَلِیِّ ابْنِ مُوْسٰی الرِّضَا فِیْ مِثْلِ ھٰذِہِ الْاَیَّامِ کہ میں جناب امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا' عاشورہ کے دنوں میں' میں نے دیکھا کہ حضرت انتہائی غمگین و پریشان بیٹھے ہوئے تھے۔ فَلَمَّا رَاٰنِیْ مُقْبِلاً قَالَ لِیْ مَرْحَبًا بِکَ یَادِعْبِلُ جب مجھے آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا آیئے تشریف لایئے اے دعبل تم ہم اہلبیتؑ کے مرثیہ گو اور مداح خواں ہو' خوش نصیب ہے وہ شخص جو ہمارا محبّ ہو یا ہماری ثنا کرے اور خوش نصیب ہے وہ شخص جو ہاتھ یا زبان یا کسی حوالے سے ہماری مدد کرے۔ ثُمَّ اَنَّہٗ وَسَّعَ لِیْ فِیْ مَجْلِسِہٖ وَاَجْلَسَنِیْ اِلٰی جَانِبِہٖ پھر حضرتؑ نے مجھے اپنی مجلس میں جگہ دی اور مجھے اپنے قریب بٹھایا۔

ثُمَّ قَالَ لِیْ اُحِبُّ اَنْ تُنْشِدُ فِی الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ شِعْرًا پھر مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا اے دعبل! میں چاہتا ہوں کہ تم میرے جد مظلوم جناب امام حسینؑ کا مرثیہ سناؤ فَاِنَّ ھٰذِہِ الْاَیَّامَ کَانَتْ اَیَّامَ حُزْنٍ عَلَیْنَا اَھْلَ الْبَیْتِ اے دعبل یہ ایام عاشورا وہ دن ہیں کہ ان میں اہلبیت رسول اور فرزندانِ بتول انتہائی سخت مصیبت میں تھے۔ وَکَانَتْ اَیَّامَ سُرُوْرٍ عَلٰی اَعْدَائِنَا خُصُوْصًا بَنِیْ اُمَیَّۃَ اے دعبل یہ دن ہمارے دشمنوں کے لیے خوشی کے دن ہیں خاص طور پر بنی امیہ

ے وہ ان دنوں میں خوش ہوئے تھے۔ یَادِعْبِلُ مَنْ بَکٰی اَوْ اَبْکٰی عَلٰی مُصَابِنَا وَلَوْ وَاحِدًا کَانَ اَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ اے دعبل جو شخص ہماری مصیبت بیان کر کے روئے یا رُلائے اگرچہ ایک شخص کو بھی رلائے اس کا اجر و ثواب خدا پر ہے۔ یَا دعْبِلُ مَنْ ذَرَفَتْ عَیْنَاہُ عَلٰی مُصَابِنَا حَشَرَہُ اللّٰہُ مَعَنَا اے دعبل ہماری مصیبت میں جس کے آنسو بہیں خداوند عالم اسے ہمارے ساتھ محشور کرے گا۔ یَادِعْبِلُ مَنْ بَکٰی عَلٰی مُصَابِ جَدِّیَ الْحُسَیْنِ غَفَرَ اللّٰہُ ذُنُوْبَہٗ اَلْبَتَّۃَ اے دعبل جو میرے جد مظلوم امام حسینؑ کی مصیبت پر روئے تو خداوند کریم اس کے تمام گناہ بخش دے گا' پھر حضرت اٹھے اور ایک پردہ بنایا اور پس پردہ بیبیوں کو بٹھایا۔ ثُمَّ اَلْتَفَتَ اِلَیَّ وقَالَ لِیْ اَرْثِ الْحُسَیْنِ فَاَنْتَ نَاصِرُنَا وَمَادِحُنَا فَلَا تُقَصِّرْ پھر مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا اے دعبل! اب تم امام مظلومؑ کا مرثیہ پڑھو تم ہمارے ناصر و مداح ہو اپنی زندگی میں ہماری نصرت و مدح سے ہاتھ نہ اٹھانا۔ قَالَ دِعْبِلُ فَاسْتَعْبَرْتُ وَسَالَتْ عَبْرَتِیْ وَاَنْشَدْتُ دعبل کہتے ہیں کہ حضرتؑ کی گفتگو سن کر میں رونے لگا اور میرے آنسو بہنے لگے اور میں نے مرثیہ پڑھنا شروع کیا۔

مؤمنین کرام! اس مرثیہ کو غور سے سنیے کہ یہ وہ مرثیہ ہے کہ امام رضا علیہ السلام کی موجودگی میں پڑھا گیا اور امام علیہ السلام اس کو سن کر بہت روئے۔

شعر:

اَفَاطِمُ لَوْ خِلْتِ الْحُسَیْنَ مُجَدَّلاً
وَقَدْمَاتَ عَطْشَانًا بِشَطِّ فُرَاتٖ

یعنی اے فاطمہؑ! اگر تو اس دنیا میں موجود ہوتیں تو اپنے بیٹے حسینؑ کا حال اپنی آنکھوں سے دیکھتیں کہ جب صحرائے کربلا میں کنارہ فرات پر پیاسے شہید

کیے گئے اور زخموں سے چور چور ان کی لاش مبارک گرم ریت پر پڑی رہی۔

مؤمنین کرام! رونے کا مقام ہے کہ جناب فاطمہؑ جس حسینؑ کو گرمی کے وقت گھر سے باہر نہ نکلنے دیتی تھیں۔ وہ حسینؑ آج گرم ریت پر سویا ہوا ہے اور ان کی لاش مبارک سے ان کا سر بھی کاٹ لیا گیا ہے۔ افسوس! جسے فاطمہ زہراؑ نے سینے سے جدا نہ کیا اس کا بچھونا کربلا کی گرم ریت ہو۔

منقول ہے کہ ایک بار جناب رسولؐ خدا اور جناب علی مرتضیٰؑ کہیں تشریف لے گئے تھے جناب امام حسینؑ کھیلتے ہوئے باہر چلے گئے تھے اور عصر تک گھر میں نہ آئے' جناب سیدہؑ کو شدید ترین پریشانی لاحق ہوئی اور آپ روتی تھیں اور کبھی روتے ہوئے گھر سے مسجد کی طرف جاتی تھیں اور کبھی مسجد سے دولت سرا میں آتی تھیں یہاں تک ستر مرتبہ مسجد میں گئیں اور آئیں۔ اس وقت اس بی بی کا کیا حال ہوتا جب اپنے اس بیٹے کو گرم ریت پر سویا ہوا دیکھتیں اور اس پر ظالموں نے گھوڑے دوڑائے۔

شعر:

اِذَا اَلطَمُتِ اتُخَذَّ ' فَاطِمُ عِنُدَہُ

وَاَجُرَیُتِ دُمُعَ العَینِ فِیُ الُوَجَنَاتِ

دعبل کہتے ہیں کہ یقین ہے کہ حسینؑ کا یہ حال دیکھ کر بیساختہ آپ روتی اور پیٹتی اور مظلوم بیٹے کی لاش پر خون کے آنسو روتیں۔

شعر:

اَفَاطِمُ قُوُمِیُ یَابُنَۃَ الُخَیُرِ وَانُدُبِیُ

نُجُوُمُ سَمٰوَاتِ بِاَرُضِ فَلَاتِ

اے فاطمہؑ! اے دختر خیر البشر! قبر شریف سے اٹھو اور نوحہ و زاری کرو اپنی
ذریت کے حال پر کہ ان کی لاش کربلا کی گرم زمین پر پڑی ہے۔

قُبُوْرُهُمْ بِبَطْنِ النَّهْرِ مِنْ جَنْبِ كَرْبَلاَ
مُعَرَّسُهُمْ فِيْهَا بِشَطِّ فُرَاتِ

آپؑ کی بعض اولاد کی قبر نہر علقمہ کے کنارے پر ہے اور ان کی منزل و
اقامت اور ان کا مسکن کنارہ فرات ہے اس سے مراد جناب عباسؑ کی لاش اقدس
ہے اور قبر عباسؑ ہے۔ ایک پاکستانی شاعر کے مطابق۔

قرآن کو آج تلک ہے ان پاروں کی تلاش
جو نہر علقمہ کے کنارے بکھر گئے

جناب عباسؑ نے جناب امام حسینؑ سے جو وفا کی ہے دنیا میں اس کی
کوئی مثال نہیں ہے، اسی وفا کے صلے میں ان کو جناب سیدہؑ کی اولاد میں شمار کیا
گیا۔

فَيَاعَيْنُ اَبْلَيْهِمْ وَجُوْدِیْ بِعَبْرَةٍ فَقَدْ اَنَ لِتَّسْكَابِ وَالْمُهْلاَتِ.

اے آنکھ! مصیبت اہلبیتؑ پر جی بھر کر رو لے کہ یہ رونے اور آنسو
بہانے کا وقت ہے۔

دِيَارُ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَصْبَحْنَ بَلْقَعًا
وَاٰلُ زِيَادٍ تَسْكُنُ فِیْ الْحُجُرَاتِ

رسولؐ خدا کا آباد گھرانہ تو اجڑ جائے اور آل زیاد آرام دہ محلات میں
سکونت پذیر ہوں۔

بَنَاتُ زِيَادٍ فِی الْقُصُوْرِ مَصُوْنَۃٍ

وَاٰلُ رَسُوْلِ اللّٰہِ مُنْمَتِکَاتٍ

آہ آہ اے دھوکے باز دنیا۔ ابن زیاد کی بیٹیاں محلوں میں پردہ نشین ہوں اور جناب رسولؐ خدا کی بیٹیاں کنیزوں کی مانند بے مقنعہ د چادر ہوں۔

وَاٰلِ زِیَادٍ فِیْ حُصُوْنِ مَنِیْعَۃٍ

وَاٰلُ رَسُوْلِ اللّٰہِ فِی الْفَلَوَاتِ

افسوس کہ ابن زیاد کی اولاد محفوظ ترین قلعہ میں ہوں اور نبی زادیاں بے پلان اونٹوں پر بیٹھ کر شہر بہ شہر پھرائی جائیں۔

وَاٰلُ رَسُوْلِ اللّٰہِ تُسْبٰی حَرَمُھُمْ

وَاٰلُ زِیَادٍ اٰمِنُوا السَّرَبَاتِ

افسوس کہ ذریتِ رسول اور عترتِ بتول تو طوق و زنجیر میں مقید ہوں اور ابن زیاد کی اولاد پُرسکون ہو کر اپنے اپنے گھروں میں آرام کریں۔

وَاٰلُ رَسُوْلِ اللّٰہ تَخْسِفُ جُسُوْمُھُمْ

وَاٰلُ زِیَادٍ غُلَّظُہ الْقَصَرَاتِ

افسوس کہ فرزندانِ رسول خدا کی لاشیں زمین کربلا پر پڑی رہیں کہ دن کو دھوپ میں جلیں اور رات کو ان پر اوس پڑے اور ابن زیاد کی اولاد شب و روز آرام و سکون کے ساتھ اپنے اپنے گھروں میں رہیں۔

وَاٰلُ رَسُوْلِ اللّٰہِ تُدْمٰی نُحُوْرُھُمْ

وَاٰلُ زِیَادٍ رَبَّۃُ الْحَجَلَاتِ

ہزار حیف کہ فرزندان رسول کے حلقوم سے تو خون بہتا ہو اور ان کی خشک

گردن کی رگیں کاٹی جائیں اور آل زیاد کے حلقوم ٹھنڈے پانی سے خنک و سرد ہوں۔

افسوس اور دکھ کا مقام ہے کہ امام حسینؑ کے سر اقدس سے نوک نیزہ پر خون کے قطرے گر رہے ہوں اور آپ کا جسم مبارک گرم ریت پر پڑا ہو اور آل معاویہ' آل زیاد گھروں میں خوش و خرم ہوں اور نرم دنفیس بستروں پر آرام کر رہے ہوں اور دختران مشکل کشا' عترت شبر خدا یعنی جناب زینبؑ و ام کلثومؑ کہ جن کی ماں کا جنازہ رات کو اٹھا تھا وہ شترانِ بے کجاوہ پر سوار ہو کر درباروں' بازاروں میں پھرائی جائیں۔ ان کے ہاتھ پس پشت بندھے ہوئے ہوں آل محمدؐ کے معصوم و یتیم بچوں کے چہروں پر طمانچوں کے نشانات پڑے ہوں۔ واہ رے قسمت کائنات کی شاہزادیاں تو زمین پر بیٹھ کر دن رات روتی رہیں اور یزید و زیاد کی بیٹیاں عالیشان محلات میں سکون کی نیند سوئیں۔

قَالَ الرَّاوِی کُنْتُ ذَاتَ یَوْمٍ فِیْ مَجْلِسِ یَزِیْدَ ابْنِ مُعَاوِیَةَ اِذْ سَمِعْتُ صَیْحَاتٍ وَزَعْقَاتٍ.

راوی نے کہا کہ میں ایک روز مجلس یزید میں بیٹھا تھا کہ ناگاہ میرے کانوں میں رونے کی ایسی آوازیں آئیں کہ میرا دم گھٹنے لگا اور میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے کہ میں چند بیبیوں کو دیکھا کہ جنھوں نے خاک شفاء سے پردہ کیا ہوا تھا اور اس قافلے میں چند بچے بھی شامل تھے۔ وَخُدُوْدُ هُمْ مِنْ اَثَرِ اللَّطْمِ وَالدُّمُوْعُ تَسِیْلُ اور ان بچوں کے چہروں پر طمانچوں کی وجہ سے نیل پڑ چکے تھے اور منہ پر آنسو بہہ رہے تھے اور انھیں یزید بدبخت کے تخت کے سامنے لایا گیا اور وہ یوں پوچھ رہا تھا مَنْ هٰذِهٖ وَمَنْ تَکُوْنُ یہ کون ہے اور وہ کون ہے؟

اس کو ایک ایک بی بی کی طرف اشارہ کر کے بتایا جا رہا تھا۔ هٰذِهٖ زَيْنَبُ وَهٰذِهٖ اُمُّ كَلْثُوْمَ بَنَاتُ عَلِيِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وَهٰذِهٖ سُكَيْنَةُ بِنْتُ الْحُسَيْنِ یہ زینب و کلثومؑ دختران علیؑ ہیں اور یہ بچی حسینؑ کی بیٹی ہے اور اس کا نام سکینہؑ ہے۔

فَوَثَبَ رَجُلٌ اَحْمَرَ وَقَالَ يَا اَمِيْرُ مَا اُرِيْدُ اَنْ تَهَبَ لِیْ مَنْ هٰذِهِ الْغَنِيْمَةِ كُلِّهَا مِنْ غَيْرِ هٰذِهِ الْجَارِيَةِ. اس اثناء میں سرخ رنگ والا ملعون شخص اٹھ کھڑا ہوا اور یزید سے کہا کہ اے خلیفہ وقت! اس مال غنیمت میں یہ بچی مجھے دے دے کہ یہ میرے گھر میں ملازمہ کے طور پر کام کرے گی۔ فَانْضَمَّتْ سُكَيْنَةُ اِلٰى عَمَّتِهَا اُمِّ كُلْثُوْمٍ وَقَالَتْ اس شقی کا یہ کلام سن کر سکینہؑ تڑپ اٹھیں اور دوڑ کر اپنی پھوپھی ام کلثومؑ سے لپٹ گئیں اور رو کر بولیں۔

يَا عَمَّتَاهُ اَوْلَا دُ رَسُوْلِ اللّٰهِ يَكُوْنُوْنَ عَبِيْدًا اے پھوپھی! اولاد رسولؐ کو کنیزی میں لایا جائے گا؟ جناب ام کلثومؑ نے اس شقی سے فرمایا اُسْكُتْ يَا لُكَعَ رِجَالٍ اے فاسق و فاجر! خدا تیرے ہاتھ اور زبان کو کاٹے اور تیرے بدن کو شل کر دے اور تیری آنکھوں کو اندھا کرے، تیری اولاد کو یتیم کرے اور جہنم تیرا ٹھکانہ ہو۔ اِنَّ بَنَاتِ الْاَنْبِيَاءِ لَا يَكُنَّ خُدَّامًا لِلْاَدْعِيَاءِ اے بے حیا! دختران انبیاء کنیزیں نہیں ہوا کرتیں، ابھی اس شہزادی کا جملہ تمام نہ ہوا تھا کہ وہ لعین اسی وقت مبتلائے عذاب ہوگیا۔ یہ حال دیکھ کر یزید ملعون نے انھیں رہا نہ کیا بلکہ حکم دیا کہ ان کو ایسے قید خانے میں قید کر دو کہ جہاں دن کو دھوپ میں جلیں اور رات کو اوس میں بھیگیں مگر خدا نے کیا صبر دیا تھا ان جلیل القدر بیبیوں کو کہ انھوں نے یہ ظلم سہے مگر ان لعینوں کو دعائے بد نہ کی ورنہ وہ سب لعین غارت ہو جاتے۔

❁ ...... ❁ ...... ❁

روایت نمبر
65
جناب امام زین العابدینؑ کے فضائل و معجزات، مجلس عزا میں شرکت کرنے، عزاداروں کی خدمت کرنے کا ثواب، امام سجادؑ نے ایک مخلص مومن کا دامن جواہرات اور موتیوں سے بھر دیا، امام علیہ السلام کی دعا سے اس مومن کی بیوی کا زندہ ہونا، امام سجادؑ کا مرثیہ کہنا اہل حرم کا شام اور دربار شام میں جانا۔
مولانا عابد عسکری

عَنِ الصَّادِقِ اَنَّہ' قَالَ مَنْ ذُکِرِنَا عِنْدَہ' فَخَرَجَ مِنْ عَیْنَیْہِ دَمْعٌ وَلَوْ مِثْلَ جَنَاحِ الْبَعُوْضَۃِ جناب امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ جس شخص کے سامنے ہمارا ذکر مصائب ہو اور اس کی آنکھوں سے آنسو نکلے اگرچہ وہ مکّس کے پر کے برابر ہو۔ غَفَرَ اللّٰہُ لَہ' ذُنُوْبَہ' وَلَوْ کَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ تو خداوند عالم اس کے تمام گناہ بخش دیتا ہے اگرچہ اس کے گناہ کف دریا کے برابر ہوں۔ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ مَنْ بکٰی عَلٰی مُصَابِ الْحُسَیْنِ اَوْتَذَکَّرَ اَوْ جَلَسَ فِیْ مَجْلِسٍ اَوْ خَدَمَ اَھْلَ الْعَزَاءِ کَاَنَّہ' زَارَنِیْ عَلَی الْعَرْشِ اَرْبَعِیْنَ مَرَّۃً مَعَ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْطَالِبٍؑ جناب رسول اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو میرے حسینؑ کی مصیبت کو یاد کر کے گریہ و زاری کرے یا مجلس عزا' مجلس ماتم میں شرکت کرے یا عزاداروں کی خدمت کرے گویا اس نے عرش خدا پر جناب علی مرتضیٰؑ کے ہمراہ چالیس مرتبہ زیارت کی ہے۔

رُوِیَ اَنَّ مُؤْمِنًا مِنْ اَکَابِرِ الْبَلَخِ یَاتِیْ بَیْتَ اللّٰہِ الْحَرَامَ وَیَزُوْرُ قَبْرَ النَّبِیِّ فِیْ سَائِرِ الْاَعْوَامِ حدیث میں ہے کہ ایک بلخ کا مرد مومن ہمیشہ ہر سال حج بیت اللہ اور جناب رسول خدا کے روضہ مبارک کی زیارت کے لیے آتا تھا۔ اس کے بعد جناب امام سجاد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا اور اپنے شہر کے کچھ تحفہ جات امام علیہ السلام کی نذر کرتا تھا اور کچھ دینی وفقہی مسائل پوچھ کر اپنے وطن واپس چلا جاتا ہے۔ فَقَالَتْ لَہ' زَوْجَتُہ' اَرَاکَ تَھْدِیْ تُحَفًا کَثِیْرَۃً وَلَا اَرَاہُ یُجَازِیْکَ عَنْھَا بِشَیْءٍ ایک مرتبہ اس کی زوجہ نے کہا اے شخص! میں ہمیشہ آپ کو دیکھتی ہوں کہ آپ کس کے لیے تحفہ اور سوغات لے جاتے ہیں اور یہ نہیں دیکھتی کہ وہ شخص آپ کو اس کے عوض میں کچھ دے۔ وہ بولا جس کے بارے میں تو شک وشبہ کر رہی ہے وہ دنیا و آخرت کے مالک ہیں وہ بادشاہ کونین ہیں۔ وہ بندگان خدا پر خلیفہ

الٰہی' حجت خدا ہیں۔ وہ امام' فرزند امام ہیں' فرزند رسولؐ ہیں' وہ ہمارے آقا و مولا ہیں۔

فَلَمَّا سَمِعَت ذٰلِکَ مِنهُ اَمسَکَتْ عَنْ مَلاَمَتِہٖ جب اس نے اپنے شوہر سے یہ سنا تو وہ چپ ہو گئی غرض وہ دوسرے سال حج کی ادائیگی کے بعد امام علیہ السلام کی خدمت میں آیا امام علیہ السلام کی دست بوسی' قدم بوسی کا شرف حاصل کیا اس وقت امامؑ طعام نوش فرما رہے تھے' ارشاد کیا تم بھی کھاؤ اس نے بھی حسب خواہش کھانا کھایا۔

ثُمَّ اُتِیَ بِطَسْتِ وَابْرِیْقِ فَقَامَ الرَّجُلُ وَاَخَذَ الاِ بْرِیْقَ لِیَصُبَّ الْمَاءَ علٰی اَیْدِی الْاِمَامِ کھانے کے بعد خادم طشت و پانی کا جگ لایا یہ مومن اٹھا اور پانی کا برتن لے کر کھڑا ہو گیا کہ امام سجادؑ کے ہاتھ دھلوائے۔ حضرتؑ نے فرمایا یَا شَیْخُ اَنْتَ ضَیفُنَا فَکَیْفَ تَصُبُّ الْمَاءَ عَلٰی یَدِیْ اے شیخ! تو ہمارا مہمان ہے چاہیے کہ ہم مہمانداری کا حق ادا کریں نہ کہ تو ہمارے ہاتھ دھلوائے فَقَالَ الرُّجُلُ اُحِبُّ ذٰلِکَ اس نے عرض کی میرا یہی جی چاہتا ہے کہ آپ کے ہاتھ دھلاؤں فَقَالَ الاِ مَامُ اِنْ اَحْبَبْتَ ذٰلِکَ فَوَاللّٰہِ لَاُرِیْکَ مَا تُحِبُّ وَتَرضٰی وَتُقِرُّبِہٖ عَیْنَاکَ یہ سن کر امام سجادؑ نے فرمایا: اگر تو اس محبت سے ہمارے ہاتھ دھلاتا ہے تو قسم ہے خدا کی میں وہ چیز تجھے دکھاتا ہوں کہ جسے دیکھ کر تو راضی ہو اور تیری آنکھیں ٹھنڈی اور روشن ہوں' یہ فرما کر آپؑ ہاتھ دھونے لگے یہاں تک کہ طشت کا تہائی حصہ پانی سے بھر گیا۔ حضرت نے فرمایا مَاھٰذَا فَقَالَ مَاءٌ اے شیخ طشت میں کیا ہے؟ اس نے عرض کی پانی ہے فَقَالَ بَلْ ھُوَ یَا قُوتٌ اَحْمَرُ امام علیہ السلام نے فرمایا پانی نہیں ہے بلکہ یاقوت سرخ ہیں۔ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ وہ طشت یاقوت

سرخ سے بھر گیا فرمایا پانی ڈال تاکہ طشت پوری طرح سے بھر جائے۔ فَقَالَ الْاِمَامُ مَاهٰذَا فَقَالَ مَاءٌ فَقَالَ بَلْ هُوَ زُمُرُّدٌ اَخْضَرُ حضرت نے فرمایا اب کیا ہے اس نے عرض کی پانی ہے حضرتؑ نے فرمایا بلکہ سبز زمرد ہیں' ابھی یہ فرمانا تھا کہ خدا کی قدرت ہے وہ پانی سبز زمرد بن گیا پھر ارشاد فرمایا پانی ڈال جب تمام طشت پانی سے بھر گیا تو فرمایا اب کیا ہے اس نے عرض کی فَقَالَ هُوَ دُرٌّ اَبْيَضُ حضرتؑ نے فرمایا پانی نہیں ہے دیکھ یہ سفید موتی ہیں جب اس نے دیکھا تو وہ پانی گوہر سفید تھے۔ وہ حیران ہو کر آپ کے قدموں پر گر پڑا پاہائے مبارک چومنے لگا حضرت نے فرمایا یَا شَيْخُ لَمْ يَكُنْ عِنْدَنَا شَيْءٌ نُكَافِيُكَ بِهٖ اے شیخ! ہمارے پاس دنیاوی مال میں سے کچھ نہ تھا کہ ہم تجھے دیتے۔ خُذْ هٰذِهِ الْجَوَاهِرَةِ اَنَّهَا عِوَاضَ هَدَا اياکَ یہ جواہرات لے لو کہ یہ عوض ہیں تمہارا ان ہدیوں کا جو تم ہمارے لیے لایا کرتے تھے۔

وَاعْتَذِرْمِنَّا عِنْدَ زَوْجَتِكَ لِاَنَّهَا عَتَبَتْ عَلَيْنَا اور اے شیخ ہماری طرف سے اپنی زوجہ سے معذرت کرنا کہ وہ اس مرتبہ ہماری وجہ سے تم پر ناراض ہوئی تھی اس مومن نے ندامت سے سر جھکا لیا اور عرض کی آپؑ سے میری زوجہ کی گفتگو سے کس نے آگاہ کیا۔ فَلَا شَكَّ اِنَّكَ مِنْ اَهْلِ بَيْتِ النُّبُوَّةِ بیشک آپؑ اہل بیت نبوت ہیں۔

غرض وہ جواہرات لے کر امام علیہ السلام سے رخصت ہوا اور جا کر اپنی بیوی سے تمام ماجرا ذکر کیا۔ وہ بولی امام علیہ السلام کو میرے کلام سے کس نے آگاہ کیا؟ وہ شخص بولا میں نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ وہ اہل بیت نبوت اور صاحب علم و معجزات ہیں۔ فَسَجَدَتِ اللّٰهِ شَاكِرَةً وَاَقْسَمَتْ عَلٰى بَعْلِهَا اَنْ يَحْمِلَهَا اِلٰى

زیَارَتِہٖ یہ سن کر اس خاتون نے سجدہ شکر کیا اور اپنے شوہر کو قسم دی کہ اس مرتبہ مجھے امام علیہ السلام کی زیارت کے لیے لے چلنا۔

جب اس نے دوسرے سال حج کا ارادہ کیا تو اس نے اپنی زوجہ کو بھی ساتھ لے لیا راستہ میں وہ عورت بیمار ہوگئی جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو وہ عورت انتقال کر گئی۔ فَجاءَ الرَّجُلُ اِلَی الْاِمَامِ بَاکِیًا حَزِیْنًا وَاَخْبَرَہٗ بِمَوْتِ زَوْجَتِہٖ وہ شخص روتا ہوا امام علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور عرض کی یا حضرت میری زوجہ آپ کی زیارت کے لیے آئی تھی مگر راستہ میں بیمار ہوئی اور مدینہ کے قریب آ کر فوت ہوگئی۔ فَقَامَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ وَدَعَا اللّٰہُ بِدَعْوَۃٍ یہ سن کر حضرت اٹھے اور دو رکعت نماز پڑھی اور دعا کی اور دعا کرنے کے بعد اس مومن سے مخاطب ہو کر فرمایا قُمْ وَارْجِعْ اِلٰی زَوْجَتِکَ فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحْیَاھَا بِقُدْرَتِہٖ اے شخص! اٹھ اور جا کہ خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے تمہاری زوجہ کو زندہ کیا ہے۔ یہ سن کر وہ شخص اٹھا اور دوڑ کر اپنے خیمہ میں آیا۔ فَرَاٰھَا جَالِسَۃً فِیْ حَالَۃِ الصِّحَۃِ اس نے اپنی بیوی کو دیکھا کہ وہ صحیح و سالم بیٹھی ہوئی ہے یہ بہت ہی خوش ہوا۔ فَقَالَ لَھَا کَیْفَ اَحْیَاکِ اللّٰہُ اور اس سے پوچھا کہ بتا کہ خدا نے تجھے کیسے زندہ کیا ہے؟ فَقَالَتْ جَاءَ نِیْ مَلَکُ الْمَوْتِ وَقَبَضَ رُوْحِیْ وَھَمَّ اَنْ یَصْعَدَ بِھَا اس خاتون نے بیان کیا ملک الموت آئے اور انھوں نے میری روح قبض کی اور چاہا کہ پرواز کریں۔ وَاِذَا بِرَجُلٍ صِفَتَہٗ کَذَا وَکَذَا وَجَعَلَتْ تُعَدِّدُ اَوْصَافَہٗ الشَّرِیْفَۃَ کہ ایک نیک بزرگوار تشریف لائے اور ان کا حلیہ مبارک تھا وہ حضرت کے اوصاف بیان کر رہی تھی اور اس کا شوہر کہتا تھا کہ تو سچ کہہ رہی ہے کہ یہی شکل وصورت میرے آقا و مولا حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی ہے۔

قَالَتْ فَلَمَّا رَاٰهُ مَلَکُ الْمَوْتِ مُقْبِلاً اِنْکَبَّ عَلٰی قَدَ مَیْهِ یُقَبِّلُهُمْ وَیَقُوْلُ پھر اس خاتون نے کہا کہ جب ملک الموت نے ان کو تشریف لاتے ہوئے دیکھا تو ان کے پاؤں پر گر کر بوسے لینے لگا اور یوں عرض کی اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ یَا حُجَّةَ اللّٰهِ فِیْ اَرْضِهٖ اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ یَا زَیْنَ الْعَابِدِیْنَ یعنی سلام ہو آپ پر اے حجت خدا' امام علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا اے ملک الموت! ہماری خاطر اس مومنہ کی روح اس کے بدن میں لوٹا دیں فَاِنَّهَا قَاصِدَةٌ لِزِیَارَتِنَا وَلِلزَّائِرُ عَلَیْنَا حَقٌّ وَاجِبٌ اس لیے کہ اس نے میری زیارت کا قصد کیا تھا اور زائر کا حق ہم پر واجب ہے۔

وَاِنِّیْ قَدْ سَاَلْتُ رَبِّیَ اَنْ یُبْقِیَهَا ثَلٰثِیْنَ سَنَةً لِقُدُوْمِهَا اِلَیْنَا اور میں نے خدا سے سوال کیا ہے کہ اسے تیس برس تک زندہ رکھے تاکہ وہ جان سکے کہ جس کی زیارت کے لیے گئی تھی اس کا خدا کے نزدیک کیا رتبہ ہے؟ ملک الموت نے عرض کی کہ بسر وچشم آپ کا حکم بجا لاؤں گا پھر روح میرے جسم میں داخل کی اور میں نے اس بزرگ کے دست مبارک چومے اور وہ چلے گئے۔

اس کے بعد وہ مومن اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑ کر مجلس امام میں آیا۔ فَانْکَبَّتْ عَلٰی قَدَمَیْهِ تُقَبِّلُهُمَا جونہی اس عورت نے امام علیہ السلام کو دیکھا دوڑ کر ان کے قدموں میں گر گئی اور کہنے لگی هٰذَا وَاللّٰهِ سَیِّدِیْ وَمَوْلاَیَ هٰذَا الَّذِیْ اَحْیَانِیَ اللّٰهُ بِبَرَکَةِ دُعَائِهٖ یہی میرے سید اور مولا ہیں خدا قسم کی انہی کی دعا کی برکت سے خدا نے مجھے زندہ کیا' اس کے بعد وہ دونوں زندگی بھر امام علیہ السلام کے زیر سایہ رہے۔

مومنین کرام! مقامِ تامل ہے کہ جس کے دست اقدس کا پانی جواہر ہو گیا افسوس اس بیمار کو ظالموں نے پانی سے ترسایا۔ افسوس کہ جس کے ہاتھ اور پاؤں

ملک الموت چومے ان ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور ان سوجے ہوئے پاؤں میں بیڑیاں پہنائی جائیں اور سید سجادؑ کہ جن کی ملک الموت اطاعت کریں ان کو قید کر کے شہر بہ شہر پھرایا جائے۔

نُقِلَ عَنِ الْبَاقِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ سَالَتُ اَبِیْ عَنْ جَمْلِ یَزِیْدَ لَه' قَالَ یَابُنَیَّ حَمَلَنِیْ عَلٰی بَعْیرٍ بِغَیْرِ وَطَاءٍ وَرَاسُ الْحُسَیْنِ عَلٰی قَنَاةٍ وَ نِسوَّتُنَا خَلْقِیْ وَحَوْلَنَا الرِّیَاحُ چنانچہ منقول ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا میں نے پدر بزرگوار سے عرض کی کہ بابا جان آپ خود ہی سفر شام کی بابت کچھ وضاحت فرمایے۔ یہ سن کر انھوں نے فرمایا میں اس کے بارے میں کیا کہوں اور کیسے کہوں؟ مجھے تو ایک بے پلان اونٹ پر سوار کیا گیا تھا اور میرے پدر بزرگوار کا سر ایک نیزے پر تھا اور میری پھوپھیاں اور بہنیں بے کجاوہ اونٹوں پر سوار تھیں اور ہمارے گرد نیزہ دار تھے۔

اگر ہم میں سے کوئی روتا تھا تو اس کو نیزوں کے ذریعہ سے چپ کرایا جاتا تھا۔ روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب امام سجاد علیہ السلام جب دمشق میں داخل ہوئے تو آپؑ ایک بے پلان اونٹ پر سوار تھے اور گلوئے مبارک میں آہنی طوق تھا اور اس کی وجہ سے آپ کے گلے سے خون بہہ رہا تھا اور سوجے ہوئے پاؤں میں زنجیریں تھیں وہ ہاتھ کہ جس کے فرشتے بوسے لیتے تھے وہ رسی کے ساتھ بندھے ہوئے تھے اور آپؑ رو رو کر یہ شعر پڑھتے تھے ان کا ترجمہ یہ ہے۔

آہ مجھے اس ذلت سے شہر دمشق میں لایا گیا جیسے حبش اور زنگبار کے غلام کو لاتے ہیں اور غلام بھی وہ کہ جس کا آقا مر گیا ہو اور اس کا کوئی مددگار نہ ہو شعر۔

جَدِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِیْ کُلِّ مَشْهَدٍ وَشَیْخِیْ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَمِرهٗ حالانکہ یہ لوگ

یہ بھی جانتے ہیں کہ میرے جد بزرگوار رسولؐ خدا ہیں اور میرے دادا امیر المومنین علی مرتضیٰؑ ہیں۔

شعر:

فَیَالَیۡتَ لَمۡ اَبۡلُغۡ دِمَشۡقًا وَلَمۡ اَکُنۡ

یَرَانِیۡ یَزِیۡدُ فِیۡ یَدَیۡهِ اَسِیۡرُهٗ

اے کاش کہ مجھے موت آتی اور میں اس حالت سے دمشق میں نہ آتا۔

یہاں تک کہ اسیران کربلا شام کے دار الخلافہ دمشق میں پہنچے اہل شام جشن منا رہے تھے اور تکبیریں بلند کر رہے تھے کہ ناگاہ ایک ہاتف کی آواز آئی کہ وہ یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

شعر:

جَاءُ وُا بِرَأۡسِکَ یَابۡنَ بِنۡتِ

مُحَمَّدٍ مُرَمَّلاً بِدَمَائِهٖ تَرۡمِیۡلاً

افسوس اے فرزند رسولؐ خدا کہ آپ کے سر کو یہ ظالم اس ذلت سے لائے ہیں کہ وہ خاک وخون میں غلطاں ہے۔

وَیُکَبِّرُوۡنَ اِذَا قُتِلۡتَ وَاِنَّمَا

قَتَلُوۡا بِکَ التَّکۡبِیۡرَ وَالتَّهۡلِیۡلَا

وہ ظالم قتل کر کے تکبیریں کہتے تھے دراصل انھوں نے تکبیر وتہلیل کو قتل کیا۔ فَلَمَّا وُصَلُوۡا اِلٰی قَصۡرٍ فِیۡهِ عَجُوۡزَۃٌ مَلۡعُوۡنَۃٌ یُقَالُ لَهَا اُمُّ حِجَامٍ جب وہ لعین ایک مکان کے قریب پہنچے اس میں ایک بڑھیا تھی۔ اس لعینہ کا نام ام ہجام تھا اور اس کے ساتھ کنیزیں تھیں۔ فَلَمَّا رَاَتۡ رَأۡسَ الۡحُسَیۡنِ عَلٰی قَنَاتٍ طَوِیۡلٍ

فشَیْبَتَه' الْخَضُوْبَةُ بالدَّم جب اس بے حیا نے سر اقدس کو دیکھا کہ نیزے پر ہے اور ریش مبارک خون سے رنگین ہے' بولی یہ سر جو آگے ہے کس کا ہے اور جو پیچھے ہیں وہ کس کے ہیں؟ فَقَالُوْا لَهَا هٰذَا رَاْسُ الْحُسَيْنِ وَهٰذِهِ الرُّؤُسُ اَصْحَابِهٖ ففرِحَتُ فرَحًا عَظِيْمًا لوگوں نے کہا یہ سر حسینؑ کا ہے اور باقی سر ان کے عزیزوں اور ساتھیوں کے ہیں۔ یہ سن کر وہ ملعونہ بہت خوش ہوئی۔ وَقَالَتْ بِجَوَارٍ لَهَا نَاوِلَنَنِىْ حَجَرًا لَاَضْرِبَ بِهٖ وَجْه' الْحُسَيْنِ لِاَنَّ اَبَاهُ قَتَلَ اَبِىْ وَبَعْلِىْ خوش ہو کر کنیزوں سے کہنے لگی کہ مجھے ایک پتھر اٹھا دو کہ میں حسینؑ کے منہ پر ماروں اور اپنے دل کو خوش کروں کہ اس کے باپ نے میرے باپ اور شوہر کو قتل کیا ہے۔ فَنَاوَلَتْهَا بَعْضُ الْجَوَارِىْ حَجَرًا فَضَرَبَتْ بِهٖ وَجْهَ الْحُسَيْنِ فَعَادَ دَمُه' وَسَالَ عَلٰى شَيْبَتِهٖ پھر ایک کنیز نے پتھر اٹھا دیا آہ اس ملعونہ نے عداوت کی وجہ سے امام علیہ السلام کے رخ انور پر اس زور سے پتھر مارا کہ معجزانہ طور پر روئے مبارک کے زخموں سے پھر خون جاری ہوا اور خون نکلا کہ ریش مقدس پر بہنے لگا۔ فَلَمَّا نَظَرَتْ اِلَيْهِ اُمُّ كُلْثُوْمٍ وَبَاقِىَ النِّسَاءِ وَالْاَطْفَالِ وَالدَّمُ يَسِيْلُ بِهٖ اور سب اہل حرم اور بچوں نے دیکھا کہ (معجزانہ طور پر) آپؑ کے منہ سے خون بہہ رہا ہے۔ تو سب بیبیاں پیٹنے اور ماتم کرنے لگیں۔

قَالَتْ زَيْنَبُ مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِوَجْهِ اَخِىْ وَنُوْرِ عَيْنِىْ جناب زینبؑ رو کر بولیں اے لوگو! یہ ظلم میرے پیارے بھائی کے چہرے پر کس نے کیا ہے کسی نے کہا دختر فاطمہ زہراؑ! آپؑ کے بھائی کے چہرے پر ایک بڑھیا نے پتھر مارا بی بی نے اس بڑھیا کا نام پوچھا لوگوں نے کہا اسے ام ہجام کہتے ہیں اس وقت دختر علی ابن ابی طالبؑ نے درگاہ قاضی الحاجات میں دعا کی اَللّٰهُمَّ اَهْجُمْ عَلَيْهَا قَصْرَهَا وَاَحْرِقْهَا

بنار الدُّنيا قبل نار الْاٰخِرَة خداوندا تیرے حسینؑ پر اس عورت نے یہ ستم کیا ہے بارالٰہا! اس کے مکان کو اس پر گرا دے اور آتش جہنم سے پہلے ہی اس کو آتش دنیا میں جلا دے۔

فَمَا اسْتَتَمَّ كَلاَمَهَا اِلَّا وَقَدْ هَجَمَ عَلَيْهَا قَصْرُهَا وَاضْرِمَتْ فِيْهِ النَّارُ فماتُوْا وَاحْرَقُوْا فِيْ سَاعَتِهِمْ ابھی جناب زینبؑ کا کلام مکمل نہ ہوا تھا کہ وہ مکان اس پر گر پڑا اور قدرتِ خدا سے اس آگ میں جل گئی اور جو اس کے اردگرد تھے وہ سب بھی واصل جہنم ہوئے۔ جناب زینبؑ شکر خداوندی بجا لائیں' پھر اپنے بھائی کے روئے مبارک کو دیکھ کر اور ان کے مصائب کو یاد کر کے بہت زیادہ روئیں۔

ناگاہ وہ قافلہ دروازہ یزید تک پہنچا۔ قَالَ الرَّاوِی كُنْتُ ذَاتِ يَوْمٍ فِيْ مَجْلِسِ يَزِيْدَ ابْنِ مُعَاوِيَةَ اِذْ سَمِعْتُ صَيْحَاتٍ راوی کہتا ہے کہ میں دربار یزید میں بیٹھا تھا کہ رونے اور پیٹنے کی آوازیں میرے کانوں میں پہنچی میرا دل ڈوبنے لگا اور میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے۔

فَرَاَيْتُ عِشْرِيْنَ نِسْوَةً كَسَبْيِ الرُّوْمِ وَالتُرْكِ قَدْ غَيَّرَتْ وُجُوْهُهُنَّ مِنْ اَثَرِ الشَّمْسِ وَالْحَرِّ وَخُدُوْدُهُنَّ مِنْ اَثَرِ اللَّطْمِ وَالدُّمُوْعُ تَسِيْلُ میں نے بیس خواتین کو دیکھا ترک و روم کی کنیزوں کی مانند ان کو لایا گیا۔ سورج کی گرمی سے ان قیدیوں کے رنگ متغیر ہو گئے تھے اور بچوں کے چہروں پر طمانچوں کے نشان تھے اور ان کے آنسو رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے' پھر ان سب قیدیوں کو تخت یزید کے نیچے کھڑا کر دیا گیا۔ یزید ایک ایک کے بارے میں پوچھنے لگا کہ ناگاہ یزید کی نظر جناب سکینہؑ پر پڑی پوچھنے لگا یہ بچی کون ہے؟ فَقَالَتْ لَهٗ وَيْلَكَ يَايَزِيْدُ اَنَا مَنْ لَا يَخْفٰى حَسَبُهٗ وَلَا يُخْمَلُ نَسَبُهٗ جناب سکینہؑ نے کہا کہ وائے ہو تجھ پر اے یزید!

میرا حسب ونسب کس پر چھپا ہے؟ میں بیٹی ہوں اس حسینؑ کی جن کو تیری فوج نے تین دن کا پیاسا ذبح کیا ہے۔ یزید نے کہا اے سکینہؑ! تیرے باپ نے تیرے حق کو بھلا دیا اور میری حکومت میں رخنہ ڈالنے کی کوشش کی (نعوذ باللہ) **فَقَالَتْ لَهٗ وَیْحَکَ یَا یَزِیْدُ اَتَفْرَحُ بِقَتْلِ اَبِیْ** جناب سکینہؑ رو کر بولیں وائے ہو تجھ پر اے یزید! میرے بابا کے قتل پر تو خوش ہو رہا ہے۔

ایک شقی یزید کے دربار میں آیا بیبیوں کی طرف اشارہ کر کے بولا کیا یہ کنیزیں ہیں؟ جناب ام کلثومؑ نے کہا۔ **قَطَعَ اللّٰهُ یَدَکَ یَا عَدُوَّ اللّٰهِ** خدا تیرے ہاتھ کو کاٹے اے دشمن خدا اس شخص کا خیال تھا کہ یہ ترک و روم کی کنیزیں ہیں جناب امام زین العابدینؑ نے رو کر فرمایا۔ **یَا زُهَیْرُ هٰذِهٖ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ** اے زہیر جس کو تو عام خاتون یا کنیز خیال کرتا ہے یہ رسولؐ خدا کی بیٹی ہے' یہ سب بیبیاں نبی زادیاں ہیں' میں امام حسینؑ کا بیٹا زین العابدینؑ ہوں' جب اس شخص کو پتہ چلا کہ یہ قیدی تو خاندان رسالت سے تعلق رکھتے ہیں تو وہ اپنا منہ پیٹنے لگا روتا ہوا اہل حرم کے قریب آیا اس نے نظریں جھکا کر ہاتھ جوڑ کر عرض کی بی بی خدا را مجھے معاف کر دیجئے میں انجان تھا مجھے معلوم نہیں تھا کہ آپ کون ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ جب بی بی ام کلثومؑ نے اس کو بددعا کی تھی تو اس وقت اس کا ایک ہاتھ کٹ کر گر پڑا تھا لیکن جب اس نے معافی مانگی تو امام علیہ السلام نے اس کے حق میں دعا کی تو اس کا ہاتھ دوبارہ جڑ کر ٹھیک ہو گیا اس کے بعد وہ شخص مستقل طور پر ملک شام کو چھوڑ کر کہیں روپوش ہو گیا۔ پھر اس شہر میں اس کو کسی نے نہیں دیکھا۔

روایت نمبر
66
جناب رسولؐ خدا کے پاس جناب جبرئیلؑ کا امام حسینؑ کی ولادت باسعادت کی خوشخبری لے کر آنا' اہل حرم کا ایک پہاڑ پر پہنچنا' امام حسینؑ کے سر اقدس پر ایک پرندے کا گلاب پاشی کرنا' حضرت امام حسینؑ کے سر اقدس کے دفن ہونے کے بارے میں چند روایات' ایک روایت یہ بھی ہے کہ وہ سر جنت کی طرف چلا گیا۔
مولانا عابد عسکری
maablib.org

رَوٰی اِبْنُ بَابُوَیْہِ عَنِ الصَّادِقِ اَنَّہٗ قَالَ ابن بابویہ نے جناب امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے امام علیہ السلام نے فرمایا۔ اِنَّ جِبْرَئِیْلَ نَزَلَ اِلَی النَّبِیِّ فقالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰہُ یَقْرَئُکَ السَّلَامُ وَیُبَشِّرُکَ بِمَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ مِنْ اِبْنَتِکَ فاطِمَۃَ کہ ایک دن جناب جبرئیلؑ حضرت رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یَارَسُوْلَ اللّٰہ خداوند عالم نے تحفہ درود کے بعد آپ کو ایک فرزند کی بشارت دی ہے وہ آپ کا پیارا نواسا ہوگا اور اس بچے کی والدہ ماجدہ آپ کی دختر نیک اختر فاطمہؑ زہراؑ ہیں۔ وَتَقْتُلُہٗ اُمَّتُکَ مِنْ بَعْدِکَ اور بشارت کے بعد یہ بھی فرمایا ہے کہ اس فرزند کو آپ کے بعد آپ کی ہی امت قتل کرے گی۔ قَالَ یَا جِبْرَئِیْلُ قُلْ لِرَبِّیْ لَا حَاجَۃَ لِیْ فِیْ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ مِنْ فَاطِمَۃَ وَیَقْتُلُہٗ اُمَّتِیْ مِنْ بَعْدِیْ آنحضرتؐ نے فرمایا اے جبرئیلؑ! خداوند عالم سے عرض کریں کہ مجھے ایسے فرزند کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ فاطمہؑ کے یہاں پیدا ہو اور اسے میری امت قتل کرے جناب جبرئیلؑ گئے اور فوراً واپس آ گئے۔ وَقَالَ یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اَنَّ رَبَّکَ یَقْرَئُکَ السَّلَامُ وَیُبَشِّرُکَ اَنَّہٗ جَاعِلٌ فِیْ ذُرِّیَتِہٖ الْاِ مَامَۃَ وَالْوَصَایَۃَ اور جبرئیلؑ امین نے عرض کی کہ اے رسول خدا پروردگار عالم سلام کے بعد یہ بشارت دیتا ہے کہ خداوند کریم آپ کی ذریت کو امامت اور آپ کی جانشینی کا منصب عطا فرمائے گا۔

فَقَالَ النَّبِیُّ رَضِیْتُ بِذٰلِکَ آنحضرتؐ نے فرمایا میں راضی ہوں اللہ تعالیٰ کی رضا پر۔ پھر جناب سیدہؑ کو کہلا بھیجا کہ اے فاطمہؑ! اللہ تعالیٰ آپ کو پیارا سا فرزند عطا فرمائے گا اس کا نام حسینؑ ہوگا اور اس کو میری امت کے بدبخت ترین لوگ بغیر کسی جرم خطاء کے قتل کریں گے۔ فَجَزَعَتْ فَاطِمَۃُ وَاَرْسَلَتْ اِلَیْہِ تَقُوْلُ

لا حاجَةَ لِیْ فِیْ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ مِنِّیْ وَیَقْتُلُه' اُمَّتُکَ مِنْ بَعْدِنَا یہ سن کر جناب سیدہؑ بہت روئیں اور کہلا بھیجا اے پدر بزرگوار! مجھے ایسے فرزند کی ضرورت نہیں ہے کہ اسے آپؐ کی امت کے کچھ ظالم لوگ قتل کر دیں' پھر جناب رسولؐ خدا نے پیغام بھیجا اِنَّ اللّٰهَ جَاعِلٌ فِیْ ذُرِّیَتِهٖ اِمَامَةً اے فاطمہؑ خداوند کریم آپ کے فرزند کی اولاد میں امامت قرار دے گا۔ جب جناب سیدہؑ نے یہ سنا تو عرض کی کہ بابا اگر میرے فرزند کا یہ رتبہ ہوگا تو میں بھی راضی ہوں۔ وَفِی الْاَمَالِیْ عَنْ اَبِیْ حَمْزَۃَ الشُّمَالِیْ عَنْ زَیْدِ ابْنِ عَلِیٍّ عَنْ اَبِیْهِ عَلِیِّ ابْنِ الْحُسَیْنِ کتاب امالی میں ابوحمزہ ثمالی سے انھوں نے زید بن علی سے اور انھوں نے اپنے پدر بزرگوار علی بن حسینؑ سے روایت کی ہے۔ قَالَ لَمَّا وَلَدَتْ فَاطِمَةُ الْحَسَنَ قَالَتْ لِعَلِیٍّ سَمِّهٖ فَقَالَ مَا کُنْتُ اَسْبِقُ بِتَسْمِیَتِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ جناب امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ جب امام حسن علیہ السلام نے اس دنیا میں اپنا قدم مبارک رکھا تو جناب فاطمہؑ نے جناب امیرؑ سے کہا کہ اس بچے کا نام آپ تجویز فرمائیں انھوں نے فرمایا اس بچے کا نام ان کے نانا جان حضرت محمد مصطفیٰؐ ہی رکھیں گے۔ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاَخْرَجَ اِلَیْهِ فِیْ خِرْقَةٍ صَفْرَاءَ جب جناب رسولؐ خدا تشریف لائے تو زرد کپڑے میں لپیٹ کر بچے کو آپؐ کے پاس لایا گیا آپؐ نے فرمایا کہ بچے کو زرد کپڑے کی بجائے سفید کپڑے میں لپیٹو چنانچہ سفید کپڑا لایا گیا پھر جناب امیرؑ سے پوچھا کہ اے علیؑ! اس بچے کا نام آپ ہی رکھیں جناب امیرؑ نے عرض کی آپ کی موجودگی میں میں اس کا نام کیسے تجویز کرسکتا ہوں۔ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اس کا نام اللہ تعالیٰ تجویز فرمائے۔ فَاَوْحَی اللّٰهُ اِلٰی جِبْرَئِیْلَ اَنَّه' قَدْ وُلِدَ لِمُحَمَّدٍ ابْنٌ فَاهْبِطْ فَاقْرَءْهُ السَّلَامَ وَهَنِّهٖ اس وقت خداوند عالم نے جبرئیلؑ کی طرف وحی کی کہ اے جبرئیلؑ! حضرت محمد

مصطفیؐ کا نواسہ پیدا ہوا ہے اور ہماری طرف سے بعد از سلام مبارکباد کہنا اور ان سے کہنا۔

اِنَّ عَلِیًّا مِنکَ بِمَنزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی فَسَمِّهِ بِاسْمِ ابْنِ هَارُوْنَ

اے رسول خدا علیؑ آپ سے رشتہ داری میں ایسے ہیں جیسا کہ ہارون کو موسیٰؑ کی قرابت حاصل ہے پس اس بچے کا نام ''ہارون'' رکھو جناب جبرئیلؑ آئے اور جناب رسالتمآبؐ تک حکم الٰہی پہنچایا اور آپ نے جبرائیلؑ سے پوچھا کہ ہارون کے بیٹے کا نام کیا تھا عرض کیا۔ ''شبر'' قَالَ لِسَانِیْ عَرَبِیٌّ قَالَ سَمِّهُ الْحَسَنَ فَسَمَّاهُ الْحَسَنَ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا اے جبرئیلؑ میری زبان عربی ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ آپ ان کا نام ''حسنؑ'' رکھو چنانچہ جناب علی مرتضیٰؑ کے پہلے فرزند کا نام ''حسنؑ'' رکھا گیا۔ فَلَمَّا وُلِدَ الْحُسَيْنُ اَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى جِبْرَئِيْلَ اَنَّهٗ قَدْ وُلِدَ لِمُحَمَّدٍ ابْنٌ فاهْبِطْ اِلَيْهِ فهَنِّئْهُ جب امام حسینؑ پیدا ہوئے تو جبرئیلؑ کو حکم خداوندی ہوا کہ ہمارے پیارے رسول اکرمؐ کا نواسا پیدا ہوا ہے ہماری طرف سے ان کو مبارکباد دیجئے اور کہیے۔

جس طرح ہارونؑ موسیٰ علیہ السلام کے جانشین تھے اسی طرح علی علیہ السلام آپ کے جانشین ہیں اس بچے کا نام ہارونؑ کے چھوٹے بیٹے کے نام پر رکھیے۔ آنحضرتؐ نے پوچھا کہ ہارونؑ کے چھوٹے بیٹے کا نام کیا ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا شبیر۔ قَالَ لِسَانِیْ عَرَبِیٌّ قَالَ سَمِّهِ الْحُسَيْنَ فَسَمَّاهُ الْحُسَيْنَ فرمایا اے جبرئیلؑ میری زبان عربی ہے، جبرئیلؑ نے عرض کی اس بچے کا نام ''حسینؑ'' رکھو چنانچہ شہزادہ کونین کا نام حسینؑ رکھا گیا۔

پھر گروہ در گروہ فرشتے مبارکبادی کے لیے آنے لگے۔ رضوان جنت کو حکم

ہوا کہ بہشت کو سجاؤ اور فرشتے صفیں باندھ کر تسبیح و تقدیس کریں اور حوران جنت جناب سیدہؑ کو مبارکباد پیش کرنے کے لیے آئیں کہ آج کا دن خوشی کا دن ہے کہ آج فرزند رسول جناب حسینؑ اس دنیا میں تشریف لائے ہیں۔ مومنین کرام! ایک تو وہ دن تھا کہ امام حسینؑ کی ولادت باسعادت کے موقعہ پر پوری کائنات میں خوشیاں منائی جا رہی تھیں اور بہشت بریں میں جشن منائے جا رہے تھے ایک وقت ایسا بھی آیا ہے جگر گوشہ بتول خاک کربلا پر سویا ہوا ہے۔ مَجْزُوْزُ الرَّاسِ عَنِ الْقَفَا مَحْتُوْکُ الْعِمَامَةِ وَالرِّدَاءِ اس حالت میں کہ آپ کا سراقدس پس گردن کاٹا گیا تھا اور ظالم آپؑ کی عبا اور عمامہ لوٹ کر لے گئے تھے۔

اَلْغُسْلُ مِنْ دَمِهٖ آپؑ غسل کے بدلے خون میں نہائے ہوئے تھے اور کفن کے بدلے صحرا کی خاک ملے تھی۔ وَحَوْلَهٗ اَصْحَابُهٗ وَاَقْرِبَاؤُهٗ مَجْزُوْزُوْنَ کَالْاَضَاحِیْ عَلَی الرِّمَالِ اور امام مظلومؑ کے اردگرد آپؑ کے عزیز اور ساتھی قربانی کے گوسفندوں کی طرح پڑے تھے۔

وَرَاسُهٗ مَرْفُوْعٌ عَلٰی قَنَاتٍ وَشَیْبَتُهٗ مُخَضَّبَةٌ بِالدَّمِ آپؑ کا سراقدس نیزے پر آویزاں کیا گیا اور آپؑ کی ریش مبارک خون سے رنگین تھی اور ان ظالموں کا ایک جرم یہ بھی تھا کہ راستہ جو بھی پوچھتا تھا۔ لِمَنْ هٰذَا الرَّاسُ یہ کس کا سر ہے؟ تو سخت ترین بغض اور عداوت کی وجہ سے جواب دیتے تھے۔ بَلْ قَالُوْا خرجَ عَلَی الْاَمِیْرِ خَارِجِیٌّ لَحَارَبْنَاهُ وَهٰذَا رَأْسُهٗ وہ کہتے تھے کہ ایک خارجی نے ہمارے امیر کے خلاف بغاوت کی ہے ہم نے اس سے جنگ کی ہے اور اس کو شکست دے کر اس کا سر کاٹ کر لائے ہیں۔

یزیدیوں کے دل، آنکھ اور کانوں پر پردہ پڑ چکا تھا وہ حقیقت میں نہ سن

سکتے تھے اور نہ دیکھ سکتے تھے بلکہ وہ گمراہی اور ذلالت کے اندھیروں میں مکمل طور پر ڈوب چکے تھے۔ قتل امام کے بعد اب دنیا کی کوئی روشنی انھیں فائدہ نہ دے سکتی تھی' ان ظالموں نے سفر کے دوران امام حسین علیہ السلام اور دیگر شہداء کے سرہائے اقدس سے بے شمار معجزات دیکھے' اس کے باوجود بھی وہ ظلم سے باز نہ آئے انھوں نے اکثر جگہوں پر جناب رسولؐ خدا' علی مرتضیٰؑ فاطمۃ زہراؑ اور حسن مجتبیٰؑ کو روتے ہوئے دیکھا مگر رحم نہ کھایا۔ امام علیہ السلام کا سر مبارک کربلا سے لے کر شام تک قرآن پڑھتا گیا۔ آدمؑ سے لے کر خاتم تک اور خاتم سے لے کر قیامت تک کوئی ایسا نہیں ہے جو بدن سے کٹنے کے بعد کچھ بولے یہ واحد سر ایسا ہے جو مسلسل قرآن پڑ رہا تھا اور زبان حال سے کہہ رہا تھا کہ اے دنیا والو! ہم قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن ہمارے ساتھ ہے۔

زید ابن ارقم کہتے ہیں کہ میں اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا کہ ناگاہ امام حسینؑ کا سر اقدس نیزہ پر میرے قریب سے نکلا اس کی وجہ سے میرا کمرہ روشن ہوگیا تو میں نے سنا کہ وہ سر اقدس یہ آیہ پڑھ رہا تھا۔ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيَاتِنَا عَجَبًا آیا تو نے گمان کیا کہ اصحاب کہف و رقیم ہماری عجیب نشانیوں میں سے تھے۔

یہ دیکھ کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور میں نے بآواز بلند کہا اے فرزند رسول! واقعتاً آپ کا واقعہ تمام واقعات سے عجیب تر ہے' میں امام مظلوم کی مظلومیت پر بہت رویا اور اپنے منہ پر طمانچے مارے قَالَ ثُمَّ عُلِقَ الرَّاْسُ الشَّرِيْفُ عَلٰى شَجْرٍ فِي الْكُوْفَةِ وَهُوَ يَقْرَءُ راوی کہتا ہے کہ جب ظالم اس سر اقدس کی جگہ جگہ تشہیر کر چکے تو پھر امام مظلوم کے سر کو ایک درخت سے لٹکا دیا جب یہ ظلم کیا تو اس

سر انور نے یہ آیت پڑھی وَسَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ یعنی قریب ہے کہ یہ ظالم جان لیں گے کہ ان کی بازگشت کہاں ہے۔ فَاجۡتَمَعَتِ الطُّیُوۡرُ حَوۡلَهٗ وَهُمۡ یَبۡکُوۡنَ وَیَقُوۡلُوۡنَ اس سر کے اردگرد پرندے جمع ہو کر روتے تھے اور رو رو کر کہتے تھے۔ وَیۡلٌ لِاُمَّتِهٖ قَتَلُوۡا ابۡنَ بِنۡتَ نَبِیِّهِمۡ عذاب ہو ان ظالموں پر جنھوں نے اپنے پیغمبر کے بیٹے کو قتل کیا۔ اس کے بعد ابن زیاد نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ ان اسیروں اور سروں کو شام کی طرف بھیجا جائے اور اس شقی نے تاکید کی کہ ان قیدیوں کو ویران راستوں اور ڈراؤنے جنگلوں' خوفناک صحراؤں سے گزار کر لے جایا جائے' ان کو آب و طعام سے محروم رکھا جائے۔ چنانچہ پانچ سو مسلح شخص ان قیدیوں کے ہمراہ تھے ان ظالموں نے پورے راستہ میں اہلبیت اطہارؑ اور ان کے معصوم بچوں کو کھانے پینے کی کوئی چیز نہ دی۔

فَبَکَی الۡاَطۡفَالُ فِیۡ حُجُوۡرِ اُمَّهَاتِهِمۡ وَیَقُوۡلُوۡنَ اَلۡعَطَشُ اَلۡعَطَشُ پیاس کی شدت کی وجہ سے بچے ماؤں کی گودیوں میں رو رو کر کہتے تھے کہ پانی پانی اگر وہ بار بار مانگنے کے بعد پانی دیتے تھے تو وہ اتنا کم ہوتا کہ اس سے پیاس بھی نہ بجھتی تھی۔ کوفہ سے شام تک کا سفر کیسے گزرا اور کس طرح طے ہوا؟ زبان کو جرات نہیں ہے کہ بیان کر سکے اور قلم میں طاقت نہیں ہے کہ اس کو لکھ سکے۔

دوران سفر یزیدیوں نے عجیب و غریب واقعات و مشاہدات و کرامات اور معجزات دیکھے لیکن ان بدبختوں پر ذرا بھر فرق نہ پڑا اور نہ ہی ان کو کسی چیز نے کسی قسم کا فائدہ دینا تھا۔ یزید لعین کو جب اسیرانِ کربلا کی آمد کا پتہ چلا تو وہ بہت خوش ہوا اور حکم دیا پورا شہر سجایا جائے' چراغاں کیا جائے' خاص طور پر اس کے دربار کو آراستہ کیا جائے' چنانچہ دربار یزید میں بہت سی سونے اور چاندی کی کرسیاں رکھی

گئیں اور انواع و اقسام کی چیزوں کے علاوہ شرابخواری کا بطور خاص اہتمام کیا گیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ یزید کے پاس ایک پالتو پرندہ تھا یزید کے ملازموں کو اس پرندے کو سکھلایا ہوا تھا جب کوئی خوشی کا دن آتا تو اس کے ملازم اس پرندے کو ضرور پیش کرتے تھے۔ ایک طشت میں گلاب اور ایک طشت میں مشک عنبر رکھتے تھے۔ جب یزید آواز دیتا تو وہ پرندہ اپنی جگہ سے اڑ کر گلاب میں غوطہ زن ہو کر مشک و عنبر میں لوٹتا تھا پھر آواز دیتا تو وہ پرندہ یزید کے سر پر اڑتا تھا اور گلاب و مشک چھڑکتا تھا تو وہ لعین کہتا تھا کہ دیکھو میں مسلمانوں کا ایک خلیفہ ہوں کہ پرندے بھی میری اطاعت کرتے ہیں۔

چنانچہ اس روز بھی پرندے کو لایا گیا جشن کا سماں تھا۔ ہر طرف سے یزید زندہ باد کے نعرے بلند ہو رہے تھے۔ یزید نے فخریہ انداز میں اس پرندے کو آواز دی تو وہ اڑا اور گلاب میں غوطہ مار کر مشک و عنبر میں لوٹنے لگا۔ فَصَاحَ یَزِیْدُ فَلَمْ تَتَحَرَّکَ عَنْ مَقَامِہٖ یزید نے پھر آواز دی مگر وہ پرندہ اپنی جگہ سے نہ ہلا ثم صاح ثانیا فلم یات الیه پھر یزید نے دوسری مرتبہ آواز دی پھر وہ پرندہ اس کی طرف نہ آیا۔ فَلَمَّا صَاحَ ثَالِثًاطَارَ وَجَاءَ اِلٰی رَأْسِ الْحُسَیْنِ وَدَارَ حَوْلَہٗ وَاَفْرَفَ وصَبَّ عَلَیْہِ مَافِیْ اَجْنَحَتِہٖ جب تیسری مرتبہ یزید نے آواز دی تو وہ پرندہ اڑا اور اس لعین کی طرف نہ گیا بلکہ جناب امام حسینؑ کے سر اقدس کی طرف آیا اور اس سر کے اردگرد چکر لگاتا اور روتا تھا اور گلاب و مشک کو چھڑکتا تھا۔

حَتّٰی وَقَعَ عَلَیْہِ آخر بیتاب ہو کر گر پڑا کچھ دیر کے بعد پھر اڑا اور دیوار پر جا بیٹھا اور روتا ہوا صحرا کی طرف چلا گیا۔ یزید اور اس کے درباری دیکھتے رہ گئے۔ حاضرین میں سے کچھ لوگوں نے تعجب کیا اور کہنے لگے کہ یہ سر کسی بزرگ کا

ہے کہ جس کے لیے ایک پرندہ بھی اظہار عقیدت کر رہا ہے۔ یزید نے کہا اے لوگو! تم نے بنی ہاشم کی جادوگری کو دیکھا کہ پرندہ بھی ان کے سحر میں مبتلا ہو گیا۔ اس وقت جناب زینبؑ تڑپ کر بولیں اے یزید! یہ سحر نہیں ہے بلکہ حقیقت ہے فرزند رسولؐ کے غم میں کائنات کی ہر چیز نوحہ کناں ہے۔ انسان تو انسان، درند، پرند اور چرند بھی غم شبیرؑ میں مصروف ماتم ہیں۔ تو نے جو کرنا تھا کر لیا اب تیرے ساتھ جو ہونا ہے اس کے لیے بھی تیار رہ تو دنیا و آخرت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ذلیل و رسوا ہو گا اور ایسے دردناک عذاب میں مبتلا ہو گا کہ تو اس کی شدت کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

راوی کہتا ہے یہ سن کر یزید سیخ پا ہو گیا اور حکم دیا کہ اس سر کو دروازہ دمشق پر لٹکا دو فَعُلِّقَ عَلٰی بَابِ مَسْجِدِ دِمَشْقٍ چنانچہ اس کے حکم کے مطابق امام مظلوم کے سر کو دروازہ دمشق پر لٹکا دیا گیا۔ جہاں پانچوں وقت کی نماز ہوئی تھی اور اذان ہوتی تھی، خدا جانے وہ کس منہ سے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم حالانکہ فرزند رسولؐ کا سر اس مسجد کے دروازے پر آویزاں کیا گیا تھا۔ ایک روایت کے مطابق کہ امام عالی مقامؑ کے سر اقدس کے بارے میں کسی کو معلوم نہیں ہے کہ وہ کہاں دفن ہوا ہے۔

چنانچہ ایک اور روایت میں ہے کہ جب سلطنت عباسیہ قائم ہوئی تو منصور نے اپنے غلام سے کہا کہ اسے حفاظت سے رکھ یہ کہ اس میں بنو امیہ کا قیمتی خزانہ ہے جب اسے فرصت کے وقت کھولا دیکھا تو اس میں حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر اقدس ہے اس نے کپڑے میں لپیٹ کر دفن کروا دیا۔

ایک اور روایت میں ہے سلیمان عبدالملک نے خزانے سے اس سر کو منگوایا دیکھا تو صرف ہڈیاں رہ گئی تھیں اور اس سے اعلیٰ ترین خوشبو مہک رہی تھی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جب اسیران کربلا رہا ہو کر واپس مدینہ آنے لگے تو امام مظلومؑ کے سر اقدس کو اپنے ساتھ لے کر آئے اور اس کو جناب فاطمہ زہراؑ کے پہلو میں دفن کر دیا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ جناب زین العابدین علیہ السلام نے اپنے بابا

کے سر اقدس کو کربلا میں لے آئے اور اس کو امام علیہ السلام کے تن کے ساتھ ملا کر دفن کر دیا۔

ایک روایت ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے سر اقدس کو جس جگہ پر رکھا تھا۔ اس جگہ کی نگرانی کے لیے چالیس محافظ مقرر کیے گئے میری نظر میں معرکہ کربلا تھا جس کی وجہ سے رات بھر مجھے نیند نہ آئی جب رات تاریک ہوئی تو میں نے سنا کوئی کہہ رہا ہے اے آدمؑ! اے موسیٰؑ! اے عیسیٰؑ! آپ ادھر آئیں جب یہ تینوں بزرگوار آئے پھر جناب رسولؐ خدا روتے ہوئے تشریف لائے۔ **ثُمَّ اِنَّ النَّبِیَّ دَخَلَ الْقُبَّۃَ وَاَخَذَ الرَّاسَ منھا** جناب رسولؐ خدا روتے ہوئے اس جگہ پر تشریف لے گئے جہاں پر امام حسینؑ کا سر موجود تھا آپؐ نے اپنے فرزند کے سر کو اٹھا کر سینے سے لگایا اور حضرت آدمؑ کے پاس لائے اور کہا اے حضرت آدمؑ! آپؐ نے دیکھا میری امت نے میرے فرزند حسینؑ سے کیا کیا۔

آنحضورؐ کے گریہ کرنے کی وجہ سے جناب جبرئیلؑ بھی رو پڑے اور عرض کی میرے آقا زلزلوں کا کنٹرول میرے پاس ہے اگر آپ حکم کریں تو زمین کو ہلا دوں اور یہ سب لعین واصل جہنم ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھے یہ منظور نہیں ہے بلکہ اس خون ناحق کا انتقام حشر پر رکھا ہے۔ پھر جبرائیلؑ نے کہا اگر حکم ہو تو ان چالیس کافروں کو جہنم پہنچا دوں؟ حضرت راضی ہوئے۔ چنانچہ جبرئیلؑ جس کے منہ پر پھونکتے تھے وہ واصل جہنم ہوتا تھا جب میرے پاس پہنچے تو میں نے فریاد کی۔ **اَلْاَمَانُ یا رَسُوْلَ اللّٰہِ** حضرتؐ نے فرمایا اسے چھوڑ دو اس کے بعد اپنے پیارے نواسے کا سر اقدس لے کر جنت کی طرف تشریف لے گئے۔

روایت نمبر 67

فضائل جناب امیرؑ ' ایک محبِ اہلبیتؑ حبشی شخص کی تدفین و تکفین کا واقعہ' اہلبیتؑ کی اسیری اور ہندہ کا خواب' جناب سیدہ روز قیامت عدالت الٰہی میں کس حالت میں آئیں گی؟ اور آپ کے گریہ و ماتم کی وجہ سے پورا اہل محشر روئے گا۔ جناب ام کلثومؑ کا امیر لشکر سے کہنا کہ جن جن نیزوں پر ہمارے پیاروں کے سر آویزاں ہیں وہ ہمارے سامنے سے ہٹا لیجیے کہ ہم ان سروں کو اس حالت میں نہیں دیکھ سکتے۔ جناب سیدہؑ قائمہ عرش کو پکڑ کر فریاد کرنا۔

مولانا عابد عسکری

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ لِعَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامُ جناب ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ نے اپنے بھائی جناب علی مرتضیٰؑ سے فرمایا یَا عَلِیُّ اِنَّ شِیْعَتَکَ ھُمُ الْفَائِزُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اے علیؑ آپؑ کے ماننے والے روز قیامت کامیاب ہوں گے۔ فَمَنْ اَھَانَ وَاحِدًا مِنْھُمْ فَقَدْ اَھَانَکَ وَمَنْ اَھَانَکَ فَقَدْ اَھَانَنِیْ وَمَنْ اَھَانَنِیْ اَدْخَلَہٗ اللّٰہُ نَارَ جَھَنَّمَ خَالِدًا فِیْھَا وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ اے علیؑ! جس نے آپ کے ایک محبّ کی توہین کی اس نے آپ کی اہانت کی ہے اور جس نے آپ کی اہانت کی اس نے میری اہانت کی اور جس نے میری اہانت کی خداوند عالم اسے آتش جہنم میں داخل کرے اور وہ دشمن مومنین ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہے گا اور جہنم برا ٹھکانہ ہے۔

یَا عَلِیُّ اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْکَ رُوْحُکَ مِنْ رُوْحِیْ وَطِیْنَتُکَ مِنْ طِیْنَتِیْ وَشِیْعَتُکَ خُلِقُوْا مِنْ فَضْلِ طِیْنَتِنَا اے علیؑ! آپ مجھ سے ہیں اور میں آپ سے ہوں' آپ کی روح میری روح ہے اور آپ کی طینت میری طینت سے ہے اور آپ کے ماننے والے ہماری طینت میں سے جو بچ گئی تھی اس سے خلق ہوئے ہیں۔

فَمَنْ اَحَبَّھُمْ فَقَدْ اَحَبَّنَا وَمَنْ اَبْغَضَھُمْ فَقَدْ اَبْغَضَنَا وَمَنْ عَادَاھُمْ فَقَدْ عَادَانَا وَمَنْ وَدَّھُمْ فَقَدْ وَدَّنَا اے علیؑ! جس نے آپ کے ماننے والوں کو دوست رکھا اس نے ہمیں دوست رکھا اور جس نے انھیں ناراض کیا اس نے ہمیں ناراض کیا اور جس نے آپ کے ماننے والوں سے دشمنی رکھی اور اس نے ہم سے عداوت کی اور جس نے ان سے محبت کی اس نے ہم سے محبت کی۔ یَا عَلِیُّ اَنَّ شِیْعَتَکَ مَغْفُوْرٌ لَھُمْ عَلٰی مَاکَانَ فِیْھِمْ مِنْ ذُنُوْبٍ وَعُیُوْبٍ اے علیؑ! آپ کے ماننے

والے جس عالم میں ہوں گے گناہوں اور عیبوں سے بخشے جائیں گے۔

یَا عَلِیُّ انا الشَّفِیْعُ لِشِیْعَتِکَ غدًا اِذَا قُمْتُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ فَبَشِّرْهُمْ بِذٰلِکَ اے علیؑ! میں روز قیامت مقام محمود پر کھڑا ہو کر آپؑ کے ماننے والوں کی شفاعت کروں گا۔ یَا عَلِیُّ شِیْعَتُکَ شِیْعَةُ اللّٰهِ وَاَنْصَارُکَ اَنْصَارُ اللّٰهِ وَاَوْلِیَاءُ کَ اَوْلِیَاءُ اللّٰهِ حِزْبُکَ حِزْبُ اللّٰهِ اے علیؑ! آپؑ کے محبّ خدا کے محبّ ہیں آپؑ کے انصار خدا کے انصار ہیں اور آپؑ کے دوست خدا کے دوست ہیں آپؑ کا لشکر خدا کا لشکر ہے۔

یَا عَلِیُّ سَعَدَ مَنْ تَوَلَّاکَ وَشَقٰی مَنْ عَادَکَ اے علیؑ! نیک و سعید ہے وہ شخص جس نے آپ کے ساتھ محبت کی اور شقی و بدبخت ہے وہ شخص جس نے آپ کے ساتھ دشمنی رکھی۔ یَا عَلِیُّ لَکَ کَنْزٌ فِی الْجَنَّةِ وَاَنْتَ ذُوْقَرْنِیْهَا اے علیؑ! آپؑ کا جنت میں خزانہ ہے اور آپؑ صاحب اختیار ہیں اور آپؑ اس کے صاحب تصرف ہیں۔ (یعنی آپ کسی کو جنت دینا چاہیں یا کسی کو جنت میں بھیجنا چاہیں اپنی مرضی سے کر سکتے ہیں آپ کو اس کے لیے کسی سے کسی قسم کی اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے) وَعَنِ الصَّادِقِ بَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ فِیْ مَلَاءٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ جناب امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ ایک روز جناب رسولؐ خدا اپنے صحابہؓ کے ساتھ تشریف رکھتے تھے۔ وَاِذَا الْاَسْوَادُ یَحْمِلُوْنَهٗ اَرْبَعَةٌ مِنَ الزُّنُوْجِ مَلْفُوْفًا فِیْ کِسَاءٍ یَمْضُوْنَ بِهٖ اِلٰی قَبْرِهٖ ناگاہ ایک حبشی مردہ کو چار حبشی اٹھاتے ہوئے ایک چادر میں لپیٹے ہوئے قبر کی طرف لے کر جا رہے ہیں۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَیَّ بِالْاَسْوَدِ فَوَضَعَ بَیْنَ یَدَیْهِ فَکَشَفَ عَنْ وَجْهِهٖ آنحضرت نے فرمایا کہ اس حبشی کو میرے پاس لاؤ چنانچہ انھوں نے وہ لاش آپؐ کے سامنے رکھ دی۔ آپؐ نے اس کا

منہ کھولا۔ ثُمَّ قَالَ لِعَلِیٍّ یَا عَلِیُّ ھٰذَا رِیَاحُ غُلَامُ الْیَانِ النَّجَّارِ آنحضورؐ نے جناب امیر سے مخاطب ہو کر فرمایا اے علیؑ ! یہ تو غلام الیان نجار ہے فَقَالَ عَلِیٌّ وَاللّٰہِ مَارَاٰنِیْ قَطُّ اِلَّا وَخَجِلَ فِیْ قُیُوْدِہٖ وَقَالَ یَا عَلِیُّ اِنِّیْ اُحِبُّکَ جناب امیرؑ نے عرض کی یا حضرت یہ غلام مجھ سے بہت محبت کرتا تھا' خدا کی قسم جب یہ مجھے دیکھتا تھا تو بیڑیوں اور زنجیروں میں میرے احترام کے لیے اٹھ کھڑا ہوتا تھا اور انتہائی عاجزی کے ساتھ کہتا تھا یا علیؑ ! میں آپؑ کو دل سے دوست رکھتا ہوں۔

جب حضور اکرمؐ نے یہ سنا کہ یہ شخص علی ابن ابی طالبؑ کا ماننے والا ہے۔ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ بِغُسْلِہٖ وَکَفَّنَہٗ فِیْ ثَوْبٍ مِنْ ثِیَابِہٖ جناب رسول خدا نے حکم دیا کہ اسے غسل دو آپ نے اسے اپنے کپڑوں میں کفن دیا۔ وَصَلّٰی عَلَیْہِ وَشَیَّعَہٗ وَالْمُسْلِمُوْنَ اِلٰی قَبْرِہٖ پھر آنحضرتؐ نے اس حبشی پر نماز پڑھی' پھر جنازہ کی مشایعت کی اور اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔

روایت ہے کہ جب حضرت رسولؐ خدا کی معیت میں لوگ حبشی کا جنازہ قبرستان کی طرف لے کر جانے لگے فَسَمِعَ النَّاسُ دَوِیًّا شَدِیْدًا فِی السَّمَاءِ لوگ پروں کی آواز سنتے تھے کہ آسمان کی طرف سے آ رہی ہے۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِنَّہٗ قَدْ شَیَّعَہٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ قَبِیْلٍ مِنَ الْمَلَائِکَۃِ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اس مرد مومن کی تشییع جنازہ کے لیے فرشتوں کے ستر ہزار قبیلے آئے ہیں۔ فِیْ کُلِّ قَبِیْلَۃٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ ہر قبیلے میں ستر ہزار فرشتے ہیں۔ وَاللّٰہِ مَانَالَ ذٰلِکَ اِلَّا بِحُبِّکَ یَا عَلِیُّ پھر جناب امیرؑ سے مخاطب ہو کر فرمایا خدا کی قسم اے علیؑ ! یہ حبشی اس اعلیٰ رتبہ پر آپؑ ہی کی محبت کی وجہ سے پہنچا ہے۔ قَالَ نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ فِیْ لَحْدِہٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْہُ ثُمَّ سَوّٰی عَلَیْہِ اللَّبِنَ جناب صادق آل محمدؑ فرماتے ہیں کہ پھر جناب

رسولؐ خدا اس کی قبر میں خود اترے اور جب قبر میں اتار چکے تو اپنا منہ اس کی طرف سے پھیر لیا اور پھر اس پر مٹی ڈالنے لگے فقالَ لَه' اَصحابُه' یا رَسُولُ اللّٰہِ رائیناکَ قَدْ اَعْرَضْتَ عَنِ الْاَسْوَدِ ساعةً ثُمَّ سَوَّیْتَ عَلَیْهِ اللَّبِنَ فَقالَ نَعَمْ جب آپؐ دفن سے فارغ ہوئے تو اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہ ہم نے آپ کو دفن کے وقت دیکھا کہ آپؐ نے اس حبشی کی طرف سے منہ پھیر لیا تھا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اس کی وجہ یہ ہے اِنَّ وَلِیَّ اللّٰہِ اَخْرَجَ مِنَ الدُّنْیا عَطْشاناً ریاح حبشی انتہائی مومن شخص تھا جب دنیا سے گیا تو پیاسا تھا۔ فَتَبادَرَتْ اِلَیْهِ اَزْوَاجُه' مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ بِشَرْبٍ مِنَ الْجَنَّةِ اس کی طرف اس کی ازواج (حوریں) آب جنت لے کر آئیں۔ تو میں نے ان حوروں سے اپنا رخ موڑ لیا۔ تا کہ یہ مرد مومن ہچکچاہٹ محسوس نہ کرے۔ مقام افسوس ہے کہ آقائے نامدار اپنے غلاموں کا یہ خیال کریں لیکن ان کے نواسے کو غسل وکفن ہی نہ دیا جائے اور ان کے سر کو قلم کر کے نوک نیزہ پر آویزاں کیا جائے اور ان کی نواسیوں کو قید کر کے شہر بہ شہر پھرایا جائے۔

سید ابن طاؤس نے روایت کی ہے جب اہلبیت اطہارؑ کو سرہائے شہداء سمیت لے کر دمشق کے قریب پہنچ جناب ام کلثومؑ نے امیر لشکر سے کہا میرا ایک تجھ سے سوال ہے؟ وہ بولا بتایئے آپ کیا کہنا چاہتی ہیں۔ بی بی نے فرمایا فَقالَتْ اِذا اَدْخَلْتَ بِنَا الْبَلَدَ فَاحْمِلْنَا فِیْ دُبَّةٍ قَلِیْلِ النَّظَّارَةِ جب ہمیں شہر میں لے جانا تو ایسے راستہ سے لے کر جانا کہ جہاں لوگوں کا ہجوم نہ ہو۔ وَقُلْ لَهُمْ اَنْ یُخْرِجُوْا هٰذِهِ الرُّؤسُ مِنْ بَیْنِ الْمَحامِلِ اور نیزہ برداروں سے کہہ دے جن جن نیزوں پر ہمارے عزیزوں کے سر نصب ہیں ان کو الگ الگ کر لیں۔ فَقَدْ حَزِنَا مِنْ کَثْرَةِ النَّظَرِ اِلَیْنَا کہ ہم عترت رسولؐ ہیں کہ ہم لوگوں کے دیکھنے سے پریشان ہوتے

ہیں۔ اس شقی نے جواب میں کہا کہ ہمیں امیر شام کا یہی حکم ہے کہ آپ سب کو سر عام دن کے وقت شہر میں لے جائیں۔ اس کافر نے اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ شہداء کے سروں کو اہل حرم کے اونٹوں سے جدا نہ کرنا۔ وَسَلَکَ بِهِمْ بَيْنَ النُّظَّارِ عَلٰى تِلْکَ الصِّفَةِ حَتّٰى اَتٰى بِهِمْ فِي دَمَشْقٍ اس طرح اہلبیت رسولؐ کو بلوائے عام سے گزار کر دروازہ دمشق پر پہنچایا گیا اور جب شام میں داخل ہوئے تو اہل شام حیران ہو کر کہتے تھے کہ ہم نے ایسے قیدی کبھی نہیں دیکھے خدا را بتایئے کہ آپؐ کون لوگ ہیں؟ فَقَالَتْ سُکَيْنَةُ بِنْتُ الْحُسَيْنِؑ نَحْنُ سَبَايَا اٰلِ مُحَمَّدٍ سکینہؑ دختر حسینؑ بولی واقعتاً تم لوگوں نے ہماری طرح کے قیدی نہیں دیکھے ہوں گے ہم آل محمدؐ ہیں۔ یزید لعین نے اپنا دربار سجایا ہوا تھا اور کئی سو کرسی نشین اس مجلس میں موجود تھے جب اس بدبخت نے عترت رسولؐ کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ جب اس حالت میں دختران علیؑ کو شام کی عورتوں نے دیکھا تو سبھی نے اپنے بال کھول دیے اور گریہ و ماتم کی آواز بلند کی یہ ہولناک منظر دیکھ کر یزید ڈر گیا اور اس نے حکم دیا کہ قیدیوں کو اس وقت ایسے قید خانے میں بند کر دو کہ جہاں ان کو ذرا بھر آرام نہ ملے دھوپ کی شدت اور سایہ نہ ہونے کی وجہ سے آل محمدؐ کے رنگ متغیر ہو گئے۔

ہندہ زوجہ یزید سے روایت ہے۔ اس نے کہا۔ کُنْتُ اَخَذْتُ مَضْجَعِیْ فَرَاَيْتُ بَابًا مِنَ السَّمَاءِ قَدْ فُتِحَ ایک دن انہی ایام میں کہ جب اہلبیتؑ شام میں قید تھے میں سوئی تھی کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان کا ایک دروازہ کھل گیا۔ وَالْمَلاَئِکَةُ يَنْزِلُوْنَ کَتَائِبَ اِلٰى رَاسِ الْحُسَيْنِ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ اور حضرت امام حسینؑ کے سر اقدس کے پاس ملائکہ فوج درفوج آ رہے ہیں اور رو رو کر کہتے ہیں۔ اَلسَّلاَمُ عَلَيْکَ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ اَلسَّلاَمُ عَلَيْکَ يَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ سلام ہو آپؑ

پر اے شہید راہ خدا' سلام ہو آپؑ پر اے فرزند رسول! پھر میں نے دیکھا کہ آسمان
سے ایک سفید بادل نازل ہوا اور اس سے بہت سے شخص باہر آئے۔

وَفِيهِمْ رَجُلٌ دُرِّيُّ اللَّوْنِ قَمَرِيُّ الْوَجْهِ فَاَقْبَلَ يَسْعٰى حَتّٰى الْكَبَّ
عَلٰى ثَنَايَا الْحُسَيْنِ يُقَبِّلُهُمَا اور ان میں ایک شخص ایسا تھا کہ اس کا چہرہ چودھویں
کے چاند کی مانند دمک رہا تھا وہ امام حسینؑ کے سر اقدس کی طرف دوڑ کر آیا اس نے
اپنے آپ کو اس سر اقدس پر گرا دیا اور ان دانتوں اور چہرے پر بار بار بوسے دیتا تھا
اور رو رو کر کہتا تھا۔ يَا وَلَدِيْ يَا قُرَّةَ عَيْنِيْ قَتَلُوْكَ دَمَا عَرَفُوْكَ وَمِنْ شُرْبِ
الْمَاءِ مَنَعُوْكَ ہائے فرزند ہائے' میری آنکھوں کی ٹھنڈک' ان ظالموں نے تجھے قتل
کیا اور تیرے مرتبہ کو نہ پہچانا مرتے دم تک تجھے پانی نہ دیا۔ يَاوَلَدِيْ اِنِّيْ جَدُّكَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ وَهٰذَا اَبُوْكَ عَلِيُّ نِ الْمُرْتَضٰى اے حسینؑ! میں تمہارا نانا رسولؐ خدا
ہوں یہ تمھارے والد علی مرتضیٰؑ ہیں اور تمہاری والدہ فاطمہ زہراؑ بھی ہمارے ساتھ
آئی ہیں۔ ناگاہ میری آنکھ کھل گئی اور میں چونک کر اٹھ بیٹھی وَاِذَا بِنُوْرٍ قَدْ اِنْتَشَرَ
عَلٰى رَاسِ الْحُسَيْنِ پس میں نے دیکھا امام حسینؑ کا سر اقدس سورج کی مانند
روشن تھا' میں یزید کی تلاش میں نکلی کہ اس کو اپنا یہ خواب سناؤں ناگاہ میں نے دیکھا
کہ وہ شقی ایک تاریک مکان میں دیوار کی جانب منہ کر کے روتا ہے اور کہہ رہا ہے
مَالِيْ وَلِقَتْلِ الْحُسَيْنِ کیا چیز باعث ہوئی کہ میں نے حسین ابن علیؑ کو قتل کیا
ہے۔ میں نے اس سے اپنا خواب بیان کیا وہ شقی سر جھکائے ہوئے خاموش بیٹھا رہا
اور میری بات کا جواب نہ دیا۔ فَلَمَّا اَصْبَحَ اِسْتَدْعٰى بِحَرَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ جب صبح
ہوئی تو یزید نے اہلبیت رسولؐ! کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ فَقَالَ لَهُنَّ اَيُّمَا اَحَبُّ
اِلَيْكُنَّ الْمَقَامَ عِنْدِيْ اَوِالرُّجُوْعُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ یزید نے کہا کہ اے اہلبیت رسولؐ

آپؑ شام میں رہنا پسند کرتے ہیں یا مدینہ واپس جانا چاہتے ہیں؟ جناب ام کلثومؑ نے فرمایا اگر ہو سکے تو ہمارے لیے ایک مکان خالی کروایا جائے تاکہ ہم سب سے پہلے اپنے مظلوم بھائی کو جی بھر کر رو لیں اور کربلا والوں کے غم میں مجلس عزا برپا کر سکیں کیونکہ جب سے ہمارے بھائی حسینؑ شہید ہوئے ہیں تیری فوج نے ہمیں رونے نہ دیا۔ یزید یو بولا چاہو کرو اور ان کے لیے ایک وسیع مکان خالی کرا دیا فَلَمْ یَبْقَ الْیَوْمَ هَاشِمِیَّةٌ وَلَا قَرَشِیَّةٌ اِلَّا وَاجْتَمَعَتْ عَلَیْهِنَّ اہل بیتؑ کو پُرسہ دینے کے لیے ہاشمی و قریشی اور دوسرے خاندانوں کی عورتیں جمع ہوئیں وَلَبِسَ السَّوَادَ وَاَقَمْنَ الْعَزَاءَ اور سب نے سیاہ کپڑے پہنے اور تمام بیبیاں اور دوسری تمام عورتیں ماتم حسینؑ میں مشغول ہوئیں۔ وَبَقِیْنَ یَنُحْنَ مُدَّ سَبْعَةِ اَیَّامٍ اس طرح مسلسل سات دنوں تک ماتم حسینؑ میں مشغول رہیں۔

فَلَمَّا کَانَ الْیَوْمُ الثَّامِنُ وَانْقَضَتِ الْعَزِیَّةُ دَعَاهُنَّ یَزِیْدُ وَعَرَضَ عَلَیْهِنَّ الْمَقَامَ جب آٹھواں دن ہوا تو یزید نے اہلبیتؑ سے کہا کہ وہ شام میں رہیں فابوا عن ذلک لیکن انھوں نے انکار کر دیا کہا کہ ہم واپس مدینہ جانا چاہتے ہیں فَامر بِاحِضَارِ الْمَحَامِلِ وَزَیَّنَهَا بِالْاَنْطَاعِ وَصَبَّ عَلَیْهَا الْاَمْوَالَ چنانچہ چند اونٹ منگوائے گئے اور کجاوؤں پر سیاہ پردے آویزاں کیے گئے اور ضرورت کے مطابق کچھ سامان بھی اونٹوں پر رکھا گیا وَقَالَ یَا اُمَّ کُلْثُوْمِ خُذِیْ هٰذَا الْمَالَ عِوَضَ مَا اَصَابَکُمْ یزید بولا کہ اے خواہر حسینؑ! آپ لوگ یہ مال لے لو کہ یہ معاوضہ ہے تمہاری مصیبتوں کا اور یہ خون بہا ہے۔ وہ شقی کس قدر بدبخت تھا کہ خون حسینؑ کو آسان سمجھتا تھا۔

فَبَکَتْ اُمُّ کُلْثُوْمٍ وَقَالَتْ جناب ام کلثومؑ بے اختیار رونے لگیں اور بولیں

یایزِیدُ مَاقَلَّ حَیاؤُکَ سوَّدَ اللّٰہُ وَجْھَکَ تَقْتُلُ اَھْلَبَتِیْ وَتُعْطِیْنِی عِوَضَھُمْ
اے یزید! تو کس قدر بے حیا ہے خدا تیرے منہ کو سیاہ کرے تو نے ہمارے اہلبیتؑ کو قتل کیا وہ فرزاندان فاطمہؑ اور جگر گوشہ رسولؐ تھے تو ہمیں ان کا خون بہا دیتا ہے خدا کی قسم دو جہاں بھی حسینؑ کے ایک بال کا خون بہا نہیں ہو سکتے اور مجھے کیا دیتا ہے کل تجھے بہت کچھ دینا ہے جب ہماری ماں فاطمہ زہراؑ پایہ عرش الٰہی پکڑ کر عرض کریں گی یَا عَدْلُ یَا حَکِمُ اُحْکُمْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ قَاتِلِ وَلَدِیْ اے عادل! اے حکیم! مجھ میں اور ان ظالموں میں فیصلہ کر کہ جنھوں میرے فرزند حسینؑ کو قتل کیا ہے، جن ظالموں نے میرے گلشن کو اجاڑا ہے، جنھوں نے میری اولاد کو طرح طرح کی اذیتیں دے کر شہید کیا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ جب جناب فاطمۃ زہراؑ محشر میں تشریف لائیں گی تو ایک منادی ندا کرے گا۔ یَا اَھْلَ ھٰذَا الْمَوْقِفِ غُضُّوْا اَبْصَارَکُمْ حَتّٰی تَجُوْزَ فَاطِمَۃُ الزَّھْرَاءُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ اے اہل محشر! اپنی آنکھیں بند کر لو تا کہ دختر پیغمبر اکرمؐ گزر جائیں۔ راوی نے معصوم سے پوچھا کہ یا حضرت جس وقت جناب سیدہ محشر میں تشریف لائیں گی تو مردوں کا آنکھیں بند کرنا تو بجا ہے مگر عورتوں کی آنکھیں بند کرنے کی کیا وجہ ہے؟ آہ آہ حضرت نے فرمایا اے شخص! وہ مظلومہ اس حالت سے آئیں گی کہ کسی کو دیکھنے کی تاب نہ ہو گی ایک ہاتھ پر رسول خدا کے دندانِ شکستہ ہوں گے اور داہنے کندھے پر امام حسینؑ کا زہر آلود پیراہن اور دوسرے کندھے پر امام حسینؑ کا خون آلود لباس ہو گا۔ ایک ہاتھ میں علیؑ کا خون آلود عمامہ ہو گا اور دوسرے ہاتھ میں محسن کی لاش ہو گی۔ جب بی بی عرش کے نیچے پہنچیں گی تو خود کو بہشتی ناقہ سے گرا دیں گی اور عرض کریں گی اے عادل! اے حکیم انصاف کر میرے فرزندوں کے قاتلوں اور میرے درمیان حکم الٰہی ہو گا اے فاطمہؑ

آپ جنت میں داخل ہوں۔

فتقُوْلُ لَا ادْخُلُ حتّٰی اَعْلَمَ مَاصُنِعَ لِوَلَدِیَ الْحُسَیْنِ جناب فاطمہ! عرض کریں گی میں ایک دفعہ اپنے بیٹے کو اس حالت میں دیکھنا چاہتی ہوں جو اس کی کربلا میں تھی ناگاہ انھیں جناب امام حسینؑ نظر آئیں گے کہ ان کا تمام جسم تلواروں' نیزوں سے چھلنی چھلنی ہے اور خاک وخون میں غلطاں ہیں۔ فَتَصْرَخُ صَرْخَةً عَالِیَةً وَتُصْرَخُ الْمَلَائِکَةُ مَعَهَا وَتقُوْلُ یہ حال دیکھ کر ناب فاطمہ زہراؑ ایک چیخ ماریں گی کہ سب ملائکہ چیخ مار کر رو اٹھیں گے اور جناب سیدہؑ فریاد کریں گی وَاوَلَدَہُ واثمرۃ فُوَادَہُ ہائے میرے فرزند! ہائے میرے میوۂ دل! ، ئے میرے حسینؑ۔

روایت نمبر 68

فضائل جناب فاطمہ زہراؑ' حضرت علی علیہ السلام کی شادی خانہ آبادی کی خوشی میں جنت میں حور و غلمان اور عرش معلی پر فرشتوں کا جشن منانا' چرند پرند اور درند کا غم شبیرؑ میں آہیں بھر بھر کر رونا' میدان کربلا میں ایک شیر کا آنا اور لاش امام کی حفاظت کرنا' امام سجادؑ کا ہر شہید کی لاش پر آنا اور گریہ و ماتم کرنا' جناب حُر کی لاش کو گنج شہداء میں دفن کرنا' جناب زینبؑ کا اپنے بھائی کی قبر کے پاس رہنے کی خواہش' لیکن جناب سجادؑ کے اصرار پر بڑی مشکل سے مدینہ کی طرف روانگی

مولانا عابد عسکری

رُوِیَ اَنَّ فَاطِمَۃَ سُمِّیَتْ بِفَاطِمَۃَ لِاَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَطَعَ شِیْعَتَہَا وَمَوَالِیْہَا مِنْ نَارِ الْجَحِیْمِ منقول ہے کہ جناب فاطمہؑ کا نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ پروردگار عالم نے مومنین کو آتش جہنم سے دور کیا ہے۔ ابن بابویہ نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ہر مومن اور کافر کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہو گا کہ ھٰذَا مُؤْمِنٌ وَھٰذَا کَافِرٌ کہ یہ مومن ہے اور یہ کافر ہے۔ ناگاہ ایک شخص بارگاہ الٰہی میں پیش کیا جائے گا کہ اس کا نامۂ عمل گناہوں سے بھرا ہو گا تو حکم ہو گا کہ اسے جہنم کی طرف لے چلو جب فرشتے اسے لے چلیں گے کہ وہ جناب سیدہؑ سے شفاعت کی درخواست کرے گا۔ فَتُنَادِیْ فَاطِمَۃُ یَارَبَّاہُ وَیَاسَیِّدَاہُ سَمَّیْتَنِیْ فَاطِمَۃَ وَوَعَدْتَنِیْ بِعِتْقِ شِیْعَتِیْ مِنَ النَّارِ وَاَنَّ وَعْدَکَ الْحَقُّ وَلاَ تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ. جناب فاطمۃ زہراؑ بارگاہ الٰہی میں دعا کریں گی کہ بارِالٰہا تو نے میرا نام فاطمہؑ رکھا ہے اور تو نے میرے ماننے والوں کی بخشش کا وعدہ فرمایا ہے اور تیرا وعدہ حق ہے اور تو اپنے وعدے سے انحراف نہیں کرتا۔

خدایا اس شخص کو بخش دے اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا صَدَقْتِ یَا فَاطِمَۃُ اَنَا سَمَّیْتُکِ فَاطِمَۃَ اے فاطمہ! تو سچ کہتی ہے میں نے تیرا نام فاطمہؑ رکھا ہے اور تیرے ماننے والوں کو جہنم سے دور رکھا ہے اور میرا وعدہ حق ہے اور اس میں وعدہ خلافی نہیں کرتا لٰکِنَّ اَمَرْتُہٗ اِلَی النَّارِ لِتُشْفَعِیْ لَہٗ وَاَقْبَلُ شَفَاعَتَکِ وَیَظْھَرُ عَلٰی مَلاَ ئِکَتِیْ وَاَنْبِیَائِیْ وَرُسُلِیْ قَدْرُکِ وَمَنْزِلَتُکِ عِنْدِیْ مگر اے فاطمہ! میں نے اس شخص کو جہنم کی طرف بھیجنے کا اس لیے حکم دیا ہے کہ تو اس کی شفاعت کرے اور میں شفاعت قبول کروں اور میرے نزدیک تیری جو قدر و منزلت ہے وہ تمام انبیاء و ملائکہ پر ظاہر ہو (سبحان اللہ) کیا رتبہ ہے جناب سیدہؑ کا کہ جناب رسولؐ

خدا سب سے زیادہ اپنی اس اکلوتی بیٹی سے پیار کرتے تھے کہ جب جناب سیدہ اپنے بابا جان کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتی تھیں تو سلطان الانبیاء اپنی صاحبزادی کے احترام کے لیے کھڑے ہو جاتے تھے اور انھیں اپنے سامنے بٹھاتے تھے۔ ایک دن بی بی عائشہؓ نے عرض کی اے رسولؐ خدا! آپؐ اپنی بیٹی سے اس قدر پیار کرتے ہیں۔ فرمایا اے عائشہؓ تو نہیں جانتی خدا کے نزدیک اس کی بڑی قدر و منزلت ہے اور مجھے اس سے جنت کی خوشبو آتی ہے۔

مؤرخین نے لکھا ہے کہ جناب سیدہؑ نے حد بزرگی میں قدم رکھا تو اکثر مہاجرین و انصار کی عورتیں آپ کی خدمت میں آئیں اور اپنے اپنے بیٹوں کے لیے شادی کی استدعا کی۔ حضرت نے فرمایا فاطمہؑ کی شادی کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ جس کے بارے میں وہ حکم فرمائے گا میں اس کے ساتھ فاطمہؑ کا عقد کروں گا اکثر لوگوں نے جناب امیرؑ سے کہا کہ آپ بھی اپنے رشتے کی استدعا کریں۔ فاتح خیبر جناب علی مرتضیٰؑ نے فرمایا کہ مجھے شرم آتی ہے کہ اپنے بارے میں آقائے نامدار سے بات کروں۔

جناب جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور آنحضورؐ کی خدمت میں بہشت کا حریر سفید پیش کیا اور عرض کی کہ آج ہم سب ملائکہ چوتھے آسمان پر جمع ہیں اور حوروں کو زینت کا حکم دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے حکم ہوا کہ جناب علی مرتضیٰؑ اور جناب سیدہؑ کا نکاح پڑھوں۔ بہشت میں اس عظیم مسرت کے موقعہ پر خوشیوں، مسرتوں کے جشن منائے جا رہے ہیں۔ پس یا رسول اللہ! حکم ربی یہ ہے کہ آپ اپنی صاحبزادی فاطمہ زہراؑ کا عقد جناب علی مرتضیٰؑ سے کر لیں۔

جناب رسولؐ خدا نے اپنے صحابہ کرامؓ کو حکم دیا کہ وہ اس تقریب سعید کی

مناسبت سے مسجد میں جمع ہوئے چنانچہ سب احباب اکٹھے ہوئے اور آپؐ نے علی مرتضیٰؑ اور فاطمہ زہراؑ کا نکاح پڑھا اور پانچ سو درہم مہر مقرر کیا۔

ایک روایت میں ہے جب جناب سیدہؑ نے حق مہر کے بارے میں سنا تو عرض کی بابا جان! اس دنیاوی مہر کی بجائے میں چاہتی ہوں کہ ہمارے ماننے والوں کو قیامت کے دن ہر طرح کے عذاب و پریشانی سے نجات ملے اور وہ بہشت میں جائیں۔ یہ سن کر جناب رسولؐ خدا خاموش ہو گئے۔ ناگاہ جبرئیلؑ امین نازل ہوئے اور ایک حریر بہشت کا ٹکڑا عطا فرمایا اس پر سبز حروف میں لکھا تھا۔

بعد از تحفہ سلام اے میرے حبیبؐ اگر آپ کی دختر گرامی جناب فاطمہ زہراؑ کی خوشی اسی میں ہے کہ ہم ان کے ماننے والوں کو بخش دیں تو ہم اس پر بھی راضی ہیں اس لیے آپؐ پریشان نہ ہوں۔ یہ سن کر جناب رسولؐ خدا بہت خوش ہوئے اور جناب سیدہؑ نے بھی سجدہ شکر کیا اور خوش ہوئیں اور اس تحریر کو آنکھوں سے لگایا اور زندگی بھر اس نوشتہ بہشت کو اپنے سے جدا نہ کیا اور وصیت میں فرمایا کہ اسے میرے کفن میں رکھ دینا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب سیدہؑ کے حق مہر میں خمس دنیا، بہشت کا تہائی حصہ، چار دریا مقرر کیے گئے۔

برادران اہل سنت کی معتبر ترین کتب میں لکھا ہے۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ زَوَّجَ عَلِيًّا بِفَاطِمَةِ وَجَعَلَ صَدَاقَهَا الْاَرْضَ یعنی رسولؐ خدا نے فرمایا کہ خدا نے علیؑ کی فاطمہ زہراؑ کے ساتھ تزویج کی اور تمام روئے زمین کو مہر فاطمہؑ قرار دیا۔ ضمن مشیٰ علیها و اغضبها فی شی کان شیه حرام جو شخص زمین پر چلے اور کسی چیز میں جناب فاطمہؑ کو ناراض کرے تو اس کا

زمین پر چلنا بھی حرام ہے۔ مؤمنین کرام! غور کیجئے کہ تمام روئے زمین جس کا حق مہر ہو اور اس بی بی کو ناراض کیا جائے۔ ان کے صاحبزادے حسنؑ کو زہرا دے کر شہید کیا جائے اور اس شہزادہ کی میت پر تیر پھینکے جائیں اور جس بی بی کا مہر پوری زمین ہو اور اس کے بیٹے کو شہید کرنے کے بعد دفن بھی نہ کرنے دیا جائے۔ یزیدی لشکر نے اپنے مردے تو دفنا دیے تھے لیکن امام حسینؑ اور دیگر شہدائے کربلا کو زمین پر ویسے رہنے دیا اور ان شہداء کے سروں کو قلم کر کے نیزوں پر آویزاں کر کے شہر بہ شہر پھرائے گئے۔

نام نہاد مسلمانوں نے تو فرزند رسول کے ساتھ یہ سلوک کیا لیکن درند' پرند' چرند دھاڑیں مار کر شہداء کی لاشوں پر سایہ کرنے اور کچھ پرندے ایسے بھی تھے جو ذبح شدہ پرندے کی طرح تڑپتے تھے شہدائے کربلا کی لاشیں گرم ریت پر پڑی رہیں' خون میں ڈوبی ہوئی تھیں اور صحرا کی ریت اڑ اڑ کر ان بیکسوں کی لاشوں پر پڑتی تھیں۔

اکثر روایات سے معلوم ہوتا ہے تیسرے دن قوم بنی اسد نے ترس کھا کر ان شہداء کو دفن کر دیا اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب جناب امام زین العابدینؑ شام سے سرہائے اقدس لے کر کربلا پہنچے تو ان شہداء کی لاشیں اسی طرح خاک و خون میں غلطاں پڑی ہوئی تھیں۔

چنانچہ منقول ہے کہ جب یزید لعین اپنے مظالم اور افعال ناشائستہ پر نادم اور پشیمان ہوا تو اس نے جناب امام سجادؑ کو قید خانے سے بلوایا اور کہا اے فرزند رسول! اگر آپ کو اسباب سفر کی ضرورت ہو تو فرمایئے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا اے یزید! ہمیں کچھ نہیں چاہیے صرف میں تجھ سے تین باتیں کرنا چاہتا ہوں کہ اگر تو

مجھے قتل کرنا چاہتا ہے تو میں موجود ہوں اور اگر قتل کرنا نہیں چاہتا تو میرے پردہ داروں (پھوپھیوں' بہنوں) کو میرے ساتھ مدینہ بھجوا دے' دوسرا میرے بابا کا سر مجھے دے دے' تیسرے ہمارے تبرکات تیری فوج لوٹ کر لائی ہے وہ ہمیں منگوا دے۔ یزید نے حکم دیا کہ اہلبیتؑ کے تبرکات پہلے آؤ جب وہ تبرکات لانے لگے جب اس میں علم عباسؑ نظر آیا تو جناب زینبؑ رونے لگیں اور بولیں ہائے ہائے یہی روز عاشورہ میرے بھائی عباسؑ کے کاندھے پر تھا کہ ناگاہ ایک لعین ایک صندوقچہ لایا اور یزید کے سامنے لاکر کھولا' کہا اے امیر! یہ حسینؑ کا وہ لباس ہے جو ان کے قتل کے بعد میں نے ان کے جسم سے اتارا تھا اور ان کے بدن کو زمین پر ویسے رہنے دیا تھا۔

یزید لعین نے جب اسے دیکھا تو وہ لباس ٹکڑے ٹکڑے تھا کہنے لگا تعجب ہے کہ حسینؑ ایک طرف امامت کا دعویٰ کرتا تھا اور دوسری طرف ایسا بوسیدہ لباس پہنتا تھا۔ لوگوں نے کہا یہ لباس پرانا نہ تھا بلکہ یہ تلواروں اور تیروں کی وجہ سے پھٹ گیا ہے۔ یہ سن کر یزید نے امام علیہ السلام کا سر اقدس امام زین العابدینؑ کے سپرد کیا اور بشیر سے کہا کہ تو اہلبیتؑ کے ہمراہ مدینہ جا۔ جناب سید سجادؑ نے فرمایا میں سیاہ عماریاں تیار کروا دے کہ ہم ماتمدار حسینؑ ہیں' چنانچہ یزید نے سیاہ عماریاں منگوائیں اور اہل بیتؑ سوار ہونے لگے جب جناب زینبؑ کے سوار ہونے کی نوبت پہنچی تو بی بی نے رونا اور ماتم کرنا شروع کر دیا' ہائے حسینؑ' ہائے مظلوم' اے عباسؑ' قاسمؑ' اکبرؑ تم کہاں ہو پہلے تو تم سب میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے سوار کیا کرتے تھے غرض جناب زینبؑ روتی ہوئیں۔ تو تمام اہلبیتؑ عماریوں میں روتے ہوئے سوار ہوئے' سب سے آگے جناب امام زین العابدینؑ گھوڑے پر سوار تھے' ان کے پیچھے اہلبیتؑ

کجاوے میں سوار تھیں جب کربلا پہنچے تو دماغ خوشبو سے معطر ہو گئے۔

بشیر کہتا ہے کہ میں اس وقت گھوڑے پر سوار تھا کہ اچانک میرا گھوڑا چلنے سے رک گیا اور میں نے دیکھا بے شمار درندے وہاں پر بیٹھے ہیں پھر میں نے دیکھا پرندے جمع ہیں اور شور مچاتے ہیں شیر کی بو سے میرا گھوڑا آگے نہ بڑھا قریب تھا کہ شیر کے خوف سے میں بھاگ جاؤں کہ امام زین العابدینؑ نے پکار کر کہا اے بشیر! تو کیوں ڈرتا ہے ان میں سے کوئی بھی تجھے نقصان نہ پہنچائے گا کہ یہ سب میرے غریب و مظلوم بابا کے ماتمدار ہیں اور اہلبیتؑ کو آواز دے کر کہا کہ اونٹوں سے اترو کہ ہم مقتل شہداء پہنچے ہیں۔ یہ سن کر سب اہلبیتؑ اتر پڑے اور امام علیہ السلام کو تاب ضبط نہ رہی سر سے عمامہ اتار ڈالا اور گریبان کو چاک کیا اور پابرہنہ ہو کر مقتل کی طرف روتے ہوئے چلے اور اس قدر روئے کہ بے ہوش ہو گئے۔

بشیر کہتا ہے کہ میں دوڑا اور قریب جا کر عرض کی کہ اے مولا! اگر آپ اپنی یہ حالت بنائیں گے تو اہلبیتؑ کو کون سنبھالے گا؟ یہ سن کر امام علیہ السلام نے غش سے آنکھیں کھولیں اور پھر روتے ہوئے چل پڑے۔ جب آپؑ پرندوں کے قریب پہنچے تو امام علیہ السلام کو دیکھ کر چیخنے چلانے لگے اور ہرن اور شیر آپؑ کے ان قدموں پر گر گئے کہ جن میں ظالموں نے بیڑیاں اور زنجیریں پہنائی تھیں آنکھیں ملنے لگے اور بے اختیار روتے تھے اور معلوم ہوتا تھا کہ انھیں پرسا دیتے ہیں شہداء کربلا کا' اہلبیتؑ کی اسیری کا' امام علیہ السلام ان بے زبان جانوروں کو دیکھ کر روتے تھے اور ان کے حق میں دعائے خیر کرتے تھے اور مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے بشیر یہ ہرن' بھیڑیا اور شیر جو تو دیکھ رہا ہے یہ سب چالیس دنوں سے میرا شہید بابا کے غم میں رو رہے ہیں اور شہداء کی لاشوں کی حفاظت کر رہے ہیں اور یہ

پرندے بھی امام مظلوم پر روتے ہیں اور امام علیہ السلام کی لاش پر اپنے پروں سے سایہ کیا ہوا ہے تاکہ نور چشم بتول کا جسم اقدس دھوپ سے محفوظ رہے کہ ناگاہ یا حسینؑ ہائے مظلومؑ کی آوازیں آنے لگیں میں نے عرض کی مولا! رونے کی آوازیں کہاں سے آ رہی ہیں۔ امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا اے بشیر! جو آواز داہنی طرف سے آ رہی ہے یہ آواز جنات کی ہے کہ یہ میرے پدر بزگوار کے ماتم دار ہیں شب و روز روتے رہتے ہیں اور جو آواز بائیں طرف سے آ رہی ہے۔ یہ انبیاء کرام اور حورانِ جنت کی آوازیں ہیں۔ یہ فرما کر امام علیہ السلام اپنے بابا کی لاش اقدس پر آئے آہ عجیب حالت سے دیکھا کہ فرزند رسول خاک وخون میں غلطاں زمین پر پڑے ہیں' دست اقدس بدن سے جدا ایک سمت پڑے ہیں۔ سید سجادؑ اپنے بابا کی لاش کو اس حالت میں دیکھ کر بہت زیادہ روئے پھر دل کو سنبھال کر قبر کھودنے میں مشغول ہو گئے۔

ابھی تھوڑی سی کھودی تھی کہ ایک قبر ظاہر ہوئی اور اس میں ایک لوح تھی کہ اس میں جلی حروف سے لکھا تھا۔ هَذَا قَبْرُ حُسَيْنِ ابْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ یعنی یہ قبر حسین ابن علیؑ کی ہے اور جب بیمار کربلا نے چاہا کہ اس نور خدا کو قبر میں اتاریں تو دو ہاتھ نمودار ہوئے اور آواز آئی بیٹا سجادؑ میں تمہاری دادی زہراؑ ہوں مجھے اپنے بیٹے کی لاش دے دیں تاکہ میں اسے آغوش قبر میں سلاؤں اس کے بعد اس آفتاب امامت کو زیر زمین پنہاں کر کے قبر کو تیار کیا تو خوب روئے اور سب اہلبیتؑ دھاڑیں مار کر رونے لگے۔ جناب زینبؑ اور جناب ام کلثومؑ اپنے بھائی کی قبر سے لپٹ گئیں اور انتہائی دردناک بین کیے۔ سب ماتم کر رہے تھے اور رو بھی رہے تھے ایک قیامت برپا تھی امام زین العابدینؑ نے خود صبر کر کے سب کو دلاسا دیا اور باقی

شہدا کی تدفین میں مشغول ہوئے' جناب علی اکبرؑ کو اپنے بابا کی پائنتی طرف دفن کیا اور سب شہداء کو جہاں جہاں نشان تھے وہاں دفن کیا اس کے بعد جناب عباسؑ کی لاش کی تلاش میں نہر فرات کے کنارے آئے دیکھا تو ان کی لاش پڑی ہوئی ہے اور ان کے ہاتھ کٹے ہوئے ہیں آپ اپنے چچا جان کی لاش پر بہت زیادہ روئے پھر ان کو وہیں دفن کر دیا۔

پھر حضرت حُر کی لاش کو تلاش کیا ایک روایت میں ہے کہ شہادت حسینؑ کے بعد حُر کی ماں آئی اور بیٹے کی لاش کو لے کر جانے لگی اور کہہ رہی تھی کہ اے بیٹا تو نے حسینؑ پر جان دے کر اچھا نہیں کیا (نعوذ باللہ) ناگاہ غیب سے ایک پتھر آیا اور اس ملعونہ کے سر پر لگا اور وہیں پر ڈھیر ہوگئی پس امام علیہ السلام نے حُر کو وہیں دفن کر دیا ان کی ماں کی قبر ان کی قریب ہے پس جو بھی حضرت حُر کی زیارت سے مشرف ہوتا ہے اس ملعونہ کی قبر پر پتھر مارتا ہے۔ پھر جناب سجادؑ اپنے بابا کی قبر اطہر پر تشریف لائے اور خیمہ نصب کر کے اس میں ماتم حسینؑ برپا کیا۔ جناب زینبؑ تین دن اور تین راتیں مسلسل قبر امام سے لپٹ کر روتی رہیں اور قبر سے جدا نہ ہوئیں جب افاقہ ہوا تو رو کر کہا اے اماں! آپ نے ہم غریبوں کی خبر بھی نہ لی آہ اس امت جفا کار نے تین دن آپ کے فرزند اور ہم سب کو پانی کا ایک قطرہ تک نہ دیا اور میرے بھائی حسینؑ کے عزیز اور ساتھی پیاسے شہید کیے گئے۔ جناب امام زین العابدینؑ نے آ کر پھوپھی کی خدمت میں عرض کی پھوپھی جان اب میرا جی چاہتا ہے کہ میں اسی قبر پر سر رکھ کر اپنی جان جان آفرین کے حوالے کر دوں مگر میرے بابا کی وصیت ہے کہ مدینے جاؤں اور روضہ رسولؐ پر جا کر نانا جان اور اہل مدینہ کو شہادت حسینؑ کی خبر سناؤں' میرے بابا نے یہ وصیت کی تھی کہ میرے دوستوں کو میرا

سلام کہنا اور کہنا کہ میں نے اپنا خشک گلا تمھارے لیے کٹوایا ہے۔ جب ٹھنڈا پانی پینا تو میری پیاس کو یاد کرنا۔ دراصل یہ امام کی وصیت قیامت تک کے مومنین کے لیے ہے کہ ہم نے تم سب کی شفاعت کے لیے تین دن کی پیاس میں گلا کٹایا ہے جناب زینبؑ نے کہا کہ اے فرزند! تم وطن جاؤ اور مجھے یہیں رہنے دو۔

امام علیہ السلام نے عرض کی پھوپھی جان بابا! کی وصیت یہی ہے کہ آپ بھی مدینہ چلیں۔ جناب زینبؑ امام وقت اور پیارے بھتیجے سید سجادؑ کی بات سن کر ناچار اٹھیں اور قافلہ مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔

روایت نمبر 69

اہل بیتؑ رسول کے غم میں رونا عبادت ہے' اہلبیتؑ کی زندان شام سے رہائی اور اسیران کربلا کا کربلا میں آنا اور پھر آل رسول کی مدینے میں آمد' جناب امام سجاد علیہ السلام کا اپنے پیاروں کے غم میں گریہ و ماتم کرنا اور اہل مدینہ کا قیامت خیز گریہ کرنا' بشیر کا غم شبیرؑ میں مرثیہ کہنا۔ امام سجادؑ کا یہ کہنا کہ مدینہ والو! ہم اجڑ کر' لٹ کر تمہارے پاس آئے ہیں ہمارے پاس کچھ بھی تو نہیں رہا۔ سامعین و حاضرین کے لیے بجلی بن کر گرا' امام زین العابدینؑ نے چالیس حج کیے لیکن اپنے اونٹ کو کبھی چھڑی بھی نہ ماری کہ کہیں اس بے زبان کو تکلیف نہ پہنچے۔

مولانا عابد عسکری

قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ مَنْ بَكٰى اَوْبَاكٰى عَلَى الْحُسَيْنَ فَلَه' الْجَنَّةُ کہ جو شخص میرے جد بزرگوار حضرت امام حسین علیہ السلام کے مصائب کو سن کر یا پڑھ کر روئے یا کسی کو رلائے یا رونے کی صورت بنائے اس پر جنت واجب ہے۔ فَاِنَّ مَنْ لَمْ یَحْزَنْ عَلٰی مُصَابِنَا فَلَیْسَ مِنَّا اور جو شخص ہماری مصیبت کو سنے اور اس کا دل غمگین نہ ہو وہ شخص ہمارے ماننے والوں میں سے نہیں ہے۔ فَاَیُّهَا الْاِخْوَانُ اَیُّکُمْ یُذْکَرُ عِنْدَه' مَصَائِبُ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلاَمُ وَ لَا یَحْرِقُ قَلْبُه' وَلاَ یَسِیْلُ دَمْعُه' اے برادران ایمانی! درحقیقت آپ لوگوں میں کون ہے کہ اس کے آگے جناب امام حسینؑ کے مصائب بیان ہو اور اس کا دل نہ جلے اور درد میں نہ آئے اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری نہ ہوں۔ لِاَنَّه' وَقَعَ عَلَیْهِ الْمَصَائِبُ الَّتِیْ اِنْ وَقَعَتْ عَلَی الْجِبَالِ صَارَتْ کَالرَّمِیْمِ وَاِنْ وَقَعَتْ عَلَی الْاَیَّامِ صَارَتْ لَیَالِیْ اس لیے کہ وہ مصیبتیں امام علیہ السلام پر پڑیں ہیں کہ اگر وہ مصیبتیں پہاڑوں پر پڑتیں تو پہاڑ ٹکڑے ہو کر خاکستر ہو جاتے اور دنوں پر پڑتیں تو وہ رات کی مانند تاریک ہو جاتے اور وہ مصائب ہمارے آقا و مولا پر پڑے ہیں ان کو شمار بھی نہیں کیا جا سکتا۔

وَمِنْهَا اَنَّه' قُتِلَ بَیْنَ یَدَیْهِ اَصْحَابُه' وَاَقْرِبَاؤُه' حَتّٰی ذُبِحَ فِیْ حِجْرِهٖ طِفْلُه' الرَّضِیْعُ عَطْشَانًا ان مصیبتوں میں سے ایک مصیبت یہ ہے کہ امام مظلوم کے سامنے ان کے بیٹے' بھائی' بھتیجے قتل ہوئے یہاں تک ان کی گود میں تین دن کا بھوکا پیاسا بیٹا شہید ہوا' ایسا ظلم کبھی کسی پر ہوا ہے نہ ہوگا۔ وَهُوَ عَلَیْهِ السَّلاَمُ تَارَةً نُوْحُ عَلَیْهِمْ وَتَارَةً یُفَکِّرُ عَلٰی مَایَقَعُ عَلٰی اَهْلِ بَیْتِهٖ اور امام مظلوم کی حالت یہ تھی کہ نرغہ اعداء میں گھرے ہوئے کبھی اقرباء کی لاشوں پر روتے تھے اور کبھی خیال

کرتے تھے ان مصیبتوں کا کہ جو ان کے بعد جناب زینبؑ و ام کلثومؑ سکینہؑ اور جناب امام زین العابدینؑ پر پڑنے والی تھیں' یہاں تک کہ امام مظلوم کو پس گردن شہید کر دیا گیا۔ وَجِسْمُہٗ عَلَی الْاَرْضِ وَرَاْسُہٗ عَلَی السِّنَانِ یُھْدٰی امام حسینؑ کا جسم مبارک تو گرم ریت پر پڑا تھا اور ان کا سر اقدس نیزے پر آویزاں کر کے یزید کے سامنے بطور ہدیہ پیش کیا گیا۔

وَقَدْ بَکَتِ السَّمَاءُ عَلٰی غُرْبَتِہٖ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا بِالدَّمِ اور امام مظلومؑ کی غربت پر آسمان چالیس صبحوں تک خون کے آنسو روئے وَاِنَّ الْاَرْضَ بَکَتْ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا بِالسَّوَادِ اور زمین چالیس صبحوں تک سیاہی کے ساتھ غم شبیرؑ پر روئی آفتاب کو چالیس روز گہن لگا رہا اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوئے اور دریا جوش میں آئے وَالْمَلَائِکَۃُ بَکَتْ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا عَلَی الْحُسَیْنِ اور فرشتے چالیس صبحوں تک غم امام میں روتے رہے اور جناب امام زین العابدینؑ زندگی بھر روئے اور جناب امام مظلومؑ کا نام لیتے یا سنتے تھے یا ان کی یاد آ جاتی تو ایسا روتے تھے کہ آپؑ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی۔

جابر ابن حارث سے منقول ہے کہ میں امام زین العابدینؑ کی خدمت میں گیا جا کر سلام کیا حضرت نے جواب سلام دیا۔ وَرَاَیْتُہٗ یَتَاَوَّہُ مِنَ الْاَلَمِ میں نے دیکھا کہ حضرت تکلیف اور غم کی شدت کی وجہ سے کراہ رہے ہیں۔ میں نے عرض کی مولا یہ کیا حال ہے آپ کا آپ کے رخسار مبارک گھل گئے ہیں اور رنگ زرد ہو چکا ہے' آپ بہت زیادہ اداس و غمگین ہیں۔ قَالَ نَعَمْ یَاجَابِرُ لِمَا نَزَلَ بِنَا اَھْلَ الْبَیْتِ لَوْ کُنَّا مِنَ التُّرْکِ وَالدَّیْلَمِ وَالْحُبُوْشِ مَافُعِلَ بِنَا مِنْ قَتْلِ رِجَالِنَا' امام علیہ السلام نے فرمایا ہاں اے جابر! جو مصائب ہم اہلبیتؑ پر پڑے اگر ترک و دیلم یا اہل حبش

سے ہوتے تو بھی اس امت کو یہ لازم نہ تھا کہ ہمارے ساتھ یہ سلوک کرتے کہ ہمارے عزیزوں کو قتل کیا اس پر اکتفاء نہ کی ہماری عورتوں کو اسیر کیا اور ہمارے بچوں کو یتیم کیا۔

فَوَاللّٰهِ لَوْ لَمْ تَكُنْ مِنْ عِتْرَةِ الرَّسُوْلِ وَاَهْلِبَيْتِ النُّبُوَّةِ وَمَعْدِنِ الرِّسَالَةِ اَوْكُنَّا ضَيَّعْنَا الْاِسْلَامَ مَافَعَلُوْا بِنَا هٰذَا الْفِعَالُ قسم ہے خدا کی اے جابر! اگر ہم اولاد رسولؐ اور اہل نبیؐ نہ ہوتے اور اسلام کو بھی ضائع کیا ہو تو بھی ظالموں کو یہ لازم نہ تھا کہ ہم پر اس قدر ظلم و ستم کرتے' یہ فرما کر آپؑ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور آواز گلو گیر ہوئی اور کچھ بولے کہ میری سمجھ میں نہ آیا میں نے عرض کی اے فرزند رسولؐ! کیا فرمایا: آپؑ نے کہ میں نہ سمجھا۔ حضرت نے فرمایا اے جابر کیا وجہ ہے کہ تو نہ سمجھا وَاللّٰهِ لَوْ لَمْ يَسْرِ اَبِىْ اِلَى الْعِرَاقِ لَمْ يَقَرَّهُ يَزِيْدُ فِىْ دَارِهٖ وَلَافِىْ حَرَمِ جَدِّهٖ وَلَا فِىْ مَكَّةَ وَلَا فِىْ غَيْرِهَا قسم ہے خدا کی اگر میرے بابا سفر غربت کو اختیار نہ کرتے اور عراق کی طرف نہ آتے تو بھی یزید انھیں مدینہ میں چین سے رہنے نہ دیتا اور نہ مکہ میں رہنے دیتا بلکہ امام علیہ السلام کہیں آرام نہ پاتے چنانچہ میں نے اپنے کانوں سے سنا ہے' حضرت نے ارشاد فرمایا: اگر میں کہیں بھی پناہ لے لوں یزید مجھے قتل کیے بغیر چین نہ لینے دے گا' ان منافقوں کے دلوں میں یہ عداوتیں روز بدر و اُحد سے چلی آ رہی تھیں ان کے دل بغض و کینہ کی وجہ سے کھول رہے تھے مومنین کرام! جو تکلیفیں اور مصیبتیں جناب امام زین العابدینؑ نے برداشت کی ہیں کہ وہ بیان سے باہر ہیں' ان مصائب میں سب سے زیادہ مصیبت شام کی تھی چنانچہ کسی نے پوچھا کہ مولا آپؑ پر سب سے زیادہ مصیبت کہاں پڑی ہے۔ قَالَ اَلشَّامَ اَلشَّامُ اَلشَّامُ حضرت نے تین مرتبہ فرمایا! شام' شام' شام' جناب ام کلثومؑ

روایت کرتی ہیں کہ جب ہمیں شامی شام میں یزید کے سامنے لے گئے تو اس شقی نے قید کا حکم دیا کہ چنانچہ ہم ایسے قید خانہ میں قید ہوئیں کہ جس میں دن کو دھوپ میں جلتی تھیں اور رات کو اوس میں بھیگتی تھیں اور اس کی وجہ سے ہمارا رنگ متغیر ہو گیا۔ قَالَ اَبُوْ مِخْنَفٍ لَمَّا مَضٰى عَلٰى اَهْلِبَيْةِ الْحُسَيْنِ فِى السِّجْنِ سِتَّةَ اَشْهُرٍ وَضَاقَتْ صُدُوْرُهُمْ دَعَاهُمْ يَزِيْدُ يَوْمًا وَعَرَضَ عَلَيْهِمُ الْمَقَامَ بِدِ مَشْقِ ابومخنف کہتا ہے جب اسیران کربلا کو چھ مہینے قید میں گزرے اور ان کے دل قید کی وجہ سے تنگ ہوئے تو یزید نے انھیں دربار میں طلب کیا اور کہا آپ اگر شام میں رہنا چاہیں تو بخوشی رہ سکتے ہیں اور انھوں نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ نہیں' ہم مدینہ جائیں گے۔

چنانچہ یزید نے بشیر کو بطور خدمت گزار متعین کیا' پھر جناب امام سجادؑ کو بلا کر ازراہ مکاری کے یوں کہنے لگا کہ خدا برا کرے ابن مرجانہ کا کہ اس نے حسینؑ سے یوں سلوک کیا واللہ اگر میں ہوتا تو حسینؑ جو مانگتے وہ میں دیتا اگرچہ مجھے اس کے لیے جو بھی قربانی دینا پڑتی مگر جو مشیعت خدا میں تھا وہ ہوا' پس آپ کو جو چیز بھی ضرورت ہو مجھے خط کے ذریعہ بتا دینا میں آپ کی وہ ضرورت پوری کروں گا۔ فَقَالَ قَاضِىْ حَوَائِجِىْ وَجَمِيْعِ الْمَخْلُوْقَاتِ وَرَبُّ الْعَالَمِيْنَ حضرتؑ نے فرمایا میری حاجتیں برلانے والا میرا اور سب مخلوقات کا تو خدا ہے۔ وَلٰكِنْ اِنْ كُنْتَ مُصِرًّا عَلٰى ذٰلِكَ فَالْاَوَّلُ اَنْ تُرِيَنِىْ وَجْهَ سَيِّدِىْ وَالِدِىْ فَاَزُوْرَهٗ وَاُوَدِّعَهٗ' اور گر تو اصرار کرتا ہے کہ میں تجھ سے کچھ کہوں تو میری پہلی خواہش یہ ہے کہ میرے غریب وبیکس بابا کا سر مجھے دکھا دے کہ میں ان کی زیارت کرلوں اور ان سے وداع کرلوں اور دوسری خواہش یہ ہے کہ ہمارا جو اسباب لٹ گیا ہے وہ منگوا دے اور

تیسری خواہش یہ ہے کہ اگر تو میرے قتل کا ارادہ رکھتا ہے تو نبی زادیوں کو مدینہ تک پہنچانے اور لے جانے کے لیے کسی نیک اور صالح شخص کو متعین کرنا۔

یزید بولا میں آپ کو قتل نہیں کرتا۔ اَمَّا وَجْهُ اِبِیْکَ فَلَنْ تَرَاهُ مگر آپ اپنے باپ کے سر کو اب کبھی نہیں دیکھ سکو گے بالآخر اس نے وہ سر اقدس امام علیہ السلام کو نہ دکھایا۔ بشیر قافلہ اہل حرم کو لے کر شام سے مدینہ کی طرف روانہ ہوا جب یہ قافلہ عراق میں پہنچا تو اہلبیتؑ نے کہا کہ ہمیں کربلا لے چلو تاکہ ہم اپنے پیاروں کا دیدار کر سکیں۔ بعض روایات کے مطابق ۲۰ صفر کو اہلبیتؑ کربلا میں آئے۔ فَوَجَدُوْا هُنَاکَ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِیَّ وَجَمَاعَةً مِنْ بَنِیْ هَاشِمٍ وہاں پر جابر بن عبداللہ انصاری اپنے ساتھیوں کے ہمراہ موجود تھے۔ مجلس غم برپا ہوئی' ایسا غم کہ جو پہاڑوں پر پڑے تو انہیں ریزہ ریزہ کر دے' مدینہ کے پردیسی شام کی قید کاٹ کر آج اپنے پیاروں کی لاشوں پر آئے ہیں۔ آہ و فغاں بلند ہوئی' گریہ و ماتم کی صدائیں سن کر یوں لگ رہا تھا کہ قیامت آ گئی ہے آس پاس کی عورتیں آئیں اور ان مظلوموں اور پردیسیوں کے ساتھ مصروف ماتم ہو گئیں۔ بشیر کہتا ہے کاش میں مر جاتا ان دکھ بھرے لمحوں کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھتا۔

جناب کلبی سے منقول ہے ہم نے وہاں کے مقامی لوگوں سے پوچھا قبر امامؑ پر کون روتا تھا انھوں نے کہا کہ جب ہم رات مقتل امام کی طرف سے نکلتے تھے۔ فَنَسْمَعُ الْجِنَّ یَنُوْحُوْنَ وَیَقُوْلُوْنَ پس ہم گروہ جنات کی آواز گریہ سنتے تھے کہ وہ روتے تھے اور امام مظلوم کا یہ مرثیہ پڑھتے تھے۔

مُسَحَ الرَّسُوْلُ جَبِیْنَه' فَلَه' بَرِیْقٌ فِی الْخُدُوْدِ.

جناب رسولؐ خدا حسینؑ کی پیشانی کو پیار سے مس کرتے تھے اور بوسے

لیتے تھے اس سے حسینؑ کے چہرے پر نور ظاہر ہوتا ہے وہ ایسے امام تھے۔

اَبَوَاہُ مِنْ اعْلٰی الْقُرَیْشِ
وَجَدُّہٗ خَیْرُ الْجُدُوْدِ

حسینؑ کے والدین بزرگان قریش میں تھے ان کے اجداد فخر کائنات تھے۔

غرضیکہ تین دنوں اور تین راتوں تک مسلسل مجلس ماتم برپا رہی اس کے بعد قافلہ مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا جب مدینہ کے قریب پہنچے تو ایک جگہ پر خیمہ نصب کیا گیا اور اہلبیتؑ کو ان خیموں میں بٹھا دیا گیا۔ امام زین العابدینؑ نے بشیر سے فرمایا کہ اے بشیر! خدا تیرے باپ پر رحم کرے کہ وہ شاعر تھا کیا تو بھی شعر کہہ سکتا ہے۔ قُلْتُ بَلٰی یَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اِنِّیْ لَشَاعِرٌ میں نے عرض کی جی ہاں میرے آقا میں بھی شاعر ہوں' جو حکم ہو وہ بجا لاؤں امامؑ نے فرمایا جاؤ اور اہل مدینہ کو ہماری آمد کی خبر دے دو۔ میں نے کہا آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ میں اٹھا گھوڑے پر سوار ہوا مدینہ میں آیا جب میری نظر مسجد رسولؐ خدا پر پڑی جناب رسول خداؐ کا زمانہ اور امام حسینؑ کا رہنا مجھے یاد آیا' طاقت ضبط نہ رہی اور میں نے بیساختہ رونا شروع کیا اور رو رو کر میں نے یہ مرثیہ پڑھنا شروع کیا۔

یَا اَھْلَ یَثْرِبَ لاَ مُقَامَ لَکُمْ بِھَا
قُتِلَ الْحُسَیْنُ فَادْمُعِیْ مِدْرَارٌ

اے اہل مدینہ اپنے گھروں میں کیا آرام سے بیٹھے ہو مدینہ اجڑ گیا ہے اور اب رہنے کے قابل نہیں رہا کہ وارث مدینہ' فرزند رسول' جگر گوشہ بتول کو ظالموں نے تین دن کا بھوکا پیاسا شہید کیا اس مصیبت کو یاد کر کے میرے آنسو جاری ہیں۔

جِسْمُ الْحُسَیْنِ بِکَرْبَلاَ مُضَرَّجٌ

وَالرَّاسُ مِنهُ عَلَى الْقَنَاةِ يُدَارُ

امام مظلومؑ پر ایسی مصیبت پڑی کہ اس کو بیان کرنے سے دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہے کہ وہ جسم جو آغوش زہراؑ میں پلا اور زبان رسولؐ سے نشو و نما ہوا کربلا کی جلتی ریت پر خاک و خون میں غلطاں پڑا رہا اور ان کا سر اقدس نیزہ پر رکھ کر شہر بہ شہر پھرایا گیا۔ پھر میں نے کہا ارے لوگو اٹھو تو سہی جناب امام سجاد علیہ السلام اپنی پھوپھیوں اور بہنوں کو لے کر مدینے آئے ہیں اور شہر کے باہر خیموں میں تشریف فرما ہیں۔ قَالَ فَمَا بَقِيَتْ فِي الْمَدِيْنَةِ مُخَدَّرَةٌ وَلَا مُحَجَّبَةٌ وَإِلَّا وَبَرَزْنَ مِنْ خُدُوْدِ هِنَّ مَكْشُوْفَةً شُعُوْرُهُنَّ مُخْمِشَةً وَجُوْهُهُنَّ يَارِعَتٍ خُدُوْرُهُنَّ يَدْعُوْنَ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُوْرِ.

جونہی اہل مدینہ نے میری یہ آواز سنی سب خواتین اپنے اپنے گھروں سے نکل پڑیں اس حالت میں کہ ان کے بال کھلے ہوئے تھے چہرے نوچتی تھیں اور اپنے منہ پر طمانچے مارتی تھی اور بے اختیار روتی تھیں کہ کسی کو میں نے آج تک اس طرح روتے ہوئے نہیں دیکھا تھا اور سب بیبیاں جلدی سے چل پڑیں میں نے گھوڑے کو ایڑی لگائی کہ ان کے جانے سے پہلے خیمہ تک پہنچوں مگر رش کی وجہ سے نہ پہنچ سکا یہاں تک کہ گھوڑے سے اتر کر در خیمہ تک پہنچا اور جناب امام زین العابدینؑ خیمہ میں تھے۔

فَخَرَجَ وَمَعَهُ خِرقَةٌ يَمسَحُ بِهَاذُ مُوعَهُ پس حضرت خیمہ سے باہر تشریف لائے اور آپ کے ہاتھ میں رومال تھا اور اس سے آنسو صاف کرتے تھے۔ خادم نے کرسی بچھائی۔ حضرت بیٹھے مگر امام علیہ السلام کو رونے سے افاقہ نہ تھا اور مدینہ کے مرد و زن امام سجاد علیہ السلام کو پرسہ دیتے تھے اور ہائے مظلوم ہائے حسینؑ

کی آوازیں بلند تھیں امام سجادؑ نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور سب خاموش ہو گئے بعدازاں امام سجادؑ حمد و ثنائے الٰہی بجا لائے اور پھر ارشاد فرمایا۔ نَحْمَدُہٗ عَلٰی عَظَائِمِ الْاُمُوْرِ وَفَجَائِعِ الدُّھُوْرِ وَاَلَمِ الْفَجَائِعِ وَمُضَاضَۃِ الْوَدَاعِ وَجَلِیْلِ الرَّزْءِ میں خدا کی حمد کرتا ہوں کارہائے عظیم اور مصیبت ہائے زمانہ پر اور تکلیف دہ مراحل اور ماتم ہائے صبر شکن پر۔

اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰہَ وَلَہٗ الْحَمْدَ اِبْتَلاَ نَا بِمَصَائِبَ جَلِیْلَۃٍ وَثُلْمَۃٍ فِی الْاِسْلَامِ عَظِیْمَۃٍ اے لوگو حمد ہے خدا کی کہ ہمیں بڑی بڑی آزمائشوں میں ڈالا اور ملت اسلامیہ میں بہت بڑا خلا پیدا ہوا کہ قُتِلَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ الْحُسَیْنِ وَعِتْرَتُہٗ وَسُبِیَ نِسَاءُہٗ وَدَارُوْ بِرَاسِہٖ فِی الْبُلْدَانِ اے اہل مدینہ وہ مصیبتیں یہ ہیں کہ میرے پدر بزرگوار امام حسینؑ اور ان کے عزیز و جانثار شہید ہوئے اور ان کی خواتین قید ہو کر شہر بہ شہر پھرائی گئیں اور یہ وہ عظیم مصیبت ہے کہ اس جیسی اور کوئی مصیبت نہیں ہے۔

اَیُّھَا النَّاسُ فَاَیُّ رِجَالٍ مِنْکُمْ یَسُرُّوْنَ بَعْدَ قَتْلِہٖ اے لوگو! تم میں سے ایسا کوئی شخص ہے کہ جو حضرت امام حسینؑ کے بعد خوش ہو سکے یعنی ہر شخص زندگی بھر مظلوم کربلا پر روتا رہے گا۔ اَیَّۃُ عَیْنٍ مِنْکُمْ تَحْبِسُ دَمْعَھَا اور کون سی ایسی آنکھ ہے کہ جو سیلاب اشک کو روک سکے اور فرزند رسول پر آنسو بہانے میں بخل کرے؟

فَلَقَدْ بَکَتِ السَبْعُ الشِّدَادَ لِقَتْلِہٖ وَبَکَتِ الْبِحَارُ بِاَمْوَاجِھَا وَالسَّمٰوٰتُ بِاَرْکَانِھَا بلاشبہ یہ وہ مصیبت ہے کہ اس پر ساتوں آسمان روئے اور تشنہ لب امامؑ کی پیاس پر دریا روئے اور اس امام مظلوم پر پوری کائنات روئی۔ وَلَا شِجَارُ بِاَغْصَانِھَا وَالْحِیْتَانُ فِیْ لُجَجِ الْبِحَارُ اور امام مظلوم پر درخت اپنی شاخوں

سے روئے یعنی درختوں کی شاخوں سے خون جاری ہوا فرشتے اور اہل آسمان سب روئے۔ اَيُّهَا النَّاسُ اَیُّ قَلْبٍ لاَ یَصْدَعُ لِقَتْلِهٖ اے لوگو! کون سا دل ہے کہ جناب سید الشہداء کے غم میں شگافتہ نہ ہوا ہو۔ اَمْ اَیُّ خُوَادٍ لاَ یَحِنُّ لَهٗ' اور کون سا سینہ ہے کہ امام مظلوم کے ماتم میں مجروح نہ ہو۔ اَمْ اَیُّ سَمْعٍ یَسْمَعُ هٰذِهِ الثُّلْمَةِ فِی الْاِسْلاَمِ اور کون سا کان ہے کہ ایسی مصیبت کو سن کر اس عظیم سانحہ کے بارے سن کر نہ رویا ہو۔ اَيُّهَا النَّاسُ اَصْبَحْنَا مَطْرُوْدِیْنَ شَابِعِیْنَ عَنِ الْاَبْصَارِ کَاَنَّنَا اَوْلاَدَ التُّرْکِ وَ کَابُلَ مِنْ غَیْرِ جُرْمٍ اِجْتَرَمْنَاهُ اے لوگو کہ تمھیں پتہ ہے کہ ہمیں کیا کیا تکلیفیں پہنچی ہیں' ہمارے ساتھ ایسا سلوک کیا گیا گویا ہم اولاد ترک اور کابل سے تھے ہمیں بیحد ستایا گیا اور ہمیں قید کیا گیا حالانکہ ہمارا کوئی قصور نہ تھا ہم بے گناہ تھے۔ وَلاَ ثُلْمَةً فِی الْاِسْلاَمِ ثَلَمْنَاهُ اور نہ کوئی ہم نے دین اسلام میں رخنہ ڈالا تھا کہ جس کے عوض میں ہم سے یہ سلوک کیا۔

جناب امام زین العابدینؑ کے صبر اور استقامت کا اندازہ بھی نہیں لگایا جا سکتا آپؑ نے جو مصائب برداشت کیے وہ کوئی بھی نہ کر سکے۔ واقعہ کربلا کے بعد آپؑ عمر بھر کے لیے روتے رہے اور اس بیتابی سے روتے تھے کہ آپؑ کو جو بھی دیکھتا تھا وہ بھی رونے لگتا تھا۔ وَمَا اَکَلَ لَحْمَ رَأسَ ضَانٍ اَبَدًا آپؑ نے عمر بھر گوسفند کی سری کا گوشت نہ کھایا جب سے امام حسینؑ! کے سر اقدس کو یزید کے تخت کے نیچے دیکھا تھا اور جب خادم پانی سامنے لاتا تھا اس قدر روتے تھے کہ وہ پانی آنسوؤں سے مل جاتا تھا یہاں تک ایک روز کسی نے عرض کیا کہ مولا! آپ کب تک روتے رہیں گے؟ قَالَ یَاقَوْمِ اِنَّ یَعْقُوْبَ النَّبِیَّ فَقَدْ سِبْطًا مِنْ اَوْلاَدِهٖ الْاَثْنٰی عشرَ فَبَکٰی عَلَیْهِ حَتّٰی ابْیَضَّ عَیْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ وَهُوَ حَیٌّ فِی دَارِ الدُّنْیَا.

حضرت نے فرمایا اے قوم! مجھے رونے سے منع کرتے ہو یعقوب نبیؑ کے بارہ بیٹوں میں سے ایک بیٹا گم ہوا تھا اس پر اتنا روئے کہ ان کی آنکھیں سفید ہو گئیں حالانکہ وہ جانتے تھے کہ یوسفؑ زندہ ہیں اور میں نے تو اپنی آنکھوں سے اپنے عزیزوں اور جانثاروں کو شہید ہوتے ہوئے دیکھا۔ روئے زمین میں ان جیسا کوئی نہ تھا وہ تین دن کے بھوکے پیاسے تھے چند لمحوں میں ان کو شہید کر دیا گیا' خدا کی قسم ان کا غم میرے دل سے نہ جائے گا اور ان کی خون آلودہ' گلو بریدہ لاشوں کو نہ بھول سکوں گا پھر فرماتے تھے وَاکَرُبَاہُ بِکَرُبِکَ یَا اَ بَتَاہُ وَاَسَفَاہُ بِقَتْلِکَ یَا اَبَتَاہُ افسوس آپ کی مصیبتوں پر اے بابا! افسوس.......... آپ کے بھوکے پیاسے شہید ہونے پر اے بابا افسوس! آپ کی بیکسی پر' یہ کہہ کر بہت روئے اور فرمایا قُتِلَ ابْنُ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ عَطْشَانًا وَاَنَا اٰکُلُ الزَّادَ وَاَشْرَبُ الْمَاءَ افسوس کہ میرا بابا تو بھوکا پیاسا شہید ہوا اور میں کھانا کھاؤں اور پانی پیؤں؟ پھر اتنا روتے تھے کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی تھوڑا کھاتے تھے اور شکر خداوندی بجا لاتے تھے اور عبادتِ خدا میں مشغول ہوتے تھے۔ حضرتؑ نے چالیس حج کیے مگر اپنے اونٹ کو لاٹھی' عصا وغیرہ نہ مارا منقول ہے کہ ایک روز جناب امام زین العابدینؑ نے اونٹ کو مارنے کے لیے لاٹھی' چھڑی اٹھائی اور کچھ سوچ کر اس کو ہاتھ سے پھینک دیا اور فرمایا لَوْلاَ الْقِصَاصُ لَضَرَبْتُہ' آہ اس زبان کو کیا ماروں کہ مجھے قصاص کا خوف ہے افسوس کہ ایسے خدا ترس اور رحم دل امام کو ظالموں نے شام جاتے وقت تازیانے مارے۔

روایت نمبر
70
فضائل اہل بیتؑ اہل بیت اطہارؑ کا اپنے ماننے والوں کو اپنے اپنے نصف حسنات کا بخشنا' اللہ طاہرین علیہم السلام موت کے وقت اور قبر میں ہر مومن کے پاس تشریف لاتے ہیں' اپنے اہلبیتؑ کو دیکھ کر جناب رسولؐ خدا کا گریہ کرنا' جناب امام حسین علیہ السلام کی قبر اطہر کے بارے میں چند روایات' جناب سکینہؑ کا اپنے بابا کی لاش سے لپٹ کر ماتم کرنا اور ظالموں کا اس معصومہ کو اپنے باپ سے تازیانوں کے ذریعہ جدا کرنا۔
مولانا عابد عسکری

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ مَعْرِفَۃُ اٰلِ مُحَمَّدٍ بَرَاۃٌ مِنَ النَّارِ وَحُبُّ اٰلِ مُحَمَّدٍ اَمَانٌ مِنَ الْعَذَابِ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا اہل بیتؑ رسول کے حق کو پہچاننا آتش جہنم سے برات کا باعث ہے اور آل محمدؐ کی دوستی عذاب آخرت سے امان ہے۔ وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ شَہِیْدًا اور جو محبت آل محمدؐ پر مرے وہ شہید ہے اگرچہ اپنے بستر خواب پر مرے۔ کتاب بشارۃ المصطفیٰؐ میں لکھا ہے کہ ایک روز جناب رسول خداؐ جناب امیرؑ کے دولت سرا پر تشریف لائے اس وقت آپ بہت خوش تھے اور فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَابْنَ اَبِیْطَالِبٍ جناب امیرؑ جناب فاطمہؑ حسنین شریفینؑ آپؐ کے احترام کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور آداب سلام بجا لائے۔ جناب رسالتمابؐ بیٹھ گئے اور ان سب بزرگوں سے فرمایا کہ تم بھی بیٹھو وہ سب بیٹھ گئے۔ قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَؑ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَارَاَیْتُکَ اَقْبَلْتَ عَلَیَّ مِثْلَ ھٰذَا الْیَوْمِ جناب امیرؑ نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے آپ کو اتنا خوش وخرم پہلے کبھی نہیں دیکھا ماشاء اللہ آج آپ بہت خوش نظر آ رہے ہیں؟ حضرت نے فرمایا اے علیؑ! کیا تم چاہتے ہو کہ جس خوشخبری نے مجھے خوش کیا ہے آپ لوگوں کو بھی اس کے بارے میں بتاؤں؟ قَالَ نَعَمْ رُوْحِیْ فِدَاکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ۔

جناب امیرؑ نے عرض کی یا حضرت! بیان کیجئے کہ وہ خوشخبری کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: جبرئیلؑ امین میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا کہ پروردگار عالم تحفہ سلام کے بعد فرماتا ہے کہ علیؑ کو ایک خوشخبری سنا دو کہ آپؑ کے جتنے بھی ماننے والے ہوں گے اللہ تعالیٰ انھیں بہشت میں داخل کرے گا۔ یہ خوشخبری سن کر جناب علیؑ بہت خوش ہوئے اور سجدۂ شکر بجا لائے اور سجدہ کرنے کے بعد دونوں ہاتھ

آسمان کی طرف بلند کر کے کہا وَقَالَ اِنِّیۡ اُشۡهِدُ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٖ اِنِّیۡ قَدۡ وَهَبۡتُ لِشِیۡعَتِیۡ نِصۡفَ حَسَنَاتِیۡ اور عرض کی یا رسول اللہ! میں خدا کو اور آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنے نصف حسنات اپنے ماننے والوں کو بخشے ہیں کَذٰلِکَ قَالَتۡ فَاطِمَةُ عَلَیۡهَا السَّلَامُ جب جناب فاطمہ زہراؑ نے یہ کلام سنا تو بولیں بابا جان! میں آپ کو گواہ کرتی ہوں کہ میں اپنے نصف حسنات جناب ابوالحسنؑ کے مومنین کو بخشے ہیں۔

جناب امام حسنؑ نے عرض کی نانا جان! میں بھی آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنے نصف حسنات اپنے پدر بزرگوار کے موالیوں کو بخشے ہیں۔ جناب امام حسینؑ نے عرض کی کہ نانا جان میں بھی آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنے نصف حسنات اپنے پدر بزرگوار کے ماننے والوں کو بخشے ہیں۔ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ یَا اَهۡلَ بَیۡتِیۡ مَا اَنۡتُمۡ بِاَکۡرَمَ مِنِّیۡ جب جناب رسولؐ خدا نے اپنے اہلبیتؑ کی یہ سخاوت ملاحظہ کی فرمایا کہ اے میرے اہل بیتؑ تم مجھ سے زیادہ کریم نہیں ہو جب تم نے یہ احسان مومنین پر کیا تو سنو میں بھی اپنے خدا کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے بھی اپنے نصف حسنات محبان علیؑ کو بخشے ہیں ناگاہ آسمان کی طرف سے خداوند غفار کی آواز آئی۔ یَا اَهۡلَ الۡبَیۡتِ مَا اَنۡتُمۡ بِاَکۡرَمَ مِنِّیۡ اے اہل بیتؑ تم مجھ سے زیادہ کریم نہیں ہو جب تم نے محبان علیؑ پر یہ احسان کیا تو سنو میرا احسان مومنوں پر یہ ہے کہ اِنِّیۡ قَدۡ غَفَرۡتُ لِشِیۡعَةِ عَلِیٍّ وَمُحِبِّیۡهٖ ذُنُوۡبَهُمۡ جَمِیۡعًا کہ میں نے بھی علی مرتضیٰؑ کے ماننے والوں کے سب گناہ بخش دیے چنانچہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔

حُبِّیۡ وَحُبُّ اَهۡلِبَیۡتِیۡ نَافِعٌ فِیۡ سَبۡعِ مَوَاطِنَ کہ میری اور میرے اہلبیتؑ کی دوستی سات مقامات پر فائدہ دیتی ہے ایک تو موت کے وقت' دوسرے قبر میں'

تیسرے قبر سے اٹھتے وقت (محشر میں) چوتھے نامۂ عمل کے وقت پانچویں وقت حساب اور چھٹے میزان کے وقت اور ساتویں صراط کے نزدیک۔

جناب صادق آل محمدؑ فرماتے ہیں کہ جب ہمارے ماننے والے کا وقت موت قریب آتا ہے تو ملک الموت اسے اشارہ کرتا ہے۔ اُنْظُرْ اِلٰی یَمِیْنِکَ اے تو دیکھ تو دہنی طرف فَرَایٰ رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلِیًّا وَفَاطِمَۃَ وَالْحَسَنَیْنِ جب داہنی طرف دیکھتا ہے تو جناب رسول خدا، علی مرتضیٰؑ، فاطمہ زہراؑ، حسن مجتبیٰؑ، حسین شہید کربلا کو اپنے پاس موجود پاتا ہے اور جناب امیرؑ فرماتے ہیں اے ملک الموت! اس کی قبض روح میں آسانی کرنا کہ یہ ہمارا دوست ہے اور جب قبر میں اسے دفن کرتے ہیں تو وہاں بھی جناب امیرؑ تشریف لاتے ہیں اور اسے ہر قسم کے خوف سے بچاتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ نکیرین مومن کو پہچان لیتے ہیں اور دوسرے سے کہتے ہیں کہ اس کو بے چین نہ کرو کہ اس سے محبت اہلبیتؑ کی خوشبو آ رہی ہے۔ خداوند عالم مومن کی قبر کو وسعت عطا فرماتا ہے اور اس کا منہ چودھویں رات کے چاند کی مانند نورانی ہو جاتا ہے۔

کتاب خرائج میں لکھا ہے کہ ہر مومن کے ہاتھ میں فرشتے ایک ایک طوبیٰ کا پتہ دیں گے کہ وہ پتے روز عقد جناب سیدہؑ جمع کیے گئے ہیں گویا وہ جنت کا پروانہ ہو گا۔ فِی الْاَمَالِیْ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ کَانَ جَالِسًا ذَاتَ یَوْمٍ اِذْ اَقْبَلَ الْحَسَنُ اور کتاب امالی میں ابن عباس سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا تشریف رکھتے تھے کہ جناب امام حسنؑ تشریف لائے جونہی جناب رسولؐ خدا! اپنے اس نواسے کو دیکھا تو رونے لگے قَالَ اِلَیَّ اِلَیَّ یَابُنَیَّ اور رو رو کر فرمایا! فرزند! ادھر آیئے اور انھیں اپنے داہنے زانو پر بٹھا لیا پھر امام حسینؑ تشریف

لائے انھیں بھی دیکھ کر آنحضرتؐ روئے اور بلا کر بائیں زانو پر بٹھا دیا۔ ثُمَّ اَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ فَلَمَّا رَاهَا بَکٰی ثُمَّ قَالَ اِلَیَّ اِلَیَّ یَابُنَیَّةُ پھر جناب فاطمہؑ تشریف لائیں اور انھیں بھی دیکھ کر جناب رسولؐ خدا رونے لگے اور بلا کر سامنے بٹھایا' پھر جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے حضرت انھیں دیکھ کر رونے لگے اور بلا کر اپنی دائیں سامنے بٹھایا صحابہ کرامؓ نے عرض کی یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاتَرٰی وَاحِدًا مِنْ هٰؤُ لَاءِ اِلَّا بَکَیْتَ اَوْ مَافِیْهِمْ مَنْ تَسُرُّ بِرُؤْیَتِهٖ اے رسولؐ خدا! آپ سب کو دیکھ کر روئے' اس کی وجہ کیا ہے آنحضرتؐ نے فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات کی کہ جس نے مجھے مبعوث برسالت اور برگزیدہ کیا۔ اِنِّیْ وَاِیَّاهُمْ لَاَکْرَمُ الْخَالِقَ عَلَی اللّٰهِ میں اور یہ میرے اہل بیت اطہارؑ خدا کے نزدیک بزرگ ترین خلق ہیں۔ رویا ہوں ان کی مصیبتوں پر ان پر جو آنے والی ہیں' پس یہ میرے بھائی علیؑ میرے علمدار ہیں دنیا و آخرت میں میرے وصی ہیں صاحب حوض کوثرؑ مالک شفاعت اور صاحب تصرف ہیں' ان کا دوست میرا دوست ہے ان کا دشمن میرا دشمن ہے' ان کی محبت کی وجہ سے میری اُمت پر رحم کیا جائے گا اور ان کی دشمنی کے باعث لعنت کی جائے گی یعنی رحمت خدا سے دور ہوگی اِنِّیْ بَکَیْتُ حِیْنَ اَقْبَلَ لِاَنِّیْ ذَکَرْتُ غُدْرَ الْاُمَّةِ بِهٖ بَعْدِیْ اور میں انھیں دیکھ کر رویا ہوں کہ مجھے ان کے ساتھ امت کی بے وفائی یاد آ گئی۔

میرے بعد ان کو بہت زیادہ تکلیفیں دی جائیں گی۔ طرح طرح کی اذیتیں دی جائیں گی یہاں تک ماہ رمضان میں ایک ظالم ان کے سر پر تلوار مارے گا اور شہید کرے گا۔

یہ میری بیٹی فاطمہ زہراؑ اولین و آخرین کی عورتوں کی سیدہ ہیں اور یہ میرے دل کا سرور اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں اور جب یہ محراب عبادت میں کھڑی

ہوتی ہے تو ان کا نور فرشتوں پر یوں ظاہر ہوتا ہے جیسے اہل زمین پر ستاروں کا ظاہر ہوتا ہے خداوند عالم فرماتا ہے اے ملائکہ! ہمارے محبوب خاص کی پیاری بیٹی کی طرف دیکھیے کہ کس خلوص کے ساتھ میری عبادت کر رہی ہے اَشْهِدُكُمْ اِنِّیْ قَدْ اٰمَنْتُ شِیْعَتَهَا مِنَ النَّارِ تمھیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے فاطمہ زہراؑ کے ماننے والوں کو آتش جہنم میں امان دی ہے اور اسے دیکھ کر رویا اس لیے ہوں کہ میرے بعد اس پر بہت زیادہ مصائب آئیں گے ایک وقت ایسا بھی آئے گا وَهِیَ تُنَادِیْ یَا اَبَتَاهُ فَلاَ تُجَابُ وَتَسْتَغِیْثُ وَلاَ تُغَاثُ اور وہ فریاد کرے گی اور بابا بابا پکارے گی مگر اس کی مدد کوئی نہیں کرے گا فریاد کرے گی اور اس کی فریاد کو کوئی نہیں پہنچے گا اور حسینؑ کو دیکھ کر میں اس لیے رویا کہ یہ تو سید جوانان اہل جنت ہیں ان کا حکم میرا حکم ہے ان کا قول میرا قول ہے ہائے افسوس ان کو انتہائی بے دردی اور ظلم و ستم کے ساتھ شہید کیا جائے گا۔ یعنی حسنؑ کو زہر سے شہید کیا جائے گا اس پر زمین و آسمان کے ملائکہ روئیں گے اور میرے حسینؑ کو وطن چھڑایا جائے گا اور یہ مجبور ہو کر مدینہ سے ہجرت کریں گے۔ فَاَضُمُّهُ فِیْ مَنَامِیْ اِلٰی صَدْرِیْ میں اسے خواب میں سینے سے لگاؤں گا اور اسے مدینہ سے جانے کا حکم کروں گا اور اپنی مقتل کی طرف جائے گا كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَیْهِ وَقَدْ رُمِیَ بِسَهْمٍ فَخَرَّ عَنْ فَرَسِهٖ صَرِیْعًا گویا میں اپنے پارہ جگر کو دیکھ رہا ہوں کہ اس کے سینے میں ایک تیر آ کر لگا ہے کہ یہ گھوڑے سے گر کر زمین پر تڑپ رہا ہے پھر اس کو پس گردن شہید کیا جائے گا۔

ثُمَّ بَكٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ وَبَكٰی مَنْ حَوْلَهٗ وَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمْ بِالضَّجِیْجِ یہ فرما کر جناب رسولؐ خدا بہت روئے اور آپ کو روتا ہوا دیکھ کر صحابہ کرامؓ بھی رونے لگے یہاں تک رونے کی آواز بلند ہوئی اور حضرتؐ فرماتے تھے خداوندا میں تجھ سے

شکایت کرتا ہوں ان جور وستم کی جو میرے اہلبیتؑ پر ہوں گے۔ واقعتاً اہلبیت رسول پر ایسے مصائب آئے کہ ان کے غم میں پوری کائنات نوحہ کناں ہے۔ وَمِنْ مَصَائِبِهِمْ كَانَتْ قُبُوْرُهُمْ شَتّٰى اور اہلبیتؑ کی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت یہ ہے کہ ظالموں کے ظلم کی وجہ سے ان کی قبریں بھی ایک جگہ پر نہیں ہیں فَبَعْضُهَا فِي الْعِرَاقِ وَبَعْضُهَا فِي النَّجَفِ وَبَعْضُهَا بِالطَّيْفَةِ کچھ قبریں تو نجف میں ہیں اور کچھ عراق اور کچھ مدینہ میں۔ فَارَادُوْا عَلٰى ذٰلِكَ مَحْوًا بِقَوٍ اور ظالموں نے چاہا کہ ان قبروں کے نشانات بھی مٹا دیں۔

كَمَا وَرَدَ فِي الْحَدِيْثِ اِنَّ الْمُتَوَكِّلَ لَعَنَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اَمَرَ الْحَارِثِيْنَ بِحَرْثِ عَلٰى قَبْرِ الْحُسَيْنِ وَاَنْ يَجْرُوْا عَلَيْهِ الْمَاءَ بِحَيْثُ لَا يَبْقَى الْاَثْرُ جیسا کہ روایت میں ہے کہ متوکل لعین نے کسانوں کو حکم دیا کہ قبر حسینؑ کو مٹا کر اس پر کھیتی باڑی کریں اور نہر کے پانی سے اسے بہا دیں یہاں تک کہ بالکل ختم ہو جائے۔ وَقَدْ هَدَمُوْا بُنْيَانَهُ بس ان لعینوں نے اس کی عمارت گرا دی اور زراعت کے لیے جانوروں کو لائے لیکن جانور اس قبر شریف کے قریب ہی نہ گئے اور وہ حیوانات روتے تھے۔ وَكُلَّمَا اَجْرَوْ عَلَيْهِ الْمَاءَ غَارَوَحَارَ وَاسْتَدَارَ بِقُدْرَةِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ وَلَمْ يَصِلْ قَطْرَةٌ وَاحِدَةٌ اِلٰى قَبْرِ الْحُسَيْنِ اور ہر چند پانی کو قبر شریف پر لاتے تھے تو پانی ٹھہر جاتا تھا اور ان کی قبر کے اردگرد چکر لگاتا وَكَانَ الْقَبْرُ الشَّرِيْفُ اِذَا جَاءَ الْمَاءُ يَرْتَفِعُ اَرْضَهُ بِاِذْنِ اللّٰهِ اور جب پانی آتا تھا تو قدرت خدا سے قبر سے زمین بلند ہو جاتی تھی ظالموں نے یہ دیکھا تو حکم دیا کہ امام حسینؑ کی زیارت کے لیے کوئی نہ آنے پائے اگر کوئی آئے تو پیسے دے کر جائے۔ چنانچہ ایک ضعیفہ مومنہ تھی کہ وہ چرخہ چلا کر ٹیکس اکٹھے کرتی تھی تاکہ امامؑ کی ضریح اقدس کی

زیارت کے لیے آئے جب اس نے یہ سنا تو شب و روز کام کرنے لگی یہاں تک کہ
اس نے کچھ رقم اکٹھی کر لی اور جناب سید الشہداءؑ کی زیارت سے مشرف ہوئی
جب یہ خبر حاکم وقت کو ملی تو اس نے کہا اس طرح لوگ زیارت حسینؑ کے لیے نہیں
رکیں گے لہٰذا اب جو بھی کربلا زیارت کے لیے آئے اس کا ایک ہاتھ کاٹ لیا جائے
پس جو بھی امام حسینؑ کا سچا محب زیارت کے لیے آتا تھا تو خلیفہ کے سپاہی اس کا
دایاں ہاتھ کاٹ دیتے تھے چنانچہ ایک مومن آیا تو ظالموں نے اس کا ایک ہاتھ کاٹ
دیا ان کے زعم میں اب یہ مومن دوبارہ نہیں آئے گا مگر وہ سچا مومن اور جانثار امام
ایسا تھا کہ دوسرے سال پھر زیارت امام کے لیے آیا ظالم خلیفہ کے ظالم کارندوں
نے اس کا دوسرا ہاتھ کاٹ لیا' جب تیسرا سال ہوا تو وہ مومن پھر زیارت کے لیے
کربلا آیا پولیس نے اسے پکڑ لیا اور خلیفہ سے کہا ہم اس کے دونوں ہاتھ کاٹ چکے
ہیں مگر یہ باز نہیں آیا ہر سال زیارت امامؑ کے لیے آتا ہے اس ظالم حکمران نے کہا
اس کا پاؤں کاٹ لو اس ثابت قدم راہ محبت کا ایک پاؤں کاٹ لیا پھر اس دیندار
نے اس قبلہ ایمان سے منہ نہ پھیرا چوتھے سال پھر آیا ان ظالموں نے ان کا دوسرا
پاؤں بھی کاٹ ڈالا پانچویں سال پھر زیارت امامؑ کے لیے آیا لوگوں نے سمجھا کہ
اس مرتبہ اس مومن کو قتل کر دیا جائے گا۔ لیکن قدرت خدا سے جناب امام علی نقی
اپنے جد بزرگوار کی زیارت کے لیے اپنے گھر سے روانہ ہوئے' راستہ میں لوگوں نے
امام علیہ السلام کو اس مومن کے بارے میں بتایا کہ ایک غریب مومن ہے جو اپنے
ہاتھ پاؤں عشق امامؑ میں کٹوا چکا ہے اس مرتبہ اس کو قتل کر دیا جائے گا امام علی نقیؑ
اس مخلص مومن کے پاس تشریف لے گئے اور انتہائی پیار اور شفقت سے اس کی
خیریت دریافت کی اور اس کی حالت پر بہت روئے اور اسے اپنے پاس اونٹ پر بٹھا

لیا جب قبر شریف پہنچے اور وہ زیارت سے مشرف ہوا تو خوب رویا۔ سبحان اللہ مومن ہوں تو ایسے ہوں کہ جن کی محبت پر ہمارے ائمہ بھی فخر کریں۔ فَمَالَكُمْ لَا تَبْكُوْنَ وَكَيْفَ تَبْخَلُوْنَ دُمُوْعَكُمْ عَلَى الذَّبِيْحِ الْعَطْشَانِ.

پس اے مومنین! آپ لوگ غم شبیرؑ میں دل کھول کر کیوں نہیں روتے ہو جن کی مصیبت پر زمین و آسمان اور تمام مخلوقات نے گریہ و ماتم کیا یاد کرو اس وقت کو جب دختران زہراؑ اپنے بھائی کی لاش پر آئیں تو ان کی لاش گھوڑوں کی ٹاپوں سے چھلنی چھلنی ہو چکی تھی افسوس کہ سکینہؑ اپنے بابا کے زخمی جسم کو چومتی تھی اور شمر اس معصومہ کو تازیانہ سے ڈراتا تھا اور رونے سے منع کرتا تھا مگر سکینہؑ بلبلا جاتی تھی اور پھوپھیوں کی منتیں کرتی تھی کہ مجھے بچا لو کہ شمر تازیانے مار رہا ہے۔ جناب زینبؑ مایوس ہو کر شمر سے کہتی تھیں کہ خدا تجھ پر لعنت کرے اے شمر! اس یتیم کو نہ مارا سے جی بھر کر اپنے مظلوم بابا سے پیار کرنے دے پتہ نہیں دوبارہ قبر پر آ سکتی ہے کہ نہیں۔

روایت نمبر 71

غم شبیرؑ میں زمین و آسمان کا چالیس چالیس دنوں تک گریہ کرنا' جو آنکھ دنیا میں حسینؑ پر روئے گی وہ آخرت میں ہر طرح کے غم' دکھ سے محفوظ رہے گی۔ کسی نے امام سجادؑ سے کہا کہ مولا آخر آپ کب تک روتے رہیں گے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا جب تک زندہ ہوں' اس طرح گریہ و ماتم کرتا رہوں گا بھلا کربلا و شام کے مصائب بھی بھلائے جا سکتے ہیں؟ امام سجادؑ اگر کسی جانور' پرندے کو ذبح ہوتا ہوا دیکھتے تھے تو بے ہوش ہو جاتے۔

مولانا عابد عسکری

ابن قولویہ سے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا یَازُرَادَةُ اِنَّ السَّمَاءَ قَدْ بَکَتْ عَلَی الْحُسَیْنِ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا بِالدَّمِ اے زرارہ جناب امام حسینؑ پر آسمان چالیس صبحوں تک خون کے آنسو روتا رہا وَاِنَّ الْاَرْضَ بَکَتْ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا بِالسَّوَادِ اور امام مظلومؑ پر سورج چالیس صبحوں تک سرخی اور کسوف کے ساتھ رویا وَاِنَّ الْجِبَالَ تَقَطَعَتْ وَاِنَّ الْبِحَارَ تَفَجَّرَتْ اور غم شبیرؑ میں پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور دریا جوش وخروش میں آ ئے۔

وَاِنَّ الْمَلاَ ئِکَةَ بَکَتْ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا عَلَی الْحُسَیْنِ اور آسمانی فرشتے بھی امام علیہ السلام پر چالیس صبحوں تک گریہ کرتے رہے وَمَا اخْتَضَبَتْ اِمْرَاةٌ وَلاَ اکْتَمَلَتْ حَتّٰی اَتَا نَارَاْسُ عُبَیْدِ اللّٰهِ ابْنِ زِیَادٍ زنان بنی ہاشم میں سے کسی بی بی نے خضاب کیا اور نہ سر میں تیل ڈالا اور نہ کنگھی کی جب تک کہ ابن زیاد کا نجس سر کاٹ کر ہمارے لیے نہ لائے اور ہمیشہ روتے تھے۔ جناب امام حسینؑ کے مصائب پر اے زراہ کوئی چشم محبوب تر نہیں ہے اور کوئی رونا پسندیدہ تر نہیں ہے اس چشم سے کہ جو امام حسینؑ پر روئی ہے۔

وَمَنْ بَکٰی عَلَی الْحُسَیْنِ فَاِنَّہٗ اَحْسَنَ بِالنَّبِیِّ وَفَاطِمَةَ اور جو امام حسینؑ پر روئے اس نے اور جناب رسولؐ خدا اور جناب فاطمہ زہراؑ پر احسان کیا ہے اور اس نے رو کر، ماتم کر کے، مجلس شبیر برپا کر کے ہمارا حق ادا کر دیا ہے۔

کُلَّ عَیْنٍ بَاکِیَةٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِلاَّ عَیْنٌ بَکَتْ عَلَی الْحُسَیْنِ فَاِنَّهَا ضَاحِکَةٌ مُسْتَبْشِرَةٌ بِنَعِیْمِ الْجَنَّةِ اے زرارہ! روز قیامت تمام لوگوں کی آنکھیں قیامت کے خوف سے رو رہی ہوں گی مگر وہ آنکھ جو امام حسینؑ پر روتی ہے وہ آنکھ خوش وخرم ہو گی اور اس کو بہشت کی نعمتوں کی خوشخبری دی جائے گی اور ہم اپنے جد

بزرگوار کے غم میں ہمیشہ روتے ہیں۔ میرے جد بزرگوار حضرت امام سجادؑ اپنے پدر بزرگوار کو یاد کرتے تھے اس قدر روتے تھے کہ آپؑ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی۔

وَ کُلُّ مَنْ رَاٰهُ بِهٰذَا الْحَالِ فَیَبْکِیْ لِبُکَائِهٖ اور جو امام سجادؑ کو اس بیقراری سے روتے دیکھتا تھا وہ بھی بے اختیار رونے لگتا تھا۔ مومنین کرام! رسم دنیا تو یہ ہے کہ جس کا عزیز مر جائے لوگ اسے دلاسا دیتے ہیں افسوس کہ امام زین العابدینؑ کو بہتر کی شہادت پر کسی ایک شخص نے بھی پرسا نہ دیا تھا۔ امام سجادؑ اپنے فرزند جناب امام محمد باقرؑ سے فرماتے تھے کہ ہمیں بے پالان اونٹوں پر بٹھا کر کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے ہائے افسوس کہ ہمارے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے اگر ہم میں سے کوئی روتا تو اسے نیزے مار مار کر چپ کرا دیا جاتا تھا۔

وَرَدَ فِی الْحَدِیْثِ اِنَّ عَلِیَّ ابْنَ الْحُسَیْنِ بَکٰی عَلٰی اَبِیْهِ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً روایت ہے کہ جناب امام سجادؑ اپنے مظلوم بابا کے غم میں چالیس برس روئے وَنُقِلَ اَنَّهٗ قِیْلَ لِعَلِیِّ ابْنِ الْحُسَیْنِ اِلٰی مَتٰی هٰذَا الْبُکَاءُ یَا مَوْلَانَا منقول ہے کہ کسی نے جناب امام سجادؑ سے پوچھا مولا! آپ کب تک روتے رہیں گے اب تو صبر کرو، تو آپؑ نے فرمایا یعقوب نبیؑ کے بارہ بیٹوں میں سے ایک بیٹا گم ہوا تھا تو یعقوب علیہ السلام اس بیٹے کے غم میں اتنا روئے کہ آپ کی آنکھیں بے نور ہو گئیں حالانکہ انھیں پتہ تھا کہ یوسفؑ زندہ ہیں۔ میں نے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے عزیزوں اور بابا کے جانثاروں کو قتل ہوتے ہوئے دیکھا اور شہادت کے بعد ان کے سروں کو جسموں سے جدا کر کے نوک سنان پر آویزاں کر کے شہر بہ شہر پھرایا گیا۔

فَوَاللّٰهِ لَا یَذْهَبُ حُزْنُهُمْ عَنْ قَلْبِیْ وَلَا شَخْصُهُمْ عَنْ عَیْنِیْ

وَلاَذِكُرُهُمْ عَنْ لِسَانِىْ حَتّٰى لَحِقَنِىَ اللّٰهُ بِهِمْ قسم ہے خدا کی کہ ان کا غم میرے دل سے دور نہ ہوگا اور ان کی گرم ریت پر پڑی ہوئی خون آلود لاشیں میں کبھی نہیں بھلا سکوں گا اور ان کا ذکر بروقت میری زبان پر جاری رہے گا یہاں تک میرا خدا مجھے ان سے ملا نہیں دیتا وَمَا وُضِعَ بَيْنَ يَدَيْهِ طَعَامٌ اِلاَّ وَبَكٰى بُكَاءً شَدِيْدًا حَتّٰى بَلَّ الطَّعَامُ مِنَ الدُّمُوْعِ اور جب بھی آپ کے سامنے کھانا رکھا گیا تو آپ اس قدر گریہ کرتے تھے کہ وہ کھانا آنسوؤں سے تر ہو جاتا۔ آخر ایک روز آپ کے ایک خادم نے کہہ ہی دیا کہ مولا آپ کب تک اس طرح روتے رہیں گے' بہتر یہ ہے کہ صبر کریں تو آپؑ نے فرمایا وَاللّٰهِ اِنِّىْ لَمْ اَذْكُرْ مَصْرَعَ بَنِىْ فَاطِمَةَ اِلاَّ خَنَقَتْنِىَ الْعَبْرَةُ اے شخص! خدا کی قسم جب میں اپنے بابا کے مصائب کو یاد کرتا ہوں تو پھر اپنے گریہ پر ضبط نہیں کر سکتا امام سجادؑ یہ کہہ کر روتے رہتے تھے وَاكُرْبَاهُ مِكَرْبِكَ يَا اَبْتَاهُ وَاَسَفَاهُ بِقَتْلِكَ يَا اَبْتَاهُ ہزار افسوس اور دکھ ہے آپ کے بھوکے پیاسے شہید ہونے پر۔ قُتِلَ ابْنُ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَطْشَانًا وَاَنَا اٰكُلُ الزَّادَ وَاَشْرَبُ الْمَاءَ ہزار افسوس کہ فرزند رسولؐ تو پیاسا ذبح کیا جائے اور میں پانی پیؤں اور کھانا کھاؤں؟ پس آپ تھوڑا سا کھاتے تھے اور رات بھر عبادت میں مشغول رہتے تھے اور دن کو روزہ رکھتے تھے' آپؑ نے یونہی چالیس سال گزار دیے اگر کسی جانور کو ذبح ہوتے ہوئے دیکھتے تھے تو اس قدر روتے تھے کہ بیہوش ہو جاتے تھے چنانچہ ایک روز آپؑ کہیں جا رہے تھے کہ آپ کی ایک قصاب پر نظر پڑی کہ ذبح کرنے کی غرض سے ایک گوسفند کو باندھ رہا ہے' حضرتؑ کھڑے ہو گئے اور فرمایا اے شخص! کیا کر رہا ہے؟ وہ بولا یا حضرتؑ خدا اور رسول کا حکم جاری کر رہا ہوں یہ سن کر آپؑ نے فرمایا آیا تو نے اس بے زبان کو آب و دانہ بھی دیا ہے یا نہیں اس نے عرض کی

مولا یہ ہم قصابوں کی عادت ہے کہ ہم جب بھی کوئی جانور ذبح کرتے ہیں پہلے اسے دانہ پانی دیتے ہیں اور بھوکا پیاسا ذبح نہیں کرتے یہ سن کر حضرت میں تاب ضبط نہ رہی بے اختیار رو کر فرمایا ارے لوگو! دیکھو تو سہی کہ ایک قصاب کسی جانور کو دانہ پانی دیے بغیر ذبح نہیں کرتا لیکن خدا لعنت کرے ان ظالموں پر کہ جنھوں نے میرے بابا کو عزیزوں اور ساتھیوں سمیت بھوکا پیاسا ذبح کیا اور اتنا بھی نہ سوچا کہ ہم کیا کر رہے ہیں اور کس کو قتل کر رہے ہیں' یہ فرما کر آپؑ اس شدت سے روئے کہ بیہوش ہو گئے اور لوگ امام علیہ السلام کو بڑی مشکل سے سہارا دے کر وہاں سے لائے۔

روایت نمبر
72
حضرت امام علی علیہ السلام کا یتیموں سے حسن سلوک، جناب مسلم بن عقیلؑ کے دو
صاحبزادوں کی شہادت کے بارے میں چند روایات۔
مولانا عابد عسکری

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَامِنْ قَوْمٍ نِ اجْتَمَعُوْا بِمَجْلِسٍ یَتْلُوْنَ فَضْلَنَا اَھْلَ الْبَیْتِ اِلَّا حَفَتْ بِھِمُ الْمَلاَ ئِکَۃُ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا جس مجلس میں ہم اہلبیتؑ کے فضائل یا مصائب بیان ہوں اور ان کے سننے کے لیے آدمی جمع ہوں تو ملائکہ ان کو اپنے احاطہ میں لے لیتے ہیں۔ وَغَشِیَتْھُمُ الرَّحْمَۃُ مِنَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ اور جب تک وہ اس مجلس میں بیٹھے رہتے ہیں رحمت خدا ان کے شامل حال رہتی ہے وَاسْتَغْفَرَتْ لَھُمُ الْمَلاَئِکَۃُ اِلٰی اَنْ یَتَفَرَّقُوْا اور فرشتے ان کے لیے خدا سے مغفرت طلب کرتے ہیں جب تک وہ مجلس ختم نہیں ہو جاتی۔

وَیُبَاھِیْ بِھِمُ اللّٰہُ فِی الْمَلاَ ءِ الْاَعْلٰی اور خدا ملاء اعلیٰ میں ان کے اس پسندیدہ عمل اور اچھے کام پر فخر کرتا ہے ابن ابی الحدید نے لکھا ہے کہ ایک رات جناب امیر المومنینؑ کہیں سے دولت خانہ کی طرف آ رہے تھے کہ ایک گھر کے نزدیک آتے دیکھا ایک بیوہ عورت چولھے پر پانی گرم کر رہی ہے اور اس کے بچے رو رو کر بے حال ہو چکے ہیں۔

سَئلَ عَنْھَا لِمَا یَبْکُوْنَ وَمَا تَصْنَعِیْنَ جناب امیرؑ ٹھہر گئے اور اس عورت سے پوچھا کہ تیرے بچے کیوں رو رہے ہیں اور تو کیا کر رہی ہے؟ اس نے کہا اے شخص! میں ایک بیوہ اور بے وارث عورت ہوں اور میرے بچے یتیم ہیں میرے پاس آج کچھ بھی نہیں ہے کہ انھیں کھلا سکوں اس وقت بھوک کی شدت کی وجہ سے ان بچوں کا برا حال ہے اور رو رہے ہیں میں نے ان کو بہلانے کے لیے خالی دیگچی میں پانی چولہے پر چڑھا دیا کہ یہ سمجھیں کہ کچھ کھانا پک رہا ہے اور اس امید میں سو جائیں اس ضعیفہ کی بات سن کر آپ بہت غمگین ہوئے آپ گھر میں آئے اور وہاں

سے جو کچھ آٹا ملا آپؑ نے وہ سب لے لیا اور اس ضعیفہ کے گھر میں آئے فرمایا اے اماں آپ بچوں کے لیے آٹا گوندیں اور میں پانی گرم کر کے کھانے کی کوئی چیز تیار کرتا ہوں ایک طرف آپ ماش کی دال پکاتے تھے دوسری طرف آپ بچوں کو دلاسہ دیتے تھے اور دونوں دست مبارک.اور دونوں گھٹنے زمین پر رکھ کر ان کے ساتھ دوڑتے تھے اور ان بچوں کو بہلاتے تھے یہاں تک کہ وہ بچے رونا بھول گئے جب کھانا تیار ہوا تو حضرت نے ان یتیموں کو کھانا کھلایا اور ضعیفہ سے فرمایا کہ تم بھی کھاؤ بعد ازاں دست مبارک آسمان کی طرف اٹھا کر یوں دعا کی کہ خداوندا ان بچوں کو کبھی بھوکا نہ رکھنا کہ یہ یتیم و بیکس ہیں۔ اس ضعیفہ نے پوچھا اے بزرگ آپ کون ہیں؟ آپ نے اسے اپنے بارے میں کچھ نہ بتایا اور واپس چلے آئے اور خود فاقہ سے رہے، جب صبح ہوئی تو اس نے عورت نے اپنی ایک ہمسایہ عورت سے ساری روئیداد بیان کی اس نے پوچھا کہ اس بزرگ کی شکل و صورت کیسی تھی اس نے تفصیل بتائی تو وہ بولی ارے وہ تو مولائے کائنات علی علیہ السلام تھے وہ ضعیفہ بہت روئی اور کہا افسوس میں نے اپنے آقا و مولا کو اتنی زیادہ زحمت دی ہے، مقام افسوس ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام کو یتیموں کے ساتھ یہ شفقت و محبت کریں لیکن ان کے یتیموں پر کسی نے رحم نہ کیا۔

چنانچہ امالی میں شیخ صدوقؒ نے لکھا ہے کہ جب حضرت امیر المومنینؑ کے دونوں نواسے یعنی جناب مسلمؑ کے صاحبزادے گرفتار ہو کر کوفہ میں ابن زیاد کے سامنے پیش کیے گئے اس بے دین اور ظالم شخص نے رحم کی بجائے داروغہ جیل کو بلا کر کہا کہ ان دونوں بچوں کو قید کر دو۔ **وَمِنْ طَيِّبِ الطَّعَامِ فَلاَ تُطْعِمْهُمَا وَمِنْ بَارِدِ الْماءِ فلاَ تَسْقِهِما** اور ان کو اچھا کھانا ہرگز نہ کھلانا اور ٹھنڈا پانی بھی نہ پلانا **فکَانَ**

الْغُلاَ مَانِ يَصُوْمَانِ النَّهَارَ فَاِذَا اَجَنَّهُمَا اللَّيْلُ اُتِيَا بِقُرْ صَيْنِ مِنْ شَعِيْرٍ وَكُوْزٍ مِنْ مَاءٍ یہ دونوں بچے دن کو روزہ رکھتے تھے شام کو دو روٹیاں جو اور ایک کوزہ پانی کا ان بچوں کے لیے لایا جاتا تھا۔

اس طرح پورا ایک سال گزر گیا چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی سے کہا۔ قَدْ طَالَ بِنَا مَكْثًا وَيُوْشَكُ اَنْ تُفْنِىَ اَعْمَارُنَا وَتُبْلَى اَبْدَانُنَا اے بھائی! ہم ایک مدت سے قید خانے میں ہیں یقین ہے کہ ہم اسی قید میں مر جائیں گے اور ہمارے بدن گھل جائیں گے پس آج داروغہ جیل کو قرابت رسولؐ کے بارے میں بتا دیتے ہیں چنانچہ جب رات ہوئی۔ اَقْبَلَ الشَّيْخُ بِقُرْصَيْنِ مِنْ شَعِيْرٍ وَكُوْزٍ مِنْ مَاءٍ حسب عادت وہ شخص دو روٹیاں اور ایک کوزہ پانی کا لے کر آیا چھوٹے شہزادے نے کہا اے شیخ! کیا تو حضرت محمد مصطفیؐ کو پہنچانتا ہے وہ بولا وَكَيْفَ لاَ اَعْرِفُهُ' وَهُوَ نَبِيٌّ وَشَفِيْعُ النَّاسِ میں کیوں نہیں جانتا وہ پیغمبر خدا' شفیع روز جزا ہیں پھر صاحبزادے نے کہا اَ تَعْرِفُ جَعْفَرًا آیا تو جعفرؓ طیار کو جانتا ہے اس نے کہا میں ان کو بھی جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں دو پَر عطا کیے ہیں کہ وہ جنت میں فرشتوں کے ساتھ پرواز کرتے ہیں پھر کہا۔ اے شیخ اَتَعْرِفُ عَلِیَّ اِبْنِ اَبِیْطَالِبٍؑ آیا تو علی مرتضیٰؑ کو جانتا ہے۔ قَالَ وَكَيْفَ لاَ اَعْرِفُ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ النَّبِیِّ وَاِمَامِیْ اس نے کہا میں ان کو کیوں نہ پہچانوں کہ وہ ابن عم رسول اور میرے امام ہیں' پس شہزادے نے کہا تو مسلم بن عقیل کو بھی جانتا ہے؟ کہا ہاں کیوں نہیں جانتا' وہ بھی پسر عم رسول ہیں اس وقت دونوں نے بیتاب ہو کر کہا اے شیخ نَحْنُ مِنْ عِتْرَةِ نَبِيِّكَ نَحْنُ مِنْ وَلْدِ مُسْلِمِ ابْنِ عَقِيْلٍ ہم تیرے پیغمبر کی عترت سے ہیں اور ہم مسلمؑ ابن عقیل کے یتیم ہیں قَدْ ضَيَّقْتَ عَلَيْنَا سُبْحَنًا فَمَالَكَ لاَ تَرْحَمُ صِغْرَ سِنِّنَا کہ تو نے ہم پر

قید سخت کر رکھی ہے تو ہم پر رحم کیوں نہیں کرتے جونہی اس نے یہ سنا۔ بَکٰی بُکَاءً شَدِیْدًا وَانْکَبَّ عَلٰی اَقْدَامِهِمَا یُقَبِّلُهُمَا وہ بڑی شدت سے رویا اور دوڑ کر پاؤں پر گر کر ان دونوں بچوں کے ہاتھ پاؤں چومنے لگا اور کہتا تھا میں آپ پر قربان ہو جاؤں وَاللّٰهِ لاَ اُرِیْدُ اَنْ یَکُوْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ خُصْمِیْ فِیْ یَوْمِ الْقِیامَة واللہ میں نہیں چاہتا کہ رسول خدا روز قیامت مجھ سے ناراض ہوں پس اے شہزادو حاکم جو چاہے مجھ سے کرے یہ قید خانے کا دروازہ کھلا ہے جدھر چاہو چلے جاؤ وَیَا حَبِیْبَیَّ سِیْرَا الْلَّیْلَ وَاکْمَنَا النَّهَارَ اے پیارے بچو! رات کو سفر کرنا دن کو چھپ کر آرام کرنا غرض وہ دونوں صاحبزادے اسی طرح چل پڑے رات بھر چلتے رہے جب صبح ہوئی تو ایک باغ میں جا کر ایک درخت پر چڑھ گئے۔ اِذْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَاِذَا بِجَارِیَةٍ قَدْ رَاٰتْهُمَا جب صبح ہوئی ایک کنیز باغ میں آئی اور انھیں دیکھا تو پوچھنے لگی کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو؟ جب ان دونوں بچوں نے اپنے بارے میں بتایا بَکَتْ لَحَالِهِمَا تو ان کی مظلومیت پر روئی پھر دلاسا دیا اور کہا کہ تم میرے ساتھ چلو کہ میری مالکہ تمہاری ماننے والی ہے' غرض وہ عورت ان دونوں بچوں کو اپنے ساتھ لے آئی اور اپنی مالکہ کو بتایا وہ نیک بخت عورت سنتے ہی ننگے پاؤں دوڑی وَقَالَتْ لَهُمَا اُدْخُلاَ عَلَیَّ بِالرَّحْبِ وَالسَّعَةِ اور بولی اے صاحبزادو! گھر میں تشریف لے چلو میری خوش نصیبی کہ فرزند رسولؐ میرے مہمان ہوں۔

یہ کہہ کر اس نے ایک کمرہ خالی کر دیا اس میں بستر بچھائے ثُمَّ اَتَتْهُمْ بِطَعَامٍ فَاَکَلاَ وَشَرِبَا پھر جو کچھ اس کے گھر میں موجود تھا وہ کھانے کے لیے لے آئی سبحان مسلمؑ نے کھانا کھایا اور پانی پیا اور بستر پر سو گئے چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی سے کہا۔ یَا اَخِیْ قَدْ اَمِنَّا لَیْلَتَنَا هٰذِهٖ اے بھائی! آج کی رات ہمیں سکون' ملا

ہے۔ فَتَعَالِ حَتّٰی اُعَانِقَکَ قَبْلَ اَنْ یُفَرِّقَ الْمَوْتُ بَیْنَنَا کہ میرے قریب آؤ میں
آپ کو گلے سے لگا لوں قبل اس کے کہ موت تمھارے اور میرے درمیان جدائی ڈال
دے۔ فَاعْتَنَقَا وَنَامَا پس وہ دونوں شہزادے ایک دوسرے سے بغل گیر ہو کر سو گئے
تھوڑا وقت گزرا تھا۔ اَقْبَلَ خَتَنَ الْعَجُوْزِ وَقَرَعَ الْبَابَ کہ اس بڑھیا کا داماد آیا اور
اس نے دق الباب کیا اس مومنہ نے کہا کہ تو کون ہے؟ بولا میں صاحب خانہ
ہوں۔ قَالَتْ لَیْسَ لَکَ هٰذَا بِوَقْتٍ وہ بولی یہ وقت تیرے آنے کا نہیں تھا آج
کیوں آیا وہ بولا کہ جلد دروازہ کھول میرے ہوش و حواس منتشر ہیں ایک بہت بڑا
واقعہ ہو گیا ہے۔ وہ بولی خیر تو ہے قَالَ هَرَبَ الْغُلاَمَانِ مِنَ السِّجْنِ فَنَادَی
الْاَمِیْرُ فِی عَسْکَرِهٖ مَنْ جَاءَ بِرَاْسَیْهِمَا فَلَهٗ اَلْفَ دِرْهَمٍ بولا کہ دو بچے قید خانے
سے بھاگے ہیں ابن زیاد نے اعلان کیا ہے کہ جو ان کے سر لائے گا اسے دو ہزار
درہم دوں گا میں نے اپنے آپ کو اور گھوڑے کو بہت مشقت میں ڈالا لیکن ان بچوں
کا کہیں نام و نشان نہیں ملا غرض وہ لعین گھر میں آیا اور کھانا کھا کر سونے لگا ابھی
اسے نیند نہ آئی تھی کہ دوسرے کمرے سے سانس لینے کی آواز آئی اس نے اپنی
زوجہ سے پوچھا کہ یہ کس کی آواز آ رہی ہے اس نیک بخت نے کچھ جواب نہ دیا۔
وَاِذَا بِاَحَدِ الْوَلَدَیْنِ قَدِانْتَبَهَ ناگاہ ایک شہزادہ چونک کر اٹھ بیٹھا۔ فَقَالَ لِاَخِیْهِ
اِجْلِسْ فَاِنَّ هَلاَکَنَا قَدْ قَرُبَ دوسرے بھائی کو جگا کر بولا اے بھائی کیا سوتے ہو
اٹھو کہ ہماری موت عنقریب آنے والی ہے اس شہزادے نے چونک کر کہا کہ اے
بھائی آپ نے کیا دیکھا ہے۔ قَالَ بَیْنَمَا اَنَا نَائِمٌ وَاِذَا بِاَبِیْ وَاقِفٌ عِنْدِیْ کہا میں
نے خواب میں دیکھا کہ میرے پاس بابا جان کھڑے ہیں۔ وَاِذَا بِالنَّبِیِّ وَعَلِیٍّ
وَفَاطِمَةُ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ کہ یکایک میرے بابا کے پاس جناب رسول خداؐ

علی مرتضیٰؑ فاطمۃ زہراؑ حسنؑ و حسینؑ تشریف لاتے ہیں اور میرے بابا سے فرماتے ہیں۔ مَالَکَ تَرَکْتُ اَوْلَادَکَ بَیْنَ الْمَلاَعِیْنِ اے مسلمؑ! آپ کس طرح اپنے بچوں کو دشمنوں میں چھوڑ کر آئے ہیں۔ فَقَالَ اَبُوْنَا هُمَا بِاَثْرِیْ قَارِبِیْنَ بابا نے عرض کی کہ وہ آج کی شب میرے پاس آنے والے ہیں' یہ سن کر دوسرے بھائی! نے کہا اے بھائی میں نے خواب میں دیکھا ہے فَاعْتَنَقَا وَبَکَیَا دونوں بچے گلے مل کر خوب روئے جب اس لعین نے یہ سنا تو اٹھ کر دیوار پکڑتا ہوا اس کمرے میں آیا۔

حَتّٰی وَقَعَتْ یَدَهُ عَلٰی جَنْبِ الْغُلاَمِ الصَّغِیْرِ یہاں تک اس کا ہاتھ چھوٹے بچے کے پہلو پر لگا فقال من انت وہ شہزادے ڈر کر بولے کہ تو کون ہے؟ وہ لعین بولا میں اس گھر کا مالک ہوں۔ فَمَنْ اَنْتُمَا تم کون ہو؟ وہ دونوں بولے کہ اے شیخ اگر ہم تجھے اپنے بارے میں بتا دیں تو ہمیں امان دے دے گا قال نَعَمْ ہاں میں امان دوں گا' دونوں بولے یَاشَیْخُ نَحْنُ مِنْ عِتْرَةِ نَبِیِّکَ هَرَبْنَا مِنَ السِّجْنِ اے شیخ ہم تیرے نبیؐ کی عترت میں قید خانے سے بھاگ کر اپنی جان بچانے کے لیے تیرے گھر میں پناہ لی ہے وہ شقی بولا مِنَ الْمَوْتِ هَرَبْتُمَا وَاِلَی الْمَوْتِ وَقَعْتُمَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَظْفَرَنِیْ بِکُمَا جان کے خوف سے بھاگے ہو آخر موت کے پھندے میں پھنس گئے ہو خدا کا شکر کہ تم میرے ہاتھ لگے ہو۔

ثُمَّ اِنَّهُ لَطَمَ الْاَکْبَرَ لَطْمَةً اَکَبَّهُ عَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ پھر اس ظالم نے بڑے بھائی کو اس زور سے طمانچہ مارا کہ وہ منہ کے بل زمین پر گر پڑا۔ ثُمَّ اِنَّهُ کَتَفَهُ کِتْفًا وَشِیْقًا پھر اس شقی نے اس سے اس کے بازو باندھ لیے وَجَاءَ اِلَی الْاٰخَرِ فَضَرَبَهُ ضَرْبَةً اَشَدَّ مِنْهُ حَتّٰی خَرَ عَلٰی وَجْهِهٖ پھر اس نے چھوٹے بچے کو اس سے بھی زیادہ زور سے طمانچہ مارا کہ وہ بھی منہ کے بل گر پڑا۔

ثُمَّ اِنَّہ' کَتَفَہٗ کِتفًا وَشِیقًا پھر اس کے بازو بھی باندھ لیے وہ دونوں شہزادے رو کر کہنے لگے کہ اے شیخ! تیری زوجہ نے ہمیں مہمان کیا اور تو نے ہمارے ساتھ یہ سلوک کیا اَمَا تُخَافُ اللّٰہُ آیا تو خدا کا خوف نہیں کرتا اے تُرَاعِی قُربِنَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ کیا تو قرابت رسول کا بھی خیال نہیں رکھتا اس سنگدل انسان نے کچھ خیال نہ کیا اور ان دونوں بچوں کو کھینچتا ہوا باہر لے آیا۔ وَبَقِیَا مُکْتَفَیْنَ اِلَی الْفَجْرِ وَھُمَا یَبْکِیَان رات بھر وہ معصوم شہزادے کھڑے رہے' جب صبح ہوئی تو وہ ملعون ان دونوں بچوں کو پکڑ کر قتل کرنے کی نیت سے نہر کی طرف لے کر جانے لگا تو اس کی زوجہ بیٹا اور غلام نے اسے بار بار سمجھایا لیکن اس نے کچھ نہ سنا جب فرات پر پہنچا تو تلوار کھینچی فَمَانَعَتْہُ زَوْجَتُہ' فَزَعِقَ عَلَیْھَا حَتّٰی طَارَعَقْلُھَا اس کی زوجہ مانع ہوئی اس ظالم نے تلوار اپنی زوجہ کو ماری کہ بے ہوش ہوگئی پھر غلام کو تلوار ماری کہ جا کر ان دونوں بچوں کو قتل کرے جب وہ قریب آیا ایک شہزادہ بولا یَااَسْوَدُ مَااَشْبَہَ سَوَادُکَ بِسَوَادِ بِلاَ لِ اے اسود تیری شکل وصورت بلال سے کس قدر مشابہ ہے وہ بولا اے بچے! تم کون ہو؟ وہ بولے کہ ہم مسلمؑ کے یتیم ہیں' ہم تیرے رسولؐ کی عترت ہیں جب اس نے یہ سنا تو قدموں پر گر پڑا اور قدم چوم کر بولا اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ رسولؐ خدا میرے دشمن ہوں یہ کہہ کر فرات کے پار چلا گیا وہ لعین پکارا کہ اے غلام تو نے میری نافرمانی کی وہ بولا کہ میں نے خدا کی اطاعت کی اگرچہ تیری نافرمانی کی پھر بیٹے سے بولا تو جا کر ان دونوں بچوں کو قتل کر جب وہ قریب پہنچا تو دونوں شہزادے بولے یَا شَابُّ اَنَا تَرْحَمُ عَلٰی شَبَابِکَ ھٰذَا مِنْ نَارِ جَھَنَّمَ اے جوان تو اپنی جوانی پر رحم نہیں کرتا کہ تو اس جوانی کے ساتھ جہنم میں داخل ہو' وہ بولا تم کون ہو قَالاَ نَحْنُ مِنْ عِتْرَۃِ نَبِیِّکَ دونوں شہزادوں نے کہا کہ ہم تیرے نبیؐ

کی عترت ہیں تیرے باپ نے ہمارے ناحق قتل کا ارادہ کیا ہے۔

وہ بھی پاؤں پر گر پڑا اور پھر فرات کے پار چلا گیا۔ اس کے باپ نے پکار کر کہا کہ تو نے میری نافرمانی کی ہے۔ وہ نوجوان بولا میں نے خدا کی تو اطاعت کی ہے تیری نافرمانی ہوئی تو کیا ہوا وہ غصے سے بولا وَاللّٰہِ مَایَتَوَلّٰی قَتْلَکُمَا غَیْرِیْ خدا کی قسم میرے سوا تمھیں اور کوئی قتل نہ کرے گا۔

یہ کہہ کر وہ تلوار لے آیا اس کا بیٹا اس کے پاس واپس آیا اور کہا کہ خدا را ان دو معصوم بچوں کو قتل نہ کر اس سنگدل نے پہلے اپنے بیٹے ہی کو تلوار ماری کہ وہ شہید ہو گیا پھر وہ ان یتیموں کے پاس آیا جب انھوں نے دیکھا تو بے اختیار رونے لگے اور بولے یَا شَیْخُ اِذْھَبْ بِنَا حَیَّیْنِ اِلٰی ابْنِ زِیَادٍ لِیَصْنَعَ مَایُرِیْدُ اے شیخ! تو ہمیں زندہ ابن زیاد کے پاس لے چل جو چاہے وہ ہمارے بارے میں کرے۔

فَقَالَ لَیْسَ لَکُمَا مِنْ سَبِیْلٍ وہ لعین بولا یہ ہرگز نہ ہوگا پھر بولے اِنْ کَانَ مُرَادُکَ اَخْذَ الْمَالِ فَبِعْنَا فِیْ السُّوْقِ وَانْتَفِعْ بِاَثْمَانِنَا اے شیخ! اگر تیری مراد حصول مال ہے تو ہمیں بازار میں بیچ دے اور ہمیں قتل نہ کر' وہ بولا یہ بھی نہ ہوگا پھر انھوں نے کہا یا شیخ اَمَا تَرْحَمُ صِغْرَ سِنِّنَا اے شیخ! ہماری یتیمی اور کم سنی پر بھی تو رحم نہیں کرتا وہ لعین بولا کہ خدا نے تمھارے لیے میرے دل میں رحم خلق نہیں کیا۔ فَقَالَا دَعْنَا لِنُصَلِّی پس ناچار ہو کر بولے کہ اگر تو قتل ہی کرنا چاہتا ہے تو ہمیں چھوڑ دے کہ ہم نماز پڑھ لیں۔ وہ بولا اگر تمھیں نماز بچا سکتی ہے تو بیشک پڑھ لو۔ چنانچہ ان دونوں بھائیوں نے وضو کر کے چار رکعت نماز پڑھ کر اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور یوں دعا کرنے لگے۔ یَا عَدْلُ یَا حَکِیْمُ اُحْکُمْ بَیْنَنَا وَبَیْنَہٗ بِالْحَقِّ اے خداوند عادل' اے حاکم' ہمارے اور ہمارے قاتل کے درمیان فیصلہ کر فَعِنْدَ ذٰلِکَ

تَقَدَّمَ اللَّعِينُ اِلَی الْاَکْبَرِ وَضَرَبَ عُنُقَه' فَسَقَطَ اِلَی الْاَرْضِ وَتُحَوَّزَ بِدَمِهِ ابھی وہ دونوں یتیم دعا سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ وہ سنگدل آگے بڑھا اور بڑے بھائی کی گردن پر ایک تلوار زور سے لگائی کہ اس کا سر اقدس کٹ کر گر پڑا اور جسم مبارک خون میں لت پت ہو گیا۔

فَصَاحَ اَخُوْهُ وَجَعَلَ یَتَمَرَّغُ فِیْ دَمِهِ چھوٹے بھائی نے یہ حال دیکھ کر چیخ ماری اور بھائی کے خون میں لوٹنے لگا اور کہتا تھا۔

وَاَخَاهُ وَقِلَّةَ نَاصِرَاهُ افسوس اے بھائی! مجھے اکیلا چھوڑ گئے' افسوس ہمارا کوئی مددگار نہیں ہے اپنے بھائی کا خون لے کر اپنے منہ پر ملتا تھا اور کہتا تھا هٰکَذَا اَلْقَی اللّٰهَ وَرَسُوْلَه' میں اسی حالت میں خدا اور رسولؐ خدا سے ملاقات کروں گا ثُمَّ ضَرَبَ اللَّعِیْنَ عُنُقَه' پھر اس بے رحم نے چھوٹے بھائی کو بھی تلوار ماری اور اس کا سر اقدس بھی بدن سے جدا ہو گیا۔

وَوَضَعَ رَاسَیْهِمَا فِی الْمِخْلاَتِ وَرَمٰی بِاَبْدَانِهِمَا فِی الْفُرَاتِ اور اس لعین نے ان دونوں بچوں کے سروں کو کپڑے میں باندھ کر رکھ لیا اور جسموں کو فرات کے حوالے کر دیا۔ فَاعْتَنَقَا وَغَاصَا فِی الْمَاءِ وہ دونوں بھائی آپس میں بغل گیر ہو کر دریائے رحمت الٰہی میں غوطہ زن ہو گئے۔

اس شقی نے وہ گٹھڑی لے کر ابن زیاد کے سامنے رکھ دی۔ فَلَمَّا نَظَرَ اِلَیْهِمَا قَامَ ثُمَّ قَعَدَ وَفَعَلَ ذٰلِکَ ثَلاَ ثًا جب ابن زیاد نے ان سروں کو دیکھا تو تین مرتبہ تعظیم کو اٹھا اور بیٹھا پس بولا کہ انھیں کیوں قتل کیا؟ وہ بولا مال کے لیے ابن زیاد نے پوچھا کہ انھوں نے قتل کے وقت کچھ کہا بھی تھا۔ وہ شقی بولا ہاں کہا تھا کہ ہمیں ابن زیاد کے پاس لے چل وہ ہمارے حق میں جو چاہے کرے مگر میں نے

قبول نہ کیا تو پھر کہنے لگے کہ ہمیں بازار میں چل کر بیچ دے' میں نے یہ بھی قبول نہ کیا تو پھر بولے کہ اے شیخ! تجھے ہماری کم سنی پر رحم نہیں آتا تو میں نے جواب دیا کہ خدا نے تمھارے لیے میرے دل میں رحم ہی پیدا نہیں کیا۔ ابن زیاد بولا اگر تو انھیں زندہ لاتا تو تجھے بہت انعام دیتا پھر غصہ ہو کر وہاں پر موجود ایک شخص سے کہا کہ اسے لے جا اور جہاں پر شہزادے قتل ہوئے ہیں اس کو بھی وہیں پر قتل کر دے اور یہ دونوں سر دریا میں ڈال دے پس وہ شخص محبّ اہلبیتؑ تھا اور اس نے فرزندانِ مسلم کے قاتل کو پکڑا اور اسے دریا کی طرف لے کر چلا اور کہتا تھا کہ خدا کی قسم اگر ابن زیاد مجھے اپنی حکومت بھی دے دیتا تو مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی جب فرات پر لایا تو پہلے اس شقی کی آنکھیں نکالیں اور پھر کان کاٹے اور ہاتھ' پاؤں کو قلم کیا بعد ازاں اس کو واصل جہنم کیا' جب فارغ ہو چکا تو ان مقدس سروں کو چوم کر اور آنکھوں سے لگا کر دریا کے حوالے کر دیا۔

راوی کہتا ہے کہ ان شہزادوں کے بدن پانی سے نکلے اور سر ان جسموں سے مل گئے اس کے بعد وہ پانی کے اندر چلے گئے۔ فرزندان مسلم کے قاتل کا سر نوک نیزہ پر رکھ کر بازار میں لے آیا سب بچےؑ اس شقی کے سر کو ڈھیلے مارتے تھے اور اس کے منہ پر تھوک کر کہتے تھے ھذا قاتل ذریۃ الرسول کہ یہ لعین قاتل ہے آل رسول کا۔ لَعَنَةُ اللّٰهُ وَاَخزَاهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے اور اسے سخت ترین عذاب میں مبتلا کرے۔

روایت نمبر

73

حجر اسود کا امام سجادؑ کی امامت کی گواہی دینا' امام سجادؑ کا مسجد نبوی میں اعجاز امامت سے سنگریزوں کو موتیوں میں بدلنا' عبدالملک لعین کا امام سجاد کو گرفتار کر کے دوبارہ شام میں روانہ کرنا۔

سفر شام میں جناب سیدہ زینبؑ کی شہادت۔

مولانا عابد عسکری

فِی الْخَرَائِجِ الْجَرَائِحِ رُوِیَ عَنْ اَبِی الْخَالِدِ الْکَاهِلِیْ قَالَ دَعَانِیْ مُحَمَّدُ ابْنُ الْحَنْفِیَّةُ بَعْدُ قَتْلِ الْحُسَیْنِ اِلٰی الْمَدِیْنَةِ وَکُنَّا بِمَکَّةَ کتاب خرائج الجرائح میں ابو خالد کاہلی نے روایت کی ہے کہ شہادت امام حسینؑ کے بعد جب امام زین العابدین شام سے مدینہ آئے اور مجھے محمد ابن حنفیہ نے بلوایا اس وقت ہم مکہ میں تھے۔ فَقَالَ سِرْاِلٰی عَلِیِّ ابْنِ الْحُسَیْنِ وَقُلْ لَه' اَنَا اَکْبَرَ وُلْدِ اَمِیْرُ الْمُوْمِنِیْنَ بَعْدَ اَخْوَیَ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ محمد بن حنفیہ نے مجھ سے کہا کہ تم جناب سید سجادؑ کے پاس جاؤ اور میری طرف سے ان سے کہو کہ میں حسنؑ و حسینؑ کے بعد امیر المومنینؑ کا بڑا بیٹا ہوں۔ وَاَنَا اَحَقَّ بِعَهْدِ الْاَمْرِ مِنْکَ اور میں آپ سے امامت کے لیے زیادہ سزاوار ہوں۔ فَیَنْبَغِیْ اَنْ تُسَلِّمَهُ اِلَیَّ وَاِنْ شِئْتَ فَاَخْتَرِ حُکْمًا نَتَحَاکَمُ اِلَیْهِ پس آپ کو چاہیے کہ امر امامت میرے سپرد کر دو اور اگر چاہو تو کوئی ثالث بھی مقرر کر سکتے ہیں میں نے محمد بن حنفیہ کا پیغام امام علیہ السلام کی خدمت میں پہنچایا فَقَالَ ارْجِعْ وَقُلْ لَه' یہ سن کر امام علیہ السلام نے فرمایا تم واپس جاؤ اور میری طرف سے ان سے کہہ دو یَا عَمِّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَدَّعِ مَالَمْ یَجْعَلِ اللّٰهُ لَکَ اے چچا خدا سے ڈرو اور وہ چیز طلب نہ کرو کہ خدا نے وہ تمھارے لیے مقرر نہیں کی۔ وَاِنْ اَبَیْتَ فَبَیْنِیْ وَبَیْنَکَ الْحَجَرُ الْاَسْوَدُ اگر آپ انکار کریں تو آپ اور مجھ میں حجر الاسود فیصلہ کرے گا۔

فَاِنَّ مَنْ لَمْ یَشْهَدُ لَهُ الْحَجَرَ الْاَسْوَدُ فَهُوَ الْاِمَامَ پس جس کے لیے حجر اسود گواہی دے وہ امام ہے میں نے محمد بن حنفیہ کو امام علیہ السلام کا پیغام پہنچایا فَقَالَ قُلْ لَه' اَلْقَاکَ محمد بن حنفیہ نے کہا کہ ان سے جا کر کہو کہ میں بہت جلد آپ سے ملاقات کروں گا راوی کہتا ہے جب امام زین العابدینؑ تشریف لائے اور خانہ

کعبہ کی طرف چلے میں محمد حنفیہ کے ساتھ تھا ہم بھی چلے یہاں تک ہم حجر اسود کے قریب پہنچے فَقَالَ عَلِیُّ ابْنُ الْحُسَیْنِ تَقَدَّمْ یَا عَمِّ فَاِنَّکَ اَسَنُّ فَاسْئَلْهُ الشَّهَادَةَ لَکَ جناب امام زین العابدینؑ نے فرمایا اے چچا! آپ بزرگ ہیں اس لیے سب سے پہلے حجر اسود سے گواہی طلب کریں۔ فَتَقَدَّمَ مُحَمَّدٌ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ وَدَعَا بِدَعْوَاتٍ ثُمَّ سَالَ الْحَجَرَ بَاالشَّهَادَةِ لَه‘ اِنْ کَانَتْ بِالْاِ مَامَةِ لَهٗ فَلَمْ یُجِبْهُ بِشَیْءٍ چنانچہ محمد بن حنفیہ نے دو رکعت نماز پڑھی اور دعا کی پھر حجر اسود سے سوال کیا کہ اگر میں امام برحق ہوں تو اے حجر اسودتو میری امامت کی گواہی دے پس حجر اسود سے کچھ آواز نہ آئی ثُمَّ قَامَ عَلِیُّ ابْنُ الْحُسَیْنُ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ قَالَ اَیُّهَا الْحَجَرُ الَّذِیْ جَعَلَکَ اللّٰهُ تَعَالٰی شَاهِدًا لِمَنْ یُوَافِیْ بَیْتَه‘ الْحَرَامَ مِنْ وُفُوْدِ عِبَادِهٖ امام زین العابدین اٹھے اور دو رکعت نماز پڑھی پھر فرمایا اے حجر اسود کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے گواہ بنایا اس شخص کے لیے جو خانہ کعبہ میں آیا ہے اور یہاں اترا ہے۔ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اِنِّیْ صَاحِبُ الْاَمْرِ وَاِنِّیْ الْاِ مَامُ الْمُفْتَرَضُ الطَّاعَةِ عَلٰی جَمِیْعِ عِبَادِهٖ اللّٰهِ فَاشْهَدْلِیْ لِیَعْلَمَ عَمِّیْ اَنَّه‘ لَاحَقَّ لَهٗ فِی الْاِمَامَةِ اے حجر اسود اگر تو جانتا ہے کہ میں صاحب حکم اور میں امام واجب الاطاعت ہوں پس میری گواہی دے تا کہ میرے چچا جان کو پتہ چل جائے کہ امامت میں ان کا حق نہیں ہے۔

فَانْطَلَقَ اللّٰهُ الْحَجَرَ بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُبِیْنٍ فَقَالَ اللہ تعالیٰ نے حجر اسود کو نطق عطا فرمایا چنانچہ حجر اسود نے فصیح عربی زبان میں کہا۔ یَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیٍّ سَلِّمْ اِلٰی عَلِیِّ بِنِ الْحُسَیْنِ الْاَمْرَ اے محمد ابن علیؑ آپ کو چاہیے کہ امام علی بن الحسینؑ کی امامت کوتسلیم کرلیں۔ فَاِنَّه‘ مُفْتَرَضُ الطَّاعَةِ عَلَیْکَ وَعَلٰی جَمِیْعِ عِبَادِ اللّٰهِ دُوْنَکَ وَدُوْنَ الْخَلْقِ اَجْمَعِیْنَ جناب امام زین العابدینؑ واجب الاطاعت ہیں

آپ اور سب بندگان پر۔ فَقَبَّلَ مُحَمَّدُ ابْنُ حَنَفِيَّۃ رِجْلَه' وَقَالَ الْاَمْرُکَ جناب محمد بن حنفیہ نے حضرتؑ کے پاؤں چومے اور کہا امامت آپ ہی کے لیے ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ حجر اسود نے یہ کہا یَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَلِیٍّ اِنَّ عَلِیَّ ابْنَ الْحُسَیْنِ حُجَّۃَ اللّٰہِ عَلَیْکَ وَعَلٰی جَمِیْعِ مَنْ فِی الْاَرْضِ وَمَنْ فِی السَّمَاءِ مُفْتَرِضُ الطَّاعَۃِ فَاسْمَعْ لَه' وَاطِعْ اے محمد بن علی کہ علی ابن حسینؑ آپؑ پر اور سب اہل زمین و اہل آسمان کے امام ہیں اور سب پر ان کی اطاعت کرنا واجب ہے لہٰذا آپ بھی ان کی پیروی کریں۔

فَقَالَ مُحَمَّدٌ سَمْعًا وَطَاعَۃً یَا حُجَّۃَ اللّٰہِ فِی اَرْضِہٖ وَسَمَائِہٖ محمد بن حنفیہ نے کہا بسر چشم اے حجت خدا (زمین و آسمان پر) میں اطاعت کروں گا وَقِیْلَ اِنَّ ابْنَ الْحَنَفِیَّۃَ اِنَّمَا فَعَلَ ذٰلِکَ اِزَاحَۃُ الشُّکُوْکِ فِی ذٰلِکَ اور بعض مؤرخین نے کہا ہے کہ یہ کام جناب محمد بن حنفیہ نے شکوک و شبہات کو دفع کرنے کے لیے کیا تھا کہ کسی کو امام زین العابدینؑ کی امامت میں شک باقی نہ رہے اور اسی کتاب میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے قَالَ کَانَ عَبْدُ الْمَلِکِ ابْنِ مَرْوَانَ یَطُوْفُ بِالْبَیْتِ وَعَلِیَّ ابْنِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِمَا السَّلاَمُ یَطُوْفُ بَیْنَ یَدَیْہِ فَلاَ یَلْتَفِتُ اِلَیْہِ وَلَمْ یَکُنْ عَبْدُ الْمَلِکَ یَعْرِفُه' بِوَجْہِہٖ حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ عبدالملک بن مروان خانہ کعبہ کے طواف میں مشغول تھا اور جناب امام سجادؑ بھی اس کے سامنے طواف میں مشغول تھے اور آپؑ نے عبدالملک کی طرف توجہ نہ دی اور عبدالملک بھی حضرت کو نہ پہنچانتا تھا چنانچہ عبدالملک بولا یہ نوجوان کون ہے اور میرے سامنے پھر رہا ہے اور میری طرف دھیان بھی نہیں دیتا۔ فَقَالَ لَه' ھٰذَا عَلِیُّ ابْنُ الْحُسَیْنِ کسی نے کہا یہ علی ابن حسینؑ ہیں۔ فَجَلَسَ مَکَانَه' وَقَالَ رُدُّوْہُ اِلَیَّ

فرِدُّوهُ پس وہ وہیں بیٹھ گیا اور کہا ان کو میرے پاس لے آؤ۔ امام علیہ السلام عبدالملک کے پاس آئے فَقَالَ لَهُ یَا عَلِیُّ ابْنُ الْحُسَیْنِ اِنِّیْ لَسْتُ قَاتِلَ اَبِیْکَ فَمَا یَمْنَعُکَ مِنَ الْمَصِیْرِ اِلَیَّ عبدالملک نے امام سجادؑ سے کہا کہ میں آپ کے پدر بزرگوار کا قاتل نہیں ہوں پھر کیا وجہ ہے کہ آپ میرے پاس نہیں آئے؟ فَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِنَّ قَاتِلَ اَبِیْ اَفْسَدَبِهَا فَعَلَهُ دُنْیَاهُ عَلَیْهِ وَاَفْسَدَ اَبِیْ عَلَیْهِ اٰخِرَتَهُ فَاِنْ اَحْبَبْتَ اَنْ تَکُوْنَ مِثْلَهُ فَکُنْ امام علیہ السلام نے فرمایا بیشک میرے بابا کے قاتل نے ان کو قتل کر کے صرف ان کو دنیاوی زندگی سے محروم کیا ہے لیکن میرے بابا کی شہادت نے میرے قاتل کی آخرت کو تباہ و برباد کر دیا ہے اگر تو چاہتا ہے کہ تو ان کی مانند ہو تو پھر جو جی میں آئے وہ کرو فَقَالَ کَلَّا وَلٰکِنْ صِرْ اِلَیْنَا لَتَنَالَ مِنْ دُنْیَاهُ عبدالملک بولا کہ معاذ اللہ میں آپ کے پدر بزرگوار کے قاتل کی مانند نہیں ہوں لیکن میری مراد یہ ہے کہ آپ ہمارے پاس آئیں تا کہ ہماری دولت سے آپؑ کو فائدہ پہنچے اور ہم آپ سے اچھا سلوک کریں۔

فَجَلَسَ زَیْنُ الْعَابِدِیْنَ وَبَسَطَ رِدَاءَهُ وَرَمٰی فِیْهِ کَفًّا مِنْ حُصَاةِ الْمَسْجِدِ وَقَالَ یہ سن کر امام سجادؑ زمین پر بیٹھ گئے اور عبائے مبارک کو پھیلا دیا اور مسجد کے سنگریزے اس میں ڈال دیے اور بارگاہ الٰہی میں عرض کی اَللّٰهُمَّ اَرِهِ حُرْمَةَ اَوْلِیَائِکَ عِنْدَکَ بارالٰہا تو اسے اپنے دوستوں کی عزت و حرمت جو تیرے نزدیک ہے دکھا دے فَاِذَا رِدَاءَهُ مَمْلُوْءٌ دُرًّا یَکَادُ شُعَعُهَا یَخْطَفُ الْاَبْصَارَ ناگاہ عبائے مبارک موتیوں سے بھر گئی ایسے موتی کہ ان کی چمک آنکھوں کو خیرہ کر دیتی تھی۔ فَقَالَ لَهُ مَنْ تَکُوْنَ هٰذِهٖ حُرْمَةٌ عِنْدَ رَبِّهٖ یَحْتَاجُ اِلٰی دُنْیَاکَ فرمایا اے عبدالملک جس کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ حرمت و عزت ہو وہ تیری دنیا کا محتاج ہے۔

ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ خُذْھَا فَمَالِیْ فِیْھَا حَاجَۃٌ پھر بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ خداوندا تیرے بندے علیؑ ابن حسینؑ کو اس کی کچھ احتیاج نہیں۔ آہ ایسے بزرگوار اور برگزیدہ ہستی کو کوفیوں اور شامیوں نے بے پلان اونٹ پر سوار کیا تھا ان کی گردن شریف میں ایسا بھاری طوق ڈالا تھا کہ آپ کے گلے سے خون جاری تھا حالانکہ آپ گوشہ نشین تھے دنیاوی وحکومتی معاملات میں دخل نہ دیتے تھے چونکہ آپ زہد وتقویٰ اور علم وعمل کے لحاظ سے سب سے افضل تھے اور خاندان رسالت کی مرکزی شخصیت ہونے کی وجہ سے عوام کا رخ انہی کی طرف ہوتا تھا اس لیے حکام وقت ان کی مقبولیت ومحبوبیت کو قطعی طور پر پسند نہ کرتے تھے۔

بعض معتبر راویوں نے روایت کی ہے کہ ہم تجارت کی غرض سے شام کی طرف جا رہے تھے اور ایک مقام پر پہنچے کہ وہ وہاں سے شام نو فرسخ دور تھا۔

فَرَاَیْتُ فِی الصَّحَرَاءِ حُجْرَۃً مِنْ جِیْنٍ فِیْھَا قَبْرَانِ مُقَدَّمًا وَمُؤَخَّرًا میں نے اس صحرا میں ایک کچا حجرہ بنا ہوا دیکھا کہ اس میں دو قبریں تھیں ایک آگے تھی اور ایک پیچھے تھی اور ایک شخص قبر مقدم پر قرآن مجید پڑھ رہا تھا ہم نے اسے سلام کر کے کہا اے شخص! ہمیں کچھ ان قبروں کے بارے میں بتایئے فَبَکَی الرَّجُلُ یہ سن کر وہ شخص رونے لگا۔ وَقَالَ ھٰذِہِ الْقَبْرُ الْمُقَدَّمُ قَبْرَ زَیْنَبُ بِنْتِ عَلِیٍّ وَالْمؤَخَّرُ قَبْرُ فِضَّۃُ جَارِیَۃَ الزَّھْرَاءِ اور بولا اے شخص! یہ جو پہلی قبر ہے یہ قبر زینب بنت علیؑ کی ہے اور دوسری قبر فضہ کنیز زہراؑ کی ہے۔ ہم نے کہا کہ ہمیں یہ تو بتایئے یہ یہاں پر دفن کیسے ہوئی ہیں یہ مقام کہاں اور دختر فاطمہؑ کہاں بَکَی الرَّجُلُ وقال وہ شخص اور زیادہ رونے لگا اور بولا۔ لَمَّا مَضَتْ بَعْدَ قَتْلِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ سِنَتَانِ فَصَاعِدًا جب قتل جناب امام حسینؑ کے بعد دو برس یا زیادہ

وقت گزر گیا اور یزید حاکم تھا اور اس کی طرف سے عبدالملک بن مروان حاکم تھا یہی عبدالملک کہ جس نے معجزۂ امام سجادؑ دیکھا تھا۔ فَكَتَبَ لِيَزِيْدَ مِنْ عَدَاوَةِ الْحُسَيْنِ۔

عبدالملک نے عداوت حسینؑ کی وجہ سے یزید کی طرف خط میں لکھا کہ اِنَّ عَلِيَّ ابْنَ الْحُسَيْنِ عَزَمَ لِلْخُرُوْجِ بِطَلَبِ دَمِ اَبِيْهِ الْحُسَيْنِ اے یزید! علی بن حسینؑ اپنے والد کے خون کا انتقام لینے کے لیے انقلاب لانا چاہتے ہیں۔ يَجْمَعُ النَّاسَ مُخْفِيًّا وَيُهَيِّئُ الْجُنُوْدَ وَالْعَسَاكِرَ لِحَرْبِكَ وہ لوگوں کو مخفی طور پر تیار کرتے رہتے ہیں کوئی پتہ نہیں کہ وہ کس وقت بھی تجھ پر حملہ کر دیں۔ یزید سخت غصے ہوا اور اس کو لکھا اُحْبِسْهُ بِنَفْسِهٖ دُوْنَ الْحَرَمِ وَالْاَطْفَالِ سید سجادؑ کو گرفتار کر کے انھیں جلد دمشق روانہ کر دے بچوں اور عورتوں کو اسیر نہ کرنا۔ فَقَيَّدَهٗ عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ مَرْوَانَ وَاَرْسَلَهٗ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلَى الشَّامِ عبدالملک لعین نے حضرت امام سجادؑ کو قید کر کے مدینہ سے شام کی طرف روانہ کر دیا۔ فَاَثْقَلَهٗ حَدِيْدًا بِالْغُلِّ وَالسَّلَاسِلِ فِيْ يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ اس شقی نے امام زین العابدینؑ کو گلے میں بھاری طوق پہنایا اور ہاتھ پاؤں میں زنجیریں پہنائیں اور بہت سے فوجی امامؑ کی نگرانی کے لیے ساتھ گئے۔ وَكَانَتْ فِيْ هٰذِهِ الْاَيَّامِ زَيْنَبُ بِنْتُ عَلِيٍّ مَرِيْضَةً اور ان دنوں میں جناب زینبؑ بیمار تھیں۔ لٰكِنَّهَا لَمَّا سَمِعَتْ رَحْلَهٗ اِلَى الشَّامِ وَحِيْدًا فَرِيْدًا بَكَتْ بُكَاءً عَظِيْمًا مگر جب جناب زینبؑ نے سنا کہ ان کا بھتیجا اور ان کے بھائی کی یاد سید سجادؑ اکیلے شام کی طرف جا رہے ہیں بہت روئیں اور بولیں۔

لَا اَخْذُكَ ذَيْلَهٗ عَنْ يَدَيَّ اَبَدًا میں اسیر کربلا کا دامن نہ چھوڑوں گی اور انھیں میں اکیلے نہ جانے دوں گی وَاَجِيْءُ بِهٖ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلَى الشَّامِ اور میں بھی

ان کے ساتھ مدینہ سے شام کی طرف جاؤں گی فَاَصَّرَتْ وَمَضَتْ بِهٖ مَعَ فِضَّةَ فِيْ هودجٍ عَلَى الْجَمَلِ بی بی نے اصرار کر کے سید سجادؑ کو راضی کیا۔ یہاں تک کہ فضہ کو ساتھ لے کر بی بی ایک کجاوہ پر سوار ہوئیں اور مورخین نے لکھا ہے کہ اہل مدینہ نے جناب سیدہؑ کو بہت روکا کہ بی بی آپ شام دوبارہ نہ جائیں جناب زینبؑ رونے لگیں اور فرمایا اے مدینہ کی عورتو! تم مجھے منع کرتی ہو تم نہیں دیکھتیں کہ میرا بھتیجا اکیلا جا رہا ہے کیا محبت تھی جناب زینبؑ کو اپنے بھائی حسینؑ سے کہ ان کی اولاد پر قربان ہوتی تھیں غرض سب سے رخصت ہوئیں اور ان کے ساتھ چلیں۔ فَلَمَّا بَلَغَ عَلِيُّ ابْنُ الْحُسَيْنِ مَعَهَا وَهٰذِهِ الصَّحْرَاءِ قَامَ يَوْمًا دَلَيْلاً جب جناب زین العابدینؑ اس صحرا میں پہنچے تو ایک رات اور دن یہاں قیام کیا۔ فَانْتَهَبَتْ زَيْنَبُ لِصَلٰوةِ الْفَجْرِ بَاكِيَةً جناب زینبؑ صبح کو روتی ہوئی نیند سے بیدار ہوئیں وقالت يابْنَ اَخِىْ فِدَاکَ رُوْحِىْ اِنِّىْ رَاَيْتُ فِىْ رُؤْيَاىَ اِنَّ اَخِى الْحُسَيْنِ الْمَظْلُوْمَ يَقُوْلُ اور بولیں اے بیٹا سجاد! پھوپھی تجھ پر قربان ہو جائے میں نے اپنے مظلوم بھائی حسینؑ کو دیکھا ہے کہ فرماتے ہیں يَا اُخْتِىْ زَيْنَبُ اِنِّىْ مُشْتَاقٌ لِلِقَائِکَ اے بہن زینبؑ میں آپ کی ملاقات کے لیے بیحد مشتاق ہوں وَعَزَّ عَلَيَّ فِرِيَاقُکِ فَعَجِّلِىْ لِاَنْ تَكُوْنِىْ عِنْدِىْ فِى هٰذِهِ اللَّيْلَةِ اور اے زینب! آپ کی جدائی حسینؑ پر بہت دشوار ہے پس جلد آیئے آج کا دن آپ ہمارے پاس ہوں گی کیا محبت تھی بہن بھائی میں۔ فَعَلِمْتُ يابْنَ اَخِىْ اِنَّ رِحْلَتِىْ فِى يَوْمِنَا هٰذَا مِنَ الدُّنيا.

مجھے یقین ہو گیا ہے کہ آج میں اس دنیا سے کوچ کر جاؤں گی اُوَدِّعُکَ الاٰن حفظکَ اللّٰهُ الرَّحْمٰنُ مِنْ جُنُوْدِ الشَّيْطَانِ اب میں تم سے وداع کرتی

ہوں خدا تمھیں لشکر شیطان کے شر سے محفوظ رکھے۔ فَبَکٰی عَلِیُّ ابْنُ الْحُسَیْنِ عَلٰی غُرْبَتِهَا بُکَاءً کَادَ یُفَرِّقُ رُوْحَه' عَنْ بَدَنِهٖ امام سجادؑ اپنی غربت و مظلومیت اور جناب سیدہؑ کی بیکسی پر اس قدر روئے کہ قریب تھا روح اقدس بدن شریف سے جدا ہو جائے وَقَالَ یا عَمَّتِیْ وَاللّٰهِ فِرَاتُکَ لِیْ اَعْظَمُ الْمَصَائِبِ اور فرمایا پھوپھی جان خدا کی قسم آپ کی جدائی میرے لیے سب سے بڑی مصیبت ہے۔ مگر آپ یہ خاطر جمع رکھیں کہ آپ کی تدفین کے بعد میں مدینے چلا جاؤں اور روضہ رسول ہی پر رہوں گا۔

جناب زینبؑ رو کر فضہ سے بولیں یَا فِضَّةُ اِنِّیْ ذَکَرْتُ فِیْ هٰذِهٖ الصَّحْرَاءِ شَجَرًا مُسَمًّی بِالتِّغْرِ هُوَ اَطْیَبُ الْاَشْجَارِ اے اماں فضہ! یاد ہے کہ اس جنگل میں ایک درخت ہے کہ اس کا نام تغر ہے اور اس کی خوشبو صندل کی طرح ہے۔ لمّا قَتَلُوْا اخی الْحُسَیْنُ وَنَصَبُوْا رَاْسَهٗ عَلَی الْقَنَا وَقَیَّدُوْنَا بِالظُّلْمِ والْعِنادِ جب ظالموں نے میرے بھائی حسینؑ کو قتل کیا تھا اور ان کے سر کو نیزہ پر آویزاں کیا تھا اور ہمیں قید کر کے شام کی طرف لے کر چلے تھے۔ فَنَزَلَ عَسْکَرُهُمْ فِیْ هٰذَا الْمَقام میں نے ایک نیزہ دار کو دیکھا تھا کہ جس کے نیزہ پر میرے مظلوم بھائی کا سر تھا۔ وَصَلَ الرُّمْحَ بِشَجَرِ التِّغْرِ اس نیزہ دار نے نوک نیزہ اس درخت سے ملا دی۔ فَحِیْنَئِنٍ کَانَ رَاْسُ عَلٰی غُصْنٍ مِنْ اَغْصَانِهٖ اس وقت امام حسینؑ کا سر مبارک اس درخت کی ایک شاخ پر تھا۔ یَجْرِیُ الدَّمُ مَنْ حَلْقِهٖ وَتَلٰی الْقُرْاٰنَ اس وقت میرے بھائی کے حلق سے خون بہہ رہا تھا اور وہ قرآن پڑھ رہے تھے۔

فَاطْلُبِیْ هٰذِهِ الشَّجَرَةَ لِیْ لَاَنْ اُوَدِّعَه' اے فضہ! اس درخت کو تلاش کرو تا کہ میں رخصت ہو لوں۔ بی بی فضہ نے اس درخت کو تلاش کیا اور آ کر بی بی

زینبؑ کی خدمت میں عرض کی اور بی بی انتہائی نقاہت اور ضعف کی حالت میں فخرجتْ عَنِ الْفُسطَاطِ وَاَتَتْ تَحتَ الشَّجرَةِ اور بی بی خیمہ سے نکل کر درخت کے نیچے آئیں اور اس سے لپٹ گئیں۔ وَتَبْکِیْ قَائِمَةً بِاَعْلٰی صَوْتِهَا اور سیدہ زینبؑ کھڑے ہو کر بلند آواز سے روتی تھیں اور بین کر کے کہتی تھیں۔ وَاَخَاهُ وَامظْلُوْمَاهُ وَاذَبِیْحَاهُ وَاَحُسَیْنَاهُ ہائے میرے مظلوم بھائی' ہائے میرے حسینؑ بھائی' ہائے میرے شہید بھائی۔

فَدَاکَ اُخْتُکَ هٰذِهٖ آپ پر تمھاری یہ بہن فدا ہو فَجَعَلَتْ تکرِّر هٰذا الْقَوْلَ بی بی بار بار اس جملہ کو دہراتی تھی وَکَانَ فِیْ قَرْبٍ مِنَ الشَجرِ بُسْتَانًا لِمُعَاوِیَةَ اور اس درخت کے قریب معاویہ کا باغ تھا وَمُنْتَظِمُ الْبُسْتَانِ کَانَ زبیربْن التّمِیْم الْمَلْعُوْن اس کا باغباں زبیر ابن تمیم ملعون تھا۔ فَلَمَّا سَمِعَ بُکَاءَ هَا خرج عَنِ الْبُسْتَانِ وَجَاءَ تَحْتَ الشَّجرَةِ وَکَانَ بِیَدِهٖ اَوْزَارًا مِنَ الْحَدِیْدِ لانْتظَامِ اَرْضِی الْبُسْتَانِ اس شقی نے جب جناب زینبؑ کے رونے کی آواز سنی تو باغ سے نکلا اور وہاں آیا اور اس کے ہاتھ میں زمین درست کرنے کے لیے لوہے کا بیلچہ تھا جب اس ملعون کو پتہ چلا کہ یہ جناب امام حسینؑ کی ہمشیرہ جناب زینبؑ ہیں۔

فضرَبَ الْمَلْعُوْنَ علٰی ظَهْرِهَا اس ملعون نے بغض اور دشمنی کی وجہ سے بہت زور سے بیلچہ بی بی کو مارا کہ آسمان ہل گیا۔ فَخَرَّتْ بِوَجْهِهَا مَغْشِیَّةً عَلَی الْاَرْض اور جناب زینبؑ منہ کے بل زمین پر گر پڑیں وَمَاتَتْ تَحْتَ الشَّجرَةِ شهیْدَةً اور ان کی روح اقدس بہشت بریں کی طرف پرواز کر گئی جناب امام زین العابدینؑ کا عجب حال ہوا اور اعجازِ امامت سے ہاتھ اور پاؤں زنجیروں سے نکالے اور جناب زینبؑ کی لاش اقدس کو خیمے لے گئے۔ جناب فضہ نے بی بی کو غسل دیا کفن

پہنایا اور امام سجادؑ نے نماز جنازہ پڑھ کر کائنات کی مظلوم ترین بی بی کو سپرد خاک کیا۔
اس کے بعد آپؑ مدینہ تشریف لے گئے اور جناب فضہ اپنی آقا زادی کی قبر سے جدا
نہ ہوئی حَتّٰی مَاتَتْ بَعْدَهَا فِیْ بَعْضِ السِّنِیْنَ یہاں تک کہ چند سالوں تک زندہ رہیں
جب آپ کی موت کا وقت قریب آیا تو آپؑ نے وصیت کی کہ مجھے جناب سیدہ زینبؑ
کے قدموں میں دفن کیا جائے چنانچہ جب انھوں نے انتقال کیا تو ان کی قبر جناب
زینبؑ کے قدموں کے پاس بنائی گئی راوی کہتا ہے کہ میں جس بستی میں رہتا ہوں
یہاں سے بہت نزدیک ہے یہ سب کچھ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ میں جب
بھی کسی کے سامنے یہ واقعہ بیان کرتا تھا تو وہ سن کر دھاڑیں مار کر روتا تھا۔

روایت نمبر 74
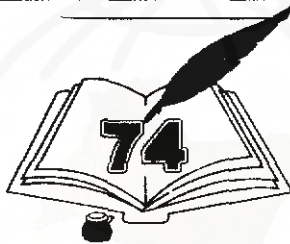
مومن جب قبر سے اٹھے گا تو ایک شکل مجسم اس کے ساتھ نکلے گی

مجالس امام حسینؑ میں شرکت کی فضیلت' میدانِ

حشر میں سیدہ فاطمہ زہراؑ کا تشریف لانا۔

مولانا عابد عسکری

عَنْ سُوَیْدِ ابْنِ غَفْلَةٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ فَوَجَدْ تُه‘ جالسًا علٰی بِسَاطٍ لَمْ اَجِدْ فِی الدَّارِ غَیْرَهٗ سوید ابن غفلہ سے منقول ہے کہ ایک روز میں جناب امیرؑ کے دولت سرا پر حاضر ہوا امام علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ ایک بوریے پر بیٹھے ہوئے ہیں اور اس کے سوا آپ کے گھر میں کچھ نہیں تھا۔ فَقُلْتُ لَه‘ یا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ مَا اَرٰی فِی الدَّارِ غَیْرَ ھٰذَ الْبِسَاط وَبِیَدِکَ الْخِلَافَةُ میں نے عرض کی مولا! آپ کے گھر میں اس بوریے کے سوا کچھ بھی نہیں ہے حالانکہ آپ بادشاہ وقت ہیں یہ سن کر امام علیہ السلام نے فرمایا اے سوید! ہم اس دارفنا کے لیے کچھ نہیں بناتے وَلَنَا دَارٌ قَدْ حَمَلْنَا اِلَیْھَا خَیْرَ الْمَتَاعِ وَنَحْنُ مُنْتَقِلُوْنَ اِلَیْھَا اے سوید! ہمارے لیے ایک گھر ہے کہ اس کے لیے ہم نے بہترین متاع مہیا کی ہے اور قریب ہے کہ اس کی طرف منتقل ہو جائیں۔

فِی الْحَدِیْثِ عَنِ الْبَاقِرِ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِذَا بَلَغَ الرَّجُلُ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً نَادٰی مُنَادٍ عَنِ السَّمَاءِ دَنَی الرَّحِیْلُ حدیث میں آیا ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب آدمی کا سن چالیس برس کا ہو جاتا ہے تو منادی آسمان سے ندا کرتا ہے کوچ کا وقت قریب آ پہنچا ہے زاد راہ درست کر لو۔ جناب امیرؑ ایک مقام پر فرماتے ہیں فَاٰهُ مِنْ فَقْدِ الزَّادِ وَطُوْلِ الطَّرِیْقِ ذوَحْشَتِھَا افسوس کہ زادراہ نہیں ہے اور سفر بہت طولانی ہے جناب امیرؑ ایسے امامؑ یہ فرماتے ہیں افسوس ہے ہماری غفلت پر کہ ہم نے کون سا زاد سفر مہیا کیا ہے جو یوں غافل بیٹھے ہیں۔

اَیُّھَا النَّاسُ فَاذْکُرُوْا اَقْرَانَکُمْ الَّذِیْنَ مَضَوْا قَبْلَکُمْ بِاَیْدٍ عَارِیَةٍ اے لوگو! یاد کرو اپنے عزیزوں اور ہم نشینوں کو کیسے خالی ہاتھ تمھارے آگے چلے گئے اور

زیر زمین پنہاں ہو گئے۔ وکیف محی التُّراب حُسنَ صُوَرِہِمْ اور ان کی صورتیں خاک نے کیسے مٹا دیں۔ وکیف اکلَ الدُّوْدُ اَلْسِنَتَہُمْ اور وہ زبانیں کہ جن سے مختلف قسم کی زبانیں بولتے تھے کیسے ان کی زبانوں کو کیڑوں نے کھا لیا۔ وضیّعتْ اَمْوَالُهُمْ دَخلَتْ مِنهُمْ مجالِسُهُمْ جو مال انھوں نے مشقتوں سے جمع کیا تھا وہ ضائع و برباد ہوا اُن کے اموال پر انھوں نے قبضہ کر لیا کہ جن کا تصرف انھیں ناگوار تھا اور ان کے مکان خالی ہو گئے۔

وَحلُّوْا بِدَارٍ لاَ یَتزاوَرُ بَیْنَهُمْ اور ایسے مکان میں ساکن ہوئے کہ وہ کسی کو دیکھ نہ سکتے ہیں اور نہ کوئی انھیں دیکھنے جا سکتا ہے اور سب ان کو دیکھنے کے لیے ترستے ہیں۔ ولا مُوْنِسُهُمْ اِلاَّ الْحسْرَةُ وَالنَّدامَةُ اب ان کا کوئی مونس و ہمدم نہیں سوائے حسرت وندامت کے۔

جناب امام جعفر صادقؑ نے اپنے اباء و اجداد طاہرینؑ سے روایت کی ہے۔ لِلْمَرْءِ الْمُسْلِم ثلاَ ثَۃُ اخِلاَّءُ یعنی مسلمان مرد کے لیے تین دوست ہیں۔ فخلیْلٌ یَقُوْلُ انَا معکَ حتّٰی تَمُوْتَ وَهُوَ مَالُهٗ فَاِذَا مَاتَ صَارَ لِلْوَرَثَةِ پس ایک دوست تو کہتا ہے کہ میں تیرے ساتھ ہوں جب تک تو زندہ ہے اور جب تو مرے' تو میں تجھ سے جدا ہو جاؤں گا وہ دوست تو اس کا مال ہے وَخَلِیْلٌ یَقُوْلُ اَنا معکَ اِلٰی بابِ قبرِکَ وَهُوَ وُلْدُهٗ اور ایک دوست کہتا ہے میں تیرے ساتھ ہوں تیری قبر تک اور وہ اس کی اولاد ہے وَخَلِیْلٌ یَقُوْلُ اَنَا مَعَکَ حَیًّا وَ مَیِّتًا وَهُوَ عَمَلُهٗ اور ایک دوست کہتا ہے کہ میں تیرے ساتھ ہوں تیری زندگی اور موت کے بعد بھی تیرے ساتھ ہوں اور وہ دوست ان کا عمل ہے۔

ابو الفضل نے جناب صادقؑ سے روایت کی ہے اِذَا بَعَثَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنَ

من قبرہ خرج معہ' مثال جب خداوند کریم مومن کو قبر سے اٹھائے گا تو اس کے ساتھ ایک شکل مجسم نکلے گی اور اس کے آگے آگے چلے گی اور عرصہ محشر میں جہاں جہاں اسے خوف ہو گا وہ شکل کہے گی۔ لَا تَحْزَنْ وَلَا تَفْزَعْ غمگین نہ ہو' فکر نہ کر اور اسے خدا کی طرف سے بہشت کی اعلیٰ نعمتوں کی مبارکباد دی جائے گی۔ حَتّٰی یَقِفَ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ جَلَّ جلاَ لَہٗ یہاں تک وہ مومن خداوند عالم کے حضور میں ٹھہرے گا فَیُحَاسِبُہ' حِسَابًا یَسِیْرًا وَیَاْمُرُبِہٖ اِلَی الْجَنَّۃِ وَالْمِثَالِ اِمَامَہ' اللہ تعالیٰ اس سے آسان حساب لے گا اور اسے جنت عطا فرمائے گا شکل وصورت مومن کے آگے آگے چلے گی اور مومن سے کہے گی رِحَمَکَ اللّٰہُ نِعْمَ الْخَارِجَ خَرَجْتُ مَعِیْ مِنْ قَبْرِیْ خدا رحمت کرے تجھ پر کہ تو کس قدر عظیم ساتھی ہے تو قبر سے مجھے بشارتیں دے رہا ہے یہاں تک کہ میں بہشت میں داخل ہو گیا ہوں۔ فَمَنْ اَنْتَ یہ تو بتلا کہ تو کون ہے؟

فَیَقُوْلُ لَہ' الْمِثَالُ اَنَا السُّرُوْرُ الَّذِیْ کُنْتَ اَدْخَلْتَہ' عَلٰی اَخِیْکَ الْمُؤْمِنِ فِی الدُّنْیَا پس وہ شکل کہے گی کہ وہ سرور وخوشی ہوں جسے تو نے داخل کیا تھا دار دنیا میں مومن کے دل میں خَلَقَنِیَ اللّٰہِ مِنْہُ لَاُسَرَّکَ اس سرور سے خدا نے مجھے خلق کیا ہے تاکہ آج میں تجھے خوش کروں۔

مومنین کرام! آپ بھی کس قدر خوش نصیب ہیں کہ فرزند زہراؑ کی مجلس میں شریک ہوتے ہیں اس سے جناب رسولؐ خدا' جناب سیدہ خوش ہوتے ہیں اور مومنین ومومنات کے حق میں دعا کرتے ہیں۔ روایت میں ہے کہ جس جگہ پر مجلس عزا منعقد ہوتی ہے تو جناب سیدہ تشریف لاتی ہیں اور ان کے ساتھ جناب خدیجہؑ آسیہؑ مریمؑ ہوتی ہیں۔ وَفِیْ یَدِھَا خِرْقَۃٌ تَمْسَحُ بِھَا دُمُوْعُ الْبَاکِیْنَ وَتَقُوْلُ کہ

اس معصومہ کونین کے ہاتھ میں رومال ہوتا ہے اس سے رونے والوں کے آنسو پونچھ کر فرماتی ہیں طُوبٰی لَکُمْ یا اَحِبَّائِیْ تَبْکُوْنَ وَتَعَزُّوْنَ عَلٰی وَلَدِیَ الْغَرِیْبِ الَّذِیْ لَیْسَ لَہٗ اَبُوَاہُ فِی الدُّنْیَا اے ہمارے ماننے والو! تم نے گھبرانا نہیں ہے' ہم اہلبیتؑ تمہارے ساتھ ہیں اور میں روز قیامت تمھیں پروردگار عالم سے بخشواؤں گی۔ چنانچہ جناب سیدہؑ کی خوشی جناب رسولؐ خدا کی خوشی ہے' خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو چودہ معصومین علیہم السلام کی رضا اور خوشنودی کو مدنظر رکھ کر زندگی گزارتے ہیں' قبر میں' حشر نشر کے وقت' قیامت کے روز ہمارے پاس جو کچھ بھی ہے شفاعت محمد و آل محمدؐ ہے۔

وہ روز عجب ہولناک ہوگا کہ کوئی کسی کے کام نہ آ سکے گا کہ ہر شخص نفسا نفسی کے عالم میں ہوگا۔ کسی کو اپنی اولاد کا بھی خیال نہ ہوگا مگر ہمارے پیارے نبیؐ کہ جنھوں نے اپنی امت پر اپنے نواسے اور اپنی دیگر اولاد قربان کی ہے وہ اس وقت بھی امتی امتی فرماتے ہوں گے۔ یعنی بارالہا! میری امت کو بخش میری امت کو بخش دے۔ غرض خلق خدا اس وقت پریشان ہوکر حضرت آدمؑ کی طرف دوڑیں گے اور کہیں گے یا نبی اللہ آپ وہ ہیں کہ خدا نے سب سے پہلے دنیا میں آپ کو بھیجا آپ ہمارے باپ ہیں۔

ہماری آج شفاعت کیجئے جناب آدم علیہ السلام فرمائیں گے کہ آج سب لوگ حضرت محمد مصطفیؐ کی خدمت میں جائیں آج کے روز انھوں نے ہی شفاعت کرنی ہے چنانچہ سب لوگ آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کریں گے اے محبوب خدا آج ہمارا کوئی مددگار نہیں ہے ہم آپ سے شفاعت کے طالب ہیں جناب رسولؐ خدا فرمائیں گے اے بندگان خدا! گھبراؤ نہیں میں تمہاری شفاعت کے لیے موجود ہوں

یہ فرما کر آنحضرتؐ ایک منبر نور پر تشریف لے جائیں گے کہ ناگاہ ایک آواز بلند ہو گی یَا اَهْلَ الْمَوْقِفِ غُضُّوا اَبْصَارَكُمْ حَتّٰى تَجُوْزَ فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءِؑ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ اے اہل محشر! اپنی آنکھیں بند کر لیں تا کہ دختر رسول جناب فاطمہ زہراؑ تشریف لا رہی ہیں ایک شخص نے امام علیہ السلام سے پوچھا کہ جس وقت جناب سیدہؑ عرصہ محشر میں تشریف لائیں گی۔ تو مردوں کا آنکھیں بند کرنا تو بجا ہے مگر عورتوں کی آنکھیں بند کرنے کی وجہ کیا ہے کہ یہ تو آپس میں محرم ہیں آہ...... آہ حضرتؑ نے فرمایا کہ وہ مظلومہ اس حالت میں آئیں گی کہ کسی کو دیکھنے کی تاب نہ ہو گی ایک ہاتھ میں اپنے باپ کے دندان شکستہ ہوں گے اور دوسرے ہاتھ میں حسن مجتبیٰؑ کا زہر آلود پیراہن ہو گا اور دوش پر خون سے رنگین امام حسینؑ کا قمیص ہو گا سر پر امامؑ علی علیہ السلام کا وہ عمامہ شریف ہو گا جب شہادت کے وقت وہ آپ کے خون سے رنگین ہوا تھا۔ آپ عرش الٰہی کی طرف متوجہ ہوں گے اور اس قدر آہ و زاری کریں گی کہ سب ملائکہ رونے لگیں گے اور تمام انبیاء و مرسلؑ گریہ و زاری کریں گے۔ جناب فاطمہ زہراؑ عرض کریں گی يَا عَدْلُ يَا حَكِيْمُ اُحْكُمْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ قَاتِلِ وَلَدِيْ اے عادل! اے انصاف کرنے والے میرے اور حسینؑ کے قاتلوں کے درمیان فیصلہ فرما اور عرض کریں گے کہ بار الہا ظالموں نے میرے پدر بزرگوار کے دندان مبارک شہید کیے۔ اے خدا جناب علی مرتضیٰؑ کو تلوار کی ضرب لگا کر شہید کر دیا گیا' میرے حسنؑ کو زہر دے کر مار ڈالا اور حسینؑ کو پس گردن کند خنجر سے ذبح کیا گیا' اس سے قبل اس غریب کا جسم تیروں' تلواروں اور نیزوں سے چھلنی ہو چکا تھا اور حسینؑ کی شہادت کے بعد ظالموں نے ان کی لاش پر گھوڑے دوڑائے اس وقت تمام اہل محشر دھاڑیں مار کر روئیں گے۔

دریائے غضب الٰہی جوش میں آئے گا۔ جبرئیلؑ امین جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں عرض کریں گے یا رسول اللہؐ! فاطمہؑ اس حال سے عرش کے نیچے تشریف لائی ہیں۔ جناب رسولؐ خدا بیتاب ہو کر منبر سے اتریں گے اور جناب فاطمہؑ سے کہیں گے اے میری بیٹی! اے میری پارہ جگر! اے فاطمہؑ! یہ فریاد رسی کا وقت ہے نہ فریاد کرنے کا یہ دعا کا وقت ہے نہ قہر الٰہی کے جوش میں لانے کا...... جناب فاطمہؑ رو کر کہیں گی اے بابا! میں اپنے حسنؑ کی مظلومانہ شہادت کو کیسے بھول سکتی ہوں میں اپنے پیارے حسینؑ کو انتہائی بے دردی کے ساتھ ذبح کیے جانے کو کیونکر بھول سکتی ہوں، کربلا میں میرے حسینؑ کے عزیزوں، ساتھیوں کو جس بے دردی کے ساتھ شہید کیا گیا، آہ میں کس طرح فراموش کر دوں، اتنے بڑے مصائب کو...... پھر بی بی عرض کریں گی رَبِّ اشْفِعْنِیْ فِیْ مَنْ بَکٰی عَلٰی مُحْصِیْبَتِیْ بار الٰہی میری ان لوگوں کے بارے میں شفاعت قبول فرما جو میری مصیبت پر روئے ہیں، جناب سیدہؑ کی آواز گریہ کو سن کر تمام ملائکہ گریہ کریں گے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ اہلبیت رسولؐ کے قاتلوں اور ظالموں کو جہنم میں ڈالے گا اور جناب امیرؑ کے ماننے والے، محمد آل محمدؐ کے غم میں رونے والوں، ماتمداروں، عزاداروں کو بہشت عطا فرمائے گا۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ شِیْعَتِهٖ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلاً وَّاٰخِرًا عَلٰی خَتْمِ الْکِتَابِ وَنُصَلِّیْ عَلٰی مُحَمَّدٍ اٰلِهِ الْاَمْجَادِ الْاَطْیَابِ وَنَدْعُوْهُ الدُّعَاءَ الْمُسْتَجَابَ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ.